اِزالۃُ الخفاء

عن خلافۃ الخلفاء

مترجم

میر محمد، کتب خانہ مرکز علم و ادب
آرام باغ، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ازالۃ الخفاء

عن

خلافۃ الخلفاء

تالیف

فخر الہند حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

مترجمہ

حضرت مولانا اشتیاق احمد صاحب دیوبندی

جلد دوم

ناشر

نور محمد کارخانہ تجارتِ کتب، آرام باغ، کراچی

Marfat.com

طابع

جاوید پریس ، کراچی

ایجوکیشنل پریس ، کراچی

قیمت

جلد دوم مجلد بارہ ۱۲ روپے

Marfat.com

فہرست مضامین اِزالۃ الخفاء (ترجمہ اُردو)

جلد دوم

مضمون	صفحہ
فصل ششم عمومات قرآن اور تعریضات قرآن کے بیان میں	۱
علم حدیث طبعی اعتبار سے پانچ فن پر منقسم ہے ہر ایک کی تفصیل	۱
حدیث مستفیض کی تعریف	حاشیہ ۲
آیات سورۃ البقرہ	۳
حدیث دارمی توریت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کی صفات کا بیان	۵
حدیث بغوی، سورہ بقر کی دو آیتیں جس گھر میں تین رات تک پڑھی جائیں گی شیطان اس کے قریب بھی نہ آئے گا۔	۶
ابد، ابدالآباد۔ ازل، ازل الآزال کی تشریح	حاشیہ ۷
ازل الآزال میں نبوت محمدیہ کا ظہور بضمن صورت محمدیہ و صور جملہ افراد امت۔ سورۂ بقر کی آخر کی دو آیتوں میں اس راز سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کیا گیا۔	حاشیہ ۷
اس پر ایک اشکال اور اس کا جواب	۸
فضائل اعمال کی دو قسمیں اور ان کی تشریح	۹
اس اعتراض کا جواب کہ عموم کے کلمات میں یہ احتمال ہے کہ دوسرے بعض افراد مراد ہوں	۱۰
اگر کوئی متعصب یہ کہے کہ یہ سب فضائل خلفاء میں ثابت تھے مگر بعض برائیوں کے ارتکاب سے باطل ہوگئے اس کا جواب	۱۱
روایت عکرمہ عمر رضی سے یہود کا جبرئیل کو اپنا دشمن بتانا وغیرہ پھر آیت مَنْ کان عدواً سنکر حضرت عمر رض کا اظہار کرنا کہ یہ گفتگو انھوں نے مجھ سے کی ہے	۱۲
حاکم کی روایت کہ میرے دو وزیر زمین پر ہیں اور دو آسمان پر۔	۱۲
حدیث بزار و طبرانی و بیہقی خیر و شر کے بارے میں جبرئیل و میکائیل میں اختلاف اور اسرافیل کے فیصلہ کا ذکر	۱۳
واتخذوا من مقام ابراہیم مصلےٰ عمر رض کی موافقات میں سے ہے	۱۳
عمر رض مقام ابراہیم کو اس کی اصل جگہ پر واپس لائے جب کہ سیلاب نے اس کو اصل جگہ سے ہٹا دیا تھا	۱۴
کتابت قرآن سب سے پہلے حضرت عثمان رض نے کی	۱۴
حدیث قدسی بروایت عمر رض کہ جس کو میری یاد مجھ سے سوال کرنے سے غافل کردے میں اس کو مانگنے والوں سے زیادہ دوں گا	۱۶
صہیب رومی کا ام رومان زوجہ صدیق اکبر رض سے یہ معلوم کرتے ہی کہ حضرت ابوبکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے ہیں سفر ہجرت شروع کر دینا اور ان کے پاس پہنچ جانا۔	۱۷
روایت ابوبکر صدیق کہ جس قوم نے جہاد ترک کیا اللہ تعالےٰ نے ان پر عذاب عام کر دیا۔	۱۸
روایت حسن کہ حضرت عمر رض نے اپنی بیٹی حفصہ سے پوچھا کتنے زمانہ تک عورت مرد سے جدا رہ سکتی ہے۔	۱۸
روایت عمر رض کہ میں اپنے نفس کو جماع پر صرف اس لئے مجبور کرتا ہوں کہ مجھ سے کوئی بچہ پیدا ہو جائے جو اللہ کی تسبیح کیا کرے۔	۱۸
بعض علماء یہود کا عمر رض کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر باہم گفتگو کرنا کہ یہ ہے کا قلعہ ہیں اکوہ دعا مستجاب کیا گئی جو جز قبل کو دی گئی تھی حضرت عمر کا ان سے آں گفتگو	۱۹

Marfat.com

قرآن کی اعظم واعدل اور ارجیٰ آیات کا بیان از ابن مسعودؓ	۲۰
ابو درداؓ کی روایت اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر الخ	۲۰
آیت ایود احدکم ان تکون لہ جنۃ الخ کے نزول کے بارے میں حضرت عمرؓ کا اصحاب سے سوال کرنا اور جواب میں بعض کے اللہ اعلم کہنے کو ناپسند کرنا	۲۰
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا صدقہ لانے کا حکم دینا اس پر حضرت عمرؓ کا اپنے مال کا نصف مزدوروں کے سروں پر رکھوا کر لانا اور ابو بکرؓ کا کل مال لے آنا اور سراً آپ کی خدمت میں پیش کرنا	۲۲
اس امر کا بیان کہ سفر میں اگر اونٹ کی مہار ہاتھ سے چھوٹ جاتی تو اس کو ابو بکرؓ خود اٹھاتے اور کسی دوسرے سے اٹھانے کیلئے نہ فرماتے	۲۲
عبد اللہ بن عمر کسی سے سوال نہ کرتے اور جب انکو دیا جاتا رد نہ کرتے سالم بن عبد اللہ کا اسکی وجہ بیان کرنا	۲۳
شح کی تعریف اور شح و بخل کا فرق	حاشیہ ۲۳
ابو بکرؓ کی روایت کہ جو شخص یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ اسکی دعا کو سنے اور اسکی مصیبت کو زائل کرے تو اس کو چاہیئے کہ تنگدست مقروض کو مہلت دے اور اس سے کچھ چھوڑ بھی دے	۲۳
آیات سورۂ آلِ عمران	۲۴
خلافت خاصہ کی حقیقت بیان کرنے والی آیات اور انکی تشریح	۲۴
آیات ان فی خلق السموات الخ (۳ : ۱۹۰ - ۱۹۵) مہاجرین اولین کے فضائل میں نازل ہوئیں	۲۴
غزوۂ بدر کبریٰ اور غزوۂ بدر صغریٰ کا بیان	حاشیہ ۲۴
مکہ پر حملہ کی تیاری کے زمانے میں حاطب بن ابی بلتعہ سے لغزش	حاشیہ ۲۸
بصرے کے رہنے والے ایک شخص صبیغ کو جس نے متشابہات قرآن کے بارے میں لوگوں سے سوالات کر کے فتنہ پھیلانا شروع کیا تھا حضرت عمر کا بلا کر پیٹنا وغیرہ	۲۹
مسئلہ خلق قرآن پر ایک اجمالی بیان	۲۹
ایک شخص کا عمر بن الخطابؓ سے یہ سوال کرنا کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق	۳۰
خلافت راشدہ کے مکملات میں سے ہے کہ امت پر آنیوالی بلائیں اسکی علامے وقع ہوں۔	۳۱
کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کے مخاطب خواص صحابہ ہیں بقولۂ عمرؓ	۲۱
گناہ پر اصرار کا مطلب	۳۲
حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے کہ ابو بکر امیر الشاکرین ہیں	۳۳
ایک تفسیری نکتہ ایک شے کو یاد دلایا جاتا ہے دوسری شے کے ذکر سے	۳۳
فنحاص یہودی کا یہ کہنا کہ تمہارا رب فقیر ہو گیا اس پر ابو بکرؓ کا اسکو مارنا وغیرہ	۳۴
غزوۂ حمراء الاسد کا ذکر	حاشیہ ۳۵
آیات سورۂ نساء	۳۷
زیدؓ بن ثابت کا قول کہ عرب اخوین کو بھی "اخوۃ" کہتے ہیں	۴۰
یہ ارشاد کہ زید بن ثابت میری امت کا بڑا ماہر فرائض ہے بڑا معجزہ ہے	حاشیہ ۴۱
قول عمر کہ پھوپھی کا حال عجیب ہے مورث بنتی ہے وارث نہیں بنتی	۴۱
جس نے فرائض میں سب سے پہلے عول کا طریقہ نکالا حضرت عمر تھے	۴۲
عمرؓ کا مہروں میں مبالغہ کرنے سے عورتوں کو منع کرنا اور ایک عورت کا اس پر معارضہ کرنا اور آپ کا اعتراف کرنا کہ ایک عورت مجھ پر غالب آگئی	۴۳
حضرت عمر کا خطبہ میں بیان کرنا کہ نکاح متعہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے	۴۴
متعہ کے معنی اور اسکی حلت و حرمت پر مختصر نوٹ	حاشیہ ۴۴
قول عمر کہ قیامت کے قریب سب سے پہلے امانت اٹھائی جائے گی اور باقی رہنے والی چیزوں میں سے آخری چیز نماز ہو گی	۴۶
حضرت عمرؓ کا ایک منافق کو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر راضی نہ ہوا تھا قتل کر دینا۔	۴۷
سفر میں نماز کے قصر کا حکم کفار سے اندیشہ کی بنا پر ہوا تھا لیکن جب پورا امن ہو گیا تو یہ حکم کیوں نہیں بدلا حضرت عمر کی طرف سے اسکا جواب	۴۸
گناہ سے استغفار کا طریقہ	۴۸
حضرت عمر کا دیکھنا کہ ابو بکر اپنی زبان کھینچ رہے ہیں اور اسی مکالمہ	۴۸

Marfat.com

من یعمل سوءً یجزبہ سنکر حضرت ابوبکر کا برا حال ہو جانا اور آنحضرت کا تسلی دینا ۴۹

آیات سورہ مائدہ ۵۱

اللہ تعالیٰ کا یہ خبر دینا کہ ایک جماعت کلمہ اسلام پڑھنے والوں کی مرتد ہو گی اور وعدہ فرمایا کہ محبین اور محبوبین کی ایک جماعت کو جنکی الیسی اور الیسے صفات ہونگی ہم لائینگے ۵۲

آیت الیوم اکملت لکم دینکم کے نزول پر عمرؓ کے رونے کا ذکر الخ ۵۳

فتح مکہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا موزوں پر مسح کرنا اور عمرؓ کا اسکے بارے میں استفسار کرنا ۵۳

حضرت علیؓ کا اور ابن مسعودؓ و حسنؓ و حسینؓ کا وارجلکم کو بفتح لام پڑھنا اور فرمانا کہ یہ عرب کے اسلوب میں سے ہے۔ ۵۳

عائشہؓ کا قول کہ ابوبکرؓ نے میرے اتنے زور سے مکا مارا کہ مجھے موت کا مزا آگیا کہ میں نے ہار کی وجہ سے سفر رکوا کر لوگوں کو پریشان کر دیا ۵۴

یہود بنی نضیر کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکے سے قتل کرنے کا منصوبہ بنانا اور آپ کا بچ کر نکل جانا ۵۵

حضرت عمرؓ کا سُحت کی تشریح فرمانا نیز حضرت علیؓ کا ارشاد حاشیہ ۵۵

عمرؓ کا مدعی و مدعا علیہ کو دو مرتبہ سامنے کھڑا کر کے لوٹا دینا پھر تیسری مرتبہ بلا کر فیصلہ کرنا اور دو مرتبہ لوٹانے کی وجہ بیان کرنا ۵۶

ابو موسیٰ کا اپنے کاتب کے حق میں بوجہ اس کے نصرانی ہونے کے مسجد میں داخل ہونے سے عذر کرنا اور نصرانی کاتب رکھنے پر حضرت عمرؓ کا ناراض ہونا۔ ۵۶

قتادہ کا قول ہے کہ تمام عرب میں مکہ بجز تین شہروں یعنی مکہ و مدینہ اور جواثا کے ارتداد پھیل گیا تھا۔ ۵۶

قتادہ کا قول کہ ہم آپس میں گفتگو کیا کرتے تھے کہ فسوف یأتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ سے ابوبکر اور ان کے اصحاب مراد ہیں ۵۷

عمر بن الخطاب کا دعا کرتے رہنا کہ ہمارے لئے شراب کے بارے میں شافی بیان نازل کر دیجئے اسکے بعد مختلف آیات کے نزول کا ذکر ۵۸

شراب کے ام الخبائث ہونے کی تائید میں حضرت عثمانؓ کا ایک عابد کا قصہ بیان کرنا جو ایک بدکار عورت کے ساتھ مبتلا ہو گیا ۵۹

شرابخوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہاتھوں سے جوتوں سے یا لاٹھیوں سے پیٹے جاتے تھے ابوبکرؓ نے مشورہ سے تما چالیس کوڑے مقرر کیے ۵۹

حضرت عمرؓ کا محرم کے اوپر ہرن کے شکار کرنے کی جزا بمشورہ عبدالرحمٰن ابن عوف ایک بکری تجویز کرنا مشورہ کرنے پر جنایت کرنیوالے کا اعتراض اور آپ کا جواب ۶۱

ابوذرؓ کی روایت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نماز میں ایک ہی آیت بار بار پڑھتے رہے پھر اسکے بارے میں آپ سے سوال کرنا ۶۳

آیات سورۃ الانعام ۶۴

آیت لایضرکم من ضل اذا اہتدیتم کا مطلب عبداللہ بن مسعود کی طرف سے حاشیہ ۶۴

فطری علوم اجمالیہ کا مفہوم حاشیہ ۶۵

محدثیت کے معنی حاشیہ ۶۷

سعد بن ابی وقاصؓ کی روایت کہ مشرکین نے ہم سے فلاں فلاں کے نکالنے کا مطالبہ کیا تھا جس پر آیت ولا تطرد الذین الخ نازل ہوئی ۶۹

حضرت عمرؓ کا ام کلثوم بنت علی سے نکاح کی وجہ کا لوگوں سے بیان کرنا ۶۹

حضرت عمرؓ کا حرج کے را پر زبر پڑھنا اور بنی کنانہ کے چرواہے سے اس کے معنی کی تصدیق کرانا ۷۰

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مع علیؓ و ابوبکرؓ منیٰ میں پہنچ کر تبلیغ اسلام کرنا اور مفروق بن عمرو، ہانی بن قبیصہ، مثنی بن حارثہ اور نعمان بن شریک کو دعوت دینا اور ان کا قبول کرنا ۷۱

حدیث ابن عباس کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اس امت میں ایسی قوم ہو گی جو رجم کا اور دجال کے ظہور کا اور سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کا اور عذاب قبر کا اور شفاعت کا انکار کریگی وغیرہ ۷۲

آیات سورۃ الاعراف ۷۳

موسیٰ علیہ السلام کی درخواست اکتب لنا فی ہذہ الدنیا الخ کا مفہوم ۷۳

عمرؓ کا ایک اونٹنی کو اللہ کی راہ میں دینا، پھر اسکی نسل میں سے کوئی بچہ خریدنے کا ارادہ کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منع فرمانا ۷۵

قول عمرؓ ایک شخص کے مسرف بننے کے لیئے کافی ہے کہ جس چیز کی خواہش ہو اسکو کھانے لگے ۷۶

عمرؓ کے مجروح ہونے پر کعب احبار کا رونا اور کہنا کہ اگر امیر المؤمنین دعا کریں تو اللہ تعالیٰ موت کو مؤخر کر دے گا وغیرہ ۷۶

آیات سورۃ الانفال ۷۹

جنگ بدر کے موقع پر شیخین کی صیابت رائے کا ظہور ۸۲

Marfat.com

جنگ بدر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مستقبلِ قبلہ ہوکر دعا کرنا اور ابو بکر کا قبولیت کی بشارت دینا	۸۴
اُساریٰ بدر سے فدیہ قبول کرنے کا واقعہ	۸۵
فرشتے کے کوڑے سے جنگ بدر میں ایک مشرک کے قتل کا بیان اور آنحضرتؐ کا فرمانا کہ یہ تیسرے آسمان کا فرشتہ تھا	۸۶
سوس اور جندی شابور کے خمس سے بطیب خاطر حضرت علی نے اپنی دستبرداری کا قصہ بیان کیا حضرت عباس کے خلاف کا ذکر	۸۸
خمس کے خمس میں اہل بیت کا حصہ لگانے کی حکمت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طریق	۸۸
جس دسترخوان پر شراب پی جاتی ہو اس پر کھانا کھانے کی ممانعت	۸۹
آیات سورۃ التوبہ	
"ثانی اثنین" پر ایک مختصر مقالہ	حاشیہ ۹۲
سابقون واوّلون سے کیا مراد ہے	۹۴
مثانی مئین اور سبع طوال کی تشریح	حاشیہ ۹۶
ابو بکرؓ کو امیر الحج بنانا اور ان کے پیچھے رسول اللہ صلعم کا علیؓ کو سورۂ براءۃ دیکر بھیجنا	۹۸
بعض رواۃ سے جو کہا ہوئی جو یہ کہتے ہیں کہ ابو بکر صدیق کو امارت حج سے واپس لوٹایا تھا۔ تحقیق واقعہ	۹۸
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ سنکر کہ ایک اعرابی نے ان اللہ بری من المشرکین و رسولُہ کو رسولِہ پڑھا اور کہا کہ اگر اللہ اپنے رسول سے بیزار ہوگیا تو میں بھی رسول سے بیزار ہوا۔ اس کو بلانا اور حکم نافذ کرنا کہ وہی شخص قرآن پڑھائے جو عالم لغت ہو اور پھر ابو الاسود کو حکم دیا انہوں نے علم نحو ایجاد کیا۔	۱۰۰
مجوس کے ساتھ وہ برتاؤ کرنے کا حکم جو اہل کتاب کیسا تھ کیا جاتا ہے	۱۰۱
جس مال کی زکوٰۃ ادا ہوتی رہے وہ اگر زمین میں گاڑ کر رکھا گیا ہے پھر بھی کنز نہیں ہے۔	۱۰۱
ابو بکر رضی اللہ عنہ کا عازب سے سفر حج کی سرگزشت بیان کرنا	۱۰۲
حضرت عمر کا ضبہ بن محصن سے اس رات کی سرگزشت سنانا جسمیں ابو بکر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غارِ ثور میں لے گئے تھے اور اس دن کا حال بیان کرنا جسمیں بعد وفات رسول اللہ صلعم آپ سے مرتدین کے مقابلہ پر غایت استقامت کا ظہور ہوا	۱۰۴
ابو بکرؓ کا یہ ارشاد کہ غار والی رات کے بعد میرے دل میں کسی چیز کا خوف داخل نہیں ہوا۔	۱۰۵
عمرو بن حارث کی روایت کہ ابو بکرؓ آیت اذ یقول لصاحبہ لا تحزن سنکر رونے لگے اور فرمایا کہ واللہ وہ آپ کا صاحب میں ہی تھا	۱۰۶
انسؓ کی روایت کہ مدینہ کے راستہ میں لوگ ابو بکرؓ سے پوچھتے تھے کہ تمہارے آگے یہ کون ہے	۱۰۷
فانزل اللہ سکینتہ علیہ کی تفسیر علیٰ ابی بکر ہے	۱۰۷
ذو الخویصرہ تمیمی کا تقسیم صدقات کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گستاخانہ خطاب کرنا اور آپ کا حضرت عمرؓ کو اس کے قتل سے منع کرنا اور اس کے ہم مشرب لوگوں کا حال بیان فرمانا اور جو ان میں نمایاں شخص ہوگا اسکا حلیہ ظاہر فرمانا پھر ابو سعید خدری کی شہادت کہ علیؓ کا مقابلہ کرنیوالوں میں اسی صفت کے ایک شخص کی لاش کا میں نے مشاہدہ کیا ہے	۱۰۸
عمر رضی اللہ عنہ کا ایک یہودی جو نابینا ہو گیا تھا بیت المال سے وظیفہ مقرر کردینا اور یہ فرمانا کہ انما الصدقات للفقراء میں فقراء سے معذورین اہل کتاب مراد ہیں۔	۱۰۹
ایک منافق کا ابو درداءؓ کی توہین کرنا اور اطلاع ہونے پر عمرؓ کا اسکو کپڑے کا گلا گھونٹنا اور کھینچکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لانا	۱۱۰
عمر رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو عبداللہ بن ابی منافق پر نماز جنازہ اور استغفار سے روکنے کی کوشش کرنا اور اپنی جرأت پر تعجب کا اظہار کرنا	۱۱۱
والسّٰبقون الاوّلون من المھٰجرین والانصار الآیہ میں عمر رضی اللہ عنہ کا اُبی بن کعب کی قرارت کی طرف رجوع کرنا	۱۱۲
محمد بن کعب قرظی کا آیت قرآن سے یہ ثابت کرنا کہ تمام صحابہ مغفور ہیں	۱۱۲
عمر رضی اللہ عنہ کا جمع قرآن کا عزم کرنا اور اعلان کرنا کہ جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن کا کچھ حصہ حاصل کیا اس کو ہمارے پاس لے آئے اور جو حصہ لایا جاتا تھا اس پر دو گواہ کی شہادت لیجاتی تھی	۱۱۳
جمعِ قرآن کے دوران میں حضرت عمرؓ کی شہادت ہوگئی اسکے بعد عثمانؓ نے ویسا ہی اعلان کیا اور وہ دو گواہوں کی شہادت کے بعد قبول کرتے تھے	۱۱۴
خزیمہ بن ثابت کا آکر عثمانؓ سے یہ کہنا کہ تم نے دو آیتیں ترک کر دیں ان کو نہیں لکھا یعنی لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ الخ حضرت عثمان نے خزیمہ کے مشورے سے ان کو سورۂ براءۃ کے آخر میں لکھا	۱۱۴

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی لکھی ہوئی تحریر سے نقل کرنے سے مقصد رسم الخط کو دیکھنا اور اسکے مطابق نقل کرنا تھا۔ — حاشیہ ۱۱۳ و ۱۱۴

جو لوگ آپس میں اللہ کے واسطے محبت کرتے ہیں بغیر مال اور نسب وغیرہ کے ان پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کرتے ہیں — ۱۱۶

آیات سورۂ ہود

افمن کان علی بینۃ من ربہ میں بینہ سے خیر و شر کا علم اجمالی مراد ہے — ۱۱۷

جب نوح علیہ السلام کی کشتی کوہ جودی پر ٹھہر گئی تو اس سے پہاڑ پر اترنے کے بعد زمین کا حال معلوم کرنے کے لیے کوّے اور کبوتر کو بھیجنے کا قصہ — ۱۱۸

ایسے شخص کے متعلق جو عورتوں کی طرح اپنے سے مقاربت کراتا تھا ابوبکر صدیقؓ کا بمشورہ صحابہ آگ سے پھونک دینے کا حکم حضرت خالد کو بھیجنا پھر عبداللہ ابن الزبیرؓ اور ہشام کا بھی ایسے لوگوں کے ساتھ یہی معاملہ کرنا — ۱۱۹

ابوالیسر کا ایک گناہ میں مبتلا ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرنا اور سخت پشیمان ہونا۔ اس پر آیت اقم الصلوٰۃ الخ (۱۱:۱۱۴) کا نازل — ۱۲۰

قول عثمانؓ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ میں حسنات سے مراد پانچوں وقت کی نمازیں ہیں اور الْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ سے مراد لا الٰہ الا اللہ، سبحٰن اللہ اور اللہ اکبر اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ ہے — ۱۲۰

آیات سورۂ یوسف — ۱۲۱

حضرت عمرؓ کا یہ بیان کہ میں یہود سے توریت کا ایک حصہ لکھوا کر لایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا تو آپ ناراض ہو گئے پھر عمرؓ نے معافی چاہی۔ — ۱۲۳

کوفہ میں ایک شخص کتب دانیال پڑھا کرتا تھا اس کو حضرت عمرؓ نے بلا کر درّے مارے اور اس کو ہدایت کی کہ اس سب کو جلا دے — ۱۲۳

عمرؓ کا ایک شخص کو لیسجننہ پڑھتے ہوئے سننا اور اسکو بتانا کہ لیسجننہ پڑھے اور ابن مسعودؓ کو ہدایت بھیجنا کہ لوگوں کو قرآن لغتِ ہذیل پر نہ پڑھائیں بلکہ لغتِ قریش پر پڑھائیں۔ — ۱۲۴

ایک شخص کا عمرؓ سے اپنا تعارف "ابن الاخیار" سے کرانا۔ آپ کا فرمانا کہ کیا تو یوسف بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم ہے؟ الخ — ۱۲۴

عمرؓ کا ابوہریرہ کو بحرین پر عامل بنانا اور پھر برخاست کرنا اور بار بار ... عمر کا تاوان ڈالنا پھر اس کے بعد کسی جگہ عامل بنانے کیلئے بلانا تو انکا [illegible] اور معذرت کرنا — ۱۲۴

آیات سورۃ الرّعد — ۱۲۵

"حسنیٰ" ایسا کلمہ ہے جو تمام خیرات یعنی نعمتوں پر حاوی ہے — ۱۲۶

تذکّر کے معنی ہیں نصیحت قبول کرنا اور علم حق سے مہذب ہونا اور وہ بغیر عمل کی صحت کے میسّر نہیں ہوتا — ۱۲۷

ہر انسان کے ساتھ فرشتوں کی تعداد کا بیان — ۱۲۸

شرکِ خفی کا چیونٹی کے پاؤں کی آواز سے بھی زیادہ مخفی ہونا — ۱۳۰

شرکِ خفی وجلی سے بچانے والی دعا اللّٰھم انی اعوذ بک من ان اشرک بک شیئًا وانا اعلم بہ الخ — ۱۳۱

درخت طوبیٰ کی تعریف — ۱۳۱

مسلمان اور منافق کے نظریات کا فرق — ۱۳۲

حضرت عمرؓ کے اسلام قبول کرنے کے بارے میں زُہری کی ایک روایت — ۱۳۲

آیات سورۃ ابراہیم — ۱۳۳

عدی بن حاتم کی روایت مثل کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ کی تفسیر میں — ۱۳۵

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمرؓ سے منکر نکیر کی صورت اور مردہ کو خوف زدہ کرنے کا ذکر کرنا اور عمرؓ کا یہ دریافت کرنا کہ میرا یہی حال ہوگا جواب ہے یا دوسرا؟ آپ کا فرمانا کہ یہی حال ہوگا تو عمرؓ کا کہنا کہ انشاء اللہ میں ان سے نمٹ لوں گا۔ — ۱۳۶

عمرؓ کا دو خاندانوں بنو المغیرہ اور بنو امیّہ کو افجران من قریش فرمانا یعنی دو بدکردار خاندان قریش میں کے۔ — ۱۳۶

آیات سورۃ الحجر — ۱۳۷

اللہ تعالیٰ کا وعدہ کہ وہ قرآن کو تغیّر و تبدّل اور نسیان سے محفوظ رکھے گا اور اسکا مطلب — ۱۳۷

بنو تمیم و بنو عدی و بنو ہاشم میں اسلام سے پہلے کینہ تھا وہ اللہ نے محبت سے بدل دیا حضرت علی کا ابوبکر کے پہلو کو اپنے ہاتھ سے سینکنا۔ — ۱۳۸

بعض سورتوں کو مثانی کہنے کی توجیہ ضحاک کی طرف سے — ۱۳۸

آیات سورۃ النّحل — ۱۳۸

مہاجرین اولین کو دنیا میں "حسنہ" مل جانے سے آخرت کے اجر عظیم پر استدلال — ۱۴۱

Marfat.com

رسول اللہ کا ارشاد کہ جس نے اللہ کے سامنے عاجزی کی وہ اسکو سربلند کریگا اور جس نے تکبر کیا وہ اسکو ذلیل کردیگا ۱۴۱

علی تخوف کے معنی کی تحقیق عمر رض کی جانب سے اور ایک اعرابی کے قول سے اس کی تائید۔ شاہ صاحب کی طرف سے توضیح مزید ۱۴۲

آیات سورۃ بنی اسرائیل ۱۴۳

دعوت الی الحق کے لیے کلام میں نرمی اور تحمل ضروری ہے ۱۴۴

ام ہانی کی روایت لیلۃ الاسراء کے متعلق تفصیلات "

قریش کی ایک جماعت سے جن میں مطعم بن عدی اور عمرو بن ہشام اور ولید بن مغیرہ تھے لیلۃ الاسراء کی سرگذشت بیان کرنا اور مطعم وغیرہ کا انکار اور تکذیب کرنا، حضرت ابوبکر رض کا مطعم کو جھڑکنا اور آپ کی تصدیق کرنا پھر آپ کا بیت المقدس کا نقشہ بیان کرنا اور قریش کے قافلوں کا حال بتانا وغیرہ ۱۴۶

بیت المقدس پہنچکر حضرت عمر رض کا اسی جگہ نماز پڑھنا جہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ ۱۴۸

عائشہ رض کی روایت کہ لیلۃ الاسراء کے حالات سنکر بہت سے لوگ مرتد ہونے لگے تھے۔ ابوبکر رض نے ان لوگوں کو سمجھایا اور آپ کی تصدیق کرتے رہے۔ اسی وقت سے ابوبکر رض کو صدیق کہا جانے لگا۔ ۱۴۸

توسیع مسجد نبوی کے لئے عمر رض کا عباس رض سے ان کا مکان لینے کی کوشش کرنا اور ان کا انکار پھر عباس رض کا خود اس کو مسجد میں شامل کردینا ۱۴۹

بیت المقدس کی تعمیر کا واقعہ ۱۵۰

سلیمان کا حق تعالےٰ سے تین باتوں کا سوال کرنا اور ان کی دعا کا مقبول ہونا ۱۵۱

نیا کپڑا پہنکر کیا کلمات کہے جائیں۔ ۱۵۱

شام کے ایک قاضی کا حضرت عمر سے اپنا خواب بیان کرنا اور آپ کا اس کو سنکر قاضی کو معزول کردینا۔ ۱۵۱

بعد شہادت عثمان رض کے عبداللہ بن عباس کا علی رض کو مشورہ دینا کہ تم خلافت سے الگ رہنا ۱۵۲

عمر رض کا چوپاؤں کے منہ پر مارنے سے منع کرنا کہ وہ خدا کی تسبیح کرتے ہیں ۱۵۲

ابوبکر کا ارشاد کہ جو شکار پکڑا جاتا ہے اور درخت کاٹا جاتا ہے اس کی تسبیح ضائع ہوجاتی ہے۔ ۱۵۲

سورۂ تبت کے نزول کے بعد ابولہب کی بیوی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں آنا اور آپ کا اس کو نظر نہ آنا اور اس کا ابوبکر رض کی مدح کرنا ۱۵۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں حکم بن ابی العاص کی اولاد کو اپنے منبر پر بندروں کی طرح اچھل کود کرتے دیکھنا ۱۵۳

الشجرۃ الملعونۃ کی تفسیر حکم اور اس کی اولاد ہے ۱۵۳

عمر رض نے لدلوک الشمس کی تفسیر لزوال الشمس کی ۱۵۳

سلطانا نصیرا کی تفسیر از عمر بن الخطاب رض آپ کا یہ قول کہ قرآن میں اس سے زیادہ باعظمت کلمہ کوئی نہیں لایا گیا ۱۵۳

قراءت میں ابوبکر رض کا پست آواز اور عمر رض کا بلند آواز رکھنا۔ دونوں کا اپنا اپنا خیال بیان کرنا۔ پھر بعد نزول آیہ ولا تجہر بصلوتک عمر کا آواز کو نیچا اور ابوبکر رض کا اونچا کرنا ۱۵۴

آیات سورۃ الکہف ۱۵۴

مالدار لوگوں کے ساتھ اتنی ہی مجالست رکھو جتنی دعوت تبلیغ کے لئے ضروری ہو ۱۵۵

باقیات الصالحات سے ذکر اللہ مراد ہے ۱۵۵

کسی کا نام "ذوالقرنین" سنکر حضرت عمر رض کا ارشاد کہ فرشتوں کے ناموں کے بارے میں کیا ارادہ ہے ۱۵۶

آیات سورۃ مریم ۱۵۶

حسب کی بہتری اور جاہ کی زیادتی اور اعوان وانصار کی کثرت فضیلت کا مدار نہیں ہیں ۱۵۹

قیصر روم کا عمر بن الخطاب کو لکھنا کہ ہمارے ایلچی بیان کرتے ہیں کہ آپ کے یہاں ایک ایسا درخت ہوتا ہے جسکی ایسی اور ایسی صفات ہیں اور عمر رض کا جواب ۱۶۰

دو شخصوں کا غسل کرتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھنے پر عمر رض کا اظہار ناپسندیدگی ۱۶۰

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روایت دعاء عہد نامہ اللہم فاطر السموات

Marfat.com

والارض عالم الغیب والشہادۃ ہو الرحمٰن الرحیم انی اعہد الیک الخ کے متعلق ۱۶۱

آیاتِ سورۂ طٰہٰ ۱۶۱

موسیٰ علیہ السلام کا حق تعالیٰ سے ان چیزوں کو طلب کرنا جن کے بغیر نبوت کے کاموں کو سرانجام نہیں دیا جا سکتا انکا مفصل بیان ۱۶۲

انس رضؓ کی روایت سے عمر رضؓ کے اسلام لانے کا مفصل واقعہ ۱۶۳

آیاتِ سورۃ الانبیاء ۱۶۵

ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا الخ (۲۱: ۱۰۵) میں لفظ ارض سے مرادِ باری تعالیٰ پر شاہ صاحبؒ کی تحقیق ۱۶۵

بخت نصر کا خواب دیکھکر بھول جانا پھر کا ہنوں سے خواب اور اسکی تعبیر دریافت کرنے کا قصہ بروایت ابن عباس رضؓ ۱۶۵

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر صحابہ کو حضرت ابوبکر رضؓ کا سنبھالنا ۱۶۷

علی رضؓ کا قول کہ ان الذین سبقت لہم (۲۱: ۱۰۱) عثمان رضؓ اور انکے اصحاب ہیں ۱۶۸

آیات سورۃ الحج ۱۶۸

ابو عبید بن عمر۔ حضرت عمر رضؓ کی ایک قافلہ سے ملاقات۔ ہیر پھیر کی باتوں سے جو آپ سے ایک نوجوان نے کی تھیں ناپسندیدگی کا اظہار ۱۷۱

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مواخاۃ کرنا حضرت ابوبکر و عمر رضؓ اور حضرت عثمان و عبد الرحمٰن بن عوف اور طلحہ و زبیر وغیرہم اصحاب کے درمیان اور ہر ایک کے حق میں کچھ کلمات ارشاد فرمانا ۱۷۳

علی رضؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمانا کہ میں نے تم کو صرف اپنی ذات کے لئے پیچھے رکھا ہے تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ کیلئے ہارون تھے الخ ۱۷۵

حضرت علی رضؓ کے سوال پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وراثتِ انبیاء کی تشریح کرنا ۱۷۶

آیات سورۃ المومنون ۱۷۶

نزولِ وحی کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کے قریب مکھیوں کی بھنبھناہٹ جیسی آواز کا مسموع ہونا ۱۷۷

ظاہری تواضع کی مذمت جب دل میں نفاق ہو ۱۷۸

عبداللہ بن زبیر رضؓ کا نماز میں گڑی ہوئی لکڑی کی طرح کھڑا ہونا۔ ابوبکر رضؓ کا معمول بھی اسی طرح ہونا ۱۷۸

حضرت ابوبکر رضؓ کا ام رومان رضؓ (والدۂ عائشہ) کو نماز میں ادھر ادھر ہلنے کی وجہ سے سختی کے ساتھ ڈانٹنا اور یہ فرمانا کہ عبادت میں اس طرح ادھر ادھر جھکنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کے جھکنے کے مشابہ فرمایا ہے۔ ۱۷۸

ایک عورت کا اپنے غلام سے مباشرت کرنا۔ اس پر عمر رضؓ کا فیصلہ ۱۷۸

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ولقد خلقنا الانسان سے خلقاً آخر (۲۳: ۱۲ تا ۱۴) سنکر عمر رضؓ کا بیساختہ فتبارک اللہ احسن الخالقین کہنا اور آنحضرتؐ کا فرمانا کہ واللہ یہ آیت اسی پر ختم ہوئی جو تم نے کہا۔ ۱۷۹

حضرت عمر رضؓ کا سراقہ بن مالک کو کسریٰ بن ہرمز کے کنگن بخش دینا ۱۷۹

ارشادِ نبوی کہ ہر حسب ونسب قیامت کے دن ٹوٹ جائے گا بجز میرے سبب ونسب کے ۱۷۹

نماز میں پڑھنے کے لئے حضرت ابوبکر رضؓ کو اس دعا کی تعلیم اللّٰہم انی ظلمت نفسی ظلماً کثیراً الخ ۱۸۰

آیات سورۃ النّور ״

اگر کوئی شخص زید کو دکھ پہنچائے اور اس وجہ سے زید اس پر اپنا مال خرچ نہ کرے تو وہ بالاتفاق گنہگار نہیں ہوگا ولا یأتل کا حکم ابوبکر رضؓ کے لئے خاص ہے۔ ۱۸۱

اولئک مبرؤن الخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و صدیق اکبر رضؓ اور حضرت عائشہ رضؓ و صفوان بن معطل سب کے داخل ہونے کی توضیح ۱۸۱

تہمت لگانے والوں کی توبہ یہ ہے کہ وہ اپنے نفسوں کو خود کاذب قرار دیں ۱۸۲

مغیرہ بن شعبہ رضؓ پر تہمت کے سلسلہ میں ابوبکرہ کا اپنی تکذیب سے انکار کرنا اور اس وجہ سے عمر رضؓ کا کبھی ان کی شہادت قبول نہ کرنا ۱۸۲

حضرت عائشہ رضؓ کا ان واقعات کو بیان کرنا جو ان کی بے گناہی کے نازل ہونے کے وقت گھر کے اندر پیش آئے تھے ۱۸۲

ابوبکر رضؓ کا مسطح کی امداد سے دست کش ہو جانا اور بعد نزولِ آیت ولا یأتل اولوا الفضل منکم پھر جاری کر دینا ۱۸۳

نکاح کرنے کے بعد غنی ہو جانا ۱۸۴

روغن زیتون کی فضیلت ۱۸۵

تقریباً بیس سال مسلمانوں کا شب و روز ہتھیار بند رہنا اور آپ کا ایسے زمانے کی خبر دینا جب کہ کوئی خوف باقی نہ رہے گا اور اسکا ظہور ۱۸۵

Marfat.com

آیات سورہ فرقان ۱۸۶

قرآن مجید فرضی شبہات پر کلام نہیں کرتا اور سوالات مقدرہ اور احتمالات بعیدہ پر متوجہ نہیں ہوتا۔ فریق اہل نجات اور فریق اہل ضلالت کی جو صفات بالمقابل ذکر کی گئی ہیں وہ سب وہی ہیں جو اس وقت فریقین میں موجود تھیں ان کی تفصیلات ۱۸۷

ہشام بن حکیم کے ساتھ سورۂ فرقان کی قراءت پر حضرت عمر کا جھگڑنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھینچ کر لانا۔ ۱۸۸

"صہر" سے مراد اختان ہیں یعنی داماد۔ ختن کے معنی حاشیہ ۱۸۹

آیات سورہ شعراء ۱۸۹

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حسان بن ثابت کو قریش کی لڑائیوں اور ان کے حسب کا علم حاصل کرنے کے لئے ابوبکرؓ سے ملنے کی ہدایت کرنا ۱۹۱

ابوبکرؓ کا وصیت تحریر کرنا عمرؓ کی خلافت کے لئے ۱۹۱

آیات سورۃ النمل ۱۹۱

آیات سورۃ القصص ۱۹۲

آیات سورہ عنکبوت ۱۹۴

اول جن لوگوں نے اسلام ظاہر کیا سات تھے ۱۹۶

سب سے پہلے حضرت عثمانؓ کا مع اپنی زوجہ حضرت رقیہ کے حبشہ کی طرف ہجرت کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ لوط اور عثمان و رقیہ کے درمیان کوئی مہاجر نہیں ہوا ۱۹۷

مکڑیوں کا دہانِ غار پر جالا تننا ۱۹۷

عمرؓ کا اہل کتاب سے کتاب کا ایک حصہ لکھوا کر لانا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنانا اور آپ کی ناراضی پر ایک انصاری کا ان کو متنبہ کرنا ۱۹۷

جامع اور فواتح کا مطلب حاشیہ ۱۹۷

آیات سورہ روم ۱۹۸

الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ایک قراءۃ میں غَلَبَتْ بصیغۂ معروف اور سَیُغْلَبُوْنَ بصیغۂ مجہول ہے اس کے معنی کی تشریح ۱۹۸

ابوبکرؓ کا مشرکین سے شرط فتح روم کے سلسلہ میں ۵ سال کی شرط منظور کرلینا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ان کو غلطی پر تنبیہ کرنا ۱۹۸

عمرؓ کا اصحاب سے امتحاناً سبحٰن اللہ کے معنی پوچھنا حضرت علیؓ کا تشریح فرمانا اور عمرؓ کا اس کی تصدیق کرنا ۱۹۹

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مقتولین بدر سے تین دن کے بعد جب ان کے جسم سڑنے لگے تھے آکر ان سے خطاب کرنا اور عمرؓ کا اس پر گفتگو کرنا ۱۹۹

آیات سورۂ لقمان ۲۰۰

آیات سورہ الٓمٓ السجدہ ۲۰۱

صنعت استخدام کا ذکر اس کے معنی کی تشریح حاشیہ ۲۰۱

وجعلنا منہم ائمۃ یہدون بامرنا (۳۲:۲۴) میں ایک اشارہ خفیہ اس کی طرف ہے کہ اس امت میں سے بھی ایک جماعت کو امام بنایا جائیگا
ولے ہر دیدہ کے بیند شکار چشم باز ست ایں ۲۰۲

آیات سورہ احزاب ۲۰۲

عمرؓ کا ارشاد کہ اس امت کی ایک قوم رجم کا انکار کریگی ۲۰۴

غزوۂ خندق میں خندق کھودنے کے وقت ایک سخت چٹان پر کدال مارتے وقت ایک روشنی کے ظاہر ہونے کا قصہ ۲۰۴

عائشہ بنت طلحہ کا اپنی والدہ اسماء سے اپنی فضیلت پر جھگڑنا اور ام المومنین عائشہ کا ان میں فیصلہ کرنا ۲۰۶

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نفقہ پر ازواج کے مطالبہ کا قصہ، عمر رضی اللہ عنہ کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہنسانے کی کوشش کرنا ۲۰۷

جہاد اور صدقات وغیرہ جملہ اعمالِ خیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اللہ کو معیارِ افضلیت قرار دینا ۲۰۸

ام ہانی بنت ابی طالب سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا پیغام نکاح دینا اور ان کا عذر کرنا۔ پھر ان کے اظہار آمادگی کے بعد آپ کا عذر کرنا ۲۰۹

عمرؓ کے پردۂ امہات المومنین پر بار بار اصرار کے واقعات ۲۰۹

ابن مسعودؓ کا قول کہ عمرؓ کو چار باتوں میں تمام اصحاب پر فوقیت ہے ۲۱۱

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوبکرؓ سے ایک خاص درود کی بہت بڑی فضیلت کا ذکر فرمانا ۲۱۱

Marfat.com

حضرت عمرؓ کا آیت والذین یؤذون المؤمنین سے گھبرا کر ابی بن کعب سے دریافت کرنا اور ان کا تسلی دینا ۲۱۲

عمر بن الخطاب کا کسی شخص کے بارے میں اظہارِ بغض کرنا اور پھر اس سے معافی مانگنا ۲۱۲

آیات سورۂ سبا ۲۱۳

اس شبہ کا ازالہ کہ مال و اولاد کی زیادتی سبب افضلیت ہے جو موجب نجات اُخروی ہے۔ ۲۱۳

عمرؓ کا ایک شخص سے یہ دعا سننا کہ یا اللہ مجھے قلیل میں سے کردے الخ ۲۱۴

آیات سورۂ فاطر ۲۱۵

عمر رضی اللہ عنہ کے اٹھارہ کلمات حکمت ۲۱۶

تخشع اور تخشی کے معنی کا فرق حاشیہ ۲۱۷

آیات سورۂ یٰسٓ ۲۱۸

غیر انبیاء میں سے بھی ایک جماعت ایسی ہوتی ہے جو کلمۂ حق کو قلب کی شہادت سے پہچان لیتی ہے۔ ۲۱۸

سورۂ یٰسٓ کو مُعِمّۃ فرمایا گیا۔ اس کی وجہ حاشیہ ۲۱۹

عروہ بن مسعود ثقفی کو قتل ہونے کی خبر دینا اور آنحضرت صلعم کا ان کو صاحب یٰسٓ کے مشابہ فرمانا ۲۱۹

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بطور تمثیل ایک بیت غلط پڑھنا اور ابوبکرؓ کا بتانا کہ یہ اسطرح ہے اور پھر دوبارہ اسی طرح پڑھ دینا الخ ۲۲۰

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عباس بن مرداس کو اس کا شعر یاد دلاتے ہوئے اس کے الفاظ کو آگے پیچھے پڑھ دینا ۲۲۰

آیات سورۂ والصّٰفّٰت ۲۲۰

آیات سورۂ صٓ ۲۲۱

مفسرین کا قول کہ عمومات قرآن میں مراد خاص افراد ہوتے ہیں ۲۲۲

خلیفہ اور ملک یعنی بادشاہ میں فرق ۲۲۲

خلافت کے معنی از معاویہؓ ۲۲۳

آیات سورۂ زمر ۲۲۳

آیت ۳۹ : ۳۰-۳۱ میں باہمی اختلافات کے ذکر کو اصحاب کا مدت کے بعد سمجھنا کہ اس کا تعلق ہم سے ہی تھا ۲۲۴

اسی کے بارے میں علی کرم اللہ وجہہ کا بیان حضرت عمرؓ سے ۲۲۵

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خواب جس میں تمام امت کے مقابلہ پر پہلے آپ کو ترازو میں تولا گیا پھر ابوبکرؓ کو پھر عمرؓ کو پھر عثمانؓ کو ۲۲۶ و ۴۷۶

ان اسماء کو مقالید السمٰوٰت والارض کیوں فرمایا گیا حاشیہ ۲۲۶

مقالید السمٰوٰت والارض۔ سبحٰن اللہ والحمد للہ الخ جو ان کو صبح و شام دس دس مرتبہ پڑھیگا اس کو چھ بڑی نعمتوں کا ملنا الخ ۲۲۷

جنت کے دروازوں کے نام باب الصلوٰۃ، باب الریان، باب الصدقہ ۲۲۸

آیات سورۃ المؤمن ״

خدا نے ہر پیغمبر کے زمانہ میں مومن آل فرعون کی مانند امت کے بہترین لوگوں میں سے کسی کو اس کی مدد کے لئے کھڑا کیا ہے۔ ۲۲۸

اہل شام میں سے ایک شخص کے نام جو سامان جہاد بھیجا کرتا تھا اور حضرت عمرؓ کو اطلاع ملی کہ وہ شراب پیتا ہے مکتوب نصیحت آمیز بھیجنا اور اس کا توبہ کر لینا ۲۲۹

عمرؓ کا ارشاد کہ نصیحت میں نرمی کرو سختی کر کے شیطان کے مددگار نہ بنو ۲۳۰

مدینہ کے ایک صالح جوان کے نام جو مصر جا کر برے کاموں میں مبتلا ہو گیا۔ عمرؓ کا خط لکھنا جس کو پڑھ کر وہ پھر تائب ہو کر پہلی حالت پر واپس آگیا ۲۳۰

عمرو بن العاص کی روایت عقبہ بن ابی معیط کا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے آپ کی گردن میں کپڑا ڈال کر اینٹھنا اور ابوبکرؓ کا آکر اسکو دھکا دیکر آپ سے جدا کرنا ۲۳۱ و ۴۶۱

عمرو بن العاص کی دوسری روایت جس میں مشرکین کے آنحضرت کو پکڑنے اور ایذا پہنچانے اور ابوبکر کے چھڑانے کا بیان ہے۔

انس بن مالک کی روایت جس میں مشرکین کے اتنا مارنے کا بیان ہے کہ آپ پر غشی طاری ہو گئی اور ابوبکرؓ کے آکر چھڑانے کا ۲۳۱

علی رضی اللہ عنہ کا لوگوں سے سوال کرنا کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے اور خود جواب دینا کہ ابوبکرؓ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مشرکین کی جماعت کے شدید حملہ کے وقت ابوبکر کا مجمع کو چیرتے پھاڑتے ہوئے آپ تک پہنچ کر آپ کو چھڑانے کا قصہ بیان کرنا پھر فرمانا کہ ابوبکرؓ کی ایک ساعت مومن آل فرعون کی تمام عمر سے زیادہ بہتر ہے ۲۳۲

ابوبکرؓ کی روایت کہ دجال خراسان سے نکلے گا الخ ۲۳۲

آیات سورہ فصلت یعنی حٰم السجدہ ۲۳۲

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مشرکین کو دعوت توحید دینا اور انکا یہ کہنا کہ ہمارے تمہارے درمیان حجاب ہے وغیرہ پھر دوسرے دن ان میں سے ستر آدمیوں کا آکر قبول اسلام کرنا اور اعتراف کرنا کہ ہم جھوٹے تھے ۲۳۵

ابوبکر صدیقؓ کا لم یلبسوا ایمانہم بظلم میں ظلم کی تفسیر شرک سے کرنا ۲۳۵

عمرؓ کا قول کہ اگر خلافت کے ساتھ اذان دینے کی قدرت ہوتی تو میں اذان دیا کرتا ۲۳۵

قول ابن عباس کہ اعلموا انما غنمتم (۸ : ۴۱) اہل بدر کیساتھ خاص ہے ۲۳۶

آیات سورۂ شوریٰ 〃

تہذیب کی حقیقت ۲۳۷

ملت اسلامیہ کے اجتماعی مسائل میں سب سے زیادہ باعظمت مسائل ۲۳۸

انما السبیل علی الذین یظلمون سے اشارہ ہے جوانان بنو امیہ کی طرف ۲۳۹

ایک شخص کا ابوبکرؓ کو برا کہنے پر آنحضرتؐ کا مسکرانا اور جب ابوبکرؓ نے اس کو برا کہا تو آپ کا ناراض ہو کر اٹھ جانا ۲۳۹

آیات سورۂ زخرف ۲۴۰

طلحہ کا ابوبکرؓ کو لات وعزیٰ کی پوجا کی دعوت دینا اور ابوبکرؓ سے لاجواب ہو کر اسلام قبول کرلینا ۲۴۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی قوم قریش سے بہت محبت کرنا ۲۴۳

حضرت ابوبکر کا ارشاد کہ رات کی عبادت دن میں اور دن کی رات میں مقبول نہیں ہوتی ۲۴۵

میزان اعمال کی یہ خاصیت کہ وہ اعمال حق سے وزنی اور اعمال باطل سے ہلکی ہو جاتی ہے ۲۴۶

عمرؓ جب شام پہنچے تو ان کے لئے عمدہ کھانا بنایا جانے اور آپ کے اس سے انکار کا قصہ اور اس پر خالد بن الولیدؓ سے مکالمہ ۲۴۷

آیات سورۂ محمد ۲۴۹

لا الٰہ الا اللہ اور استغفار سے ابلیس کا گھبرانا ۲۵۰

کلمہ لا الٰہ الا اللہ سے موت کی تکلیف کا آسان ہو جانا ۲۵۱

قریش میں کی ایک لڑکی کے رونے کی آواز سنکر جس کی ماں فروخت کی جارہی تھی حضرت عمرؓ کا اصحاب کے مشورے سے حکم نافذ کرنا کہ کسی آزاد شخص کی ماں کو نہ فروخت کیا جائے ۲۵۱

آیات سورۂ فتح ۲۵۲

جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ کو عثمان کا ہاتھ قرار دیکر بیعت کی تو لوگوں کا یہ کہنا کہ عثمان ہم سے اچھے رہے وہ بیت اللہ کا طواف بھی کر رہے ہیں اور ایسی شاندار بیعت بھی ہو گئی اس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب دینا ۲۵۶

جس درخت کے نیچے بیعت کی گئی تھی عمر کے حکم سے اسکا کاٹ دیا جانا ۲۵۶

عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ بھیجنے اور قریش کا ان کو واپسی سے روک لینے کا قصہ اور پھر مسلمانوں کا بیعت جہاد کرنا اور قریش کا مرعوب ہو جانا ۲۵۶

مکہ اور مدینہ کے درمیان راستہ میں سورہ فتح کا نازل ہونا ۲۵۸

وکف ایدی الناس عنکم کی تفسیر ابن جریج سے ۲۵۹

صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عمرؓ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور پھر حضرت ابوبکرؓ سے اپنے سخت تاثر کا اظہار اور دونوں کا ایک ہی طرح کا جواب دینا ۲۶۰

کلمۃ التقویٰ سے مراد اشہد ان لا الٰہ الا اللہ ہے ۲۶۲

سعد بن معاذؓ کے انتقال پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمرؓ کا ان کے پاس جانا اور عائشہؓ کا ابوبکر وعمر کے رونے کی آواز کو پہچاننا ۲۶۲

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آنکھ سے کسی پر آنسو نہیں بہتے تھے۔ آپ کی عادت تھی کہ جب آپ غمگین ہوتے تھے تو اپنی ڈاڑھی پکڑ لیتے تھے ۲۶۲

آیت محمد رسول اللہ والذین معہ کی تفسیر ۲۶۳

آیات سورۂ حجرات ۲۶۳

تمیم کے سواروں کی امارت پر ابوبکرؓ وعمرؓ میں اختلاف رائے واقع ہونے اور آوازیں اونچی ہو جانے کا قصہ ۲۶۴

ثابت بن قیس بن شماس کے واقعات ان کی بیٹی کی روایت سے ۲۶۵

ثابت بن قیس کا عجیب واقعہ شہید ہونے کے بعد وصیت کرنا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ان کی وصیت کو جاری کرنا۔ اسلام میں اسکی کوئی نظیر نہیں ۲۶۶

ایک شخص کو گناہ کی خواہش نہیں ہوتی اور وہ اس پر عمل نہیں کرتا اور ایک شخص کو ہوتی ہے مگر عمل نہیں کرتا۔ دونوں میں کون افضل ہے عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ۲۶۷

عمرؓ کے کلمات حکمت ۲۶۷

رات کے گشت میں ربیعہ بن امیہ بن خلف کے مکان سے ایک جماعت کی اونچی آوازیں سنکر عمرؓ کا عبد الرحمن بن عوفؓ سے فرمانا کہ یہ مجلس شراب معلوم ہوتی ہے اور ان کا یہ کہنا کہ ہمکو ولا تجسسوا کے خلاف نہ کرنا چاہیئے اور عمرؓ کا درگذر کر جانا ۲۶۸

Marfat.com

تجسس سے باز رہنے کے چند اور واقعات	۲۶۸
سفر میں ایک خادم کو جبکہ وہ سو رہا تھا بڑا سست نیوالا کہدینے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بطور اعجاز معلوم کر کے ابوبکرؓ و عمرؓ کو جو کہنے والے تھے غیبت قرار دیکر سخت تنبیہ کرنے کا قصہ	۲۷۰
آیات سورۂ قٓ	۲۷۱
آیات سورۂ ذاریات	۲۷۲
صَبیغ تمیمی نے جب ابو موسیٰ اشعری کو حلفاً یقین دلایا کہ اب مجھے پہلے جیسے خطرات نہیں آتے اور انھوں نے عمرؓ کو لکھا تو آپ نے اسکو لوگوں سے ملنے کی اجازت دیدی	۲۷۲
آیات سورۂ طور	
عمرؓ کا اِنَّ عذاب ربك لواقع پڑھکر گریہ وزاری کرنا اور بیس دن تک بیمار پڑے رہنا۔	۲۷۳
سورۂ نجم	〃
سورۂ قمر	〃
سورہ الرحمٰن	۲۷۴
احوال قیامت کو یاد کر کے ابوبکرؓ کا فرمانا کہ کاش میں کوئی گھاس ہوتا اور کوئی چوپایہ مجھے چر لیتا، کاش کہ میں پیدا نہ ہوتا۔	۲۷۴
ایک نوجوان کی میت کے پاس جاکر عمرؓ کا اس سے فرمانا کہ جنتان لک جنتان جو کہ ایک لغزش پر اللہ تعالیٰ کے مواخذہ سے ڈرا اور چیخ مار کر مر گیا تھا	۲۷۵
یہود کے جواب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ جنتی دنیا کی طرح جنت میں یہاں کی بہ نسبت بہت زیادہ کھائینگے اور دنیا کی طرح پیشاب پاخانہ نہ ہوگا بلکہ پسینہ آئے گا اور اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ پیٹ کا ثقل رفع کر دیگا	۲۷۵
سورۂ واقعہ	〃
مکلفین کی تین قسمیں سابقین مقربین۔ اصحاب الیمین۔ اصحاب الشمال	۲۷۶
جنت کے پرندوں کی تعریف سنکر ابوبکرؓ کا کہنا کہ یہ بہت اچھے ہونگے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ ان کے کھانے والے ان سے بھی اچھے ہونگے اور تم ان ہی میں سے ہو	۲۷۷
سورۂ حدید	۲۷۷
عمر بن الخطاب کے اسلام لانے کی روایت جس میں بہن اور بہنوئی کو مارنے کا قصہ اور پھر قرآنی آیات سے متاثر ہو کر اسلام قبول کرنے کا ذکر ہے	۲۷۸
اہل یمن کی مدح اور صحابہ کی ان پر افضلیت	۲۸۰
خالد بن الولید اور عبدالرحمٰن بن عوف میں کہا سنی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے خاص اصحاب کی افضلیت بیان فرمانا	۲۸۰
اصحاب کی بعد میں ہونیوالے تمام صالحین سے افضلیت	۲۸۱
نزول قرآن کے تیرھویں سال کے سرے پر اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الخ کا نزول جس سے مہاجرین کو اعمال صالحہ میں سست ہونے سے روکنا مقصود تھا	۲۸۱
اپنے دین کے بچاؤ کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ بھاگنے والا اللہ کے نزدیک صدیقین میں سے ہوگا اور مرنے کے بعد شہید	〃
تقدیر خداوندی کے تصرفات	۲۸۳
سورۂ مجادلہ	〃
حضرت عمرؓ کا خولہ بنت ثعلبہ کی جو سورہ مجادلہ والی عورت تھی نہایت درجہ پاسداری اور مراعات کرنا	۲۸۳
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صُفّہ کی مجلس میں سے اہل بدر کے آجانے کے بعد پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں کو اٹھا کر ان کے لئے جگہ نکالنا	۲۸۴
یوم بدر میں ابو عبیدہؓ بن الجراح کا بیٹے سے اعراض پھر بار بار اس کے مقابل آنے پر اسکو قتل کر دینا	۲۸۵
ایک روایت کہ اسلام لانے سے قبل ابو قحافہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دی تو ابوبکر نے اتنے زور سے تھپڑ مارا کہ وہ گر پڑے۔	۲۸۵
سورۂ حشر	〃
یہود بنی نضیر کے اموال فَے تھے اور وہ فَے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک نہ تھی کہ اس میں میراث کی بحث جاری ہو نہ آپ کسی کو ہبہ کر سکتے تھے	۲۸۶
اموالِ فَے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص تھے سال بھر تک خرچ کے بعد جو بچتا تھا اس کو سامانِ جہاد میں خرچ کرتے تھے	۲۸۶
عمرؓ کا ارشاد کہ اگر میں زندہ رہا تو سرو حمیر کے چرواہے تک اسکا حصہ پہنچادونگا	۲۸۸
تقسیم مال پر لوگوں کے تعریف کرنے پر عمرؓ کا فرمانا کہ تم بیوقوف ہو اگر یہ مال میرا ہوتا تو اس میں سے میں ایک درہم بھی نہ دیتا	۲۸۸
لم یجد وانی صُدُورِہِم حاجۃ سے حسد مراد ہے	۲۹۰
عبداللہ بن عمرؓ کے سامنے ایک شخص کا عثمانؓ پر عیب لگانا اور ان کا جواب	۲۹۱
سورۂ ممتحنہ	۲۹۲

Marfat.com

حاطبؓ بن ابی بلتعہ کی لغزش کا قصہ جو اُن سے ہوگئی تھی کہ انھوں نے مشرکین مکہ کو مسلمانوں کے مکہ پر حملہ کے ارادے سے خبردار کرنا چاہا تھا ۲۹۲

ابوسفیان پہلے شخص ہیں جنکا ذوالخمار سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتد ہوگیا تھا مقاتلہ ہوا۔ مرتدین سے یہ پہلا مقاتلہ تھا ۲۹۴

فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عمرؓ کا عورتوں سے بیعت لینا ۲۹۵

سورۂ صف ۲۹۶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواریین کے اسماء ۲۹۷

سورۂ جمعہ ״

جمعہ کے دن کی پہلی اذان کی ابتدا حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ہوئی ۲۹۷

مؤذن کی (خطبہ والی) اذان کے دوران عمرؓ کا لوگوں سے بات چیت کرتے رہنا اذان ختم ہونے کے بعد بات چیت بند ہوجاتی تھی ۲۹۸

خرشہ بن الحر کی روایت میں فاسعَوْا کے بجائے فامضُوْا پڑھنے کی ہدایت۔ ۲۹۸

فاسعَوْا سے مراد قلب کی سعی ہے قدموں پر دوڑنا نہیں ۲۹۸

جب جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے اور تجارتی قافلہ کی آمد پر لوگ مسجد سے اسکی طرف دوڑ پڑے تو صرف بارہ آدمی باقی رہ گئے تھے جن میں ابوبکرؓ و عمرؓ بھی تھے۔ ۲۹۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمرؓ نے منبر پر کھڑے ہوکر خطبہ دیا منبر پر بیٹھکر سب سے پہلے معاویہ بن ابی سفیانؓ نے خطبہ دیا ۲۹۹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھتے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر السلام علیکم کہتے اور حمد و ثنا کے بعد کوئی سورت پڑھتے الخ ۲۹۹

سورۂ منافقون ۲۹۹

زید بن ارقم کا قصہ کہ انھوں نے منافقین کے کلمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کئے تھے، لیکن انھوں نے تکذیب کردی تو اللہ نے ان کی تصدیق کی۔ ״

غزوہ بنی المصطلق میں ایک مہاجر اور ایک انصاری میں لڑائی ہوجانا اور ہر ایک کا اپنے اپنے طبقہ کے لوگوں کو پکارنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کو جاہلیت کی پکار اور گندی بات قرار دینا الخ ۳۰۰

سورہ طلاق ۳۰۰

ابوبکرؓ و عمرؓ و ابوعبیدہؓ آپس میں ایک بات پر بحث کررہے تھے علی رضی اللہ عنہ کی تحریک پر سب کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچنا اور آپ کا ازخود موضوع بحث بیان فرماکر مفصل جواب دینا ۳۰۱

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ پر پورے توکل کا ثمرہ ارشاد فرمانا ۳۰۲

عمرؓ کا ابوعبیدہؓ کے پاس ان کے ادنے طعام و لباس کا حال سن کر ایک ہزار دینار بھیجنا اور قاصد سے یہ معلوم کرکے کہ اب انھوں نے اچھا لباس پہننا اور اچھا کھانا شروع کردیا یہ فرمانا کہ انھوں نے لینفق ذو سعۃ الخ (۶۵:۷) پر عمل کیا۔ ۳۰۲

سورۂ تحریم ۳۰۲

سورۂ تحریم کے نزول کا قصہ ۳۰۳

علیؓ اور ابن عباسؓ کا قول کہ ابوبکر و عمرؓ کی امارت کا ذکر قرآن میں موجود ہے ۳۰۳

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ازواج مطہرات سے کنارہ کشی کرنے اور یہ مشہور ہوجانے کے بعد کہ آپ نے سب کو طلاق دیدی ہے عمرؓ کا آپ کی خدمت میں جاکر حقیقتِ حال معلوم کرنے کا قصہ ۳۰۴

حضرت عمرؓ کا بیان کہ میں لکڑی کے زینے سے سہارا لیتا ہوا اترا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سہارا لیے بغیر اس طرح اترے جیسے زمین پر چل رہے تھے ۳۰۶

عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد کہ توبۂ نصوح یہ ہے کہ برے کام سے توبہ کرکے پھر اس کی طرف کبھی نہ لوٹے ۳۰۷

سورۂ ملک ۳۰۸

عمرؓ کا ایسے لوگوں سے جنھوں نے اپنے کو متوکلون کہا تھا یہ فرمانا کہ تم لوگ متاکلون ہو ۳۰۸

سورۂ نٓ یعنی سورۂ قلم ۳۰۸

عائشہؓ کا مروان بن حکم سے یہ کہنا کہ تیرے باپ کے حق میں یہ آیات نازل ہوئی تھیں ولا تطع کل حلاف مھین الخ (۶۸: ۱۰-۱۱) ۳۰۸

سورۂ حاقّہ ۳۰۸

اسلام لانے سے پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نماز میں سورہ حاقّہ سنکر حضرت عمرؓ کے تاثرات خود ان کی روایت سے ۳۰۸

عمرؓ کا ارشاد کہ تم خود اپنے نفسوں کا محاسبہ کرو قبل اسکے کہ تم سے محاسبہ کیا جائے ۳۰۹

Marfat.com

سورۂ جن ۳۰۹
سورۂ مزمل ۳۰۹
سورۂ دہر ؍؍
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمر پر کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی چٹائی کے نشانات دیکھ کر عمرؓ کا رونا اور آپ کا ان کو سمجھانا ۳۱۰
سورۂ عبس ؍؍
وفاکہۃً وّابّاً میں اَبٌّ کے معنے سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اپنی لاعلمی ظاہر کرنا ۳۱۰
سورۂ تکویر ۳۱۱
سورۂ انفطار ۳۱۲
سورۂ اعلےٰ ۳۱۳
مدینہ میں سب سے پہلے ہجرت کر کے مصعبؓ بن عمیر اور ابن ام مکتوم پہنچے پھر بلال اور سعد۔ پھر بیسویں شخص عمرؓ بن الخطاب آئے ۳۱۲
سورۂ غاشیہ ۳۱۲
ایک راہب کو کثرت ریاضت سے لاغر و ناتواں دیکھ کر حضرت عمرؓ کا اس خیال سے رونا کہ یہ شخص دنیا میں خستہ حال ہے اور آخرت میں بھی معذب ہوگا ۳۱۳
سورۂ فجر ۳۱۳
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مفاد عامہ کے لئے بیر رومہ خریدنے والے کو مغفرت کی بشارت اور عثمانؓ کا خرید کر وقف کر دینا ۳۱۳
سورۃ اللیل ؍؍
ابوبکر صدیقؓ کا سات ایسے لونڈی غلام خرید کر آزاد کرنا جو اللہ پر ایمان لانے کی وجہ سے ستائے جا رہے تھے ان کے ناموں کی تفصیل ۳۱۴
ابوقحافہ کا ابوبکرؓ سے کمزور باندی غلام خریدنے کو بے فائدہ کہنا اور ان کا جواب اور اس کے بارے میں آیات کا نازل ہونا ۳۱۴ و ۴۷۱
سورۂ اقرأ ۳۱۵
حضرت عمرؓ کے بوجہ قبول اسلام بہن کو مارنے اور سورۂ اقرأ پر غور کرنے اور اس سے متاثر ہونے کی ایک خاص روایت ۳۱۵
اسلام عمرؓ کے بارے میں دوسری روایت ۳۱۵
سورۂ قدر ۳۱۵
ابن عباسؓ کا لیلۃ القدر کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے بہت سی سات سات چیزوں کو بیان کرنا اور عمرؓ کا اس کو پسند کرنا ۳۱۶
حضرت علیؓ کا حضرت عمرؓ سے "حظیرۃ القدس" کا حال بیان کرنا اور اسی کے پیش نظر عمرؓ کا تراویح رمضان کو قائم کرنا ۳۱۶
لوان لابن آدم وادیان من ذھب الخ کے آیت قرآن ہونے پر ابی بن کعب اور عمرؓ کی گفتگو ۳۱۷
سورۂ زلزال ۳۱۸
سورۂ زلزال کے نزول پر ابوبکرؓ کا رونا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ان کو مطمئن کرتے ہوئے فرمانا کہ اگر تم گناہ اور خطائیں نہ کرتے تو اللہ تعالےٰ کوئی اور ایسی امت پیدا کرتا جو گناہ کرتی اور توبہ کرتی اور اللہ انکے گناہ بخشتا ۳۱۸
سورۂ تکاثر ۳۱۹
سورۂ تکاثر کا ثواب ایک ہزار آیات کے برابر ہونا ۳۱۹
بھوک سے پریشان ہوکر حضرت ابوبکر و عمرؓ کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف پہنچنا اور تینوں کا ایک انصاری مالک بن التیہان ابوالہیثم کے باغ میں جاکر کھانا تناول کرنے کا قصہ ۳۱۹
باب سورۂ قریش یعنی لایلاف ۳۲۱
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قریش کی مدح کرنا اور قتادہ کو ان کی ذم سے منع کرنا ۳۲۱
باب سورۂ کوثر ۳۲۴
باب سورۂ نصر ۳۲۴
ابن عباسؓ کی روایت کہ عمر رضی اللہ عنہ ان کو بھی بدر والے بڑی عمر کے لوگوں کے ساتھ طلب کرتے تھے ،
عبدالرحمٰن بن عوف کا اس پر اعتراض کرنا حضرت عمرؓ کا ان کو بلا کر سورۂ نصر کی تفسیر کی فرمایش کرنا عام اصحاب کا عاجز رہنا اور ابن عباس کا جواب دینا اور عمرؓ کا ان کے جواب کو پسند کرنا ۳۲۵
ابن عباسؓ کی روایت کہ عباسؓ بھی اس سورت سے یہ سمجھ کر اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا زمانہ بتایا گیا ہے حضرت علی کے پاس پہنچے تھے۔ ۵۲۰

Marfat.com

سورۂ اخلاص ۳۲۶

فصل ہفتم۔ خلافتِ خلفاء پر دلیل عقلی کے بیان میں ۳۲۷
فصل کا مقصد اول ہے خلافت خاصہ کے معنی کی تنقیح ؍؍
نکتہ۔ امامیہ کے نزدیک خلافت غیر ہے امامت کی۔ اس خیال کی لغویت ۳۲۸
سوفسطائیوں کا نظریہ ۳۲۹تا۳۳۰
خلافتِ راشدہ کے معنی (جس کا مقابل خلافت جابرہ ہے) ۳۳۰
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روش اور عادت و طریقہ میں عبد اللہ بن مسعود آپ سے بہت مشابہ تھے ۳۳۳
تشریع کی حقیقت۔ نکتہ اولیٰ ۳۳۴
نکتۂ دوم۔ ارسال رُسل کے معنی ۳۳۶
نکتۂ سوم۔ خلافت کے ظاہر اور باطن کی توضیح ۳۳۹
ازل الآزال میں خلافت کا تمثل۔ نبی کی تاثیر کو امت تک پہنچانے والی جماعت ۳۴۰
نکتۂ چہارم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفۂ خاص میں کیا اوصاف ہونے چاہئیں ۳۴۱
غزوۂ تبوک میں چالیس ہزار اور ایک روایت میں ستر ہزار اشخاص رکابِ نبوی میں حاضر تھے ۳۴۳
جبریت کے مراتب پر مفصل کلام ۳۴۵
مرتبۂ احسان کی تعلیم قولاً فعلاً بہت سے مراتب رکھتی ہے ۳۴۷
نکتہ پنجم۔ دقیقہ اولےٰ۔ اہل حق کے نزدیک تمام اشیاء کی پیدائش حق تعالےٰ کے ارادہ و اختیار سے ہوئی۔ ایجاب و تولید کا خیال غلط ہے ۳۴۹
دقیقۂ ثانیہ۔ بظاہر وہ ادلّہ جو اسباب و مسببات سے حاصل ہونگی وہ ان لوگوں کے نزدیک جو ارادہ و اختیار کے قائل ہیں قطعیت کا فائدہ نہ دینگی الخ ۳۵۰
یہاں ایک راز ہے وہ یہ کہ بعض مقامات میں نفس کو اسباب سے جدا ہو کر ایک خفی گمان حاصل ہو جاتا ہے اور اس دلیل کے نتیجہ سے منضم ہو کر یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ ۳۵۱
پیغمبر کی قوت عاقلہ و قوت عاملہ کے کمال اور خلیفہ کی قوت عاقلہ و قوت عاملہ پر کلام ۳۵۲
دقیقہ۔ معنے سے خلائق پر اللہ کی حجت کا قیام کیونکر ہوتا ہے ۳۵۳
خلیفہ میں اس قسم کی برکات ہونی چاہئیں جو ظاہر ہوں یہاں تک کہ سب لوگ جان لیں کہ اللہ تعالےٰ نے ہمارے ساتھ خیر کا ارادہ کیا تھا جو ایسا خلیفہ راشد مقرر فرمایا ۳۵۴
جو افعال بادشاہی سے تعلق رکھتے ہیں ان کا صدور اسی وقت ہوگا جبکہ نفس ناطقہ ان صفات سے متصف ہو الخ ؍؍
جن افعال کا تعلق جبریت سے ہے وہ علیٰ وجہ البصیرۃ اسی وقت صادر ہو سکینگے جبکہ خلیفہ کتاب و سنت کا پورا علم رکھتا ہو۔ الخ ۳۵۶
دقیقہ۔ جبرِ ملت محمدیہ کی کیا شان ہونی چاہیئے۔ ۳۵۶
وہ افعال جو ارشادِ امت سے تعلق رکھتے ہیں انکا صدور کس صورت میں ہوتا ہے ؍؍
تہذیب نفوس کی کہ جس سے نجات اخروی کا تعلق ہے اقسام اور ان کا بیان ۳۵۷
اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مراد کی موافقت میں ایک ساعت بسر کرنا سو برس کی عبادت سے بہتر ہوگا۔ ۳۵۸
نبوت اور خلافت نبوت صرف جماعت خاص کی تہذیب نفوس کے فائدہ تک محدود نہیں بلکہ یہ تمام عالم کے لیئے ایک برکت ہوتی ہے الخ ۳۵۹
نکتہ ششم۔ خلافتِ خاصہ کی استعداد رکھنے والوں کی پہچان کے بیان میں ؍؍
نکتہ ہفتم۔ مسئلہ خلافت خاصہ کے فروع و لواحق کے بیان میں ۳۶۱
فصل ہشتم کا مقصد ثانی خلافت خلفاء پر ایسی دلائل عقلیہ کے بیان میں جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے احوال و افعال کے استقراء سے ماخوذ ہوں ۳۶۴
پہلا مقدمہ۔ دلائل قطعیہ سے ہم کو یقین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لیئے کوئی خلیفہ مقرر فرمایا ہے ؍؍
خلیفہ معین کرنے سے کس کی خلافت کی تعیین مقصود ہے۔ ؍؍
نکتہ۔ تعیین خلیفہ سے ہماری مراد ایجاب شرعی ہے تمام شرعیات کی طرح۔ ۳۶۵
اہل سنت میں سے بعض کا یہ قول ہے کہ خلافتِ خلفاء نص سے ثابت ہے اور بعض کا یہ قول کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا دونوں اقوال میں تطبیق ؍؍
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے قیامت تک کے اہم واقعات جاری ہونے اور ان میں سے بعض پر اللہ تعالےٰ کی رضا اور بعض پر ناراضی کے اظہار سے خلافت پر استدلال جیسا منشا بعض کا بیان ۳۶۸

ان وقائع کا تفصیلی بیان جن میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافتِ صدیق رضی اللہ عنہ کی خبر دی ہے ۳۶۸
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فاروق اعظمؓ کی خلافت کی خبر دینا ۳۷۰
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عثمانؓ ذو النورینؓ کی خلافت کی خبر دینا ۳۷۱
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علیؓ کے ساتھ قریش کے جھگڑوں کی خبر دینا وغیرہ ״
آپؐ کا معاویہؓ سے فرمانا کہ اگر تو بادشاہ ہو جائے تو نیک کام کرنا ״
آپؐ کا حضرت امام حسنؓ کی صلح کی خبر دینا ۳۷۲
آپ کا حضرت حسینؓ بن علی کے قتل کی خبر دینا ״
حسن بن علیؓ کی روایت جس میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو امیہ کی بادشاہی کو خواب میں دیکھا جس سے آپ کو ناگواری ہوئی تو حق تعالیٰ نے سورۃ انا انزلنا نازل فرمائی جس میں اشارۃً بتا دیا گیا کہ ان کی مدتِ حکومت ایک ہزار ماہ ہوگی ۳۷۳
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بنو عباس کو خلافت کی بشارت دینا وغیرہ ״
علیؓ بن ابی طالب کی حدیث کہ ابن ملجم نے جب آپ پر ضرب پہنچائی تو فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس حادثہ کی اور معاویہؓ اور ان کے بیٹے کی بادشاہی کی خبر دی تھی الخ ۳۷۴
حذیفہؓ کی حدیث کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سردارِ فتنہ کا ذکر نہیں چھوڑا۔ دنیا کے خاتمے تک جس کا ذکر آپ نے فرمایا اس کی شمار تین سو سے بڑھی ہوئی ہے۔ الخ ״
آپؐ کا ترکوں کی حکومت کی خبر دینا۔ ہلاکو خان کے حملہ اور مستعصم کے قتل کی خبر دینا ״
جب خوارج حضرت مرتضیٰ کی سعی سے تہ و بالا ہو گئے تو ان کے مذہب نے تین صدیوں میں ظہور کیا۔ معتزلہ اور اصحاب الرائے اور غالی متصوفین الخ ۳۷۶
آپؐ کا خبر دینا کہ لوگ حضرت مرتضےٰ کے بارے میں افراط و تفریط کریں گے۔ ایسا ہی واقع ہوا کہ ان میں امامیہ اور زیدیہ اور اسماعیلیہ پیدا ہوئے ۳۷۶
آپؐ نے خبر دی کہ ہر صدی کے سرے پر ایک مجدد پیدا ہوگا۔ ایسا واقع ہوا اس سلسلہ میں چھ صدیوں تک کے مجددین کے اسماء ۳۷۷
دوسری دلیل۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو صحابہ نشست و خاست رکھتے تھے ان میں سے ہر ایک کے حق میں کوئی ایسا کلمہ زبان شریف پر جاری ہوا ہے جو ان کے حاصل عمر کا آئینہ ہے۔ الخ ۳۷۹
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابیؓ بن کعب کو سید القراء فرمانا ۳۸۰
عبداللہؓ بن مسعود، خالدؓ بن الولید، سعد بن ابی وقاصؓ، ابو عبیدہؓ بن الجراح، عمروؓ بن العاص، معاویہ ابن عباسؓ، ابو ذرؓ، ابو ہریرہؓ ہر ایک کے حق میں خاص ارشاد کا بیان ۳۸۱
تیسری دلیل آنحضرتؐ کی اس سیرت پسندیدہ کی مراعات سے کہ جب کسی غزوہ کی وجہ سے آپ نے مدینہ چھوڑا تو ضرور کسی کو آپ نے اپنا قائم مقام بنایا ۳۸۲
چوتھی دلیل تفصیل و تبیین احکام سے ״
سوال: احکام کا بہت سا حصہ مجتہدین پر چھوڑ دیا گیا تو کیوں نصب خلیفہ کو بھی اس میں داخل نہ سمجھا جائے ۳۸۳
جواب ۳۸۴
پانچویں دلیل۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت میں تمام ادیان پر غلبہ مضمر تھا الخ ״
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آیت کے نزول سے آیندہ اٹھنے والے فتنۂ ردت کا حال معلوم تھا یا ایھا الذین آمنوا من یرتد منکم الخ (۵:۵۴) ۳۸۵
مذکورہ بالا امور کے پیش نظر واجبات میں سے تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خلیفۂ راشد کا خود تعین فرمائیں۔ اس پر مفصل کلام ۳۸۶
دقیقہ جب اکثر مخلوق کسی شدت میں مبتلا ہو جاتی ہے تو عادت الٰہی اس کے دفع کی تدبیر کرتی ہے ۳۸۷
دوسرا مقدمہ۔ کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خلیفہ کو نامزد کیا ہے تو وہ صدیق اکبر ہیں ان کے بعد عمرؓ پھر عثمانؓ۔ اسکی دلیل ۳۸۸
اگر بفرض شارع کسی اور کے لئے تھی اور ابوبکرؓ زبردستی خلیفہ بن گئے تو اس صورت میں جو قباحتیں لازم آتی ہیں ان کا مفصل بیان ۳۸۹
اُن آیات کا مفصل بیان جنکے نزول کا سبب صدیق اکبرؓ ہیں ۳۹۱
آیت وسیجنبھا الاتقی الخ سے حضرت علیؓ کی طرف اشارہ نہ ہونے پر مفصل کلام ۳۹۵
ارشاد نبوی اقتدوا بالذین من بعدی الخ میں اقتدا سے مراد امورِ خلافت میں اقتدا ہے۔ اس پر مفصل کلام ۴۰۱

Marfat.com

خطبہ وداع میں سنت خلفاء کی پابندی کا حکم ۴۰۱

آنحضرتؐ کا یہ خبر دینا کہ آپ کے بعد خلافت نبوت وخلافتِ رحمت ہوگی اور اس کے بعد ملک عضوض (مار کاٹ کی حکومت) ،،

آنحضرتؐ کا خبر دینا کہ خلافت کا زمانہ تیس سال ہے اور اسکی تشریح ۴۰۲

جماعتِ صحابہ کے خوابوں کا ذکر ،،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ مسجد میں کوئی کھڑکی ہرگز باقی نہ رکھی جائے بجز ابوبکر کی کھڑکی کے۔ اسکی تشریح میں مختلف اقوال ۴۰۳

خلافتِ صدیق اکبرؓ پر چند احادیث کا ذکر ۴۰۴

شواہد النبوت سے بعض قصوں کا اقتباس ۴۰۵

شہداء یمامہ میں سے ایک شہید کا مرنے کے بعد کلام کرنا ۴۰۶

شیخین کا اللہ کے نزدیک سب سے بڑا مرتبہ ہونے کے ثبوت ،،

شیخین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب تھے ،،

شیخین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر تھے ۴۰۷

آپ کا برتاؤ شیخین کے ساتھ وہ تھا جو امیر کا ہوتا ہے ولی عہد کے ساتھ ،،

شیخین میں خلافت کی صلاحیت کا ثبوت ارشادِ نبویؐ سے ۴۰۸

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صدیقؓ کے حق میں گواہی دینا کہ وہ سب سے پہلے جنت میں داخل ہونگے الخ ،،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خبر دینا کہ فاروقؓ نبوت کی استعداد رکھتے ہیں الخ اور ایسے ہی دیگر ارشادات ،،

شیخین کی خلافت کے انکار سے امت مرحومہ کا ضلالت پر اجتماع لازم آنا ۴۰۹

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دربارۂ امامت حضرت صدیق سے منازعت کے ترک پر اور تقیہ جو مزعومہ شیعہ ہے اسکے پیش نظر تفصیلی کلام ۴۱۰

ہر چیز کی بناء تقیہ کو بنانے سے تو حضرت علیؓ کے اسلام کی طرف سے بھی اطمینان باقی نہیں رہتا۔ ۴۱۲

تقیہ کے نتیجہ میں احکامِ شریعت سے اطمینان اٹھ جانے کا بیان ۴۱۳

ایسی خبر واحد جس کو قرائن یقین کے مرتبہ میں پہنچا دیں حدیث مشہور کے حکم میں ہے۔ قرائن کی تفصیل ۴۱۴، ۴۲۲

کتاب اللہ شیخین کی جمع کی ہوئی ہے اور تمام عالم اسلام کو اس پر متفق کرنے کا سبب ذوالنورینؓ ہیں۔ ۴۱۵

اجماع امت ایک مجمل کلمہ ہے اسکے تجزیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ خلفاء ثلاثہؓ کے علاوہ کسی زمانہ میں یہ متحقق نہیں ہوا ۴۱۶

شیعوں کا خلفاء کی خلافت سے انکار عقلِ خالص کی مخالفت ہے اس پر مبسوط کلام ۴۱۷

خلافتِ خلفاء کی حقیقت اس نسق واحد سے عقل بطریق حدس ادراک کرلیتی ہے جیسا کہ پہلے کلیوں کی اور پھر پھل لگنے کی ترتیب سے ہم پہچانتے ہیں کہ باغبان کا مقصد پھل تھا الخ ۴۲۰

ضروری ہے کہ امامِ برحق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد موجود ہو اور وہ ظاہر اور منصور ہو۔ ۴۲۴

نکتہ۔ اشاعرہ کے اس قول کے کہ "اللہ تعالیٰ کے احکام معلل بالاغراض نہیں" ظاہر پر اعتراض۔ اور اس صورت میں کہ غرض سے ایسی شے مراد لی جائے جو ذاتِ واجب کی تکمیل کرنے والی ہو نفی درست ہوگی ۴۲۵

مذہب شیعہ کی اختراعیت کھلی ہوئی بات ہے۔ اس پر عام فہم دلائل ۴۳۱

آیت واولوا الارحام بعضہم الخ کی توضیح، بذیل جواب تفصیلی ۴۳۳

اولیٰ ببعض سے مراد صلۂ رحم ہے نہ توارث۔ توارث سمجھنا غلط ہے ۴۳۴

آیت انما ولیکم اللہ (۵: ۵۵) کی تفسیر کہ یہ صدیق اکبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ۴۳۶

قرآن میں جہاں بھی لفظ ولایت آیا ہے اسکے معنی نصرت (مدد) لئے گئے ہیں ۴۴۰

حضرت علیؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا کہ کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ تمہارا مرتبہ میرے ساتھ وہ ہو جو ہارونؑ کا تھا موسیٰؑ کے ساتھ" مطلب اور موقع ۴۴۳

غدیرخم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد من کنت مولاہ فعلی مولاہ کا مطلب اور اس واقعہ کا ذکر جسکی وجہ سے یہ ارشاد فرمایا ۴۴۴

عمران بن حصین کی حدیث جس میں ایک سریہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امارت اور ان کا ایک جاریہ پر قبضہ کر لینے کا اور اس پر اصحاب کی برہمی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کرنے اور آپ کے شکایت کرنے والوں پر ناراض ہونے کا بیان ہے۔ ۴۴۸

روایت براء بن عازب جس میں انکی معرفت حضرت علیؓ کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاریہ پر قبضہ کرنے کی شکایت تحریر کی تھی ۴۴۹

Marfat.com

عبدالمطلب بن ربیعہ کی حدیث جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عباسؓ کا قریش کے بارے میں بے اعتنائی کا شکوہ کرنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش پر غصہ آجانے کا بیان ہے	۴۵۰
عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا امہات المومنین کو اپنا باغ دیدینا جو اتنا بڑا تھا کہ چالیس ہزار درہم میں فروخت ہوا تھا	۴۵۱
لفظ مولے کے معنی کا بیان اور اس بات کا ذکر کہ حدیث من کنت مولاہ الخ کا ایجاب استخلاف سے کوئی تعلق نہیں۔	۴۵۳
فصل ہشتم۔ فضیلت شیخین کے اثبات میں	۴۵۵
اس فصل کا مقصد اول ادلہ نقلیہ میں۔ یہ فصل چار مسالک پر منقسم ہے۔ مسلک اول کتاب اللہ کا اس پر دلالت کرنا کہ صدیق اکبر تمام امت سے افضل ہیں	״
خالد بن الولید کا عبدالرحمٰن بن عوف سے تلخ کلامی کرنا اور آنحضرتؐ کا ناراض ہوتے ہوئے ان سے فرمانا کہ اگر تم احد کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے تو وہ ان کے ایک مد کے برابر نہ ہوگا جو یہ خرچ کر چکے ہیں	۴۵۹
اس ارشاد سے جو عام صحابہ سے آپ نے فرمایا کہ میرے اصحاب کو ایذا پہنچانا چھوڑو آپ کی مراد قدماء صحابہ ہوتی تھی	״
ابن عمر کی روایت کہ ابوبکرؓ ایسا جوغہ پہنے ہوئے بیٹھے تھے جس کے پلوں کو کانٹوں سے جوڑ رکھا تھا کہ جبریلؑ نازل ہوئے الخ	۴۶۰
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سخت ایذا دئیے جانے اور ابوبکرؓ کی آپ کی حمایت میں کفار سے مقابلے کرنے کی روایات	۴۶۱
اسماءؓ کی روایت کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حمایت کی وجہ سے ابوبکرؓ کے سر کے بال اتنے کھینچے گئے کہ اپنے بالوں کی جس لٹ کو بھی گھر میں آنے کے بعد چھوتے تھے وہ ہاتھ میں ہی رہ جاتی تھی الخ	۴۶۳
علی رضی اللہ عنہ کا لوگوں سے سوال کرنا کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے پھر یہ بتانا کہ ابوبکرؓ اور ان کی جاں نثاری کے ایک واقعہ کو سنا کر بہت رونا	״
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو برا کہنے کی وجہ سے ابوبکر کا ابو قحافہ پر حملہ کرنا	[illegible]
عمر رضی اللہ عنہ کا ابوجہل لعین کو مسجد حرام کے دروازے پر پچھاڑ کر اس کا منہ زمین پر رگڑنا پھر عثمانؓ کا اسکو چھڑا دینا وغیرہ الخ	۴۶۴
ملائکہ آسمان دنیا کی تسبیح۔ ملائکہ آسمان دوم کی تسبیح	۴۶۵
نماز میں پڑھنے کے لئے استعاذہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کو تعلیم کیا تھا۔	۴۶۶
مسجد مکہ میں عمرؓ کا صبح سے دوپہر تک مشرکین سے لڑتے رہنا پھر عاص بن وائل کا آکر موڑ دینا	״
لفظ قتال کا اطلاق لاٹھی اور مکہ کی لڑائی پر بھی آتا ہے اسکا ثبوت	۴۶۷
امت مرحومہ تین اقسام پر منقسم ہے اول مقربین و سابقین دوم ابرار مقتصد سوم ظالم لنفسہ۔ اس کی وضاحت	۴۶۸
عائشہؓ کا ان واقعات کو بیان کرنا جو ان کی پاکدامنی پر نزول آیات کے بعد گھر میں پیش آئے تھے	۴۶۹
جو شخص اس امت میں سے امر بالمعروف اور نہی از منکر کے کمال سے متصف ہوگا وہ دوسرے لوگوں سے افضل ہوگا	۴۷۰
پہلا نکتہ۔ خبر واحد قرائن کے محیط ہو جانے سے یقین کی سرحد میں داخل ہو جاتی ہے اس کی مثال	۴۷۲ و ۴۱۴
دوسرا نکتہ۔ مدار افضلیت کون کون سی خصائل ہیں ان کی تفصیل	۴۷۳
حدیث۔ خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور پھر ابوبکرؓ اور پھر عمرؓ کا کنویں سے ڈول کھینچنا۔	۴۷۵
حدیث۔ خواب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکرؓ اور ان کے ساتھ عمرؓ کو لٹکا ہوا دیکھنا	۴۷۷
حدیث۔ ایک شخص کا خواب میں آسمان سے لٹکا ہوا ڈول دیکھنا اور ابوبکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ و علیؓ کا یکے بعد دیگرے اس سے پانی پینا	״
حدیث۔ خواب میں ایک سائبان سے گھی اور شہد ٹپکتا ہوا دیکھنا	
حدیث۔ ایک شخص کا خواب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکرؓ کو تولا گیا پھر ابوبکرؓ کے ساتھ عثمانؓ کو	۴۸۱
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب کہ اول آپ کے ساتھ ایک مرد کو تولا گیا پھر دس مرد کے ساتھ پھر سو مرد کے پھر ہزار کے ساتھ تو ہر مرتبہ آپ ہی بھاری رہے الخ	״
حدیث۔ ہر نبی کے دو وزیر آسمان والوں میں سے اور دو زمین والوں میں سے ہوتے ہیں الخ	۴۸۲
حدیث۔ ابوبکر و عمرؓ دین کے سمع و بصر کی مانند ہیں۔	۴۸۳
حدیث۔ میرے ساتھ سب سے زیادہ احسان کرنے والا ابوبکر ہے مال میں اور مرافقت میں۔	״
حضرت صدیقؓ کی حضرت فاروقؓ پر فضیلت کا بیان	۴۷۵

Marfat.com

حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے مابین اختلاف کا واقعہ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عمرؓ پر غضبناک دیکھ کر حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں ہی قصوروار تھا۔ ۴۸۵

حضرت عمرؓ کی فضیلت کا بیان حضرت عثمانؓ پر ۴۸۶

کمالِ نفسانی اور امت کے طبقۂ علیا میں ہونے کے اعتبار سے فضیلت ۴۸۷

حضرت عثمان کا ثبیر کوہ والا واقعہ بیان کرنا اور سب لوگوں کا شہادت دینا ،،

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا فنحاص یہودی کے پاس جانا اور اس کا یہ کہنا کہ ان اللہ فقیر و نحن اغنیاء ۴۸۸

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں سیاہ بکریاں دیکھنا اور ابوبکر کا تعبیر بیان کرنا ۴۸۹

بنو ثقیف کے محاصرہ کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب دیکھنا اور ابوبکر کا تعبیر دینا اور آپ کا تصدیق کرنا ،،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا خواب جس کی تعبیر حضرت ابوبکرؓ نے دی ۴۹۰

روزے کی حالت میں جنازے کے ساتھ جانے اور مسکین کو کھانا کھلانے اور مریض کی عیادت کی فضیلت ،،

قریش کی عورتوں کا آنحضرتؐ کی مجلس میں زور زور سے بولنے اور عمر کی آمد کا حال سنکر سب کے منتشر ہو جانے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمرؓ سے فرمانا کہ شیطان تم سے ڈر کر دوسرے راستہ پر چلنے لگتا ہے۔ ۴۹۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں دودھ پینا اور بقیہ عمرؓ کو دینا ،،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں عمرؓ کو لمبی قمیص پہنے ہوئے دیکھنا ۴۹۳

ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں حضرت علیؓ کی روایت کہ یہ دونوں بجز انبیاء و مرسلین کے تمام اہل جنت کے سردار ہیں اور آپ کا علی کو یہ بات ان پر ظاہر کرنے سے منع کرنا ،،

ابوبکرؓ کے لیے رضوان اکبر کی بشارت اور رضوان اکبر کے معنی بیان فرمانا ۴۹۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سب سے پہلے حق تعالیٰ عمرؓ سے مصافحہ و معانقہ فرمائے گا ۴۹۵

ابوبکرؓ کو بحالت بیماری نماز پڑھانے کا حکم دینا ۴۹۷

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوبکر و عمر کو دو مقرب فرشتوں اور دو اولوالعزم پیغمبروں سے تشبیہ دینا ۴۹۸

عمرؓ کی روایت غار ثور کی طرف پنجوں کے بل چلنے کی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں تھک گئے تو ابوبکرؓ کا آپ کو اپنے کندھوں پر بٹھا کر لیجانا وغیرہ ۵۱۴

ارتدادِ عرب کے زمانہ میں حضرت عمر کا صدیق اکبرؓ کی استقامت پر اعتراف ۵۱۵

فاروقؓ کے اقوال اپنی فضیلت میں ۵۱۶

عثمان رضی اللہ عنہ کے اقوال اپنی اور شیخین کی فضیلت پر ،،

عثمانؓ کا عبدالرحمن بن عوفؓ کی تعریضات کا جواب دینا ۵۱۷

علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اقوال۔ اگرچہ افضلیت شیخین کے تمام اہل حق قائل تھے مگر کسی نے اس قوت کے ساتھ اس کا بیان نہیں کیا جس قوت کے ساتھ آپ نے بیان کیا ۵۱۸

حضرت علیؓ سے اس روایت کو کہ امت میں سب سے بہتر ابوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ، اسی شخص لوگوں نے روایت کیا ہے۔ ۵۱۹

جو شخص علی کو شیخین سے افضل کہے حضرت علی کا حکم دینا کہ اس پر حد جاری کی جائے کہ وہ مفتری ہے ،،

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما جنت میں داخل ہو چکیں گے جب کہ میں معاویہؓ کے ساتھ حساب میں کھڑا ہوا ہوں گا ۵۲۰

اقوال سادات اہل بیت فضیلت شیخین کے بارے میں ،،

حضرت علیؓ کی موجودگی میں حسن بن علی کا لوگوں سے اپنا عجیب خواب بیان کرنا ۵۲۱

حضرت عمرؓ کی ایک ملاقات کا قصہ حضرت علیؓ و حسنؓ و حسینؓ سے اور ان حضرات کا آپ کے عدل کا شاہد بننا حسینؓ کی شہادت کے بعد آپ کا اطمینان ۵۲۲

حضرت حسنؓ کی اولاد کے اقوال ،،

حضرت حسینؓ کی اولاد کے اقوال ۵۲۳

علیؓ کا عمرؓ کے جنازے کے سامنے کھڑے ہو کر یہ کہنا کہ اس کفن پوش کے بعد اب کوئی ایسا نہیں رہا کہ اس کے جیسے نامہ اعمال لیکر اللہ سے ملنا مجھے زیادہ محبوب ہو ،،

مہاجرین اولین کے اقوال ۵۲۵

سعد بن ابی وقاصؓ کا قول کہ عمرؓ ہم سب سے زیادہ دنیا سے بے رغبت تھے۔ اسی سے وہ ہم سے افضل ہوئے۔ ۵۲۶

ابن مسعودؓ کا قول کہ عمرؓ کے ساتھ ایک ساعت بیٹھنا میرے نزدیک ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ ۵۲۷

Marfat.com

عمار بن یاسر کے اشعار حضرت ابوبکر کے سوابقِ اسلامیہ پر ۵۲۸

حذیفہ بن الیمان کا قول کہ عمر کے زمانہ میں اسلام دُور سے آنے والے شخص کے مانند اور بعد ان کے قتل ہونے کے جانے والے شخص کے مانند ہو گیا۔ ۵۲۹

زید بن خارجہ کا موت کے بعد خلفاء ثلاثہ کے فضائل بیان کرنا ۵۳۰

ان حضرات صحابہ کے اقوال جو مکثرین رواۃ میں سے ہیں ۵۳۱

دیگر اصحابِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال ۵۳۴

جبیر بن مطعم کا شام کے سفر کے دوران میں ایک مقام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر دیکھنا اور ابوبکر کی کہ وہ آپ کے قدم پکڑے ہوئے تھے ۵۳۵

علماء تابعین کے اقوال //

ایک شخص کے ساتھ جو اولادِ اصحاب میں سے تھا قاسم بن محمد بن ابی بکر کا دلچسپ مکالمہ //

عمرو بن میمون کے اس قول پر کہ عمر دو تہائی علم لے گئے ابراہیم نخعی کا یہ فرمانا کہ عمرؓ دس میں سے نو حصۂ علم لے گئے ۵۳۶

پہلا نکتہ۔ وجہ افضلیت کی تحقیق ۵۳۸

روایت ابن عباس، عمرؓ کا اس امر سے پریشان اور مغموم رہنا کہ موجودین میں سے خلافت کیلئے کامل اوصاف والا کوئی سمجھ میں نہیں آتا۔

ابن عباس کے پیشکردہ ناموں میں سے ہر ایک پر عمرؓ کی تنقید ۵۴۱

لفظ اُکیسع کی تشریح اور وجہ تسمیہ۔ (حاشیہ) ۵۴۲

عمرؓ کو سخت گرمی کے موسم میں دھوپ میں دیر تک کھڑے رہتے ہوئے دیکھ کر جبکہ وہ اونٹوں کا حلیہ بولتے جاتے تھے اور عثمان سایہ میں لکھ رہے تھے علیؓ کا عثمانؓ سے عمرؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنا کہ "قوی امین" یہ ہے۔ ۵۴۴

مولیٰ عثمان کی روایت، عمرؓ کی جفاکشی کا عجیب واقعہ ۵۴۵

دوسرا نکتہ۔ ایک اشکال اور اس کا جواب ۵۴۶

قتل کی اقسام قتلِ عمد، شبہ عمد، قتلِ خطا، جاری مجری الخطا قتل بالتسبب کا بیان حاشیہ ۵۴۷

قربِ نسب کو فضائل میں کیوں شمار کیا گیا جبکہ قرآن میں نسب کی بناء پر فضیلت کی نفی کی گئی ہے۔ اس کا جواب ۵۴۸

مسلک چہارم، افضلیت شیخین کا اثبات اس جہت سے کہ خلافت خاصہ کو افضلیت لازم ہے۔ ۵۵۰

حقیقتِ نبوت وخلافت پر عارفانہ تقریر ۵۵۰

شیخین کی افضلیت پر اجماع صحابہ کا بیان ۵۵۳

پہلا مقدمہ خلافت خاصہ اور افضلیت خلیفہ منتخب کے درمیان نسبتِ لزوم کے بیان میں اور اس کے ذیل میں تین وجہ کی تقریریں۔ ۵۵۴

اس اشکال کا جواب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید کو مہاجرین اولین پر خلیفہ بنایا تھا تو ان کی افضلیت لازم آتی ہے ۵۵۸

کسی زمانہ میں بھی افضلیت کے اعتقاد سے استخلاف جُدا نہیں ہوا ۵۶۱

دوسرا مقدمہ ۵۶۲

تیسرا مقدمہ ۵۶۵

حدیث خیر القرون کی تشریح۔ قرن اول وثانی وغیرہ سے کیا مراد ہے ۵۶۶

احادیث متعلقہ فتن جن میں حضرت ذی النورینؓ وحضرت علیؓ کے قتل کیے جانے کی طرف اشارات وکنایات فرمائے گئے ہیں ۵۶۷ تا ۵۷۱

ایک خاص نکتہ۔ انبیاء نے اپنی امت پر اور خلفاء نے رعایا پر جو فضیلت پائی اس کا راز ان کا جارحۂ تدبیرِ الٰہی ہونا ہے اور یہ سر خلفاء ثلاثہ میں متحقق ہے الخ ۵۷۳

مذکورہ بالا بناء پر ایک اشکال اور اس کا جواب ۵۷۴

خاتمہ جلد ثانی۔ مقصد اول ۵۷۵

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

فصل ششم

در عموماتِ قرآن و تعریضاتِ آن کہ دلالت می کنند بر صفاتِ خلافتِ خاصہ و بر خلافتِ خلفاء و فضائل و سوابق ایشان و آیاتے کہ موافقات خلفاء اند و آیاتے کہ سبب نزولِ آنہا خلفاء رضی اللہ عنہم بودہ اند۔

علم حدیث بہ طبیعتِ خود منقسم می شود بہ پنج فن اقوی ہمہ باعتبار اسناد فن سنن است مثل موطا و جامع سفیان بعد ازاں فن سیرت مثل کتاب محمد بن اسحٰق و کتاب موسیٰ بن عقبۃ و ابواب شمائل نیز داخل درانست دوم فن تفسیر مانند تفسیر عبدالرزاق و تفسیر بخاری و ترمذی و ابن ماجہ و حاکم وغیر ایشان سوم فن زہد و رقائق مانند کتاب الزہد لابن المبارک در متقدمین و کتاب قوت القلوب و فروع آں در متاخرین و ابواب فتن و اشراط قیامت و بعث و بہشت و دوزخ نیز در رقائق داخل است چہارم فن معرفۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم مثل استیعاب و مناقب صحابہ رضی اللہ عنہم نیز دراں فن داخل است اکثر احادیث مناسبت بدو فن یا سہ فن دارد ازیں فنون۔ در ہر فنے میتواں تخریج کرد و بعض کتب مصنف اند برائے یک فن تنہا بعض برائے دو فن یا سہ فن۔

فصل ششم

ایسے ارشاداتِ قرآنی کے بیان میں جن میں عموم ہے اور جن میں ایسی تعریضات ہیں جو خلافتِ خاصہ کی صفات اور خلفاء رضی اللہ عنہم کی خلافت اور ان کے فضائل اور حسناتِ سابقہ پر دلالت کرتی ہیں اور ایسی آیات کے بیان میں جو خلفاء کی (قبل نزول کی) رائے کے موافق نازل ہوئیں اور ایسی آیات کے بیان میں جن کے نزول کا سبب خلفاء رضی اللہ عنہم ہوئے ہیں۔

(جاننا چاہیئے کہ) علمِ حدیث اپنی طبعی حیثیت سے پانچ فن پر منقسم ہوتا ہے سب سے زیادہ قوی (معتمد علیہ) باعتبار اسناد کے فنِ سنن ہے (جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال بروایات ذکر ہوتے ہیں) جیسے موطا اور جامع سفیان۔ اس کے بعد فنِ سیرت مثل کتاب محمد بن اسحٰق و کتاب موسیٰ بن عقبہ اور شمائل کے ابواب بھی اسی میں داخل ہیں۔ اور فنِ تفسیر جیسے تفسیر عبدالرزاق اور تفسیر بخاری و ترمذی و ابن ماجہ و حاکم وغیرہ۔ اور فنِ زہد و رقائق (جس کے ماتحت دنیا سے کنارہ کشی اور قلب میں رقت پیدا کرنے والے ارشادات مندرج ہوتے ہیں) جیسا کہ متقدمین میں سے ابن المبارک رحمہ اللہ کی کتاب الزہد اور متاخرین میں سے کتاب قوت القلوب اور اس کی فروع۔ اور ابواب فتن اور اشراط قیامت اور دوبارہ اٹھایا جانا اور بہشت و دوزخ کے بیانات بھی رقائق میں داخل ہیں۔ اور فنِ معرفۃ الصحابہ جیسے استیعاب اور مناقب صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اسی فن میں داخل ہیں۔ اکثر احادیث ایسی ہیں جو دو یا تین فنون سے مناسبت رکھتی ہیں ان کو ان فنون میں سے ہر فن کے ماتحت لایا جا سکتا ہے۔ اور بعض کتابیں ایسی ہیں جو تنہا ایک فن کے لئے تصنیف کی گئی ہیں اور بعض ایسی ہیں جو دو فن یا تین فن کے لئے

Marfat.com

غرض اصلی از وضع این فصل آنست کہ دلائل صفاتِ خلافتِ خاصہ و دلائل خلافت خلفاء و سوابق ایشان از احادیث و آثار مخرجہ در علم تفسیر بیان کردہ شود و آنچہ از خلفاء در تفسیر قرآن و در مواعظ و غیر آن منقول شد در ذیل عموماتِ قرآن و تعریضاتِ آں ذکر کردہ آمد شرط استدلال بتعریض آن است کہ قرائن بسیار قالیہ و حالیہ جمع شود کہ مضطر گرداند تالی را بجزم بآنکہ اینجا شخصے ہست کذا و کذا کہ اشارۂ سخن بجانبِ اوست اگر سخن بحسبِ عموم خود تمام باشد و قرائن حال شخص واحد باین مشابہ مجتمع نشود استدلال ازاں نتوان کرد لیکن گاہی باین ہمہ مذکور مے کنیم بقصد آنکہ صاحبِ آن اثر از صحابہ یا تابعین بفضلِ خلفاء قائل است و اثرِ او منسلک است در سلک اجماع کُل بر تعظیم و تبجیل خلفاء۔ قَالَ ابو العالیۃ والحسن فی تفسیر قولہ تعالےٰ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ رسول اللہ و صاحباہ۔

فقیر گوید عفے عنہ توجیہ این کلام آن است کہ خدا تعالےٰ در بیان صراطِ مستقیم می فرماید صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ باز الذین انعم علیہم را جائے دیگر بیان می کند کہ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا باز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در حدیث مستفیض بیان فرمودند کہ ابوبکرؓ صدیق است و عمرؓ شہید باز آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم اصل غرض را بیان

تصنیف ہوتی ہیں۔

یہاں اس تفصیل کے لکھنے سے ہماری اصلی غرض یہ ہے کہ خلافت خاصہ کی صفات کے دلائل اور خلافتِ خلفاء اور اُن کے حسناتِ سابقہ کے دلائل احادیث سے اور اُن آثار سے جو علمِ تفسیر میں لئے جاتے ہیں بیان کئے جائیں۔ اور جو کچھ خلفاءؓ سے تفسیر قرآن اور مواعظ وغیرہ میں منقول ہوا عموماتِ قرآن اور اُن کی تعریضات کے ذیل میں مذکور ہو چکا ہے۔ اُن کی تعریض کو استدلال بنانے کی شرط یہ ہے کہ بہت سے قالی اور حالی قرائن جمع ہو جائیں جو پڑھنے والے کو اس امر کے یقین کرنے پر مجبور کر دیں کہ اس مقام میں ایک ایسا اور ایسا شخص ہے کہ اشارۂ سخن اُس کی طرف ہے۔ اگر کلام آخر تک عموم پر ہی رہے اور شخص پر جو وہ صفات رکھتا ہو قرائنِ حال مجتمع نہ ہوں تو اس سے استدلال نہیں کر سکتے۔ لیکن کبھی ان سب کے باوجود بھی ہم اس ارادے سے ذکر کرتے ہیں کہ اس اثر کا تعلق جس سے ہے خواہ وہ صحابہؓ میں سے ہو یا تابعین میں سے وہ خلفاءؓ کی فضیلت کا قائل ہے اور اُس کا یہ اثر اُس تعظیم و احترام خلفاءؓ پر کُل کے منعقدہ اجماع کے سلسلے کے ساتھ منسلک ہے۔

آیت سورۃ الفاتحہ ابو العالیہ اور حسنؒ نے حق تعالیٰ کے قول اھدنا الصراط المستقیم کی تفسیر میں کہا ہے رسول اللہ وصاحباہ (یعنے وہ سیدھی راہ جو رسول اللہؐ اور آپ کے دونوں صحابی ابوبکرؓ و عمرؓ کی تھی)۔

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ توجیہ اس کلام کی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ صراط مستقیم کے بیان میں فرماتا ہے صراط الذین انعمت علیھم پھر الذین انعم علیھم (وہ لوگ جن کو نعمتیں دی گئیں) کو دوسرے مقام پر واضح فرماتے ہیں کہ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ الخ (۴: ۶۹) (وہ انبیاء میں سے ہیں اور صدیقین میں سے اور شہداء و صالحین میں سے اور رفاقت کے اعتبار سے یہ اچھی جماعت ہے) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک حدیث مستفیض[1] میں بیان فرماتے ہیں کہ ابوبکرؓ صدیق ہے اور عمرؓ شہید۔ پھر آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے اصل غرض کو واضح

[1] جس حدیث کو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے تین اصحاب نے روایت کیا ہو اور ہر صحابی سے اس کا سلسلہ روایت جاری ہو اس کو حدیث مستفیض کہتے ہیں۔ مراتب حدیث میں اس کا مرتبہ اونچا مانا گیا ہے ۱۲ مترجم عفا اللہ عنہ

Marfat.com

فرمود کہ اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکرؓ و عمرؓ ازین آیہ می توان استدلال کرد کہ خدائے تعالیٰ عباد خود را تعلیم می فرماید کہ وقتِ مناجات ازمن طلب کنید ہدایت بسوئے صراطِ مستقیم چون بعد اللتیا و التی منقح شد کہ صراطِ مستقیم طریقہ شیخینؓ است لازم آمد کہ شیخینؓ خلیفۂ خاص باشند زیراکہ خلیفۂ خاص اوست کہ صراطِ مستقیم طریقۂ او باشد و مطلوب بود در شریعت توجہ بسوئے او قال اللہ تعالیٰ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا ۚ قَالُوا أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۚ قَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۖ وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ فقیر می گوید عفی عنہ خدائے تعالیٰ قصص پیشینیان بیان نہ فرمودہ است الا برائے آنکہ عبرت باشد برائے پیشینیان پس ازین آیہ مسئلہ چند از مسائل خلافت خاصہ مفہوم می شود یکے آنکہ چون غلبۂ کفار بر مسلمین پدید آمد در صورت وجوب جہاد دفعًا یا اجلِ موعودِ فتح در رسد در صورتِ وجوب جہاد ابتداءً و آنچہ آنجا حاصل است از رئیس و مرؤس و عُدّۃ و عِدّۃ کفایت نے کند در اتمام امر مقصود در قضائے الٰہی لازم مے شود حکم بملک شخصے کہ در غیب فتح بنام او نوشتہ اند و چون نوبت تا آنجا رسد فرض میگردد استخلاف او و او خلیفہ خاص باشد من عند اللہ و فی قضائہ و حکمہ چنانکہ بنی اسرائیل چون مغلوب شدند در دست عمالقہ

فرمایا کہ پیروی کرو اُن کی جو میرے بعد ہوں گے یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ۔ اس آیت (اھدنا الصراط المستقیم) سے (اس طرح) استدلال کرسکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو تعلیم فرماتا ہے کہ مناجات (عجز و زاری کے ساتھ دعا) کے وقت مجھ سے صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت طلب کرو۔ اور چونکہ بعد امور مذکورۂ بالا کے یہ بات صاف ہوچکی ہے کہ صراط مستقیم شیخین (ابوبکرؓ و عمرؓ) کا طریقہ ہے تو اس سے لازم آیا کہ شیخینؓ خلیفۂ خاص ہوں اس لئے کہ خلیفۂ خاص وہی ہے جس کا مسلک صراط مستقیم ہو اور اس (صراط مستقیم) کی طرف متوجہ رہنا شریعت میں مطلوب ہے۔

آیات سورۃ البقرۃ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وقال لھم نبیھم الخ (۲: ۲۴۷) اُن سے اُن کے پیغمبر نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر طالوت کو بادشاہ مقرر فرمایا کہنے لگے ان کو ہم پر حکمرانی کا کیسے حق حاصل ہوسکتا ہے حالانکہ بہ نسبت اُن کے ہم حکمرانی کے زیادہ مستحق ہیں اور اُن کو تو کچھ مالی وسعت بھی نہیں دی گئی۔ اُن پیغمبر نے جواب میں فرمایا کہ (اوّل تو) اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقابلہ میں اُن کو منتخب فرمایا ہے اور (دوسرے) علم اور جسامت میں اُن کو زیادتی دی ہے اور (تیسرے) اللہ تعالیٰ اپنا ملک جس کو چاہیں دیں اور (چوتھے) اللہ تعالیٰ وسعت دینے والے جاننے والے ہیں۔"

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے پہلے لوگوں کے قصے صرف اسی لئے بیان کئے ہیں کہ بعد کے لوگوں کو عبرت ہو۔ تو اس آیت سے خلافتِ خاصہ کے مسائل میں سے چند مسئلے سمجھ میں آتے ہیں۔ اول یہ کہ جب مسلمانوں پر کفار کا غلبہ ہوجائے تو اُس کے دفع کرنے کے لئے وجوب جہاد کی صورت میں یا فتح کا جو وقت (علم الٰہی میں) ابتداءً وجوب جہاد کی صورت میں مقرر ہے آپہنچے اور وہاں (یعنی مغلوب مسلمانوں کے پاس) جو کچھ بھی سردار قوم اور محکوم عوام اور سامانِ جنگ اور (لڑنے والوں کی) تعداد یہ سب امر مقصود کے پورا کرنے میں ناکافی ہو تو قضاء الٰہی میں لازم ہوجاتا ہے کہ کسی ایسے شخص کو بادشاہ بنادیا جائے جس کے نام پر غیب میں فتح لکھی جاچکی ہو۔ اور جب نوبت یہاں تک پہنچ جائے گی تو اس کو خلیفہ مقرر کرنا فرض ہوجاتا ہے اور اللہ کی طرف سے اُس کی قضاء اور حکم کے مطابق وہ خلیفۂ خاص ہوگا جیساکہ بنی اسرائیل جب عمالقہ کے ہاتھ سے مغلوب ہوگئے

Marfat.com

و اولادِ ایشان و دیار ایشان منہوب گشت حالتے
کہ دران وقت داشتند کفایت نمی کرد برائے
فتح خدائے تعالیٰ مستخلف ساخت طالوت را
و بہ نبی زمان فرمود کہ بعلامتِ کذا وکذا اورا
بشناسد وخلافت را بنام اوکند دیگر آنکہ بعد
استقرار خلافت او بنصّ شارع سرباز زدن از
قبولِ خلافتِ او و شکوکِ واہیہ پیدا کردن در
استحسانِ تقدیم او معصیت است چنانکہ بنی
اسرائیل چون گفتند اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا
یعنے طالوت ہرچند از نسب بنی اسرائیل بود
لیکن سابقہ در ملک نداشت ودباغی بود
یاسقائی خدائے تعالیٰ این سخن را ازیشان نہ
پسندید وبآن التفات نہ فرمود سوم آنکہ اصل
درباب استخلاف مصمم شدن قدراست در
غیب کہ فتح بتدبیر او وبنام او واقع شود و
استخلاف خدائے تعالیٰ مستلزم اصطفاست و
مدار این اصطفاء برصفاتے است کہ مدار
مدح باشد نزدیک عامہ مانند کثرت مال و
زیادتِ حسب بلکہ مدار آن برصفاتِ مقربہ
بمصلحتِ استخلاف است مع ہذا سنّت اللہ
آنست کہ فضیلت جزئی برائے او معیّن
فرمایند تانفوسِ قوم مطمئن شود چنانکہ
در استخلافِ طالوت بقلت مال التفات نہ
کردند و بہ سقائی او ازدراء نہ نمودند بلکہ
بسط او در علم و جسم بر منصۂ اعتبار
آوردند تانفوسِ قوم بر تقدم او مطمئن گردد
واللہ اعلم قال اللہ تعالیٰ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ
الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ
مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

اور اُن کی اولاد اور اُن کے شہر لُٹ گئے اور وہ اس وقت جس حالت
میں تھے (کہ نہ اُن کے پاس افرادی طاقت تھی نہ سامانِ حرب) وہ فتح
کے لئے کافی نہیں تھی؛ تو خدا تعالیٰ نے طالوت کو خلیفہ قرار دینا چاہا
اور اُس زمانہ کے نبی سے فرمایا کہ فلاں فلاں علامت سے اُس کو پہچانے اور
خلافت کے لئے اُس کو نامزد کر دے۔ دوم یہ کہ نصِ شارع سے اُس کی خلافت
کے قائم ہو چکنے کے بعد اُس کی خلافت کو قبول کرنے سے سرتابی کرنا اور
اس امر میں کہ اُس کو (خلافت کے لئے) مقدم کرنا اچھا فعل تھا، بیہودہ
شکوک پیدا کرنا معصیت ہے۔ چنانچہ بنی اسرائیل نے جب یہ کہا کہ "اس کو
ہم پر حکمرانی کا حق کیسے حاصل ہو سکتا ہے" یعنی طالوت کو جو اگرچہ
بنی اسرائیل ہی کے خاندان سے تھا لیکن پچھلے دور کی کوئی (نمایاں
کرنے والی) خصوصیت نہیں رکھتا تھا، یہ شخص چمڑا رنگنے والا تھا یا
سقا تھا تو خدا تعالیٰ نے اُن کا یہ کلام پسند نہیں فرمایا اور اس پر التفات
نہ کیا۔ سوم یہ کہ خلیفہ مقرر کرنے کے بارے میں بنیادی امر، غیب میں
تقدیر الٰہی کا مستحکم ہونا ہے کہ فتح اُس کی تدبیر اور اُس کے نام سے واقع
ہوگی۔ اور حق تعالیٰ کا خلیفہ بنانا ہی برگزیدگی کو مستلزم ہے اور اس
برگزیدگی کا مدار اُن صفات پر نہیں ہے جن پر عام لوگوں کے نزدیک مدح
کا مدار ہوتا ہے جیسے کثرتِ مال اور حسب (ثقافت و کلچر) کا اونچا ہونا
بلکہ اُن صفات پر ہے جو خلیفہ قرار دینے کی مصلحت کے قریب لانے والی اور
مناسب ہوں۔ اس کے ساتھ عادۃ اللہ یہ ہے کہ اُس کے لئے فضیلتِ
جزئی معین فرما دیں تاکہ قوم کے نفوس مطمئن ہو جائیں۔ چنانچہ طالوت
کو خلیفہ بنانے میں قلتِ مال کی طرف التفات نہیں کیا اور اُس کے پیشۂ
سقائی کی وجہ سے اُس کو نظرانداز نہیں کیا، بلکہ اُس کے علم و جسم کے
پھیلاؤ کو (جو عہدۂ استخلاف کے مناسب صفات ہیں) درجۂ اعتبار پر لا کر
کے ذکر فرمایا، تاکہ قوم اُس کو مقدم کرنے (کی بنا سمجھ کر اُس کی خلافت)
پر مطمئن ہو جائے، واللہ اعلم۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ الخ (۲:۱۲۷)

(۱۲۹) اور جب اُٹھا رہے تھے ابراہیم (علیہ السلام) دیواریں خانہ کعبہ
کی اور اسمٰعیل بھی (اور یہ کہتے جاتے تھے کہ) اے ہمارے پروردگار
(یہ خدمت) ہم سے قبول فرمائیے بلاشبہ آپ خوب سننے والے جاننے والے ہیں

Marfat.com

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ
ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ ص وَأَرِنَا
مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ج إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ
الرَّحِيمُ ۝ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا
مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَ
يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ
إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ وقال
تعالى وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا
لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ
الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۱ وقوله تعالى
كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ
الآية اخرج البغوي عن ابي سعيد الخدري ان
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان
هذه الامة توفي سبعين امة هي خيرها
واكرمها على الله عز وجل واخرج الدارمي
عن كعب في السطر الاول محمد رسول الله
عبدي المختار لا فظ ولا غليظ ولا
سخاب في الاسواق ولا يجزي بالسيئة
السيئة ولكن يعفو ويغفر مولده بمكة
وهجرته بطيبة وملكه بالشام و
في السطر الثاني محمد رسول الله امته
الحمادون يحمدون الله في السراء
والضراء يحمدون الله في كل
منزلة ويكبرونه على كل شرف
رعاة الشمس يصلون الصلوٰة اذا
جاء وقتها ولو كانوا على رأس
كناسة ويأتزرون على اوساطهم و
يوضئون اطرافهم واصواتهم
بالليل في جو السماء

اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنا (اور زیادہ) مطیع بنا لیجئے اور ہماری
اولاد میں سے بھی ایک ایسی جماعت (پیدا) کیجئے جو آپ کی مطیع ہو اور
(نیز) ہم کو ہمارے حج (وغیرہ) کے احکام بھی بتا دیجئے اور ہمارے حال پر
توجہ رکھئے (اور) فی الحقیقت آپ ہی ہیں توجہ فرمانے والے مہربانی کرنے
والے۔ اے ہمارے پروردگار اور اس جماعت کے اندر اُن ہی میں کا ایک
ایسا پیغمبر بھی مقرر کیجئے جو ان لوگوں کو آپ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا
کرے اور اُن کو (آسمانی) کتاب کی اور خوش فہمی کی تعلیم دیا کرے اور
ان کو پاک کردے۔ بلا شبہ آپ ہی ہیں غالب القدرۃ کامل الانتظام۔ اور
حق تعالیٰ کا ارشاد ہے وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ الخ (۲: ۱۴۳) اور ہم نے
تم کو ایسی ہی ایک جماعت بنا دی ہے جو (ہر پہلو سے) نہایت اعتدال
پر ہے تاکہ تم (مخالف) لوگوں کے مقابلہ میں گواہ ہو اور تمہارے لئے رسول
اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) گواہ ہوں" اور حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کنتم
خیر امۃ الخ (۳: ۱۱۰) تم لوگ اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت لوگوں
کے لئے ظاہر کی گئی ہے۔ بغوی نے یہ حدیث اخذ کی جو مروی ہے ابی سعید
الخدری سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ امت پورا کرے گی
(باعتبار شمار) ستر امتوں کو یہ ان سب میں کی بہترین اور بزرگترین ہے
اللہ عز وجل کے نزدیک۔ اور دارمی نے یہ حدیث اخذ کی کعب سے مروی
ہے کہ (توریت کی) پہلی سطر (یعنی پہلی فصل) میں ہے محمد رسول اللہ
میرا بندہ برگزیدہ، نہ تند خو ہے نہ سخت دل اور نہ بازاروں میں شور
مچانے والا اور وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہ دے گا لیکن معاف کرے گا
اور بخش دے گا۔ اُس کی پیدائش کی جگہ مکہ میں ہوگی اور اُس کی ہجرت
کی جگہ طیبہ ہوگی اور اُس کی بادشاہی شام میں ہوگی۔ اور دوسری سطر میں
یوں ہے۔ محمد اللہ کا رسول ہے۔ اُس کی امت کے لوگ بہت حمد کرنے
والے ہوں گے۔ ہر سکھ اور دکھ میں اللہ کی حمد کریں گے، وہ اللہ کی حمد
کریں گے ہر منزل میں اور اللہ کی بڑائی بیان کریں گے ہر اونچی جگہ پر۔ (اوقات
نماز کی وجہ سے) دھوپ کی مراعات رکھنے والے ہوں گے وہ نمازیں
پڑھیں گے جب اُن کا وقت آجائے گا چاہے وہ کسی کوڑی کے کنارے
پر ہوں۔ اپنی ناف پر ازار کی گرہیں لگائیں گے۔ اپنے اطراف (یعنی چہرہ
ہاتھ پاؤں) کو وضو سے صاف کیا کریں گے۔ رات میں اُن کی آواز آسمان

[illegible]

۱۵؎ ای یراقبون طلوع الشمس وغروبها وزوالها لمواقيت الصلوٰۃ ۱۲

Marfat.com

کاصوات النحل واخرج الدارمی عن ابن عباس
انہ سأل کعب الاحبار کیف تجد نعت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التوراۃ قال کعب نجدہ
محمد بن عبداللہ یولد بمکۃ و یہاجر الیٰ طابۃ (المدینۃ)
یکون ملکہ بالشام ولیس بفحاش ولا سخاب
فی الاسواق ولا یکافی بالسیئۃ السیئۃ ولکن
یعفو ویغفر امتہ الحمادون یحمدون اللہ
فی کل السراء والضراء ویکبرون اللہ
علی کل نجد یوضئون اطرافہم ویاتزرون
فی اوساطہم یصفون فی صلوٰتہم
کما یصفون فی قتالہم دویہم فی
مساجدہم کدوی النحل یسمع منادیہم
فی جو السماء قولہ تعالیٰ لتکونوا شہداء
خدائے تعالیٰ خواست کہ پاک کند بدست
پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین و
انصار را و پاک گرداند بر دست
مہاجرین وانصار سائر امم را قال اللہ
تعالیٰ آمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ
مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ الآیتین اخرج
البغوی عن النعمان بن بشیر ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ کتب کتاباً
قبل ان یخلق السموات والارض بالفی عام
فانزل منہ آیتین ختم بہا سورۃ البقرۃ
فلا تقرأن فی دار ثلٰث لیال فیقربہا شیطان
واخرج البغوی عن عبداللہ بن مسعود قال لما
اسری برسول اللہ صلی اللہ

جو میں شہد کی مکھیوں کی آوازوں کی طرح گونجتی ہوں گی۔ آو دارمی نے یہ حدیث اخذ کی۔ مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ انھوں نے کعب الاحبار سے سوال کیا کہ تم توراۃ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا صفت پاتے ہو؟ کعب نے کہا کہ ہم اس میں پاتے ہیں محمدؐ عبداللہ کا بیٹا، مکہ میں پیدا ہوگا، طابہ کی طرف ہجرت کرے گا، اُس کی بادشاہی شام میں ہوگی اور گندی گفتگو کرنے والا نہ ہوگا اور نہ بازاروں میں شور مچانے والا۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہ دے گا لیکن معاف کرے گا اور بخش دے گا۔ اُس کی اُمت کے لوگ بہت حمد کرنے والے ہوں گے۔ اللہ کی حمد کریں گے ہر ایک سُکھ اور دُکھ میں۔ اللہ کی بڑائی ظاہر کریں گے (یعنی تکبیر پڑھیں گے) ہر بلند مقام پر اپنے اطراف (ہاتھ پاؤں وغیرہ) کی وضو کریں گے اور اپنی ازار کو ناف پر باندھیں گے۔ اپنی نماز میں اس طرح صف باندھیں گے جس طرح قتال کے وقت صف بندی کریں گے۔ اُن کی آوازوں کی گنجار (تلاوت قرآن و تسبیحات سے مل جل کر) شہد کی مکھیوں کی گنجار کی طرح ہوگی۔ اُن کا ندا کرنے والا آسمان کے خلا میں (اللہ کی بڑائی کو) سنائے گا ارشاد باری تعالیٰ لتکونوا شہداء (اس طرف مشیر ہے کہ) خدا تعالیٰ نے چاہا کہ مہاجرین وانصار کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے پاک کرے اور مہاجرین وانصار کے ہاتھوں سے تمام اُمتوں کو پاک کرے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے آمَنَ الرَّسُوْلُ الخ دو آیتیں (آخر سورہ بقرہ)

اعتقاد رکھتے ہیں رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اُس چیز کا جو اُن کے پاس اُن کے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے اور مومنین بھی۔ آخر تک۔ یہ حدیث بغوی نے اخذ کی۔ نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے دو ہزار برس پہلے ایک کتاب لکھی۔ اُس میں سے وہ دو آیتیں نازل فرمائیں جن پر سورۂ بقر کو ختم کیا ہے۔ وہ دونوں آیات کسی گھر میں تین راتوں تک نہیں پڑھی جائیں گی کہ پھر شیطان اُس گھر کے قریب بھی آسکے، یہ حدیث بغوی نے اخذ کی۔ مروی ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ

ف ان آیات کی تلاوت سے گھر میں نورانیت کا غلبہ ہوجاتا ہے اور جہاں نور پیدا ہوجائے گا ظلمت فنا ہوجائے گی اور شیطان کا وجود سراسر ظلمت و تاریکی ہے اس لئے نورانیت کا اس سے تحمل نہیں ہوسکتا ۱۲ مترجم

Marfat.com

علیہ وسلم انتہی بہ الی السدرۃ المنتہٰی
وہی فی السماء السادسۃ الیہا
ینتہی ما یعرج بہ من الارض فیقبض
منہا والیہا ینتہی ما یہبط بہ من فوقہا
فیقبض منہا قال اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ
مَا یَغْشٰی قال فراش من ذہب قال
فاُعطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ثلٰثاً الصلوات الخمس واُعطی خواتیم
سورۃ البقرۃ وغُفر لمن لا یُشرک
باللہ من امتہ شیئاً المقحمات
فقیر گوید عفی عنہ چون صورت محمدیہ
علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات در
ازل الآزال برائے نبوت معین شد
پیرامون او امت نیز ظاہر شد زیرا کہ نبوت امری است
اضافی تا امت نباشد نبوت صورت نگیرد ؎
تشریف دست سلطان چوگان بزد ولیکن
بے گوی روز میدان چوگان چہ کار دارد

علیہ وسلم کو (شبِ معراج میں آسمانوں پر) لے جایا گیا تو آپ (مقام) "سدرۃ المنتہٰی" پر روکے گئے اور یہ چھٹے آسمان میں ہے جو (عملِ صالح) زمین سے اُوپر لیجایا جاتا ہے وہ اُس تک منتہی ہوتا ہے پھر اُس میں سے لیا جاتا ہے اور اُسی پر رُکتا ہے وہ بھی جو اُس کے اُوپر سے نیچے نازل ہوتا ہے پھر اُس میں سے لیا جاتا ہے۔ آرشاد فرمایا اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ الخ

(۱۶:۵۳) جب اس سدرۃ المنتہٰی کو لپیٹ رہی تھیں جو چیزیں لپیٹ رہی تھیں۔ فرمایا کہ سونے کے (رنگ والے) پتنگے۔ فرمایا (یعنی ابن مسعودؓ نے) تو (اس مقام پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیزیں عطا فرمائی گئیں۔ پانچوں نمازیں اور آپؐ کو دی گئیں آخری آیات سورۃ بقرہ کی اور آپؐ کی امت میں سے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے اُن کے مقحمات کو بخش دیا گیا (مقحمات سے وہ بداعمال مراد ہیں جن کا اقتضاء یہ ہے کہ وہ مرتکب کو جہنم میں دھکیل لے جائیں) فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ جب صورتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ازل الآزال میں نبوت کے لئے معین ہوئی تو اس کے ساتھ ساتھ امت (کے تمام افراد) بھی ظاہر ہوگئے۔ اس لئے کہ نبوت ایک اضافی امر ہے جب تک امت نہ ہوگی نبوت کی صورت نہ بن سکے گی ؎ سلطان کے دست ذی شرف نے بلّا مارا لیکن میدان کے دن بغیر گیند کے (صرف) بلّا کیا کام کرے گا

لہ جب ہم اپنی نسبت گزشتہ زمانہ کی طرف عقل کو دوڑاتے ہیں جس کے ہر کاب لامحدودیت کا تصور بھی ہوتا ہے تو جس مقدار زمانہ کو ہماری عقل جو رسمیاً سے محدود ہونے کی خوگر ہے معیار قرار دے کر آگے بڑھتی ہے مثلاً اب سال، کھرب سال وغیرہ تو وہ سب ختم ہو جائیں گے اور عقل تھک کر عاجز ہو جائے گی اس لامحدود دور کو ازل کہتے ہیں۔ جب اس کل مقدار زمانہ کو جہاں عقل پرواز سے عاجز ہو چکی تھی لامحدود کے مقابلہ پر رکھا جائے گا تو اس کی کسی بھی نسبت کا استخراج ناممکن ہوگا یعنی وہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ مقدار ہزار کھرب یا لاکھ کھرب وغیرہ ہے اب عقل کا عجز تحیر کی حد تک پہنچ جائے گا ؎ چو شبہا نشستم دریں سیر گم کہ حیرت گرفت آستینم کہ قم اسی مفہوم کا عنوان ہے "ازل الآزال" اس کے بالمقابل مستقبل کے لامحدود مرتبہ کو "ابد" اور "ابد الآباد" کہتے ہیں۔ اس کے بعد جاننا چاہیئے کہ اکابر عارفین ایک مرتبہ احدیت کا تسلیم کرتے ہیں جس کو "تعین اول" بھی کہتے ہیں اس مرتبہ میں صرف ذات ہے جس کے ساتھ شیون و صفات کا تصور شامل نہیں۔ یہ مرتبہ مجہول النعت (درغیب الغیب) بھی موسوم کیا جاتا ہے ھو الباطن اسی حقیقت کی طرف مشیر ہے۔ اس کے بعد مرتبہ ظہور شروع ہوتا ہے جن میں سے پہلا مرتبہ اجمال ہے اس مرتبہ میں شیونِ حق میں تعدد و تمیز نہیں ہوتا سب بالذات متحد ہیں جس طرح آم کی گٹھلی میں پورا درخت مخفی ہے لیکن اس کے اجزاء جڑ اور شاخیں اور پھول و پھل اس مرتبہ میں ایک دوسرے سے متمیز نہیں ہیں مگر عقلاً سب موجود گی کا ثبوت ملتا ہے مراتب ظہور میں سے یہ پہلا مرتبہ ہے گویا ذات نے اپنے کمالات ذات پر بالاجمال نظر فرمائی۔ اس مرتبہ کو "علم اجمالی کا مرتبہ" اور "تنزل اول" بھی کہتے ہیں۔ اس کے بعد تفصیل کا مرتبہ ہے جس میں عالم ارواح عالم مثال عالم اجسام اور اُن کی جملہ مخلوقات کا ذات میں ظہور ہوا اور جملہ شیون و صفات متمیز ہو گئیں۔ اس مرتبہ میں جو کچھ بھی بعد کے مراتب و ادوار میں آنے والا تھا سب کا ظہور ہو گیا جن میں سے نوعِ انسان کے تمام افراد بھی ہیں اُن کے اعیان (بجا ہو گا اگر ان کو وجودات ذہنیہ کہا جائے) سب کے سب ظاہر ہو گئے اور ان اعیان پر عالم اجسام میں ظہور کے بعد جو کچھ حالات گزرنے والے تھے سب ظاہر ہو گئے اس کو اصطلاح میں تنزل ثانی کہتے ہیں یہ مرتبہ "علم تفصیل" کا ہے اس کو اعیانِ ثابتہ بھی کہتے ہیں۔ یہاں اعیان کے مطابق عالم اجسام میں افراد نوعِ انسان وغیرہ کا ظہور ہوتا ہے۔ یہاں جن افراد میں ہزار ہا برس کا تقدم و تأخر ہے اُس مرتبہ میں سب ایک ساتھ ظاہر ہیں۔ وہاں تقدم و تأخر رتبی ضرور ہے لیکن تقدم و تأخر زمانی محال ہے۔ واضح رہے کہ اصطلاح صوفیہ میں تنزل ظہور کو کہتے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اللہ جل شانہٗ

[illegible]

وہ نیچے آگئے یا انسان کے لباس میں آگئے ایسا اعتقاد کرنا کفر ہے۔ الغرض یہی وہ مرتبہ ہے جس میں حضرت شاہ صاحب قدس اللہ سرہٗ نے صورتِ محمدیہ کا پھر اُس کے ساتھ امتِ محمدیہ کا جس

آنانکہ وسائط بودند درمیان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وامت او بصورتِ واسطگی ظاہر شدند وہم الشہداءُ علے الناس و نشو و نما باز انحطاط و نقصانِ دین بظہور رسید بمثل آنکہ اگر کرۂ متحرکہ تصور کُنی و محور و قطبینؔ و دائرۂ عظیمہ از صُلبِ این تصورؔ لازم آید من حیث تدری اولاتدری لہٰذا در کُتبِ الٰہیہ جائے کہ ذکر آنحضرت ﷺ آمدہ است ذکر امتِ او نیز آمدہ و این نیز در ہماں موطن مشخص شد کہ آخر کار ایشان مغفرت باشد وبشریعت سہلہ سمحہ ایشان را مکلف سازند واین ہمہ درصورت دُعاء واجابت ممثل گشت خدائے عزّ وجلّ این دو آیۃ را از ہمان موطن فرود آوردہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ازین سِرّ خبر دادند بالجملہ انچہ در ازل الآزال مقصود بود بہمان صورت ظہور نمود وانچہ ظاہر نشد مقصود نبود بلکہ وہمی بیش نیست کانیابِ الغُول و انسان ذی عشرۃ رُؤس ولئے برکسی کہ گمان می کند کہ مقرر در شرع خلافتِ شخصے بود وواقع در اشخاص دیگر شد اگر گوئی فتن در قضائے الٰہی داخل اند آنجا حکم الٰہی دیگر میباشد وواقع در خارج دیگر جواب گوئیم صورتیکہ ملبوس تقریر آنیم صورتِ تشریع است کہ از محض رحمت امتنانیہ برآمد و صورت رسالت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وقیام امتِ مرحومہ باقتدائے او نہ فتن و معاصے وخلافِ مرضی شتّان ما بینہما۔

جو لوگ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اُمّت کے درمیان (عالمِ اجسام میں) واسطہ تھے وہ (اُس موطن میں) واسطہ کی حیثیت میں ظاہر ہوئے اور یہ حضرات لوگوں پر (اللہ کے) گواہ ہوں گے۔ اور دین کا بڑھنا اور عروج پھر انحطاط اور نقصان (جسطرح عالم اجسام میں واقع ہوا اُس موطن میں) ظہور پذیر ہوا۔ جس طرح کہ اگر آپ ایک حرکت کرنے والے کُرہ کا تصور کریں تو آپ کو دھیان ہو یا نہ ہو مگر اس تصور کی پشت سے محورؔ (جس خط پر وہ کرہ گھوم رہا ہے) اور قطبینؔ (یعنے وہ کیلیں جن پر کرہ قائم ہے) اور دائرہ عظیمہ کا پیدا ہوجانا ضروری ہے۔ اسی بنا پر کتبِ سماویہ میں جہاں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر آیا ہے آپ کی امت کا ذکر بھی آیا ہے اور یہ بھی اُسی مَوطن میں مشخص ہوگیا کہ اُن کا انجام کار مغفرت ہوگا اور آسان و سہل شریعت سے اُن کو مکلّف کریں گے اور یہ سب دعاء اور قبولیّتِ دعاء کی صورت میں متمثل ہوئیں۔ اللہ عزّ وجلّ نے ان دو آیتوں کو اُسی موطن سے اُتار کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس راز سے مطلع فرمادیا۔ الحاصل ازل الآزال میں جو کچھ مقصود تھا اُسی صورت سے (اس عالم میں) اس کا ظہور ہوا اور جو کچھ ظاہر نہیں ہوا وہ مقصود بھی نہ تھا بلکہ (ایسی باتوں کی) وہم سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں جیسا کوئی بھوتوں کے دانتوں کا یا دس سروالے آدمی کا دھیان کرنے لگے۔ افسوس ہے اُس پر جو یہ گمان کرتا ہے کہ شریعت میں ایک خاص شخص کی خلافت مقرر تھی مگر دوسرے اشخاص میں واقع ہوگئی۔ اگر تم یہ کہو کہ فتنؔ بھی قضاءِ الٰہی میں داخل ہیں وہاں حکمِ الٰہی اور ہوتا ہے اور (وہی) جب خارج میں واقع ہوتے ہیں تو اُن کا حکم دوسرا ہوتا ہے۔ تو ہم جواب میں کہیں گے کہ جس صورت کی تقریر (اور توضیح) ہم کر رہے ہیں وہ تشریع کی صورت ہے جس کا ظہور رحمت سے ہوا جو بطور احسان وکرم کے ہے (یعنی خدا پر یہ تشریع واجب نہیں تھی) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور اُمّتِ مرحومہ کی آپ کی اقتدار کے لئے قیام کی صورت ہے۔ یہ فتن ومعاصی اور خلاف مرضی الٰہی کی صورت نہیں ہوسکتی۔ دونوں میں بڑا بُعد ہے۔

لہ آیت مذکورہ بالا میں یہ اشکال پیدا ہوتا تھا کہ رسول کے ساتھ تمام مومنین کیسے ایمان لائے جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے۔ اس تقریر سے اس کا حل مقصود ہے کہ اس آیت میں اُس موطن کی خبر دی گئی ہے جس میں مومنین کے تمام ایمان رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مومنین کی حیثیت سے حاضر تھے ۱۲ مترجم ۔ لہ توضیح جواب یہ ہے کہ ہمارا مقصد یہ نہیں کہ جس صورت کا ظہور اُس موطن میں ہوا ہے اور پھر اس کے مطابق خارج میں ظہور ہوتا ہے اس میں ہمیشہ رضی خداوندی ہوتی ہے۔ (باقی صفحہ پر)

Marfat.com

قَالَ اللہ تعالےٰ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَہُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ ط وَ اللّٰہُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ہ وقال تعالےٰ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰہِ ط وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ہ وقال سبحانہٗ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّھَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ ج وَلَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ ہ

فقیر گوید عفی عنہ فضائل اعمالے کہ مُقرّب است بشررا بجناب قُدس دو قسم است قسمی آنست کہ جمیع مِلل دران متساوی الاقدام اند و افراد بشر در جمیع اعصار تقرب الی اللہ بآن مے نمایند و آن بِرِّ حقیقی است قال اللہ تعالےٰ لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ لٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَ الْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ الآیہ و قسمے آنست کہ در بعض مِلل مدارِ فضل و مناطِ قُرب می شود دون بعضہا و از انجملہ است ہجرت و جہاد قرآن عظیم این نوع فضائل را خصوصًا شرح و تفصیل تمام دادہ و علو مراتب در دنیا و آخرۃ بران دارَ ساختہ و این مدعا از بسیاری دلائل مستغنی است از انکہ بذکر ادلہ احتیاج داشتہ باشد لیکن چون علوم اجنبیہ در مسلمین داخل شد و حق مختفی گشت

حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا وَمِنَ النَّاسِ الخ (۲: ۲۰۷) اور بعض کوئی ایسا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی رضاجوئی میں اپنی جان تک صرف کر ڈالتا ہے اور اللہ تعالےٰ ایسے بندوں کے حال پر نہایت مہربان ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ (۲: ۲۱۸) حقیقۃً جو لوگ ایمان لائے ہوں اور جن لوگوں نے راہِ خدا میں ترک وطن کیا ہو اور جہاد کیا ہو ایسے لوگ تو رحمتِ خداوندی کے امیدوار ہوا کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ (اس غلطی کو) معاف کردیں گے اور رحمت کریں گے۔ اور اللہ سبحانہٗ نے فرمایا اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ الخ (۲: ۲۷۴) جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو رات میں اور دن میں (یعنی بلا تخصیص اوقات) پوشیدہ اور آشکارا (یعنی بلا تخصیص حالات) سو اُن لوگوں کو ان کا ثواب ملے گا ان کے رب کے پاس اور نہ اُن پر کوئی خطرہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوں گے۔ فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ اُن اعمال کے فضائل جو انسان کو بارگاہِ قُدس کا مقرب بنانے والے ہیں دو قسم پر ہیں۔ ایک قسم وہ ہے جس پر تمام ملتیں مساوی طور پر گامزن ہیں اور افراد انسانی تمام زمانوں میں اُن اعمال سے تقرب الی اللہ حاصل کرتے ہیں اور وہ حقیقی نیکی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا الخ (۲: ۱۷۷) کچھ سارا کمال اسی میں نہیں (آگیا) کہ تم اپنا منہ مشرق کو کر لو یا مغرب کو لیکن (اصلی) کمال تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالےٰ پر یقین رکھے اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور (سب) کتب (سماویہ) پر اور پیغمبروں پر ... تا آخر۔ اور دوسری قسم وہ ہے جو کہ بعض ملتوں میں فضیلت کا مدار اور قُرب کی بنیاد بنتی ہے اور بعض میں نہیں۔ اُن اعمال میں سے ہجرت اور جہاد بھی ہیں قرآن عظیم نے اس قسم کے فضائل کو خصوصیت کے ساتھ پورے طور پر مشرح اور مفصّل بیان کیا ہے اور دنیا و آخرت کے مراتب کی بلندی کو اُن کے ساتھ متعلق فرمایا ہے۔ اور یہ دعویٰ بہت سے دلائل ہونے کی بنا پر اس سے مستغنی ہے کہ اس پر دلائل کے ذکر کرنے کی احتیاج ہو، لیکن چونکہ علوم اجنبیہ (غیر اسلامی) مسلمانوں میں داخل ہوگئے اور حق چھپ گیا

(بقیہ حاشیہ ص) جو کچھ اس موطن میں ہویدا ہو لے چاہے وہ خیر ہو یا شر اُس کا ظہور تو خارج میں ہوتا ہی ہے مگر جس ظہور کا ہم نے ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت بحیثیت نبوت جلوہ فرما ہوئی اور آپ کے صحابہ اور بدرجہ بدرجہ استفادہ کرنے والی امت کے سب افراد کی صورتیں آپ کے ساتھ تھیں وہ صورت بحیثیت مجموعہ شریعت محمدیہ کی تھی اس کے مطابق جب خارج میں ظہور ہوگا تو وہ رضائے الٰہی کا حامل ہی ضرور ہوگا۔ بخلاف ظہور فتن کے جو رضائے الٰہی کے حامل نہیں ہوتے۔ دونوں صورتوں میں مشرق اور مغرب کا

Marfat.com

لازم آمد تذکر آن دلائل قولہ تعالیٰ وَمِنَ النَّاسِ مَن یَّشْرِیْ الخ خدا تعالیٰ دو فرقہ متضادہ را ذکر میفرماید یکے را می ستاید و دیگرے را می نکوہد و وصف ستودگان می نماید کہ بذل میکنند نفوس خود را در طلب مرضاۃ رب جل شانہ یعنی در مہالک می اندازند قولہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ہَاجَرُوْا وَجَاہَدُوْا نص صریح است در فضیلت مہاجران و مجاہدان قولہ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ الآیہ مفہوم بحسب عرف کثرۃ انفاق است در مصارف خیر مرۃً بعد اخریٰ و کرّۃً بعد اولیٰ شک نیست کہ خلفاء رضوان اللہ علیہم بذل نفوس خود ہا کردند بطلب مرضاۃ اللہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ در مکہ دعوت اسلام نمود تا آنکہ او را زدند و کوفتند و ایذا ہا رسانیدند و ہمراہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اختیار ہجرت کرد حالانکہ کفار در طلب ایشان مردم فرستادند و دیتی برائے یابندۂ ایشان مقرر نمودند و عمر فاروق رضی اللہ عنہ قبل از ہجرت اظہار توحید نمود تا آنکہ او را زدند و کوفتند و در ہجرت جانبازی عظیم از وے ظاہر شد و علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ وقت ہجرت بر فراش آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خواب کرد بوجہی کہ اگر کفار حملہ می کردند بروے می افتاد و ذی النورین رضی اللہ عنہ از عم خود و قوم خود ایذا ہا کشید و عقد ایمان او در آن میان نگسست و دو بار ہجرت نمود ہجرت حبشہ و ہجرت مدینہ بعد ازان ہمہ این عزیزان با قلت احباء و کثرت اعداء در معارک و ملاحم تحت رایت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم داد قتال دادند بعد ازان ہمہ این بزرگان در مشاہد خیر بذل اموال فرمودند پس ایشان ہمہ از اہل این آیات باشند بلکہ سر دفتر آنہا و ہو المقصود واگر متعصبے گوید کہ این ہمہ کلمات عموم است یحتمل کہ مراد بعض افراد دیگر باشد

اس لئے ان دلائل کا بیان کرنا ضروری ہوگیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ومن الناس من یشری الخ خدا تعالیٰ ایسے دو فرقوں کا ذکر فرماتے ہیں جو باہم متضاد ہیں۔ ایک کی تعریف فرماتے ہیں اور دوسرے کو بُرا کہہ رہے ہیں۔ ممدوح فرقہ کا وصف یہ بیان کر رہے ہیں کہ وہ اپنی جانوں کو اللہ جل شانہٗ کی مرضیات کی طلب میں خرچ کر رہے ہیں یعنی اُن کو مہلک خطرات میں ڈال دیتے ہیں۔ حق تعالیٰ کا ارشاد انّ الذین آمنوا والذین ہاجروا وجاھدوا مجاہدین اور مہاجرین کی فضیلت پر نصِ صریح ہے۔ یہ ارشاد انّ الذین ینفقون تا آخر، اس آیت کا مفہوم بحسب عرف کے مصارف خیر میں بار بار اور یکے بعد دیگرے بکثرت اموال خرچ کرنا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضرات خلفاء رضوان اللہ علیہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی طلب میں اپنی جانوں کو خرچ کیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مکہ میں دعوت اسلام کی یہاں تک کہ ان کو لوگوں نے مارا پیٹا اور تکلیفات پہنچائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اُنھوں نے ہجرت اختیار کی اس حال میں کہ کفار نے ان کی گرفتاری کے لئے لوگوں کو دوڑا دیا تھا اور اُن کو گرفتار کرنے والے کے لئے بمقدار ایک دیت (چالیس اونٹ انعام) مقرر کیا تھا۔ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہجرت سے پہلے توحید کا اظہار کیا یہاں تک کہ لوگوں نے ان کو مارا پیٹا اور ہجرت کے وقت بڑی جانبازی کا اُن سے ظہور ہوا۔ اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہجرت کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سوئے اس طرح پر کہ اگر کفار حملہ کرتے تو آپ کے اُوپر پڑتا۔ اور (عثمان) ذی النورین رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا اور دیگر اہل خاندان سے ایذائیں برداشت کیں مگر ایمان کا عقد جو آپ نے باندھا تھا نہ توڑا اور آپ نے دو مرتبہ ہجرت کی ہجرتِ حبشہ اور ہجرتِ مدینہ۔ اس کے بعد ان سب قابل عزت بزرگوں نے دوستوں کی قلت اور دشمنوں کی کثرت کے باوجود جہاد اور لڑائی کے معرکوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے مقاتلہ کی داد بھی دی۔ اس کے بعد یہ سب بزرگ نیک مواقع پر اموال خرچ کرتے رہے۔ اس لئے یہ سب ان آیات کے (مصداق اور) اہل ہیں بلکہ اُن کے سر دفتر یعنے اُن کے اسماء بعنوان جلی سب سے مقدم ہیں اور یہی واضح کرنا ہمارا مقصود ہے۔ اگر کوئی متعصب یہ کہے کہ یہ تمام کلمات عموم کے ہیں ان میں یہ احتمال ہے کہ دوسرے بعض افراد مراد ہوں

Marfat.com

گر تیم قصر عام بر بعض افراد مدے وارد اما آنکہ
دران وصف ابلغ و اشہر باشند واز ہمہ
پیشقدم و دراول سماع کلام نظر مخاطبان
برآنان افتد عزل این جماعہ از میان عموم
لغت عرب نیست و نمی گوید آن را گر
غیر بلیغ و نہ فہمد آن را گر ہیچ سُبْحَانَکَ ہٰذَا
بُہْتَانٌ عَظِیْمٌ واگر متعصب عود کند و گوید
اوّل این ہمہ فضائل ثابت بود بعد ازان
حبط گشت بسبب بعض سیآت گوئیم
این بدتر است از اوّل از ابتدائے نشو و
نمای اسلام تا قیام قیامت این آیات
در صلوات و محافل و محاضر تلاوت می
کنند و خواہند کرد اگر ظاہر متبادر
او مراد نباشد تدلیس عظیم در ہر زمان
و ہر طبقہ پیدا مے شود تعالے اللہ عن
ذٰلک علوًّا کبیرًا وروی عن ابن عباس
فی قولہ تعالیٰ اٰمِنُوْا کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ
قال ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ و علیؓ فقیر مے
گوید این اثر ضعیف است از جہت
سند قوی است از جہت معنے ودر
معنے اہدنا الصراط المستقیم مفصل بیان
کردیم قولہ تعالے قُلْ مَنْ کَانَ
عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ الآیہ ہذہ الآیۃ
من موافقات عمر رضی اللہ عنہ
رُوی ذٰلک عن الشعبی وعکرمۃ و
قتادۃ وعبدالرحمن بن ابی لیلیٰ والسدی
وذٰلک من المراسیل الصحیحۃ لاستفاضۃ طرقہا
عن عکرمۃ قال کان عمر یأتی یہود ویکلمہم
فقالوا انہ لیس من اصحابک احد

تو ہم یہ کہیں گے کہ عام کا قصر بعض افراد پر ایک حد رکھتا ہے لیکن جو لوگ اُس وصف پر (جو عموم کے صیغوں میں بیان کیا گیا) زیادہ پہنچنے والے اور زیادہ مشہور ہوں اور اُن کا قدم (اُس وصف میں) سب سے آگے رہتا ہو اور کلام کے سننے کے وقت مخاطبوں کی نظر سب سے پہلے اُن پر ہی پڑتی ہو لغت عرب میں جب عموم کا استعمال ہوتا ہے تو ایسی جماعت کو اُس سے جدا نہیں کیا جاتا۔ ایسی بات کا قائل وہی ہوگا جو بلاغت سے نابلد ہو اور ایسا سمجھنے والا کوئی فرومایہ کم ظرف ہی ہو سکتا ہے۔ سبحانک ھٰذا بھتانٌ عظیمٌ۔ اگر متعصب پھر رجوع کرے اور کہے کہ اوّل تو یہ سب فضائل ثابت تھے مگر بسبب بعض برائیوں کے ارتکاب کے اس کے بعد باطل ہوگئے۔ تو ہم کہیں گے کہ یہ قول پہلے سے بھی بدتر ہے۔ اسلام کے نشو ونما کے ابتداء زمانہ سے قیامت کے قائم ہونے تک یہ آیات نمازوں میں اور محفلوں میں اور مجالس میں لوگ تلاوت کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے اگر اُس کے ظاہر متبادر معنے مراد نہ ہوں تو کہا جائے گا کہ ہر زمانہ میں اور ہر طبقہ میں ایک بڑی فریب کاری کا اظہار ہوتا رہا ہے تعالیٰ اللہ عن ذٰلک علوًّا کبیرًا (اللہ کی شان اس سے بہت بلند ہے)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حق تعالیٰ کے ارشاد اٰمِنُوْا کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ (ایمان لاؤ جس طرح لوگ ایمان لائے) میں اُنھوں نے کہا کہ وہ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ ہیں۔ فقیر کہتا ہے کہ سند کے اعتبار سے یہ اثر ضعیف ہے مگر معنی کے اعتبار سے قوی ہے اور اھدنا الصراط المستقیم کے معنے کے سلسلہ میں ہم مفصل بیان کر چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ مَنْ کَانَ الخ (۲:۹۷) آپ (اُن سے) یہ کہئے کہ جو شخص جبریلؑ سے عداوت رکھے۔۔ تا آخر۔ یہ آیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی موافقت کرنے والی آیات میں سے ہے۔ یہ مروی ہے شعبی سے اور عکرمہ سے اور قتادہ سے اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے اور سدی سے اور یہ مرسل احادیث صحیحہ میں سے ہے کیونکہ اس کے طرق (روایت) میں استفاضہ ہے (یعنی تین صحابی روایت کرنے والے ہیں)۔ عکرمہ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ یہود کے پاس آیا کرتے اور اُن سے گفتگو کیا کرتے تھے (ایک مرتبہ) اُنھوں نے کہا کہ تمھارے ساتھیوں میں

Marfat.com

اکثر اتیانا الینا منک فاخبر من صاحب صاحبک الذی یاتیہ بالوحی فقال جبرئیل قالوا ذاک عدونا من الملائکۃ و لو ان صاحبہ صاحب صاحبنا لاتبعناہ فقال عمر من صاحب صاحبکم قالوا میکائیل قال و ماھما قالوا اما جبرئیل فینزل بالعذاب و النقمۃ و اما میکائیل فینزل بالغیث والرحمۃ و احدھما عدو لصاحبہ فقال عمرؓ و ما منزلتھما قالوا ھما من اقرب الملٰئکۃ منہ احدھما عن یمینہ وکلتا یدیہ یمین و الآخر عن الشق الآخر قال عمرؓ لئن کانا کما تقولون ماھما بعدوین ثم خرج من عندھم فمر بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فدعاہ فقرأ علیھم من کان عدوا لجبریل الآیۃ فقال عمرؓ والذی بعثک بالحق انہ الذی خاصمتھم بہ آنفا واخرج الحاکم عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وزیرای من اہل السماء جبرئیل و میکائیل و من اہل الارض ابوبکرؓ و عمرؓ واخرج الطبرانی بسند حسن عن ام سلمۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان فی السماء ملکین احدھما یامر بالشدۃ و الآخر یامر باللین وکل مصیب ذکر جبرئیل و میکائیل ونبیان احدھما یامر باللین و الآخر یامر بالشدۃ وکل مصیب وذکر ابراھیم و نوحا ولی صاحبان

ہے سب سے زیادہ ہمارے پاس آنے والا تم سے زیادہ کوئی نہیں۔ تو آپ ہمیں بتائیے کہ آپ کے صاحب (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا کون (فرشتہ) مصاحب ہے جو اُن کے پاس وحی لایا کرتا ہے۔ عمرؓ نے کہا کہ جبرئیلؑ تو اُنھوں نے کہا کہ فرشتوں میں سے یہ ہمارا دشمن ہے اور اگر تمھارے صاحب (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا مصاحبؑ ہوتا جو ہمارے صاحب (یعنی موسیٰؑ) کا مصاحب تھا تو ہم ان کا اتباع کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمھارے صاحب (یعنی نبی) کا کون صاحب تھا؟ تو اُنھوں نے کہا کہ میکائیلؑ۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہ دونوں کیا (کرتے) ہیں؟ اُنھوں نے کہا کہ جبرئیلؑ تو عذاب اور تنگی نازل کرتا ہے اور میکائیلؑ بارش اور رحمت نازل کرتا ہے اور اُن دونوں میں سے ایک دوسرے کا دشمن ہے۔ پھر حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ ان دونوں کا مرتبہ کیا ہے؟ تو اُنھوں نے کہا کہ یہ دونوں سب فرشتوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں ان دونوں میں سے ایک اللہ کے دائیں ہاتھ کی طرف اور اس کے دونوں ہاتھ یمین یعنی دائیں ہی ہیں اور دوسرا فرشتہ دوسری جانب ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ اگر وہ ایسے ہیں جیسا کہ تم کہتے ہو تو وہ دونوں دشمن نہیں ہو سکتے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے اُٹھ آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ان کا گزر ہوا تو آپ نے ان کو پکارا (تو یہ بھی اصحاب کے ساتھ بیٹھ گئے) پھر آپ نے سب کو یہ آیت سُنائی من کان عدوا لجبریل ... آخر تک۔ تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے یہ اُسی معاملہ کے بارے میں ہے جس پر میں نے ابھی یہودیوں سے کہا سُنی کی ہے۔ حاکم نے یہ حدیث اخذ کی، مروی ہے ابی سعیدؓ سے اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے دو وزیر (یعنی مدد و معاون) آسمان والوں میں سے جبرئیلؑ و میکائیلؑ ہیں اور زمین والوں میں سے ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔ طبرانی نے اخذ کیا سند حسن کے ساتھ اُمّ سلمہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسمان میں دو فرشتے ہیں اُن دونوں میں سے ایک سختی کا حکم کرتا ہے اور دوسرا حکم کرتا ہے نرمی کا اور دونوں بجا کرنے والے ہیں اور آپ نے ذکر فرمایا جبرئیل اور میکائیلؑ کا۔ اور دو نبی ہیں ان میں سے ایک حکم کرتا ہے نرمی کا اور دوسرا حکم کرتا ہے سختی کا اور ہر ایک بجا کرنے والا ہے اور ذکر کیا آپ نے ابراہیمؑ اور نوحؑ کا اور میرے دو رفیق ہیں

Marfat.com

احدہما یامر باللین و الآخر بالشدۃ و کل مصیب وذکر ابابکر و عمر واخرج البزار والطبرانی فی الاوسط والبیہقی فی الاسماء و الصفات عن عبداللہ بن عمرو قال جاء رجال من الناس الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا یارسول اللہ زعم ابوبکر ان الحسنات من اللہ والسیئات من العباد وقال عمر الحسنات والسیئات من اللہ فتابع ہذا قوم وتابع ہذا قوم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاقضین بینکما بقضاء اسرافیل بین جبرئیل و میکائیل ان میکائیل قال بقول ابی بکر وقال جبرئیل بقول عمر فقال جبرئیل لمکائیل انا متی یختلف اہل السماء یختلف اہل الارض فلنتحاکم الی اسرافیل فتحاکما الیہ فقضی بینہما بحقیقۃ القدر خیرہ وشرہ و حلوہ و مرہ کلہ من اللہ ثم قال یا ابابکر ان اللہ لو اراد ان لایعصی لم یخلق ابلیس فقال ابوبکر صدق اللہ و رسولہ قولہ تعالی وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى ہذہ الآیۃ من موافقات عمرؓ فقد اخرج البخاری و الترمذی وغیرہما من عمرؓ قال وافقت ربی فی ثلاث او وافقنی ربی فی ثلاث قلت یارسول اللہ لو اتخذت من مقام ابراہیم مصلی فنزلت وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى الحدیث و من قیام عمر بحفظ شعائر اللہ عز وجل اعادۃ المقام

اُن میں سے ایک حکم کرتا ہے نرمی کا اور دوسرا حکم کرتا ہے سختی کا اور ہر ایک بجا کرنے والا ہے اور آپ نے ذکر کیا ابوبکرؓ اور عمرؓ کا۔ اور بزار نے اخذ کیا اور طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے اسماء وصفات میں اخذ کیا۔ روایت ہے عبداللہ بن عمرؓ سے انھوں نے کہا کہ لوگوں کی ایک جماعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور انھوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ابوبکرؓ یہ گمان کرتے ہیں کہ حسنات اللہ کی طرف سے ہوتی ہیں اور سیئات بندوں کی طرف سے اور عمرؓ نے یہ کہا کہ حسنات وسیئات سب اللہ کی طرف سے ہوتی ہیں' اب ایک قوم اس کا اتباع کر رہی ہے اور ایک قوم اُس کا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم دونوں (جماعتوں) میں وہ فیصلہ کروں گا جو اسرافیلؑ نے جبرئیل و میکائیلؑ کے درمیان کیا ہے۔ میکائیلؑ تو وہ بات کہہ رہے تھے جو ابوبکرؓ نے کہی اور جبرئیلؑ وہ بات کہہ رہے تھے جو عمرؓ نے کہی۔ تو جبرئیلؑ نے میکائیلؑ سے کہا کہ ہم آسمان والوں میں جب اختلاف ہوتا ہے تو زمین والوں میں بھی اختلاف ہو جاتا ہے اس لئے چاہیئے کہ ہم فیصلہ کرانے کے لئے یہ اختلاف اسرافیل کے پاس لے جائیں چنانچہ اسرافیلؑ کو دونوں نے حَکَم بنایا تو حقیقتِ قدر کے بارے میں انھوں نے فیصلہ کیا کہ اُس کا خیر اور شر، میٹھا اور کڑوا سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ اگر اللہ تعالیٰ یہ ارادہ کرتا کہ اُس کی نافرمانی نہ کی جائے تو وہ ابلیس (یعنی شیطان) کو نہ پیدا کرتا۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاتَّخِذُوا الخ (۲: ۱۲۵) اور مقام ابراہیم کو (کبھی کبھی) نماز پڑھنے کی جگہ بنایا کرو۔ یہ آیت عمرؓ کی موافقات میں سے ہے۔ بخاری اور ترمذی وغیرہ نے یہ حدیث اخذ کی کہ مروی ہے عمرؓ سے کہ اُنھوں نے کہا کہ میں نے اپنے رب کی موافقت کی تین (احکام) میں (یعنی نزول حکم سے قبل میری رائے یہ تھی مگر اس کے خلاف حکم آیا جس کی میں نے اطاعت کی) اور تین (احکام) میں میرے رب نے میری موافقت کی (یعنی میری صوابدید کے مطابق حکم نازل فرمایا) میں نے عرض کیا تھا کہ یارسول اللہ اگر آپ مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ قرار دیدیں تو بہت اچھا ہو۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى ... آخر تک۔ اور عمرؓ کے شعائر اللہ کی حفاظت پر کمربستہ رہنے کے واقعات میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے مقام ابراہیم کو

Marfat.com

فی مقامہ بعد ما ذھبت بہ السیولُ عن سفیان بن عیینۃ عن حبیب بن ابی الاشرف قال کان سیلُ ام نہشل قبل ان یّعمل عمرُ الرّدمَ باعلی مکۃ فاحتمل المقامَ من مکانہ فلم یدرِ این موضعہ فلمّا قدمَ عمرُ سأل من یّعلم موضعہ فقال عبد المطلب بن ابی وداعۃ انا یا امیر المؤمنین قد کنتُ قدرتُہ و ذرعتُہ بمقاطٍ وتخوفتُ علیہ ہذا من الحجر و الرکن الیہ و من وجہ الکعبۃ فقال ائت بہ فجاءَ بہ فوضعہ موضعہ ہذا وعملَ عمر الرّدم عند ذٰلک قال سفیانُ فذلک الذی حدثنا ہشام بن عروۃ عن ابیہ انّ المقامَ کان علی شقع البیت فاما موضعُہ الّذی ہو موضعہ الآنَ و امّا ما یقول النّاس انہ کان ہناک موضعہ فلا قلتُ المقاط بالکسر حبلٌ صغیر شدید الفتلِ والجمع مقط. عن عمر فی قولہ تعالیٰ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ قال اذا مرّ بذکر الجنۃ سأل اللہ الجنۃ و اذا مرّ بذکر النّار تعوذ باللہ من النّار وروی من طرق متعددۃ ان المصریین لما دخلوا علی عثمان کان المصحف بین یدیہ فضربوہ بالسیف علی یدیہ فجری الدّم علی فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ [۱۵] فقال عثمان واللہ انہا لاوّل ید خطّت المفصل (قرآن ۱۲) قیل فما مات منہم رجلٌ سویًّا وروی احمد و ابوداؤد من حدیث معاذ بن جبل

اُس کی اصلی جگہ پر واپس لائے اس کے بعد کہ اس کو سیلابوں نے اپنی جگہ سے ہٹا دیا تھا۔ روایت ہے سفیان بن عیینہ سے وہ روایت کرتے ہیں حبیب ابن الاشرف سے اُنھوں نے بیان کیا کہ اعلائے مکہ پر حضرت عمرؓ کے دیوار بنانے سے پہلے اُمّ نہشل سیلاب آیا کرتا تھا اس نے مقامِ ابراہیم کو اپنی جگہ سے ہٹا دیا تھا تو یہ معلوم نہ ہوا کہ اس کی اصلی جگہ کہاں تھی۔ جب حضرت عمرؓ آئے تو اُنھوں نے لوگوں سے پوچھا کہ کون اس کی جگہ جانتا ہے تو عبد المطلب ابن ابی وداعہ نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ میں نے اس کا اندازہ کر لیا تھا اور مجھے اس امر کا (جو پیش آیا) اندیشہ ہوا تھا تو میں نے ایک مِقاط سے اُس کے فاصلوں کو حجرِ اسود سے اور رکن سے اور وجہ کعبہ سے پیمائش کر لیا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ وہ (مقاط) لاؤ۔ وہ لے آئے تو (اُس سے بعد پیمائش صحیح جگہ معلوم کر کے) اُس کی پہلی جگہ پر جو یہی ہے رکھدیا اور اسی زمانہ میں عمرؓ نے دیوار بنائی۔ سفیان نے کہا کہ یہی بات ہم کو پہنچی ہشام بن عروہ سے اُنھوں نے روایت کی اپنے والد سے کہ مقامِ ابراہیم بیت اللہ سے جڑا ہوا تھا تو اس کی اصل جگہ وہی ہے جہاں وہ آج ہے۔ اور جو کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اُس کی اصل جگہ وہاں (یعنی دوسری جگہ) تھی تو یہ صحیح نہیں۔ میں کہتا ہوں لفظ مقاط میم کے زیر کے ساتھ چھوٹی رسّی کے معنے میں ہے جو مضبوطی سے بٹی گئی ہو۔ اس کی جمع "مُقُط" ہے۔

روایت ہے حضرت عمرؓ سے دربارۂ ارشادِ حق عزّ اسمہٗ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ (۲ : ۱۲۱) راوی کا بیان ہے کہ جب آپ گزرتے جنّت کے ذکر پر تو اللہ تعالیٰ سے جنّت کا سوال کرتے اور جب دوزخ کے ذکر پر گزرتے تو دوزخ سے پناہ مانگتے۔ اور متعدد طریقوں سے مروی ہے کہ مصر والے باغی جب حضرت عثمانؓ پر گھر میں داخل ہو کر حملہ آور ہوئے تو قرآن مجید کھلا ہوا اُن کے سامنے تھا۔ انھوں نے آپ کے ہاتھوں پر تلوار ماری تو اس آیت پر خون جاری ہوا۔[۱۵] فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ الخ (۲ : ۱۳۷) "تو تمھاری طرف سے عنقریب ہی نمٹ لیں گے اللہ تعالیٰ اور وہ سُنتے ہیں جانتے ہیں" تو عثمانؓ نے کہا خدا کی قسم یہ سب سے پہلا ہاتھ ہے جس نے قرآن کی کتابت کی تھی" بیان کیا گیا ہے کہ اُن میں سے کوئی صحیح سالم نہیں مرا۔

اور روایت کیا احمدؒ اور ابوداؤدؒ نے معاذ بن جبل کی حدیث سے کہ

۱۵ اس آیت پر خون کا گرنا حضرت عثمانؓ کے ساتھ گویا لسانِ غیب کا کلام تھا کہ ہم اس خون کا ضرور انتقام لیں گے ۱۲ مترجم

Marfat.com

كان عمرؓ اصاب من النساء بعد ما نام فاتى النبى صلى الله عليه وسلم فذكر ذلك له فانزل الله تعالى أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ الى قوله وَأَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ و اخرج الطبرانى فى الاوسط عن عمر ابن الخطاب سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ذاكر الله تعالى فى رمضان مغفور له وسائل الله لايخيب و عن عمرؓ فى قوله تعالى اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ قال شوال و ذوالقعدة و ذو الحجة و عن عمرؓ افصلوا بين حجكم و عمرتكم اجعلوا الحج فى اشهر الحج و اجعلوا العمرة فى غير اشهر الحج اتم لحجك و عمرتك و عن ابى بكر الصديق انه قال فى خطبته الصدق امانة والكذب خيانة الكيس التقى و العجز الفجور و عن عمرؓ انه كتب الى ابنه عبد اللهؓ اما بعد فانى اوصيك بتقوى الله فانه من اتقاه وقاه و من اقرضه جزاه و من شكره زاده و اجعل التقوى نصب عينك وجلاء قلبك و اسلم

عمرؓ سونے کے بعد (رمضان کی شب میں) اپنی کسی بیوی سے ہم بستر ہوگئے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور آپؐ سے اس کا ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے آیت اُحِلَّ لَكُمْ تا اِلَى اللَّيْلِ نازل کی (۲: ۱۸۷) تم لوگوں کے واسطے روزوں کی شب میں اپنی بی بیوں سے مشغول ہونا حلال کر دیا گیا کیونکہ وہ تمھارے لئے (بجائے) اوڑھنے بچھونے کے ہیں اور تم اُن کے لئے (بجائے) اوڑھنے بچھونے کے ہو، خدا تعالیٰ کو اس کی خبر تھی کہ تم خیانت (کر) کے گناہ میں اپنے کو مبتلا کر رہے تھے (مگر) خیر اللہ تعالیٰ نے تم پر عنایت فرمائی اور تم سے گناہ کو دھو دیا سو اب اُن سے مِلو، مِلاؤ اور جو (قانون) اجازت تمھارے لئے تجویز کر دیا ہے (بلا تکلف) اُس کا سامان کرو اور کھاؤ اور پیو (بھی) اُس وقت تک کہ تم کو سفید خط (یعنی نور) صبح (صادق) متمیز ہو جائے سیاہ خط سے پھر (صبح صادق سے) رات تک روزے کو پورا کیا کرو۔ اور اخذ کیا طبرانی نے اوسط میں کہ مروی ہے عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے سُنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے کہ رمضان میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے والے کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور اللہ سے مانگنے والا خسارے میں نہیں رہتا۔

اور مروی ہے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دربارۂ ارشاد باری تعالیٰ شانہٗ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ الخ (۲: ۱۹۷) (زمانہ) حج چند مہینے ہیں جو معلوم ہیں (شوال، ذیقعدہ اور دس تاریخیں ذی الحجہ کی) آپ نے فرمایا کہ وہ شوال اور ذی قعدہ اور ذی الحجہ ہیں۔ اور عمرؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اپنے حج اور عمرہ کے درمیان فصل کرو حج کو رکھو حج کے مہینوں میں اور عمرے کو دوسرے مہینوں میں رکھو اور اپنے حج اور عمرے کو پورا کرو۔ اور ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے اپنے خطبہ میں فرمایا صدق امانت ہے، کذب خیانت ہے، اور چستی وستعدی تقوای (کا سبب ہوتی) ہے اور عاجزی (کاہلی) بے راہ روی کا سبب بنتی ہے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے اپنے بیٹے عبد اللہؓ کو لکھا بعد حمد و صلوٰۃ میں تم کو اللہ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ یقینی ہے کہ جو متقی بنا اللہ تعالیٰ نے اس کو بچا لیا اور جس نے اُس کو قرض دیا (یعنی مواقع خیر میں مال خرچ کیا) اللہ اُس کی جزا ضرور دے گا اور جس نے اُس کا شکر کیا اللہ تعالیٰ نے اُس پر (نعمتوں کو) زیادہ کر دیا۔ تم تقویٰ کو اپنا نصب العین اور قلب کی جِلا بنا رکھو۔ اور جان رکھو

Marfat.com

انہ لا عملَ لمن لا نیّۃَ لہٗ و لا اجر لمن لا حسنۃَ لہٗ و لا مالَ لمن لا رفق لہٗ و لا جدیدَ لمن لا خَلِق لہٗ ؂ و اخرج الشافعی فی الاُمّ عن عُروۃ بن الزبیر انّ عمر ابن الخطاب حین دفع من عرفۃ قال

؎ اِلَیْکَ تَعْدُوْا قَلِقًا وَضِیْنُھَا ؛ مُخَالِفًا لِدِیْنِ النَّصَارٰی دِیْنُھَا ؛

؂ و اخرج البیھقی عن ابی ہریرۃ انّ رجلاً مرّ بعمر بن الخطاب و قد قضی نُسُکَہٗ فقال لہٗ عمرُ اَحججتَ قال نعم فقال لہٗ اجتنبتَ ما نُھِیْتَ قال ما اَلَوْتُ قال عمر اِستقبل عملک قیل لعطاء ابن ابی رباح اَبَلَغَکَ انّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال یستانفون العملَ یعنی الحُجّاج قال لا ولٰکن بلغنی عن عثمان بن عفان وابی ذر الغفاری مالا یستقبلون العمل ؂ و عن سالم عن ابیہ عن عمر سمعت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال یقول اللّٰہ تبارک وتعالٰی من شغلہ ذکری عن مسئلتی اُعْطِیْہِ افضل ما اُعطی السآئلینَ ؂ و عن ابن ابی نجیح سئل ابنُ عمرؓ من صوم عرفۃ فقال حججتُ مع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فلم یَصُمْہُ و مع عمرؓ فلم یصمہ و مع عثمان فلم یصمہ و انا لا اصومہ و لا اٰمُرُ بہ ولا انھٰی عنہ ؂ و روی صہیبؓ انّ المشرکین لما اَطافُوا برسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وجدتہٗ یصلی فکرِھتُ ان اَقْطع علیہ صلوتہٗ

اس کے پاس کوئی عمل نہیں جس کے پاس نیت (صحیحہ) نہیں (نیت صحیحہ یہ ہے کہ مقصود اللہ تعالیٰ کی رضاء و اطاعت ہو) اور اس کے پاس اجر نہیں جس کے پاس نیکی نہیں۔ اور جس کے پاس رفق و ملائمت نہیں اُس کے پاس کوئی مال نہیں (کہ بڑی دولت حُسن اخلاق ہے) اور جس کے پاس پُرانا نہ ہوگا (اس کے بجائے) اُس کو نیا نہ ملے گا۔ اور شافعیؒ نے "اُمّ" میں یہ اخذ کیا مروی ہے عُروہ بن الزبیر سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے جب کہ عرفہ سے جا رہے تھے یہ شعر کہا ؎ الیک تعدو الخ یعنے سواری کے سب اونٹ آپ کی طرف دوڑ رہے ہیں (جو سیر و سفر کی شدت سے اتنے لاغر ہو رہے ہیں کہ) اُن کے زِین (یعنے وہ تنگ جس سے کجاوے اونٹ کے بدن سے باندھے جاتے ہیں) ڈھیلے ہو رہے ہیں (اللہ واحد کی اطاعت میں چل رہے ہیں) ان کا دین نصاریٰ کے دین کے خلاف ہے (جو غیر اللہ کو معبود قرار دیتے ہیں) اور بیہقی نے یہ اخذ کیا مروی ہے ابو ہریرہؓ سے کہ ایک شخص کا عمرؓ بن الخطاب پر گزر ہوا اور وہ اپنے مناسک حج ادا کر چکا تھا۔ اُس سے عمرؓ نے کہا کہ کیا تم حج کر چکے ہو؟ اُس نے کہا کہ ہاں! پھر آپ نے فرمایا کہ جن باتوں کی ممانعت ہے اُن سے بچے رہے ہو؟ اُس نے کہا کہ میں نے کوتاہی نہیں کی تو عمرؓ نے کہا کہ اپنے کام میں لگو۔ عطاء بن ابی رباح سے پوچھا گیا کیا تم کو یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ یعنی حجاج اپنے اعمال کو از سر نو کریں۔ انھوں نے کہا نہیں بلکہ عثمانؓ بن عفان اور ابوذر غفاریؓ سے (اس کے خلاف) یہ پہنچا کہ عمل سابق کا سامنا نہیں کیا جائیگا اور روایت ہے سالم سے وہ اپنے باپ سے وہ روایت کرتے ہیں عمرؓ سے کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس شخص کو میری یاد مجھ سے سوال کرنے سے غافل کر دے میں اُس کو مانگنے والوں سے زیادہ دوں گا۔ اور ابن ابی نجیح سے روایت ہے کہ ابن عمرؓ سے صوم عرفہ کے بارے میں پوچھا گیا تو اُنھوں نے کہا کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا۔ آپ نے اس دن روزہ نہیں رکھا اور عمرؓ کے ساتھ کیا تو انھوں نے بھی نہیں رکھا اور عثمانؓ کے ساتھ کیا تو اُنھوں نے بھی نہیں رکھا اور میں بھی یہ روزہ نہیں رکھتا اور نہ اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ اس سے منع کرتا ہوں۔ اور صہیبؓ نے روایت کیا کہ مشرکین نے جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا محاصرہ کیا (تو میں آپ سے بات کرنے کے لئے پہنچا) تو میں نے آپ کو نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ مجھے یہ بُرا لگا کہ میں نماز تُڑوا دوں (اس لئے آپ سے مخاطب ہوا

فقال اصبت و خرجا من ليلتهما فلما اصبح خرج حتى اتى ام رومان زوجة ابى بكر فقالت الا اراك ههنا و قد خرج اخوك و وضع لك شيئا من زاده قال صهيب فخرجت حتى دخلت على زوجتى ام عمرو فاخذت سيفى و جعبتى و قوسى حتى اقدم على رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة فاجده و ابابكر جالسين فلما رآنى ابوبكر قام الى فبشرنى بالآية التى نزلت فىّ فاخذ بيدى فلمته بعض الملامة فاعتذر و ربّحنى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ربح البيع ابا يحيى

عن عكرمة انّ عمرؓ بن الخطاب كان اذا تلا هذه الآية وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ الى وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهٗ قال اقتتل الرجلان

غرض ازين كلام آن است كه حضرت عمر رضى الله عنه بفراست دريافت كه درميان امت مرحومه شهر سيف خواهد شد باين نوع كه خليفه جابر باشد و مومنے كه يشرى نفسه صفت اوست

اور اس پر) آپ نے فرمایا کہ تو نے اچھا کیا۔ اور دونوں (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ) اُسی رات نکل گئے (راوی کا قول ہے کہ) جب صبح ہوئی تو صہیبؓ گھر سے نکل کر اُمّ رُوْمان زوجۂ ابی بکرؓ کے پاس پہنچے وہ بولیں کہ اَئیں میں تجھے یہاں دیکھ رہی ہوں اور تیرا بھائی (ابو بکرؓ) جا چکا ہے اور اُس نے تیرے لئے بھی کچھ زادِ راہ اپنے ساتھ رکھا تھا۔ صہیبؓ نے بیان کیا کہ میں پھر وہاں سے نکل کر اپنی زوجہ اُمّ عمرو کے پاس پہنچا وہاں سے اپنی تلوار اور ترکش اور کمان لی (اور سفرِ ہجرت شروع کر دیا) یہاں تک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ جاتا ہوں اور آپؐ اور ابو بکرؓ دونوں کو بیٹھے ہوئے پاتا ہوں۔ جب مجھے ابو بکرؓ نے دیکھا تو اُٹھ کر میرے پاس آئے اور مجھے اُس آیت کی بشارت دی جو میرے حق میں نازل ہوئی تھی (یعنی آیہ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ) انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا میں نے ان سے کچھ شکوہ شکایت کیا اُنھوں نے معذرت کی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بیچ کے (جس کا ذکر آیت میں ہے) پُر منفعت ہونے کی بشارت سُنائی۔ آپ نے فرمایا اے ابا یحییٰ بڑے نفع کا سودا ہوا ہے (ابو یحییٰ صہیبؓ کی کنیت ہے)۔

عکرمہؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب جب یہ آیت پڑھتے ومن الناس من یعجبک سے ومن النّاس مَنْ یشری نفسہ الخ تک (۲: ۲۰۴ - ۲۰۷) [اور بعض آدمی ایسا بھی ہے کہ آپ کو اس کی گفتگو جو محض دنیوی غرض سے ہوتی ہے مزیدار معلوم ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالےٰ کو حاضر و ناظر بتاتا ہے اپنے مافی الضمیر پر حالانکہ وہ (آپ کی) مخالفت میں (نہایت) شدید ہے اور جب پیٹھ پھیرتا ہے تو اس دوڑ دھوپ میں پھرتا رہتا ہے کہ شہر میں فساد کرے اور (کبھی کسی کے) کھیت یا مویشی کو تلف کرے اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتے اور جب اس سے کوئی کہتا ہے کہ خدا کا خوف کر تو نخوت اس کو گناہ پر (دونا) آمادہ کر دیتی ہے سو ایسے شخص کی کافی سزا جہنم ہے اور وہ بُری آرام گاہ ہے۔ اور بعض آدمی ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں اپنی جان تک صرف کر ڈالتا ہے اور اللہ تعالےٰ ایسے بندوں کے حال پر نہایت مہربان ہیں] تو فرماتے کہ دو آدمیوں میں جنگ ہو گئی غرض اس کلام سے یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے فراست سے یہ معلوم کر لیا کہ امت مرحومہ میں تلوار چلے گی اس صورت سے کہ خلیفہ جابر ہوگا اور ایک مومن جس کی صفت یہ ہو گی

Marfat.com

بانکار برخیزد و از انکار او آن جماعہ حساب نگیرند و بمقاتلہ انجامد این نوع از مقاتلہ بوقوع خواہد آمد اگرچہ اکثر صور مقاتلات آنست کہ از ہر دو جانب اتباع ہوا پیش آید و عن ابی بکر الصدیق انّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من اغبرّت قدماہ فی سبیل اللہ حرّم اللہ علیہ النار و عن عثمان سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول حرسُ لیلۃٍ فی سبیل اللہ افضلُ من الف لیلۃٍ یُقام لیلہا و یُصام نہارُہا و عن ابی بکر الصدیق قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ترک قوم الجہادَ الّا عمّہم اللہ تعالیٰ بالعذابِ و عن عمر بن الخطاب ان اللہ لا یستحیی من الحقّ لا تأتوا النساءَ فی اَدْبارِہنّ و عن زید ابن اسلم قال بلغنی انہ جاءت امرأۃٌ الی عمر بن الخطاب فقالت انّ زوجَہا لا یصیبُہا فارسل الیہ فسألہ فقال کبُرتُ و ذہبتْ قوّتی فقال عمر فی کم تصیبُہا قال فی کل طُہرٍ مرّۃً فقال عمر اذہبی فانّ فیہ ما یکفی المرأۃَ و عن الحسن قال سأل عمر ابنتہ حفصۃ کم تصبر المرأۃُ عن الرّجل فقالت ستۃ اشہر فقال لا جرم لا اُجمّر رجلاً اکثر من ستۃ اشہر و عن عمر قال واللہ انی لاُکرِہ نفسی فی الجماع رجاءَ ان یخرج منّی نسمۃٌ تسبّح

یثیری نفسہ اُس کے (جابرانہ احکام سے) انکار کے لئے مقابل آجائیگا اور اس کے انکار سے وہ جماعت (اپنے اعمال کا) محاسبہ نہ کریگی بالآخر قتال تک نوبت آجائیگی۔ اس قسم کا مقاتلہ وقوع میں آئیگا۔ اگرچہ مقاتلات اکثر اس صورت میں ہوتے ہیں کہ دونوں جانب میں خواہش نفس کی پیروی ہوا کرتی ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جس کے قدم غبار آلود ہوئے اللہ تعالیٰ اُس پر آگ کو حرام کردے گا۔ عثمان رضؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ اللہ کی راہ میں ایک رات کا پہرہ دینا ایسی ہزار راتوں سے افضل ہے جن کا تمام وقت نوافل پڑھنے میں گزرے اور ان کے ایام روزوں میں بسر ہوں۔ اور ابوبکر صدیق رضؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی قوم نے بھی جہاد ترک نہیں کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اُن پر عذاب کو عام کردیا (کہ ایک مصیبت کے بعد دوسری آتی رہیگی) اور عمر رضؓ بن الخطاب سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ حق بات کے اظہار سے نہیں شرماتا (اس لئے میں یہ کہنے سے نہ شرماؤنگا) کہ تم عورتوں سے اُن کی دُبر میں مقاربت نہ کرنا۔ اور زید بن اسلم سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی کہ ایک عورت عمر رضؓ بن الخطاب کے پاس آئی اور اُس نے کہا کہ اُس کا شوہر اُس سے مقاربت نہیں کرتا۔ آپ نے شوہر کو بلوایا اور اُس سے پوچھا تو اُس نے کہا کہ میں بوڑھا ہوگیا اور میری قوت جاتی رہی پھر حضرت عمر رضؓ نے پوچھا کہ تو کتنے زمانہ کے بعد اُس کے پاس آیا کرتا ہے۔ اُس نے کہا کہ ہر طہر میں (یعنی جب حیض سے فارغ ہو چکتی ہے تو ایسے زمانہ میں) ایک مرتبہ۔ تو عمر رضؓ نے عورت سے فرمایا کہ جا یہ ایسا معمول ہے جو عورت کے لئے کافی ہے۔ اور حسن سے مروی ہے کہ عمر رضؓ نے (جبکہ ان کی بی بی صاحبہ کا انتقال ہوچکا تھا) اپنی بیٹی حفصہ رضؓ سے پوچھا کہ کتنے زمانہ تک عورت مرد سے (بغیر تعب) رُک سکتی ہے؟ تو انھوں نے (اُنگلیوں کے اشارے سے) بتایا کہ چھ مہینے تک۔ تو عمر رضؓ نے فرمایا کہ ضروری ہے کہ اب میں کسی مجاہد کو میدانِ جنگ میں چھ ماہ سے زیادہ نہ رُکنے دونگا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں اپنے نفس کو جماع پر مجبور کرتا ہوں اس امید پر کہ مجھ سے کوئی ایسا بچہ پیدا ہوجائے جو اللہ کی تسبیح کیا کرے[1]

---

[1] انما الاعمال بالنیات ایسا نسخہ کیمیا ہے جو دنیاوی افعال کو بھی جو بسبیل عادت انسان سے سرزد ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف منتقل کرتا ہے۔ حضرت عمر رضؓ کی اس نیت نے جماع کو بھی عبادت بنادیا۔ آپ کی اس مجتہدانہ شان اور کیفیتِ تعلقِ قلب مع اللہ کو واضح کرنے کے لئے ہی شاہ صاحب حدیث لائے ہیں ۱۲ مترجم

Marfat.com

وعن اشعث بن اسلم البصري قال بينا عمر يصلي و يهوديان خلفه قال احدهما لصاحبه أهو هو قالا انا نجده في كتابنا قرنا من حديد يعطى ما يعطى حزقيل الذي احيا الموتى باذن الله فقال عمر ما نجد في كتاب الله حزقيل و لا احيا الموتى باذن الله الا عيسى قالا انا نجد في كتاب الله رسلا لم نقصصهم عليك فقال عمر بلى قالا اما احياء الموتى فنحدثك ان بني اسرائيل وقع عليهم الوبا فخرج منهم قوم حتى ان كانوا على راس ميل اماتهم الله فبنوا عليهم حائطا حتى اذا بليت عظامهم بعث الله حزقيل فقام عليهم فقال ماشاء الله فبعثهم الله فانزل الله في ذلك اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ الآية

وعن ابن عمر ان عمر بن الخطاب خرج ذات يوم على الناس فقال ايكم يخبرني باعظم آية في القرآن واعدلها واخوفها وارجاها فسكت القوم فقال ابن مسعود على الخبير سقطت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم

اشعث بن اسلم البصری سے مروی ہے کہ اس دوران میں کہ عمرؓ نماز پڑھ رہے تھے اور دو یہودی آپ کے پیچھے تھے کہ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ کیا یہ وہی ہے دونوں نے (آپس میں) کہا کہ ہم اس (کے حال) کو (ان الفاظ سے لکھا ہوا) پاتے ہیں لوہے کا قلعہ اس کو وہ چیز دی جائیگی (دعا مستجاب و رحق پر استقامت) جو حزقیل کو دی گئی تھی جس نے اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کر دیا تھا۔ اس پر (بعد نماز) حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہم کتاب اللہ میں حزقیل کا ذکر نہیں پاتے اور نہ باذن اللہ اُن کے مُردوں کو زندہ کرنے کا ذکر بجز عیسیٰؑ کے، اُن یہودی عالموں نے کہا کہ ہم کتاب اللہ میں یہ پاتے ہیں رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ (یعنی بہت سے رسول ہوئے ہیں جن کے حالات ہم نے آپ سے بیان نہیں کئے) عمرؓ نے فرمایا بیشک۔ انھوں نے کہا کہ رہا احیاءِ موتیٰ تو اُس کا واقعہ ہم آپ کو سناتے ہیں کہ بنی اسرائیل پر ایک مرتبہ وبا آپڑی تو اُن میں سے ایک قوم (وبا سے بچنے کے لئے نکل) یہاں تک کہ وہ (آبادی سے) ایک میل دور ہی نکلی تھی کہ خدا نے اُن کو ہلاک کر دیا۔ تو بنی اسرائیل نے ان کے گرد ایک دیوار بنادی۔ تو جب (اتنا زمانہ گزر گیا) کہ ان کی ہڈیاں بھی گل گئیں تو اللہ تعالیٰ نے حزقیل کو مبعوث کیا وہ اُن پر آکر کھڑے ہوگئے اور انھوں نے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو (زندہ کرکے) اُٹھا دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں نازل فرمایا اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ الخ (۲: ۲۴۳) (اے مخاطب) کیا تجھ کو ان لوگوں کا قصہ تحقیق نہیں ہوا جو کہ اپنے گھروں سے نکل گئے تھے اور وہ ہزاروں ہی تھے موت سے بچنے کے لئے سو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے حکم فرمادیا کہ مرجاؤ (سب مر گئے) پھر اُن کو جلا دیا۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑا فضل کرنے والے ہیں لوگوں پر مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔ اور مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ ایک دن حضرت عمرؓ بن الخطاب نے لوگوں کے سامنے آکر فرمایا کہ تم میں سے کوئی مجھے اطلاع دیگا کہ قرآن کی سب سے زیادہ باعظمت آیت کونسی ہے اور سب سے زیادہ عدل والی کونسی اور سب سے زیادہ خوف دلانے والی کونسی اور سب سے زیادہ امید دلانے والی کونسی آیت ہے؟ تو سب لوگ خاموش رہے۔ پھر ابن مسعودؓ نے کہا کہ آپ ایک جاننے والے کے سامنے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا

له دوسری روایت میں یوں ہے کہ یہودی نے حضرت عمرؓ سے مخاطب ہو کر کہا اجدک لہ قرنا قال قرن مہ قال قرن من حدید یعنی میں اگلی کتابوں میں تمہارا ذکر قرن کے لفظ سے پاتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے کا قرن؟ کہنے لگا لوہے کا قرن۔ یہاں قرن کے معنے قلعہ ہے اس کی جمع قرون ہے۔ حضرت عمرؓ کی ذات بابرکات کو کتب سابقہ میں آہنی قلعہ سے تعبیر کیا گیا اور یہ تعبیر ہے کہ آپ کی ذات تمام آفتوں اور خرابیوں کی روک کے لئے آہنی قلعہ کے مانند تھی۔ (مترجم از لغات الحدیث)

Marfat.com

یقول اعظم آیۃ فی القرآن اَللّٰهُ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ
و اعدل آیۃ فی القرآن اِنَّ
اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ
الی آخرہا و اخوف آیۃ فی
القرآن فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
خَیْرًا یَّرَهٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ
ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ و ارجا آیۃ فی
القرآن یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا
عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ
رَّحْمَةِ اللّٰهِ و عن ابی الدرداء
قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اقتدوا بالذین من بعدی
ابی بکر و عمر فانہما حبل اللہ
الممدود فمن تمسک بہما فقد
تمسک بالعروۃ الوثقی لا انفصام
لہا عن ابن عباس قال قال عمر
یوما لاصحاب النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فیم ترون ہذہ الآیۃ نزلت
اَیَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ
قالوا اللہ اعلم فغضب عمرؓ
فقال قولوا نعلم او لا نعلم فقال
ابن عباس ضربت مثل العمل قال عمر ای عمل
قال ابن عباس لعمل قال عمر لرجل غنی یعمل
بطاعۃ اللہ ثم بعث الشیطان فعمل
بالمعاصی حتی اغرق الاعمال و عن
ابن عباس قال قال عمر بن الخطاب قرأت اللیلۃ
آیۃ اسہرتنی اَیَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ
لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّاَعْنَابٍ

آپ فرماتے تھے سب سے زیادہ باعظمت آیت قرآن میں ہے اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (۲: ۲۵۵) (اللہ تعالیٰ ایسا ہے کہ) اس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں زندہ ہے سنبھالنے والا ہے) اور سب سے زیادہ تاکید عدل کرنے والی آیت قرآن میں یہ ہے اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ آخر تک (۱۶: ۹۰) بیشک اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں عدل کا احسان کا۔ تا آخر۔ اور سب سے زیادہ خوف پیدا کرنے والی آیت قرآن میں یہ ہے فَمَنْ یَّعْمَلْ (۹۹: ۷-۸) سو جو شخص (دنیا میں) ذرہ برابر نیکی کریگا وہ (وہاں) اُس کو دیکھ لے گا اور جو شخص ذرہ برابر بدی کریگا وہ اس کو دیکھ لیگا۔ اور سب سے زیادہ امید پیدا کرنے والی آیت قرآن میں یہ ہے یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ الخ (۳۹: ۵۳) اے میرے بندو! جنھوں نے (کفر و شرک کرکے) اپنے اُوپر زیادتیاں کی ہیں تم خدا کی رحمت سے نا امید مت رہو۔ اور ابو الدرداء سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اقتدا کرو ان کی جو میرے بعد ہیں یعنی ابی بکرؓ و عمرؓ کیونکہ وہ دونوں اللہ کی تنی ہوئی رسّی ہیں جس نے ان دونوں سے (وسیلہ کا) سہارا لیا تو اس نے ایسی مضبوط رسی کو تھام لیا جس میں کوئی شکستگی نہیں۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک دن عمرؓ نے اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آیت اَیَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ الخ (۲: ۲۶۶) کا نزول کس بارے میں سمجھتے ہو؟ انھوں نے کہا اللہ اعلم۔ اس جواب پر عمرؓ ناراض ہوگئے اور آپ نے فرمایا کہ یا تو یہ کہو کہ ہم جانتے ہیں یا یہ کہو کہ ہم نہیں جانتے (راوی کہتا ہے کہ) ابن عباسؓ نے کہا کہ عمل کی ایک تمثیل بیان فرمائی گئی ہے۔ عمرؓ نے کہا کہ کس کے عمل کی۔ تو ابن عباسؓ نے کہا کہ (مطلق) عمل کی! عمرؓ نے کہا کہ یہ ایسے مالدار شخص کے لئے ہے جس نے اللہ کی طاعت کے لئے عمل کیا پھر اس کے پاس شیطان کو بھیجدیا گیا تو اس نے گناہ کے کام شروع کردیئے یہاں تک کہ اعمال (حسنہ) کو تباہ کر ڈالا۔ یہ روایت (بھی) ابن عباسؓ ہی سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ آج رات میں نے ایک آیت کی تلاوت کی جس نے مجھے جگائے رکھا اَیَوَدُّ اَحَدُكُمْ الخ (۲: ۲۶۶)۔ بھلا تم میں کسی کو یہ بات پسند ہے کہ اُس کا ایک باغ ہو کھجوروں کا اور انگوروں کا اُس کے (درختوں کے) نیچے نہریں چلتی ہوں اُس شخص کے ہاں اُس باغ میں اور بھی ہر قسم کے (مناسب) میوے ہوں اور اُس شخص کا بڑھاپا آگیا ہو اور اُس کے اہل و عیال بھی ہوں جن میں (کمانے کی) قوت نہیں سو اس باغ پر ایک بگولا آیا جس میں آگ (کا مادّہ) ہو پھر وہ باغ جل جائے۔ اللہ اسی طرح نظائر بیان فرماتے ہیں تمہارے

Marfat.com

فقرأها كلها ما عُنِيَ بها فقال بعض القوم الله أعلم فقال اني أعلم انّ الله أعلم ولكن انما سألتُ ان كان عند أحدٍ منكم علم فيها وسمع فيها شيئًا ان يخبر بما سمع فسكتوا فرآني وانا أهمس قال قل يا ابنَ اخي ولا تحقر نفسك قلتُ عُنِيَ بها العمل قال وما عُنِيَ بها العمل قلتُ شيءٌ أُلقِيَ في روعي فقلتُهُ فتركني واقبل هو يفسّرها صدقتَ يا ابنَ اخي عنى بها العمل۔ ابنُ آدم أفقرُ ما يكون الى جنّتِهِ اذا كبرت سنُّهُ وكثر عياله وابن آدم افقر ما يكون الى عمله يومَ القيامة صدقتَ يا ابن اخي أخرج الدار قطني عن عمر بن الخطاب قال انما سنّ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم الزكوٰة في هٰذه الاربعة الحنطة والشعير والزبيب والتمر وعن ابي بكر الصديق قال سمعتُ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم على أعوادِ المنبر يقولُ اتقوا النارَ ولو بشقّ تمرةٍ فانها تقوّم العوج وتدفع ميتةَ السوء وتقع من الجائع موقعها من الشبعان وأخرج ابوداؤد والترمذي عن عمر قال امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نتصدق فوافق ذٰلك مالاً عندي فقلتُ اليومَ أسبقُ ابا بكرٍ ان سبقتُهُ يومًا فجئتُ بنصف مالي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما أبقيتَ لاهلك قلتُ مثلَهُ واتى ابوبكر بكل ما عنده فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما ابقيتَ لاهلك قال ابقيتُ لهم الله ورسولَه فقلتُ لا أُسابقك

تاکہ تم سوچا کرو۔ حضرت عمرؓ نے پوری آیت پڑھ کر (لوگوں سے پوچھا) کہ حق تعالیٰ نے اس سے کیا مراد لیا ہے۔ تو بعض لوگوں نے کہا اللہ اعلم (اللہ بہتر جاننے والا ہے) تو عمرؓ نے کہا کہ (یہ تو) میں بھی جانتا ہوں کہ اللہ بہتر جاننے والا ہے لیکن میں تو صرف یہ پوچھتا ہوں کہ اگر تم میں سے کسی کے پاس اس بارے میں علم ہو اور اس کے متعلق اُس نے کچھ سُنا ہو تو جو کچھ سُنا ہو اس کی خبر دے تو لوگ ساکت رہے۔ عمرؓ نے مجھے دیکھا اور میں دھیمی آواز سے کہہ رہا تھا اور بولے کہ اے بھتیجے کہو اور اپنے آپ کو حقیر مت خیال کرو۔ میں نے کہا کہ اس سے عمل مراد لیا گیا ہے، فرمایا کہ اور کیسا عمل ہے جو مراد لیا گیا۔ میں نے کہا کہ ایک چیز میرے دل میں ڈالی گئی تھی میں نے اُسے کہدیا۔ اب انھوں نے مجھے چھوڑ دیا اور خود تفسیر کرنے کی طرف متوجہ ہو گئے اور فرمایا اے بھتیجے تو نے ٹھیک کہا اس سے عمل ہی مراد ہے۔ ابن آدم کو سب سے زیادہ باغ کی طرف حاجتمند ہونے کا زمانہ وہ ہے جب کہ وہ بوڑھا ہو گیا ہو اور اُس کے بال بچے بھی زیادہ ہوں اور ابن آدم سب سے زیادہ اپنے عمل کا محتاج ہو گا قیامت کے دن اے بھتیجے تو نے صحیح جواب دیا تھا۔ دار قطنی نے یہ اخذ کیا مروی ہے عمر بن الخطابؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کو ان چار (پیداواروں) میں مقرر کر دیا ہے گیہوں اور جو اور کشمش اور کھجور۔ اور مروی ہے ابوبکر صدیقؓ سے اُنھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ منبر کے درجہ پر (جو لکڑی کے تھے) کھڑے ہوئے فرما رہے تھے (جہنم کی) آگ سے اپنا بچاؤ کرو اگرچہ آدھی کھجور سے ہو (اپنے قلیل چیز ہونے کا خیال نہ کرو) کہ وہ بھی (آنتوں کے) ٹیڑھے پن کو سیدھا کرتی اور بُری موت کو روکتی ہے اور یہ بھی اپنے اسی موقع میں پہنچتی ہے جہاں شکم سیر ہونے کی مقدار پہنچتی ہے۔ اور ابوداؤد اور ترمذی نے عمرؓ سے یہ روایت لی ہے آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو صدقہ لانے کا حکم دیا تو اتفاق سے اُس زمانہ میں میرے پاس مال (زیادہ) تھا۔ میں نے کہا کہ آج میں ابوبکرؓ سے بڑھ جاؤنگا اگر کسی دن اُن سے بڑھ سکتا ہوں۔ پھر میں اپنا آدھا مال لے کر آیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے لئے کتنا باقی رکھا۔ میں نے عرض کیا کہ اسی کے برابر۔ اور ابوبکرؓ جو کچھ اُن کے پاس تھا سب لے آئے (اُن سے بھی) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے لئے کتنا باقی رکھا۔ تو اُنھوں نے کہا کہ اُن کے لئے اللہ اور اس کے رسولؐ کو باقی رکھا۔ تو میں نے کہا اے ابوبکرؓ، میں تم سے کسی چیز میں کبھی آگے

Marfat.com

الیٰ شیءٍ ابداً۔

وعن الشعبی قال نزلت ہذہ الآیۃ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ الآیۃ فی ابی بکر و عمر جاء عمر بنصف مالہ یحملہ الیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ رؤس الناس وجاء ابوبکر بمالہ اجمع یکاد ان یُخفیہ من نفسہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماترکتَ لاہلک قال عِدَۃُ اللہ وعدۃ رسولہ فقال عمر لابی بکر ما استبقنا الیٰ باب خیرٍ قط الا سبقتنا الیہ و اخرج احمد عن ابن ابی ملیکۃ قال ربما سقط الخطام من ید ابی بکر الصدیق فیضرب بذراع ناقتہ فینیخہا فیاخذہ فقالوا لہ افلا امرتنا نُنَاولکہ فقال انّ حِبّی صلی اللہ علیہ وسلم امرنی ان لا اسألَ الناس شیئاً و اخرج احمد وابویعلیٰ عن ابی سعید الخدری قال قال عمر یارسولَ اللہ لقد سمعتُ فلاناً ماہو کذلک لقد اعطیتہ مابین عشرۃ الیٰ مائۃ فمایقولُ ذلک قال اَمَا واللّٰہِ انَّ احدکم لیخرج بمسئلتہ من عندی یتأبطہا نارًا قال عمر یارسولَ اللہ لِمَ تُعطیہا ایّاہم قال فما اصنع یابونَ الا مسألتی و یابی اللہُ لی البخل و اخرج البخاری ومسلم عن ابن عمر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یُعطینی العطاء فاقول اعطہ من ہو افقر الیہ منی فقال خُذہ اذجاءک من ہذا المال شیٌ وانت غیر مُشرفٍ ولا سائلٍ فخُذہ فتموّلہ ان شئتَ کُلہ وان شئتَ تصدّق بہ

نہیں بڑھ سکتا۔

اور مروی ہے شعبیؒ سے کہ یہ آیت اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ الخ (۲۷۱:۲) اگر تم ظاہر کرکے دو صدقوں کو تب بھی اچھی بات ہے اور اگر اُن کا اخفا کرو اور فقیروں کو دیدو تو یہ اخفا تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے الخ ابوبکرؓ اور عمرؓ کے بارے میں نازل ہوئی۔ عمرؓ اپنا نصف مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوگوں (یعنی مزدوروں) کے سروں پر اُٹھواکر لائے اور ابوبکرؓ اپنا سب مال اس طرح لے کر آئے کہ گویا اُس کو اپنے نفس سے بھی چھپانے کی کوشش کررہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا تو اُنھوں نے کہا کہ اللہ کا وعدہ (کہ وہ ان کو رزق دے گا) اور اس کے رسول کا وعدہ (کہ ان کی دعائیں شامل حال رہیں گی) تو عمرؓ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ ہم نے جس باب خیر میں کبھی تم سے بڑھنے کی کوشش کی تم ہی ہم سے آگے بڑھے رہے۔ اور احمد نے یہ روایت اخذ کی مروی ہے ابن ابی ملیکہ سے اُنھوں نے بیان کیا کہ بسا اوقات ایسا ہوا کہ اُونٹ کی مُہار ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے چھوٹ جاتی تو آپ اپنی اونٹنی کے پٹھے پر مارتے اور اس کو بٹھاکر مہار اُٹھا لیتے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ہم کو کیوں حکم نہیں دیتے کہ ہم اُٹھاکر آپ کو دیدیں۔ آپ نے فرمایا کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کروں۔ اور اخذ کیا احمد اور ابویعلےٰ نے روایت ہے ابوسعید خدریؓ سے اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں نے فلاں شخص کے بارے میں سُنا کہ وہ اس طرح کہتا ہے۔ آپ نے اُس کو عطا کردیئے ہیں دس اور سو (درہم) کے درمیان (میں نے سوچا کہ) آپ اس کے بارے میں اب کیا فرمائیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ یاد رکھو کہ تم میں سے کوئی ایسا بھی ہوتا ہے کہ میرے پاس سے جب نکلتا ہے اپنا سوال لے کر تو آگ بھر کے لے جاتا ہے۔ عمرؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ یہ نار ان لوگوں کو نہ دیا کیجیے۔ فرمایا میں کیا کروں یہ لوگ مجھ سے مانگنے سے نہیں رُکتے اور اللہ تعالیٰ مجھ میں بخل نہیں آنے دیتا۔ اور بخاری ومسلم نے اخذ کیا ابن عمرؓ سے اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عطیہ مرحمت فرماتے تھے تو میں یہ عرض کرتا تھا کہ جو مجھ سے زیادہ حاجتمند ہو اُس کو دیجیے تو آپ نے فرمایا کہ یہ لے لو (تمہارے پاس اس مال میں سے جب کچھ پہنچے اور تم کو نہ طمع ہو اور نہ تم سائل ہو تو اس کو لے لو پھر اگر چاہو اُس کو اپنا مال بناکر رکھو اُس کو کھاؤ اور اگر چاہو تو صدقہ کردو۔ اور جب

Marfat.com

و مالا فلا تتبعہ نفسک قال سالم بن عبداللہ فلاجل ذلک کان عبداللہ لا یسأل احدًا شیئًا و لا یرد شیئًا اُعطیہ ۔ و من ابن اسحٰق قال لما قبض ابوبکر و استخلف عمر خطب الناس فحمد اللہ و اثنیٰ علیہ بما ہو اہلہ ثم قال ایھا الناس ان بعض الطمع فقر و ان بعض الیاس غنیً و انکم تجمعون مالا تاکلون و تاملون مالا تدرکون و اعلموا ان بعض الشح شعبۃ من النفاق فانفقوا خیرًا لانفسکم فاین اصحاب ہذہ الاٰیۃ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَہُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّہَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً فَلَہُمْ اَجْرُہُمْ عِنْدَ رَبِّہِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔ و من عمر قال من آخر ما انزل اللہ اٰیۃ الربٰوا و ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قبض قبل ان یفسرہا لنا فدعوا الربٰوا و الریبۃ ۔ و عن ابی بکر الصدیق قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من احبَّ ان یسمع اللہ دعوتہ و یفرج کربتہ فے الدنیا والاٰخرۃ فلینظر معسرًا ولیدع لہ و من سرہٗ ان یظلہ اللہ من فور جہنم یوم القیامۃ ویجعلہ فی ظلہ فلا یکونن علی المؤمنین غلیظًا ولیکن بہم رحیمًا ۔ و عن عثمان بن عفان سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول اظل اللہ عبدًا فے ظلہ یوم القیامۃ یوم لا ظل الا ظلہ

یہ بات نہ ہو تو اپنے نفس کو مال کے درپے ہونے سے بچاؤ۔ سالم بن عبداللہ کا قول ہے کہ اسی بنا پر عبداللہ بن عمرؓ کسی سے کچھ سوال نہ کرتے تھے اور جب اُن کو دیا جاتا تھا تو اُس کو رد نہ کرتے تھے۔ اور ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ کی وفات ہوئی اور عمرؓ خلیفہ بنے تو آپؓ نے لوگوں کو خطبہ دیا اوّل اللہ کی حمد و ثنا کی اُن صفات کے ساتھ جن کا وہ اہل ہے۔ پھر فرمایا کہ اے لوگو بعض طمع فقر (کا موجب) ہوتی ہے اور بعض نا امیدی غنا (کا موجب) ہوتی ہے اور تم اُس چیز کو جمع کرتے ہو جس کو نہیں کھاتے ہو اور ایسی چیزوں کی امیدیں باندھنے لگے ہو جن کو پا نہیں سکتے ہو (یعنی طولِ امل بُری چیز ہے) اور جان لو کہ بعض شُحؔ[1] نفاق کی فرع ہوتی ہے تو خرچ کیا کرو اس میں تمہارے نفسوں کے لئے خیر ہے۔ تو کہاں ہیں وہ لوگ جو اس آیت کے مصداق ہیں الذین ینفقون الخ (۲:۲۷۴) جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو رات میں اور دن میں (یعنی بلا تخصیص اوقات) پوشیدہ اور آشکارا (یعنی بلا تخصیص حالات) سو ان لوگوں کو ان کا ثواب ملے گا ان کے رب کے پاس اور نہ اُن پر کوئی خطرہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوں گے۔ اور عمرؓ سے مروی ہے کہ اللہ کی طرف نازل کی ہوئی آیات میں آخر آیت ربٰو (سُود) والی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے ان کی تفسیر بیان کرنے سے پہلے ہی وفات فرما گئے تو تم ربٰوا کو بھی چھوڑ دو اور مشابہ بالربٰوا کو بھی۔ اور مروی ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو اس کا خواہشمند ہو کہ اللہ تعالیٰ اُس کی دُعا کو سُنے اور اُس کی بے چینی کو زائل کرے تو اُس کو چاہیئے کہ تنگدست (مقروض) کو مہلت دے اور چاہیئے کہ کچھ اُس سے چھوڑ بھی دے اور جو شخص یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جہنم کی گرمی سے اُس کو بچائے اور اس کو اپنے ظلِ رحمت میں رکھے تو وہ ہرگز مؤمنین پر کھُرا نہ بنے لیکن اُن کے ساتھ رحمت و شفقت کا برتاؤ کرے۔ اور عثمانؓ بن عفان سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جب کہ اُس کے (عرش کے) سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا اُس بندہ کو اپنے سایہ میں رکھے گا جو تنگدست (مقروض) کو

[1] الشح ان تری القلیل سرفًا وما انفقت تلفًا۔ شح یہ ہے کہ تھوڑا سا بھی خرچ کرے تو اس کو اسراف سمجھے اور جو کچھ خرچ کرے سمجھے کہ وہ ضائع ہو گیا (اس پر نگاہ کرے) مجمع البحرین میں ہے ایک حدیث میں ہے کہ بخل تو اپنے مال کی حفاظت کرتا ہے اور شح چاہتا ہے کہ اپنے مال کے علاوہ دوسروں کے مال بھی مار لے۔ جب وہ کسی کے پاس کوئی چیز دیکھتا ہے تو آرزو کرتا ہے کہ میں بھی اس کو حاصل کروں حلال طریقہ سے ملے یا حرام سے اللہ تعالیٰ نے جو دیا ہے اس پر قناعت نہیں کرتا ۱۲ مترجم از لغات الحدیث۔

Marfat.com

اَنْظَرَ مُعْسِرًا اَوْ تَرَكَ لِغَارِمٍ -

قال اللہ تعالےٰ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا ۝ وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ ۝ وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَھُمُ الْبَیِّنٰتُ وَاُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ یَّوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْھُھُمْ اَکَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْفُرُوْنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِیْنَ ابْیَضَّتْ وُجُوْھُھُمْ فَفِیْ رَحْمَۃِ اللّٰہِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝ تِلْکَ اٰیٰتُ اللّٰہِ نَتْلُوْھَا عَلَیْکَ بِالْحَقِّ وَمَا اللّٰہُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝

فقیر گوید عفی عنہ خدا عز وجل درین آیات بیان فرمودہ است حقیقت خلافت خاصہ و حقیقت فتنہ را کہ بعد از ایام خلافت خاصہ بظہور آید و رضاء حضرت خود بآن کہ حالت و سخط جناب خود از ان حالت دیگر ارشاد نمودہ اولاً امر میفرماید بتقوی و رسوخ قدم دران بعد ازان حکم میفرماید باجتماع در اعتصام بحبل اللہ ونہی میکند از تفرق دران تا آنکہ اشارہ میفرماید کہ

مہلت دے گا اور نادار سے معاف کردے گا۔

آیات سورۃ آل عمران

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ الخ (۳: ۱۰۲-۱۰۹)

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو ڈرنے کا حق اور بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا اور مضبوط پکڑے رہو اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کو اس طور کہ باہم سب متفق بھی رہو اور باہم نااتفاقی مت کرو اور تم پر جو اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اس کو یاد کرو جب کہ تم دشمن تھے پس اللہ تعالیٰ نے تمہارے قلوب میں اُلفت ڈال دی سو تم خدا تعالیٰ کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی ہوگئے۔ اور تم لوگ دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تھے سو اُس سے خدا تعالیٰ نے تمہاری جان بچائی اسی طرح اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو اپنے احکام بیان کرکے بتلاتے رہتے ہیں تاکہ تم لوگ راہ پر رہو اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضرور ہے کہ خیر کی طرف بلایا کریں اور نیک کاموں کے کرنے کو کہا کریں اور بُرے کاموں سے روکا کریں اور ایسے لوگ پورے کامیاب ہوں گے اور تم لوگ اُن لوگوں کی طرح مت ہوجانا جنہوں نے باہم تفریق کرلی اور باہم اختلاف کرلیا اُن کے پاس احکام واضحہ پہنچنے کے بعد اور ان لوگوں کے لئے سزائے عظیم ہوگی۔ اُس روز کہ بعضے چہرے سفید ہوجائیں گے اور بعضے چہرے سیاہ ہوں گے۔ سو جن کے چہرے سیاہ ہوگئے ہوں گے اُن سے کہا جائے گا کیا تم لوگ کافر ہوئے تھے اپنے ایمان لانے کے بعد تو سزا چکھو بسبب کفر کے۔ اور جن کے چہرے سفید ہوگئے ہوں گے وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے وہ اُس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں جو صحیح صحیح طور پر ہم تم کو پڑھ کر سناتے ہیں اور اللہ تعالیٰ مخلوقات پر ظلم کرنا نہیں چاہتے۔ اور اللہ ہی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ ہی طرف سب مقدمے رجوع کئے جائیں گے۔

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ خدائے عزّ وجل نے ان آیات میں خلافتِ خاصہ کی حقیقت کو بیان فرمادیا ہے اور فتنہ کی حقیقت کو بھی جو ایامِ خلافتِ خاصہ کے بعد ظہور میں آنے والی تھی اور اُس ایک حالت کے متعلق اپنی بارگاہ کی رضا اور اُس دوسری حالت سے اپنی جناب کی ناراضگی بھی ارشاد فرمادی۔ اوّلاً حکم فرماتے ہیں تقوےٰ اور اُس پر پوری استقامت کا۔ اس کے بعد حکم فرماتے ہیں اللہ کی رسّی مضبوطی کے ساتھ پکڑ لینے پر جمع ہوجانے کا اور اُس سے متفرق و جدا ہونے سے منع کر رہے ہیں۔ پھر اس طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

مراد از اجماع دو امر است یکی آنکہ در فہم شرائع آلہیہ از کتاب اللہ مختلف نشوند یعنی یکے مذہب خود دین داگیرد و دیگری چیزِ دیگر را و این مضمون در آیت وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا بطریق اجمال مبین شد و در آیہ وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا بوجہ تفصیل پس اگر اذہانِ ایشان در فہم معانی شذر و مذر اُفتد باید کہ بایکدیگر مشاورہ کنند و اختلاف را از میانِ خود برانداز ند و در فضای اتفاق و اجماع داخل شوند و عادت اللہ آنست کہ اجماع و رفعِ اختلاف واقع نمی شود الا بتصدی خلیفۂ راشد عالم مسلّم الفضل فیما بینہم دیگر آنکہ ہمہ براعلائے کلمۃ اللہ می باید کہ ہمم خود را متفق سازند و اَحقادِ دیرینہ کہ در جاہلیت میانِ ایشان بود ہمہ را فراموش گردانند و برین مضمون اشارہ نمودہ شد در آیہ وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً الخ بعد ازان ارشاد می فرماید کہ سبب این اجتماع بحسب جری سُنّۃ اللہ آنست کہ جماعہ از ایشان باحیاء علوم دین و قیام بجہاد و اقامت حدود و امر معروف و نہی منکر قائم شوند و دیگران امتثالِ امر ایشان کنند و این یکے از واجبات بالکفایۃ اسلام است و عادت اللہ آن است کہ امر این امت مُنتظم بدون تصدی شخصے مسلّم الفضل فیما بینہم برین اقامت صورت نگیرد و بعد ازان تشدید میفرماید در تفرق فی الدین تا مانند اہلِ کتاب نباشند کہ بعد وضوح حق و ثبوت حجۃ اللہ و لزوم تکلیف مختلف شدند و بعد از وقوع اختلاف حال ایشان روز قیامت آنست کہ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ بعد ازان فضیلت این جماعہ کہ درمیان امتِ محمدیہ قائم باحیاء دین باشند بر جماعات کہ در اُمم سابقہ باین امر قیام مینمودند ارشاد مے فرماید و سبب مؤخر داشتن

اجماع سے دو امر مراد ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کی شریعتوں (یعنی احکام) کو سمجھنے میں کتاب اللہ سے مختلف نہ ہو جائیں یعنی ایک اپنا مذہب اس کو بنالے اور دوسرا دوسری چیز کو۔ اور یہ مضمون آیت وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا میں بطریق اجمال کے بیان ہوا ہے اور آیتِ وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا میں بطور تفصیل پھر اگر اُن کے اذہان میں معانی کے سمجھنے میں گڑبڑ واقع ہو جائے تو چاہیئے کہ ایک دوسرے سے مل کر مشورہ کرلیں اور اختلاف کو اپنے درمیان سے ہٹادیں اور اتفاق و اجماع کی فضا میں داخل ہو جائیں۔ اور عادت اللہ یہ ہے کہ ایسے خلیفۂ راشد کے متعرض ہوئے بغیر جس کا علم و فضل مابین ملت تسلیم شدہ ہو، رفع اختلاف اور اجماع واقع نہیں ہوتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ سب کے لئے ضروری ہے کہ اپنی ہمتوں کو اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے متفق کرلیں اور اُن سب پرانے کینوں کو جو جاہلیت کے دور میں اُن کے دلوں میں تھے بھلادیں۔ آیتِ وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً الخ میں اس مضمون کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔

اس کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ اس اجتماع کا سبب اس بنا پر کہ سُنّتُ اللہ (قانون الٰہی) اسی طرح جاری ہے، یہ ہے کہ ان میں سے ایک جماعت ایسی قائم ہو جائے جو علوم دین کے احیاء (یعنی ان کی تعلیم و نشر و اشاعت) پر کمربستہ ہو اور جہاد کو اور حدود شرعیہ کو قائم کرے۔ لوگوں کو نیک کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے۔ اور دوسرے لوگ (یعنی جماعتِ عوام) اُن کے احکام کی تعمیل کریں۔ اور یہ (یعنی ایسی جماعت کا قیام) دین کے فرائض کفایہ میں سے ہے۔ اور عادت (یعنی قانون) الٰہی یہ ہے کہ اس اُمتِ مرحومہ کا یہ امر (یعنی نظم مذکور) قیام پذیر نہیں ہوگا جب تک کوئی ایسا شخص جس کی فضیلت سب میں مُسلّم ہو ایسی جماعت کے قائم کرنے کا کام اپنے ہاتھ میں نہ لے لے اس کے بعد اللہ جلّ شانہٗ دین میں اختلاف ڈالنے کی سختی سے ممانعت کر رہے ہیں تاکہ امت کے لوگ اہل کتاب (یعنی یہود و نصاریٰ) کی مانند نہ بن جائیں جو کہ حق کے واضح ہو جانے اور اللہ کی حجت کے ثبوت اور احکام کے مکلّف بن جانے کے بعد مختلف ہوگئے۔ اور اختلاف واقع ہونے کے بعد قیامت کے دن اُن کا یہ حال ہوگا کہ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ (بعض چہرے سفید نورانی ہونگے اور بعض سیاہ بھٹکالے ہونگے) اس کے بعد حق تعالیٰ اس جماعت کی جو امتِ محمدیہ میں دین کے احیاء کے لئے قائم ہوگی اُن جماعتوں پر جو پچھلی اُمتوں میں اسی کام کے لئے قائم ہوئی تھیں فضیلت ارشاد فرماتے ہیں اور اس جماعت

یہود و نصاریٰ ازین منزلت بیان می نماید کہ کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ بالجملہ خلافتِ خاصہ آنست کہ اجتماعِ مسلمین بہر دو معنے متحقق گردد واتفاق در مذاہب داشتہ باشند واحقاد کہ بسبب شورش نفس سبعی وبہیمی سینہائے ایشان را مشحون سازد ازمیانِ خود دفع کنند و آن قرن خیر القرون باشد قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم خیر القرون قرنی الحدیث وایام فتنہ آنکہ اختلاف در مذاہب پدید آید وجماعاتِ مسلمین از جہتِ احقاد جموع مجتمعہ شوند وجنود مجندہ گردند شرح و بسط این معانے وانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ازان باب در اخبار مشہورہ بیان فرمودہ اند سابق تقریر نمودیم فراجع باز میگوئیم کہ درین آیت ثابت شد کہ جماعۂ عظیمہ از اصحاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ بودند و متواتر شد کہ این جماعہ در تصدّے اقامتِ دین شخصے را رئیس خود ساختند نُمّ و تُمّ و بر وفق حکم ایشان دعوت الی الخیر کردند و ہمین است معنے خلافت پس اگر اتفاق ایشان بر باطل باشد و غیر مستحق ریاست را رئیس کردند خیر اُمت نباشند و اگر جمعے غیر مستحق ریاست را رئیس کردند وجمعے دیگر سکوت نمودند و بانکار منکر برنہ خاستند ہر دو از خیریت معزول باشند سُبۡحَانَکَ ہٰذَا بُہۡتَانٌ عَظِیۡمٌ۔ قال اللہ سبحانہ اَلَّذِیۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِلّٰہِ وَ الرَّسُوۡلِ

یہود و نصاریٰ کے پیچھے رہ جانے کا سبب بھی بیان کر رہے ہیں کہ کنتم خیر امۃ الخ۔ آمدم بر سر اصل خلافتِ خاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا اجتماع (کسی ایک فرد پر) دونوں معنوں سے (یعنی طبقہ خواص قائم ہو جائے جو اعلاء کلمۃ اللہ و اقامتِ حدود میں مشغول رہے دوسرا طبقہ عوام جو سمعًا وطاعۃً امتثال امر کر رہا ہو) متحقق ہو جائے اور مذاہب میں عوام اتفاق رکھتے ہوں اور ایسے نفس کی شورش سے جو درندوں اور چوپاؤں کی صفات رکھتا ہے جو کینے پیدا ہوئے جن سے سینے بھر گئے اُن کو اُن کے درمیان سے دفع کر دیں اور قرن (زمانہ) خیر القرون ہو۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خیر القرون قرنی الحدیث (سب زمانوں سے اچھا میرا زمانہ ہے الخ) اور فتنہ کے ایام وہ ہیں جن میں مذاہب میں اختلاف سر اُبھارے اور مسلمانوں کی جماعتیں ایک دوسرے سے کینہ رکھنے کی بنا پر مختلف جماعتوں اور گروہوں میں بٹ جائیں۔ اس مضمون کو شرح و بسط کے ساتھ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اُس کے بارے میں جو اخبار مشہورہ مروی ہیں ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اُس کو پھر دیکھ لیا جائے۔ ہم پھر کہتے ہیں کہ اس آیت سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک جماعتِ عظیمہ خیر اُمّۃٍ اُخرجت للناس تھی اور تواتر سے ثابت ہے کہ اس جماعت نے اقامتِ دین کے نظم و انصرام کے لئے ایک شخص کو اپنا سردار بنا لیا۔ اور ایسا مکرر اور سہ کرر ہوا اور اُن (سرداروں) کے حکم کے موافق اُنھوں نے خیر کی طرف لوگوں کو دعوت بھی دی۔ بس یہی خلافت کے معنے ہیں۔ تو اگر (یہ کہا جائے کہ) ان کا اتفاق باطل پر ہو گیا اور اُنھوں نے ایسے شخص کو سردار بنایا جو اس کا مستحق نہ تھا تو پھر وہ خیر اُمۃ نہیں ہوں گے (اور اس سے اس آیت کا انکار لازم آئے گا جو کفر ہے) اور اگر (یوں کہا جائے کہ) ایک جماعت نے سرداری کے غیر مستحق کو سردار تجویز کر لیا اور دوسری جماعت نے اس پر سکوت کر لیا اور اس بُرے فعل کے مقابلہ کے لئے نہ اُٹھے تو خیریت (یعنی خیر امۃ میں داخل رہنے) سے دونوں جماعتیں معزول ہو جائیں گی۔ سُبحان اللہ کتنا عظیم بہتان ہے صحابہ و اہلِ بیت رسول پر)۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے الذین استجابوا للّٰہ الخ (۳:۱۷۲)۔

(۱۷۵) جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کے کہنے کو قبول کر لیا

Marfat.com

مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۚ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۝ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ۝ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ۖ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

فقیر گوید عفی عنہ مفسرین در تفسیر این آیات مختلف اند اکثرے میل بآن دارند کہ الذین استجابوا والذین قال لہم الناس در بدر صغریٰ نازل شد بالجملہ خلفاء از حاضران بدر صغریٰ بودند فانقلبوا بنعمۃ من اللہ وفضل لم یمسسہم سوء واتبعوا رضوان اللہ در شان ایشان متحقق بود و کا ہیک بہ من الشرف۔

قال اللہ تعالیٰ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ

بعد اس کے کہ ان کو زخم لگا تھا ان لوگوں میں جو نیک اور متقی ہیں ان کے لئے ثواب عظیم ہے۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ لوگوں نے ان سے کہا کہ تمہارے لئے سامان جمع کیا ہے سو تم کو ان سے اندیشہ کرنا چاہیے تو اس نے ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیا اور ان لوگوں نے کہدیا کہ ہم کو حق تعالیٰ کافی ہے اور وہی سب کام سپرد کرنے کے لئے اچھا ہے۔ پس یہ لوگ خدا کی نعمت اور فضل سے بھرے ہوئے واپس آئے کہ ان کو کوئی ناگواری ذرا پیش نہیں آئی اور وہ لوگ رضائے حق کے تابع رہے اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے۔ اس سے زیادہ کوئی بات نہیں کہ یہ شیطان ہے کہ اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے سو تم ان سے مت ڈرنا اور مجھ ہی سے ڈرنا اگر تم ایمان والے ہو۔

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ مفسرین میں ان آیات کی تفسیر میں اختلاف ہے اکثر کا جھکاؤ اس طرف ہے کہ الذین استجابوا اور الذین قال لھم الناس بدر صغریٰ[ل] کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ بہر کیف خلفاءؓ بدر صغریٰ کے حاضرین میں سے تھے اس لئے فانقلبوا بنعمۃ من اللہ وفضل لم یمسسھم سوء واتبعوا رضوان اللہ ان کی شان میں متحقق ہے اور کون ہے جو اس کے شرف ہونے کا انکار کر سکے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ (۱۹۰ تا ۱۹۵) بلاشبہ آسمانوں کے اور زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے اور جانے میں دلائل ہیں اہل عقل کے لئے جن کی حالت یہ ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں کھڑے بھی اور بیٹھے اور لیٹے بھی اور آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں کہ اے پروردگار! آپ نے اس کو لایعنی پیدا نہیں کیا۔ ہم آپ کو منزہ سمجھتے ہیں سو ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیجئے۔ اے ہمارے پروردگار بے شبہ آپ جس کو دوزخ میں داخل کریں اس کو واقعی رسوا ہی کر دیا۔ اور ایسے بے انصافوں کا کوئی بھی ساتھ دینے والا نہیں۔ اے ہمارے پروردگار ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا کہ وہ ایمان لانے کے واسطے اعلان کر رہے ہیں کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ

[ل] مدینہ منورہ سے تقریباً اسّی میل کے فاصلہ پر ایک کنویں کا نام بدر ہے جو اسی کے نام سے ایک گاؤں بھی آباد ہے۔ یہاں ۲ ہجری میں اہل مکہ کے ساتھ مسلمانوں کا سخت معرکہ ہوا تھا جس میں اہل مکہ کو شکست ہوئی تھی اس مشہور معرکہ کو غزوۂ بدر کبریٰ کہتے ہیں۔ پھر جب ۳ ہجری میں غزوہ احد ہوا جس میں مسلمانوں کو نقصان ہوا تھا تو چلتے ہوئے ابوسفیان ایک اور جنگ کی دعوت دے گیا تھا کہ اب وہیں کی جگہ جیسے آپ نے فرمایا ممکن ہے چنانچہ آپ وہاں پہنچ گئے مگر وہ ڈرپوک دیکھا آپ کئی دن انتظار کر کے واپس ہوئے۔ وہاں بازار کا دن تھا آپ نے مال خرید و فروخت ہوا آپ نے نفع مسلمانوں پر تقسیم کر دیا اسی کا نام غزوۂ بدر صغریٰ ہے ۱۲ مترجم

Marfat.com

فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّىْ لَاۤ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِىْ سَبِيْلِىْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝

فقیر گوید عفی عنہ این آیات در فضائل مہاجرین اوّلین نازل شدہ ہرچند در اوّل آیات عنوان مہاجرین مذکور نشدہ است اما چون در آخر مذکور شد انّی لا اضیع عمل عامل منکم فالذین ہاجروا و اخرجوا معلوم شد کہ این جماعہ مہاجرین اوّلین است کہ از دیارِ خود برآوردہ شد و ایشان اند کہ بشد فی اللہ ایذا دادہ شد ایشان را و قتال کردند و بعض ایشان مقتول شدند و بعض دیگر در صدد مقتولیت آمدہ و بذل نفوس نمودند و حفظ الٰہی ایشان را از مہلکہ محفوظ داشت کما قال فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ و بدعاہای ناصح باخلاص تام متصف اند و اگر ازین جماعہ سیئہ صادر شد باز بحکم لعل اللہ اطلع علٰی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم

سو ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے پروردگار پھر ہمارے گناہوں کو بھی معاف فرما دیجئے اور ہماری بدیوں کو بھی ہم سے زائل کر دیجئے اور ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ موت دیجئے۔ اے ہمارے پروردگار اور ہم کو وہ چیز بھی دیجئے جس کا ہم سے اپنے پیغمبروں کی معرفت آپ نے وعدہ فرمایا ہے اور ہم کو قیامت کے روز رسوا نہ کیجئے۔ یقیناً آپ وعدہ خلافی نہیں کرتے۔ سو منظور کر لیا اُن کی درخواست کو اُن کے رب نے اس وجہ سے کہ میں کسی شخص کے کام کو جو کہ تم میں سے کام کرنے والا ہو اکارت نہیں کرتا خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو۔ تم آپس میں ایک دوسرے کے جزو ہو سو جن لوگوں نے ترکِ وطن کیا اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور تکلیفیں دیئے گئے میری راہ میں اور جہاد کیا اور شہید ہو گئے ضرور ان لوگوں کی تمام خطائیں معاف کر دوں گا اور ضرور اُن کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی یہ عوض ملے گا اللہ کے پاس سے اور اللہ ہی کے پاس اچھا عوض ہے۔

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ یہ آیات مہاجرین اوّلین کے فضائل میں نازل ہوئی ہیں ہرچند کہ آیات کے شروع میں مہاجرین کا عنوان مذکور نہیں ہوا ہے مگر جب آخر میں مذکور ہو گیا انّی لا اُضیع عمل عاملٍ منکم فالّذین ھاجروا و اُخرجوا تو معلوم ہو گیا کہ یہ جماعت مہاجرین اوّلین کی ہے جو کہ اپنے شہر سے نکال دیئے گئے اور وہی ہیں جن کو صرف اللہ پر ایمان لانے کی وجہ سے ایذا دی گئی اور اُنھوں نے قتال کیا اور اُن میں سے بعض مقتول ہوئے اور بعض دوسرے (جو مقتول نہیں ہوئے) مقتولیت کے مقام پر پہنچ گئے اور نفوس کو اللہ کے لئے صرف کر دیا اور حفاظتِ الٰہی نے ان کو ہلاک ہونے سے بچا لیا جیسا کہ ارشاد ہوا ہے: فمنھم من الخ (۲۳:۳۳) "بعض تو ان میں وہ ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے اور بعض وہ ہیں جو مشتاق ہیں" اور خاص دعاؤں اور مکمل اخلاص کے ساتھ متصف ہیں۔ اور اگر اس جماعت سے کوئی بُرائی بھی صادر ہوئی تو بحکم لعلّ اللہ اطلع (گویا اللہ تعالیٰ نے[1] اہل بدر کی خطاؤں پر مطلع ہو کر فرما دیا ہے کہ تم جو چاہو کرو ہم تمھاری مغفرت

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کی تیاری کی اور غیروں پر روک لگائی کہ اہل مکہ کو اطلاع نہ ہونے پائے۔ اس موقع پر حاطب بن ابی بلتعہ سے یہ لغزش ہوئی کہ انھوں نے خط لکھ کر ایک عورت کو دیا کہ یہ ابوسفیان کو پہنچا دے۔ حق تعالیٰ نے آپ کو خبر دیدی وہ خط پکڑا گیا۔ انھوں نے اعتراف کیا کہ یہ قصور مجھ سے ہوا میرے اہل و عیال مکہ میں بے یار و مددگار پڑے ہیں میں نے خیال کیا کہ بنصرتِ الٰہی مسلمانوں کی فتح تو یقیناً ہونے والی ہے میں ان پر ایک احسان کر دوں تاکہ وہ اس کا خیال کر کے میرے متعلقین کو گزند نہ پہنچائیں۔ آپ نے ان کا عذر قبول کیا اور لوگوں کو منع کر دیا کہ ان کو بُرا نہ کہیں کہ یہ اصحاب بدر میں ہیں اور مغفور ہیں۔ اس موقع پر آپ نے یہ کلمات ارشاد فرمائے تھے ۱۲ مترجم

Marfat.com

فقد غفرت لکم مغفور است و مآل و حال ایشان
دخول جنت است و ما اعظم من بشارۃ ؏ و من
عمر بن الخطاب قال من قرأ البقرۃ والنساء وآل عمران
کُتب عند اللہ من الحکماء ؏ و اخرج الدارمی عن سلیمان
ابن یسار ان رجلاً یقال لہ صُبَیغ قدم المدینۃ
فجعل یسأل عن متشابہ القرآن فارسل الیہ عمر
وقد اعدّ لہ عراجین النخل فقال لہ من انت
قال انا عبد اللہ صبیغ فقال انا عبد اللہ
عمر فاخذ عمر عرجوناً من تلک العراجین فضرب
بہ حتی دمّی رأسہ فقال یا امیر المؤمنین
حسبک قد ذہب الذی کنت اجد فی رأسی
؏ و من ابی عثمان النہدی ان عمر کتب الی
اہل البصرۃ ان لا تجالسوا صبیغا قال فلو
جاء ونحن مائۃ لتفرقنا ؏ و عن محمد بن
سیرین قال کتب عمر بن الخطاب الی
ابی موسی الاشعری بان لا یجالس صبیغ و
ان یحرم عطاءہ ورزقہ قال الشافعی
لہ حکمی فی اہل الکلام حکم عمر فی صبیغ ان
یضربوا بالجرید ویحملوا علی الابل و یطاف
بہم فی العشائر والقبائل وینادی علیہم ہذا جزاء من
ترک الکتاب والسنۃ واقبل علی علم الکلام ؏
اخرج الدارمی عن عمر بن الخطاب قال انہ سیأتیکم

کر چکے ہیں) وہ معاف شدہ ہے۔ ان کا انجام اور حال دخول جنت ہوگا اور یہ کس قدر عظیم بشارت ہے۔ اور عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس نے سورۂ بقرہ اور سورۂ نساء اور سورۂ آل عمران کی قرأت کی وہ اللہ کے نزدیک حکماء میں لکھا جائے گا۔ (مراد سمجھ کر پڑھنا ہے) اور دارمی نے اخذ کیا مروی ہے سلیمان بن یسار سے کہ ایک شخص تھا جس کو صُبَیغ کہا جاتا تھا وہ مدینہ میں آیا اور اس نے لوگوں سے قرآن کے متشابہات کے بارے میں سوال کرنا شروع کر دیا اس کو حضرت عمرؓ نے بلا بھیجا اور اس کے لئے کھجور کی چھڑیاں مہیا کر لی تھیں (جب وہ آیا) تو اس سے آپ نے کہا تو کون ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں اللہ کا بندہ صُبَیغ ہوں، آپ نے کہا اور میں اللہ کا بندہ عمرؓ ہوں۔ اس کے بعد آپ نے ان چھڑیوں میں سے ایک چھڑی لے کر اس کو مارنا شروع کر دیا یہاں تک کہ اس کے سر کو لہولہان کر دیا۔ اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ بس کافی ہے اب وہ چیز نکل گئی جو میں اپنے سر میں پاتا تھا۔ اور ابو عثمان نہدی سے مروی ہے کہ عمرؓ نے اہل بصرہ کو لکھا کہ صُبَیغ کے ساتھ مل کر نہ بیٹھیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ اگر کبھی وہ آ گیا اور ہم سو آدمی (بھی بیٹھے) ہوتے تھے تو سب متفرق ہو جاتے تھے۔ اور محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ صُبَیغ کے ساتھ مجالست نہ کی جائے اور جو اس کو عطیہ اور وظیفہ ملتا ہے وہ بند کر دیا جائے۔ امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ اہل کلام[1] کے بارے میں میرا فیصلہ وہی ہے جو عمرؓ کا فیصلہ تھا صُبَیغ کے بارے میں کہ ان لوگوں کو لاٹھیوں سے مارا جائے اور اونٹ پر بٹھا کر گلی کوچوں اور قبائل میں گھمایا جائے اور ان پر یہ اعلان ہوتا ہے "یہ اس شخص کی سزا ہے جس نے کتاب (یعنی قرآن) و سنت کو ترک کیا اور علم کلام کی طرف رخ کیا"۔ اور اخذ کیا دارمیؒ نے مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے کہ آپ نے فرمایا کہ تمہارے پاس ایسے

[1] جب تعلیماتِ اسلامیہ کا دائرہ وسیع ہو کر عرب سے عجم تک پہنچا تو ان ممالک پر چونکہ فلسفۂ یونان رسوخ جمائے ہوئے تھا تو مسلمان کچھ تو علمی ذوق کی وجہ سے اور نیز اس کے اصول مبادی سمجھ کر اس سے حقائق اسلامیہ کی تفہیم و تبلیغ میں کام لینے کے لئے تاکہ عجمیوں کے ذاق کی مناسبت کے ساتھ ان سے تبلیغی کلام کیا جا سکے اس علم کی طرف متوجہ ہوئے یہ علم جس میں کہ حقائق شرعیہ کو دلائل عقلیہ سے ثابت کیا جائے علم کلام سے موسوم ہوا لیکن کچھ ایسے لوگ بھی اس جماعت میں شریک ہوتے جن کے قدم راسخ نہیں تھے وہ منطق دلائل کی رَو میں نہ سنبھل سکے ان لوگوں نے اپنے مزعومات کو جو ایسے دلائل پر مبنی تھے مقدم کیا اور آیاتِ قرآن و شہاداتِ سنت کو تاویلات کر کے توڑا مروڑا یہ فرقہ معتزلہ کہلایا۔ انہوں نے خلیفہ مامون و معتصم وغیرہ پر اپنا رنگ جمایا اور خلق قرآن کا مسئلہ کھڑا کر کے بڑے بڑے علماء کو قتل کرا دیا۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کو سخت اذیتیں پہنچائی گئیں اس لئے امام شافعیؒ امام احمدؒ امام مالکؒ امام سفیان ثوریؒ اس کو پسند نہیں کرتے تھے امام شافعیؒ سب سے زیادہ مخالف تھے پھر امام ابو الحسن اشعری ابو منصور ماتریدی وغیرہ اکابر نے جو مناسب پیدا ہو گئے تھے ان کا مقابلہ کیا اور دلائل عقلیہ میں کتاب و سنت کو معیاری درجہ دیا جس سے اسلام کو فائدہ پہنچا اس لئے علم کلام کی کتابیں سب مدارس اسلامیہ میں نصاب

Marfat.com

ناس یجادلونکم بشبہات القرآن فخذوہم بالسنن فان اصحاب السنن اعلم بکتاب اللہ۔ و من ابی ہریرۃ قال کنا عند عمر بن الخطاب اذ جاءہ رجل یسأل من القرآن مخلوق ہو ام غیر مخلوق فقام عمر فاخذ بمجامع ثوبہ حتی قادہ الی علی بن ابی طالب فقال یا ابا الحسن اما تسمع ما یقول ہذا قال وما یقول قال جاء یسألنی عن القرآن أ مخلوق ہو او غیر مخلوق فقال علی ہذہ کلمۃ وستکون لہا ثمرۃ لو ولیت من الامر ما ولیت ضربت عنقہ۔ عن قتادۃ فی ہذہ الآیۃ قل أ أنبئکم بخیر من ذالکم ذکر لنا ان عمر بن الخطاب کان یقول اللہم زینت لنا الدنیا انبأتنا ان ما بعدہا خیر منہا فاجعل حظنا فی الذی ہو خیر وابقی۔ و عن عمر قال لو ترک الناس الحج لقاتلتہم علیہ کما نقاتلہم علی الصلوٰۃ و الزکوٰۃ۔ و عن عثمان انہ قرأ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینہون عن المنکر و یستعینون اللہ علی ما اصابہم و اولٰئک ہم المفلحون۔

فقیر گوید معنے این حدیث نہ آن است کہ حضرت عثمان این کلمہ را از قرآن مے دانست زیراکہ متواتر شد در ملت کہ این کلمہ در مصاحف عثمانیہ نبود بلکہ معنے این سخن آنست کہ این کلمہ از فحوائے این آیت مفہوم می شود مانند آنکہ مفسری گوید واسأل القریۃ یعنی واسأل اہل القریۃ و توجیہ

لوگ آئیں گے جو تم سے متشابہات قرآن کے بارے میں جھگڑیں گے تو اُن کی گرفت کرو احادیث رسول سے کہ صاحب احادیث کتاب اللہ کو بہتر جانتے ہیں۔ اور مروی ہے ابو ہریرہؓ سے انھوں نے کہا کہ ہم عمر بن الخطاب کے پاس موجود تھے جب کہ ان کے پاس ایک شخص آکر قرآن کے بارے میں یہ پوچھنے لگا کہ وہ مخلوق ہے یا غیر مخلوق تو انھوں نے اُس کے کپڑوں کو مٹھی سے پکڑا اور کھینچ کر علیؓ بن ابی طالب کے پاس لائے اور فرمایا کہ اے ابو الحسن کیا تم سنتے ہو یہ کیا کہہ رہا ہے۔ علیؓ نے کہا کہ کیا کہہ رہا ہے۔ عمرؓ نے کہا کہ میرے پاس آکر قرآن کے بارے میں پوچھتا ہے کہ مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔ تو علیؓ نے کہا کہ یہ (پُر فتنہ) کلام ہے اور اس کا (فتنہ انگیز) انجام ہے۔ اور اگر کبھی مجھے اولی الامر بننے کا موقع ملا (یعنے خلیفہ بنا) تو میں اس کی گردن ماردوں گا۔ مروی ہے قتادہؓ سے اس آیت کے بارے میں قل أؤنبئکم الخ (۱۵:۳) آپ فرما دیجئے کیا میں تم کو ایسی چیز بتلادوں جو (بدرجہا) بہتر ہو ان چیزوں سے۔ انھوں نے ہم سے ذکر کیا کہ عمر بن الخطاب یہ دُعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ آپ نے ہمارے سامنے دنیا کو مزین کیا اور ہم کو خبر دی کہ جو اس کے بعد ہے وہ اس سے بہتر ہے تو آپ ہمارا حصہ اُسی میں رکھئے جو بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔ اور عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر لوگوں نے حج کو ترک کیا تو میں اس پر ان سے اسی طرح قتال کروں گا جس طرح ہم نماز اور زکوٰۃ کے بارے میں قتال کرتے ہیں۔ اور عثمانؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے پڑھا ولتکن منکم تا عن المنکر (۱۰۴:۳) اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضروری ہے کہ خیر کی طرف بلایا کریں اور نیک کاموں کے کرنے کو کہا کریں اور بُرے کاموں سے روکا کریں۔ ویستغیثون الخ اور لوگوں پر کوئی مصیبت پڑے تو اللہ سے فریاد کیا کریں اور یہی لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔

فقیر کہتا ہے کہ حدیث کے معنے یہ نہیں ہیں کہ حضرت عثمانؓ اس کلمہ کو قرآن کی آیت قرار دیتے تھے کیونکہ ملت (اسلامیہ) میں تواتر سے ثابت ہے کہ یہ کلمہ مصاحف عثمانیہ میں نہیں تھا بلکہ اس کلام کے معنے یہ ہیں کہ یہ کلمہ مضمون آیت کے رُخ سے مفہوم ہوتا ہے۔ یہ ایسی بات ہے جیسا کہ ایک مفسر کہتا ہے واسأل القریۃ کی تفسیر میں واسأل اہل القریۃ (اس کا مطلب یہ بتانا ہوگا کہ قریہ سے اہل قریہ مراد ہیں) اور توجیہ

Marfat.com

این کلمہ آنست کہ منصب خلیفہ راشد نہ دعوت ظاہرہ است بزبان فقط بلکہ ہمت بستن در دفع بلاہائے امت درپیش حق عزّ وجلّ نالیدن حاصل آنکہ از متممات خلافت راشدہ است کہ دفع بلائے امت بدعائے او شود وعن عمر قال لوشاء اللہ لقال انتم فعلنا کلنا ولکن قال کنتم فی خاصۃ اصحاب محمد ومن صنع مثل صنیعھم کانوا خیر امۃ اخرجت للناس وعن عمر فی قولہ تعالیٰ کنتم خیر امۃ قال تکون لاولنا ولا تکون لآخرنا وعن قتادۃ قال ذکرلنا ان عمر بن الخطاب تلا ھذہ الآیۃ کنتم خیر امۃ ثم قال ایھا الناس من سرّہ ان یکون من الامۃ التی اخرجت للناس فلیؤد شرط اللہ وعن عیاض الاشعری قال شھدت الیرموک وعلینا خمسۃ امراء ابوعبیدۃ ویزید بن ابی سفیان وابن حسنۃ وخالد بن الولید وعیاض ولیس عیاض ھذا قال وقال عمر اذا کان قتال فعلیکم ابوعبیدۃ فکتبنا الیہ انہ قد جاش الینا الموت واستمددناہ فکتب الینا انہ قد جاءنی کتابکم تستمدونی وانی ادلکم علی من ھو اعز نصرا واحضر جندا اللہ عزّ وجلّ فاستنصروہ فان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم قد نُصر یوم بدر فی اقل من عددکم فاذا جاءکم کتابی ھذا فقاتلوھم ولا تراجعونی فقاتلناھم

اس کلمہ کی یہ ہے کہ خلیفۂ راشد کا منصب صرف زبان سے دعوتِ ظاہری ہی نہیں ہے بلکہ ہمت باندھنا (یعنی پوری توجہ کرنا) اور اُمت پر سے بلاؤں کے دفع کرنے کے لئے اللہ عزّ وجلّ کے سامنے رونا بھی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ یہ بات خلافتِ راشدہ کے مکملات میں سے ہے کہ اُمت پر آنے والی بلائیں اُس کی دُعا سے دفع ہوں۔ اور عمر رضؓ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ فرماتا انتم پھر ہم کہتے کہ ہم سب کے سب۔ لیکن اُس نے فرمایا کنتم یہ اصحاب محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے خواص سے متعلق ہے (مطلب یہ ہے کہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کے بجائے حق تعالیٰ اگر انتم خیر امۃ للناس فرماتے تو پھر تمام اُمت مخاطب ہوجاتی) اور جو لوگ ایسے عمل کریں گے جیسے کہ اُن (صحابؓ) کے اعمال تھے تو بھی "خیر امۃ اُخرجت للناس" بن جائیں گے۔ اور عمر رضؓ سے مروی ہے حق تعالیٰ کے قول کنتم خیر اُمۃ کے بارے میں کہ یہ ہمارے ابتدائی زمانہ والوں کے لئے ہے آخری زمانہ والے (اصحاب) کے لئے نہیں۔ اور قتادہؓ سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ ہم سے ذکر کیا گیا کہ عمر بن الخطابؓ نے آیۃ کنتم خیر اُمۃ اُخرِجَتْ للنّاس کی تلاوت کی پھر فرمایا کہ جو اس کا خواہشمند ہو کہ وہ اُخرِجَتْ للنّاس والی اُمت میں داخل ہو تو اُس کو چاہیئے کہ اُس کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ کی شرطیں ہیں (یعنے تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر) اُن کو پورا کرے۔ اور عیاض اشعری سے مروی ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ میں یرموک (کی جنگ) میں موجود تھا۔ اُس میں پانچ امیر تھے ابوعبیدہؓ اور یزیدؓ بن ابی سفیان اور ابن حسنہؓ (یعنی شرجیل) اور خالد بن الولید اور عیاضؓ اور وہ یہ عیاض نہیں (بلکہ عیاض بن غنم) ہیں (راوی نے) کہا اور عمر رضؓ نے کہا (یعنے اُمراء سے) کہ جب قتال شروع ہوجائے تو تمہارے اوپر (امیر) ابوعبیدہ ہوگا۔ اس کے بعد ہم نے ان کو لکھا کہ ہمارے اُوپر موت منڈلا رہی ہے اور ہم نے اُن سے (یعنی عمر رضؓ سے) مدد طلب کی تو ہم کو لکھا کہ تمہارا خط میرے پاس پہنچا اور تم مجھ سے مدد مانگ رہے ہو اور میں تم کو اُس ذات کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں جو بہت بھاری مدد کرنے والا ہے اور بہت طاقتور لشکر والا ہے وہ اللہ عزّ وجلّ ہے اُسی سے مدد چاہو (دیکھو) محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مدد دی گئی یوم بدر میں جن کی شمار تم سے بھی کم تھی (یعنے تناسب کے اعتبار سے) تو جب تمہارے پاس میرا یہ خط پہنچے تو (مدد کا انتظار کئے بغیر) قتال شروع کرو اور میرے پاس دوبارہ نہ لکھو۔ تو ہم نے کفار سے جنگ

Marfat.com

فنزمنا ہم الربع فراربع آخرج ابوداؤد
والترمذی عن ابی بکر الصدیق قال
قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ما اصرّ من استغفر و ان عاد فی
الیوم سبعین مرۃً ۞ و من موافقات
عمر قولہ تعالیٰ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ
عن کلیب قال خطبنا عمر فکان
یقرأ علی المنبر آل عمران ثم
قال تفرقنا عن رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم یوم احد فصعدت
الجبل فسمعت یہودیا یقول قُتل
محمد فقلت لا اسمع احدا یقول
قُتل محمد الا ضربت عنقہ فنظرت
فاذا فیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم والناس یتراجعون الیہ فنزلت
ھذہ الآیۃ و ما محمد الا رسول
قد خلت من قبلہ الرسل آخرج
البخاری عن ابی سلمۃ عن ابن عباس
ان ابابکر خرج و عمر یکلم الناس فقال
اجلس یا عمر و قال ابوبکر اما بعد
من کان یعبد محمدا فان محمدا
قد مات و من کان یعبد اللہ فان
اللہ حیّ قال اللہ و ما محمد الا رسول الیٰ قولہ الشاکرین
قال فو اللہ لکانہم لم یعلموا ان اللہ انزل ہذہ
الآیۃ حتے تلاہا ابوبکر فتلقاہا منہ الناس کلہم فما
اسمع بشرا من الناس الا یتلوہا وروی عن ابی ہریرۃ
و عروۃ وغیرہما نحو ذلک وقال
ابراہیم قال ابوبکر

شروع کردی اور ان کو چار کوس پیچھے تک بھگا دیا۔ ابوداؤد اور ترمذی نے اخذ کیا، مروی ہے ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے (گناہ کے بعد) استغفار کیا اس نے اصرار نہیں کیا اگرچہ دن میں ستّر مرتبہ لوٹے۔[1]

اور موافقاتِ عمرؓ میں سے حق تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ (۳: ۱۴۴) (اور محمدؐ اللہ کے رسول ہی تو ہیں) کلیب سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ نے ہم کو خطبہ دیا اور وہ منبر پر آلِ عمران پڑھ رہے تھے۔ پھر فرمایا کہ یوم اُحد میں ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جُدا ہو گئے تھے تو میں پہاڑ پر چڑھا پھر میں نے ایک یہودی سے سُنا جو یہ کہہ رہا تھا قُتِلَ مُحَمَّدٌ (محمدؐ قتل ہو گیا) میں نے کہا کہ میں کسی سے نہیں سُنوں گا کہ وہ یہ کہے کہ محمدؐ قتل ہو گیا مگر میں اُس کی گردن ماردوں گا۔ پھر میں نے نظر دوڑائی تو اچانک دیکھا کہ اُس (میدان) میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم موجود ہیں اور لوگ لوٹ کر آپ کی طرف جا رہے ہیں پھر یہ آیت نازل ہوئی مَا مُحَمَّدٌ الخ اور محمدؐ بس رسول ہی تو ہیں آپ سے پہلے اور بھی بہت رسول گزر چکے ہیں۔ بخاریؒ نے اخذ کیا، مروی ہے ابی سلمہؓ سے وہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوبکرؓ (روزِ حادثہ وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) نکلے اور عمرؓ لوگوں سے کلام کر رہے تھے تو اُنھوں نے کہا کہ اے عمرؓ! بیٹھ جاؤ۔ اب ابوبکرؓ نے فرمایا اما بعد (اے لوگو!) جو شخص محمدؐ کی عبادت کیا کرتا تھا (وہ سُن لے کہ) محمدؐ مر گئے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو (وہ یاد رکھے کہ) بیشک اللہ تعالیٰ زندہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ سے الشَّاکِرِیْن تک (حضرت ابوبکرؓ نے پڑھا) ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم (ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ) درحقیقت لوگ یہ جانتے ہی نہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھی نازل کی ہے یہاں تک کہ ابوبکرؓ نے اس کو تلاوت کیا اور اُن سے سُن کر سب لوگ اس کو پڑھنے لگے۔ عوام میں سے ہر بشر کی زبان سے میں یہی آیت سُن رہا تھا۔ ابوہریرہؓ اور عروہؓ وغیرہما سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ اور ابراہیم نے کہا کہ ابوبکرؓ نے کہا (واقعۂ وفات کے

[1] یعنے جس نے گناہ سے توبہ کی اور اللہ سے بخشش چاہی اس کے بعد پھر اسی گناہ کی طرف لوٹ گیا تو اس کو گناہ پر مُصِر نہ کہا جائیگا چاہے وہ دن میں ستر بار ایسا ہی کرے۔

Marfat.com

و منعونی عقالاً اعطوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لجاہدتہم ثم تلا وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۔ و من علی بن ابی طالب فی قولہ وَسَيَجْزِي الشَّاكِرِينَ قال الثابتین علی دینہم ابابکر و اصحابہ فکان علیؓ یقول ابوبکر امیر الشاکرین۔ روی من ابن عباس وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ابوبکر و عمر و فی روایۃ عن ابن عباس قال نزلت ہذہ الآیۃ فی ابی بکر و عمر فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم لو اجتمعتما فی مشورۃ ماخالفتکما و درین موضع اشکالے بہم مے رسد زیراکہ سوق آیات برائی جماعتے است کہ در غزوۂ اُحُد ازیشان تقصیری روے دادہ و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم می باید کہ از سر تقصیر ایشان در گزرند و بانواع ملاطفات غبار ندامت از چہرۂ حالِ ایشان ازالہ فرمایند ازانجملہ است مشاورہ در امور حرب و از شیخین تقصیرے دران واقعہ ظاہر نشدہ تا مصداقِ این آیت توانند بود جواب آنست کہ ذکر کردن عبداللہ بن عباس شیخین را درین موضع مذہبے وارد غیر مذاہب مشہورہ در تفسیر و آن آنست کہ عرب گویند انما یذکر الشئی بالشئی و این نکتہ رایاد گیر کہ در بسیاری از مواضع کافل حل مشکلات تفسیر خواہد بود و عن ابن عمرو قال کتب ابوبکر الصدیق الی عمرو ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان یشاور فی الحرب فعلیک بہ و عن الضحاک قال کان عمر بن الخطاب یشاور

کے وقت) اگر یہ لوگ مجھ سے اونٹ کی نکیل کا رسی کا ٹکڑا بھی روکیں گے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیتے رہے ہیں تو میں ان پر جہاد کروں گا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ الخ اور محمد تو بس رسول ہی تو ہیں آپ سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں سو اگر آپ کا انتقال ہو جائے یا آپ شہید ہی ہو جائیں تو کیا تم لوگ اُلٹے پھر جاؤ گے۔ اور علی ابن ابی طالب سے مروی ہے ارشادِ خدا وَسَيَجْزِي الشَّاكِرِينَ (یعنے اور وہ عنقریب شاکرین کو بدلہ دے گا) کی تفسیر میں آپ نے فرمایا الثابتین الخ یعنے جو لوگ اپنے دین پر قائم رہیں گے ابابکرؓ و عمرؓ تو علیؓ کہا کرتے تھے کہ ابوبکرؓ امیر الشاکرین ہیں۔ اور مروی ہے ابنِ عباسؓ سے وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ (ان سے کام میں مشورہ کیا کرو) کی تفسیر میں کہ ابوبکرؓ و عمرؓ سے مشورہ کیا کرو (یعنی ھم سے مراد ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں) اور ایک روایت میں ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہ آیت ابوبکرؓ و عمرؓ کے بارے میں نازل ہوئی تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم دونوں کسی مشورے میں متفق ہو جاؤ گے تو میں تمہارے خلاف نہ کروں گا۔ اس مقام پر ایک اشکال پیدا ہوتا ہے کہ آیت کا سیاق اس جماعت کے لئے ہے جن سے غزوۂ اُحد میں کچھ لغزش واقع ہوئی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ ان کی کوتاہی سے درگزر کرتے ہوئے انواع لطف و دلجوئی کا معاملہ فرما کر شرمندگی کا غبار اُن کے چہروں سے صاف کر دیں اور ان ہی انواع لطف میں سے امورِ حرب میں مشاورت بھی ہے اور شیخین (ابوبکرؓ و عمرؓ) سے اس موقع پر کوئی لغزش واقع نہیں ہوئی تھی کہ وہ اس آیت کا مصداق بن سکیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عبداللہ بن عباسؓ کا شیخینؓ کو اس موقع پر ذکر کرنا ایک خاص مذہب (نقطۂ نظر) رکھتا ہے جو مذاہب مشہورہ سے جُدا ہے تفسیر کے بارے میں۔ اور وہ یہ ہے کہ عرب کہتے ہیں کہ ایک شے کو یاد دلایا جاتا ہے دوسری شے کے ذکر سے (مقصود اصلی درحقیقت وہ شے نہیں ہوتی جو مذکور ہوتی ہے) اور اس نکتہ کو یاد رکھو کہ یہ بہت سے مواقع میں تفسیر کی مشکلات کے حل کا متکفل کرے گا۔ اور ابن عمرو سے مروی ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ ابوبکر صدیقؓ نے عمرو (بن العاص) کو لکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم امورِ جنگ میں مشورہ کیا کرتے تھے تمھیں بھی کرنا چاہیئے۔ اور ضحاکؒ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب مشورہ کیا کرتے تھے

Marfat.com

حتے المرأة قولہ تعالےٰ وَلَقَدْ عَفَى اللّٰہُ عَنْہُمْ آخرج البخاری من حدیث ابن عمر (انا فراره من أحد فأنا أشہدُ ان اللہ قد عفے عنہ وعن الحسن فی قصة البدر الصغرٰی فقام النبی صلے اللہ علیہ وسلّم وابوبکر وعمر وعثمان وعلیؓ وناس من أصحاب النبی صلے اللہ علیہ وسلّم فتبعوہم الحدیث وقالت عائشةُ فی قصة حمراء الاسد فانتدب منہم سبعون رجلاً فیہم ابوبکر والزبیر و من موافقاتِ ابی بکر الصدیق قولہ تعالےٰ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ فَقِیْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِیَآءُ روی ذلک من طرق متعددة منہا ما یدلّ علے موافقتہ ومنہا ما یدلّ علے تصدیق مقالتہ روے من عکرمة انّ النبی صلے اللہ علیہ وسلّم بعث ابابکر الے فنحاص الیہودی یستمدہ وکتب الیہ وقال لابی بکر لا تفتتْ علیّ بشیءٍ حتے ترجع الیّ فلمّا قرأ فنحاص الکتاب قال قد احتاج ربکم قال ابوبکر فہممتُ ان اقرّہ بالسیف ثم ذکرتُ قول النبی صلے اللہ علیہ وسلّم لا تفتتْ علیّ بشیءٍ فنزلت لقد سمع اللّٰہ قول الذین قالوٓا انّ اللّٰہ فقیرٌ الآیة وقولہ لتسمعنّ من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم وما بین ذلک فی یہودی بنی قینقاع

یہاں تک کہ عورتوں سے بھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَلَقَدْ عَفَا اللّٰہُ عَنْہُمْ (۳: ۱۵۵) اور یقین سمجھو کہ اللہ تعالےٰ نے انھیں معاف کر دیا ہے۔ بخاری نے اخذ کیا حدیث ابن عمرؓ سے "رہا ان کا (یعنے عثمانؓ کا) فرار اُحد سے تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے اُن کو معاف کر دیا" اور حسن سے مروی ہے بدر صغرٰی کے قصہ میں "پھر کھڑے ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور بہت سے لوگ تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے جو اُن کے پیچھے چلے" آخر حدیث تک۔ اور عائشہؓ نے حمراء الاسد[1] کے قصہ میں فرمایا فانتدب الخ یعنے اس ارشاد کی ان میں سے ستر لوگوں نے فوراً تعمیل کی اُن میں ابوبکرؓ اور زبیرؓ بھی تھے۔

اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے موافقات میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے لقد سمع اللّٰہ الخ (۳: ۱۸۱) بیشک اللہ تعالیٰ نے سن لیا ہے اُن لوگوں کا قول جنھوں نے یوں کہا کہ اللہ تعالےٰ مفلس ہے اور ہم مالدار ہیں۔ یہ متعدد روایات سے مروی ہے اُن میں سے بعض تو اُن کی موافقت پر دلالت کرتی ہیں اور بعض اُن کے قول کی تصدیق پر۔ مروی ہے عکرمہ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو فنحاص یہودی کے پاس بھیجا۔ اُس سے آپ کچھ مدد لینا چاہتے تھے اور اس کو خط لکھا اور آپ نے ابوبکرؓ سے فرمایا (اگر کوئی خاص بات پیش آئے) تو مجھ پر پوری بات ظاہر کریں اور واپس آجائیں۔ جب فنحاص نے خط کو پڑھا تو اُس نے کہا بیشک تمہارا رب فقیر ہوگیا۔ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میں نے چاہا کہ تلوار سے اُس کو ٹھنڈا کردوں۔ پھر مجھے یاد آگیا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ لا تفتتْ علیّ بشیءٍ پھر یہ آیت نازل ہوئی لقد سمع اللّٰہ الخ۔ اور ارشادِ حق جلّ سمہٗ ولتسمعنّ الخ (۳: ۱۸۶) اور البتہ آگے کو اور سنوگے بہت سی باتیں دل آزاری کی ان لوگوں سے جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں۔ اور جو اُس آیت (لقد سمع اللّٰہ الخ) کی درمیانی آیات ہیں وہ بنی قینقاع کے

[1] حضرت عکرمہؓ کا بیان ہے کہ جب مشرکین اُحد سے لوٹے تو راستہ میں سوچنے لگے کہ نہ تو تم نے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو قتل کیا نہ مسلمانوں کی عورتوں کو پکڑا۔ افسوس تم نے کچھ نہ کیا۔ واپس لوٹو۔ جب یہ خبر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے مسلمانوں کو تیاری کا حکم دیا، یہ تیار ہو گئے اور مشرکین کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے یہاں تک کہ حمراء الاسد تک یا بیر ابی عیینہ تک پہنچ گئے۔ مشرکین کے دل رعب و خوف سے بھر گئے اور وہ یہ کہہ کر مکہ کی طرف چل دیئے کہ ہم اگلے سال دیکھا جائیگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی واپس مدینہ تشریف لے آئے۔ یہ بھی بالاستقلال ایک لڑائی گنی جاتی ہے۔ اُحد کی لڑائی پندرہ شوال بروز ہفتہ ہوئی تھی سولہویں تاریخ بروز اتوار منادی رسولؐ نے ندا دی کہ لوگ دشمن کی طلب پر چلیں۔

وفی روایۃ فغضب ابو بکر فضرب وجہ فنحاص ضربۃ شدیدۃ وقال والذی نفسی بیدہ لولا العہد الذی بیننا وبینک لضربت عنقک یا عدو اللہ فذہب فنحاص الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا محمد انظر ما صنع صاحبک بی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابی بکر ما حملک علی ما صنعت قال یا رسول اللہ قال قولا عظیما یزعم ان اللہ فقیر وانہم عنہ اغنیاء فلما قال ذلک غضبت للہ مما قال فضربت وجہہ فجحد فنحاص فقال ما قلت ذلک فانزل فیما قال فنحاص تصدیقا لابی بکر لقد سمع اللہ قول الذین قالوا ان اللہ فقیر الآیۃ ونزل فی ما بلغہ فی ذلک من الغضب ولتسمعن من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا الآیۃ وعن السدی فی قولہ لقد سمع اللہ قول الذین قالوا ان اللہ فقیر قالہا فنحاص الیہودی من بنی مرثد لقیہ ابو بکر فکلمہ فقال لہ یا فنحاص اتق اللہ وآمن وصدق واقرض اللہ قرضا حسنا فقال فنحاص یا ابا بکر تزعم ان ربنا فقیر یستقرضنا اموالنا وما یستقرض الا الفقیر من الغنی ان کان ما تقول حقا فان اللہ اذا لفقیر فانزل اللہ ہذا فقال ابو بکر فلولا ہدنۃ کانت بین النبی صلی اللہ علیہ وسلم وبین بنی مرثد لقتلتہ وعن مجاہد قال صک ابو بکر رجلا منہم الذین قالوا ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء لم یستقرضنا وہو غنی وہم یہود

یہود کے بارے میں ہیں۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ پھر (اس کی بکواس سنکر) ابو بکرؓ کو غصہ آگیا اور انھوں نے فنحاص کے منہ پر سخت دتھپڑ یا مکا) مارا اور کہا کہ اے دشمن خدا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر وہ معاہدہ ہمارے اور تیرے درمیان نہ ہوتا تو میں تیری گردن مار دیتا۔ اس کے بعد فنحاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور اُس نے آپ سے کہا کہ اے محمدؐ! دیکھو تمھارے رفیق نے میرے ساتھ کیا معاملہ کیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ سے کہا کہ تم نے اسکے ساتھ ایسا کیوں کیا؟ ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ اس نے بڑا سخت کلام کیا یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو فقیر ہے اور یہ لوگ اس سے بے پرواہ ہیں (جب اس نے ایسا کہا تو مجھے اللہ تعالیٰ کے واسطے غصہ آگیا اُس کے اس قول پر اور میں نے اس کے منہ پر مارا۔ یہ سُنکر فنحاص منکر ہوگیا اور بولا کہ میں نے ایسا نہیں کہا تو اللہ تعالیٰ نے فنحاص کے قول کے بارے میں ابو بکرؓ کی تصدیق کے لئے یہ آیت نازل فرمائی لقد سمع اللہ قول الذین الخ اور اس بات پر ابو بکرؓ کو غصہ آیا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ولتسمعن من الذین الخ (۳:۱۸۶) اور البتہ آگے کو اور سنوگے بہت سی باتیں دل آزاری کی ان لوگوں سے جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں اور ان لوگوں سے جو مشرک ہیں، آخر تک۔ اور سدی سے روایت ہے اللہ تعالیٰ کے قول لقد سمع اللہ الخ میں کہ یہ بات فنحاص یہودی نے کہی تھی جو بنو مرثد میں سے تھا اُس سے ابو بکرؓ ملے تھے اور اس سے گفتگو کی تھی ابو بکرؓ نے اُس سے کہا تھا کہ اے فنحاص اللہ تعالیٰ سے ڈر اور ایمان لا اور تصدیق کر (یعنے توحید و رسالت کی) اور اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دے تو فنحاص نے کہا کہ اے ابا بکرؓ تو گمان کرتا ہے کہ ہمارا پروردگار فقیر ہے جو ہم سے ہمارے اموال کو قرض مانگتا ہے اور مالدار سے قرض وہی مانگتا ہے جو فقیر ہوتا ہے۔ اگر وہ سچ ہے جو تو کہہ رہا ہے تو اس صورت میں اللہ تعالیٰ یقیناً فقیر ہے تو اللہ تعالےٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں اس پر ابو بکرؓ نے یہ کہا کہ اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور بنو مرثد کے مابین معاہدہ امن نہ ہوتا تو میں اُس کو ضرور قتل کر دیتا۔ اور مجاہدؒ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے تھپڑ مارا اُن لوگوں میں سے ایک شخص کے جنھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فقیر ہے اور ہم اغنیاء ہیں وہ غنی ہونے کی حالت میں ہم سے قرض نہ مانگتا اور وہ یہود ہیں

Marfat.com

اخرج الترمذی من عثمان بن عفان سمعتُ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقولُ موقِفُ ساعۃٍ فی سبیلِ اللہ خیرٌ من الف یوم فیما سِواہ من المنازِل و لفظ ابن ماجۃ من رَابَطَ فی سبیل اللہ کانت کألفِ لیلۃٍ صیامِہا و قیامِہا۔

فقیر گوید عفے عنہ سابق بیان کردیم فضائلے کہ بآن عباد اللہ نزدیک شوند بہ پروردگارِ خویش دو قسم است یکی آنکہ خلاص کردن آنہا افرادِ بشررا از سِجنِ طبیعت و نزدیک ساختنِ آنہا ایشان را بحظیرۃ القدس بمنزلۂ مذہب طبیعی است لاجرم درجمیع ادیان وملل بآن قسم امر فرمودہ اند مثل توکل ویقین وصبر وصلوٰۃ و صوم وصدقہ وذکر باری جل مجدہ وقسم ثانی آنکہ تاثیر آنہا در افرادِ بشر باعتبار عنایتِ الٰہی مخصوص بزمانِ خاص است مانند ہجرت وجہاد و حج و این قسم در بعض ملل مقرِّب میباشد افرادِ بشر را بحظیرۃ القدس و در بعض ملل نہ مثلاً در شریعت ما ارادۂ الٰہیہ متعلق شد بکبت ملل ضالہ مثل مشرکین و یہود ونصاریٰ ومجوس وصورت ایشان در حظیرۃ القدس باین صفت ممثل گشت کہ لَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ الآیۃ۔ درین حالت جماعۂ از افرادِ بشر در داعیہ الٰہیہ بواسطہ صحبت پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم فانی شدند مانند جبرئیل در وقت صیحۂ ثمود و متعرض نفحاتِ الٰہیہ گشتند

اخذ کیا ترمذی نے، مروی ہے عثمان بن عفانؓ سے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ (یعنی جہاد) میں بقدر ایک ساعت کھڑا ہونا اس کے سوا دوسری منازل میں ہزار دنوں (کی عبادت) سے بہتر ہے اور ابن ماجہ کی یہ لفظ ہیں کہ جو شخص جنگی مورچہ میں بیٹھا اللہ کی راہ میں (وہ ایک ساعت) ایسی ہزار راتوں کے مثل ہوگی (جن کے ایام میں) روزے رکھے اور (رات بھر) نماز میں قیام کیا۔

فقیر عفے عنہ کہتا ہے کہ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں کہ ایسے فضائل کی جن سے اللہ تعالیٰ کے بندے اپنے پروردگار کے قریب ہوجائیں دو قسم ہیں۔ پہلی قسم (ایسے فضائلِ اعمال کی ہے جنکا ثمرہ ہے) اُن کا افرادِ بشر کو طبیعت کے قید خانہ سے رہائی بخشنا اور اُن کو بارگاہِ مقدس کا مقرّب کرنا۔ یہ بمنزلہ مذہب طبیعی کے ہے اس لئے ضروری سمجھ کر تمام ادیان وملل میں اس قسم کا امر فرمایا ہے جیسے توکل اور یقین اور صبر اور روزہ رکھنا، صدقہ دینا اور اللہ جل مجدہ کا ذکر کرنا۔ دوسری قسم (ایسے فضائل کی ہے جو ان اعمال سے حاصل ہوتے ہیں کہ) اُن کی تاثیر افرادِ انسانی میں باعتبار عنایتِ الٰہی کے ایک مخصوص وقت کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔ جیسے ہجرت اور جہاد اور حج اور یہ قسم بعض ملتوں میں افرادِ بشر کو بارگاہِ مقدس کا تقرب بخشنے والی ہوتی ہے اور بعض ملتوں میں نہیں۔ مثلاً ہماری شریعت میں ارادۂ الٰہیہ گمراہ ملتوں کو پچھاڑ دینے سے متعلق ہوا جیسے مشرکین اور یہود ونصاریٰ ومجوس اور اُن کی صورت بارگاہِ مقدس میں اس صفت کے ساتھ ممثل ہوئی کہ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ الخ (۲:۲۵۱) اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ بعض آدمیوں کو بعض کے ذریعہ سے دفع کرتے رہا کرتے ہیں، آخر تک۔ اس حالت میں افرادِ بشر کی ایک جماعت صحبتِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اُس داعیۂ الٰہیہ میں (یعنے مشیتِ خداوندی کے بروئے کار لانے میں) منہمک ہوگئی۔ جیسے جبرئیل قوم ثمود کو سخت عذاب سے ہلاک کرنے کے وقت حق تعالیٰ (کی شانِ جلال) کے فیضان کے

ل انسان کا وجود اربع عناصر سے مرکب ہے پھر ان کے امتزاج سے ایک وجود لطیف یعنی "نفس" متکون ہوا۔ اس لئے باقتضائے کل شئی یرجع الیٰ اصلہ نفس کمیلانات و رجحانات بالعموم ذاتِ عنصری کے نشو ونما اور ایسے امور کی طرف مبذول رہتے ہیں جن سے ذات کو حظ وسرور حاصل ہو جن کو لذاتِ نفسانیہ کہتے ہیں اس کا حکم طبعاً ایسی ہی چیزوں کے حصول کی طرف ہوتا ہے جائز راہ سے حاصل ہوں یا ناجائز سے اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ اسی جانب مشیر ہے۔ الغرض سجن طبیعت سے مراد اس طریق کے معائب دس وجوہ میں نفس کا تقید ہے ۱۲ مترجم

ل یعنے ان اعمال کی طبیعت اور خاصہ یہ ہے کہ وہ نفس کو طبعی تقیدات سے رہا کرتے ہیں جن میں وہ مقید ہوتا ہے۔ اسی مناسبت سے عنوان "مذہب طبیعی" اختیار فرمایا ۱۲ مترجم

ل خواجی کہ شوی بمنزلِ قربِ مقیم + دو چیز بنفس خویش فرما تعلیم + صبر وشکر وقناعت وعلم ویقین + تفویض وتوکل ورضا وتسلیم + ابو سعید ابو الخیر رحمہ اللہ ۱۲ مترجم

Marfat.com

درمیان ایشان و درمیان ملأ اعلیٰ مشابہتے
و مناسبتے واقع شد و آن حالت مُع کرد بابے
عظیم را از قُرب کہ اگر صد سال ریاضت بدنیہ و
نفسانیہ میکشید بعشر عشیر آن مشابہت فائز نمے
گشتند و در ملل دیگر این داعیہ و ارادہ متعلق
نگشت و اُمم را باین معرض درمیان نیاوردند
لہٰذا ہجرت و جہاد در ملل ایشان از اعمال مقربہ
نبود در قرآن عظیم و سنّت سنیہ ہر دو فضل را
مبین فرمودہ اند و فضل ثانی را بمزید اہتمام
افادہ نمودہ اند و مناطِ تفاضل مراتب گردانیدہ
تا مرد بہر دو فضل مُتصف نباشد تقدم بر افرادِ
بشر و استحقاقِ ریاست عامہ مسلمین میسرش
نیست خدای عزّوجلّ در سورۂ نساء ہر دو
فضل را بیان می فرماید و آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم صحابہ را بآن ہر دو مے
ستایند تا حجت باشد اُمّت را و تکلیف
بتقدم ایشان بے پردہ ظاہر شود
قال اللہ تعالےٰ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ
فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ
النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ
وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ؕ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ
اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝ در اوّل افادہ میفرماید کہ
ایمان متکلمان بکلمہ توحید درست نمی شود تا آنکہ
وقت مشاجرات کہ حالت ظہور نفس سَبُعی
است تسلیم تمام از ایشان ظاہر گردد
بعد ازان مے فرماید کہ این مطیعان

سامنے آتے (اور اس کے حامل بن کر قوم ثمود پر نازل ہوتے) اور (مشیتِ الٰہیہ میں فانی اور منہمک ہونے کی وجہ سے) ان کے اور ملأ اعلیٰ (یعنی بارگاہِ مقدس کے مقربین) کے درمیان ایک مشابہت اور مناسبت واقع ہو گئی۔ اور اس حالت نے اُن پر قُربِ الٰہی کا اتنا بڑا دروازہ کھول دیا کہ اگر وہ سو برس بھی ریاضت جسمانی و نفسانی کی مشقتیں جھیلتے تو اُس مشابہت کے سوویں سے ایک حصّہ پر بھی کامیاب نہ ہوتے۔ اور دوسری ملّتوں میں یہ داعیہ (یعنی مشیّت) اور ارادہ متعلق نہ ہوا اور اُن اُمّتوں کو اس مقصد کے لئے درمیان میں نہیں لائے بنا بریں ہجرت اور جہاد اُن کی ملّتوں میں مقرّب بنانے والے اعمال میں سے نہیں تھے۔ قرآن عظیم اور ارشاداتِ نبویہؐ نے ہر دو فضیلتوں کو کھول کر بیان کیا ہے اور دوسری قسم کی فضیلت کو زیادہ اہتمام سے ارشاد فرمایا اور ان کو مراتب میں تفاضل کی بنیاد قرار دیا ہے اور جب تک کوئی شخص دونوں قسم کی فضیلت سے متصف نہ ہو جملہ افرادِ بشر پر مقدم ہونے کا اور تمام مسلمانوں پر امیر بننے کا استحقاق اس کو میسّر نہیں ہے۔ اللہ عزّ وجلّ سورۂ نساء میں دونوں قسم کے فضل کو بیان فرماتے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کو ان ہر دو فضیلتوں کے پیشِ نظر سراہتے ہیں تاکہ اُمّت کے لئے حجت ہو جائے اور سب لوگوں پر ان کے تقدم کا مکلّف بنائے جانے کا امر بے پردہ عیاں ہو جائے۔

آیات سُورۃ النساء

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ الخ (۴: ۶۹-۷۰) "اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا مان لے گا تو ایسے اشخاص بھی اُن حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحاء اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں یہ فضل ہے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اور اللہ تعالیٰ کافی جاننے والے ہیں۔" (آیت مذکورہ میں) پہلے یہ افادہ فرماتے ہیں کہ کلمۂ توحید پڑھنے والوں کا ایمان درست نہیں ہوتا یہاں تک کہ اُن سے آپس کے جھگڑوں کے وقت جو کہ درندگی نفس کے ظہور کا وقت ہوتا ہے (رسولؐ کے فیصلہ پر) پُورے طور پر گردن جھکانے کا وصف اُن سے ظاہر ہو جائے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ مطیع لوگ

مضمون اس آیت میں ہے فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما (۴: ۶۵) پس قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ ایماندار نہ ہوں گے جب تک یہ نہ ہو کہ اُن کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے تصفیہ کرا دیں پھر آپ کے تصفیہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں اور پورا تسلیم

باپیغامبران و صدیقان و شہیدان خواہند بود و حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا و این آیہ شبیہ است بآیۃ دیگر کِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ یَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِیْمٍ ۙ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ کمال این جماعۃ ابرار آنست کہ باین چہار فرقہ محشور شوند ودر ذیل ایشان معدود گردند واین چہار طائفہ سردفتر اہل نجات اند و طبقۂ علیاء از طبقاتِ اُمّتِ مرحومہ وازین جماعہ در مواضع دیگر بمقربین و سابقین تعبیر رفتہ ایندر از آیۂ کریمہ واضح گشت وضوحًا لا یبقی معہٗ خفاء باز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در احادیث مشہورہ کہ تکلیف بآنہا قطعے است عملاً و اعتقادًا خبر دادند کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق است و عمر و عثمان و علی شہید پس ریاستِ معنوی ایشان بر سائر طبقات مبرہن گشت و در ملّت اسلامیہ خفائی درین معنے نماند قال اللہ تعالٰے لَا یَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِیْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَی الْقٰعِدِیْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِیْنَ عَلَی الْقٰعِدِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ۙ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۙ خدا تعالٰے درین آیت افادہ مے فرماید کہ صحابہ بریک طبقہ نیستند بلکہ بعض ایشان افضل اند از بعض و مناط فضل جہاد است فی سبیل اللہ بانفس خویش یعنی مباشرتِ قتالِ کفار و باموالِ خویش یعنے بانفاق فی سبیل اللہ ازین آیت واضح گشت کہ مجاہدان بانفس خویش و باموالِ خویش

پیغمبروں اور صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوں گے وحسن اولٰئک رفیقا (اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں) اور یہ آیت شبیہ ہے اس دوسری آیت کی کتٰبٌ مرقومٌ الخ (۸۳ : ۲۰) وہ ایک نشان کیا ہوا دفتر ہے جس کو مقرب فرشتے (شوق سے) دیکھتے ہیں ومزاجہٗ الخ (۸۳ : ۲۷ - ۲۸) اور اس (شراب) کی آمیزش تسنیم (کے پانی) کی ہوگی یعنی ایک ایسا چشمہ ہے جس سے مقرب بندے پئیں گے۔ اس جماعت ابرار کا کمال یہ ہے کہ اُن کا حشر ان چار فرقوں کے ساتھ ہو اور وہ ان ہی کے ذیل میں شمار کئے جائیں۔ اور یہ چار جماعتیں اہل نجات میں امتیازی شان والی ہیں اور اُمّتِ مرحومہ کے طبقات میں سے سب سے اعلیٰ طبقہ کی ہیں۔ اسی جماعت کے بارے میں بعض دیگر مواقع میں "مقربین" اور "سابقین" فرمایا گیا ہے۔ اتنی بات تو آیتِ کریمہ سے اس طرح واضح ہو گئی کہ اس میں کوئی خفا باقی نہیں رہا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیثِ مشہورہ میں (جن کی شان یہ ہوتی ہے) کہ ان کا تسلیم حکم میں) مکلف بنانا عملاً و اعتقادًا قطعی ہوتا ہے خبر دی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق ہے اور عمر رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ شہید ہیں تو اُن کی معنوی ریاست جو اُن کو جملہ طبقات پر حاصل ہے بدلائل ثابت ہو گئی اور اس بارے میں ملّتِ اسلامیہ میں کوئی خفا موجود نہیں رہا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لَا یَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ الخ (۴ : ۹۵ - ۹۶) "برابر نہیں وہ مسلمان جو بلا کسی عذر کے گھر میں بیٹھے رہیں اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کریں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا درجہ بہت زیادہ بنایا ہے جو اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں بہ نسبت گھر میں بیٹھنے والوں کے اور سب سے اللہ تعالیٰ نے اچھے گھر کا وعدہ کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو بمقابلہ گھر میں بیٹھنے والوں کے بڑا اجر عظیم دیا ہے یعنی بہت سے درجے جو خدا کی طرف سے ملیں گے اور مغفرت و رحمت اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے بڑے رحمت والے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ اس آیت میں یہ افادہ فرماتے ہیں کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم ایک طبقہ کے نہیں ہیں بلکہ اُن میں سے بعض بعض سے افضل ہیں اور مدارِ افضلیت کا جہاد فی سبیل اللہ ہے اپنی جان سے بھی یعنی کفار کے ساتھ قتال میں خود شریک ہونا اور اپنے اموال سے بھی یعنی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرنے سے۔ اس آیت سے واضح ہو گیا کہ جو لوگ اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کرنے والے ہیں

Marfat.com

صدر و فتر اُمت اند و از طبقۂ علیائی اُمت و ایشان افضل اند از غیر خود باز در احادیث مشہورہ که تکلیف بآن قائم است و عذری بعد ثبوت آنہا باقی نمی ماند ثابت شد که ہمہ این بندگان در جمیع مشاہد خیر در رکاب سعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاضر بودند الا لعذرٍ فی بعض الاوقات و از جمعی مباشرت قتال بیشتر بوقوع آمد و از بعض دیگر انفاق زیادہ تر بظہور انجامید و از جمعے ہر دو وصف علی وجہ الکمال متحقق گشت قال اللہ تعالیٰ

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

خدای عزوجل در اول مبحث فرض میگرداند ہجرت را از دیار کفر و بیان میفرماید عقوبت تارکان ہجرت و مستثنیٰ میسازد ضعیفان را که حیلۂ ہجرت نمیدانند و از خانۂ خود بر آمدن نمیتوانند بعد ازان فضیلت ہجرت بیان می کند و اجر آن در دنیا و آخرت ارشاد مینماید و کسے را که بقصد ہجرت از خانہ خود بر آید و بمقصد نارسیدہ از عالم میگذرد ثواب جزیل وعدہ میدہد ازین آیۃ فضیلت مہاجران باید شناخت واللہ اعلم ۔ و عن عمر بن الخطاب قال انی انزلت نفسی من مال اللہ بمنزلۃ والی الیتیم ان استغنیت استعففت وان افتقرت[عه] اخذت منہ بالمعروف فاذا ایسرت قضیت ۔ و عن ابن مسعود قال کان عمر بن الخطاب اذا سلک بنا طریقا فاتبعناہ وجدناہ سہلا و انہ سئل عن امرأۃ و ابوین فقال

وہ صدر و فتر امت اور اس کے اعلیٰ مرتبہ والوں میں سے ہیں اور یہ حضرات اپنے غیر سے افضل ہیں پھر احادیث مشہورہ سے (جن کا مرتبہ یہ ہوتا ہے) کہ وہ مکلف بنانے کے لئے کافی ہوتی ہیں اور ان کے ثبوت کے بعد کوئی عذر باقی نہیں رہتا ثابت ہے کہ یہ تمام بزرگ جملہ مقامات خیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہنے کی سعادت حاصل کرتے رہے ہیں بجز اس کے کہ کسی وقت کسی عذر کی وجہ سے معذور ہوں۔ اور ایک جماعت سے بذات خود شرکت قتال زیادہ وقوع میں آئی اور دوسرے بعض حضرات سے انفاق مال (یعنی مال خرچ کرنے) کا ظہور زیادہ ہوا اور ایک جماعت سے دونوں وصف علی وجہ الکمال متحقق ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَنْ یُّہَاجِرْ الخ (۴: ۱۰۰) اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرے گا تو اس کو روئے زمین پر چلنے کی بہت جگہ ملے گی اور بہت گنجائش اور جو شخص اپنے گھر سے اس نیت سے نکل کھڑا ہو کہ اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کروں گا پھر اس کو موت آ پکڑے تب بھی اس کا ثواب ثابت ہو گیا اللہ تعالیٰ کے ذمہ اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت کرنے والے ہیں بڑے رحمت والے ہیں۔

اللہ عزوجل مبحث کے اول میں دیار کفر سے ہجرت کو فرض قرار دیتے ہیں اور ہجرت کو ترک کرنے والوں پر عذاب کا بیان فرماتے ہیں اور ان ضعیفوں کو مستثنیٰ فرماتے ہیں جو نکل جانے کی کوئی تدبیر نہیں جانتے اور اپنے گھر سے باہر نہیں نکل سکتے۔ اس کے بعد ہجرت کی فضیلت اور دنیا و آخرت میں اس کا اجر بیان فرماتے ہیں اور ایسے شخص کے لئے جو ہجرت کے ارادے سے اپنے گھر سے نکلے اور مقصد پر پہنچنے سے پہلے ہی دنیا سے گزر جائے بڑے ثواب کا وعدہ فرماتے ہیں۔ اس آیت سے مہاجرین کی فضیلت پہچان لینی چاہیئے، واللہ اعلم۔ اور عمر بن الخطابؓ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ کے مال (یعنی بیت المال) کے بارے میں اپنے نفس کو میں نے یتیم کے والی کے مرتبہ میں قائم کیا ہے اگر میں مستغنی ہوا تو بچا رہا اور اگر حاجتمند ہوا تو اس میں سے بقدر ضرورت لے لیا۔ پھر جب غنی ہو گیا تو اس کو ادا کر دیا۔ اور ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطابؓ جب ہم کو اپنے ساتھ لے کر چلتے تو ہم ان کے پیچھے چلتے۔ ہم نے ان کو نرم رفتار پایا۔ اور آپ سے پوچھا گیا بیوی اور والدین کے (حق وراثت کے) بارے میں تو آپ نے فرمایا کہ

[عه] اشارۃ الی قول اللہ عزوجل ومن کان غنیا فلیستعفف ومن کان فقیرا فلیاکل بالمعروف ۱۲

Marfat.com

للمرأۃ الربعُ وللأُمّ ثلث ما بقے وما بقے فللاب

وؔعن ابن عباسٍ انّہ دخل علے عثمان فقال انّ الاخوین لایُرُدّ ان الأمّ عن الثلث قال اللّٰہ فان کان لہٗ اِخوۃٌ وان الاخوین لیسا بلسانِ قومک اخوۃٌ فقال عثمانُ لااستطیع ان اُرُدَّ ماکان قبلِیْ ومَضٰے فی الامصارِ وتوارث بہ النّاسُ واجابَ زیدُبنُ ثابتٍ بجواب آخر قالوا یا اباسعید ان اللّٰہ یقول فان کان لہٗ اخوۃٌ وانت تحجبُھا باخوینِ قال ان العرب تُسمّیَ الاَخوین اخوۃً۔

فقیر گوید این اختلاف نیست بلکہ حضرت عثمان رضی اللّٰہ عنہ تمسک نمود بآن اصل کہ حکم خلیفہ راشد چون متبع شود و سبیل المسلمین گردد حجت است دردین و زیدبن ثابت معنیٰ راکہ صحابہ دروقتِ مشاورہ فہمیدہ بودند تقریر نمود وؔعن ابن شہاب قال قضےٰ عمربن الخطاب ان میراث الاخوۃِ من الأمّ للذکر مثل الانثےٰ ولااریٰ عمرَبنَ الخطاب قضیٰ بذٰلک حتیٰ عَلِمَہ من رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم ولہٰذہ الآیۃ قال اللّٰہ تعالےٰ فان کانوا اکثر من ذٰلک فہم شرکاء فے الثلث وؔعن عمرو علےؓ وابن مسعود وزید فے اُمّ وزوج واخوۃ لِاَب واُمّ واخوۃٍ لاُمّ انّ الاخوۃَ من الاب والأمّ شرکاءُ الاخوۃ من الاُمّ فے ثلثہم وذٰلک انّہم قالوا ہُم بنو اُمّہم کلّہم ولم یزدہم الاَبُ اِلاّ

بیوی کو چوتھائی اور باقی میں سے ماں کو تہائی اور جو کچھ باقی رہے وہ باپ کو دیا جائے۔ اور مروی ہے ابن عباسؓ سے کہ وہ عثمانؓ کے پاس گئے اور کہا کہ اخوین (یعنے دو بھائی یا ایک بہن اور ایک بھائی) تو ماں کا حصّہ ایک تہائی سے نہیں لوٹائیں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فان کان لہٗ اِخوۃٌ[1] اور اخوین کو آپ کی قوم کی زبان میں اِخوۃ نہیں کہا جاتا۔ تو عثمانؓ نے کہا کہ مجھ میں یہ طاقت نہیں کہ ان فیصلوں کو رد کردوں جو مجھ سے پہلے کے ہیں اور شہروں میں اُن پر عمل بھی جاری ہے اور ان کی رُو سے لوگوں کو وراثت ملی ہے۔ اور زیدؓ بن ثابت نے اس کا دوسرا جواب دیا، لوگوں نے ان سے کہا کہ اے ابوسعیدؓ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ فان کان لہٗ اِخوۃ اور آپ اس کو (یعنی ماں کے حصّہ کو) اخوین سے محجوب کرتے ہیں (یعنے تہائی کی جگہ چھٹا حصّہ رکھتے ہیں) زیدؓ نے فرمایا کہ عرب (محاورۂ کلام میں) اخوین کو اِخوۃ کہتے ہیں۔

فقیر کہتا ہے کہ ان دونوں میں اختلاف نہیں ہے بلکہ عثمان رضی اللہ عنہ نے دلیل بنائی ہے اس اصل کو کہ خلیفہ کا جب حکم نافذ ہو جائے اور مسلمان اس کا اتباع کرتے ہوئے اپنی راہ قائم کرلیں تو وہ دین میں حجّت ہے اور زیدؓ بن ثابت نے اُس معنیٰ کی تقریر کردی جو مشورے کے وقت صحابہؓ سمجھتے تھے۔ اور ابن شہاب سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے فیصلہ کیا کہ ماں جائے بھائیوں کی میراث کا حق مرد کا حصہ عورت کے برابر ہوگا اور میں نہیں سمجھتا کہ عمرؓ بن الخطاب نے ازخود یہ فیصلہ کردیا اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ضرور معلوم ہوا اور اس آیت سے بھی حق تعالیٰ کا ارشاد ہے فان کانوا الخ (۴: ۱۲) اور اگر یہ لوگ اس سے زیادہ ہوں تو وہ سب تہائی میں شریک ہیں۔ اور مروی ہے عمرؓ سے اور علیؓ وابن مسعودؓ اور زیدؓ سے ماں اور شوہر اور سگے بہن بھائیوں اور ماں جائے بہن بھائیوں کے بارے میں کہ جو سگے بہن بھائی ہیں وہ ماں جائے بہن بھائیوں کے ساتھ اُن کے تہائی حصّہ میں شریک ہیں اور اس کی بنا یہ ہے کہ ان کا قول ہے کہ وہ سب ایک ہی ماں کی اولاد ہیں اور ان کے باپ نے ان میں صرف اس وصف کا اضافہ کیا ہے کہ وہ (باہم)

[1] ابن کثیر میں ہے کہ یہ اثر ثابت نہیں اس کے راوی شعبہؒ کے بارے میں امام مالکؒ کی جرح موجود ہے پھر یہ قول ابن عباسؓ کا نہ ہونے کی دوسری دلیل یہ ہے کہ خود ابن عباسؓ کے خاص اصحاب اور اعلیٰ شاگرد بھی اس کے خلاف ہیں ۱۲ مترجم

Marfat.com

قرباً فهم شركاء في الثلث وكتب عمر الى ابي موسى اذا لهوتم فالهوا بالرمي و اذا تحدثتم فتحدثوا بالفرائض وعن عمر قال تعلموا الفرائض و اللحن و السنة كما تعلمون القرآن و قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افرض امتي زيد بن ثابت۔

فقیر گوید درین حدیث معجزہ ایست عظیمہ و افادہ اصلے است از اصول مسائل تا خلاف ابن عباسؓ وغیر او از میان برانداختہ شود عن الزہری قال لولا ان زید بن ثابت کتب الفرائض رأیت انها ستذهب من الناس وعن عمر انہ کان یقول عجبا لعمة تورث و لا ترث وعن قبيصة بن ذؤيب قال جاءت الجدة الى ابي بكر فقالت ان لي حقا ابن ابن او ابن ابنة لي مات قال ما علمت لك في كتاب الله حقا ولا سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم فيه شيئا و سأسأل فشهد المغيرة بن شعبة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اعطاها السدس قال من سمع ذلك معك فشهد محمد بن مسلمة فاعطاها ابو بكر السدس وعن زيد بن ثابت ان عمر لما استشارهم في ميراث الجد والاخوة قال زيد كان رأيي ان الاخوة اولى بالميراث وكان عمر يرى يومئذ ان الجد اولى من الاخوة فحاورته ۱۲

زیادہ قریب ہوگئے تو وہ سب ایک تہائی میں شریک رہیں گے۔ اور عمرؓ نے ابو موسیٰؓ کو لکھا کہ جب تم کھیلو تو تیر اندازی سے کھیلو اور جب بات چیت کرو تو فرائض کے متعلق کرو۔ اور عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ فرائض اور محاوراتِ کلام اور حدیث کو اسی طرح سیکھو جس طرح تم قرآن کو سیکھتے ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا بڑا ماہر فرائض زیدؓ بن ثابت ہے۔

فقیر کہتا ہے کہ اس حدیث میں ایک بڑا معجزہؓ ہے اور مسائل کے اصول میں سے ایک اصل کا افادہ بھی ہے تاکہ ابن عباسؓ وغیرہ کا اختلاف درمیان سے ہٹا دیا جاتے (اور زیدؓ کا قول قولِ فیصل مانا جائے) اور زہری سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ اگر زیدؓ بن ثابت فرائض کو نہ لکھتے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ علم لوگوں کے پاس سے جاتا رہتا۔ اور عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ فرماتے تھے پھوپھی کا حال عجیب ہے مُورِث بنتی ہے اور وارث نہیں بنتی۔ اور قبیصہ بن ذؤیب سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ ابو بکرؓ کے پاس ایک دادی نے آکر کہا کہ میرا ایک حق ہے میرے بیٹے کا بیٹا یا بیٹی کا بیٹا (یہ راوی کا شک ہے) مرگیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ تیرے لئے کتاب اللہ میں کوئی حق ہے اور نہ اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے کچھ سُنا اور میں لوگوں سے عنقریب دریافت کروں گا اس کے بعد مغیرہ بن شعبہ نے شہادت دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دادی کو چھٹا حصّہ دیا تھا۔ ابو بکرؓ نے فرمایا کہ اس بات کو تمھارے ساتھ اور کس نے سُنا تھا؟ تو شہادت دی محمد بن مسلمہ نے تو ابو بکرؓ نے اس کو چھٹا حصّہ دیدیا۔ اور مروی ہے زیدؓ بن ثابت سے کہ حضرت عمرؓ نے جب دادی اور بھائیوں کی میراث کے بارے میں صحابہؓ سے مشورہ کیا تو (راوی کہتا ہے کہ) زیدؓ نے کہا کہ میری رائے یہ تھی کہ میراث میں بھائی مقدم ہیں اور عمرؓ اس دن یہ رائے رکھتے تھے کہ دادا مقدم ہے بھائیوں پر میں نے ان سے کہا سُنی کی

له حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا اُن جلیل القدر فقہائے صحابہ میں شمار ہوتا ہے جن پر فرائض کا مدار ہے ان کی عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت صرف بائیس سال کے قریب تھی فرائض میں نمایاں خصوصیت کے اس ارشاد کے وقت خاص قرائن بھی موجود نہ تھے کہ یہ سمجھا جاتا کہ یہ نوجوان مستقبل میں علم فرائض کا سب سے بڑا عالم ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ایک پیشگوئی تھی بطور اعجاز جو پوری ہوئی۔ نیز اس ارشاد میں جس بات کی طرف شاہ صاحب نے ایماء فرمایا وہ بھی معجزہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوگیا تھا کہ فرائض کے بارے میں جب اختلاف ہوگا تو زیدؓ کا قول فیصلہ کن ہوگا ۱۲ مترجم

Marfat.com

و ضرب لہ مثلاً و ضرب علیؓ و ابنُ عباسؓ لہ مثلاً یومئذ السّبیل یضربانہ و یصیرؔ فانہ علےٰ نحو تصریف زید۔

فقیر گوید بعد ازان از حضرت فاروقؓ و حضرت مرتضےٰؓ کلماتے نقل کردہ شد کہ ازین رائے رجوع کردند و درین مسئلہ قولے ثابت تر از قول حضرت صدیقؓ نیست اَنزلہ اباً اخرجہ البخاری۔ و من ابن عباس قال اوّل من اَعَال الفرائض عمر تدافعت علیہ و رکب بعضُہا بعضاً قال ما اَدری کیف اَصنع بکم واللہ ما اَدری اَیکم قدّم اللہُ و لا اَیکم اخّر و ما اَجد فی ہذا المال شیئاً اَحسن من ان اَقسمہ علیکم بالحصص ثم قال ابنُ عباس و اَیم اللہ لو قدّم من قدّم اللہ و اَخّر من اخّر اللہ ما عالت فریضۃٌ فقیل لہ و ایّہا قدّم اللہ قال کلّ فریضۃ لم یُہبطہا اللہ عن فریضۃ الّا الےٰ فریضۃ فہذا ما قدّم اللہ و کلّ فریضۃ اذا زالت عن فرضہا لم یکن لہا الا ما بقی فتلک التی اَخّر اللہ فالّذے قدّم کالزّوجین و الاُم والّذی اَخّر کالاَخوات و البنات فاذا اجتمع من قدّم اللہ و اَخّر بدأی بمن قدّم فاعطےٰ حقّہ کاملاً فان بقے شیٔ کان لہنّ و ان لم یبق شیٔ فلا شیٔ لہنّ۔ و ذکر عند عمر الثلثُ فی الوصیّۃ فقال الثلثُ وَسطٌ لا بخسٌ و لا شطط۔ و من ابی عبد الرحمٰن السلمی

اور اُن سے مثالیں بیان کیں اور علیؓ اور عباسؓ بھی ان سے زائد اُس دن اسی راہ پر چلتے ہوتے زیدؓ کی طرح اِدھر اُدھر کی مثالیں دیتے رہے۔

فقیر کہتا ہے کہ اس کے بعد حضرت فاروقؓ اور حضرت مرتضیٰؓ سے ایسے کلمات منقول ہیں (جن سے ثابت ہوتا ہے) کہ اُنھوں نے اس رائے سے رجوع کرلیا۔ اور اس مسئلہ میں کوئی قول حضرت صدیقؓ کے قول سے زیادہ مستحکم نہیں ہے کہ اُنھوں نے دادا کو باپ کے قائم مقام بنالیا اس کو بخاری نے بھی لیا ہے۔ اور مروی ہے ابن عباسؓ سے کہ جس نے فرائض میں سب سے پہلے عولؔ[1] کا طریقہ نکالا وہ عمرؓ تھے (جب کہ حصص بھی) ان کے سامنے ٹکراؤ ہوا اور بعض حصص بعض پہ چڑھنے لگے تو اُنھوں نے کہا کہ واللہ میں نہیں جانتا کہ تمھارا کیا فیصلہ کروں، واللہ میں نہیں جانتا تم میں سے کس کو خدا نے مقدم کیا اور کس کو مؤخر کیا اور میں اس مال میں کوئی طریقہ اس سے بہتر نہیں سمجھتا کہ میں اس کو تمھارے اُوپر باعتبار حصص تقسیم کردوں۔ پھر کہا ابن عباسؓ نے اور خدا کی قسم اگر عمرؓ اس کو مقدم کردیتے جس کو اللہ تعالیٰ نے مقدم کیا اور اس کو مؤخر کردیتے جس کو اللہ تعالیٰ نے مؤخر کیا تو فریضہ میں عول نہ واقع ہوتا۔ اس پر ان سے پوچھا گیا کہ کن حصص کو اللہ تعالیٰ نے مقدم کیا تو اُنھوں نے کہا کہ جس فریضہ کو خدا نے نیچے نہیں اُتارا مگر ایک فریضہ کی طرف (جیسے تہائی کو اُتار کر چھٹا حصہ کردیا) تو یہ وہ ہے جس کو خدا نے مقدم کیا۔ اور جو فریضہ ایسا ہو کہ جب اس کو اس کے معینہ فرض (یعنی حصے سے) ہٹایا تو اس کے لئے کوئی اور حصہ معین نہیں کیا بجز باقی ماندہ کے تو یہ وہ ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے مؤخر کیا ہے تو جن کو خدا نے مقدم کیا جیسے زوجین اور ماں اور جن کو مؤخر کیا جیسے بہنیں اور بیٹیاں جب اس طرح کے فرائض جمع ہوجائیں جن کو خدا نے (بمعنے مذکور) مقدم و مؤخر کیا ہے تو مقدم سے شروع کیا جائے اُس کو اس کا حصہ پورا دیا جائے۔ پھر اگر کچھ بچ جائے تو اُن (مؤخر والوں) کو دیا جائے اور اگر کچھ نہ بچے تو اُن کو کچھ نہ دیا جائے۔ اور عمرؓ کے سامنے ذکر کیا گیا کہ وصیت میں ثلث ہوتا ہے تو آپ نے کہا کہ ثلث درمیانی درجہ ہے نہ کم نہ زیادہ۔ اور مروی ہے ابی عبدالرحمٰن اسلمی سے

[1] عول قائم کیا کا مطلب یہ ہے کہ سہام کے عدد بڑھا دیئے۔ مثلاً کسی نے دو بیٹیاں چھوڑیں اور ماں، باپ اور بیوی تو چوبیس سہام میں سے دو ثلث یعنی آٹھ آٹھ حصے دونوں بیٹیوں کے اور چھٹا حصہ باپ کا اور چھٹا حصہ ماں کا یعنے چار چار اور آٹھواں حصہ بیوی کا یعنے تین ہوتے ہیں تو ان سہاموں کا مجموعہ چوبیس سے بڑھ کر ستائیس ہو گیا۔ اس لئے ایسا کیا گیا کہ کل سہام چوبیس کے بجائے ستائیس کر دیئے گئے یعنی عدد سہام میں تین کا اضافہ ہو گیا اس کو عول کہتے ہیں ۱۲ مترجم

Marfat.com

قال قال عمر بن الخطاب لا تغالوا فی
مهور النساء فقالت امرأة ليس لك
ذلك يا عمر ان الله يقول و آتيتم
احداهن قنطارا من ذهب قال
و كذلك فی قراءة ابن مسعود
فقال عمر ان امرأة خاصمت عمر فخصمته
و من بكر بن عبدالله المزنی قال
قال عمر خرجت و انا اريد انهاكم
من كثرة الصداق فعرضت لی آية
من كتاب الله و آتيتم احداهن قنطارا
و روی ان رجلا تزوج امرأة ولم يدخل
بها ثم رأی امها فاعجبته فاستفتی
ابن مسعود فامره ان يفارقها ثم
يتزوج امها ففعل و ولدت له
اولادا ثم اتی ابن مسعود المدينة فسال
عمر و فی لفظ فسال اصحاب النبی
صلی الله عليه وسلم فقالوا لا تصلح
فلما رجع الی الكوفة قال للرجل انها
عليك حرام ففارقها و سئل عمر
من جاريتين اختين توطأ احداهما بعد
الأخری فقال عمر ما احب ان اجيزهما
جميعا ونهاه و اخرج مالك و الشافعی
من قبيصة بن ذؤيب ان رجلا سال
عثمان بن عفان عن الاختين فی ملك
اليمين هل يجمع بينهما فقال احلتهما آية
و حرمتهما آية و ما كنت لاصنع
ذلك فخرج من عنده فلقی
رجلا من اصحاب النبی
صلی الله عليه وسلم

انھوں نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ عورتوں کے مہروں میں مبالغہ (یعنے حد سے زیادہ گراں) نہ کرو تو ایک عورت نے کہا کہ تمھیں اس میں دخل دینے کا حق نہیں ہے اے عمرؓ، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَآتَيْتُمْ احداهن الخ (۴: ۲۰) اور تم ان میں سے کسی کو سونے کا انبار بھی دے چکے ہو۔ (راوی نے) کہا کہ ابن مسعودؓ کی قراءت میں اسی طرح ہے (یعنی من ذھب کے ساتھ) تو عمرؓ نے فرمایا کہ ایک عورت نے عمرؓ سے جھگڑا کیا اور اس پر غالب آگئی۔ اور مروی ہے بکر بن عبداللہ المزنی سے انھوں نے کہا کہ عمرؓ نے فرمایا کہ میں تم کو مہر کی بہتات سے منع کرنے کے لئے نکلا تو کتاب اللہ کی ایک آیت میرے آگے آگئی وَآتَيْتُمْ احداهن قنطارا۔ اور مروی ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا۔ ابھی وہ اس کے پاس گیا نہیں تھا کہ اس نے اس عورت کی ماں کو دیکھا تو وہ اس کو پسند آئی تو اس نے ابن مسعودؓ سے فتویٰ پوچھا تو انھوں نے اس کو یہ حکم دیا کہ اس منکوحہ (طلاق دے کر) مفارقت کرلے پھر اس کی ماں سے نکاح کرلے تو اس نے ایسا کرلیا اور اس عورت سے اس کی اولاد بھی ہوئی۔ پھر ابن مسعودؓ کا مدینہ میں آنا ہوا تو انھوں نے عمرؓ سے سوال کیا اور ایک نسخہ میں یہ ہے کہ اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو سب نے یہ کہا کہ یہ ٹھیک نہیں ہے تو جب ابن مسعودؓ کوفہ واپس آئے تو آپ نے اس شخص کو بلاکر سمجھایا کہ وہ تجھ پر حرام ہے پھر اس نے عورت کو علیحدہ کر دیا۔ اور حضرت عمرؓ سے پوچھا گیا دو لونڈیوں کے بارے میں جو بہنیں تھیں کہ ان میں سے ایک سے مقاربت کی جائے دوسری کے بعد تو عمرؓ نے جواب دیا کہ میں پسند نہیں کرتا کہ دونوں کی دونوں سے اجازت دیدوں اور اس کو منع کر دیا۔ اور مالکؒ اور شافعیؒ نے اخذ کیا بروایت قبیصہ ابن ذؤیب کہ ایک شخص نے ایسی دو بہنوں کے حق میں جو لونڈیاں ہوں حضرت عثمانؓ سے سوال کیا کہ کیا دونوں کو جمع کیا جائے (یعنے مالک کو دونوں سے مقاربت جائز ہے یا نہیں) فرمایا کہ ان کو ایک آیت تو حلال کہتی ہے (یعنی وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ) اور دوسری آیت حرام کہتی ہے (یعنی وان تجمعوا بين الاختين) اور میں یہ کام نہیں کرسکتا (یعنے اجازت نہ دوں گا) پھر یہ شخص ان کے پاس سے اٹھ کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص سے ملا

Marfat.com

اراہُ علیؓ بن ابی طالب فسألہ من ذٰلک فقال
لوکانَ لی من الامر شیئ ثم وجدتُ احدًا
فعل ذٰلک لجعلتہ نکالًا ورویٰ ہذا الحکمُ
من علی ایضًا من طریق ابی صالح من علی
قال فی الاختین المملوکتین احلتہما آیۃ وحرّمتہما
آیۃ ولا آمُر ولا انہیٰ ولا اُحِلُّ ولا اُحرِّم
ولا افعل انا ولا اہلُ بیتی وعن عمر
انہ خطب فقال مابال رجالٍ ینکحون ہذہ
المتعۃ وقد نہیٰ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم عنہا لا اُوتیٰ باحدٍ نکحہا الا رجمتُہ
وسُئل ابن عمر عن المتعۃ فقال حرامٌ
فقیل لہٗ ابنُ عباس یُفتی بہا قال فہلّا
ترمرم بہا فی زمان عُمر وعن عاصم
ابن بہدلۃ ان مسروقًا اتی صفین فقام
بین الصفین فقال یاایہا الناسُ انصتوا
ارأیتم لو ان منادیًا ناداکم من السماء
فرأیتموہ وسمعتم کلامہ فقال ان اللہ
ینہاکم عما انتم فیہ اکنتم منتہین
قالوا سبحان اللہ قال فواللہ نزل بذٰلک
جبرئیلُ علی محمدٍ صلی اللہ علیہ وسلم
وما ذاک بابینَ عندی منہ ان اللہ
قال وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
بِكُمْ رَحِيْمًا ثم رجع الی الکوفۃ و
عن داؤد بن الحصین قال کنتُ اقرأُ
علی امِّ سعد ابنۃ الربیع و
کانت یتیمۃ فی حجر ابی بکر فقرأتُ
علیہا والذین عاقدتْ ایمانکم

(قول راوی) میرا خیال یہ ہے کہ وہ علیؓ بن ابی طالب تھے اس بارے میں اُن سے بھی سوال کیا۔ اُنھوں نے کہا کہ اگر حکومت میں میرا کچھ دخل ہوتا پھر میں کسی کو ایسا کرتا ہوا پاؤں تو میں اس کو ضرور قابل سزا قرار دوں اور یہ حکم بھی حضرت علیؓ سے مروی ہے ابی صالح کی روایت سے کہ مروی ہے علیؓ سے ایسی دو بہنوں کے متعلق جو مملوکہ (یعنے ایک شخص کی ملک) ہوں کہ ان دونوں کو ایک آیت حلال کہتی ہے اور دوسری آیت حرام کہتی ہے اور میں نہ حکم دیتا ہوں اور نہ منع کرتا ہوں اور نہ حلال کہتا ہوں اور نہ حرام کہتا ہوں اور نہ میں خود کروں گا اور نہ میرے اہل بیت۔ اور عمرؓ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ کیا ہو گیا لوگوں کو کہ وہ یہ متعہ والا نکاح کرتے ہیں حالانکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے۔ جب میرے سامنے کوئی ایسا شخص لایا جائے گا جس نے نکاح متعہ[1] کیا ہوگا تو میں اس کو سنگسار کردوں گا۔ اور ابن عمرؓ سے مُتعہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو اُنھوں نے کہا کہ حرام ہے، تو اُن سے کہا گیا کہ ابن عباسؓ اس (کی حلت) کا فتویٰ دیتے ہیں تو اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ کے زمانہ میں کیوں نہ گنگنائے۔ اور مروی ہے عاصم ابن بہدلہ سے کہ مسروق صفین میں آئے اور دونوں صفوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے لوگو! خاموش ہو جاؤ تم کیا رائے رکھتے ہو اگر ایک ندا کرنے والا تم کو آسمان سے پکار کر ندا کرے پھر تم اُس کو دیکھ بھی لو اور اُس کی بات سنتے ہوئے بھی ہو۔ پھر بولے کہ اللہ تم کو منع کر رہا ہے اس (فعل) سے جس میں تم (مبتلا ہونا چاہتے) ہو۔ کیا تم باز رہو گے؟ لوگوں نے کہا سبحان اللہ۔ مسروق نے کہا کہ خدا کی قسم یہ لیکر جبریلؑ نازل ہوئے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اور میرے نزدیک وہ بات اس سے مختلف و رجدا نہیں ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولا تقتلوا الخ (۴: ۲۹) اور تم ایک دوسرے کو قتل نہ کرو بلاشبہ اللہ تعالےٰ تم پر بڑے مہربان ہیں پھر کوفہ کی طرف لوٹ گئے۔ اور داؤد بن الحصین سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ میں اُمّ سعد ابنۃ الربیع کو قرآن سنایا کرتا تھا اور یہ یتیمہ زیر پرورش ابوبکرؓ رہی ہیں میں نے ان کے سامنے پڑھا والذین عاقدت ایمانکم

[1] نکاح متعہ کے معنے ہیں ایک مدت معین کے لئے عورت سے نکاح کرنا۔ یہ جنگ خیبر سے پہلے حلال تھا بعد میں حرام ہوگیا۔ پھر فتح مکہ کے دن یوم اوطاس میں حلال ہوا پھر تین دن بعد ہمیشہ کے لئے حرام ہوگیا۔ اس میں صرف روافض کا اختلاف ہے۔ کذا فی مجمع البحار۔ مترجم۔

[2] زمزمہ صوت خفی لایکا دیفہم والمراد ہا التکلم بحلتہا فی زمانہ ۱۲

Marfat.com

فقالت لا ولکن والذین عقدت ایمانکم انها نزلت فی ابی بکر و ابنه عبدالرحمن حین ابی ان یسلم فحلف ابوبکر لا یورثه فلما اسلم امره الله ان یورثه نصیبه ۔ وعن عمر قال ما استفاد رجل بعد الایمان بالله من امراۃ حسنۃ الخلق ودود ولود وما استفاد رجل بعد الکفر بالله شرا من امراۃ سیئۃ الخلق حدیدۃ اللسان ۔ وعن عمر بن الخطاب قال النساء ثلث امراۃ عفیفۃ مسلمۃ هینۃ لینۃ ودود ولود تعین اهلها علی الدهر ولا تعین الدهر علی اهلها وقلیل ما تجدها وامراۃ لم تزد علی ان تلد الولد والثالثۃ غل قمل یجعلها الله فی عنق من یشاء و اذا اراد ان ینزعه نزعه ۔ وعن ابن عباس بعثت انا و معاویۃ حکمین فقیل لنا ان رایتما ان تجمعا جمعتما وان رایتما ان تفرقا فرقتما والذی بعثهما عثمان ۔ وعن ابی بکر الصدیق رض قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لا یدخل الجنۃ سیئ الملکۃ ۔ وقال عمر ان القبلۃ من اللمس فتوضئوا منها ۔ وقال عثمان اللمس بالید ۔ وعن عمر قال الجبت الساحر والطاغوت الشیطان ۔ قرئ عند عمر کلما نضجت جلودهم بدلناهم جلودا غیرها فقال معاذ عنده

تو انھوں نے کہا نہیں! والذین عقدت ایمانکم پڑھو۔ یہ آیت نازل ہوئی ابوبکر رض اور ان کے بیٹے عبدالرحمن رض کے بارے میں جب انھوں نے اسلام لانے سے انکار کیا تو ابوبکر رض نے قسم کھائی تھی کہ وہ ان کو اپنا وارث نہ بنائیں گے پھر جب وہ اسلام لے آئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو حکم دیا کہ اُن کا حصہ وراثت ان کو دیں۔ اور عمر رض سے مروی ہے کہ آپ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے (یعنی اسلام) کے بعد سب سے زیادہ راحت رساں چیز مرد کے لئے ایسی عورت ہے جو اچھے اخلاق والی، محبت والی، بچے جننے والی ہو اور اللہ تعالیٰ سے کفر کے بعد مرد کے لئے سب سے زیادہ بدتر چیز وہ عورت ہے جو بدخلق اور تیز زبان ہو۔ اور مروی ہے عمر رض بن الخطاب سے فرمایا کہ عورتیں تین طرح کی ہوتی ہیں۔ عورت پاکدامن اطاعت شعار، بُردبار، نرم مزاج، محبت والی، بچے جننے والی جو اپنے شوہر کو (حوادث) زمانہ کے مقابلہ میں مدد دینے والی ہو اور (حوادث) زمانہ کو شوہر کے مقابلہ پر مدد نہ دے اور ایسی عورتیں تم کو بہت کم ملیں گی اور ایک[1] عورت وہ ہے جس میں بجز اس کے کہ بچے جنتی رہے اور کوئی وصف نہیں۔ اور تیسری ہے گلے کا طوق (سرکی) جوں۔ اللہ تعالیٰ اُس کو جس کی گردن میں چاہتے ہیں ڈال دیتے ہیں اور جب نکالنا چاہتے ہیں نکال بھی دیتے ہیں۔ اور مروی ہے ابن عباس رض سے کہ میں اور معاویہ دونوں حکم بنا کر بھیجے گئے تو ہم سے کہا گیا کہ اگر تم اکٹھے رہنا چاہو تو اکٹھے رہنا اور اگر الگ الگ رہنا چاہو تو الگ الگ رہنا۔ اور جس نے دونوں کو بھیجا تھا وہ عثمان[1] رض تھے۔ اور ابوبکر صدیق رض سے مروی ہے آپ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ بدخصلت شخص جنت میں نہ داخل ہوگا۔ اور عمر رض کا قول ہے کہ بوسہ لمس (یعنی چھونے) میں داخل ہے اس سے وضو کی جائے اور عثمان رض نے کہا کہ لمس ہاتھ سے متعلق ہے اور مروی ہے عمر رض سے (الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتب یؤمنون بالجبت والطاغوت میں) الجبت سے ساحر اور طاغوت سے شیطان مراد ہے۔ عمر رض کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی کلما نضجت الخ (۴:۵۶) جب ایک دفعہ اُن کی کھال جل چکے گی تو ہم اُس پہلی کھال کی جگہ فوراً دوسری کھال پیدا کر دیں گے۔ تو معاذ رض نے کہا کہ میرے پاس

[1] ان حکایات کے ذکر سے مقصد ہے کہ حضرات خلفاء دنیاوی امور میں بھی بڑے تجربہ کار اور صاحب بصیرت تھے۔ اسی کو دکھانے کے لئے حضرت عمر رض کے چند حکیمانہ کلمات نقل کئے اور عثمان رض کی فراست ظاہر کرنے کے لئے یہ قول ذکر کیا کہ حضرت عثمان رض نے سمجھ لیا تھا کہ ان دونوں کی افتاد مزاج مختلف ہے ۔ مترجم

غل بالضم طوق گردن و قمل بفتح قاف و سکون میم سپس دستور عرب بود کہ چوں اسیر را گرفتہ در گردنش طوق می انداختند پس اگر موہائے

Marfat.com

تغیرا تتبدّل فی ساعۃ مائۃ مرۃ فقال
عمر ہکذا سمعتُ رسولَ اللہ صلے اللہ
علیہ وسلّم و فی روایۃ أُبَیٌّ مکان
معاذٍ قال عمر سمعتُ رسولَ اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم اوّل مایُرفع من الناس
الامانۃُ واٰخر مایبقٰی الصلوٰۃُ ورُبّ
مصلٍّ لاخیر فیہ ؕ و عن عکرمۃ فی قولہ
تعالٰی وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ قال ابوبکر
وعمر ؕ و عن الکلبی واُولی الامر قال ابوبکر
و عمر و عثمان و علیّ و ابن مسعودٍ ؕ و عن
عکرمۃ انہ سُئل عن اُمّہات الاولادِ
فقال ہُنّ احرارٌ قیل بایّ شیٍٔ
تقول قال بالقرآن قالوا بماذا من
القرآن قال قول اللہ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ
اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ
و کان عمر من اُولی الامر قال
اُعتِقَتْ و ان کان سِقطًا ؕ و عن
عمران بن الحُصَین قال کان عمر اذا
استعمل رجلاً کتب فی عہدہ اسمعوا
لہٗ و اَطِیعُوا ما عَدَلَ فیکم ؕ و عن عمر
قال اسمَعْ و اَطِعْ و ان اُمِّرَ علیک
عبدٌ حبشیٌّ مُجدَّعٌ اِن ضربک فاصبِر و
اِنْ حرمک فاصبر و ان اراد امرًا ینتقص
دینک فقل دَمِی دُونَ دِینی ؕ و اخرج
الثعلبی عن ابن عباس فی قولہٖ اَلَمْ تَرَ
اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا
بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ
الآیۃ قال نزلت فی رجلٍ من المنافقین
یُقال لہٗ بِشر خاصم یہودیًا

اس کی تغیر ہے ایک ساعت میں سو دفعہ بدل جاتی ہے۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ
میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی سُنا ہے اور ایک روایت
میں بجائے معاذ کے اُبَیّ کا نام مذکور ہے۔ اور عمرؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ (قیامت کے قریب) سب سے پہلے جو چیز لوگوں
میں سے اُٹھالی جائے گی وہ امانت ہوگی اور باقی رہنے والی چیزوں میں
کی آخری چیز نماز ہوگی۔ اور بہت سے نماز پڑھنے والے ایسے ہیں جن میں خیر نہیں
اور مروی ہے عکرمہؓ سے بابت ارشاد باری تعالیٰ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ
کہا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔ اور مروی ہے کلبی سے واولی الامر کہا کہ ابوبکرؓ
وعمرؓ اور عثمانؓ و علیؓ و ابن مسعودؓ۔ اور عکرمہؓ سے مروی ہے کہ اُن سے
اُن باندیوں کے بارے میں پوچھا گیا جن سے بچے پیدا ہوگئے تو اُنھوں نے
کہا کہ وہ آزاد ہیں۔ پوچھا گیا کہ آپ کس دلیل سے کہتے ہیں تو اُنھوں نے
کہا کہ قرآن سے۔ لوگوں نے کہا کہ قرآن میں یہ کہاں ہے تو اُنھوں نے کہا کہ
حق تعالیٰ کا قول ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر
منکم (اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور جو تم
میں اولی الامر ہیں اُن کی) اور عمرؓ اولی الامر میں سے تھے، اُنھوں نے کہا
ہے کہ آزاد کردی جائیگی اگرچہ ادھورا بچہ گر گیا ہو۔ اور مروی ہے عمران
ابن الحصین سے اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ جب کسی کو عامل بنایا کرتے تھے
تو اُس کی سند پر (عامۃ المسلمین کے لئے یہ ہدایت) لکھتے تھے کہ ان کی
بات سُنو اور اطاعت کرو جب تک تم میں عدل کرتے رہیں۔ اور عمر رضی
اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (لوگوں سے) آپ نے فرمایا سُن اور اطاعت کر اگرچہ
تجھ پر ایک حبشی بیٹھی ہوئی ناک والے غلام کو امیر بنا دیا جائے اگر وہ تجھے مارے
تو صبر کر اور اگر تجھے محروم کرے تو بھی صبر کر اور اگر کسی ایسے کام کا ارادہ کرے
جس سے تیرے دین کو نقصان پہنچے تو کہدے کہ تو میرا خون بہا سکتا ہے گر دین
نہیں۔ اور اخذ کیا ثعلبی نے ابن عباسؓ سے مروی ہے اس آیت کے بارے
میں اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ الخ (۴:۶۰) کیا آپ نے اُن
لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے
ہیں جو آپ کی طرف نازل کی گئی اور اُس کتاب پر بھی جو آپ سے پہلے
نازل کی گئی، آخر تک۔ فرمایا کہ منافقین میں سے ایک شخص کے بارے میں
جس کو بشر کہا جاتا تھا نازل ہوئی۔ اُس نے ایک یہودی کے ساتھ جھگڑا کیا تھا

Marfat.com

ودعا الیهودیُّ الی النبی صلی الله علیه وسلم ودعاه المنافقُ الی کعبِ الاشرف ثم انهما احتکما الی رسولِ الله صلی الله علیه وسلم فقضی للیهودیِّ فلم یرضَ المنافقُ وقال تعالَ نتحاکمُ الی عمر بن الخطاب فقال الیهودیُّ لعُمرَ قضی لنا رسولُ الله صلی الله علیه وسلم فلم یرضَ بقضائه فقال للمنافقِ کذلک قال انعم فقال عمر مکانکما حتی اَخرُجَ الیکما فدخل عمر فاشتمل علی سیفه ثم خرج فضربَ عُنقَ المنافقِ حتی بَرَدَ ثم قال هٰکذا اَقضِی لِمن لم یرضَ بقضاءِ الله و رسوله فنزلَتْ وللحدیث طرقٌ متعددةٌ یُتأنّسُ بها من ابن لهیعة عن ابی الاسود وعن عتبة بن ضمرة عن ابیه و عن مکحولٍ وغیر ذلک واخرج مسلم فی حدیث ابن عباس عن عمر بن الخطاب قال لمّا اعتزل النبیُّ صلی الله علیه وسلم نساءه دخلتُ المسجدَ فنادیتُ باعلی صوتی لم یُطلّق نساءَهُ ونزلت هٰذه الآیة وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ۭ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْھُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْھُمْ فکنتُ انا استنبطتُ ذٰلک الامرَ وعن یعلی بن امیة قال سألتُ عمر بن الخطاب فقلتُ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ڰ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قد امن الناس

یہودی نے دعویٰ پیش کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اور یہودی پر منافق نے دعویٰ کیا کعب الاشرف کے یہاں۔ پھر دونوں نے حَکَم بنایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو۔ تو آپ نے یہودی کے حق میں فیصلہ کر دیا لیکن منافق راضی نہ ہوا اور اُس نے (یہودی) سے کہا کہ آ ہم یہ مقدمہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس لیجائیں۔ (چنانچہ لے گئے) تو یہودی نے عمرؓ سے کہا کہ ہمارا فیصلہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کر دیا ہے مگر یہ آپ کے فیصلہ پر راضی نہ ہوا تو عمرؓ نے منافق سے پوچھا کہ کیا یہی بات ہے؟ اُس نے کہا کہ ہاں تو عمرؓ نے کہا یہیں کھڑے رہو جب تک میں باہر آؤں۔ عمرؓ گھر میں گئے اور برہنہ تلوار ہاتھ میں لے کر نکلے اور منافق کی گردن ماردی یہاں تک کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر آپؓ نے فرمایا میں اس طرح فیصلہ کرتا ہوں اُس کا جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ کے فیصلہ پر راضی نہ ہو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور حدیث کے اور بھی چند طُرق ہیں جن سے استدلال کیا جاتا ہے۔ (جن میں سے ایک یہ ہے) روایت ہے ابن لہیعہ سے وہ روایت کرتے ہیں ابی الاسود سے وہ عتبہ بن ضمرہ سے وہ اپنے باپ سے وہ مکحول سے وغیر ذلک اور اخذ کیا مسلم نے ابن عباسؓ کی حدیث میں روایت ہے عمرؓ بن الخطاب سے آپ نے کہا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج سے کنارہ کشی اختیار کر لی تھی تو میں مسجد میں داخل ہوا اور میں نے بلند آواز سے یہ اعلان کیا کہ آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق نہیں دی۔ اور یہ آیت نازل ہوئی وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ الخ (۸۳:۴) اور جب ان لوگوں کو کسی امر کی خبر پہنچتی ہے خواہ امن ہو یا خوف تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر یہ لوگ اس کو رسول کے اور جو ان میں ایسے اُمور کو سمجھتے ہیں اُن کے اوپر حوالہ رکھتے تو اس کو وہ حضرات تو پہچان ہی لیتے جو ان میں اس کی تحقیق کر لیا کرتے ہیں۔" تو وہ شخص جس نے اس امر کا استنباط کیا میں تھا مراد یہ ہے کہ اَلَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَہٗ سے رُوئے سخن میری جانب ہے) اور یعلےٰ بن امیہ سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ میں نے سوال کیا عمرؓ بن الخطاب سے اور عرض کیا کہ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ الخ (۱۰۱:۴) (اور جب تم زمین میں سفر کرو سو) تم کو اس میں کوئی گناہ نہ ہوگا (بلکہ ضروری ہے) کہ تم نماز کو کم کر دو اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ تم کو کافر لوگ پریشان کریں گے۔" (جس شرط کے ساتھ یہ حکم دیا گیا تھا وہ اب باقی نہیں رہی یعنی کفار کی طرف سے اندیشہ کیونکہ) اب سب لوگ امن سے ہیں تو اب قصر کا حکم کیوں باقی ہے

Marfat.com

فقال لی عمر عجبتُ مما عجبتَ منہ فسألتُ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن ذلک قال صدقۃٌ
تصدّق اللہُ بہا علیکم فاقبلوا صدقتہ وعن عمرو بن دینار
ان رجلاً قال لعمر احکم بینَنا بما أراک اللہ قال مہ انّما
ھذہ للنّبی صلے اللہ علیہ وسلم خاصّۃً یعنی ان اجتہاد
النبی معصومٌ عن الخطأ قطعاً دون غیرہ وعن
ابن وہب قال قال لی مالک الحکمُ الذی یحکم بہ
بین الناس علے وجہین فالذی تحکم بالقرآن
والسنۃ الماضیۃ فذلک الحکم الواجب والصّواب
والحکم الذی یجتہد فیہ العالم نفسَہ فیما لم یأت
فیہ شئیٌ فلعلّہ ان یوافق قال وثالثٌ المتکلف
لما لا یعلم فما أخسبہ ذلک ان لا یوافق و
رُوی من طرقٍ متعددۃٍ عن علیّ قال
سمعتُ ابابکر یقول سمعتُ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم یقول ما من عبد أذنب ذنباً
فقام فتوضّأ فأحسن وضوءَہ ثم قام فصلّے
واستغفر من ذنبہ الا کان حقاً علے اللہ
ان یغفر لہ لانّہ یقول ومَن یّعمل سوءاً او
یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ
غفوراً رحیماً ۰ وعن زید بن اسلم
عن ابیہ انّ عمر بن الخطاب اطّلع علے
ابی بکر وھو یمدّ لسانہ قال ما تصنع
یا خلیفۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
قال انّ ھذا الذی اوردنی الموارد انّ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال
لیس شئی من الجسد الا یشکو ذرب
اللسان علے حدّتہ عن مالک

تو مجھ سے عمرؓ نے فرمایا کہ جس امر سے تمکو حیرانی ہوئی مجھے بھی ہوئی تو میں نے اس کے
بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ انعام ہے جو اللہ تم
نے تم پر کیا تو اس انعام کو قبول کرو۔ اور مروی ہے عمرو بن دینار سے کہ ایک شخص نے عمرؓ سے
کہا کہ ہمارے درمیان فیصلہ کر دیجئے اس شے کے ساتھ جو اللہ نے آپ پر منکشف کر دی
فرمایا خبردار یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خاص ہے یعنی نبی کا اجتہاد خطا سے
بالکل پاک ہے، کسی دوسرے کا نہیں۔ اور مروی ہے ابن وہب سے انھوں نے کہا کہ مجھ سے
امام مالکؒ نے کہا کہ وہ حکم جس سے لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جاتا ہے دو قسم کا ہے
تو جو فیصلہ کیا جائیگا قرآن سے اور سنت جاریہ سے تو وہ حکم واجب ہے اور
صواب ہے اور جو ایسا حکم ہے کہ اس میں عالم نے اپنی طرف سے اجتہاد کیا ہے ایسی بات
کے متعلق جس کے بارے میں کوئی شئی (یعنی دلیل قرآن و حدیث میں) نہیں آئی تو امید کہ
وہ حق کے موافق ہو جائے کہا کہ ایک تیسرا بھی ہے یعنی متکلف (بعید احتمالات پر حکم کی
بنیاد قائم کرنے والا) ایسے مسئلہ میں جس کو وہ نہیں جانتا تو جو میں اس کے بارے
میں گمان کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ وہ حق کے موافق نہ ہوگا۔ اور متعدد
طریقوں سے حضرت علیؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ میں نے ابوبکرؓ سے
سُنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ
کہتے تھے کہ ایسا کوئی بندہ نہیں جس نے کوئی گناہ کیا پھر وہ اٹھا اور اچھی
وضو کی اور عمدگی کے ساتھ کی پھر اس نے نماز پڑھی اور اپنے گناہ سے
استغفار کیا (یعنی معافی طلب کی) تو اللہ پر حق ہو گیا (یعنے ضروری) کہ
وہ اس کو معاف کردے کیونکہ وہ فرماتا ہے ومن یعمل سوءاً الخ (۴:۱۱۰)
اور جو شخص کوئی برائی کرے یا اپنی جان کا ضرر کرے پھر اللہ تعالیٰ سے
معافی چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا پائیگا
اور روایت ہے زید بن اسلم سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے کہ عمرؓ بن
الخطاب حضرت ابوبکرؓ کے یہاں پہنچے اور وہ اپنی زبان کو کھینچ رہے تھے۔
عمرؓ نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کر رہے ہو؟ ابوبکرؓ
نے کہا کہ یہی ہے وہ جس نے مجھے ہلاکت کے مقامات میں پہنچایا۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شئی (یعنے کوئی عضو) جسم ایسا نہیں مگر کہ وہ (زبان
حال) زبان کا اس کی تیزی[1] اور بدکلامی پر شاکی ہے۔ مروی ہے مالکؒ سے

۱ زبان نے بدکلامی کی کسی پر بہتان لگا دیا، حد قذف جاری ہوئی کمر پر اس پر کوڑوں کی مار پڑی، کسی کو گالی دی جس کے نتیجہ میں گال طمانچے کھاتے ہیں۔ اس طرح ہر عضو اس کی نامناسبی سے تکلیف اٹھاتا ہے اس لئے انسان کو چاہئے کہ اس پر قابو رکھے ۱۲ مترجم

Marfat.com

قال كان عمر بن عبد العزيز يقول سنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم وولاة الامر من بعده سننًا الاخذ بها تصديق لكتاب الله واستكمال لطاعته وقوة على دين الله ليس لاحد تغييرها ولا تبديلها ولا النظر فيما خالفها من اقتدى بها مهتدٍ ومن استنصر بها منصور ومن خالفها اتبع غير سبيل المؤمنين وولاه الله ما تولى واصلاه جهنم وساءت مصيرًا ٭ ومن ابن عمر ان عمر بن الخطاب كان ينهى من اختصاء البهائم ويقول هل النماء الا في الذكور ٭ وقد صح من طرق متعددة من ابی بكر الصديق انه قال كيف الفلاح يا رسول الله بعد هذه الآية لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَآ أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتَابِ ۗ مَنْ يَعْمَلْ سُوٓءًا يُجْزَ بِهٖ فكل سوء جزينا به فقال النبي صلى الله عليه وسلم غفر الله لك يا ابا بكر الست تنصب الست تحزن الست تصيبك اللأواء قال بلى قال فهو ما تجزون به ٭ وفي رواية عن ابی بكر الصديق قال كنت عند النبي صلى الله عليه وسلم فنزلت هذه الآية مَنْ يَعْمَلْ سُوٓءًا يُجْزَ بِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ابا بكر الا اقرئك آية نزلت علی قلت بلى يا رسول الله فاقرأنيها فلا اعلم الا انی وجدت انقصامًا في ظهری حتى تمطأت بها فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم

اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ بن عبدالعزیز فرمایا کرتے تھے کہ ایسا اچھا طریقہ قائم کردیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے ان اصحاب نے جو آپ کے بعد اولی الامر تھے (یعنی خلفاء راشدین) کہ اُن کی راہ کو پکڑ لینا ہی سب کچھ ہے) کتاب اللہ کی تصدیق (بھی) ہے، اللہ کی فرمانبرداری کی تکمیل بھی اللہ تعالیٰ کے دین پر ثابت قدمی بھی۔ کسی کو اس میں تغیر و تبدل کرنے کا حق نہیں ہے اور نہ اپنی رائے سے اُس میں خلاف کرنے کا۔ جس نے اُس کا اقتدا کرلیا ہدایت یافتہ ہوا اور جس نے اُس سے مدد چاہی وہ منصور ہوا اور جس نے اس طریقہ کی مخالفت کی اُس نے مومنین کی مخالف راہ کا اتباع کیا اور اللہ بھی اس سے رُوگردان رہے گا (یعنی رحمت سے متوجہ نہ ہوگا) جب تک یہ (اس طریق سے) رُوگردان رہے گا اور (انجام کار) اُس کو جہنم میں جھونک دے گا اور وہ بدترین ٹھکانا ہے۔ اور ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب بہائم (یعنی بیل بکرے وغیرہ) کو خصی کرنے سے منع کیا کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ نسل بڑھانے کا معاملہ تو ذکور ہی پر منحصر ہے۔ اور طرقِ متعددہ سے صحت کے ساتھ ثابت ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہ اُنھوں نے کہا یا رسول اللہؐ اب کیسے نجات ہوگی اس آیت کے بعد لیس بامانیکم الخ (۴: ۱۲۳) نہ تمھاری تمناؤں سے کام چلتا ہے اور نہ اہل کتاب کی تمناؤں سے جو شخص کوئی بُرا کام کرے گا وہ اُس کے عوض میں سزا دیا جائے گا۔" تو ہر بُرائی کی ہم کو سزا دی جائیگی۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ اللہ تعالیٰ نے تمھاری مغفرت کردی ہے کیا تمھاری دشمنی نہیں کیجاتی! کیا تم کو غمگین نہیں کیا جاتا! کیا تمھارے حصّہ میں مُصیبت نہیں آتی؟ آپ نے فرمایا کہ بس یہی تو وہ جزا ہے جو تم کو دی جاتی ہے۔ اور ایک روایت میں ابوبکر صدیق رضؓ سے یوں مروی ہے کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی من یعمل سوءً تا نصیراً ۝ (۴: ۱۲۳) جو شخص کوئی بُرا کام کرے گا وہ اس کے عوض میں سزا دیا جائے گا اور اس شخص کو خدا کے سوا نہ کوئی یار ملے گا نہ مددگار۔" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تم کو وہ آیت نہ سُناؤں جو مجھ پر نازل ہوئی۔ میں نے عرض کیا ضرور سُنائیے یا رسول اللہؐ، تو آپ نے پڑھ کر سُنائی تو میں نہیں جانتا (کہ کس طرح اپنا حال کہوں) بجز اس کے کہ میں اپنی کمر ٹوٹنے کو محسوس کر رہا تھا یہاں تک کہ سُست ہوگیا) کہ اس کی وجہ سے جمھائیاں آنے لگیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

Marfat.com

مالک یا ابا بکر قلتُ بابی انت و امّی یا رسول اللہ و ایّنا لم یعمل السوءَ انّا لمجزیّون بکل سوءٍ فعلناہ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اما انتَ و اصحابک یا ابا بکر المومنونَ فتجزون بذلک فی الدنیا حتے تلقوا اللہ لیس لکم ذنوبٌ و امّا الآخرون فیجمع لھم ذلک حتے یجزون یوم القیٰمۃ و عن محمد بن المنتشر قال قال رجل لعمر بن الخطاب انّی اَعرف اَشدّ آیۃٍ فی کتابِ اللہ فاَھوٰے عمرؓ فضربہ بالدِّرۃ و قال مالک نقبتَ عنھا حتے تعلّمھا فانصرف حتے اذا کان الغدُ قال لہٗ عمر الآیۃُ التی ذکرتَ بالامسِ فقال مَنْ یَّعمل سُوْٓءًا یُجْزَ بِہٖ فما منّا احدٌ یعمل سوءًا الّا جُوزِیَ بہ فقال عمر لبثنا حین نزلت ما ینفعنا طعامٌ ولا شرابٌ حتے انزل اللہُ بعدَ ذلک ورخص وقال وَ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَہٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰہَ یَجِدِ اللّٰہَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ہ و اخرج مالک و مسلم عن عمر قال ما سالتُ النبی صلے اللہ علیہ وسلم عن شیٍ اکثر مما سألتہٗ عن الکلالۃ فقال یکفیک آیۃُ الصّیف التی فی آخر النساء و اخرج البخاری و مسلم عن عمر قال ثلٰثٌ وددتُ انّ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان عھد الینا فیھنّ عھدًا اَنتہےٰ الیہ الجدُّ والکلالۃُ وابوابٌ من ابواب الرّبوا و عن سعید بن جبیر

ابوبکرؓ تم کو کیا ہوا؟ میں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر نثار، اور ہم میں کون ہے جس نے بُرا کام نہیں کیا ہم ضرور بُرے کاموں پر سزا دیے جائیں گے جن کا ہم نے ارتکاب کیا، تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ کیا تم اور تمھارے ساتھی مومنین نہیں ہو۔ تو تم کو اس کی سزا دنیا ہی میں دیدی جاتی ہے یہاں تک کہ تم اللہ سے ایسے حال میں ملوگے کہ تمھارے اوپر کوئی گناہ نہ ہوگا رہے دوسرے لوگ تو اُن کے گناہ جمع کیے جاتے رہیں گے یہاں تک کہ اُن کو قیامت کے دن سزا دی جائے گی۔ اور مروی ہے محمد بن المنتشر سے انھوں نے بیان کیا کہ ایک شخص نے عمرؓ بن الخطاب سے کہا کہ میں جانتا ہوں کتاب اللہ کی ایک بڑی سخت آیت کو (آگے کچھ نہ بولا) عمرؓ نے درّہ اُٹھاکر اُس کے مارا اور کہا کیا ہوا تجھے اُس کو منتخب کرکے رکھ لیا اور اس کا علم حاصل کرلیا (اور دین کی بات کو دوسرے مومنین سے چھپا رکھا ہے) وہ شخص چلا گیا یہاں تک کہ جب اگلا دن ہوا (اور وہ آیا) تو حضرت عمرؓ نے اُس سے کہا کہ (بتاؤ) وہ آیت جس کا ذکر تم نے گزشتہ شام کیا تھا۔ اُس نے کہا کہ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِہٖ تو ہم میں کوئی ایسا نہیں جو بُرا کام کرے گا اگر اس کو اس کی سزا دی جائیگی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہم اس حال میں مبتلا ہوگئے تھے کہ نہ ہم کو کھانا مرغوب تھا اور نہ پانی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد دوسری آیت نازل کی اور سہولت بخشی اور فرمایا وَمَنْ یَّعْمَلْ تا رحیماہ (۴: ۱۱۰) اور جو شخص کوئی بُرائی کرے یا اپنی جان کا ضرر کرے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا پائے گا۔ اور اخذ کیا مالکؒ نے اور مسلم نے، روایت ہے عمرؓ سے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی شے کے بارے میں اتنا زیادہ نہیں پوچھا جتنا کلالہ[1] کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ تمھارے لئے آیۃ الصیف کافی ہے جو سورۂ نساء کے آخر میں ہے (یعنی قل اللہ یفتیکم فی الکلٰلۃ الخ) اور بخاری و مسلم نے اخذ کیا روایت ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ تین چیزیں تھیں جن کے بارے میں میری خواہش تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ہدایت نامہ لکھوادیں جس کو ہم آخری بات قرار دیں، دادا کا حق اور کلالہ کا حق اور چند ابواب سود کے ابواب میں سے۔ اور مروی ہے سعید بن جبیر سے کہ

[1] کلالہ وہ شخص ہے جس کے نہ کوئی اوپر ہو نہ نیچے یعنی نہ باپ دادا پردادا ہو اور نہ بیٹا پوتا وغیرہ ۱۲ مترجم

Marfat.com

ان عمر کتب فی الجد والکلالۃ کتاباً فمکث یستخیر
اللہ یقول اللھم ان علمت ان فیہ خیراً
فامضہ حتی اذا طعن دعا بالکتاب فمحی
فلم یدر احد ما کتب فیہ فقال انی کتبت
فی الجد والکلالۃ کتاباً وکنت استخیر اللہ
فیہ فرایت ان اترککم علی ما کنتم علیہ و
عن الشعبی قال سئل ابوبکر عن الکلالۃ فقال
انی سأقول فیہا برأیی أراہ ما خلا الوالد و
الولد فلما استخلف عمر قال الکلالۃ ما عدا
الولد فلما طعن عمر قال انی لاستحیی
اللہ ان اخالف ابابکر رضی اللہ عنہ
و عن ابی بکر الصدیق انہ قال من
مات ولیس لہ ولد ولا والد وورثتہ
کلالۃ فشنع بہ علیہ علیٌّ ثم رجع الی قولہ
و عن قتادۃ قال ذکر لنا ان ابابکر
الصدیق قال فی خطبتہ الا ان الآیۃ
التی انزلت فی اول سورۃ النساء فی
شان الفرائض انزلہا اللہ فی الولد
والوالد والآیۃ الثانیۃ انزلہا فی
الزوج والزوجۃ والاخوۃ من الام و
الآیۃ التی ختم بہا سورۃ الانفال
انزلہا فی اولی الارحام بعضہم اولی
ببعض فی کتاب اللہ ما جرت بہ الرحم من
العصبۃ۔

قال اللہ تعالے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ
یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ
عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ
یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ

عمرؓ نے دادا اور کلالہ کے بارے میں ایک مکتوب تحریر کیا پھر اس کو نافذ کرنے میں توقف کیا اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرتے رہے اور یہ دعا کرتے رہے کہ یا اللہ اگر آپ کے نزدیک اس میں خیر ہو تو اس کو جاری کیجئے۔ یہاں تک کہ جب آپ مجروح کر دیئے گئے تو آپ نے وہ مکتوب منگایا پھر اس کو مٹا دیا اور کسی کو معلوم نہ ہوا کہ اس میں کیا لکھا تھا۔ پھر فرمایا کہ میں نے دادا اور کلالہ کے بارے میں ایک مکتوب لکھا تھا اور میں اللہ تعالیٰ سے اس کے بارے میں استخارہ کرتا رہا۔ اب میری رائے یہ ہوگئی کہ تم کو اسی طرز عمل پر چھوڑ دوں جس کے تم کاربند رہے ہو۔ اور شعبی سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ ابوبکرؓ سے کلالہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ میں تم سے اس کے بارے میں اپنی رائے بتاتا ہوں جو میں سمجھا گیا ہوں (کلالہ وہ ہے) جس نے نہ باپ چھوڑا ہو نہ بیٹا۔ پھر جب عمرؓ خلیفہ ہوئے تو انھوں نے کہا کہ کلالہ وہ ہے جس کے بیٹا نہ ہو پھر جب عمرؓ مجروح ہوئے تو یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے شرماتا ہوں کہ ابوبکرؓ کی مخالفت کروں۔ اور مروی ہے ابوبکر صدیقؓ سے انھوں نے کہا کہ جو شخص مرگیا ایسی حالت میں کہ نہ اس کے بیٹا ہے اور نہ باپ اور اس کے ورثہ وہ کلالہ ہے تو ان سے علیؓ نے اعراض کیا پھر ان کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔ اور قتادہؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ ابوبکر صدیقؓ نے اپنے خطبہ میں یہ کہا کہ دیکھو جو آیت سورۃ النساء کے شروع میں فرائض کی شان میں نازل ہوئی ہے اللہ نے اس کو بیٹے اور باپ کے بارے میں نازل کیا ہے اور دوسری آیت کو نازل کیا ہے شوہر اور زوجہ اور اخیافی بھائیوں کے بارے میں اور وہ آیت جس پر سورۂ انفال کو ختم کیا ہے اس کو نازل کیا ہے ذوی الارحام کے بارے میں ان میں سے بعض بعض سے زیادہ قریب ہیں کتاب اللہ میں (یعنی ایک دوسرے کی میراث کے زیادہ حقدار ہیں) یعنی ان میں سے جو رحم کے واسطے سے قریب ہیں بہ نسبت عصبہ کے (یہ اولی الارحام کی تشریح ہے)۔

آیات سورۃ المائدۃ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا ایھا الذین اٰمنوا من یرتد الخ (مائدہ: ع ۸ تا)

(۵۶) اے ایمان والو جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو پیدا کر دے گا جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہوگی اور ان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی، مہربان ہوں گے وہ مسلمانوں پر تیز ہوں گے کافروں پر جہاد کرتے ہوں گے اللہ کی راہ میں اور وہ لوگ کسی ملامت کرنے والے کی

Marfat.com

لَائِمٍ ط ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۝ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝

فقیر گوید عفی عنہ این آیات اول دلیل است بر خلافت خاصہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و بر فضائل و مناقب او و تابعان او بوجہے کہ جاہل آن معذور نباشد و منکر آن منقطع الحجۃ باشد در اسلام۔

تفصیل این اجمال آنکہ خدائے تعالیٰ درین آیات خبر داد کہ جماعہ از متکلمین بکلمۂ اسلام مرتد خواہند شد و وعدہ فرمود کہ جماعہ از محبین و محبوبین و کذا و کذا را خواہیم آورد و معنے آوردن آنست کہ از میان قبائل عرب گروہ گروہ برآمدہ بمحض توفیق الٰہی مجتمع شوند و در برابر مرتدین داد قتال دہند و این وعدہ بہیئتہا و صورتہا در زمان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ واقع شد و گروہ گروہ از قبائل عرب برآمدہ زیر رایت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ جمع شدند و بامر او مقاتلہ نمودند تا آنکہ نائرہ فتنہ فرو نشست و عالم بشکل اول بازگشت و بعد ازان حادثہ الیٰ یومنا ہذا کہ مدتے متطاول گزشتہ باین صفت قتال مرتدین واقع نشد پس صدیق اکبر رضی اللہ عنہ و اتباع او باین فضائل عظیمہ کہ در اسلام فضیلتے بالاتر ازان نمی باشد متصف بودند و ہمین است معنے خلافت خاصہ وہو المقصود و اخرج البخاری و مسلم عن طارق بن شہاب قال قالت الیہود لعمر انکم تقرؤن آیۃ فی کتابکم لو نزلت علینا معشر الیہود لاتخذنا ذلک الیوم عیدا قال وای آیۃ قالوا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ الخ قال عمر

ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہیں عطا فرمائیں، اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں بڑے علم والے ہیں۔ تمہارے دوست تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور ایماندار لوگ ہیں جو کہ اس حالت سے نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں کہ ان میں خشوع ہوتا ہے اور جو شخص اللہ سے دوستی رکھے گا اور اس کے رسول سے اور ایماندار لوگوں سے سو اللہ تعالیٰ کا گروہ بلاشک غالب ہے۔

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ یہ آیات ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت خاصہ اور اُن کے تابعین کے فضائل و مناقب پر اس قدر واضح دلیل ہیں کہ اب وہ شخص جو اُن کو نہ جاننے والا تھا معذور نہیں رہے گا اور جو اُن (فضائل) کا منکر ہے اُس پر اسلام میں حجت تمام ہو گئی۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں خبر دی ہے کہ ایک جماعت کلمۂ اسلام پڑھنے والوں کی مرتد ہو جائے گی اور وعدہ فرمایا کہ محبین اور محبوبین کی ایک جماعت کو جن کی ایسی اور ایسی صفات ہونگی ہم لائیں گے اور لانے کے معنے یہ ہیں کہ وہ لوگ قبائل عرب میں سے گروہ گروہ نکل کر محض توفیق الٰہی سے مجتمع ہو جائیں اور مرتدین کے مقابلہ پر داد قتال دیں اور یہ وعدہ اسی ہیئت و صورت کے ساتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پورا ہو گیا، کہ گروہ گروہ قبائل عرب نکل نکل کر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے اور اُن کے حکم سے اُنھوں نے مقاتلہ کیا یہاں تک کہ فتنہ کے شعلے ٹھنڈے ہو گئے اور عالم پہلی شکل پر واپس آگیا اور اس حادثہ کے بعد ہمارے آج کے دن تک کہ بہت بڑی مدت گزر چکی ہے اس صفت کے ساتھ مرتدین سے کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ پس صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور اُن کے تابعین ان فضائل عظیمہ سے کہ اسلام میں کوئی فضیلت اُن سے بالاتر نہیں ہے متصف تھے اور یہی خلافت خاصہ کے معنے ہیں اور وہی ہمارا مقصود ہے۔ اور اخذ کی بخاری اور مسلم نے روایت ہے طارق بن شہاب سے اُنھوں نے بیان کیا کہ یہود نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم لوگ ایک ایسی آیت اپنی کتاب میں پڑھتے ہو کہ اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اُس دن کو عید قرار دے لیتے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا اور وہ کونسی آیت ہے تو اُنھوں نے کہا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ الخ (۵: ۳) آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام تام کر دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا

Marfat.com

و اللہ انی لأعلم الیوم الذی نزلت علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فیہ والساعۃ التی نزلت علے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عشیۃ عرفۃ فی یوم الجمعۃ وعن میسرۃ قال لما نزلت الیوم اکملت لکم دینکم و ذلک یوم الحج الاکبر بکے عمر فقال لہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم ما یبکیک قال ابکانی انا کنا فی زیادۃ من دیننا فاما اذا کمل فانہ لم یکمل شیٔ قط الا نقص قال صدقت وعن علقمۃ بن عبد اللہ المزنی قال کنت فی مجلس عمر بن الخطاب فقال عمر لرجل من القوم کیف سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول قال ان الاسلام بدأ جذعا ثم ثنیا ثم رباعیا ثم سدیسا ثم بازلا قال عمر فما بعد البزول الا النقصان وعن عمر بن الخطاب قال المسلم یتزوج النصرانیۃ ولا تتزوج المسلمۃ النصرانی اخرج مسلم عن بریدۃ قال کان النبی صلے اللہ علیہ وسلم یتوضأ عند کل صلوۃ فلما کان یوم الفتح توضأ ومسح علے خفیہ وصلے الصلوات بوضوء واحد فقال عمر یا رسول اللہ انک فعلت شیئا لم تکن تفعلہ قال انی عمدا فعلتہ یا عمر وعن علے انہ قرأ وارجلکم قال عاد الے الغسل وعن ابن مسعود انہ قرأ وامسحوا برؤسکم وارجلکم بالنصب وعن عروۃ انہ کان یقرأ وارجلکم یقول رجع الامر الے الغسل وعن ابی عبد الرحمٰن السلمی قال

واللہ میں اُس دن کو جس میں یہ آیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی بخوبی جانتا ہوں اور اُس ساعت کو بھی جس میں یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی - عرفہ کی شام اور جمعہ کے دن میں اور میسرہؓ سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ جب آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوئی اور یہ حج اکبر کا دن تھا تو عمرؓ رونے لگے ۔ اس پر آں حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم کو کیا چیز رُلا رہی ہے ؟ عمرؓ نے کہا کہ مجھے یہ (خیال) رُلا رہا ہے کہ اب تک ہم اپنے دین میں ترقی پر تھے اور اب وہ کامل ہو چکا تو کوئی شئے ایسی نہیں جب وہ کامل ہو جائے (اسی کمال پر باقی رہے) اُس میں انحطاط رُونما ہوگا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا ۔ اور علقمہ بن عبداللہ مزنی سے مروی ہے اُنھوں نے بیان کیا کہ میں عمرؓ بن الخطاب کی مجلس میں تھا تو عمرؓ نے قوم (یعنی حاضرین مجلس) میں سے ایک شخص سے کہا کہ کیونکر سُنا تھا تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جو آپ فرماتے تھے ۔ اُس نے کہا کہ آپ نے فرمایا کہ اسلام کی ترقی کی مثال اُونٹ کی طرح ہے جو پانچ برس کا اُونٹ ہوتا ہے پھر چھ برس کا پھر سات برس کا پھر آٹھ برس کا (جس کو بازل[1] کہتے ہیں یعنی اب انتہائی طاقت پر آگیا) عمرؓ نے کہا کہ بزول (یعنی منتہائے قوت پر) پہنچنے کے بعد کیا ہے بجز انحطاط کے ۔ اور عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مسلمان مرد نصرانی عورت سے نکاح کرلے اور مسلمان عورت نصرانی مرد سے نکاح نہ کرے مسلم نے اخذ کیا ، روایت ہے بُریدہؓ سے اُنھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے قریب وضو کیا کرتے تھے پھر جب فتح (مکہ) کا دن آیا تو آپ نے وضو کی اور اپنے دونوں موزوں پر مسح کیا اور نمازیں ایک ہی وضو سے پڑھیں تو آپ سے عمرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہؐ (آج) آپ نے ایسا کام کیا جو آپ (پہلے) نہیں کیا کرتے تھے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے قصداً کیا ہے اے عمرؓ ۔ اور مروی ہے علیؓ سے کہ اُنھوں نے قرات کی وَاَرْجُلَکُمْ فرمایا کہ (یہ کلام) لوٹتا ہے غسل (یعنی دھونے) کی طرف ۔ اور مروی ہے ابن مسعودؓ سے کہ اُنھوں نے پڑھا وامسحوا برء وسکم وارجلکم (لام کے) زبر کے ساتھ اور مروی ہے عروہ سے کہ وہ پڑھا کرتے وَاَرْجُلَکُمْ اور کہتے لوٹ گیا ہے امر غسل کی طرف ۔ اور ابی عبدالرحمٰن السلمی سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ

[1] بازل وہ اونٹ جو آٹھ برس کا ہو کر نویں میں لگا ہو پھر جیسے سویں میں لگے تو اس کو بازل عام اور گیارہویں میں لگے تو بازل مایین کہتے ہیں ۱۲ مترجم از لغات الحدیث

Marfat.com

قرأ الحسنُ والحسينُ وارجلكم الى الكعبين فسمع
عليٌّ ذلك وكان يقضي بين الناس فقال وارجلكم
هذا من المقدّم والمؤخّر من الكلام وعن الاعمش
قال كانوا يقرؤنها بروسكم وارجلكم بالخفض وكانوا
يغسلون وعن عبد الرحمن بن ابي ليلى قال اجتمع
اصحابُ رسول الله صلى الله عليه وسلم في غسل القدمين
وعن الحكم قال مضت السنّةُ من رسول الله صلى
الله عليه وسلم والمسلمين بغسل القدمين وعن انس
قال نزل القرآنُ بالمسح والسنّةُ بالغسل قلت
خالفهم ابنُ عباس فقال بالمسح وكان عمله على
الغسل عن ابن عباس قال ابى الناس الا
الغسل ولا اجد في كتاب الله الا المسح وعن
ابن عباس قال الوضوء غسلتان ومسحتان عن ابن عباس
قال افترض الله غسلتين ومسحتين الا ترى انه ذكر التيمم
فجعل مكان الغسلتين مسحتين وترك المسحتين اخرج البخاري
عن عائشة قالت سقطت قلادةٌ لي بالبيداء
ونحن داخلون المدينة فاناخ رسولُ الله
صلى الله عليه وسلم ونزل فثنى رأسه
في حجري راقدًا واقبل ابو بكر فلكزني
لكزةً شديدةً وقال حبستِ الناسَ
في قلادةٍ فبي الموتُ لمكان رسول الله
صلى الله عليه وسلم وان النبي صلى
الله عليه وسلم استيقظ وحضرت
الصبحُ فالتمس الماءَ فلم يجد فنزلت
هذه الآية يا ايها الذين آمنوا
اذا قمتم الى الصلوة
فاغسلوا وجوهكم الآية
فقال اسيد بن الحضير لقد بارك
الله للناس فيكم

حسنؓ اور حسینؓ نے وارجلکم الی الکعبین پڑھا تو یہ علیؓ نے سنا اور
وہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر رہے تھے اس پر فرمایا کہ یہ وارجلکم (اس آیت)
کلام میں مقدم اور مؤخر میں سے ہے (جو فصاحت کا اسلوب ہے) اور مروی
ہے اعمش سے اُنھوں نے کہا کہ لوگ پڑھتے تھے اس کو برؤسکم وارجلکم
زیر کے ساتھ اور پاؤں دھویا کرتے تھے۔ اور عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے
مروی ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجماع کیا ہے دونوں
پاؤں کے دھونے پر۔ اور مروی ہے حکم سے اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اور تمام مسلمانوں سے قدمین کا دھونا طریقہ جاریہ ہے۔ اور
انسؓ سے مروی ہے کہ ان کا قول ہے کہ قرآن میں نزول مسح کا ہوا (جو
صفائی کا ادنیٰ مرتبہ ہے) اور سنت دھونا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ان کا
خلاف کیا ہے ابن عباسؓ نے (بھی) وہ قائل مسح کے تھے مگر ان کا عمل
دھونے ہی کا تھا۔ مروی ہے ابن عباسؓ سے کہ اُنھوں نے کہا کہ سب لوگوں
نے غسل کے سوا کا انکار کیا اور میں کتاب اللہ میں مسح کے سوا اور کچھ نہیں
پاتا۔ اور مروی ہے ابن عباسؓ سے اُنھوں نے کہا کہ وضو دو (اعضاء
کا) دھونا اور دو (اعضاء کا) مسح ہے۔ اور مروی ہے ابن عباسؓ سے
کہ اللہ تعالیٰ نے دو غسل اور دو مسح فرض کئے ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ
اللہ تعالیٰ نے تیمم کا ذکر کیا تو اس میں دو غسل کے بجائے دو مسح رکھ دیئے
اور دو مسحوں کو چھوڑ دیا۔ اور اخذ کیا بخاری نے، مروی ہے عائشہؓ سے کہ
(بحالت سفر) میدان میں میرا ہار گر گیا اور ہم مدینہ میں داخل ہونے کو
تھے (ان کی اس شکایت پر کہ ہار گر گیا لوگ اس کی تلاش کے لئے گئے اور
سفر رک گیا) پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کو بٹھایا اور
اتر گئے اس کے بعد میری گود میں سر رکھ کر سو گئے اور ابو بکرؓ آئے اور
اُنھوں نے بڑے زور سے میرے ایک مکا مارا اور کہا کہ تو نے لوگوں کو ایک
ہار کے پیچھے سفر سے روک دیا تو مجھے موت کا مزا آگیا کہ نہ رو سکی اور نہ بدن
ہلا سکی) بوجہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مقام استراحت کے اور
نبی صلے اللہ علیہ وسلم بیدار ہوگئے اور صبح نمودار ہوگئی پھر آپ نے پانی
مانگا تو وہ نہ ملا تو یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا الذین آمنوا الخ (۲۱۵)

اے ایمان والو جب تم نماز کو اٹھنے لگو تو اپنے چہروں کو دھوؤ آخر تک
تو اسیدؓ بن حضیر نے کہا کہ لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے تم میں بڑی برکت رکھی ہے

Marfat.com

یا آل ابی بکر ذکر عکرمۃ فی حدیث طویل ان رجلین من المسلمین قتلا رجلین کان بین قومہما و بین النبی صلے اللہ علیہ وسلم موادعۃ فقدم قومہما علی النبی صلے اللہ علیہ وسلم یطلبون عقلہما فانطلق النبی صلے اللہ علیہ وسلم ومعہ ابوبکر و عمر و عثمان و علی وطلحۃ والزبیر وعبدالرحمن بن عوف حتے دخلوا علی بنی النضیر لیستعینوہم فی عقلہما فقالوا نعم فاجتمعت یہود لقتل النبی صلے اللہ علیہ وسلم و اصحابہ فاعتلوا لہ بصنعۃ الطعام فاتاہ جبرئیل بالذی اجتمعت لہ یہود من الغدر وخرج ثم دعا علیا فقال لاتبرح مکانک ھذا فمن مربک من اصحابی فسألک عنی فقل وجہ الی المدینۃ فادرکوہ فجعلوا یمرون علی علی فیقول ہم الذی امرہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم حتے اتی علیہ آخرہم ثم تبعہم ففی ذلک نزلت اِذْ ھَمَّ قَوْمٌ اَنْ یَّبْسُطُوْٓا اِلَیْکُمْ اَیْدِیَھُمْ حتے وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰی خَآئِنَۃٍ مِّنْھُمْ و من مسروق قال قلت لعمر بن الخطاب ارأیت الرشوۃ فی الحکم من السحت ہی قال لا ولکن کفر انما السحت[۵] ان یکون للرجل

اے آل ابی بکر۔ عکرمہ نے ایک حدیث طویل میں ذکر کیا ہے کہ مسلمانوں میں کے دوآدمیوں نے ایسے دو آدمیوں کو قتل کر دیا کہ ان کی قوم اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان مصالحت تھی۔ اس کے بعد اُن کی قوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُن دونوں (مقتولوں) کی دیت کا مطالبہ لے کر آئی تو روانہ ہوئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف تھے یہاں تک کہ یہ سب بنی نضیر کے یہاں پہنچے تاکہ اُن دونوں کی دیت کی ادائیگی میں ان سے مدد لیں تو انھوں نے کہا بہت اچھا۔ اب یہود نے اتفاق رائے کر لیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے قتل پر اور (ٹھہرانے کے لئے) حیلہ بنایا کھانا بنانے کا۔ تو آپ کے پاس جبرئیلؑ وہ خبر لے کر آئے جس پر یہود آپ کے ساتھ غداری کرنے کے لئے متفق الرائے ہوئے تھے آپؐ نکل گئے پھر آپؐ نے حضرت علیؓ کو بُلا کر فرمایا کہ اس جگہ سے نہ ہٹنا جو ہمارے اصحاب میں سے اِدھر سے گزرے اور میرے متعلق تم سے پُوچھے تو بتاتے رہو کہ وہ مدینہ کو روانہ ہو چکے ہیں، اُن سے جا ملو۔ پھر اصحاب نے جب حضرت علیؓ کے پاس سے گزرنا شروع کیا تو وہ اُن سے وہ بات کہتے رہے جس کا حکم ان کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا۔ (تو ہر ایک آپؐ کے پاس پہنچتا رہا) یہاں تک کہ ان میں کا آخری شخص بھی آگیا۔ پھر ان کے پیچھے علیؓ بھی پہنچ گئے۔ اسی بارے میں آیت نازل ہوئی اِذْ ھَمَّ قَوْمٌ اَنْ یَّبْسُطُوْٓا الخ (۵: ۱۱) "جب ایک قوم اس فکر میں تھی کہ تم پر دست درازی کریں" سے عَلٰی خَآئِنَۃٍ مِّنْھُمْ تک یعنے اور آپ کو آئے دن اُن کی کسی نہ کسی خیانت کی اطلاع ہوتی ہی رہتی ہے الخ۔ اور مسروق سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب سے کہا کہ حکم میں رشوت کے بارے میں آپؓ کی کیا رائے ہے (یعنی حاکم رشوت لیکر کوئی فیصلہ کرے) کیا یہ "سحت" ہی کے حکم میں داخل ہے؟ فرمایا نہیں لیکن کفر ہے۔ "سحت" کی صورت تو صرف یہ ہے کہ کسی شخص کا

[۵] سحت (یعنی حرام) کے بارے میں حضرت علیؓ کا ارشاد ہے کہ سحت ہے رشوت لیکر فیصلہ کرنا، رنڈی کی خرچی، پچھنے لگانے کی مزدوری، شراب کی قیمت، مُردار کی قیمت، نجومی کی شیرینی، ذکر مادہ پر کدانے کی اُجرت، کتّے کی قیمت، اور جو گناہ کے کام کی اُجرت ہو۔ امام جعفر صادقؒ کا قول ہے کہ سحت کی بہت قسمیں ہیں لیکن رشوت لیکر حکم دینا یہ تو اللہ کے نزدیک کفر کے برابر ہے۔ حضرت مسروقؒ کا سوال حاکم یا قاضی کے رشوت لینے سے متعلق تھا اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں "نہیں" فرمایا اور سحت کے جو معنے عام جنکی خود تشریح فرمائی اس سے جدا قرار دیا۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سحت صرف اسی ایک صورت مذکورہ میں محدود ہے۔ مقصد یہ ہے کہ صرف اسی طرح کی صورت کے لئے لفظ سحت استعمال ہوتا ہے۔ اگلی روایت میں آپ نے اس قسم کی رشوت کو بھی سحت ہی کے ماتحت رکھا ہے لیکن اس کی شناعت کفر تک پہنچتی ہے۔ اس لئے عام مستقل معنے کے خلاف آپ نے نفی کی تھی۔ مترجم

Marfat.com

عند السلطان جاہٌ و منزلۃٌ و یکون للآخر الی السلطان حاجۃٌ فلا یقضی حاجتہ حتے یُہدِیَ الیہ ہدیۃً و عن عمر قال بابان من السحت یا کلہما الناس الرشا فی الحکم و مہر الزانیۃ عن لیث قال تقدم الی عمر بن الخطاب خصمان فاقامہما ثم عادا فاقامہما ثم عادا ففصل بینہما فقیل لہ فی ذلک فقال تقدما الیّ فوجدتُ لاحدہما مالم اجد لصاحبہ فکرہتُ ان افصل بینہما علی ذلک ثم عادا فوجدتُ بعض ذلک فکرہتُ ثم عادا و قد ذہبَ ذلک ففصلتُ بینہما عن عیاض ان عمر امر ابا موسی الاشعری ان یرفع الیہ اخذ و ما اعطی فی ادیم واحد و کان لہ کاتبٌ نصرانیٌ فرفع الیہ ذلک فعجب عمر و قال ان ہذا لحفیظٌ ہل انت قاریٌ لنا کتابا فی المسجد جاءَ من الشام فقال انہ لا یستطیع ان یدخل المسجد قال عمر اجنبٌ قال لا بل نصرانی قال فنہرنی و ضرب فخذی ثم قال اخرجہ ثم قرأ لا تتخذوا الیہود والنصاریٰ اولیاء الآیۃ عن قتادۃ قال انزل اللہ ہذہ الآیۃ و قد علم انہ سیرتد مرتدون من الناس فلما قبض اللہ نبیہ ارتد عامۃ العرب عن الاسلام الا ثلثۃ مساجد اہل المدینۃ و اہل مکۃ و اہل الجواثا من عبد القیس

بادشاہ کے نزدیک خاص رتبہ اور عزت ہو اور دوسرے شخص کو بادشاہ سے کوئی حاجت متعلق ہوتی تو وہ اُس کی حاجت پوری نہ کرے جبتک یہ شخص اس کو کچھ ہدیہ نہ دیدے۔ اور مروی ہے عمرؓ سے کہ آپ نے فرمایا کہ سحت کے دو دروازے ہیں جن سے لوگ کھاتے ہیں حکم میں رشوت لینا (حاکم یا قاضی کا) اور زانیہ کی خرچی۔ اور لیث سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کے سامنے دو مدعی مدعا علیہ آئے آپؓ نے اُن کو اپنے سامنے کھڑا کیا پھر واپس کردیا۔ پھر کھڑا کر لیا پھر لوٹا دیا اس کے بعد (بلاکر) دونوں میں فیصلہ کیا۔ اس پر آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ وہ دونوں میرے پاس آئے تو میں نے ان میں سے ایک کے متعلق اپنے دل میں وہ بات پائی (یعنے غصہ یا کراہت) جو دوسرے ساتھی کے متعلق نہ تھی تو مجھے ناگوار ہوا کہ اس حال میں ان کے درمیان فیصلہ کروں پھر جب واپس آئے تو کچھ اثر اب بھی محسوس کیا پھر مجھے کراہت پیدا ہوئی۔ پھر جب وہ واپس آئے تو وہ بات جا چکی تھی تو میں نے فیصلہ کردیا۔ عیاض سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعری کو حکم دیا کہ ان کے سامنے ایسا نقشہ حساب[1] پیش کریں جو ایک تختے پر ہو جس میں جو کچھ لیا اور دیا ہے سب یکجا لکھا ہو اور ان کے پاس ایک نصرانی کاتب تھا تو اس نے نقشہ پیش کردیا جس کو عمرؓ نے پسند کیا اور فرمایا کہ یہ بہت حساب دان ہے (اُس سے) فرمایا کہ کیا تم مسجد میں چل کر ہمیں ایک مکتوب پڑھ کر سناؤ گے جو شام سے آیا ہے۔ اس پر ابو موسیٰؓ نے کہا کہ یہ مسجد میں داخل نہیں ہوسکتا تو عمرؓ نے فرمایا کہ یہ جنبی ہے اُنھوں نے کہا نہیں بلکہ نصرانی ہے۔ ابو موسیٰؓ نے بیان کیا کہ یہ سن کر مجھے جھڑکا اور میری ران کو ہاتھ سے ہٹایا پھر کہا کہ اس کو نکال پھر یہ آیت پڑھی لا تتخذوا الیہود الخ (۵: ۵۱)

اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بنانا الخ

قتادہؓ سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا اور اس کو علم تھا کہ عوام الناس میں سے مرتد ہونے والے عنقریب مرتد ہوں گے۔ تو جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو وفات دی تو عرب کے عوام اسلام سے پھر گئے سوائے تین (شہروں کی) مساجد والوں کے یعنی اہل مدینہ اور اہل مکہ اور اہل جواثا[2] جو عبد القیس کے قبیلہ میں سے تھے

[1] ابو موسیٰ اشعری کو سنہ ۱۷ھ میں حضرت عمرؓ نے بصرہ کا حاکم بنایا تھا بصرہ میں کی آمد و صرف کے گوشوارے کا یہاں ذکر کیا گیا ہے ۱۲ مترجم [2] جواثا بحرین میں ایک قریہ ہے جس کی مسجد میں مسجد نبوی کے بعد سب سے پہلے جمعہ پڑھا گیا تھا ۱۲ مترجم

وقال الذین ارتدّوا نصلی الصلوٰۃ ولا نزکی واللہ لا نغصب اموالنا فکلم ابوبکر فی ذلک یتجاوز عنہم وقیل اما انہم لو قد فقہوا ادّوا الزکوٰۃ فقال واللہ لا اُفرّق بین شیئ جمعہ اللہ ولو منعونی عقالاً مما فرض اللہ ورسولہ لقاتلتہم علیہ فبعث اللہ عصابۃ مع ابی بکر فقاتلوا حتّٰی قُتلوا واقرّوا بالماعون وہو الزکوٰۃ قال قتادۃ کنّا نتحدّث انّ ہٰذہ الآیۃ فی ابی بکر واصحابہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ الٰی آخر الآیۃ وعن الضحاک قال ابوبکر واصحابہ لمّا ارتدّ من ارتدّ من العرب عن الاسلام جاہدہم ابوبکر باصحابہ حتّٰی ردّہم الی الاسلام عن الحسن فی قولہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ قال ہم الذین قاتلوا اہل الردّۃ من العرب بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر واصحابہ عن القاسم بن مخیمرۃ قال اتیتُ عمر فرحّب بی ثم تلا من یرتدّ منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ ثم ضرب علٰی منکبی وقال احلفُ باللہ انہم منکم اہل الیمن ثلثا عن ابی موسی الاشعری قال تُلیت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ قال ہؤلاء قومٌ من اہل الیمن ثم من کندۃ ثم من السکون ثم من تجیب۔

اور مرتدین نے یہ کہا کہ ہم نماز تو پڑھتے رہیں گے مگر زکوٰۃ نہ دیں گے، واللہ ہم اپنے اموال کو غصب نہ ہونے دیں گے۔ تو ابوبکرؓ نے ان سے اس بارے میں کلام کیا اُن سے (سختی میں) آگے بڑھ کر اور (آپ سے) کہا گیا کہ دیکھئے اگر یہ لوگ (دین کی) سمجھ رکھتے تو زکوٰۃ ادا کرتے (ان لوگوں کے ساتھ نرمی کیجئے۔ یہ مشورہ بعض اصحابؓ نے دیا تھا) تو انھوں نے کہا واللہ میں اُس چیز میں تفریق نہ کروں گا جس کو اللہ تعالیٰ نے جمع کیا ہے (یعنی نماز اور زکوٰۃ) اور اگر یہ لوگ مجھ سے ایک رسّی کے ٹکڑے کو بھی روکیں گے جس کو دینا اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ نے فرض کیا ہے تو میں اس پر بھی اُن سے قتال کروں گا، تو اللہ تعالیٰ نے ایک مضبوط جماعت سے ابوبکرؓ کی مدد کی اُنھوں نے اُن کے ساتھ مل کر (مرتدین سے) قتال کیا یہاں تک کہ وہ قتل کئے گئے، اور اُنھوں نے ماعون دینے کا اقرار کیا اور وہ زکوٰۃ ہے۔ قتادہؒ نے کہا اس پر ہم آپس میں گفتگو کیا کرتے تھے کہ یہ آیت ابوبکرؓ اور اُن کے اصحاب کے بارے میں ہے فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ آخر تک (ترجمہ گزر چکا ہے) اور ضحاک سے مروی ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ (بقوم سے) مراد ابوبکرؓ اور اُن کے اصحاب ہیں۔ جب عرب میں سے وہ لوگ جن کو مرتد ہونا تھا اسلام سے مرتد ہوئے تو ابوبکرؓ نے اپنے اصحاب کو ساتھ لے کر ان پر جہاد کیا یہاں تک کہ ان کو اسلام کی طرف لوٹا کر لائے۔ حسنؒ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ پر کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد عرب کے مرتد ہونے والوں سے قتال کیا یعنے ابوبکرؓ اور عمرؓ اور ان کے اصحاب۔ قاسم بن مخیمرہ سے مروی ہے اُنھوں نے بیان کیا کہ میں عمرؓ کے پاس پہنچا تو اُنھوں نے مجھے مرحبا کہا پھر تلاوت کیا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ پھر میرے کندھوں پر ہاتھ مار کر فرمایا میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ وہ قوم (یعنے جس کا حوالہ اس آیت میں ہے) البتہ تم اہل یمن میں سے ہے۔ یہ تین مرتبہ فرمایا۔ ابو موسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ تو فرمایا کہ یہ قوم اہل یمن میں سے ہوگی پھر کندہ میں سے پھر سکون میں سے پھر تجیب میں سے۔

Marfat.com

فقیر گوید این امر واقع شد و قتال مُرتدین بامداد اہلِ یمن متحقق گشت
عن عمر بن الخطاب قال انی اَحلفُ لااُعطِی اقواماً ثم یبدو لی اَن اُعطیہم فاُطعِم عشرۃ مساکینَ صاعاً من شعیر او صاعاً من تمر او نصف صاعٍ من قمح و عن عائشۃ کان ابوبکر اذا حلف لم یحنث حتی نزلت آیۃ الکفارۃ و کانَ بعدَ ذلک یقول لا اَحلف علیٰ یمینٍ فاَرٰی غیرَہا خیراً منہا الّا اتیتُ الذی ہو خیرٌ و قبلتُ رخصۃَ اللّٰہ و اخرج الترمذی عن عمر ابن الخطّاب انہ قال اللّٰہمّ بیّن لنا فی الخمر بیان شفاء فنزلت التی فی البقرۃ یَسْـَٔلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْہِمَآ اِثْمٌ کَبِیْرٌ الآیۃ فدُعِیَ عمر فقُرِئَتْ علیہ ثم قال اللّٰہمّ بیّن لنا فی الخمر بیان شفاءٍ فنزلت التی فی النسآء یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی فدُعِیَ عمر فقُرِئَتْ علیہ ثم قال اللّٰہمّ بیّن لنا فی الخمر بیانَ شفاءٍ فنزلت التی فی المائدۃ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ الیٰ قولہ فَہَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَہُوْنَ فدُعِیَ عمر فقُرِئَتْ علیہ فقال انتہینا انتہینا و اخرج النسائی عن عبد الرحمٰن ابن الحارث قال سمعتُ عثمانَ رضی

فقیر کہتا ہے کہ یہ امر واقع ہوا اور مرتدین کے ساتھ قتال اہل یمن کی امداد سے متحقق ہوگیا۔ مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے آپ نے فرمایا میں قسم کھالیتا ہوں کہ میں (فلاں فلاں) اقوام کو نہیں دوں گا۔ پھر مجھ کو ظاہر ہوتا ہے (یعنی قلب میں یہ داعیہ پیدا ہوتا ہے) کہ مجھے ان کو دینا چاہیئے تو میں دس مسکینوں کو جَو میں سے ایک صاع یا ایک صاع کھجور یا نصف صاع گیہوں (بطور کفارہ قسم) کھلا دیتا ہوں (اور ان لوگوں کو دیدیتا ہوں) مروی ہے عائشہؓ سے کہ ابوبکرؓ جب قسم کھالیتے تھے تو اس کو نہیں توڑتے تھے یہاں تک کہ آیت کفارہ نازل ہوئی اور اس کے بعد کہا کرتے کہ میں کسی بات پر قسم نہیں کھاتا کہ پھر دوسری بات اس سے بہتر دیکھ لیتا ہوں تو میں جو بہتر ہوتی ہے اس کو کرلیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے جو رخصت دی میں نے اس کو قبول کرلیا۔ اور ترمذی نے اخذ کیا مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے کہ انھوں نے یہ دُعاء کی تھی کہ یا اللہ ہمارے لئے شراب کے متعلق شافی بیان نازل کردیجئے تو یہ آیت نازل ہوئی جو سورۃ بقرہ میں ہے یسئلونک عن الخمر الخ (۲: ۲۱۹) لوگ آپ سے شراب اور قمار کے متعلق دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ ان دونوں (کے استعمال) میں گناہ کی بڑی بڑی باتیں بھی ہیں۔ آخر تک۔" تو عمرؓ بلائے گئے اور ان کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی تو پھر انھوں نے یہی دُعاء کی یا اللہ ہمارے لئے شراب کے بارے میں شافی حکم بیان کردیجئے تو وہ آیت نازل ہوئی جو سورۃ نساء میں ہے یا ایہا الذین اٰمنوا الخ (۴: ۴۳) اے ایمان والو! تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں نہ جاؤ کہ تم نشہ میں ہو۔" پھر عمرؓ بلائے گئے اور ان کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی تو پھر آپ نے دُعاء کی یا اللہ ہمارے لئے شراب کے بارے میں شافی بیان نازل کردیجئے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی جو سورۃ مائدہ میں ہے اِنّما یرید الشیطٰن سے منتھون تک (۵: ۹۱) شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تمھارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کردے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے تم کو باز رکھے سو اب بھی باز آؤ گے۔ پھر عمرؓ بلائے گئے اور ان کو یہ آیت سنائی گئی تو کہا کہ ہم باز آگئے ہم باز آگئے۔ نسائی نے اخذ کیا، مروی ہے عبدالرحمن بن الحارث سے انھوں نے کہا کہ میں نے عثمان رضی

اللہ عنہ یقول اجتنبوا الخمر فانہا ام الخبائث
انہ کان رجل ممن خلا قبلکم یتعبد فعلقتہ
امرأۃ غویۃ فارسلت الیہ جاریتہا فقالت
لہ انا ندعوک للشہادۃ فانطلق مع جاریتہا
فطفقت کلما دخل بابا اغلقتہ دونہ حتی
افضی الی امرأۃ وضیئۃ عندہا غلام وباطیۃ
خمر فقالت انی واللہ ما دعوتک للشہادۃ
ولکن دعوتک لتقع علی او تشرب الخمر
کأسا او تقتل ہذا الغلام قال فاسقینی
من ہذا الخمر فسقتہ کأسا قال زیدونی
فلم یزل حتی وقع علیہا وقتل النفس
فاجتنبوا الخمر فانہا واللہ لا یجتمع الایمان
وادمان الخمر الا لیوشک ان یخرج
احدہما صاحبہ عن ابن عباس ان الشراب
کانوا یضربون علی عہد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم بالایدی والنعال
والعصی حتی توفی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فقال ابوبکر لو فرضنا
لہم حدا فتوخی نحو ما کانوا یضربون فی
عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فکان ابوبکر یجلدہم اربعین حتی توفی
ثم کان عمر من بعدہ یجلدہم کذلک
اربعین حتی اتی برجل من المہاجرین
الاولین وقد شرب فامر بہ ان
یجلد فقال لم تجلدونی بینی و
بینک کتاب اللہ قال وفی ای
کتاب اللہ تجد ان لا اجلدک
فقال ان اللہ یقول
فی کتابہ

اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ بچو شراب سے کیونکہ وہ خصائل بد کی ماں ہے۔ جو اُمتیں تم سے پہلے گزر چکیں اُن میں ایک شخص تھا جو عبادت کیا کرتا تھا ایک بدکار عورت اس کے پیچھے لگ گئی اُس نے اپنی لونڈی کو اُس کے پاس بھیجا اور اُس نے اُس سے کہا کہ ہم آپ کو گواہی کے لئے بلاتے ہیں تو وہ اُس لونڈی کے ساتھ روانہ ہو گیا (جب مکان میں داخل ہوا) تو اُس نے یہ (فریب) شروع کر دیا کہ جب یہ مکان کے کسی دروازے میں داخل ہوتا تو وہ لونڈی پیچھے سے دروازہ بند کرتی رہی یہاں تک کہ وہ اُس عورت کے پاس پہنچا جو خوبرو تھی اور اس کے سامنے ایک غلام تھا اور ایک صراحی شراب کی رکھی تھی۔ عورت نے کہا کہ واللہ میں نے تجھ کو شہادت کے لئے نہیں بلایا مگر اس لئے بلایا ہے کہ یا تو مجھ سے ہم بستر ہو یا ایک پیالہ شراب پی یا اس غلام کو قتل کر (تین کاموں میں سے ایک کام کرنا ہی ہوگا) اُس نے کہا کہ اچھا تو مجھے اس شراب میں سے پلا دے تو اُس کو ایک پیالہ پلایا (پی کر) بولا کہ اور پلا۔ ایسا ہی کرتا رہا یہاں تک کہ (نشہ میں مست ہو کر) اُس عورت پر جا پڑا۔ اور اُس نفس (معصوم) کو قتل بھی کر دیا تو تم شراب سے بچتے رہو۔ خدا کی قسم ایمان اور شراب خوری کبھی اکٹھی نہیں رہتیں مگر یہی ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک دوسرے کو نکال دیتا ہے۔ مروی ہے ابن عباسؓ سے کہ شراب خور لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہاتھوں سے اور جوتوں سے اور لاٹھیوں سے پیٹے جاتے تھے یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا بہتر ہے کہ ہم ان کے لئے کوئی خاص سزا معین کر لیں تو آپ نے اُس طریقہ کے پیش نظر سوچا جس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسے لوگوں کو مارا جاتا تھا تو ابوبکرؓ نے یہ مقرر کر لیا کہ وہ اُن کے چالیس کوڑے مارا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اُن کی وفات ہو گئی پھر اُن کے بعد عمرؓ (خلیفہ) ہوتے تو وہ بھی اسی طرح چالیس کوڑے مارتے رہے حتیٰ کہ ایک ایسا شخص (آپ کے پاس) لایا گیا جو مہاجرین اولین میں سے تھا اس حال میں کہ اُس نے شراب پی تھی تو آپ نے حکم دیا کہ اس کے کوڑے مارے جائیں تو اُس نے کہا کہ تم میرے کوڑے کیوں مارتے ہو میرے اور تمہارے درمیان کتاب اللہ موجود ہے آپ نے فرمایا کہ تو نے کونسی کتاب اللہ میں دیکھا کہ تیرے کوڑے نہ ماروں۔ اُس نے کہا اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں کہتا ہے

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا فانا من الذين آمنوا وعملوا الصالحات ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا شهدتُ مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بدرًا واُحدًا و الخندق والمشاهد فقال عمرُ الا تردُّون علیہ فقال ابنُ عباس ہٰؤلاء الآیاتُ نزلت عذرًا للماضين وحجۃ على الباقين عذرًا للماضين لانہم لقوا اللہ قبل ان تحرّم عليہم الخمر وحجۃً على الباقين لانّ اللہ يقول اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ حتّٰی بلغ الآیۃ الأخرٰى آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا فانّ اللہ قد نہٰى ان يُشرب الخمر فقال عمرُ فماذا ترَوْنَ فقال عليّ بن ابي طالب نرٰی انّہ اذا شرب سكر واذا سكر ھذٰی و اذا ھذٰی افترٰی وعلى المفترى ثمانون جلدۃً فامر عمرُ فجُلد ثمانين و عن الحكم فى آيۃ جزاء الصيد انّ عمر كتب ان يحكم عليہ فى الخطاء والعمد عن ميمون بن مہران انّ اعرابيًّا اتٰى ابابكرٍ قال قتلتُ صيدًا وانا محرمٌ فما ترٰى عليّ من الجزاء فقال ابوبكر لاُبيّ بن كعب وہو جالسٌ عندہٗ

لیس علی الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت جناحٌ فیما طعموا (۵: ۹۳)

ایسے لوگوں پر جو کہ ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس کو انھوں نے کھایا پیا" تو میں ان لوگوں میں سے ہوں جو ایمان لاتے اور اُنھوں نے نیک عمل کئے (آگے ارشاد ہے) ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا (یعنے پھر پرہیز کرنے لگتے ہوں اور خوب نیک عمل کرتے ہوں) میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر میں اور اُحد میں اور خندق میں اور تمام لڑائی کی جگہوں میں حاضر رہا ہوں۔ تو عمرؓ نے (حاضرین سے) کہا کہ تم لوگ اس کا ردّ نہیں کرتے۔ تو ابن عباسؓ نے کہا کہ یہ آیات نازل ہوئی ہیں (دنیا سے) گزر جانے والوں کو معذور بتانے کے لئے اور باقی رہنے والے لوگوں پر حجت قائم کرنے کے لئے۔ گزرنے والوں کا عذر تو یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ملے قبل اس کے کہ ان پر شراب حرام ہو اور باقی رہنے والوں پر اس لئے حجت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اس سے پچھلی آیت میں) اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ الخ اے ایمان والو بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں شیطانی کام ہیں سو ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم کو فلاح ہو" یہاں تک کہ دوسری آیت پر پہنچا یعنے اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت ثم اتقوا وّ احسنوا پر تو اللہ تعالیٰ شراب پینے سے روک چکا ہے (تو اب فیما طعموا کے عموم میں شراب کیسے داخل ہو سکتی اور ثم اتقوا وّ احسنوا کا مصداق ایک شارب خمر کیسے بن سکتا ہے) پھر عمرؓ نے (دوسرے حاضرین سے خطاب کیا) کہا کہ تم کیا رائے رکھتے ہو تو علیؓ بن ابی طالب نے کہا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ اس نے جب شراب پی تو مدہوش ہوا اور جب مدہوش ہوا تو بکواس کرنے لگا اور جب بکواس کریگا تو بہتان لگائے گا اور مفتری پر اسّی کوڑے ہیں تو عمرؓ نے یہی حکم دیدیا پھر اُس کے اسّی کوڑے مارے گئے۔ اور حکم سے (محرم پر) شکار کی جزا دینے کی آیت کے بارے میں روایت ہے کہ عمرؓ نے لکھا کہ خطا اور عمد (دونوں حالتوں میں) اس کا حکم دیا جائے۔ اور میمون بن مہران سے مروی ہے کہ ایک اعرابی ابوبکرؓ کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ میں نے شکار کے جانور کو مار دیا اور میں محرم ہوں تو مجھ پر اس کی جزا آپ کے نزدیک کیا ہے تو ابوبکرؓ نے اُبیؓ بن کعب سے کہا اور وہ اُن کے پاس بیٹھے ہوتے تھے کہ اس میں

Marfat.com

ماترى فيها فقال الاعرابى اتيتك و
انت خليفة رسول الله صلى الله عليه
وسلم اسألك فاذا انت تسأل غيرك
قال ابوبكر و ماتنكر يقول الله يحكم
به ذوا عدل منكم فشاورت صاحبى
حتى اذا اتفق على شيء امرناك به
عن بكر بن عبد الله المزنى قال كان
رجلان محرمين فأش احدهما ظبيا فقتله
الآخر فأتيا عمر وعنده عبد الرحمن
ابن عوف فقال له عمر وما ترى قال
شاة قال وانا ارى ذلك اذهبا
فاهديا شاة فلما مضيا قال احدهما
لصاحبه ما ادرى امير المؤمنين مايقول
حتى يسأل صاحبه فسمعها عمر فردهما
واقبل على القائل ضربا بالدرة قال
تقتلون الصيد وانتم حرم وتغمصون
الفتيا ان الله تعالى يقول يحكم
به ذوا عدل منكم ثم قال ان الله
لم يرض بعمر وحده فاستعنت بصاحبى
هذا عن ابن عباس قال خطب ابوبكر
الناس وقال احل لكم صيد البحر
وطعامه قال وطعامه ماقذف به
و عن انس عن ابى بكر الصديق
فى الآية قال صيده ما حويت
عليه وطعامه مالفظ اليك عن ابى
هريرة قال قدمت البحرين فسألنى
اهل البحرين عما يقذف البحر من
السمك فقلت لهم كلوا فلما رجعت سألت
عمر بن الخطاب عن ذلك فقال بم افتيتهم

تمہاری کیا رائے ہے؟ تو اعرابی نے کہا کہ میں آپؓ کے پاس آیا ہوں اور آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں، میں آپ سے پوچھ رہا ہوں اور آپ دوسرے سے پوچھ رہے ہیں۔ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ کیا بات ہے کہ تو چونک رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یحکم بہ ذوا عدل منکم (تم میں سے دو صاحب عدل اس کا فیصلہ کردیں) تو میں نے اپنے ساتھی سے مشورہ کیا اور جب ایک بات پر اتفاق رائے ہوگیا تو اس کا ہم نے تجھے حکم دیدیا۔ بکر بن عبداللہ المزنی سے مروی ہے کہ دو محرم تھے اُن میں سے ایک نے دوسرے کی طرف ایک ہرن کو ہنکا دیا اور اُس نے مار گرایا پھر دونوں عمرؓ کے پاس گئے اور اُن کے پاس عبدالرحمٰنؓ بن عوف موجود تھے تو اُن سے عمرؓ نے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ اُنھوں نے کہا کہ ایک بکری۔ عمرؓ نے کہا کہ میری بھی یہی رائے ہے۔ (اُن کو حکم دیا کہ) جاؤ تم دونوں ایک بکری قربانی کے لئے لیجاؤ۔ جب دونوں چلدیئے تو ایک نے دوسرے سے کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ امیر المؤمنینؓ کیا کہتے ہیں کہ اپنے ساتھی سے پوچھتے ہیں۔ یہ بات عمرؓ نے بھی سن لی تو دونوں کو واپس بلایا اور کہنے والے کے درّہ مارا اور فرمایا کہ تم لوگ شکار کو محرم ہونے کی حالت میں قتل کرتے ہو اور پھر فتویٰ کو حقارت سے دیکھتے ہو (یہ نہیں سوچتے کہ) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یحکم بہ ذوا عدل منکم پھر فرمایا کہ رضائے الٰہی عمرؓ کو تنہا حکم دینے سے نہ حاصل ہوتی تو میں نے اپنے ان ہمنشین سے استعانت کی۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ ابوبکرؓ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور کہا کہ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) احل لکم صید البحر وطعامہ یعنی تمہارے لئے دریا کے جانوروں کا شکار اور اُس کا طعام حلال کیا گیا ہے۔ فرمایا کہ اُس کا طعام (کا مطلب یہ ہے کہ جس کو دریا باہر پھینک دے۔ اور مروی ہے انسؓ سے وہ روایت کرتے ہیں ابی بکر صدیقؓ سے آیت (صید البحر) کے بارے میں کہ اُنھوں نے فرمایا کہ صید وہ ہے جس کو تو نے پکڑ کر اکٹھا کیا اور طعامہ (سے مراد) وہ ہے جس کو دریا نے تیری طرف پھینک دیا۔ مروی ہے ابی ہریرہؓ سے اُنھوں نے بیان کیا کہ میں بحرین پہنچا تو مجھ سے وہاں کے لوگوں نے سوال کیا اُن مچھلیوں کے بارے میں جن کو دریا باہر پھینک دے۔ میں نے اُن سے کہا کہ کھاؤ۔ پھر جب میں واپس آیا تو میں نے عمرؓ بن الخطاب سے اس بارے میں سوال کیا تو اُنھوں نے پوچھا کہ تو نے اُن کو کیا فتویٰ دیا۔

ـه اى تحتقرون وتستهينون وتعيبون وتطعنون حكم الشريعة وفتواه ۱۲

Marfat.com

قلتُ افتيتهم ان ياكلوا قال لو افتيتهم بغير ذلك لعلوتك بالدِرّة ثم قال اُحِلّ لكم صيدُ البحر فصيده ماصيد منه وطعامُه ماقذف. وعن الحارث بن نوفل قال حج عثمانُ بن عفان فاُتِيَ بلحم صيدٍ صادَه حلالٌ فاكل منه عثمانُ ولم ياكلْ علیؓ فقال عثمان والله ماصِدْنا ولا اَمَرْنا ولا اَشَرْنا فقال علیؓ و حُرِّم عليكم صيدُ البَرِّ مادُمْتُمْ حُرُمًا۔

فقیر گوید عفی عنہ صید گاہے اطلاق کردہ مے شود بمعنے مصدر صاد یصید و گاہے اطلاق کردہ میشود بمعنے حیوانے کہ صید کردہ شد و لکلٍ وجہۃٌ ہو مُوَلِّیھا. عن الحسن ان عمر بن الخطاب لم يكن يرى باسًا بلحم الصيد للمحرم اِذا صِيدَ لغيره وكرِهَه علیّ بن ابی طالب. عن الحسن ان ابا بكر الصديق حين حَضَرتْه الوفاةُ قال الم تر ان الله ذكر آية الرجاء عند آية الشّدة وآية الشدة عند آية الرّجاء ليكون المؤمنُ راغبًا راهبًا لايتمنّٰى على الله غيرَ الحق ولا يُلقى بيدِه الى التهلكة. وعن ابی ہريرة قال خرجَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلّم وهو غضبانُ مُحمارٌّ وجهُه حتى جلسَ على المنبر فقام اليه رجلٌ فقال اَين اَبِيْ قال في النّارِ فقام آخَرُ فقال مَنْ اَبِيْ قال ابوك فلانٌ فقام عمر ابن الخطاب فقال رضينا بالله ربًّا و بالاسلام دينًا وبمحمدٍ نبيًّا وبالقرآن اِمامًا

میں نے کہا کہ میں نے تو اُن لوگوں کو یہ فتویٰ دیا کہ وہ کھالیا کریں تجھے لگے اگر تو اس کے خلاف فتویٰ دیتا تو مَیں تجھ پر دِرّہ اُٹھاتا۔ پھر فرمایا اُحِلّ لکم صیدُالبحر میں صید وہ ہے جو اُس میں سے شکار کی جائے وَطَعَامُہٗ جو دریا نے پھینکی۔ اور حارث بن نوفل سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ عثمانؓ بن عفان نے حج کیا تو آپ کے پاس شکار کا گوشت لایا گیا جس کو حلال یعنے غیر محرم نے شکار کیا تھا تو اس میں سے عثمانؓ نے کھایا اور علیؓ نے نہیں کھایا تو عثمانؓ نے کہا کہ واللہ نہ ہم نے شکار کیا، نہ شکار کا حکم دیا اور نہ اشارہ کیا تو علیؓ نے کہا اور تم پر حرام کیا گیا ہے "صیدالبرّ" (جنگل کے جانور کا شکار) جبتک تم مُحرم ہو۔

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ صید کا اطلاق کبھی کیا جاتا ہے مصدر صاد یَصِید کے معنے پر اور کبھی اطلاق کیا جاتا ہے اُس حیوان کے معنے پر جس کا شکار کیا جاتا ہے۔ پس ہر ایک اپنے رجحان پر عمل کرتا ہے۔

مروی ہے حسنؒ سے کہ عمرؓ بن الخطاب محُرم کے لئے شکار کا گوشت کھانے میں کچھ حرج نہیں سمجھتے تھے جب کہ غیر محرم نے شکار کیا ہو اور اس کو مکروہ رکھتے تھے علیؓ بن ابی طالب۔ مروی ہے حسنؒ سے کہ ابوبکر صدیقؓ نے جب اُن کی وفات کا وقت آیا تو فرمایا کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے آیتِ شدّت (سختی) کے ساتھ آیتِ رجا (اُمید) کو بھی ذکر فرمایا ہے (کہ جہاں اپنے غضب اور عذاب سے ڈرایا ہے اپنی رحمت اور جنّت کا بیان بھی فرمایا ہے) اور آیتِ رجاء کے ساتھ آیتِ شدّت کو ذکر کیا تاکہ مؤمن (ہر حال میں اللہ ہی کی طرف) راغب ہے، اور ڈرنے والا (بھی اسی سے) رہے۔ اللہ کے مقابلہ پر غیر اللہ سے (نفع یا ضرر کی) تمنا نہ کرے اور اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالے۔ ابوہریرہؓ سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (حجرۂ مبارک سے) نکلے اور آپؐ غضبناک تھے آپؐ کا چہرہ مبارک سُرخ ہو رہا تھا یہاں تک کہ آپؐ منبر پر بیٹھ گئے تو آپؐ کے سامنے ایک شخص کھڑا ہوا اور بولا کہ میرے باپ دادا کہاں ہیں؟ آپؐ نے فرمایا دوزخ میں۔ پھر دوسرا کھڑا ہوا اُس نے کہا کہ میرا باپ کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا تیرا باپ فلاں شخص ہے۔ پھر عمرؓ بن الخطاب کھڑے ہوئے اور اُنھوں نے کہا کہ ہم اس سے راضی ہیں کہ اللہ ہمارا رب ہے اور اسلام ہمارا دین ہے اور محمدؐ ہمارے نبی ہیں اور قرآن ہمارا امام (یعنی دستور العمل) ہے

Marfat.com

یا رسول الله حديث عهد بالجاهلية
وشرك والله اعلم من آباؤنا
فعرفت غضبه ونزلت هذه الآية
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا
عَنْ اَشْيَآءَ عن قيس قال قام ابوبكر
فحمد الله واثنى عليه وقال يا ايها
الناس انكم تقرءون هذه الآية يٰٓاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ
لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ
وانكم تضعونها على غير موضعها
واني سمعت رسول الله صلى الله
عليه وسلم يقول ان الناس اذا
رأوا منكرا ولم يغيروه اوشك
ان يعمهم الله بعقاب عن ابي ذر
قال قلت للنبي صلى الله عليه
وسلم بابي انت وامي يا رسول الله
قمت الليلة بآية من القرآن و
معك قرآن لو فعل هذا بعضنا
وجدنا عليه قال دعوت لامتي قال فماذا
اجبت قال اجبت بالذي لو اطلع كثير منهم تركوا
الصلوة قال افلا ابشر الناس قال عمر يا رسول الله
انك ان تبعث الى الناس بهذا اتكلوا عن
العبادة فناداه ان ارجع فرجع وتلا الآية
التي يتلوا اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ
وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

یارسول اللہ ہم جاہلیت اور شرک سے (اسلام کی روشنی میں) ابھی نئے آئے ہوئے ہیں اور اللہ ہی کو معلوم ہے کہ ہمارے باپ دادا کون تھے تو آپ کا غصہ فرو ہوا اور یہ آیت نازل ہوئی یاایھا الذین امنوا لا تسئلوا الخ (۵: ۱۰۱) اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو، آخر تک۔ مروی ہے قیس سے انھوں نے کہا کہ ابوبکرؓ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر انھوں نے فرمایا کہ اے لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو یاایھا الذین امنوا علیکم الخ (۵: ۱۰۵) اے ایمان والو! اپنی فکر کرو جب تم راہ پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے تو اس سے تمھارا کوئی نقصان نہیں؛ اور تم لوگ اس کو ایسی جگہ رکھتے ہو جو اس کی نہیں ہے[1] اور میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ لوگ جب برائی کو دیکھیں اور نہ بدلیں تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی عام عذاب آجائے۔ مروی ہے ابی ذرؓ سے انھوں نے کہا کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان یارسول اللہ آج رات آپ نماز میں ایک ہی آیت پڑھتے رہے حالانکہ آپ کے پاس قرآن موجود ہے (یعنی تمام قرآن آپ کو محفوظ ہے) اگر ہم میں سے کوئی ایسا کرتا تو ہم اس پر بگڑ جاتے آپ نے فرمایا کہ میں اپنی امت کے لئے دعا کرتا رہا۔ (راوی کہتا ہے کہ) ابوذرؓ نے کہا کہ پھر آپ کو کیا جواب دیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے وہ جواب دیا گیا کہ اگر اس پر بہت سے لوگ مطلع ہوجائیں تو ضرور نماز بھی چھوڑ بیٹھیں گے۔ ابوذرؓ نے کہا کہ تو میں لوگوں کو بشارت نہ دیدوں؟ (اور بشارت دینے کے لئے چل پڑے) عمرؓ نے کہا یارسول اللہ آپ نے اگر ان کو لوگوں کے پاس یہ بشارت دے کر بھیج دیا تو لوگ اس پر سہارا لے کر عبادت سے رک جائیں گے پھر ان کو آواز دی کہ لوٹو تو ابوذرؓ واپس آگئے۔ اور ابوذر نے وہ آیت تلاوت کی جو آپ پڑھ رہے تھے اِنْ تُعَذِّبْهُمْ الخ (۵: ۱۱۸) اگر آپ ان کو سزا دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرمادیں تو آپ زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔

[1] حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے کہ جب دلوں میں جدائی ہوجائے آپس میں اختلاف پڑجائیں لڑائیاں شروع ہوجائیں اس وقت صرف اپنی ذات کو پابند شریعت رکھنا کافی ہے۔ اور یہی وقت ہے اس آیت کے عمل کا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو حاضر ہے وہ غائب کو پہنچادے۔ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں ہے جو بعد میں آئیں گے وہ کہیں گے لیکن ان کی بات قبول نہ کی جائے گی (ابن جریر ملخصاً) از مترجم افسوس ہے وہ دور آگیا ہم اب اسی دور سے گزر رہے ہیں۔

Marfat.com

آیات سورۃ الانعام

قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ
رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ
وَجْهَهُ ۖ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ
شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ
شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظّٰلِمِينَ ۝
وقال سبحانہ أَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنٰهُ
وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ
كَمَنْ مَثَلُهُ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ
مِنْهَا ۚ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِينَ مَا كَانُوا
يَعْمَلُونَ ۝ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ
أَكٰبِرَ مُجْرِمِيهَا لِيَمْكُرُوا فِيهَا ۖ وَمَا
يَمْكُرُونَ إِلَّا بِأَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ۝
وَإِذَا جَاءَتْهُمْ آيَةٌ قَالُوا لَنْ
نُؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَا أُوتِيَ
رُسُلُ اللّٰهِ ۘ اللّٰهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ
رِسَالَتَهُ ۗ سَيُصِيبُ الَّذِينَ أَجْرَمُوا
صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيدٌ
بِمَا كَانُوا يَمْكُرُونَ ۝ فَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ أَنْ
يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ ۖ
وَمَنْ يُرِدْ أَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلْ
صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ
فِي السَّمَاءِ ۚ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ
عَلَى الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَهٰذَا
صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيمًا ۗ قَدْ فَصَّلْنَا
الْآيٰتِ لِقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ۝ لَهُمْ دَارُ
السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا
كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ خدای عزوجل در سورۂ انعام
سہ آیت نازل فرمود متضمن فضیلت سہ فرقہ از
مہاجرین اولین فرقۂ اولیٰ جماعہ ازکیا صحابہ کہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ الخ (۶: ۵۲) اوران لوگوں کو نہ نکالئے جو صبح شام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں جس سے خاص اس کی رضا ہی کا قصد رکھتے ہیں ان کا حساب ذرا بھی آپ کے متعلق نہیں اور آپ کا حساب ذرا بھی اُن کے متعلق نہیں کہ آپ اُن کو نکال دیں پھر آپ نامناسب کام کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔

اور فرمایا اللہ سبحانہ نے اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ الخ (۶: ۱۲۲) اور ایسا شخص جو کہ پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ بنا دیا اور ہم نے اس کو ایک ایسا نور دیدیا کہ وہ اُس کو لئے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے کیا ایسا شخص اُس شخص کی مانند ہو سکتا ہے جس کی حالت ہو کہ وہ تاریکیوں میں ہے اُن سے نکلنے ہی نہیں پاتا۔ اسی طرح کافروں کو اُن کے اعمال مستحسن معلوم ہوا کرتے ہیں اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں وہاں کے رئیسوں ہی کو جرائم کا مرتکب بنایا تاکہ وہ لوگ وہاں شرارتیں کیا کریں۔ اور وہ لوگ اپنے ہی ساتھ شرارت کر رہے ہیں اور اُن کو ذرا خبر نہیں۔ اور جب اُن کو کوئی آیت پہنچتی ہے تو یوں کہتے ہیں ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ ہم کو بھی ایسی ہی چیز نہ دی جائے جو اللہ کے رسولوں کو دی جاتی ہے اس موقع کو تو خدا ہی خوب جانتا ہے جہاں اپنا پیغام بھیجتا ہے عنقریب اُن لوگوں کو جنہوں نے یہ جرم کیا ہے خدا کے پاس پہنچکر ذلت پہنچے گی اور سزائے سخت اُن کی شرارتوں کے مقابلہ میں۔ سو جس شخص کو اللہ تعالیٰ راستہ پر ڈالنا چاہتے ہیں اُس کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیتے ہیں اور جس کو بے راہ رکھنا چاہتے ہیں اُس کے سینہ کو تنگ بہت تنگ کر دیتے ہیں جیسے کوئی آسمان میں چڑھتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والوں پر پھٹکار ڈالتا ہے اور یہی تیرے رب کا سیدھا رستہ ہے ہم نے نصیحت حاصل کرنے والوں کے واسطے ان آیتوں کو صاف صاف بیان کر دیا۔ اُن لوگوں کے واسطے اُن کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہے اور اللہ تعالیٰ اُن سے محبت رکھتا ہے اُن کے اعمال کی وجہ سے۔ اللہ عزوجل نے سورۃ انعام میں تین آیتیں نازل فرمائی ہیں جو مہاجرین اولین کے تین فرقوں کی فضیلت پر متضمن ہیں پہلا فرقہ ان اہل ذکاوت صحابہ کی جماعت ہے جو کہ

Marfat.com

در اوّل مبعث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایمان آوردند وبشہادتِ علوم اجمالیہ کہ در صدورِ ایشان موجود بود تصدیق نمودند و ازان جماعہ است عثمان بن عفان و سرِدفتر ایشان صدیقِ اکبر است کہ ترک عبادتِ اصنام و اثباتِ توحید و اجتناب از زنار و نفرت از خمر و سائر قبائح در جبلتِ او مطبوع بود و خوابہائے بسیارے کہ دلالت بر رسالت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم می نمود دیدہ لاجرم بمجرد دعوت ایمان آورد و محتاج بتکرار دعوت یا اظہارِ معجزات یا انواع مخاصمات نشد خدائے تعالےٰ تعریض بحالِ ایشان بلکہ بحال سرِدفتر ایشان می فرماید و مقابلہ می نہد درمیانِ ایشان و درمیانِ جماعہ از کفار کہ در طرف مقابل ایشان افتادہ اند مانند مقابلۂ نور با ظلمت و روز با شب قال اللہ تعالےٰ فمن یرد اللہ ان یہدیہ یشرح صدرہٗ للاسلام فرقۂ ثانیہ جماعۃ کہ عمری در کفر و عداوتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بسر بُردند و زمان درازے در موتِ معنوی کہ عبارت از انکار پیغامبر است صلی اللہ علیہ وسلم بعد بعثت او گرفتار بودند باز توفیق الٰہی دستگیری ایشان نمود و ایشان را حیاتِ معنوی عطا فرمود و عمدۂ زمرۂ مسلمانان ساخت مثل حمزۃ ابن عبد المطلبؓ و عمر بن الخطاب و سرِدفتر ایشان عمر بن الخطاب است خدائے تعالیٰ بحالِ ایشان تعریض

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے شروع میں ایمان لے آئے اور علومِ اجمالیہ کی شہادت سے جو اُن کے سینوں میں موجود تھا اُنھوں نے تصدیق کر دی۔ حضرت عثمانؓ بن عفان اس جماعت میں سے ہیں اور ان کے سرِدفتر صدیقِ اکبرؓ ہیں کہ بُتوں کی عبادت کا ترک اور توحید کا اثبات اور زنا سے پرہیز اور شراب اور بُرے کاموں سے نفرت ان کی فطری اور پیدائشی خصلت میں داخل تھے۔ اُنھوں نے بہت سے خواب دیکھے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر دلالت کرنے والے تھے، ان امور کا لازمی اثر یہ ہوا کہ جیسے ہی دعوتِ اسلام پہنچی آپ فوراً ایمان لے آئے اور آپ تکرارِ دعوت کے یا اظہارِ معجزات یا کسی قسم کے بحث و مباحثہ کے محتاج نہ ہوئے۔ خدا تعالےٰ ایسے کلام کے ساتھ جو اس جماعت بلکہ اس جماعت کے سرِدفتر کے حال کی جانب تعریض (ایما) کر رہا ہے کفار کی جماعت کے ساتھ جو اپنی حالت کے اعتبار سے اُن کی سمت مقابل میں تھی مقابلہ کر رہے ہیں ان کا مقابلہ ایسا ہے جیسا نور کا تاریکی کے ساتھ اور دن کا رات کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے فمن یرد اللہ ان الخ یعنے جس شخص کو اللہ تعالےٰ راستہ پر ڈالنا چاہتے ہیں اُس کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیتے ہیں۔" دوسرا فرقہ اُس جماعت کا ہے کہ جنھوں نے عمر کا ایک حصّہ کفر میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں بسر کیا اور یہ لوگ طویل زمانہ تک معنوی موت میں جس سے ہمارا مطلب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد آپؐ کی رسالت کے انکار سے ہے گرفتار رہے۔ پھر توفیقِ الٰہی نے ان کی دستگیری کی اور اُن کو معنوی حیات عطا فرمادی اور جماعتِ مسلمین میں بلند مقام بنا دیا، جیسے حمزہؓ بن عبد المطلب اور عمرؓ بن الخطاب۔ اور اس گروہ کے سرِدفتر عمرؓ بن الخطاب ہیں۔ حق تعالیٰ ان حضرات کے حال کی جانب بلکہ ان کے سرِدفتر کے حال کی جانب تعریض

[illegible]

سلہ حق تعالیٰ نے انسان کو بلکہ ہر مخلوق کو علومِ ضروریہ جو اس کے مناسب ہیں فطری طور پر عطا فرمائے ہیں۔ ایک بچے کو دودھ پینے کا طریقہ کون تعلیم کر سکتا ہے حیوانات اپنے پھاڑ کھانے والے دشمن شیر کی بُو سونگھتے ہی بھاگ جاتے ہیں یہ اسی قدرتی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ انسان کے سامنے جب کوئی سچی بات آتی ہے تو وہ اس کی تصدیق کرتا ہے ظاہر ہے کہ شہادت بغیر علم کیسے ممکن ہے۔ الغرض خیر اور شر بلکہ جملہ کلیات و جزئیات کا علم انسان کو فطری طور پر ممتاز فرمایا گیا ہے۔ یہ علم اجمال کے مرتبہ میں اس طرح ودیعت کیا گیا ہے جس طرح درخت کی گٹھلی میں ایک تناور درخت مع اپنے تمام برگ و بار وغیرہ کے پنہاں ہوتا ہے جن کا ظہور مناسب وقت پر ہوتا رہتا ہے۔ اسی طرح اس علم اجمالی کے ظہور کا حال ہے لیکن یہ ماحول کے اثرات کا ہی سبب ہوتا ہے یہ حجابات کبھی اتنے کثیف ہو گئے ہیں کہ وہ حقیقت اصلیہ معلومات پر نفس کی نگاہ کو نہیں پہنچنے دیتے جس طرح زمین کا شور گٹھلی اور دانے بسا اوقات ضائع بھی ہو جاتے ہیں اسی طرح انسان کو کچھ رسوم و عادات قومی و ملکی معلوماتِ حقیقیہ سے حجاب میں کر کے محروم کر دیتے ہیں

Marfat.com

میفرماید بلکہ بحال سر دفتر ایشان ومقابلہ
مے ہند درمیان ایشان و درمیان مُصرّین کہ
برکفر بودند و برکفر گزشتند مانند ابوجہل و
اضراب او فرقۂ ثالثۂ ضعفائے مسلمین از موالی
قریش و مثال ایشان کہ رؤسائے قریش را از
مجالستِ ایشان استنکاف تمام بود و درباب
ایشان نازل شد ولا تطرد الذین یدعون ربّہم
الآیۃ باید دانست کہ حقیقتِ تعریض تمام نمی شود
تا آنکہ قرائن بسیارے قالیہ و حالیہ بر شخص واحد منطبق
شود لا غیر دریں صورت از عام یا مطلق پے بآں
خاص توان بُرد۔

پس اوّل قرینہ آن است کہ سورۂ انعام دفعۃً
نازل شد در مکّہ باجماع مفسّرین قریب باسلام
حضرت عمر رضے اللہ عنہ وصدّیق اکبر رضے اللہ عنہ
پیش ازاں بمدّت دراز مسلمان شدہ بود پس لفظ
أَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا و مَن یُّرِد اللّٰہ أن یہدیہ یشرح
صدرہٗ للإسلام متناول نیست متاخّرین مہاجرین را
و نہ انصار را و نہ من تبعہم باحسان را ہمان پنجاہ
کس کہ در وقت نزول آیات مسلمان بودند مراد توانند شد لا غیر
وثانیاً آنکہ مَن کان میتاً دلالت میکند برآنکہ زمانے
دراز از بعثت پیغامبر گذشتہ باشد و آن عزیز مشار الیہ
ایمان نیاورد بعد ازاں ایمان آورد و قدم راسخ زد
در اسلام و وی شکیمے و قوتے داشتہ ہمت تا اورا
در اکابر مجرمیہا توان سنجید و من یرد اللہ ان یہدیہ
یشرح صدرہٗ بروجہ اتم دران صورت متحقق تواند بود کہ
شخص از تہ دلِ خود بغیر تکرار دعوت و بغیر محاجّت
ایمان آوردہ باشد و شکوک و شبہات لَن
نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ
رُسُلُ اللّٰہ و امثال آن گرد خاطر او نہ گردد

(یعنے ایمان) فرماتے ہیں اور ان کے اور اُن کفر پر اصرار کرنے والوں کے مابین
تقابل فرمارہے ہیں جو کفر پر تھے اور کفر پر ہی دنیا سے گزر گئے جیسے کہ ابوجہل
اور اُس جیسے لوگ تھے۔ تیسرا فرقہ ضعفاء مسلمین کا تھا جو قریش کے آزاد کردہ
تھے اور ایسے ہی (محنت کش اصحاب) کہ رؤساء قریش ان کے ساتھ ہمنشین
بننے سے بہت کراہت کرتے تھے اور اُن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی
وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم الخ (اور ان لوگوں کو نہ نکالئے جو
صبح وشام اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں)۔

جاننا چاہیئے کہ تعریض کی حقیقت پُوری نہیں ہوتی جب تک بہت سے
قرائن قالی اور حالی ایک شخص پر منطبق نہ ہو جائیں جو کہ کسی دوسرے پر
نہ ہوں۔ اس صورت میں ایسے کلام سے جو عام ہو یا مطلق ہو اُس خاص کا
کھوج نکالا جاسکتا ہے (جس کی جانب رُوئے سخن ہو جس کو تعریض کہتے ہیں)۔

تو پہلا قرینہ یہ ہے کہ مفسّرین کا اس پر اجماع ہے کہ پُوری سورۂ انعام
مکّہ میں ایک ہی مرتبہ میں نازل ہوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام
کے قریب زمانہ میں اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس سے مدّت دراز پہلے
مسلمان ہو چکے تھے اس لئے لفظ اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا اور مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ
اَنْ یَّهْدِیَهٗ یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ نہ متاخرین مہاجرین کو شامل ہے
اور نہ من تبعھم باحسان کو (یعنے جنھوں نے اخلاص کے ساتھ اُن کی
پیروی کی) بس وہی پچاس ساٹھ شخص جو ان آیات کے نزول کے وقت
مسلمان تھے مراد ہو سکتے ہیں نہ دوسرے۔ (یہ قرینہ حالیہ ہے اور دوسرا قالی)

دوسرا قرینہ یہ ہے کہ مَنْ كَانَ مَيْتًا اس پر دلالت کرتا ہے کہ بعثتِ
پیغمبر سے (اُس کو حیاتِ معنوی حاصل ہونے تک) زمانہ دراز گزر چکا ہو
اور وہ عزیز (بارگاہِ الٰہی) جس کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے ایمان نہ
لایا اور بعد اس (زمانہ دراز گزرنے کے) ایمان لایا ہو اور پھر اسلام میں
اس کا قدم مضبوطی کے ساتھ جما ہو اور وہ ایک خاص عزم اور قوّت بھی
رکھتا ہو تاکہ اکابرین کا ہموزن مقابل اُس کو قرار دیں۔ اور مَنْ يُّرِدِ
اللّٰہ ان یھدیہ یشرح صدرہٗ کا پورے طور پر اُسی وقت متحقق ہو سکے گا
کہ وہ شخص اپنی تہ دل سے بغیر تکرار دعوت (الی الاسلام) اور بغیر محاجّت
کے ایمان لایا ہو اور شکوک وشبہات لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ
اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰہِ اور اس قسم کے تخیلات اُس کے ضمیر کے پاس بھی پھٹکے ہوں۔

Marfat.com

میزِ شرائع باکمل وجوہ از خود بخود بفہمد باین قرینہ تقلیل شرکاء لازم آمد۔

ثالثاً خدائے تعالیٰ مے فرماید و جعلنا لہ نوراً یمشی بہ فی الناس و این دلالت بران مے کند کہ ہم مہتدی است و ہم ہادی و بسبب او نفع عظیم بمسلمانان عائد شود و آن منحصر است درین فریق در ذاتِ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کما لا یخفیٰ۔

رابعاً عدیل مے سازد این مرد مشار الیہ را باکابر مجرمیہا وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی جہل حین قُتِل مات الیوم فرعون ھٰذہ الامۃ و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعاء کردہ بودند کہ اللّٰھم ایّد الدین باحب ھٰذین الرجلین الیک عمر بن الخطاب او عَمرو بن ہشام پس دعاء آنجناب در حق عمر بن الخطاب مُستجاب شد چون این ہمہ قرائن جمع آمد ذہن سبقت نمود بشیخین در اوّل نظر۔

باز باید دانست کہ خدائے تعالیٰ یکے را بشرح صدر للاسلام کہ حقیقت صدیقیت است می ستاید و دیگرے را ببہجاتِ معنوی و نوری کہ درمیانِ مردمان اثر آن افتد کہ حقیقت خلافتِ خاصہ حقیقتِ مُحدَّثیت است وصف می کند باز ایشان را جمیعاً

اور وہ خود بخود سمجھ چکا ہو کہ ایک ایسے وجود کے ساتھ جو کامل ترین ہو احکامِ الٰہی کے مربوط رہنے کا کیا راز ہے۔ اس قرینہ سے (اس زمانہ کے موجودہ مومنین میں سے) شرکاء کی بہت زیادہ تقلیل لازم آگئی۔

تیسرا قرینہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وجعلنا لہٗ نوراً یمشی بہٖ فی الناس اور یہ اس پر دلالت کرتی ہے کہ وہ مہتدی (یعنے ہدایت یافتہ) بھی ہے اور ہادی (یعنے دوسروں کی رہنمائی کرنے والا) بھی اور اس کے سبب مسلمانوں کو عظیم نفع پہنچے گا اور یہ وصف اس فریق میں ہے (اس وصفِ سابق کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ معنوی موت کے بعد اس کو حیاتِ معنوی دی گئی ہو) ذاتِ عمر رضی اللہ عنہ میں اس طرح منحصر ہے کہ اس میں کوئی خفا نہیں۔

چوتھا قرینہ یہ ہے کہ (قرآن) ہم پلّہ قرار دے رہا ہے اس مردِ مشار الیہ کو اکابر مجرمیہا کا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو جہل کے حق میں جب وہ قتل ہوا تو یہ فرمایا تھا کہ مات الیوم فرعون ھٰذہ الامۃ (یعنے آج اس امت کا فرعون مرگیا) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دُعاء کی تھی کہ اللّٰھم ایّد الدین باحب ھٰذین الرجلین الیک عمر ابن الخطاب او عمرو بن ہشام (یعنے اے اللہ عمر بن الخطاب یا عمرو بن ہشام دونوں میں سے جس کو آپ پسند کریں ایک کو اسلام کی توفیق دے کر میری مدد کیجئے) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعاء عمرؓ بن الخطاب کے حق میں قبول ہوئی۔ جب یہ قرائن جمع ہوگئے تو اوّلِ نظر میں ذہن شیخینؓ (یعنے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر) رضی اللہ عنہما ہی کی طرف جاتا ہے۔

اس کے بعد جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ (شیخینؓ میں سے) ایک کی تعریف "شرح صدر للاسلام" سے جو "صدیقیت" کی حقیقت ہے کرتے ہیں (یعنے اسلام کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے سینہ کھل گیا جو اخلاص عمل کی تکمیل کا سبب ہوتا ہے) اور دوسرے کی ستائش حیات معنوی اور اس نور سے کرتے ہیں جس کا اثر لوگوں کے درمیان ظہور پذیر ہو جو کہ خلافتِ خاصہ اور محدَّثیت[1] کی حقیقت ہے پھر ان سب کو حق تعالےٰ

[1] محدَّث (بفتح دال) وہ ہیں جن کو حق تعالیٰ اپنے خطاب خاص سے نوازیں بذریعہ الہام یا آواز (اتف وغیرہ) اس کے لئے روشن ضمیر ہونا ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قد کان فی الامم محدَّثون فان یکن فی امتی احد فعمر ابن الخطاب یعنے اگلی امتوں میں محدَّث لوگ گزرے ہیں تو میری امت میں بھی اگر کوئی محدَّث ہو تو وہ عمر بن الخطاب ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ اسی مقام کی جانب ایماء فرما رہے ہیں ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

Marfat.com

وعدۂ دار السلام میدہد و صراط مستقیم برائے ایشان اثبات میفرماید وھو ولیھم میگوید و ناہیک بہ من الشرف و اینہا صفات خلافت خاصہ است و فرقۂ سوم را می ستاید و میگوید یدعون ربھم بالغداۃ و العشی بعد ازاں تنصیص میفرماید بر اخلاص ایشان کہ یریدون وجھہ و وعدہ مغفرت میدہد کدام فضیلت بہتر ازیں فضائل خواہد بود عن عمر بن الخطاب قال الانعام من نواجب القرآن قلت فی الدر النثیر الانعام من نجائب القرآن او نواجبہ ای افاضل سورہ جمع نجیبۃ والنواجب ہی عتاق ومن قیس قال دخل عثمان بن عفان علی عبد اللہ ابن مسعود فقال کیف تجدک قال مردودًا الی مولای الحق قال طبت واخرج الترمذی عن سعد بن ابی وقاص من النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ہذہ الآیۃ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اما انہا کائنۃ ولم یات تاویلہا بعد۔

فقیر گوید یعنے یذیق بعضکم بأس بعض در قتال مسلمین وارد شدہ و آں بودنی است بعد انقضائے خمس و ثلثین و در حدیث متواتر ظاہر شد کہ عذابًا من فوقکم او من تحت ارجلکم بدعای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرتفع شد و یذیق بعضکم بأس بعض باقی است قولہ ولا تطرد الذین الآیۃ اخرج

جنت کا وعدہ دیے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ یہ لوگ صراطِ مستقیم پر ہیں اور وھو ولیھم (یعنی اللہ ان کا دوست ہے) فرماتے ہیں اب ان کی فضیلت سے انکار کی کوئی راہ باقی رہ گئی ہے؟ اور یہ صفات خلافتِ خاصہ کی ہیں۔ اور تیسرے فرقہ کی تعریف فرماتے ہوئے یہ کہتے ہیں یدعون ربھم الخ یعنے وہ صبح شام اپنے رب کی عبادت میں لگے رہتے ہیں۔ اس کے بعد اُن کے اخلاص پر قطعی فیصلہ فرما دیتے ہیں کہ یریدون وجھہ (یعنے وہ خاص رضائے الٰہی کا قصد رکھتے ہیں)۔ اور پھر ان کو مغفرت کا وعدہ دیے ہیں۔ ان فضائل سے اور کونسی فضیلت بہتر ہوگی۔ اور مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے انھوں نے کہا سورۃ انعام قرآن کی اشرف سورتوں میں سے ہے۔ میں کہتا ہوں کہ دُرِ نثیر میں ہے کہ الانعام قرآن کی عمدہ یا نواجب یعنی افضل سُوَرِ قرآن میں سے ہے۔ اور نواجب جمع ہے نجیبۃ کی یعنے نواجب قرآن کا لب لباب ہیں۔ اور قیس سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ عثمانؓ بن عفان عبد اللہ ابن مسعودؓ کے پاس پہنچے اور کہا کہ تم اپنا حال کیسا پاتے ہو؟ انھوں نے کہا کہ اپنے سچے مولا کی طرف لوٹا ہوا۔ عثمانؓ نے کہا تم بہت اچھے ہو اور اخذ کیا ترمذی نے، مروی ہے سعد بن ابی وقاص سے کہ مروی ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس آیت میں قُلْ هُوَ الْقَادِرُ الخ (۶:۶۵) "آپ کہیے کہ اس پر بھی وہی قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمھارے اوپر سے بھیجدے یا تمھارے پاؤں تلے سے۔" تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یاد رکھو کہ یہ آئندہ ہونے والی بات ہے ابھی اس کے ظہور کا زمانہ نہیں آیا۔

فقیر کہتا ہے یذیق بعضکم بأس بعض (۶:۶۵) "یا کہ تم کو گروہ گروہ کرکے سب کو بھڑادے اور تمھارے ایک کو دوسرے کی لڑائی (کا مزا) چکھادے۔" مسلمانوں میں قتال واقع ہونے کے بارے میں وارد ہوا اور یہ ہونے والی بات تھی پینتیس سال گزرنے کے بعد۔ اور حدیث متواتر میں یہ بات ظاہر ہوگئی ہے کہ عذابًا من فوقکم او من تحت ارجلکم (میں جس عذاب سے ڈرایا گیا ہے وہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اٹھا لیا گیا اور یذیق بعضکم بأس بعض (والا) باقی ہے۔ اور ارشاد باری تعالیٰ ہے ولا تطرد الذین الخ اخذ کیا

Marfat.com

مسلم عن سعد بن ابی وقاص قال کنا مع
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ستۃ نفر فقال
المشرکون للنبی صلی اللہ علیہ وسلم
اطرد ہؤلاء لا یجترءون علینا قال کنت
انا وابن مسعود ورجل من ہذیل وبلال
ورجلان لست اسمیہما فوقع فی نفس
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما شاء اللہ
ان یقع فحدث نفسہ فانزل اللہ عزوجل ولا
تطرد الذین یدعون ربہم بالغداۃ والعشی
یریدون وجہہ۔ عن ابی بکر الصدیق انہ سئل
عن ہذہ الآیۃ الذین آمنوا ولم یلبسوا
ایمانہم بظلم قال ما تقولون قالوا لم یظلموا
قال حملتم الامر علی الشدۃ بظلم بشرک
الم تسمع الی قول اللہ ان الشرک لظلم
عظیم۔ وعن عمر بن الخطاب ولم یلبسوا
ایمانہم بظلم قال بشرک عن عکرمۃ قال
لما تزوج عمر ام کلثوم بنت علی اجتمع
الیہ اصحابہ فبرکوا لہ ودعوا لہ فقال تزوجتہا
وما لی حاجۃ الی النساء ولکنی سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان کل نسب
وسبب ینقطع یوم القیامۃ الا سببی ونسبی
فاحببت ان یکون بینی وبین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سبب عن ابن
عباس فی قولہ او من کان میتا فاحییناہ
قال کان کافرا ضالا فہدیناہ
وجعلنا لہ نورا ہو القرآن کمن
مثلہ فی الظلمات فی الکفر
والضلالۃ وعن زید بن اسلم
فی قولہ او من کان

مسلم نے سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ہم چھ
آدمی تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو مشرکین نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ان لوگوں کو نکال دیجئے یہ ہمارے ہمنشین
نہیں ہو سکتے۔ سعد بن ابی وقاص نے کہا کہ میں تھا اور ابن مسعودؓ
اور ایک شخص (قبیلہ) ہذیل کے تھے اور بلالؓ اور دو شخص اور تھے
جن کے نام نہیں کہہ سکتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل
میں کوئی خطرہ واقع ہوا جو اللہ تعالیٰ نے واقع کرنا چاہا آپ اس پر دل
ہی دل میں غور کرنے لگے تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی و
لا تطرد الذین الخ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے کہ اُن سے
اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانہم
بظلم (۶:۸۲) "جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے
ساتھ مخلوط نہیں کرتے" آپ نے فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو؟ انھوں نے کہا
لم یظلموا (یعنی اُنھوں نے ظلم نہیں کیا)۔ تو آپ نے فرمایا تم نے اس
امر کو شدت پر محمول کر لیا بظلم (کی تفسیر ہے) بشرک کیا تم نے اللہ تعالیٰ
کے اس قول کی طرف دھیان نہیں دیا؟ ان الشرک لظلم عظیم۔
(یعنی بلاشبہ شرک بہت بڑا ظلم ہے) اور عمر بن الخطابؓ سے مروی
ہے کہ ولم یلبسوا ایمانہم بظلم (کی تفسیر میں) فرمایا بشرک (یعنی
اس آیت میں ظلم سے شرک مراد ہے) روایت ہے عکرمہ سے کہ جب
عمرؓ نے اُمِ کلثوم بنت علیؓ سے نکاح کیا تو اُن کے یہاں اُن کے
رفقاء جمع ہوئے اور مبارکباد دی اور اُن کے لئے دُعاء کی تو عمرؓ نے
کہا کہ میں نے اس سے نکاح اس حال میں کیا ہے کہ مجھے عورتوں کی
طرف حاجت نہیں ہے لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ قیامت کے دن ہر نسب اور سبب منقطع ہو جائے گا
بجز میرے سبب اور نسب کے تو مجھے یہ خواہش ہوئی کہ میرے اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک سبب قائم ہو جائے۔ اور مروی
ہے ابن عباسؓ سے کہ آیت او من کان میتا فاحییناہ پر فرمایا کہ
ایک کافر گمراہ تھا تو ہم نے اُس کو ہدایت کر دی وجعلنا لہ نورا
اور وہ قرآن ہے کمن مثلہ فی الظلمات (ظلمات میں یعنی کفر
اور گمراہی میں۔ مروی ہے زید بن اسلم سے آیت او من کان

میتا فاحییناہ و جعلنالہ نورا یمشی بہ
فی الناس کمن مثلہ فی الظلمٰت
قال نزلت فی عمر بن الخطاب وابی جہل
ابن ہشام کانا میتین فی ضلالتہما فاحیا
اللہ عمر بالاسلام واعزہ واقر اباجہل
فی ضلالتہ و موتہ و ذلک ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم دعا فقال اللہم
اعز الاسلام بابی جہل بن ہشام او بعمر
ابن الخطاب ؕ وعن الحسن مثلہ عن الضحاک
فی قولہ او من کان میتا فاحییناہ قال
عمر بن الخطاب کمن مثلہ فی الظلمٰت قال
ابوجہل بن ہشام ؕ وعن ابی سنان او من
کان میتا فاحییناہ قال نزلت فی عمر بن
الخطاب ؕ فقیر گوید این آیت تعریض است
بحال عمر بن الخطاب و ابوجہل نزدیک جمہور
مفسرین عن ابن مسعود قال ان اللہ نظر
فی قلوب العباد فوجد قلب محمد خیر
القلوب فاصطفاہ لنفسہ فابعثہ برسالتہ
ثم نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمد
صلی اللہ علیہ وسلم فوجد قلوب اصحابہ
خیر قلوب العباد فجعلہم وزراء
نبیہ یقاتلون علی دینہ فما رای المسلمون
حسنا فہو عند اللہ حسن و ما راوہ
سیئا فہو عند اللہ سیئ ؕ عن ابی الصلت الثقفی
ان عمر بن الخطاب قرا ہذہ الآیۃ ومن یرد ان یضلہ
یجعل صدرہ ضیقا حرجا بنصب الراء وقرا بعض
من عندہ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم حرجا بالخفض فقال عمر ابغونی رجلا من کنانۃ
واجعلوہ راعیا فاتوا بہ فقال لہ عمر یا فتی

میتا تا فی الظلمٰت کے بارے میں کہ انھوں نے کہا کہ یہ نازل ہوئی عمرؓ ابن الخطاب اور ابی جہل بن ہشام کے بارے میں، دونوں گمراہی میں فوت پڑے ہوئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے عمرؓ کو اسلام کے ساتھ زندگی بخشی اور اُن کو معزز بنادیا اور ابوجہل کو اُس کی گمراہی اور موت میں پڑا رہنے دیا۔ اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی کہ یا اللہ اسلام کو عزت بخشدیجیے ابی جہل بن ہشام سے یا عمرؓ ابن الخطاب سے۔ اور حسن سے بھی اسی طرح مروی ہے ضحاک سے کہ آیت اَوَمَن کَانَ مَیتًا فَاَحیَینٰہُ پر حسنؓ نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب (مراد ہیں) کَمَن مَثَلُہٗ فِی الظُّلُمٰتِ اس سے ابوجہل بن ہشام مراد ہے اور ابی سنان سے مروی ہے کہ اَوَمَن کَانَ مَیتًا فاحییناہ کے بارے میں انھوں نے کہا کہ یہ آیت عمرؓ بن الخطاب کے بارے میں نازل ہوئی فقیر کہتا ہے کہ جمہور مفسرین کے نزدیک اس آیت کا روئے سخن عمرؓ بن الخطاب اور ابوجہل کے احوال کی جانب ہے۔ مروی ہے ابن مسعودؓ سے انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے قلوب میں نظر کی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کو تمام قلوب سے اچھا پایا تو آپ کو اپنی ذات کے لئے برگزیدہ کرلیا اور اُن کو اپنی رسالت کے لئے متعین کیا پھر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب کے بعد دوسرے بندوں کے قلوب پر نظر ڈالی تو آپ کے اصحابؓ کے قلوب کو سب بندوں کے قلوب سے بہتر پایا تو اُن کو اپنے نبیؐ کے وزراء (یعنی معاون و مشیر) بنایا کہ وہ اللہ کے دین کے لئے قتال کریں تو جس امر کو سب مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے اور جس کو وہ برا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی برا ہے۔ اور ابوالصلت ثقفی سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے یہ آیت پڑھی وَمَن یُرِد اَن یُضِلَّہٗ یَجعَل صَدرَہٗ ضَیِّقًا حَرَجًا (۶: ۱۲۵) (اور جس کو بے راہ رکھنا چاہتے ہیں اس کے سینہ کو تنگ بہت تنگ کردیتے ہیں) آپ نے حَرَجًا کی راء پر نصب یعنی زبر پڑھا اور اصحاب رسول اللہ میں سے بعض لوگ جو آپ کے پاس موجود تھے انھوں نے راء کے زیر کے ساتھ حَرِجًا پڑھا تو عمرؓ نے فرمایا کہ میرے پاس قبیلہ کنانہ کے کسی ایسے شخص کو لاؤ جو جانور کو چرانے والا ہو تو ایک شخص لایا گیا۔ تو اس سے عمرؓ نے کہا اے جوان

Marfat.com

الحرجۃ فیکم قال الحرجۃ فینا الشجرۃ التی تکون بین الاشجار التی لا تصل الیھا راعیۃ ولا وحشیۃ ولا شیٔ فقال عمر کذلک قلب المنافق لا یصل الیہ شیٔ من الخیر وعن علی بن ابی طالب قال لما امر اللہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یعرض نفسہ علی قبائل العرب خرج الی منی وانا معہ وابوبکر وکان ابوبکر رجلا نسابۃ فوقف علی منازلھم ومضاربھم بمنی فسلم علیھم وردوا السلام وکان فی القوم مفروق بن عمرو وھانی بن قبیصۃ والمثنی بن حارثۃ والنعمان بن شریک وکان اقرب القوم الی ابی بکر مفروق قد غلب علیھم بیانا ولسانا فالتفت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال الی ما تدعونا اخا قریش فتقدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجلس وقام ابوبکر یظلہ بثوبہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ادعوکم الی شھادۃ ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وانی رسول اللہ وان تؤوونی وتنصرونی وتمنعونی حتی اؤدی عن اللہ الذی امرنی بہ فان قریشا قد تظاھرت علی امر اللہ وکذبت رسولہ واعانت الباطل علی الحق واللہ ھو الغنی الحمید قال لہ والی ما تدعوا ایضا یا اخا قریش فتلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم

تم "حرجہ" کس چیز کو کہتے ہو؟ اس نے کہا کہ ہم حرجہ اس درخت کو کہتے ہیں جو درختوں کے بیچ میں اس طرح آیا ہو کہ اس تک نہ کوئی پالتو جانور پہنچ سکے اور نہ جنگلی اور نہ اور کچھ۔ تو عمرؓ نے کہا ایسا ہی میں نے کہا کہ منافق ہوتا ہے کہ اس تک خیر کی کوئی چیز پہنچتی ہی نہیں۔ اور مروی ہے علیؓ بن ابی طالب سے انھوں نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اپنی ذات کو قبائل عرب کے سامنے پیش کریں تو آپ منیٰ کی جانب تشریف لے چلے اور میں اور ابوبکرؓ آپ کے ساتھ تھے اور ابوبکرؓ نسب کے بڑے جاننے والے شخص تھے تو وہ ٹھہر گئے منیٰ میں وہاں کے لوگوں کی منزلوں اور بیٹھکوں میں ابوبکرؓ نے ان کو سلام کیا اور انھوں نے جواب دیا اور اس قوم میں مفروق بن عمرو اور ہانی بن قبیصہ اور مثنیٰ بن حارثہ اور نعمان بن شریک تھے۔ اور قوم میں ابوبکرؓ کے (نسب میں) زیادہ قریب مفروق تھے اور وہی ان میں فصاحت وبیان میں ممتاز تھے انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ آپ ہم کو کس چیز کی طرف دعوت دے رہے ہیں اے قریشی بھائی تو رسول اللہ صلے اللہ وسلم آگے بڑھے پھر بیٹھ گئے اور ابوبکرؓ کھڑے ہوگئے آپ اپنے کپڑے سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر سایہ کرنے لگے اب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس شہادت کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ میں اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہوں اور نہ تم مجھے ایذا دو اور نہ مارو اور نہ منع کرو یہاں تک کہ میں تمھیں اللہ کا پیغام پہنچا دوں جس کا اس نے مجھے حکم دیا ہے کیونکہ قریش نے اللہ تعالیٰ کے حکم کا مقابلہ کیا اور اس کے رسول کو جھٹلایا اور حق کے مقابلہ پر باطل کی اعانت کی اور اللہ بے پرواہ اور تمام خوبیوں کا مالک ہے۔ مفروق نے پھر کہا کہ آپ ہم کو اور کس چیز کی طرف دعوت دے رہے ہیں اے قریشی بھائی۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی قل تعالوا سے تتقون تک (۶: ۱۵۱) آپ ان سے کہیے آؤ میں تمھیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن کو تمہارے رب نے تم پر حرام فرمایا ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو

Marfat.com

اَنْ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا الٰى قوله تَتَّقُوْنَ ○ قال له مفروق الٰى ما تدعونا ايضًا يا اخا قريش فو الله ما هذا من كلام اهل الارض ولو كان من كلامهم لعرفناه فتلا رسول الله صلى الله عليه وسلم اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ الآية فقال له مفروق دعوت والله يا قريشي الى مكارم الاخلاق ومحاسن الاعمال ولقد افك قوم كذبوك وظاهروا عليك و قال هانئ بن قبيصة قد سمعت مقالتك واستحسنت قولك يا اخا قريش واعجبني ما تكلمت به ثم قال لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم لن تلبثوا الا يسيرًا حتى يمنحكم الله بلادهم واولادهم يعني ارض فارس وانهار كسرى ويفرشكم بناتهم اتسبحون الله وتقدسونه فقال له النعمان بن شريك اللهم وان ذلك لك يا اخا قريش فتلا رسول الله صلى الله عليه وسلم اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ○ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا الآية ثم نهض رسول الله صلى الله عليه وسلم قابضًا على يد ابي بكر عن ابن عباس قال خطبنا عمر فقال ايها الناس سيكون قوم من هذه الامة يكذبون بالرجم و يكذبون بالدجال ويكذبون بطلوع الشمس من مغربها ويكذبون بعذاب القبر و يكذبون بالشفاعة ويكذبون بقوم يخرجون من النار بعد ما امتحشوا

شریک نہ ٹھہراؤ ... آخر تک۔ یہ سنکر مفروق نے کہا آپ ہم کو اور کس چیز کی طرف دعوت دے رہے ہیں اے قریشی بھائی! کیونکہ واللہ یہ اہلِ زمین کا کلام نہیں ہے اور اگر اُن کے کلام میں سے ہوتا تو ہم اس کو ضرور پہچان لیتے۔ پھر تلاوت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ الخ (۱۶: ۹۰)

بیشک اللہ تعالیٰ اعتدال اور احسان اور اہلِ قرابت کو دینے کا حکم فرماتے ہیں، آخر تک۔ پھر آپ سے مفروق نے کہا کہ واللہ اے قریشی آپ نے بڑے پاکیزہ اخلاق اور نیک اعمال کی دعوت دی اور واللہ وہ قوم جس نے تم کو جھٹلایا اور تمھارا مقابلہ کیا خود جھوٹی ہے اور ہانی بن قبیصہ نے کہا کہ میں نے آپ کا مقالہ سُنا اور اے قریشی بھائی! آپ کے کلام کو پسند کیا اور جو کلام آپ نے پڑھا ہے وہ مجھے عجیب معلوم ہوا۔ پھر اُن سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیادہ زمانہ نہیں گزرے گا کہ حق تعالیٰ اُن کے شہر اور اُن کی اولاد یعنے سرزمین فارس اور کسریٰ کی نہریں تم کو بخش دیگا اور اُن کی بیٹیوں کو تمھاری دولہنیں بنا دے گا تم اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور اُس کی تقدیس کرتے ہوگے۔ آپ سے نعمان بن شریک نے کہا یا اللہ یہ عجیب کلام آپ کے پاس کہاں سے آیا اے قریشی بھائی الو آ س کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت سُنائی اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ الخ

(۳۳: ۴۵-۴۶) بیشک ہم نے آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ گواہ ہوں گے اور آپ (مومنین کو) بشارت دینے والے اور (کفار کے) ڈرانے والے ہیں اور (سب کو) اللہ کی طرف اُس کے حکم سے بُلانے والے ہیں اور آپ ایک روشن چراغ ہیں، آخر تک۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے اٹھ گئے

اور مروی ہے ابن عباسؓ سے انھوں نے کہا کہ ہم کو عمرؓ نے خطبہ دیا اور کہا اے لوگو! اس اُمت میں ایسی قوم ہونے والی ہے جو رجم کا (جو حدِ زنا ہے) انکار کرے گی اور دجّال (کے ظہور) کا انکار کریگی اور سُورج کے مغرب سے طلوع ہونے کا انکار کرے گی اور عذابِ قبر کا انکار کرے گی اور شفاعت کا انکار کرے گی اور اُس قوم کا انکار کرے گی جو جہنم سے جل بھن جلنے کے بعد نکالی جائیگی (آپؐ کی یہ

قال اللہ تعالےٰ وَاكْتُبْ لَنَا فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَاۤ اِلَيْكَ قَالَ عَذَابِيْۤ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَاۤءُ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

مضمون این آیات آنست کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام بدرگاہ مجیب الدعوات مناجات نمود کہ واکتب لنا فی ہذہ الدنیا حسنۃً وفی الآخرۃ انا ہدنا الیک خداوندا بنویس یعنی مقدر کن و در ملکوت قضائی ثبوت حسنہ نازل گردان و صورت مثالیہ ثبوت حسنہ در دنیا و آخرت برائے امت من مخلوق فرما از جناب ربّ الارباب خطابش در رسید کہ یہود را یک حال نخواہد بود عَذَابِيْۤ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَاۤءُ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ - از ایشان جمعے باشند کہ عقوبت دنیا بایشان رسد کما قال عزّ من قائل وَقَضَيْنَاۤ اِلٰى بَنِيْۤ اِسْرَاۤءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ الآیۃ و جمعے باشند کہ رحمت الٰہی بایشان رسد کما قال عزّ من قائل

پیشگوئیاں حرف بحرف پوری ہوئیں)۔

آیات سورۃ الاعراف

آللہ تعالےٰ نے فرمایا وَاكْتُبْ لَنَا فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا الخ (۷:۱۵۶)

اور ہم لوگوں کے نام دنیا میں بھی نیک حالی لکھدیجے اور آخرت میں بھی ہم آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اپنا عذاب تو اسی پر واقع کرتا ہوں جس پر چاہتا ہوں اور میری رحمت تمام اشیاء کو محیط ہو رہی ہے تو وہ رحمت اُن لوگوں کے نام تو ضرور ہی لکھوں گا۔ جو کہ خدا تعالےٰ سے ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو کہ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ جو لوگ ایسے رسول نبی اُمّی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس توریت و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں (جن کی صفت یہ بھی ہے کہ) وہ اُن کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بُری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو اُن کے لئے حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو (بدستور) اُن پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے اُن کو دور کرتے ہیں سو جو لوگ اس نبی (موصوف) پر ایمان لاتے ہیں اور اُن کی حمایت کرتے ہیں اور اُن کی مدد کرتے ہیں اور اُس نور کا اتباع کرتے ہیں جو اُن کے ساتھ بھیجا گیا ہے ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔

اِن آیات کا مضمون یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ مجیب الدعوات سے درخواست کی کہ وَاكْتُبْ لَنَا فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَاۤ اِلَيْكَ ۔ یعنی اے خدا لکھ یعنے مقدّر کردے اور عالمِ ملکوت میں ثبوتِ حسنہ کا فرمان نازل کردیجے اور ثبوتِ حسنہ کی صورتِ مثالیہ دنیا و آخرت میں میری اُمت کے لئے پیدا فرمادیجے۔ بارگاہِ ربّ العزت سے اُن کو خطاب پہنچا کہ یہود کا یکساں حال نہیں رہے گا عَذَابِيْۤ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَاۤءُ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ۔ ان میں سے ایک جماعت ایسی ہوگی کہ عذابِ دُنیا اُن کو پہنچے گا جیسا کہ حق جلّت عزّتہٗ نے فرمایا وَقَضَيْنَاۤ اِلٰى الخ (۱۷:۴) اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں یہ بات (بطور پیشگوئی) بتلادی تھی کہ تم سرزمینِ (شام) میں دوبارہ خرابی کروگے۔ آخر تک اور ایک جماعت ہوگی کہ جن پر رحمتِ الٰہی پہنچے گی جیسا کہ اس جلّ شانہٗ

Marfat.com

اُذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ وَجَعَلَكُمْ مُلُوكًا وَآتَاكُمْ مَا لَمْ يُؤْتِ أَحَدًا مِنَ الْعٰلَمِينَ ۝ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ الخ

خواہم نوشت حسنۂ دنیا و آخرت را در زمانِ آیندہ برای جمعے کہ صفت ایشان اینست کہ متقیان باشند و ادائ زکوٰۃ می نمایند و بآیاتِ ما ایمان می آرند ازینجا مفہوم گشت کہ در زمانِ آیندہ اُمّتے پیدا خواہد شد متصف باین صفات و خدا تعالیٰ حسنۂ دنیا کہ عبارت از فتح و نصرت است و اتساع ارزاق و آنکہ ریاستِ عالم میان ایشان باشد دیگران ہمہ باج دِہ و خراج گزارِ ایشان یا اسیر و بندہ در دستِ ایشان باشد و حسنۂ آخرت کہ عبارت از مغفرت است و نجات و رفع درجات ہر دو ایشان را بخشد باز خدا تعالیٰ ارشاد میفرماید کہ اُمّتِ موعودہ تابعانِ نبی اُمّی اند آن موعود بر ایشان راست آمد و آن حسنۂ دنیا و آخرت برائے ایشان نوشتیم یعنی در ملکوت قضائے آن مصمّم نمودیم آنانکہ پیروی نبی اُمّی می کنند ایمان آوردند باو و تقویت دادند او را و یاری نمودند و پیروی نورے کہ ہمراہ او نازل شد یعنے پیروی قرآن کردند ایشان اند رستگار وصف نبی اُمّی آنست کہ می یابند نعتِ او در توریت و انجیل یہود در توریت خوانند و نصاریٰ در انجیل و بر سائر اُمم نیز حجت ثابت شد از جہتِ ظہور معجزات موسےٰ و عیسیٰ علیہما السلام و ثبوتِ نبوّت ایشان و شہرتِ آن پس چون در دنیا نعتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در کتبِ الٰہیہ موجود است و انبیاءؑ ثابت الصدق بآن خبر دادند حجت بر کافۂ ناس متحقق گشت اگر آن را معترف نشوند عند اللہ معذور نباشند

نے فرمایا اُذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ الخ (۵ : ۲۰) (اے میری قوم) تم اللہ تعالےٰ کے انعام کو جو کہ تم پر ہوا ہے یاد کرو جب کہ اللہ تعالےٰ نے تم میں بہت سے پیغمبر بنائے اور تم کو صاحب ملک بنایا اور تم کو وہ چیزیں دیں جو دنیا جہان والوں میں سے کسی کو نہیں دیں۔ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ الخ یعنے میں دنیا و آخرت کے حسنہ کو آئندہ زمانہ میں اُس جماعت کے لئے لکھوں گا کہ جن لوگوں کی صفت یہ ہے کہ وہ متقی ہوں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے اور ہماری آیات پر ایمان لائیں گے۔ یہاں سے یہ مفہوم ہوا کہ زمانۂ آئندہ میں ایک ایسی اُمّت پیدا ہوگی جو ان صفات سے متصف ہوگی اور حق تعالےٰ حسنۂ دنیا اُن کو عطا کرے گا جس کا مطلب ہے فتح و نصرت، رزقوں کی وسعت اور یہ کہ حکومتِ دنیا ان کے درمیان قائم ہوگی دوسرے سب اُن کے باج گزار اور خراج دینے والے ہوں گے یا قیدی اور غلام ہو کر اُن کے قبضہ میں رہیں گے۔ اور حسنۂ آخرت جس سے مراد ہے مغفرت اور نجات اور درجات کی بلندی دونوں (یعنے حسنۂ دنیا و حسنۂ آخرت) اُن کو عطا فرمائیگا۔ پھر حق تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ اُمّتِ موعودہ (یعنی جس کی خبر دی گئی) نبی اُمّی کی پیروی کرنے والے ہیں۔ وہ وعدہ جو کیا گیا تھا ان پر منطبق ہو گیا اور وہ حسنۂ دنیا و آخرت ہم نے اُن کے لئے لکھ دی ہے یعنی عالم ملکوت میں ہم نے اُس کا مضبوط فیصلہ کر دیا ہے جو لوگ نبی اُمّی کی پیروی کرتے ہیں وہ ایمان لاتے اور انھوں نے اُس نبی کو قوّت پہنچائی اور مدد کی اور اُس نور کی جو کہ اس پر نازل ہوا یعنی قرآن کی پیروی کی یہ لوگ نجات پانے والے ہیں اور نبی اُمّی کا وصف یہ ہے کہ یہ لوگ اس کی تعریف توریت و انجیل میں مطالعہ کرتے ہیں۔ یہود توریت میں پڑھتے ہیں اور نصاریٰ انجیل میں۔ اور تمام اُمّتوں پر بھی حجت ثابت ہو گئی موسٰی اور عیسٰے علیہما السلام کے معجزات کے ظہور اور اُن کی ثبوت اور اس کی شہرت کی جہت سے۔ تو جب دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کتب الٰہیہ میں موجود ہے اور اُن انبیاءؑ نے جن کی سچائی ثابت (اور مسلّم) ہو چکی ہے اُس کی خبر دیدی تو تمام کے تمام لوگوں پر حجت متحقق ہو گئی اگر اس کے معترف نہ ہوں گے تو عند اللہ معذور نہ ہوں گے

Marfat.com

واین نعت آنست کہ میفرماید بکارِ پسندیدہ و نہی میکند از ناپسندیدہ و حلال میگرداند برائے ایشان چیزہائے پاکیزہ را و حرام مے نماید بر ایشان چیزہائے ناپاکیزہ را و از سر ایشان فرو مے آرد بارِ گرانِ ایشان را و طوقِ گردنہا را کہ سابق بر ایشان بود یعنی شرائع شاقہ نسخ میفرماید و بملّتِ حنیفیہ سہلہ سمحہ ارشاد می کند و نبوت کہ باین صفت باشد کمالِ رحمت الٰہی است و تمام رأفت او۔ درین آیات۔ خدایتعالےٰ یارانِ پیغامبر را منطوقاً اثباتِ فلاح میفرماید و مفہوماً حسنہ دنیا و آخرت را ثابت میکند و شک نیست کہ خلفاء۔ ایمان آوردند و تقویت نمودند چہ در ایامِ حیاتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و چہ بعد وفاتِ او پس باین فضل کہ بالاتر ازان فضلے متصور نیست متصف باشند وہو المقصود ۔ وَعن عمر بن الخطاب قال اَعطیتُ ناقۃً فی سبیل اللہ فاردتُ ان اَشتریَ من نسلِہا فسالتُ النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال دَعْہا تاتی یومَ القیامۃ ہی واولادُ ہا جمیعًا فی میزانِک عن الحسن قال رأیتُ عثمان علے المنبر قال یا ایہا النّاسُ اتقوا اللہَ فی ہٰذہ السرائر فانی سمعتُ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقولُ والّذی نفسُ محمدٍ بیدہ ما عمل احدٌ عملاً قطُّ سِرًّا الّا اَلبسہ اللّٰہ رداءَہ علانیۃً ان خیرًا فخیرٌ وان شرًّا فشرٌ ثم تلا ہٰذہ الآیۃ وریاشًا ولم یقل وَرِیشًا وَ لِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ

اور وہ تعریف یہ ہے کہ (وہ نبی) اچھے کاموں کا حکم دیتا ہے اور بُرے کاموں سے منع کرتا ہے اور اُن کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کرتا ہے اور جو غیر پاکیزہ چیزیں ہیں وہ اُن پر حرام کرتا ہے اور وہ اُن کے سر سے وہ بھاری بوجھ جو اُن پر پڑا ہوا تھا اور اُن کی گردن کے طوق کو اُتار رہا ہے جو پہلے سے پڑا ہوا تھا یعنی سخت احکام کو منسوخ فرمایا ہے۔ اور دینِ حنیفیہ آسان ہلکا پھلکا تعلیم کر رہا ہے۔ اور جو نبوت ان اوصاف کی ہوگی وہ اللہ کی رحمتِ کاملہ ہے اور اُس کی مکمل شفقت۔ ان آیات میں خدا تعالےٰ اصحابِ رسول کے لئے بلحاظ الفاظ واضحہ فلاح کا اثبات فرما رہے ہیں اور بلحاظ مفہوم دنیا و آخرت کی حسنہ کو ثابت کر رہے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ خلفاء ایمان لائے اور اُنھوں نے (دینِ حنیفیہ کو) قوت بھی پہنچائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات میں کیا، بعد وفات کیا۔ (برابر تقویتِ اسلام میں مصروف ہی رہے) پس وہ اس فضیلت سے بھی جس سے بالاتر کسی فضیلت کا تصور بھی نہیں ہوتا یقیناً متصف ہوں گے اور یہی ہمارا مقصود ہے۔ عمر رضؓ بن الخطاب سے مروی اُنھوں نے بیان کیا کہ میں نے ایک اونٹنی اللہ کی راہ میں دی پھر میں نے چاہا کہ اُس کی نسل میں سے خرید لوں پھر اس کے بارے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو قیامت کے دن وہ اور اُس کی تمام اولاد تمھاری میزانِ (اعمال) میں آجائے گی۔ مروی ہے حسنؓ سے انھوں نے کہا کہ میں نے عثمانؓ کو منبر پر یہ کہتے ہوئے دیکھا کہ ان چھپے ہوئے اعمال کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرما رہے تھے کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے کہ کسی نے کبھی کوئی عمل چھپ کر نہیں کیا مگر اللہ تعالیٰ اُس کو چادر کی طرح سب پر ظاہر کر دے گا اگر اچھا عمل ہے تو خیر ظاہر ہوگی اور بد عمل ہے تو بُرائی کا افشا ہوگا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ (یعنی یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسًا یواری سوآتکم وریشًا) آپ نے وَرِیاشًا پڑھا اور رِیشًا نہیں کہا، وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ (۷: ۲۶) اے اولاد آدم کی ہم نے تمھارے لئے لباس پیدا

Marfat.com

قال السمت الحسن عن الحسن قال
دخل عمر علی ابنه عبد الله و اذا عندهم
لحم فقال ما هذا اللحم قال اشتهیته
قال و کلما اشتهیت شیئاً اکلته کفی بالمرء
اسرافاً ان یاکل کلما اشتهی و عن
عمر بن الخطاب قال ایاکم والبطنة
فی الطعام والشراب فانها مفسدة
للجسد مورثة للسقم مکسلة عن الصلوٰة
و علیکم بالقصد فیهما فانه اصلح للجسد
و ابعد من السرف و ان الله لیبغض
الحبر السمین و ان الرجل لن یهلک
حتی یؤثر شهوته علی دینه و عن
ابن المسیب قال لما طعن عمر
قال کعب لو دعا الله عمر لاخر فی
اجله فقیل له الیس قد قال الله
فاذا جاء اجلهم لا یستاخرون ساعة
و لا یستقدمون فقال کعب وقد
قال الله و ما یعمر من معمر و لا
ینقص من عمره الا فی کتاب فان
الله یؤخر ما یشاء و ینقص فاذا
جاء اجله فلا یستاخرون ساعة و
لا یستقدمون عن ابن ابی ملیکة قال
لما طعن عمر جاء کعب فجعل یبکی
بالباب و یقول والله لو ان امیر
المؤمنین یقسم علی الله ان یؤخره
لاخره فدخل ابن عباس فقال
یا امیر المؤمنین هذا کعب
یقول کذا و کذا قال اذا
والله

جو کہ تمہاری پردہ داریوں کو بھی چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے
اور تقوٰی کا لباس یہ اس سے بڑھ کر ہے۔ (لباس التقوٰی کی تفسیر میں
آپ نے) کہا کہ طریق حسن۔ مروی ہے حسنؒ سے انھوں نے کہا کہ عمرؓ اپنے
بیٹے عبداللہؓ کے یہاں گئے آپ نے دیکھا کہ وہاں گوشت رکھا ہے۔ فرمایا
کہ یہ گوشت کیسا رکھا ہے؟ عبداللہؓ نے کہا کہ اس کو میرا دل چاہتا تھا۔
فرمایا اور جس چیز کو دل چاہے اُس کو تم نے کھالیا یہ بات ایک شخص کے
مُسرف بننے کے لئے کافی ہے کہ جس چیز کی خواہش ہو اس کو کھانے
لگے۔ اور عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ فرمایا کہ کھانے اور پانی سے
شکم کو بھرپور کر ڈالنے سے بچو کیونکہ یہ خصلت جسم کو خراب کر دیتی ہے
بیماری پیدا کرتی ہے۔ نماز میں سستی پیدا کرتی ہے۔ کھانے پینے میں میانہ
روی اختیار کرو، ایسا کرنا جسم کو ٹھیک رکھتا ہے اور اسراف سے
بھی بچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ موٹی روٹی کو پسند نہیں کرتا۔ جو شخص خواہش
نفس کو دین پر قربان کرے گا وہ ہرگز تباہ نہ ہوگا۔ اور مروی ہے
ابن المسیب سے انھوں نے کہا کہ جب عمرؓ کو مجروح کیا گیا تو کعب
(احبار) نے کہا کہ اگر عمرؓ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تو اللہ ان کی موت
کو مؤخر کردے۔ ان سے کہا گیا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا فاذا
جاء اجلهم (۷:۳۴) "سو جس وقت ان کی میعاد معین آجاوے گی
اس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے"
تو کعب نے کہا کہ حق تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے وما یعمر من الخ
(۳۵:۱۱) "اور نہ کسی کی عمر زیادہ کی جاتی ہے اور نہ کم کی جاتی ہے مگر یہ
سب لوح محفوظ میں ہوتا ہے" تو اللہ تعالیٰ مؤخر کر دیتا ہے جس کو
چاہتا ہے اور کم کر دیتا ہے (جسے کم کرنا چاہتا ہے) پھر جس وقت اس
کی معین کی ہوئی مدت آجاتی ہے تو ایک ساعت نہ پیچھے ہٹیں گے
اور نہ آگے بڑھیں گے۔ ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کو مجروح
کیا گیا تو کعب احبار آئے اور انھوں نے دروازے پر رونا شروع کردیا
اور یہ کہنا کہ واللہ امیر المؤمنینؓ اگر اللہ تو قسم دیں کہ ان (کی
اجل) کو مؤخر کردے تو وہ ضرور مؤخر کردے گا۔ اس کے بعد ابن
عباسؓ داخل ہوئے اور انھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ یہ کعب
ایسا اور ایسا کہہ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا اب تو واللہ میں یہ سوال

Marfat.com

لا أسأل عن سالم بن عبد الله وأبان
ابن عثمان و زيد بن حسن ان عثمان بن
عفان أتي برجل قد فجر بغلام من
قريش فقال عثمان احصن قالوا قد تزوج
بامرأة ولم يدخل بها بعد فقال علي لعثمان
لو دخل بها لحل عليه الرجم فاما اذا لم يدخل
بها فاجلده الحد فقال ابو ايوب اشهد
اني سمعت رسول الله صلى الله عليه
وسلم يقول الذي ذكر ابو الحسن فامر به
عثمان فجلد مائة عن ابي بكر الصديق
قال قال موسى عليه السلام يارب ما
لمن عزى الثكلى قال أظله في ظلي
يوم لا ظل الا ظلي عن خالد الربعي
قال قرأت في كتاب الله المنزل
ان عثمان يأتي رافعا يديه الى الله
يقول يارب قتلني عبادك المؤمنون
عن مسلم بن يسار الجهني ان عمر
ابن الخطاب سئل عن هذه الآية
وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ فقال
سمعت رسول الله صلى الله عليه
وسلم سئل عنها قال ان الله خلق
آدم ثم مسح ظهره بيمينه فاستخرج
منه ذرية فقال خلقت هؤلاء
للجنة وبعمل اهل الجنة يعملون
ثم مسح ظهره فاستخرج منه ذرية
فقال خلقت هؤلاء للنار وبعمل
اهل النار يعملون فقال رجل يارسول الله
ففيم العمل فقال ان الله اذا خلق
العبد للجنة استعمله بعمل اهل الجنة

خدا سے نہ کروں گا۔ مروی ہے سالم بن عبد اللہ سے اور ابان بن عثمان اور زید بن حسن سے کہ عثمانؓ بن عفان کے سامنے ایک شخص لایا گیا جس نے قریش کے ایک لڑکے سے بدکاری کی تھی۔ تو عثمانؓ نے پوچھا کہ کیا یہ کنوارا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ایک عورت سے نکاح تو کیا تھا مگر بعد میں اُس کے پاس نہیں گیا۔ اس پر علیؓ نے عثمانؓ سے کہا کہ اگر یہ اُس کے پاس چلا جاتا تو اس پر رجم (سنگسار کر دینا) ضرور حلال ہو جاتا اب جب کہ یہ اپنی بیوی کے پاس نہیں گیا تو حد میں کوڑے لگوایئے۔ پھر ابو ایوبؓ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے وہی حکم سُنا جو ابو الحسن (علیؓ) نے ذکر کیا۔ پھر عثمانؓ نے حکم دے کر اُس کو سو کوڑے لگوائے۔ ابو بکر صدیقؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے پروردگار کیا (اجر) ہے اُس شخص کا جو چھینے والی عورت سے (جس کا بیٹا مر گیا ہو) تعزیت کرے؟ تو حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اُس کو اپنے زیر سایہ رکھوں گا جس دن میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ مروی ہے خالد الربعی سے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی کتاب میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس عثمانؓ اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے آئیگا کہے گا یارب مجھے آپ کے مومن بندوں نے قتل کیا تھا۔ مسلم بن یسار الجہنی سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ الخ (۷ء ۱۷۲) اور جب آپ کے رب نے اولاد آدم کی پُشت سے اُن کی اولاد کو نکالا الخ تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ سے سُنا آپ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تھا آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا کیا پھر اُس کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ پھیرا اور پھر اس میں سے ذرّیت کو نکالا پھر فرمایا کہ میں نے ان کو جنت کے لئے پیدا کیا ہے اور یہ لوگ اہل جنت کے اعمال کرتے رہیں گے۔ پھر آدمؑ کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور پھر اس میں سے ذرّیت کو نکالا اور کہا کہ میں نے ان کو جہنم کے لئے پیدا کیا ہے اور یہ لوگ اہل نار کے اعمال کرتے رہیں گے تو ایک شخص نے کہا کہ یارسول اللہ پھر عمل کس لئے رہا تو آپ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے بندے کو جنت کے لئے پیدا کیا تو اُس سے اہل جنت ہی کے اعمال صادر کراتے رہیں گے

Marfat.com

حتے یموتَ علے عملٍ من اعمال اہل الجنۃ
فیُدخلہ بہ الجنّۃ و اذا خلق العبدَ للنّار
استعملہ بعمل اہل النّار حتے یموتَ علے
عملٍ من اعمال اہل النّار فیُدخلہ بہ النّارَ
عن عمر بن الخطاب انہ خطَبَ بالجابیۃ فحمِدَ
اللہَ و اثنیٰ علیہ ثمّ قالَ من یّھدہِ اللہُ
فلا مُضلَّ لہٗ و من یُضلِلِ اللہُ فلا ہادیَ
لہٗ فقال لہٗ قَسٌّ بین یدیہ کلمۃً بالفارسیۃ
فقال عمر لمترجم لہٗ مایقولُ قال یزعُمُ
انَّ اللہ لایُضلُّ احدًا فقال عمر کذبتَ
یا عدوَّ اللہ بل اللہ خلقک و ہو اضلّک
و ہو یُدخلک النّارَ انشاء اللہ تعالےٰ
و لولا ان بیننا عقدٌ لضربتُ عنقک
فتفرّقَ النّاسُ و ما یختلفون فے
القدر ۔ و اخرج البخاری عن ابن
عباس قال قدم عُیینۃ بن حصن
ابن بدر فنزلَ علے ابن اخیہ الحُرّ بن
القیس و کان من النفر الذین یُدنیہم
عمر و کان القرّاء اصحابَ مجالس عمر و
مشاورتہ کہولاً کانوا او شبّانًا فقال
عُیینۃُ لابن اخیہ یا ابنَ اخی
ہل لک وجہٌ عند الامیر فتستأذنَ
لی فاستأذن لعُیینۃ فأذن لہٗ
عمر فلمّا دخل قال یا ابن الخطاب
واللہِ ماتُعطینا الجزلَ و لا تحکمُ
بیننا بالعدلِ فغضب عمر حتے ہمّ
ان یُوقع بہ فقال لہ الحرّ یا امیر
المؤمنین انّ اللہ عزّ وجلّ قال لنبیّہ
صلے اللہ علیہ وسلم خذِ العفوَ

یہاں تک کہ اس کی موت اہلِ جنت کے اعمال میں سے کسی عمل پر
آئے تو حق تعالےٰ اس عمل کے سبب سے اس کو جنت میں داخل
کردے گا اور جب اللہ تعالےٰ نے بندے کو نار کے لئے پیدا کیا تو اس
سے دوزخیوں کے اعمال صادر کرائیں گے یہاں تک کہ وہ مرجائے
اہلِ نار کے اعمال میں سے کسی عمل پر پھر اس سبب سے اس کو نار میں
داخل کردے گا۔ عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ انھوں نے جابیہ
میں خطبہ دیا تو اللہ کی حمد وثنا کی پھر کہا کہ جس شخص کو اللہ تعالےٰ
ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو اللہ گمراہ
کرے اُس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ ایک قس (پادری) آپ
کے سامنے بیٹھا تھا اُس نے فارسی زبان میں آپ سے کوئی بات
کہی تو عمرؓ نے اپنے مترجم سے پوچھا کہ یہ کیا کہتا ہے؟ مترجم نے کہا کہ
یہ گمان کررہا ہے کہ اللہ کسی کو گمراہ نہیں کرتا تو عمرؓ نے کہا کہ اے
دشمن خدا تو نے جھوٹ بولا بلکہ اللہ تعالےٰ نے ہی تجھے پیدا کیا اور اسی نے
تجھے گمراہ کیا اور وہی تجھے دوزخ میں ڈالے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور
اگر ہمارے درمیان صلح کا معاہدہ نہ ہوچکا ہوتا تو میں تیری گردن
ماردیتا اس کے بعد لوگ متفرق ہوگئے اور تقدیر کے متعلق (اختلافی دلیلیں
بحثیں) نہیں کرتے تھے۔ اور بخاری نے اخذ کیا (مروی ہے ابن عباسؓ
سے انھوں نے کہا کہ عُیینہ بن حصن بن بدر آیا اور اپنے بھتیجے حُرّ
ابن القیس کے پاس ٹھہر گیا اور یہ حُرّ اُن لوگوں میں سے تھا جن
کی عمرؓ عزت کرتے تھے اور عام قرّاء عمرؓ کی مجالس کے مصاحب
اور اُن کو مشورے دینے والے ہوتے تھے بوڑھے ہوں یا جوان۔ تو
عُیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا کہ بھتیجے! کیا امیر کے یہاں تیری عزت
ہے کہ تو میرے لئے ملاقات کی اجازت حاصل کرلے۔ تو اس نے عُیینہ
کے لئے اجازت مانگی تو حضرت عمرؓ نے اجازت دیدی۔ جب عُیینہ
آپ کے یہاں پہنچا تو بولا اے خطّاب کے بیٹے واللہ نہ تو ہم کو
کوئی بڑا عطیہ دیتا ہے نہ تو ہمارے درمیان عدل کے ساتھ حکومت
کرتا ہے تو عمرؓ کو غصّہ آگیا یہاں تک کہ آپ نے قصد کیا کہ اُس کو
پیٹیں تو آپ سے حُرّ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین بیشک اللہ عزّ وجلّ نے
اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمایا ہے خذِ العفو الخ (۷: ۱۹۹)

Marfat.com

وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ و
اِنَّ هٰذا من الجاهلين واللہ ما جاوزها
عمر حین تلاها علیہ وکان
وقافاً عند کتاب اللہ عز وجل۔
قال اللہ تعالیٰ وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا
تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ
خَاصَّةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ
الْعِقَابِ ۝ وَاذْكُرُوا إِذْ أَنْتُمْ
قَلِيلٌ مُسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ
تَخَافُونَ أَنْ يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ
فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهِ وَ
رَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُونَ ۝
فقیر گوید مفسران در معنے این
فتنہ اختلاف دارند جمعے گویند
این فتنہ آنست کہ طائفہ از مسلمانان
مرتکب معاصی شوند و دیگران از نہی
منکر توقف نمایند پس عذاب خدا
ہمہ را در گیرد عاصیان بعصیان
خود ماخوذ شوند و تارکان نہی از
منکر بترک نہی منکر معذب
گردند و فیہ بحث زیرا کہ حینئذ
ہر یکے ماخوذ شد بظلم خود از
فعل یا کف معنے صحیح آنست کہ
این فتنہ فتنۂ خلافت است و
ہی الفتنۃ التی تموج کموج البحر
چون مسلمین جنود مجندہ شوند
و ہر یکے برائے طلب خلافت برخیزد
افناء نفوس و نہب اموال و غلبۂ کفار

معافی کا برتاؤ کیا کیجئے اور نیک کام کی تعلیم کردیا کیجئے اور جاہلوں سے ایک کنارے ہوجایا کیجئے۔ اور یہ شخص جاہلین میں سے ہے۔ واللہ جب یہ آیت عمرؓ کے سامنے پڑھی گئی تو آپ نے اس آیت کے حکم سے قطعی تجاوز نہ کیا اور آپ کتاب اللہ کے سامنے بہت ٹھہرنے والے (یعنے اس سے بڑا اثر قبول کرنے والے تھے۔

آیات سورۃ الانفال

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاتَّقُوا فِتْنَةً الخ (۸ : ۲۵-۲۶) اور تم ایسے وبال سے بچو جو خاص اُن ہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں ان گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں اور اس حالت کو یاد کرو جب کہ تم قلیل تھے سرزمین میں کمزور شمار کئے جاتے تھے اس اندیشہ میں رہتے تھے کہ تم کو (مخالف) لوگ نوچ کھسوٹ نہ لیں سو (ایسی حالت میں) اللہ تعالیٰ نے تم کو (مدینہ میں) رہنے کو جگہ دی اور تم کو اپنی نصرت سے قوت دی اور تم کو نفیس نفیس چیزیں عطا فرمائیں تاکہ تم شکر کرو۔

فقیر کہتا ہے کہ مفسرین میں اس فتنہ کے معنے میں اختلاف ہے بہت سے یہ کہتے ہیں کہ اس فتنہ کی صورت یہ ہے کہ مسلمانوں میں بہت سے لوگ گناہوں کے مرتکب ہوں اور دوسرے لوگ نہی عن المنکر (یعنی بُری بات سے روکنے) سے باز رہیں تو خدا کا عذاب سب پر گرفت کرلے گناہ کرنے والے اپنے گناہ میں ماخوذ ہوں اور نہی عن المنکر کے تارک اس نہی عن المنکر کے ترک کی وجہ سے معذب ہوں۔ اور اس میں کلام ہے کیونکہ اس صورت میں تو ہر ایک اپنے ظلم ہی کی وجہ سے ماخوذ ہوا (ایک گروہ کا ظلم فعل (معصیت) ہے (دوسرے کا ظلم) کف (یعنی رُک جانا) نہی از منکر سے اور آیت یہ بتا رہی ہے کہ اس فتنہ سے وہ بھی محفوظ نہ رہیں گے جنہوں نے ظلم کیا ہی نہ ہوگا تو یہ توجیہ کیسے درست ہوسکتی ہے) معنے صحیح یہ ہیں کہ یہ فتنہ خلافت کا فتنہ ہے اور یہی وہ فتنہ ہے جس کی کیفیت (فرمائی گئی) ہے تموج کموج البحر (یعنی دریا کی موج کی طرح موج ماریگا) جب مسلمان الگ الگ گروہ بن جائیں اور ہر ایک طلب خلافت کے لئے اُٹھے تو جانوں کا ضائع کرنا اور اموال کا لوٹنا اور (مزید براں) غلبۂ کفار

Marfat.com

که همیشه در انتها زاین فرصت میباشند ظهور آید و این فتنه شاخها بر کشد که هر مسلمانے را رسد از اهل حضر و اهل بوادی چه خامل چه مشهور چه معتزل چه مختلط خدا تعالے ازین قسم فتنه تهویل و تهدید میفرماید و عقب آن ارشاد میکند وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ یعنے شما مغلوب کفار بودید گرسنه و تشنه خدای تبارک و تعالی ازان حالت بحالت تائید و نصر و اتساع رزق نقل فرمود شکر این نعمت آنست که کاری نکنید که موجب غلبه کفار شود و سبب برهم خوردن مکاسب و ارزاق شما گردد وقال الله تعالی اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰۗىِٕكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰي يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰي قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ مِنْكُمْ ۭ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ

جو ایسے ہی اُچک لیجانے کے غنیمت موقع پر ہوا کرتا ہے ظہور میں آتے اور اس فتنہ کی بہت سی شاخیں نکل آئیں جو کہ ہر مسلمان تک پہنچیں خواہ وہ شہر والوں سے ہو یا جنگلوں کا باشندہ، خواہ گمنام ہو اور خواہ مشہور، گوشہ نشین ہو یا لوگوں سے ملنے والا۔ خدا تعالیٰ اسی قسم کے فتنہ سے ڈرا اور دھمکا رہے ہیں۔ اس کے بعد ارشاد فرماتے ہیں واذکروا اذ انتم قلیل مُّستضعفون فی الارض یعنی تم کفار سے مغلوب تھے بھوکے اور پیاسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُس حالت سے تمھیں تائید اور فتح اور وسعتِ رزق کی حالت کی طرف منتقل کیا۔ اس نعمت کا شکریہ ہے کہ اب تم ایسے کام نہ کرو جو کفار کے غلبہ کے موجب ہو جائیں اور تمھارے پیشے اور ذرائع رزق سب درہم برہم ہو جائیں۔

اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا الخ (۸: ۷۲ تا ۷۵) بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور اپنے مال اور جان سے اللہ کے راستہ میں جہاد بھی کیا اور جن لوگوں نے رہنے کو جگہ دی اور مدد کی یہ لوگ باہم ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اور جو لوگ ایمان تو لائے اور ہجرت نہیں کی تمھارا اُن سے میراث کا کوئی تعلق نہیں جب تک کہ وہ ہجرت نہ کریں اور اگر وہ تم سے دین کے کام میں مدد چاہیں تو تمھارے ذمہ مدد کرنا واجب ہے مگر اس قوم کے مقابلہ میں نہیں کہ تم میں اور اُن میں باہم عہد (صلح کا) ہو اور اللہ تعالےٰ تمھارے سب کاموں کو دیکھتے ہیں اور جو لوگ کافر ہیں وہ باہم ایک دوسرے کے وارث ہیں اگر اس (حکم مذکور) پر عمل نہ کرو گے تو دنیا میں بڑا فتنہ اور بڑا فساد پھیلے گا۔ اور جو لوگ (اوّل) مسلمان ہوئے اور انھوں نے (ہجرت نبویہ کے زمانہ میں) ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہے اور جن لوگوں نے (ان مہاجرین کو) اپنے یہاں ٹھہرایا اور اُن کی مدد کی یہ لوگ ایمان کا پورا حق ادا کرنے والے ہیں اُن کے لئے (آخرت میں) بڑی مغفرت اور (جنت میں) بڑی معزز روزی ہے۔ اور جو لوگ (ہجرت نبویہ کے) بعد کے زمانہ میں ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمھارے ساتھ جہاد کیا سو یہ لوگ (گو فضیلت میں تمھارے برابر نہیں لیکن تاہم) تمھارے ہی شمار میں ہیں اور جو لوگ رشتہ دار ہیں

Marfat.com

بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

فقیر گوید خدائے عزوجل درین آیات فضیلت مہاجرین اولین بیان میفرماید در دنیا و آخرت و میگوید کہ مہاجرین اولین و انصار باہم اکفاء اند و ناصر یکدیگر چون یکے از ایشان بشدتی گرفتار آید بر دیگری لازم است قیام بنصرت او و این معاملہ با مسلمین غیر مہاجرین لازم نیست الا چون میان ایشان و میان حربیان نائرہ حرب مرتفع شود اگرچہ بسبب عداوت دنیاوی باشد آنجا لازم است نصرت ایشان زیرا کہ کفار باہم رفیق یکدیگر اند اگر مسلمین بنصرت آنہا قیام ننمایند غلبہ کفر لازم آید و مردمان از اسلام نکول کنند و ذلک قولہ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ بعد از ان فضیلت مہاجرین اولین و انصار بیان میفرماید وَالَّذِينَ آمَنُوا الآیۃ و کدام فضیلت بالا از این فضیلت تواند بود بعد از ان مہاجرین حائز الہجرۃ را بذیل ایشان درمی آرد و تشبیہ بایشان میکند قولہ وَأُولُو الْأَرْحَامِ الآیۃ درینجا اثبات وجوب تناصر مینماید بقرابت رحم و آن با آیات سابق منافات ندارد برین توجیہ درین آیات منسوخے نیست و این اصح توجیہات است نزدیک فقیر عفی عنہ عن عمر بن الخطاب قال لو وزن ایمان ابی بکر بایمان اہل الارض لرجح ایمان ابی بکر فقیر گوید

کتاب اللہ میں ایک دوسرے (کی میراث) کے زیادہ حقدار ہیں۔ بیشک اللہ تعالےٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں۔

فقیر کہتا ہے کہ اللہ عزوجل ان آیات میں مہاجرین اولین کی فضیلت بیان فرماتا ہے دنیا اور آخرت میں۔ اور کہتا ہے کہ مہاجرین اولین اور انصار ایک دوسرے کے کفو ہیں اور ایک دوسرے کے مددگار۔ جب ان میں سے ایک کسی سختی میں مبتلا ہو جاتے تو دوسرے پر اس کی مدد کے لئے کھڑا ہونا لازم ہے۔ اور یہ معاملہ غیر مہاجرین مسلمانوں کے ساتھ ضروری نہیں ہے مگر اس صورت میں کہ ان کے اور برسرپیکار مشرکین کے درمیان لڑائی کے شعلے بھڑک اٹھیں اگرچہ لڑائی دنیاوی عداوت کے سبب سے ہو۔ ایسی صورت میں ان کی مدد بھی ضروری ہے، اس لئے کہ کفار باہم ایک دوسرے کے رفیق ہیں اگر مسلمان ان مسلمانوں کی مدد کے لئے نہیں اٹھیں گے تو کفر کا غلبہ لازم ہو جائے گا اور لوگ اسلام سے روگرداں ہو جائیں گے یہ مطلب ہے إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ الخ کا۔ اس کے بعد مہاجرین اولین اور انصار کی فضیلت بیان فرماتے ہیں وَالَّذِينَ آمَنُوا الخ اور کونسی فضیلت اس فضیلت سے بالا تر ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد ان مہاجرین کو جنھوں نے بعد میں ہجرت کی تھی ان ہی کے ذیل میں لاتے اور ان کے ساتھ مشابہ قرار دیتے ہیں۔ قولہ وَأُولُو الْأَرْحَامِ الخ یہاں امداد باہمی کے وجوب کو قرابت رحم سے ثابت کرنا مقصود ہے اور یہ آیات سابقہ کے ساتھ منافات نہیں رکھتی۔ اس توجیہ پر ان آیات میں کوئی منسوخ نہیں ہے۔ اور فقیر عفی عنہ کے نزدیک یہ توجیہ سب سے زیادہ صحیح ہے۔ عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ اگر ابوبکرؓ کے ایمان کو تولا جائے تمام زمین والوں کے ساتھ تو ابوبکرؓ کا ایمان بھاری رہے گا فقیر کہتا ہے

ے ابتداء زمانہ ہجرت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین وانصار کے مابین مواخاۃ قائم کی تھی کہ فلاں، فلاں کا بھائی ہے اور فلاں فلاں کا تو یعنی مہاجر انصاری کا مددگار ہوا اور انصاری مہاجر کا خواہ ہر دو پہلے سے ایک دوسرے سے اجنبی ہوں اور اسی طرح ابتداء میں مہاجرین کے مابین مواخاۃ اور نصرت کی بناء پر ارث کا حکم بھی تھا تو ایک مہاجر انصاری کا وارث ہوا اور انصاری مہاجر کا۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُم مِّن وَلَايَتِهِم مِّن شَيْءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا تو اس حکم مذکورہ بالا سے متعلق ہے اس کے بعد وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ سے انتقال واقع ہوتا ہے کہ اس میں ارث کی بناء قرابت پر ہے تو بعض حضرات اس کے قائل ہوئے کہ آیت مسبوق الذکر یعنی وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا منسوخ ہو گئی اس آیت سے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کا ارث سے کوئی تعلق نہیں رکھتے اور ان کا تعلق صرف نصرت باہمی میں محدود کر فرماتے ہیں کہ اس آیت سے صرف وجوب تناصر ہی کو قرابت کے نقطۂ نظر سے بتانا مقصود ہے تو ناسخ اور منسوخ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس توجیہ کے مناسب بعضہم اولیاء بعض کا ترجمہ باہم ایک دوسرے کے مددگار ہوں گے کیا جائے گا اسی طرح ولایت کا ترجمہ نصرت اور مددگار ہوگا۔ واضح ہو کہ اولو الارحام سے آیت میں مطلقاً اہل قرابت مراد ہیں۔ صرف وہی لوگ قرابت مراد نہیں جن کو علماء فرائض ذوی الارحام کہتے ہیں جیسے خالہ، ماموں، پھوپھی، نواسہ نواسی یا

Marfat.com

روزِ بدر موافقاتِ عظیمہ و فراساتِ صادقہ از شیخین رضی اللہ عنہما ظاہر گردید۔

ذکر موسیٰ بن عقبۃ قصۃ بدر مفصلاً فذکر من فراستہما انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اشیروا علیّ فی امرنا و مسیرنا فقال ابو بکر انا اعلم الناس بمسافۃ الارض اخبرنا عدیٌّ ان العیر کانت بوادی کذا و کذا فکانا و ایاہم فرسی رہان الی بدرٍ ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشیروا علیّ فقال عمر بن الخطاب انہا قریش و عزہا و اللہ ما ذلت منذ عزت ولا آمنت منذ کفرت و اللہ لتقاتلنک فتاہب لذلک اہبتہ و اعدد لہ عدتہ و ذکر من فراسۃ ابی بکر الصدیق فقال لما طلع المشرکون قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم ہذہ قریش قد جاءت بخیلائہا وفخرہا تحاربک وتکذب رسولک اللہم انی اسألک ما وعدتنی و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمسک بعضد ابی بکر یقول اللہم انی اسألک ما وعدتنی فقال ابو بکر ابشر فوالذی نفسی بیدہ لینجزنّ اللہ ما وعدک فاستنصر المسلمون واستغاثوہ فاستجاب اللہ لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم وللمسلمین ثم ذکر ان المسلمین الی اللہ یسألونہ النصر حین رأوا القتال قد نشب و رفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کہ جنگ بدر کے موقع پر بڑی صائب رائی اور ان کی موافقت میں جانے والے اہم امور کا ظہور شیخین رضی اللہ عنہما سے ہوا۔ موسیٰ بن عقبہ نے بدر کا قصہ مفصل بیان کیا ہے۔ انھوں نے ان ہر دو کی بالغ نظری کی ایک بات یہ بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اصحاب سے) فرمایا کہ اس امر میں اپنے مشورے بیان کرو اور راہ و سفر کے بارے میں بھی۔ تو ابو بکرؓ نے کہا کہ زمین (عرب) کی مسافت کو میں سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ عدی نے ہم کو خبر دی کہ (مسلمانوں کے لشکر کے) اونٹ تیزی کے ساتھ اتنے اتنے (کوس) کے حساب سے بدر تک دوڑ گئے تھے کہ یوں معلوم ہو رہا تھا کہ شرط بدے ہوئے گھوڑے دوڑ رہے ہیں (چونکہ ابو بکرؓ راستوں کے ماہر ہمراہ تھے اس لئے صحیح راستہ پر بے فکری کے ساتھ دوڑ رہے تھے) پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنے اپنے مشورے بیان کرو تو عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ ہمارا مقابلہ قریش اور ان کی عزت سے ہے۔ واللہ یہ جماعت جب سے عزت والی بنی کبھی ذلیل نہیں ہوئی اور جب سے کافر ہوئی کبھی ایمان نہیں لائی بخدا وہ آپ سے ضرور قتال کریں گے اس کے لئے آپ پوری تیاری کریں اور اس جنگ کے مناسب سامان جمع کر لیجئے۔ اور ابو بکر صدیقؓ کی فراست ایمانی کا ایک یہ واقعہ بیان کیا کہ جب مشرکین سامنے سے دکھائی دیتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعاء کرنے لگے، الٰہی یہ قریش اپنے نخوت اور فخر کے ساتھ آ گئے ہیں لڑنے کے لئے اور آپ کے رسول کو جھٹلانے کے لئے اے اللہ! میں آپ سے وہ چیز مانگتا ہوں جس کا آپ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اور اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکرؓ کا بازو پکڑے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اے اللہ میں آپ سے وہ چیز مانگتا ہوں جس کا آپ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ اس پر ابو بکرؓ نے کہا کہ بشارت ہو قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کرے گا جو اس نے آپ سے کیا ہے اور مسلمانوں نے اللہ سے مدد مانگی اور اس سے استغاثہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور مسلمانوں کی دعائیں قبول فرمائیں۔ پھر موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا کہ مسلمان گڑگڑاتے ہوئے (جب قتال شروع ہو گیا تو) اللہ تعالیٰ سے مدد کی درخواست کر رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

الی اللہ یسالہ النصر ویقول
اللھم ان ظہروا علی ہذہ العصابۃ
ظہر الشرک ولم یقم لک دین وابوبکر
یقول یا رسول اللہ والذی نفسی
بیدہ لینصرنک اللہ و لیبیضن
وجہک فانزل اللہ من الملئکۃ
جنداً فی اکناف العدو فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قد انزل
اللہ نصرہ ونزلت الملئکۃ ابشر
یا ابابکر فانی قد رأیت جبریل معتجراً
یقود فرسا بین السماء والارض فلما
ہبط الی الارض جلس علیہا فتغیب
عنی ساعۃ ثم رأیت علی شفتیہ
غباراً۔ وعن علی قال نزل جبریل
فی الف من الملئکۃ عن میمنۃ
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفیہا
ابوبکر ونزل میکائیل عن میسرۃ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وانا فی المیسرۃ
وعن عمر بن الخطاب فی قولہ تعالی
ومن یولہم یومئذ دبرہ قال
نزلت ہذہ الآیۃ فانما کانت یوم
بدر وانا فئۃ لکل مسلم اخرج
مسلم وابوداؤد والترمذی عن عبداللہ
بن عباس قال حدثنی عمر بن الخطاب
قال لما کان یوم بدر نظر النبی صلی
اللہ علیہ وسلم الی اصحابہ

اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے مدد کا سوال کرنے لگے اور کہہ رہے تھے کہ اے اللہ اگر یہ اس گروہ پر غالب آگئے تو شرک کا غلبہ ہو جائیگا اور آپ کا دین قائم نہ ہو سکے گا اور ابوبکرؓ کہہ رہے تھے کہ یا رسول اللہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ آپ کی ضرور مدد کرے گا اور آپ کا چہرہ روشن کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کا ایک لشکر دشمنوں کے اطراف پر نازل فرما دیا۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد بھیجدی اور ملائکہ نازل ہو گئے ہیں بشارت ہو اے ابوبکرؓ! میں نے ابھی جبرئیلؑ کو دیکھا ہے سر پر دوپٹہ باندھے ہوئے آسمان اور زمین کے درمیان وہ اپنا گھوڑا کھینچے لئے جا رہے تھے۔ جب زمین پر اُترے تو اُس پر سوار ہو گئے پھر وہ ایک ساعت مجھ سے غائب رہے پھر میں نے ان کو دیکھا اس حالت میں کہ اُن کے لبوں پر غبار تھا۔ اور مروی ہے علیؓ سے فرمایا کہ جبرئیلؑ ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میمنہ (یعنی لشکر کے دائیں جانب والے حصّہ) پر نازل ہوئے اور اُس میں ابوبکرؓ (قائد) تھے۔ اور میکائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میسرہ پر یعنی بائیں طرف والے حصّہ پر نازل ہوئے اور میسرہ میں (قائد) میں تھا۔ اور عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے دربارۂ قولِ الٰہی <u>وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗ الخ (۸:۱۶)</u> اور جو شخص اُن سے اس موقع پر (مقابلہ کے وقت) پُشت پھیریگا الخ آپ نے فرمایا کہ تمھیں اس آیت سے غلط فہمی نہ ہونی چاہیئے یہ مخصوص تھی جنگِ بدر کے ساتھ جب کہ میں ہر مسلمان کا مددگار بن رہا تھا۔ (جس کو حریف کے مقابلہ پر کمزور دیکھا دوڑ کر اس کی مدد کے لئے جا پہنچا اس بھاگ دوڑ میں کبھی کسی دشمن کی طرف پشت بھی ہو جاتی تھی)۔ اخذ کیا مسلم نے اور ابوداؤد نے اور ترمذی نے۔ مروی ہے عبداللہ ابن عباسؓ سے اُنھوں نے کہا کہ مجھ سے ذکر کیا عمرؓ بن الخطاب نے کہ جب جنگِ بدر شروع ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب پر نظر ڈالی

ف چونکہ اس آیت کا مضمون یہ ہے کہ بجز جنگی پینتروں کے جو پشت پھیر کر بھاگے گا وہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں آجائے گا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا تو اُحد کے موقع پر جو ہزیمت واقع ہو گئی تھی جن میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی تھے ان لوگوں کے اُوپر یہ آیت چسپاں نہ کر دینا۔ اس میں شیعوں پر رد بھی کیا جو حضرت عثمانؓ کے تقدس پر اس آیت کو آڑ بنا کر حملہ کرتے ہیں ۱۲ مترجم

Marfat.com

وہم ثلثمائۃ وبضعۃ عشر رجلاً ونظر الی
المشرکین فاذاہم الف وزیادۃ فاستقبل
نبی اللہ القبلۃ ثم مد یدیہ وجعل
یہتف لربہ مادًّا یدیہ مستقبل القبلۃ
حتی سقط ردائہ فاتاہ ابوبکر فاخذ ردائہ
والقاہ علی منکبیہ ثم التزمہ من
ورائہ قال یا نبی اللہ کفاک مناشدتک
ربک فانہ سینجز لک ما وعدک فانزل
اللہ اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّکُمْ فَاسْتَجَابَ
لَکُمْ اَنِّیْ مُمِدُّکُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ
مُرْدِفِیْنَ فلما کان یومئذ والتقوا ہزم
اللہ المشرکین فقتل منہم سبعون رجلاً
واسر منہم سبعون رجلاً واستشار رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابابکر وعمر و
علیًّا فقال ابوبکر یارسول اللہ ہؤلاء
بنو العم والعشیرۃ والاخوان انی اری
ان تاخذ منہم الفدیۃ فیکون ما اخذنا
منہم قوۃ لنا علی الکفار وعسی اللہ
ان یہدیہم فیکونوا لنا عضدًا فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما
تری یا ابن الخطاب قلت واللہ ما
اری ما رای ابوبکر ولکنی اری
ان تمکنی من فلان قریب عمر
فاضرب عنقہ وتمکن علیا من عقیل
فیضرب عنقہ وتمکن حمزۃ من فلان
اخیہ فیضرب عنقہ حتی یعلم
اللہ انہ لیست فی قلوبنا مودۃ
للمشرکین ہؤلاء صنادیدہم و
ائمتہم وقادتہم

اور وہ تین سو اور دس سے کچھ زیادہ مرد تھے اور مشرکین کی طرف دیکھا تو وہ ایک ہزار سے زیادہ تھے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مستقبل قبلہ ہو کر دُعا کے لئے ہاتھ بڑھائے اور اپنے رب سے بڑے تضرع کے ساتھ ہاتھ بڑھائے ہوئے مستقبل قبلہ دُعا کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کی چادر گر گئی تو ابوبکرؓ نے آپ کے پاس پہنچ کر آپ کی چادر اُٹھائی اور اُس کو آپ کے دونوں کندھوں پر اُڑھایا اور اُس کو پیچھے سے پکڑے رہے پھر بولے اے نبی اللہؐ بس اس قدر آپ کی الحاح و تضرع کے ساتھ اپنے رب سے دُعا کافی ہوگئی ہے وہ عنقریب اُس وعدے کو پُورا کرے گا جو اُس نے آپ سے کیا تھا (گویا ابوبکرؓ کو خدا نے اپنی زبان بنا رکھا تھا ۱۲ مترجم) تو اللہ تعالےٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّکُمْ الخ (۹:۸) اُس وقت کو یاد کرو جب کہ تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے پھر اللہ تعالےٰ نے تمہاری سن لی کہ میں تم کو ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا جو سلسلہ وار چلے آئیں گے۔ تو اُس دن جب بھڑاؤ ہوا تو اللہ تعالےٰ نے مشرکین کو (شکست دی اور) بھگا دیا۔ اس دن اُن میں سے ستّر آدمی قتل ہوئے اور ستّر آدمی گرفتار کئے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ اور عمرؓ اور علیؓ سے مشورہ طلب کیا تو ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ یہ لوگ سب چچا کی اولاد ہیں اور ساتھی اور بھائی رہ چکے ہیں میری رائے یہ ہے کہ آپ ان سے فدیہ لے لیجئے تو کچھ زر فدیہ ہم اُن سے لیں گے وہ کفار پر ہماری قوت کا سبب بنے گا اور عنقریب اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو ہدایت کر دے گا تو یہ لوگ ہمارے بازو بنیں گے۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابن الخطاب تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا کہ واللہ میری رائے تو وہ نہیں ہے جو ابوبکرؓ کی رائے ہے لیکن میری رائے تو یہ ہے کہ آپ میرے سپرد کریں فلاں کو جو کہ عمرؓ کے رشتہ دار تھے تاکہ میں اُس کی گردن ماردوں اور علیؓ کے کیجئے عقیل کو تاکہ وہ اس کی گردن ماردیں اور حمزہؓ کے سپرد اُس کے فلاں بھائی (یعنی عباسؓ) کو کیجئے تاکہ وہ اس کی گردن ماردیں تاکہ اللہ تعالےٰ پر عیاں ہو جائے کہ ہمارے دلوں میں مشرکین کی محبت نہیں ہے۔ یہ لوگ مشرکین کے سردار ہیں اور ان کے ائمہ اور پیشوا ہیں

Marfat.com

فہوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما قال ابوبکر و لم یہو ما قلت واخذ منہم
الفداء فلما کان من الغد قال عمر
فغدوت الی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فاذا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم و ابوبکر قاعدان یبکیان
فقلت یا رسول اللہ اخبرنی ماذا
یبکیک انت و صاحبک فان
وجدت بکاء بکیت وان لم اجد
بکاء تباکیت لبکائکما قال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم ابکی للذی
عرض علی اصحابک من اخذ الفداء
ثم قال عرض علی عذابہم ادنی
من ہذہ الشجرۃ لشجرۃ قریبۃ و
انزل اللہ ما کان لنبی ان یکون
لہ اسری حتی یثخن فی
الارض الی قولہ لولا کتاب من
اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم
(من الفداء)۔ ثم احل لہم الغنائم
فلما کان یوم احد من العام
المقبل عوقبوا بما صنعوا یوم بدر
من اخذہم الفداء فقتل منہم
سبعون و فر اصحاب النبی
صلی اللہ علیہ وسلم عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم و
کسرت رباعیتہ

تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جھکاؤ اُس رائے کی طرف ہوا جو ابوبکرؓ نے پیش کی تھی اور جو کچھ میں نے کہا تھا اس کو پسند نہ فرمایا اور اُن سے فدیہ لے لیا۔ جب اگلا دن ہوا تو عمرؓ کہتے ہیں کہ میں صبح کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ دونوں بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے بتائیے آپ کیوں رو رہے ہیں آپ اور آپ کے صحابی دونوں۔ تاکہ وہ سُنکر اگر مجھے رونا آئے تو میں بھی روؤں اور اگر رونا نہ آئے تو (کم سے کم اتنا ہی کر لوں کہ) رونے کا حال بنا کر آپ دونوں کے ساتھ رونے میں شریک ہو جاؤں تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اُس کی وجہ سے روتا ہوں کہ فدیہ لینے کے بارے میں میرے سامنے جو رائے تمہارے اصحاب نے پیش کی تھی۔ پھر فرمایا کہ میرے سامنے لایا گیا وہ عذاب جو اُن پر ہوتا اس درخت سے بھی زیادہ نزدیک کر کے۔" قریب ہی ایک درخت تھا" اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں مَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَکُوْنَ سے فیما اخذتم الخ تک (۸: ۶۷-۶۸) نبیؐ کے شان کے لائق نہیں کہ اُن کے قیدی باقی رہیں (بلکہ قتل کر دیے جائیں) جب تک کہ وہ زمین میں اچھی طرح (کفار کی) خونریزی نہ کرلیں۔ تم دنیا کا مال واسباب چاہتے ہو اور اللہ تعالیٰ آخرت (کی مصلحت) کو چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست بڑی حکمت والے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہو چکتا تو جو امر تم نے اختیار کیا ہے اُس کے بارے میں تم پر کوئی بڑی سزا واقع ہوتی۔ فیما اخذتم سے فدیہ مراد ہے۔ اس کے بعد اُن کے لئے غنیمتوں (یعنی کُفّار سے لئے ہوئے اموال) کو حلال کر دیا گیا۔ پھر جب آئندہ سال جنگ اُحد واقع ہوا تو ان کو یوم بدر میں جو انھوں نے کیا تھا یعنی قیدیوں سے فدیہ لینے کی سزا دی گئی تو ان میں سے ستّر آدمی قتل کئے گئے اور اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگے اور آپ کے سامنے کے دو دانت ٹوٹے

لہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ کا منشا اس اشارے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عتاب میں فدیہ لینے کا بڑا دخل ہے۔ اور تریدون عرض الدنیا بھی اس کا بڑا قرینہ ہے۔ مگر بغیر فدیہ لیے اس امید پر کہ اس احسان کا اثر پڑے گا اور یہ لوگ آئندہ اسلام قبول کر کے اعلاء کلمۃ اللہ میں ہماری توقع باز رہ سکیں گے اور یہ بات بھی پیش نظر آئی کہ یہ لوگ بالعموم اہل اسلام میں سے ہی کبھی ہم اور یہ دوستانہ معاشرت کر چکے ہیں۔ بلکہ پیش نظر صرف اعلاء کلمۃ اللہ کی مصلحت ہوتی تو یہ صورت عتاب پیش آتی ۱۲

لہ بفتح الراء و تخفیف یا تحتانی دندان درمیان ثنیہ و ناب و این یا کل شکستہ بود بلکہ از تیر عتبہ بن ابی وقاص یا و ازان جدا شدہ بود و قولہ
حتمت ای کسرت البیضۃ یعنی خود آہن ۱۲

وهشمت البيضة على رأسه وسال
الدم على وجهه فانزل الله أولما
أصابتكم مصيبة قد أصبتم مثليها
قلتم أنى هذا قل هو من عند
أنفسكم باخذكم الفداء قال ابن
عباس رض بينما رجل من المسلمين يشتد
في اثر رجل من المشركين أمامه إذ
سمع ضربة بالسوط فوقه وصوت الفارس
فوقه يقول اقدم حيزوم إذ نظر
الى المشرك امامه فخر مستلقيا
فنظر اليه فاذا هو قد خطم أنفه
وشق وجهه بضربة السوط فاخضر
ذلك اجمع فجاء الانصاري فحدث
ذلك رسول الله صلى الله عليه
وسلم فقال صدقت وذلك من
مدد السماء الثالثة فقتلوا يومئذ
سبعين وأسروا سبعين وعن
عمر بن الخطاب انه سمع غلاما يدعو
اللهم انك تحول بين المرء وقلبه فحل
بيني وبين الخطايا فلا أعمل بسوء
منها فقال رحمك الله ودعا له بخير
عن مطرف قال قلنا للزبير يا ابا عبدالله
ضيعتم الخليفة حتى قتل ثم جئتم
تطلبون بدمه قال الزبير انا قرأنا
على عهد رسول الله صلى الله عليه
وسلم وابي بكر وعمر وعثمان واتقوا فتنة
لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة
ولم نكن نحسب انا اهلها حتى وقعت
فينا حيث وقعت وعن قتادة

اور آپ کا خود جو سر پر تھا توڑا گیا اور خون بہہ کر آپ کے چہرہ مبارک پر آگیا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اولما اصابتکم الخ (۳: ۱۶۵) اور جب تمھاری ایسی ہار ہوئی جس سے دو حصے تم جیت چکے تھے تو کیا ایسے وقت میں تم یوں کہتے ہو کہ کدھر سے ہوئی۔ آپ فرما دیجیے کہ یہ ہار خاص تمھاری طرف سے ہوئی۔ یعنی تمھارے فدیہ لینے کی وجہ سے۔ ابن عباس رض نے بیان کیا کہ اس دوران میں کہ مسلمانوں میں کا ایک شخص سخت تعاقب کر رہا تھا مشرکین میں کے ایک شخص کا جو اس کے آگے تھا کہ اچانک اس نے کوڑا مارنے کی آواز سنی اپنے اوپر سے اور اوپر سے سوار کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا "اے حیزوم آگے چل" (حیزوم حضرت جبریل ع کے گھوڑے کا نام ہے) اب اس مشرک کو جو آگے بھاگ رہا تھا دیکھا کہ وہ چت ہوا پڑا ہے۔ پھر اس کو دیکھا تو اس کی ناک پر چوٹ کا نشان تھا اور اس کا چہرہ کوڑے کی ضرب سے پھٹ گیا تھا۔ پھر اس کے بعد یہ سب کا سب سبز رنگ کا ہو گیا۔ اس انصاری نے آکر یہ پورا قصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے سچ کہا اور یہ تیسرے آسمان (کے فرشتے) کی مدد سے ہوا تو اس دن ستر مشرکین قتل ہوئے تھے اور ستر گرفتار کیے گئے تھے۔ اور مروی ہے عمر بن الخطاب سے کہ انھوں نے ایک لڑکے سے سنا جو یہ دعا کر رہا تھا کہ "اے اللہ! بیشک آپ آڑ بن جاتے ہیں آدمی اور اس کے قلب کے درمیان تو میرے اور میری خطاؤں کے درمیان آپ آڑ بن جائیے کہ میں اس وجہ سے کوئی برا کام نہ کر سکوں۔" تو آپ نے فرمایا کہ خدا تجھ پر رحمت کرے اور اس کے لئے دعائے خیر کی۔ اور مطرف سے مروی ہے کہا کہ ہم نے زبیر رض سے کہا کہ اے ابا عبداللہ تم نے خلیفہ (عثمان رض) کو ضائع کر دیا یہاں تک کہ وہ قتل ہو گئے۔ پھر تم ان کا قصاص طلب کرنے آئے ہو۔ زبیر رض نے کہا کہ ہم پڑھتے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رض اور عمر رض اور عثمان رض کے زمانہ میں واتقوا فتنۃ الخ (۸: ۲۵) "اور تم ایسے وبال سے بچو کہ جو خاص ان ہی لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں ان گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں۔" اور ہم یہ خیال نہیں کرتے تھے کہ وہ اہل فتنہ ہم ہی ہیں یہاں تک کہ جب اس کو واقع ہونا تھا ہم پر واقع ہو گیا۔ اور قتادہ رض سے اسی آیت کے بارے میں

Marfat.com

فی الآیۃ قال علم واللہ ذو الالباب
من اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم
حین نزلت ھذہ الآیۃ انہ ستکون
فتن وعن الحسن فی الآیۃ نزلت فی
علی وعثمان وطلحۃ والزبیر وعن
الضحاک نزلت فی اصحاب النبی صلی
اللہ علیہ وسلم خاصۃ وعن السدی
اخبرت انہم اصحاب الجمل وعن رفاعۃ
ابن رافع ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال لعمر رضی اللہ عنہ اجمع لی
قومک فجمعہم فلما حضروا باب النبی
صلی اللہ علیہ وسلم دخل عمرؓ
علیہ فقال قد جمعت الآن قومی
فسمع ذلک الانصار فقالوا
قد نزل فی قریش الوحی فجاء
المستمع والناظر ما یقال لہم
فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فقام بین اظہرہم فقال ہل فیکم
من غیرکم قالوا نعم فینا حلیفنا
و ابن اختنا و موالینا قال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم حلیفنا
منا وابن اختنا منا وموالینا
منا انتم تسمعون ان اولیائی
منکم الا المتقون فان کنتم اولئک
فذاک والا فانظروا لا یاتی
الناس بالاعمال یوم القیمۃ
وتاتون بالاثقال فیعرض عنکم وعن
عبد الرحمن بن ابی لیلی
قال سالت علیا

مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں سے جتنے سمجھدار تھے سب نے جان لیا تھا کہ فتنے آنے والے ہیں۔ اور حسنؒ سے اسی آیت کے بارے میں یہ روایت ہے کہ یہ نازل ہوئی علیؓ اور عثمانؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ کے بارے میں۔ اور ضحاک سے مروی ہے کہ یہ آیت صرف اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور سدیؒ سے مروی ہے (انھوں نے کہا کہ) مجھے یہ خبر دی گئی کہ وہ اصحاب جمل ہیں۔ اور رفاعہ بن رافع سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اپنی قوم کو جمع کر لاؤ۔ تو عمرؓ نے ان کو جمع کر لیا تو جب لوگ (حجرہ شریفہ کے) دروازے پر جمع ہو گئے عمرؓ نے اندر جا کر عرض کیا کہ میں قوم کو جمع کر لایا ہوں۔ اس بات کو انصار نے بھی سن لیا تو (وہ بھی آ گئے اور) انھوں نے کہا کہ (قریش کو جو آپ نے جمع کیا ہے اور ہمیں نہیں بلایا غالباً) قریش کے بارے میں کوئی وحی نازل ہوئی ہے تو جو مستمع ہیں (وہ اس وحی کو سننے کے لئے) آئے اور ناظر بھی (یہ دیکھنے کے لئے) پہنچ گئے کہ ان سے کیا کہا جائے گا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم (حجرہ سے) نکل کر ان کے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ تم میں کوئی غیر بھی ہے؛ انھوں نے عرض کیا جی ہاں ہم میں ہمارے حلیف بھی ہیں (یعنی جن سے قسمیہ معاہدات ہیں) اور ہماری بہنوں کی اولاد بھی ہے اور ہمارے موالی (یعنی آزاد کردہ) بھی ہیں (ان سب کو ہم اپنے ساتھ شامل سمجھتے ہیں) تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہمارے حلیف ہیں وہ ہم میں سے ہیں اور جو ہمارے بہن کی اولاد ہیں وہ بھی اور جو موالی ہیں وہ بھی سب ہم میں ہی سے ہیں۔ تم سن رہے ہو (تمہارے دنیاوی تعلق کے باہمی اعتبارات ہیں لیکن) میرے اولیاء (یعنی مقرب اصحاب) تم میں سے صرف وہی ہیں جو اہل تقویٰ ہیں[1] (خواہ وہ مہاجرین میں سے ہوں یا انصار میں سے حلیف ہوں یا ابن اخت یا موالی) تو اگر تم اسی جماعت (متقین) میں سے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ دیکھو قیامت کے دن ضرور سب لوگ اپنے اعمال کے ساتھ حاضر ہوں گے اور تم اثقال (یعنی گناہوں کے بوجھ) لے کر آؤ گے تو تم سے منہ پھیر لیا جائے گا عبد الرحمن بن ابی لیلے سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ میں نے علیؓ سے سوال کیا کہ

لہ حاشیہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

فقلتُ یا امیرَ المؤمنین آخبِرنی کیفَ کان صنیعُ ابی بکر و عمر فی الخُمس نصیبِکم فقال اما ابوبکر رحمہ اللہ فلم یکن فی ولایتہ اخماسٌ واَمّا عمر فلم یزل یدفعہ الیَّ فی کل خُمس حتے کان خُمسُ السوس و جُندیسابور فقال وانا عندہ ہٰذا نصیبُکم اہلَ البیت من الخُمس وقد اُحِلّ ببعض المسلمین واشتدَّت حاجتُہم فقلتُ نعم فوثب العباسُ بن عبدالمطلب فقال لاتعرض فی الذی لنا فقلتُ اَلَسنا اَحقّ مَن اَرْفق المسلمین وشفَّع امیر المؤمنین فقبضہ فواللہِ ما قَضانا و لا قدرتُ علیہ فی وَلایۃِ عثمان ثم اَنشَاَ علیٌّ یُحدِّث فقال انّ اللہ حرّم الصّدقۃَ علٰی رسولہٖ فعوّضہ سہماً من الخُمس عوضًا مما حرّم و حرّمہا علٰی اہل بیتہٖ خاصّۃً دونَ اُمّتہٖ فضرَبَ لہم مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سہمًا عِوضًا مما حرّم علیہم و رغب لکم عن غسالۃ الایدی لانّ لکم فی خُمس الخُمس مایُغنِیکم او یکفیکم ؎ وعن علیؓ قال وَلّانی رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی خُمس الخُمس فوضعتُہ مواضِعَہ

اے امیر المؤمنینؓ! یہ بتلایئے کہ آپ کے حصہ خمس کے بارے میں ابوبکرؓ اور عمرؓ کا آپ کے ساتھ کیا برتاؤ تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ابوبکر رحمہ اللہ کی ولایت میں اخماس تھے ہی نہیں (کیونکہ آپ کے زمانہ میں کوئی باہر کا ملک فتح نہیں ہوا کہ اموالِ غنیمت آتے اور اُن میں سے خمس (⅕) نکالا جاتا۔ رہے عمرؓ تو وہ ہمیشہ ہر خمس میں سے مجھے دیتے رہے یہاں تک کہ جب سوس اور جُندیسابور کے خمس کا موقع آیا تو اُنھوں نے کہا جب کہ میں اُن کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ یہ تم اہلِ بیت کا حصہ ہے خمس میں سے اور یہ بعض مسلمانوں کو دینا بھی حلال کیا گیا ہے اور بعض ایسے ہیں کہ اُن کو سخت ضرورت ہے تو میں نے کہا بہت اچھا۔ اب عباسؓ بن عبدالمطلب اٹھ کھڑے ہوئے اور اُنھوں نے کہا کہ جو ہمارا حق ہے اُس میں کسی کو حصہ دار نہ بنایئے۔ تو میں نے کہا (یعنی عباسؓ سے) کہ کیا مسلمانوں کے ساتھ سلوک کرنے کا حق سب سے زیادہ ہم کو نہیں پہنچتا اور پھر اس حالت میں کہ امیر المؤمنینؓ نے سفارش (بھی) کی ہے اس کے بعد عمرؓ نے اُس پر قبضہ کر لیا پھر واللہ ہم نے حق نہیں مانگا۔ اور ولایتِ عثمانؓ میں میں اس پر قادر نہ ہوا۔ پھر حضرت علیؓ نے بات کرنا شروع کی تو فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے صدقہ اپنے رسولؐ پر حرام کیا تو اُس کے بدلے میں خمس میں سے ان کو ایک حصہ دیا اور صدقہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت پر بھی خاص طور پر حرام کیا آپؐ کی اُمت میں سے اوروں پر نہیں کیا تو اللہ تعالٰی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک حصہ اُن کا بھی لگایا اُس چیز کے بدلے میں جس کو اُن پر حرام کیا تھا اور تم کو ہاتھوں کا دھوون دینا ناپسند کیا (یعنی صدقہ جو اسی درجہ میں ہے یہ خطاب آپ نے اہلِ بیت سے کیا) کیونکہ خمس کے خمس میں اتنا مل جاتا ہے جو تم کو مالدار بنادے یا تمہارے لئے کافی ہو جائے۔ اور مروی ہے علیؓ سے آپ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس کے خمس پر ولی بنایا تھا تو میں اس کو اُس کے مناسب مواضع پر رکھتا رہا (یعنی

(حاشیہ صفحہ ۸۴)

؎ انصار کی گفتگو سے یہ مترشح ہوتا تھا کہ ان کا خیال یہ ہے کہ قریش بوجہ نسب و قرب اور عزت میں ہم سے مقدم رکھے جاتے ہیں اس لئے آپ نے کمال بلاغت کے ساتھ ان کو سمجھایا کہ میری نظر میں عزت کا معیار تقویٰ ہے وہ نہیں جو تم خیال کرتے ہو۔ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو اس وجہ سے لائے ہیں کہ اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تخصیص خصوصی واضح ہوتی ہے کہ آپ گھر کے اندر آنے جانے والوں میں سے تھے دوسری وجہ یہ ثابت کرنا ہے کہ "اولیاء" کے اس مفہوم کی جو آیت ۲۸ میں تعیین کی گئی ہے یہ موقع بہت اچھی شہادت ہے کہ یہاں ورثاء کے معنے مراد لینے کی کوئی گنجائش نہیں ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

Marfat.com

حیاۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ولابی بکر وعمرؓ ۔ و عن قتادۃؓ ان ابابکر اوصٰی بالخمس و قال ارضٰی بما رضی اللہ لنفسہ ثم تلا وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ ۔ و عن حبان بن واسع بن حبان عن اشیاخ من قومہ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عدل صفوف اصحابہ یوم بدر و رجع الی العریش فدخل ابوبکر و قد خفق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خفقۃ و ہو فی العریش ثم انتبہ فقال ابشر یا ابابکر اتاک نصر اللہ ہذا جبرئیل اخذ بعنان فرسہ یقودہ علی ثنایاہ النقع ۔ و عن ابی ہریرۃ قال انزل اللہ علی نبیہ بمکۃ سَیُہْزَمُ الْجَمْعُ وَ یُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۝ فقال عمر بن الخطاب یارسول اللہ ای جمع ذلک قبل بدر فلما کان یوم بدر وانہزمت قریش نظرت الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی آثارہم مصلتا بالسیف یقول سَیُہْزَمُ الْجَمْعُ وَ یُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۔ و عن حرام بن معاویۃ قال کتب الینا عمر بن الخطاب ان لا یجاورنکم خنزیر و لا یرفع فیکم صلیب و لا تاکلوا علی مائدۃ یشرب علیہا الخمر وادّبوا الخیل و امشوا بین الغرضین

جن کو دینا مناسب تھا ان کو دیتا رہا) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اور ابوبکرؓ و عمرؓ کی حیات تک ۔ اور قتادہؓ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے خمس (براہِ خدا اپنے متروکہ میں سے دینے) کی وصیت کی اور کہا کہ میں اس پر راضی ہوں جس پر اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے لئے راضی ہوا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الخ (۸: ۴۱) اور اس بات کو جان لو کہ جو شے (کفار سے) بطور غنیمت تم کو حاصل ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ کل کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ کا۔ اور حبان بن واسع ابن حبان روایت کرتے ہیں اپنی قوم کے چند بوڑھوں سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوم بدر میں اپنے اصحابؓ کی صفیں درست کر کے چھپر کی طرف واپس ہوئے۔ پھر ابوبکرؓ داخل ہوئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی سی دیر پلک جھپکائی تھی جب آپؐ عریش (یعنی چھپر) میں تھے پھر آپؐ بیدار ہوگئے اور فرمایا بشارت ہو اے ابوبکرؓ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی مدد آپہنچی ہے، یہ جبرئیلؑ ہیں جو اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے اس کو کھینچ رہے ہیں اُن کے دانت غبار آلود ہیں۔ اور مروی ہے ابوہریرہؓ سے اُنھوں نے کہا کہ مکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ پر نازل کیا سَیُہْزَمُ الْجَمْعُ الخ (۵۴: ۴۵) "عنقریب (اُن کی) یہ جماعت شکست کھائے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے"۔ تو عمر ابن الخطاب نے کہا تھا بدر سے پہلے کہ یارسول اللہ یہ کونسی جماعت ہے تو جب یوم بدر آیا اور قریش کو ہزیمت ہوئی تو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اُن کے بھاگنے کے نشانات پر تلوار کھینچے ہوئے یہ فرما رہے تھے سَیُہْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۔ اور حرام بن معاویہ سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ ہمارے پاس عمرؓ بن الخطاب نے یہ ہدایات لکھ کر بھیجیں کہ تمہارے پڑوس میں بھی خنزیر نہ رہے اور نہ تم میں صلیب کو بلند کیا جائے (یعنی اونچی جگہ یا بانس وغیرہ پر لگا کر) اور اس دسترخوان پر کھانا مت کھاؤ جس پر شراب پی جاتی ہو[1] اور گھوڑوں کو سدھاؤ اور دونوں نشانوں (یعنی رکن یمانی اور حجر اسود) کے درمیان مشی کرو[2] یعنی آہستہ چلو۔

[1] اس زمانہ میں متمول اور سرکاری ملازمین کی دعوتوں کی مجالس میں مسلم اور غیر مسلم ایک مجلس میں کھانا یا پھل وغیرہ کھاتے ہیں اور ساتھ ہی شراب کا دور بھی چلتا رہتا ہے ایسی مجلس میں مسلمانوں کو چاہیے کہ ہرگز شریک نہ ہوں یہ نہ خیال کریں کہ ہم پر جب کہ ہم نہیں پئیں گے کوئی گناہ نہیں۔ ایک دسترخوان ایک مجلس ہوا کرتی ہے ۱۲ مترجم

[2] ای لا تزاحموا بین الرکن الیمانی والحجر فانہ الیسر الاستلام عند الازدحام ۱۲

قال اللہ تعالیٰ أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَوُونَ عِندَ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُم بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ ۝ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝

فقیر گوید عفی عنہ سبب نزولِ این آیات آنست کہ کفارِ قریش با مہاجران خصوصاً با علی مرتضیٰ مفاخرت نمودند کہ ما آبادی داریم مسجدِ حرام را و آشامیدنے میدہیم حاجیان را پس ما بہتر باشیم و مہاجران جواب دادند کہ ما ایمان آوردیم بہ پیغامبر و بروز آخر و ہجرت و جہاد نمودیم پس ما بہتریم خدای عزّ و جلّ حکم فصل درمیان مشاجرہ نازل فرمود مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَن يَعْمُرُوا مَسَاجِدَ اللَّهِ شَاهِدِينَ عَلَىٰ أَنفُسِهِم بِالْكُفْرِ ۚ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ ۝ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ ۖ فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَن يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ۝ یعنے عمارتِ مسجدِ حرام عملے است از اعمالِ صالحہ و شرطِ قبولِ عملِ صالح ایمان است بخدا و بروزِ آخر و اقامتِ صلوٰۃ و ایتاءِ زکوٰۃ و یکجہت و یک روے بودن در خشیتِ حق جلّ و علا

آیات سورۃ التوبۃ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ الخ (۹: ۱۹-۲۲)

کیا تم لوگوں نے حُجاج کے پانی پلانے کو اور مسجد حرام کے آباد رکھنے کو اس شخص کے برابر قرار دے لیا جو کہ اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہو اور اُس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا ہو یہ لوگ برابر نہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور جو لوگ بے انصاف ہیں اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ نہیں دیتا۔ جو لوگ ایمان لائے اور (اللہ تعالیٰ کے واسطے) انھوں نے ترک وطن کیا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان اور مال سے جہاد کیا وہ درجہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑے ہیں اور یہی لوگ پورے کامیاب ہیں اُن کا رب اُن کو بشارت دیتا ہے اپنی طرف سے بڑی رحمت اور بڑی رضامندی اور (جنت کے) ایسے باغوں کی کہ ان کے لئے اُن (باغوں) میں دائمی نعمت ہوگی (اور) اُن میں یہ ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا اجر ہے۔

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ ان آیات کا سبب نزول یہ ہے کہ کفارِ قریش نے مہاجرین سے خصوصاً علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر یہ فخر جتایا کہ ہم مسجد حرام کو آباد رکھتے ہیں اور حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں تو ہم تم سے افضل ہیں اور مہاجرین نے جواب دیا کہ ہم پیغمبرؐ اور یوم آخرت پر ایمان لائے اور ہم نے ہجرت کی اور جہاد کیا اس لئے ہم افضل ہیں۔ خدا تعالیٰ نے فیصلہ کن ارشاد اس کہا سنی پر نازل فرمایا مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ الخ (ترجمہ ان آیات کا یہ ہے کہ پہلی دو آیات) مشرکین کی یہ لیاقت ہی نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں جس حالت میں کہ وہ خود اپنے اوپر کفر (کی باتوں) کا اقرار کر رہے ہیں ان لوگوں کے سب اعمال اکارت ہیں اور دوزخ میں وہ لوگ ہمیشہ رہیں گے ہاں اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لاویں اور نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور بجز اللہ تعالیٰ کے کسی سے نہ ڈریں۔ سو ایسے لوگوں کی نسبت توقع (یعنی وعدہ) ہے کہ اپنے مقصود تک پہنچ جائیں گے۔ یعنی مسجد الحرام کو آباد رکھنا اعمالِ صالحہ میں سے ایک عمل ہے اور عملِ صالح کے قبول کی شرط ہے اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا اور اللہ جل شانہٗ کی فرمانبرداری میں بالکل یکجہت اور یک رُو ہو جانا

Marfat.com

وچون در کفارِ قریش این صفات مفقود است اعمالِ ایشان حبط شد و کان لم یکن ماند پس این جماعہ را بصورتِ آن اعمال فضیلتے حاصل نشد تا بمہاجران چہ رسد باز میفرماید کہ اگر بفرض آن اعمال را تحققے میبود و نابودے گشت سنجیدن آن بمقابلۂ ہجرت وجہاد خطا است لَا یَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰہِ بعد ازان تسجیل وتاکید این میفرماید کہ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَہَاجَرُوْا وَجَاہَدُوْا آنانکہ ایمان آوردند وہجرت کردند وجہاد فی سبیل اللہ باموال وانفسِ خویش بجا آوردند و بزرگتر اند باعتبار درجہ نزدیک خدائتعالٰی یعنے از عمارتِ مسجد حرام وسقایتِ حاج وسائر اعمال ایشان اند بمطلب رسندگان بشارت میدہد ایشان را پروردگارِ ایشان بہ بخشایشے از جانب خود وبخوشنودی و بہشتہا کہ ایشان را باشد آنجا نعیم دایم جاویدان آنجا ہمیشہ ہر آئینہ خدائتعالٰی نزدیک اوست اجر بزرگ یعنی بدستِ اوست ہر کرا خواہد عطا فرماید و بر ہر عملے کہ خواہد میدہد ازین آیت فضیلتِ مہاجران و مجاہدان معلوم شد وزیادتِ آن عمل از سائر اعمالِ خیر و مآلِ حالِ این جماعہ اصرح مایکون بظہور پیوست وہو المقصود۔

قال اللہ تعالٰی اِلَّا تَنْصُرُوْہُ فَقَدْ نَصَرَہُ اللّٰہُ اِذْ اَخْرَجَہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ہُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ وَاَیَّدَہٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْہَا وَجَعَلَ کَلِمَۃَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا السُّفْلٰی ط وَکَلِمَۃُ اللّٰہِ ہِیَ الْعُلْیَا ط

اور جب کہ کفارِ قریش میں یہ صفات مفقود ہیں تو اُن کے اعمال ضائع اور نہ ہونے کے برابر ہوگئے تو اس جماعت کو ان اعمال کے اعتبار سے کوئی بھی فضیلت حاصل نہیں ہوئی۔ مہاجرین کے مقابلہ کی فضیلت تو کیا حاصل ہوتی۔ پھر فرماتے ہیں کہ اگر مان لیا جائے کہ ان اعمال کا تحقق ہوتا ہے اور وہ نابود بھی نہیں ہو جاتے تو ان کو ہجرت اور جہاد کا ہموزن قرار دینا غلطی ہے لَا یَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰہِ (اللہ کے نزدیک یہ سب برابر نہیں ہیں) اس کے بعد فیصلہ کن طور پر تاکید اس مفہوم کی کرتے ہیں کہ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَہَاجَرُوْا وَجَاہَدُوْا الخ جو لوگ کہ ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ تعالٰی کی راہ میں جہاد کے حکم کی تعمیل کی وہ باعتبار رتبہ کے اللہ تعالٰی کے نزدیک زیادہ بڑے ہیں۔ یعنی آبادی مسجد حرام کرنے اور حجاج کو پانی پلانے والوں سے ان کے تمام اعمال مقصد پر کامیاب ہونے والوں کے (اعمال) ہیں اُن کو اُن کا پروردگار اپنی طرف سے بخششوں اور جنتوں کی بشارت دیتا ہے وہاں اُن کو پائدار اور جاودانی نعمتیں ملیں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے بیشک اللہ (ہی وہ ذات ہے) جس کے پاس بڑا اجر ہے۔ یعنی اُس کے ہاتھ میں ہے کہ وہ جس کو چاہے عطا فرمائے اور جس عمل پر جتنا چاہتا ہے دیدیتا ہے۔ اس آیت سے مہاجرین اور مجاہدین کی فضیلت معلوم ہوگئی اور تمام اعمالِ خیر سے ان اعمال کا بڑھا ہوا ہونا اور اس جماعت کا انجام کار پوری صراحت کے ساتھ واضح ہوگیا اور یہی ہمارا مقصود ہے۔

اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا اِلَّا تَنْصُرُوْہُ فَقَدْ الخ (۹: ۴۰)

اگر تم لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ کروگے تو اللہ تعالٰی آپ کی مدد اُس وقت کر چکا ہے جب کہ آپ کو کافروں نے جلاوطن کر دیا تھا جب کہ دو آدمیوں میں ایک آپ تھے جس وقت کہ دونوں غار میں تھے جب کہ آپ اپنے ہمراہی سے فرما رہے تھے کہ تم (کچھ) غم نہ کرو یقیناً اللہ تعالٰی ہمارے ہمراہ ہے۔ سو اللہ تعالٰی نے آپ (کے قلب) پر اپنی تسلی نازل فرمائی اور آپ کو ایسے لشکروں سے قوت دی جن کو تم لوگوں نے نہیں دیکھا اور اللہ تعالٰی نے کافروں کی بات (اور تدبیر) نیچی کر دی (کہ وہ ناکام رہے) اور اللہ ہی کا بول بالا رہا

Marfat.com

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝
فقیر گوید عفی عنہ خدا تعالیٰ توبیخ میکند مسلمانان را کہ اگر شما نصرت ندہید پیغامبر را زیان نکردہ باشید مگر نفس خود را و ہیچ ضرر بہ پیغامبر نخواہد بود ہر آئینہ نصرت دادہ او را خدا تعالیٰ وقتیکہ برآوردند او را کافران حالانکہ دوم دو کس بود وقتیکہ آن دو کس در غار بودند وقتے کہ میگفت آن یارِ خود را اندوہ مخور ہر آئینہ خدا تعالیٰ با ماست پس فرود آورد خدا تعالیٰ آرامِ دل را بروی و تائید داد او را بآن لشکرہا کہ ندیدید شما از جنس ملائکہ در غزوۂ بدر وغیر آن نازل فرمود و ساخت خدا تعالیٰ سخن کافران را پست تر و سخن خدا تعالیٰ ہمان است بلند تر و خدا غالب باحکمت است۔ اخبار متواترہ و اتفاق امتِ مرحومہ اہل ہوا نیز متفق اند دال است بر آنکہ آن یار دیگر ابوبکر صدیقؓ بود و این فضیلتِ عظیمہ است او را و تنویہ است بحالِ او

اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔
فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تنبیہ کر رہے ہیں کہ اگر تم رسولؐ کو مدد نہ دوگے تو تم صرف اپنے نفس ہی کو نقصان پہنچاؤگے رسولؐ کو کوئی ضرر نہ پہنچے گا۔ خدا تعالیٰ نے اس کو ایسے وقت مدد دی جب اس کو کافروں نے نکالا تھا اس حال میں کہ وہ دو میں کا دوسرا تھا جس وقت کہ وہ دونوں شخص غار میں تھے۔ جب کہ وہ اپنے یار سے کہہ رہا تھا کہ غم مت کر یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے تو خدا تعالیٰ نے اُس پر آرامِ دل نازل کیا اور اُس کو ان لشکروں سے مدد دی جن کو تم نے نہیں دیکھا۔ یعنی فرشتوں کو غزوہ بدر وغیرہ میں نازل فرمایا اور خدا تعالیٰ نے کافروں کی بات کو نیچی کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی بات سے اُونچی رہتی ہے۔ اور خدا غالب، حکمت والا ہے۔ اخبار متواترہ اور اُمتِ مرحومہ کا اتفاق یہاں تک کہ اہلِ ہوا (شیعہ) بھی اس پر متفق ہیں اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ دوسرا یار حضرت صدیقؓ تھے اور یہ آپ کے لئے بہت بڑی فضیلت ہے اور اُن کے حال کی بڑی تعظیم ہے

؎۱ احقر مترجم عرض کرتا ہے کہ یہ آیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عدیم المثال فضائل پر دلالت کرتی ہے۔ اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ثانی اثنین (یعنے دو میں سے دوسرا) فرما کر صدیق اکبرؓ کے بےنظیر اخلاص اور عدیم المثال کردار کی طرف تعریض فرمائی ہے کیونکہ لفظ ثانی اثنین سامنے آنے کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ کو "ثانی" کیوں فرمایا گیا۔ ترتیب میں پہلا صدیق اکبرؓ کو کیوں قرار دیا گیا۔ ترتیب بیان میں اس کا عکس بھی ہو سکتا تھا یعنی اوّل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور ثانی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور بظاہر قیاس بھی اسی کا متقاضی ہے کہ بلحاظ مرتبہ اوّلیت کا حق حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ یہ ترتیب بیان دعوتِ فکر دیتی ہے اور غار میں داخل ہونے کا نقشہ قاری کو مستحضر کرانا چاہتی ہے کہ احادیث میں اور کتب سیر میں جو کچھ منضبط ہے وہ آنکھوں کے سامنے آجائے کہ غار میں اوّل حضرت صدیقؓ داخل ہوئے۔ آپ کے لئے جگہ بنائی اس میں جس قدر سوراخ تھے سب اپنی چادر پھاڑ کر اس کے ٹکڑوں سے بند کیا پھر آپ کو اندر بلایا اور ایک سوراخ جو بند نہ ہو سکا تھا ذاتِ اقدس کی حفاظت کے لئے اس پر اپنی ایڑی رکھ لی اور اپنے زانو کو آپ کا تکیہ بنایا کہ آپ کچھ آرام فرمالیں۔ پھر ایڑی میں سانپ نے کاٹا تو محبوب کی راحت کو پھر بھی مقدم رکھا۔ کتب سیر میں تفصیلات موجود ہیں۔ الغرض غار میں داخل ہونے کے لحاظ سے آپؐ ثانی تھے اس لئے آپ کو ثانی اثنین فرمایا گیا جس سے کمال بلاغت کے ساتھ اوّل اثنین کی جانب تعریض مقصود ہے۔ اسی آیت میں حق تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول نقل کیا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمانا ہی معیت کے تحقق کے لئے برہانِ قاطع تھا پھر حق تعالیٰ کا آپ کے قول کو نقل کرنا تو اس امر کی قطعیت کو بہت ہی مؤکد کر رہا ہے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کی خصوصی معیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضِ صحبت سے صدیق اکبرؓ کو بھی حاصل ہوئی۔ اس کے مقابلہ پر اس کو دیکھئے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بحرِ قلزم پر پہنچ جاتے ہیں اور سامنے فرعون کا عظیم لشکر بھی آپہنچتا ہے تو قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ اصحاب موسیٰ کہتے ہیں کہ ہم تو پکڑے گئے آپ ان سے فرماتے ہیں كَلَّا اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ؎۹ یعنے ہرگز نہیں میری ساتھ میرا رب ہے، وہ مجھے ابھی راستہ دیگا۔ یہاں معیت کا اثبات صرف موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے لفظ مَعِيَ فرمایا تھا (یعنے میرے ساتھ) حالانکہ ہارون علیہ السلام دوسرے پیغمبر بھی ہمراہ تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَعَنَا فرمایا یعنے اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے یعنی معیتِ الٰہیہ میں صدیق اکبرؓ بھی شامل رہیں۔ یہ نکتہ بھی ملحوظ رکھنے کے قابل ہے کہ موسیٰ علیہ السلام حق تعالیٰ کی معیت کو رَبِّیْ کے ساتھ بیان فرماتے ہیں یعنی وہ اپنی شانِ ربوبیت کے ساتھ میرے ہمراہ ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا یعنے وہ ذات مستجمع جملہ صفات کمال ہمارے ساتھ ہے یعنی معیتِ ذاتی کا اظہار فرما رہے ہیں جس کے ساتھ تمام صفات ملحوظ ہیں تو اس معیتِ ذاتی کی رفعت کا کیا ٹھکانا ہوگا اور اس میں حضرت صدیقؓ بھی آپ کے ہمرکاب ہیں۔؎
اشتیاق احمد عفی عنہ

Marfat.com

واشارۂ جلیہ است بسوی قبول آن عمل از وجہ آن عمل اگر در اعلے مرتبہ عز وقبول نمی بود این تشریف واین قدر تعظیم نمی فرمود وہو المقصود۔

قال اللہ تعالٰے وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ؀

فقیر گوید عفی عنہ خدا تعالٰے درین آیات حال ومآل منافقان ومومنان بیان مے فرماید صفت منافقان امر ست بمنکر ونہی از معروف وبخل در حقوق مالیہ واجبہ ومآل ایشان آنکہ بموافقت کفار ہمیشہ درنار باشند وباشد ایشان را لعنت وعذاب دائمی بعد ازان تشبیہ میدہد ایشان را باکفار پیشین وانذار مینماید بہمان پاداش کہ انجامہ را بودہ است وصفت مومنان نصرت یکدیگر دادن درحق وامر بمعروف ونہی از منکر وبرپا داشتن نماز ودادن زکوٰۃ وفرمانبرداری خدا ورسول او ومآل ایشان آنست کہ وعدہ دادہ است خدا تعالٰے بہشتہای رود زیر آن جویہا جاویدان آنجا وخانہای پاکیزہ دربہشتہا جاوید واز ہمہ نعمتہا بزرگتر خوشنودی خدای تبارک وتعالٰی است وآن ایشان را باشد شک نیست کہ خلفاء متصف بودند باین اوصاف از جہت اخبار متواترہ کہ ہیچ شبہہ دران نتوان نمود پس باین بشارت نفیسہ مبشر باشند وہو المقصود۔

قال اللہ تعالٰے وَالسّٰبِقُوْنَ

اور کھلا ہوا اشارہ ہے بوجہ اس عمل کے آپ کی مقبولیت کی جانب۔ اگر آپ عزت ومقبولیت کے اعلیٰ مرتبہ پرنہ ہوتے تو یہ تکریم اور اس قدر تعظیم نہ فرمائی جاتی اور یہی ہمارا مقصود ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الخ (۹: ۷۲) اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں سے ایسے باغوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کے نیچے سے نہریں چلتی ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور نفیس مکانوں کا جو کہ ان ہمیشگی کے باغوں میں ہوں گے اور (ان سب نعمتوں کے ساتھ) اللہ تعالےٰ کی رضامندی سب (نعمتوں) سے بڑی چیز ہے۔ یہ (جزائے مذکور) بڑی کامیابی ہے"

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ خدا تعالےٰ ان آیات میں منافقوں اور مومنوں کا حال اور انجام بیان فرماتے ہیں۔ منافقوں کی صفت ہے بری بات کا حکم دینا اچھی بات سے روکنا اور حقوقِ مالیہ واجبہ میں بخل کرنا اور اُن کا انجام یہ ہے کہ کفار کی موافقت کی وجہ سے وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور اُن پر پھٹکار اور عذاب دائمی رہے گا۔ اس کے بعد اُن کو گزشتہ زمانوں کے کفار کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے اُسی پاداش سے ڈراتے ہیں جو اُن کفار کی ہو چکی ہے۔ اور مومنین کی صفت یہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کو مدد دیتے ہیں حق میں اور نیک بات کا حکم کرنے اور بری بات سے روکتے ہیں اور (اُن کی صفت ہے) نماز کا قائم رکھنا اور زکوٰۃ دینا اور اللہ و رسولؐ کی فرمانبرداری اور اُن کا انجام یہ ہے کہ اُن سے خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے ایسی جنتوں کا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی اور یہ نعمت جاوداں ہوں گی یعنی ہمیشہ رہے گی اور پاکیزہ محلات جاودانی ہوں گے اور تمام نعمتوں سے بڑی نعمت ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا وخوشنودی اور یہ اُن کا حصہ ہوگی۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضرات خلفاءؓ ان صفات سے متصف تھے۔ اخبار متواترہ اس کی شاہد ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا تو ان عظیم الشان بشارتوں سے وہ بھی مبشر ہیں اور یہی ہمارا مقصود ہے۔

اللہ تبارک وتعالےٰ نے فرمایا وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ الخ (۹: ۱۰۰) اور جو مہاجرین اور انصار (ایمان لانے میں سب سے) سابق

Marfat.com

الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَ
الَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ
تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ
ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

فقیر گوید عفی عنہ خدای عزّ وجلّ بیان میفرماید درین آیت حُسن حال و مآل اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و میگوید پیشینیان نخستینان از مہاجرین و انصار کہ قبل بدر یا قبل از برگشتن قبلہ از بیت المقدس بجانب کعبہ و ہر دو نزدیک یکدیگر بودہ است و آنانکہ تابع ایشان شدند بہ نیکوکاری کہ ہجرت کردند و نصرت دادند راضی شد خدایتعالی از ایشان و راضی شدند ایشان از وے جلّ شانہٗ و مہیا کرد خدای تعالی برای ایشان بہشتہا میرود زیر آن جویہا جاویدان آنجا ہمیشہ این است کامیابی بزرگ درین آیت تشریف عظیم است صحابہؓ را و اخبار است بآنکہ خدایتعالے از ایشان راضی شد و ایشان از وی جلشانہٗ راضی شدند و ناہیک بہ من فضیلۃ۔

قال اللہ تعالے لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝

فقیر گوید این آیت در غزوۂ تبوک نازل شد کہ خدایتعالے برحمت بازگشت یعنی تلطف و مہربانی زیادہ از انچہ سابق بود انعام فرمود بہ پیغامبرؐ و

اور مقدّم ہیں اور (بقیہ امت میں) جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ اُن کے پیرو ہیں اللہ تعالیٰ اُن سب سے راضی ہوا اور وہ سب اُس (اللہ تعالیٰ) سے راضی ہوئے اور اللہ تعالے نے اُن کے لئے ایسے باغ مہیّا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (اور) یہ بڑی کامیابی ہے۔"

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ اس آیت میں اللہ عزّ وجلّ بیان فرماتے ہیں اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمدہ حال اور عمدہ انجام اور فرماتے ہیں کہ پیش قدمی کرنے والے اور پہل کرنے والے مہاجرین اور انصار میں سے (پیش قدمی اور پہل سے یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ) جنگ بدر سے پہلے ایمان لائے یا بیت المقدس سے بسمت کعبہ قبلہ بدلنے سے پہلے اور یہ دونوں واقعات ایک دوسرے کے قریب ہی کے ہیں۔ اور جو لوگ کہ ان کی پیروی کرنے والے ہوئے نیک کاموں میں کہ انہوں نے ہجرت کی اور مدد دی اللہ تعالے اُن سے راضی ہوا اور وہ اللہ جلّ شانہٗ سے راضی ہوتے اور اللہ تعالے نے اُن کے لئے ایسی بہشتیں مہیّا کی ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں یہ سب نعمتیں جاودانی ہمیشہ رہنے والی ہیں یہ ہے بہت بڑی کامیابی۔ اس آیت میں صحابہؓ کو عظیم شرف عطا ہوا ہے اور اس امر کی خبر دی گئی ہے کہ خدا تعالے اُن سے خوش ہے اور وہ اللہ جلشانہٗ سے خوش ہیں۔ اور اب تم کو خلفاءؓ کی فضیلت کے اقرار سے کیا چیز مانع ہے۔

اللہ تعالے نے فرمایا لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ الخ (۹:۱۱۷) اللہ تعالے نے پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) کے حال پر توجہ فرمائی اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی جنھوں نے ایسی تنگی کے وقت میں پیغمبرؐ کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ اُن میں سے ایک گروہ کے دلوں میں کچھ تزلزل ہو چلا تھا پھر اللہ تعالے نے اُن کے حال پر توجہ فرمائی بلاشبہ اللہ تعالے اُن سب پر بہت ہی شفیق مہربان ہے۔"

فقیر کہتا ہے کہ یہ آیت غزوۂ تبوک کے بارے میں نازل ہوئی کہ خدا تعالے نے رحمت کے ساتھ توجہ کی اور لطف و مہربانی جس قدر پہلے سے اُن پر تھی اُس سے زیادہ انعامات فرماتے پیغمبرؐ پر بھی اور

Marfat.com

مہاجران و انصار کہ پیروی او کردند در وقتِ تنگدستی بعد ازانکہ نزدیک بود کہ کج شود دلِ جماعہ ازیشان از جہتِ کمال شدتِ حال یعنے باوجود آنکہ یک طائفہ ازیشان ضعفِ صبر داشتند رحمت نمود برہمہ ایشان ہرآئینہ خدای درحقِ ایشان مہربان است درین آیت فضیلت عظیمہ است حاضرانِ تبوک را بچند وجہ یکے آنکہ ایشان را با پیغامبر دریک نسق جمع فرمود دوم آنکہ نص نمود برجوع خود بجہت ایشان سوم آنکہ صبور و ناصبور از جماعہ ہمہ صاحب فضل اند واللہ اعلم بالصواب۔

قال اللہ تعالے مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُم مِّنَ الْأَعْرَابِ أَن يَتَخَلَّفُوا عَن رَّسُولِ اللَّهِ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنفُسِهِمْ عَن نَّفْسِهِ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا مَخْمَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطَئُونَ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُم بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝ وَلَا يُنفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

خدائے عزّ وجل لوم میکند متخلفان را سفرِ تبوک کہ لائق نبود ایشان را کہ تخلف نمایند بآن سبب آنست کہ نمیرسد بغازیانِ لشکرِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشنگی ونہ رنجے ودرگنگی راہِ خدا ونہ سپرند موضعے را کہ

مہاجرین وانصار پر بھی جنھوں نے تنگدستی کے وقت اُن کی پیروی کی اس حالت کے بعد کہ قریب تھا کہ بدرجۂ کمال سخت حالت پیش آنے کی وجہ سے اُن میں کی ایک جماعت کے دلوں میں کجی پیدا ہو جاتے۔ یعنے باوجود اس بات کے کہ اس میں ایک جماعت ایسی تھی جن کے صبر میں ضعف تھا حق تعالے نے سب پر رحمت فرمائی (اور ارشاد فرمایا کہ) حق تعالے اُن سب کے حق میں مہربان ہے۔ جو لوگ غزوۂ تبوک میں حاضر تھے اِس آیت میں اُن کو بڑی فضیلت چند طریقوں سے عطا فرمائی گئی ہے۔ پہلا یہ کہ ان سب کو ایک ہی اسلوب کے ساتھ کلام میں پیغمبرؐ کے ساتھ جمع کیا گیا۔ دوسرا یہ کہ رحمت کے ساتھ اُن کی طرف اپنے متوجہ ہونے پر نص فرمادی گئی۔ تیسرا یہ کہ صابرین اور غیر صابرین پوری جماعت کو صاحبِ فضیلت قرار دیا گیا، واللہ اعلم بالصواب۔

اللہ سبحانہٗ وتعالے نے فرمایا مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ الخ

(۹: ۱۲۰-۱۲۱) مدینہ میں رہنے والوں کو اور جو دیہاتی ان کے گرد و پیش (رہتے) ہیں اُن کو یہ زیبا نہ تھا کہ رسول اللہؐ کا ساتھ نہ دیں اور نہ یہ زیبا تھا کہ اپنی جان کو اُن کی جان سے عزیز سمجھیں (اور یہ (ساتھ چلنے کا ضروری ہونا) اس سبب سے ہے کہ اُن کو اللہ کی راہ میں جو پیاس لگی اور جو ماندگی پہنچی اور جو بھوک لگی اور جو چلنا چلے جو کفار کے لئے موجبِ غیظ ہوا ہو اور دشمنوں کی جو کچھ خبر لی ان سب پر اُن کے نام ایک ایک نیک کام لکھا گیا یقیناً اللہ تعالے مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتے اور (نیز) جو کچھ چھوٹا بڑا انھوں نے خرچ کیا اور جتنے میدان اُن کو طے کرنے پڑے یہ سب بھی اُن کے نام (نیکیوں میں) لکھا گیا تاکہ اللہ تعالے اُن کو اُن کے (ان سب) کاموں کا اچھے سے اچھا بدلہ دے؛

(شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ خود ترجمہ مع تفسیر تحریر فرماتے ہیں ۱۲ مترجم) جو لوگ سفرِ تبوک سے کنارہ کش ہوئے اللہ عزّ وجلّ اُن کو ملامت کرتے ہیں کہ لائق نہیں تھا اُن لوگوں کو کہ تخلف کریں۔ یہ اس سبب سے ہے کہ لشکرِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غازیوں کو نہیں پہنچتی پیاس اور کوئی ماندگی اور نہ بھوک اور نہ ایسے مقام کو عبور کرنا

بخشم می آرد کفار را سپردن آن وبدست نمی آرند از کفار
ہیچ دست بردی را یعنے قتل کنند کفار را یا نہب نمایند اموالِ
ایشان را یا جرح رسانند بیکے از کفار یا اسیر گیرند بعض
ایشان را ہر قسمی کہ باشد گر نوشتہ میشود برائی غازیان
بعوضِ آن عملِ نیک ہر آئینہ خدا تعالےٰ ضائع نمیگرداند
مُزد نیکوکاران را و انفاق نمیکنند ہیچ نفقہ خورد
یا بزرگ و قطع نمی نمایند ہیچ وادی را گر نوشتہ
میشود عملِ خیر برائے ایشان آخر کار آنکہ جزا دہد ایشان
را خدا تعالےٰ بر بہترین آنچہ بعمل می آوردند
درین آیت فضائلِ جہادِ تبوک خصوصًا وسائر
مجاہدات عمومًا بصریح ترین وجہے معلوم شد
و بالقطع معلوم است کہ خلفائے کرام از حاضرانِ
این وقعہ وسائر مشاہد خیر بودند پس این
جزاء ایشان را باشد وہو المقصود آخرج الترمذی
عن ابن عباس قال قلتُ لعثمان بن عفان
ما حملکم علےٰ انْ عمدتم الی الانفالِ وہی من
المثانیْ والی براءۃ وہی من المئین فقرنتم
بینہما ولم تکتبوا سطر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم و
وضعتموہا فی السبع الطوال ما حملکم علےٰ ذٰلک فقال
عثمانُ کان رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مما یاتی
علیہ الزمانُ وہو ینزل علیہ السُّوَر ذواتُ العددِ
فکان اذا نزل علیہ الشیئ دعا من کان یکتبُ فیقول
ضعوا ہٰؤلاء الآیات فی السورۃ التی یُذکر فیہا
کذا وکذا وکانت الانفالُ من اوائل ما نزل بالمدینۃ
وکانت براءۃُ من آخر القرآن نزولاً وکانت
قصتُہا شبیہًا بقصتہا فظننتُ انہا منہا
فقبض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

جو کفار کو غصہ دلائے اور کفار سے کوئی ایسی دست برد نہ کی یعنے
کفار کو قتل کریں یا ان کے اموال کو لوٹیں یا کسی کافر کو زخم پہنچائیں
یا ان میں کے کسی شخص کو قید کرلیں اِن میں سے کسی قسم کی بات بھی
ہو مگر غازیوں کے لئے اس کے بدلے میں ایک نیک عمل لکھا جاتا ہے۔
یقیناً خدا تعالےٰ نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا اور وہ
خرچ نہیں کرتے کوئی خرچ کرنے کی چیز چھوٹی یا بڑی اور قطع نہیں
کرتے کسی وادی کو مگر ان کے لئے اس عملِ خیر کو لکھ لیا جاتا ہے۔
انجام کار یہ ہے کہ خدا تعالےٰ اُن کو اُن کے ہر اُس بہتر عمل کا جو وہ
کریں گے بہترین جزا دے گا" ان آیتوں میں جہادِ تبوک کے فضائل
خصوصًا اور دوسرے مجاہدات کے عمومًا بہت واضح طریقہ سے معلوم
ہوگئے اور یہ بات قطعی طور پر معلوم ہے کہ خلفاء کرام اس خاص واقعہ
کے حاضرین میں اور جملہ مشاہدِ خیر میں شریک رہے ہیں۔ تو اس تمام
جزائے خیر کے وہ بھی مستحق ہیں اور یہی ہمارا مقصود ہے۔ ترمذی نے
اخذ کیا ابن عباسؓ سے انھوں نے کہا کہ میں نے عثمانؓ بن عفان سے
کہا کہ آپ نے سورۂ انفال کی طرف توجہ کی جو مثانی[1] میں سے ہے اور
سورۂ برات کی طرف بھی جو کہ مئین میں سے ہے اور دونوں کو تم نے
ملا دیا اور اُن کے بیچ میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی سطر نہیں لکھی
اور تم نے پھر ان (دونوں) کو سبعِ طوال کے ساتھ ملا دیا۔ کس بناء
پر آپ نے ایسا کیا تو عثمانؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر
جو زمانہ آتا رہا اُس کے خاص وقتوں میں آپ پر کئی عدد
والی سورتیں نازل ہوتی تھیں تو جب آپ پر کچھ نازل ہوتا تھا تو
آپ جو کاتب ہوتا تھا اُس کو بلاتے اور فرمایا کرتے کہ ان آیات کو
اُس سورت میں لکھ دو جس میں فلاں فلاں بات کا ذکر ہے اور
سورۂ انفال اُن سورتوں میں سے ہے جو مدینہ کے ابتدائی زمانہ میں
نازل ہوئیں اور سورۂ براۃ نزول کے لحاظ سے قرآن کی آخر سورت
ہے اور اُس کا قصہ مشابہ تھا سورۂ انفال کے قصے سے تو مجھے
ظن ہوا کہ یہ اُسی کا جزو ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی

[1] یہاں مثانی سے مراد وہ سورتیں ہیں جو ذات المئین سے کم ہیں۔ ذات المئین سے وہ سورتیں مراد ہیں جن کی آیات سو سے بڑھی ہوئی ہیں۔ سبع طوال سے سات لمبی سورتیں مراد ہیں یعنے بقرہ، آلِ عمران، نساء، مائدہ، انعام، اعراف، توبہ ۱۲ مترجم

Marfat.com

يبيّن لنا من اجل ذٰلك قرنت بينهما ولم
اكتب بينهما سطر بسم الله الرحمٰن الرحيم و
وضعتها في السبع الطوال ت وعن عثمان بن
عفان قال كانت الانفال و براءة يدعيان
في زمن رسول الله صلى الله عليه وسلم
القرينتين فلذٰلك جعلتهما في السبع الطوال
وعن ابي عطية الهمداني قال كتب عمر
بن الخطاب تعلموا سورة براءة وعلموا
نساءكم سورة النور عن الشعبي ان
ابا ذر والزبير بن العوام سمع احدهما من
النبي صلى الله عليه وسلم انه يقرأ ها
وهو على المنبر يوم الجمعة فقال لصاحبه
متى أنزلت هذه الاٰية فلما قضى صلوٰته
قال له عمر بن الخطاب لاجمعة لك فاتى
النبي صلى الله عليه وسلم فذكر ذٰلك له
فقال صدق عمر ت عن ابن عمر ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم استعمل ابابكر
على الحج ثم ارسل عليا ببراءة على اثره
ثم حج النبي صلى الله عليه وسلم العام
المقبل ثم رجع فتوفي فولي ابوبكر
فاستعمل عمر على الحج ثم حج ابوبكر عام
قابل ثم مات ثم ولي عمر بن الخطاب
فاستعمل عبد الرحمٰن بن عوف على الحج
ثم كان يحج بعد ذٰلك حتى مات ثم
ولي عثمان فاستعمل عبد الرحمٰن بن عوف
على الحج ثم كان هو يحج حتى قتل اخرج
الدارمي والنسائي عن جابر ان النبي صلى الله عليه وسلم
بعث ابابكر على الحج ثم ارسل عليا ببراءة فقرأ

اور آپ نے ہم سے اس کی صراحت نہ کی تھی تو میں نے اس سبب سے (کہ دونوں کا قصہ مشابہ ہے) بلا دیا مگر بیچ میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی سطر نہیں لکھی اور دونوں کو سبع طوال میں رکھدیا۔ اور مروی ہے عثمانؓ بن عفان سے کہ سورۃ انفال اور براءۃ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں "قرینتین" کہا جاتا تھا (یعنے جڑواں) اس وجہ سے میں نے ان دونوں کو سبع طوال میں رکھ دیا۔ اور مروی ہے ابی عطیہ ہمدانی سے اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے لکھا (یعنے خط ارسال فرمایا) کہ تم سورۃ براءۃ کو سیکھو اور اپنی عورتوں کو سورۂ نور سکھاؤ۔ اور شعبی سے مروی ہے کہ ابوذرؓ اور زبیرؓ بن العوام میں سے ایک نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جب کہ آپؐ منبر پر تھے اس آیت کو سُنا جس کو آپ پڑھ رہے تھے (یعنے ما کان لاھل المدینۃ الخ) تو اس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ یہ آیت کب نازل ہوئی تو جب وہ اپنی نماز پوری کر چکا تو اس سے عمرؓ بن الخطاب نے کہا تیرا جمعہ نہیں ہوا[لہ]۔ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور اس کا ذکر آپؐ سے کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ عمرؓ نے صحیح کہا۔ اور مروی ہے ابن عمرؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو حج پر امیر بنایا پھر علیؓ کو آپ کے پیچھے سورۃ براءۃ دے کر بھیجا۔ پھر آنے والے سال میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حج کیا پھر واپس تشریف لائے اور وفات پاگئے۔ پھر ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو اُنھوں نے عمرؓ کو امیر حج بنایا پھر آنے والے سال میں ابوبکرؓ نے حج کیا پھر اُن کا انتقال ہوگیا۔ ان کے بعد خلیفہ عمرؓ ہوئے تو اُنھوں نے عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو امیر حج بنایا۔ پھر عمرؓ جب تک زندہ رہے حج کرتے رہے۔ جب انتقال کر گئے تو عثمانؓ خلیفہ بنائے گئے۔ تو اُنھوں نے بھی عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو امیر حج بنایا۔ پھر عثمانؓ بھی حج کرتے رہے یہاں تک کہ قتل کر دیے گئے۔ دارمی اور نسائی نے اخذ کیا، مروی ہے جابرؓ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو امیر حج بنا کر بھیجا۔ پھر علیؓ کو سورۃ براءت دے کر بھیجا تو اُنھوں نے حج کے موقعہ پر جہاں جہاں لوگ ٹھہرتے ہیں

لہ یعنے جمعہ کے کامل ثواب سے تم محروم ہوگئے کہ خطبہ کے وقت بات کی جو ناجائز ہے ۱۲ مترجم

Marfat.com

على الناس فى مواقف الحج حتى ختمها وعن عروة قال بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم ابابكر اميرا على الناس سنة تسع وكتب سنن الحج وبعث معه على بن ابيطالب بآيات من براءة فامره ان يؤذن بمكة وبمنى وبعرفة وبالمشاعر كلها بانه برئت ذمة الله وذمة رسوله من كل مشرك حج بعد العام اوطاف بالبيت عريانا واجل من كان بينه وبين رسول الله صلى الله عليه وسلم عهد اربعة اشهر وسار على راحلته والناس كلهم يقرأ عليهم القرآن براءة من الله ورسوله وقرأ عليهم يابني ادم خذوا زينتكم عند كل مسجد الآية۔

فقير گويد درين قصه بعض رُوات راخطا واقع شده است کہ میگویند ابوبکر صدیق راباز گردانید اصل قصه آنست که ابوبکر صدیقؓ بلا نزاع امیرالحج بود وسورة براءة اوّل بدست ابوبکر صدّیق داده بودند بعدازان جبرئیلؑ فرود آمد وامر کرد که آن را بدست حضرت مرتضٰے باید فرستاد اخرج الترمذی عن انسٍ قال بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم ببراءة مع ابی بکر ثم دعاه فقال لاینبغی لاحدٍ ان یبلغ ہذا الا رجل من اہلی فدعا علیا واعطاه ایاہا و عن سعد بن ابی وقاص ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث ابابکر ببراءة الی اہل مکة ثم بعث علیا علی اثرہ فاخذہا منہ وقال ابو بکر وجد فی نفسہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاابابکر لایؤدی عنی

اس سورت کو ختم تک پڑھ کر سب کو سُنایا۔ اور عروہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لوگوں پر امیرِ حج بنا کر سن ۹ میں بھیجا اور حج کے طریقے لکھ کر دیئے۔ اور اُن کے ساتھ علیؓ بن ابی طالب کو سورۃ برارت میں کی آیات دے کر بھیجا اور اُن کو حکم دیا کہ وہ ان کا اعلان کریں مکہ میں اور منیٰ میں اور عرفہ میں اور تمام مشاعر میں کہ اب باقی نہیں رہا ذمہ اللہ کا اور ذمہ اللہ کے رسولؐ کا کسی مشرک کے بارے میں جو اس سال کے بعد حج کرے یا بیت اللہ کا طواف ننگا ہو کر کرے اور اُس عہد کی میعاد کو جو مشرکینِ مکہ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان ہوا تھا چار ماہ مقرر کر دیا اور اپنی سواری پر روانہ ہوئے اور سب لوگ بھی، آپ اُن پر قرآن کی ان آیات کی قرارت کرتے جا رہے تھے بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (۹:۱) "عہد سے دست برداری ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے" اور لوگوں پر اس آیت کی قرارت بھی کی یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ الخ (۷:۲۶) "اے اولاد آدم کی تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو، آخر تک۔

فقیر کہتا ہے کہ اس قصہ میں بعض راویوں سے چوک ہوئی جو یہ کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیقؓ کو واپس لوٹا لیا۔ اصل قصہ یہ ہے کہ ابوبکر صدیقؓ بلا اختلاف امیرالحج تھے اور سورۃ برارت اوّل ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ میں دی تھی اس کے بعد جبرئیلؑ نازل ہوئے اور اُنھوں نے امر کیا کہ حضرت علیؓ مرتضٰے کے ہاتھ بھیجنا چاہیئے۔ ترمذی نے اخذ کیا مروی ہے انسؓ سے اُنھوں نے بیان کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو سورۃ برارت دے کر بھیجا۔ پھر اُن کو بُلایا اور فرمایا کہ کسی شخص کو اس کا پہنچانا مناسب نہیں معلوم ہوتا بجز ایسے شخص کے جو میرے اہلِ بیت میں سے ہو، پھر علیؓ کو بُلایا اور اس سورت کو انھیں دیا۔ اور سعدؓ بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے برارت کو دے کر ابوبکرؓ کو اہلِ مکہ کے پاس روانہ کیا۔ پھر اُن کے پیچھے علیؓ کو بھیجا انھوں نے اس کو ابوبکرؓ سے لے لیا۔ (راوی نے) کہا کہ اس سے ابوبکرؓ کو انقباض ہوا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ اپنی طرف سے پہنچانے کا حق کسی کو نہیں

Marfat.com

إلّا أنا او رجلٌ منّی أخرج البخاری و مسلم عن أبی ہریرۃ قال بعثنی ابوبکر فی تلک الحجۃ فی مؤذّنین بعثہم یومَ النحر یؤذّنون بمنیٰ ان لا یحج بعد ہذا العام مشرک و لا یطوف بالبیت عریانٌ ثم أردفَ النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم علیّ ابن ابیطالب فامرہٗ ان یؤذّن ببراءۃ فاذّن معنا علیٌّ فی اہل منیٰ یومَ النحر ببراءۃ ان لا یحج بعد ہذا العام مشرکٌ ولا یطوفَ بالبیت عریانٌ ۔ و اخرج الترمذی وحسّنہ والحاکمُ وصححہ عن ابن عباسٍ انّ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث ابابکر وأمرہٗ ان یُنادِیَ بہٰؤلاء الکلماتِ ثم أتبعَہٗ علیًّا وامرہٗ ان یّنادیَ بہٰؤلاء الکلماتِ فانطلقا فحجّا فقامَ علیٌّ فی ایّام التشریق فنادیٰ انّ اللہ بریٌٔ من المشرکینَ ورسولُہٗ فسیحوا فی الأرضِ أربعۃ اشہرٍ ولا یحجّنّ بعدَ العامِ مشرکٌ ولا یطوفُ بالبیت عریانٌ ولا یدخل الجنّۃَ الّا مؤمنٌ فکان علیٌّ ینادی فاذا عییَ قام ابوبکر فنادیٰ بہا ۔ عن الحسن انہ سُئل من یوم الحج الاکبر فقال ذاک عامٌ حجّ فیہ ابوبکر استخلفہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحجّ بالناس واجتمع فیہ المسلمونَ والمشرکونَ فلذالک سُمّی الحجَّ الاکبرَ و وافقَ عیدَ الیہودِ والنصاریٰ ۔ و عن عمر بن الخطاب قال الحج الاکبر یومُ عرفۃَ ۔ عن ابن ابی ملیکۃ قال قدم اعرابیٌّ فی زمانِ عمر بن الخطاب فقال مَن یُقرِئنی ممّا انزلَ اللہ علیٰ محمّدٍ

سوائے میرے یا میرے (گھر کے) آدمی کے۔ بخاری اور مسلم نے اخذ کیا، مروی ہے ابوہریرہؓ سے اُنھوں نے کہا کہ اُن اعلان کرنے والوں میں سے ایک مَیں تھا جن کو اس حج میں ابوبکرؓ نے یوم نحر میں بھیجا تھا کہ وہ منیٰ میں یہ اعلان کردیں کہ اِس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ بیت اللہ کا طواف کوئی ننگا کرے۔ پھر اُن کے پیچھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے علیؓ بن ابی طالب کو بھیجا، اُن کو حکم دیا کہ وہ اعلان عام کریں برارۃ کا تو یوم النحر میں علیؓ نے ہمارے ساتھ اہلِ منیٰ میں اعلان عام کیا برارۃ کا اور یہ کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور کوئی ننگا طوافِ بیت اللہ نہ کرے۔ آور اخذ کیا ترمذی نے اور اس کو حسن کہا ہے اور حاکم نے اور اس کو صحیح کہا ہے، مروی ہے ابنِ عباسؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ بلند آواز سے ان کلمات کے ساتھ اعلان کریں، پھر اُن کے پیچھے علیؓ کو بھیجا اور اُن کو حکم دیا کہ وہ ان کلمات سے ندا کریں۔ تو دونوں آئے اور دونوں نے حج کیا پھر علیؓ کھڑے ہوئے ایامِ تشریق میں اور اُنھوں نے ندا کی کہ اللہ تعالےٰ مشرکین سے دست بردار ہے اور اُس کا رسول۔ تو تم لوگ اس سرزمین میں چار مہینے چل پھر لو اور اس سال کے بعد ہرگز کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ بیت اللہ کا طواف کرے کوئی ننگا اور جنت میں بجز مؤمن کوئی داخل نہ کیا جائے گا۔ تو علیؓ ندا کرتے رہے جب وہ تھک گئے تو ابوبکرؓ کھڑے ہوگئے پھر یہی اعلان اُنھوں نے کیا۔ حسنؒ سے مروی ہے کہ اُن سے سوال کیا گیا یوم حج اکبر کے متعلق تو اُنھوں نے کہا کہ یہ وہ سال ہے جس میں ابوبکرؓ نے حج کیا تھا اُن کو اپنا خلیفہ بنایا تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تو اُنھوں نے لوگوں کو حج کرایا اور اُس میں مسلمان اور مشرکین جمع ہوئے تھے تو اس وجہ سے اُس کو حج اکبر سے موسوم کیا گیا اور اُسی دن یہود و نصاریٰ کی عید بھی تھی۔ آور مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے اُنھوں نے فرمایا کہ "حج اکبر یوم عرفہ ہے۔ آور ابنِ ابی ملیکہ سے مروی ہے اُنھوں نے بیان کیا کہ عمرؓ بن الخطاب کے زمانہ میں ایک اعرابی آیا اور اُس نے کہا مجھے کون پڑھائیگا اُس (کلام) میں سے جو اللہ تعالےٰ نے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) پر نازل کیا؟

Marfat.com

فاقرأه رجل براءة فقال ان الله برئ
من المشركين و رسوله بالجر فقال
الاعرابي لقد برئ الله من رسوله
ان يكن الله برئ من رسوله فانا ابرأ
منه فبلغ عمر مقالة الاعرابي فدعاه
فقال يا اعرابي اتبرأ من رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال يا اميرالمؤمنين
اني قدمت المدينة ولا علم لي
بالقرآن فسألت من يقرئني فاقرأني
هذه السورة براءة فقال ان الله برئ
من المشركين و رسوله وقال الاعرابي
وانا والله ابرء مما برئ الله منه
فامر عمر بن الخطاب ان لايقرئ
الناس الا عالم باللغة وامر الاسود
فوضع النحو ۞ وعن عمر بن الخطاب
سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول من بنى مسجدا يذكر فيه اسم الله
بنى الله له بيتا في الجنة ۞ وعن عبدالله
ابن هشام قال كنا مع النبي صلى
الله عليه وسلم وهو اخذ بيد عمر بن الخطاب
فقال والله لانت يا رسول الله احب الي
من كل شئ الا نفسي فقال النبي صلى الله عليه وسلم
لايؤمن احدكم حتى اكون احب اليه من نفسه
۞ وعن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم لئن بقيت لقابل لاخرجن المشركين من جزيرة
العرب فلما ولي عمر اخرجهم عن جعفر عن ابيه

تو ایک شخص نے اُس کو سورۃ براءۃ پڑھائی اور اُس نے کہا (یعنے اس
طرح پڑھائی) اِنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلِہٖ زیر کے ساتھ
تو اعرابی نے کہا واقعی اللہ تعالیٰ بیزار ہو گیا اپنے رسول سے اگر اللہ بیزار
ہو گیا اپنے رسول سے تو میں اُس سے زیادہ رسول سے بیزار ہوں۔ تو
اس اعرابی کا یہ کلام عمرؓ تک بھی پہنچ گیا۔ آپ نے اُس کو بلوایا اور فرمایا
کہ اے اعرابی کیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیزار ہو گیا ہے۔
اُس نے کہا اے امیرالمومنینؓ میں مدینہ میں آیا اور مجھے قرآن کا بالکل
علم نہیں تھا۔ میں نے سوال کیا کہ مجھے کون پڑھائے گا تو مجھے ایک
شخص نے یہ سورۃ براءۃ پڑھائی تو اُس نے کہا کہ اِنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّن
المشرکین ورسولِہٖ تو میں نے یعنی اعرابی نے کہا اور میں بھی خدا
کی قسم بیزار ہوتا ہوں اُس سے جس سے اللہ تعالیٰ بیزار ہوا۔ تو عمرؓ بن
الخطاب نے حکم نافذ کیا کہ لوگوں کو قرآن کوئی نہ پڑھائے بجز عالم
لغت کے اور آپ نے[ل] اسود کو حکم دیا تو اُنھوں نے علم نحو ایجاد کیا۔ اور
عمر بن الخطاب سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ جس نے مسجد بنائی کہ اس میں
اللہ تعالیٰ کا نام یاد کیا جائے (یعنی اللہ کی عبادت کی جائے) تو اللہ اُس
کے لئے جنت میں گھر بنا دیگا۔ اور عبداللہ بن ہشام سے مروی ہے
اُنھوں نے کہا کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ عمرؓ
ابن الخطاب کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اُنھوں نے کہا کہ خدا کی قسم یا
رسول اللہ آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں بجز اپنی جان کے تو نبی
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی مومن (کامل) اُس وقت
تک نہ ہو گا جب تک میں اُس کو اُس کی جان سے زیادہ محبوب نہ
ہو جاؤں۔ اور جابرؓ سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال تک باقی رہا تو مشرکین
کو جزیرۂ عرب سے نکال دوں گا۔ تو جب عمرؓ خلیفہ ہوئے تو اُنھوں نے
اُن کو نکال دیا۔ اور جعفر سے مروی ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ

لہ عام کتب میں لکھا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ابوالاسود کو ہدایت کی اُنح بھذا النحو یا اباالاسود الکلمۃ اما اسم او فعل او حرف اسی بنا پر اس علم کا نام علم نحو رکھا گیا۔ تو یہ صورت حال پیش آئی کہ حکم تدوین دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور ابوالاسود کی رہنمائی کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے واضح ہے کہ اس زمانہ میں اعراب یعنی زبر زیر وغیرہ ایجاد نہ ہوئے تھے بلکہ نقطے بھی نہ تھے۔ یہ سب کام قرآن کی تلاوت کی صحت کے لئے وجود میں آئے ۱۲ مترجم

Marfat.com

انّ عمر بن الخطاب استشار النّاس فی المجوس فقال عبدالرّحمٰن بن عوف سمعتُ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول سُنّوا بہم سُنّۃَ اہلِ الکتاب عن سعید بن ابی سعید انّ رجلاً باع داراً لہٗ علی عہدِ عمر فقال لہٗ عمر اخذتَ ثمنہا احفر تحتَ فراش امرأتک فقال یا امیرالمؤمنین او لیس بکنزٍ قال لیس بکنزٍ ما اُدِّیَ زکوٰتہٗ عن ابنِ عباسٍ قال لما نزلت ہٰذہ الآیۃ وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّہَبَ وَالْفِضَّۃَ کَبُرَ ذٰلِکَ علی المسلمین قالوا ما یقدر احدٌ مِنّا لولدہ مالا یبقی بعدَہٗ فقال عمر انا اُفرّج عنکم فانطلق عمر واتبعہ ثوبانُ فاتی النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم فقال یا نبیَّ اللہِ قد کَبُرَ علی اصحابک ہٰذہ الآیۃُ فقال ان اللہ لم یفرض الزکوٰۃَ الا لیُطیبَ بہا ما بقی من اموالکم و انما فرض المواریثَ من مال یبقی بعدکم فکبّرَ عمر ثم قال لہ النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم الا اُخبرک بخیرِ ما یکنِزُ المرءُ المرأۃ الصّالحۃ التی اذا نظر الیہا سَرَّتہُ و اذا امرہا اطاعتہٗ و اذا غاب عنہا حفظتہٗ

وعن بریدۃ قال لما نزلت والّذین یکنزون الذّہبَ والفضّۃَ الآیۃ قال اصحابُ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نزل الیومَ فی الکنز ما نزل

عمر بن الخطاب نے لوگوں سے مجوس (آتش پرست فرقہ) کے بارے میں مشورہ طلب کیا تو عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے اُن کے ساتھ وہ برتاؤ کرو جو اہلِ کتاب سے کرتے ہو۔ مروی ہے سعید بن ابی سعیدؓ سے کہ ایک شخص نے عمرؓ کے زمانہ میں اپنا مکان فروخت کیا تو اُس سے عمرؓ نے کہا کہ تُو نے اُس کی قیمت لے لی ہے تو اُس کو اپنی بیوی کے لیٹنے کی جگہ (زمین کھود کر) دبا دے۔ اُس نے کہا کہ اے امیرالمؤمنینؓ کیا یہ کنز نہیں بن جائے گا؟ تو آپ نے فرمایا جب تک اس کی زکوٰۃ ادا کی جاتی رہے گی کنز نہیں ہوگا۔ مروی ہے ابن عباسؓ سے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الخ (۹: ۳۴) اور (غایتِ حرص سے) جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں الخ تو یہ مسلمانوں پر بھاری ہوئی اور کہنے لگے کہ اب ہم میں سے کوئی اپنی اولاد کے لئے کیا رکھے گا جو اس کے بعد باقی ہی نہ رہیگا تو عمرؓ نے کہا کہ میں تم کو اس اُلجھن سے نکلواتا ہوں تو عمرؓ روانہ ہوئے اور اُن کے پیچھے ثوبان بھی تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا اے نبی اللہ آپ کے اصحابؓ پر آیت گراں گزری ہے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کو صرف اسی لئے فرض کیا ہے کہ تمھارے اموال جو (خرچ کر کے باقی رہ گئے ہیں) پاک کر دے۔ اور میراث کے جو حصّے مقرر کئے ہیں وہ اسی مال سے تو کئے ہیں جو تمھارے بعد باقی رہے گا تو عمرؓ نے اللہ اکبر کہا۔ پھر اُن سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو میں تم کو آدمی کے لئے ایک بہترین خزانے کی اطلاع دیتا ہوں۔ وہ ہے نیک[1] بی بی جو ایسی ہو کہ جب شوہر اس کی طرف دیکھے تو وہ اس کو خوش کر دے اور جب اُس کو شوہر حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے اور جب شوہر غائب ہو تو اس کی (یعنے اُس کے مال کی) حفاظت کرے۔ بریدہ سے روایت ہے کہ جب آیت وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّہَبَ وَالْفِضَّۃَ الخ نازل ہوئی تو صحابِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ آج کنز (یعنے مال جمع کرنے) کے بارے میں جو نازل ہوا ہے وہ کیا نازل ہوا (یعنے اس حکم کی

[1] اگر کسی شریف عورت کے حاصل کرنے پر تمھیں مہر وغیرہ کے سلسلہ میں زیادہ خرچ کرنا پڑے تو اس سے گریز نہ کرو۔ ایسی عورت کو اپنا خزانہ تصوّر کرو جس میں تم نے اپنا مال جمع کر چھوڑا ہے جس کا نفع تم کو قلبی مسرّت و اطمینان کی صورت میں ملتا رہتا ہے۔ مترجم

Marfat.com

فقال ابوبکر یا رسول اللہ ماذا نکنز الیوم قال لسانًا ذاکرًا و قلبًا شاکرًا و زوجۃً صالحۃً تعین احدکم علی ایمانہ ۔ و اخرج البخاری و مسلم عن البراء بن عازب قال اشتری ابوبکر من عازب رحلاً بثلاثۃ عشر درھمًا فقال لعازب مُر البراء فلیحملہ الی منزلی فقال لا حتی تحدثنا کیف صنعت حین خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و انت معہ فقال ابوبکر خرجنا فادلجنا فاحیینا یومنا ولیلتنا حتی اظھرنا وقام قائم الظھیرۃ و ضربت ببصری ھل اری ظلاً فاوی الیہ فاذا انا بصخرۃ فاھویت الیھا فاذا بقیۃ ظلھا فسویتہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفرشت لہ فروۃً و قلت اضطجع یا رسول اللہ فاضطجع ثم خرجت انظر ھل اری احدًا من الطلب فاذا انا براعی غنم فقلت لمن انت یا غلام فقال لرجل من قریش فسماہ فعرفتہ فقلت ھل فی غنمک من لبن قال نعم قلت وھل انت حالب لی قال نعم قال فامرتہ فاعتقل شاۃً منھا ثم امرتہ فنفض ضرعھا فحلب کثبۃً ثم صببت الماء علی القدح حتی برد اسفلہ ثم اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوافیتہ قد استیقظ فقلت اشرب یا رسول اللہ فشرب حتی رضیت ثم قلت الم یان للرحیل فارتحلنا

تشریح کیا ہے[1])، تو ابوبکرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہؐ اب ہم کیا چیز جمع کرکے رکھیں تو آپؐ نے فرمایا لسانِ (زبان) ذاکر اور قلب شاکر اور زوجۂ صالحہ جو تمہارے ایمان پر مددگار رہے۔ (کہ اگر تم گھر میں کوئی ناجائز مال لے کر آؤ تو وہ تمھیں روکے) اور اخذ کیا بخاری و مسلم نے، روایت ہے براء بن عازبؓ سے انھوں نے کہا کہ ابوبکرؓ نے عازبؓ سے تیرہ درہم میں ایک کجاوہ خریدا پھر ابوبکرؓ نے عازبؓ سے کہا کہ براءؓ سے کہدو کہ وہ اس کو اٹھا کر میرے گھر پہنچا دے تو عازبؓ نے کہا نہیں جبتک آپ ہم سے وہ سرگزشت اور اپنی خدمات نہ بیان کردیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ سے) نکلے تھے اور آپ اُن کے ساتھ تھے تو ابوبکرؓ نے بیان کیا کہ ہم اوّل شب میں نکلے۔ ہم نے تمام دن اور تمام رات بیدار رہ کر سفر جاری رکھا۔ یہاں تک کہ دوپہر ہوگیا اور آفتاب سر پر آگیا۔ اب میں نے نگاہ ماری کہ کہیں سایہ نظر آئے تو اُس میں ذرا ٹھہر جائیں، تو مجھے ایک چٹان دکھائی دی تو میں نے اس کو جھک کر دیکھا تو اُس کا تھوڑا سایہ موجود تھا تو میں نے اُس کو ٹھیک کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جگہ ہموار کی اور اپنا پوستین بچھایا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ آپ لیٹ جائیے تو آپ لیٹ گئے۔ پھر میں نکلا کہ یہ دیکھوں کہ کوئی ہمیں طلب کرنے والا بھی ہے تو میری نظر ایک بکریوں کے چرواہے پر پڑی تو میں نے اس سے پوچھا کہ تو کس کا ہے اے لڑکے تو اُس نے کہا کہ میں قریش کے فلاں شخص کا ہوں، اُس کا نام بتایا تو میں اُس کو سمجھ گیا۔ پھر میں نے اُس سے کہا کہ کیا تیری بکریوں میں کچھ دودھ ہے؟ اُس نے کہا ہاں! میں نے کہا کیا ہمیں نکال کر دیدیگا۔ اُس نے کہا ہاں اور اُن میں سے وہ ایک بکری کھینچ لایا۔ میں نے اُس سے کہا کہ نکال لے تو اُس نے تھن کھینچ کر دوہنا شروع کیا تو کچھ قلیل مقدار نکلا۔ اس کے بعد میں نے اپنے پیالے کے اُوپر پانی بہایا تو اُس کے نیچے کا حصہ ٹھنڈا ہوگیا پھر میں اُس میں دودھ لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ آپؐ بیدار ہوگئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ یہ پی لیجئے تو آپؐ نے پی لیا یہاں تک کہ میں خوش ہوگیا۔ پھر میں نے کہا کیا ابھی کوچ کرنے کا وقت نہیں آیا۔ پھر ہم روانہ ہوگئے

[1] عوام کے لئے وہی تشریح تھی جو حضرت عمرؓ سے اس سے پہلے منقول ہو چکی ہے کہ جس میں سے زکوٰۃ نکلتی رہے وہ کنز نہیں ہے خواہ زمین میں گاڑ کر رکھا ہو۔ اب وہ تشریح مذکور ہوئی ہے جو خواص کے مناسب ہے ۱۲ مترجم

Marfat.com

والقومُ يطلبونا فلم يُدرِكنا منهم الّا سُراقةُ
بيننا وبينه قدرُ رُمحٍ او رمحينِ
او ثلاثةٍ قلتُ يارسول اللہ هذا الطلب
قد لحقنا فقال لا تحزن انّ اللہ
معنا حتے اذا دنا فكان بيننا وبينه
فرسٌ له فقلتُ يارسول اللہ هذا
الطلب قد لحقنا وبكيتُ قال لِمَ
تبكي قال قلتُ اما واللہ لا ابكي
على نفسي ولكن ابكي عليك فدعا عليه
رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال
اللّٰهم اكفناه بما شئتَ فساخت فرسُه
الى بطنها فے ارضٍ صَلْدٍ ووثب عنها
فقال يا محمدُ ان هذا عملك فادعُ اللہ
ان ينجيني مما انا فيه فواللہ لأُعَمِّيَنَّ
على من ورائي من الطلب وهذه
كنانتي فخذ منها سهمًا فانك ستمرّ بابلي
وغنمي في موضع كذا وكذا فخذ منها
حاجتك فقال رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم لا حاجةَ لے بہ فانطلق فرجع
الى اصحابه ومضے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم وانا معهٗ حتے قدمنا المدینة
فتلقاه الناس فخرجوا فے الطریق و
على الاجاجير واشتدّ الخدمُ و
الصبيان فے الطریق اللہ اکبر جاء رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم فنزل اللیلةَ علے
بنے النجار اخوال عبد المطلب لاکرامهم
بذلك فلما اصبح غدا حیث أُمِر
وعن ضبة بن محصن قال قلتُ لعمر
ابن الخطاب انتَ خيرٌ من ابي بكرٍ فبكى وقال

اور قوم ہم کو تلاش کر رہی تھی اُن میں سے کوئی ہم کو نہ پا سکا بجز سراقہ کے کہ (وہ ہم سے قریب آگیا) بقدر ایک نیزے کے یا دو نیزے کے یا تین نیزے کے (یہ راوی کا شک ہے) میں نے کہا (جب وہ کچھ دور تھا) یارسول اللہ یہ ہمیں گرفتار کرنے کے لئے ہم سے آملا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کوئی فکر نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے یہاں تک کہ جب وہ قریب آگیا کہ ہمارے اور اُس کے درمیان بس اُس کا گھوڑا ہی تھا۔ میں نے کہا یارسول اللہ یہ تو گرفتار کرنے کے لئے ہم سے آملا ہے اور میں رو پڑا آپؐ نے فرمایا کیوں روتے ہو؟ میں نے کہا واللہ اپنی ذات کی وجہ سے نہیں روتا بلکہ آپؐ کی وجہ سے رو رہا ہوں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس پر یہ دُعا کی اللّٰھم اکفنا کا بما شئتَ (یعنے اے اللہ! آپ جس طرح چاہیں ہم کو اس سے بچائیں) تو اُس کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا اور ایسی زمین میں جو سخت تھی اور وہ گھوڑے سے اُٹھ گیا اور بولا کہ اے محمدؐ! یہ آپ ہی کا کام ہے اب آپ اللہ تعالیٰ سے دُعا کر دیجئے کہ میں جس بلا میں پھنس گیا ہوں خدا مجھے اُس سے نجات بخش دے تو واللہ میں اُن سب لوگوں کو جو آپؐ کو پکڑنے والے میرے پیچھے چلے آرہے ہیں مشتبہ کرکے روک دوں گا اور یہ میرا ترکش ہے اس میں سے آپؐ تیر نکال لیجئے اور آپؐ میرے اُونٹوں اور بکریوں پر سے عنقریب گزریں گے فلاں مقام سے جو ایسا اور ایسا ہے اُن میں سے آپؐ جو کچھ چاہیں لیکر اپنی حاجت پوری کرلیں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اُن کی حاجت نہیں پھر وہ زمین سے چھوٹ گیا اور اپنے ساتھیوں کے پاس واپس ہوگیا۔ پھر روانہ ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور میں آپؐ کے ساتھ تھا یہاں تک کہ ہم مدینہ پہنچے اور لوگ آپؐ سے اس طرح ملے کہ راستے میں نکل آئے تھے اور پتھر کی چٹانوں پر جمع تھے اور خدام اور بچے یہ کہتے ہوئے بھاگ دوڑ رہے تھے کہ اللہ اکبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آگئے۔ پھر رات کو آپؐ اُترے بنی نجار کے یہاں جو عبد المطلب کے ماموؤں کا خاندان ہے۔ اس سے اُن کا اکرام مقصود تھا۔ پھر جب صبح ہوئی تو جہاں آپؐ کو حکم دیا گیا تھا تشریف لے گئے۔

ضبّہ بن محصن سے مروی ہے انھوں نے بیان کیا کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب سے کہا کہ آپ ابوبکرؓ سے اچھے ہیں تو وہ رونے لگے اور فرمایا کہ

Marfat.com

واللہ لیلۃٌ من ابی بکر و یومٌ خیر من عُمرِ عُمرؓ ہل لک ان احدثک عن لیلتہ و یومہ قال قلتُ نعم یا امیر المؤمنین قال اما لیلتہ فلما خرج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہارباً من اہلِ مکۃ خرج لیلاً فتبعہ ابو بکر فجعل یمشی مرۃً امامہ و مرۃ خلفہ و مرۃ عن یمینہ و مرۃ عن یسارہ فقال لہٗ رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما ہذا یا ابا بکر من فِعْلک قال یا رسول اللہ اذکرُ الرصدَ فاکون امامک و اذکر الطلبَ فاکون خلفک و مرۃ عن یمینک و مرۃ عن یسارکَ لا آمنُ علیک قال فمشٰی رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لیلتہٗ اطراف اصابعہ حتے حفیت رجلاہ فلما رآہا ابو بکر رضی اللہ عنہ انہما قد حَفِیَتْ حَمَلہ علٰی کاہلہ جعل یشتدّ بہ حتے اتٰی بہ فمَ الغارِ فانزلہ ثم قال لا والذی بعثک بالحقِّ لاتدخُلہ حتے اَدْخُلہ فان کان فیہ شیٔ نزل بی قبلک فدخل فلم یرَ شیئاً فحملہ فادخلہ وکان فی الغارِ خرقٌ فیہ حیاتٌ و افاعی فخشٰی ابو بکر ان یّخرج منہن شیٔ فیؤذی رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم فالقمہ قدمہ فجعلن یضربنہ وتلسعہ الحیاتُ والافاعی و جعلت

خدا کی قسم ابو بکرؓ کی صرف ایک رات اور ایک دن عمرؓ کی تمام عمر سے بہتر ہیں۔ کیا میں تمھیں اُن کی اُس رات اور اُس دن کا حال سُناؤں؟ مَیں نے کہا ہاں اے امیر المؤمنینؓ تو آپ نے فرمایا کہ اُن کی رات کا حال یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اہلِ مکّہ سے بچ کر نکلے تو رات کا وقت تھا تو اُن کے پیچھے ابو بکرؓ نکلے۔ وہ کبھی آپ کے آگے چلتے تھے کبھی پیچھے اور کبھی دائیں طرف، کبھی بائیں طرف۔ اس پر اُن سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکرؓ یہ کیا کر رہے ہو؟ اُنھوں نے کہا کہ یا رسول اللہؐ مجھے گھات لگانے والوں کا اندیشہ ہوتا ہے تو آگے ہو جاتا ہوں اور جب تعاقب کرنے والوں کا خیال آتا ہے تو پیچھے ہو جاتا ہوں، اسی خیال سے کبھی آپ کی دائیں طرف ہوتا ہوں کبھی بائیں طرف، میں آپ کی نسبت مطمئن نہیں ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ننگے پاؤں پنجوں کے بل چلے[1] یہاں تک کہ آپ کے پاؤں دُکھنے لگے۔ جب ابو بکرؓ نے آپؐ کے پاؤں کی یہ کیفیت دیکھی تو آپؐ کو اپنے کندھے پر بٹھا لیا آپؐ کو اُٹھائے ہوئے دوڑتے رہے یہاں تک کہ آپؐ کو غار کے دہانے پر لے آئے اور آپؐ کو اُتارا۔ پھر آپؐ سے کہا کہ میں آپؐ کو قسم دیتا ہوں اُس ذات کی جس نے آپؐ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے آپؐ اس میں داخل نہ ہوں جب تک میں اس میں نہ پہنچ جاؤں کہ اگر اس میں کوئی (موذی) شے ہوتی تو وہ آپؐ سے پہلے مجھ پر آگرے اس کے بعد اس میں داخل ہوتے، جب کوئی چیز نہیں دیکھی تو پھر آپؐ کو اُٹھا کر اندر لے گئے اور غار میں شگاف تھے جن کے اندر مختلف انواع کے سانپ تھے، اس سے ابو بکرؓ کو یہ اندیشہ ہوا کہ کسی سوراخ میں سے کوئی گزندہ نکل کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اذیت نہ پہنچا تو اُس پر اُنھوں نے اپنا قدم رکھ لیا پھر اُنھوں نے منہ مارنا شروع کر دیا اور آپؓ کو وہ سانپ اور زہریلے افاعی ڈستے رہے تو آپکی آنکھوں

[1] ایسا آپ نے اس لئے کیا کہ کھوج لگانے والے نشانِ قدم سے سراغ نہ لگا سکیں۔ اس طرح چلنے کی آپ کو عادت نہ تھی اس لئے جلدی تھک گئے رات کا وقت پتھریلی زمین پر چلنا دشوار ہو رہا تھا نیز قریب کے راستہ کو آپ نے چھوڑ دیا تھا۔ ممکن ہے کہ راستہ بھولے ہوں یا قصداً بے چیدہ راستہ اختیار کیا کہ کھوج لگانے والے اس غار میں چھپنے کا خیال نہ کر سکیں۔ عرب میں نشانات قدم کے ذریعہ کھوج لگانے کے بڑے ماہر ہوتے تھے ایسے لوگوں سے بچانے کے لئے اور نیز آپ کے پاؤں بھی کام نہیں دے رہے تھے حضرت ابو بکرؓ آپ کو کندھے پر بٹھا کر غار کے دہانے تک پہنچے۔ بعض روایات میں ہے کہ رات بھر چلتے رہے ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

Marfat.com

ودموعہ تتحدر ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لہ یا ابا بکر لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ الاطمانیۃ لابی بکر فھذہ لیلتہ و اما یومہ فلما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وارتدت العرب فقال بعضھم نصلی و لا نزکی و قال بعضھم لا نصلی ولا نزکی فاتیتہ ولا آلوہ نصحا فقلت یا خلیفۃ رسول اللہ تالف الناس وارفق بھم فقال جبار فی الجاھلیۃ خوار فی الاسلام فیما ذا اتالفھم بشعر مفتعل او بشعر مفتری قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ارتفع الوحی فواللہ لو منعونی عقالا مما کانوا یعطون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقاتلتھم علیہ قال فقاتلنا معہ فکان واللہ رشید الامر فھذا یومہ وعن علی بن ابی طالب قال ان اللہ ذم الناس کلھم و مدح ابابکر فقال الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا وعن ابی بکر قال ما دخلنی اشفاق من الشیئ ولا دخلنی فی الدین وحشۃ الی احد بعد لیلۃ الغار فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین رای اشفاقی علیہ و علی الدین

آنسوؤں نے بہنا شروع کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے فرما رہے تھے اے ابوبکرؓ غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ تعالیٰ نے سکینت یعنی اطمینان اپنی طرف سے ابوبکرؓ پر نازل کر دیا۔ یہ ہے وہ ابوبکرؓ کی رات۔ دن کا حال یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور عرب مرتد ہوگیا کہ بعض لوگوں نے کہا ہم نماز تو پڑھیں گے مگر زکوٰۃ نہیں دیں گے اور بعض نے کہا کہ نہ ہم نماز پڑھیں گے اور نہ زکوٰۃ دیں گے تو میں اُن کے پاس آیا اور میں اُن کی خیر خواہی میں کمی نہیں کرتا تھا۔ میں نے اُن سے کہا کہ اے خلیفۂ رسول اللہؐ لوگوں سے محبت سے پیش آئیے اور نرمی کیجئے تو مجھ سے فرمایا کہ یہ کیا ہے؛ تو جاہلیت میں (یعنی اسلام سے پہلے) تو تیز و تند تھا، اسلام میں بزدل ہوگیا۔ وہ کیا صورت ہے کہ جس سے اُن پر اظہار اُلفت کروں کیا اشعار بنا کر یا کسی اور کے گھڑے ہوئے اشعار سُنا کر؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی اور وحی اُٹھ چکی (اب نہ کسی فرض میں تغیر ممکن ہے نہ کوئی نیا حکم آسکتا ہے) خدا کی قسم اگر یہ لوگ ان چیزوں میں سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے مجھ سے ایک رسّی کا ٹکڑا بھی روکیں گے تو میں اس پر بھی ان سے قتال کروں گا۔ عمرؓ نے کہا کہ پھر ہم نے اُن کے ساتھ مل کر قتال کیا تو واللہ وہی بھلائی کی راہ پر تھے تو یہ وہ "دن" ہے۔ اور مروی ہے علیؓ بن ابی طالب سے کہ اُنھوں نے فرمایا کہ اللہ نے سب لوگوں کی بُرائی کی اور ابوبکرؓ کی مدح کی کہ ارشاد فرمایا إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ الخ (۹: ۴۰) اگر تم لوگ رسول اللہ صلعم کی مدد نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی مدد اُس وقت کر چکا ہے جبکہ آپ کو کافروں نے جلا وطن کر دیا تھا جب کہ وہ دو آدمیوں میں ایک تھے جس وقت کہ دونوں غار میں تھے جب کہ آپ اپنے ہمراہی سے فرما رہے تھے کہ تم (کچھ) غم نہ کرو اللہ تعالیٰ ہمارے ہمراہ ہے۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ غار والی رات کے بعد میرے دل میں کسی چیز کا خوف داخل نہیں ہوا اور نہ دین میں کسی کی طرف سے وحشت ہوئی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب میرے خوف کا مشاہدہ کیا آپ کی ذات کے اور دین کے بارے میں

لہ یعنی اِلَّا تَنصُرُوهُ کے مخاطب سب ہی ہیں جن کو تنبیہ کی جا رہی ہے ۱۲ مترجم

قال لی ہوّن علیک فانّ اللہ قد قضٰے لہذا
الامر بالنّصر والتمام ۔ ؂ و عن انس بن مالک
قال لمّا کانت لیلۃُ الغار قال ابوبکر
یارسولَ اللہ دَعنی فلاَدخل قبلک
فان کانت حیّۃٌ اوشیٌ کانت بی
قبلک قال اُدخُل فدخل ابوبکر فجعل یلمس
بیدیہ فکلّما رأے جُحرًا قال بثوبہ فشقہ
ثم اَلقمہ الجُحرَ حتے فعل ذٰلک بثوبہ اجمع
اَجمَعَ وبقے جحر فوضع علیہ عقبہ
و قال اُدخل فلما اصبح قال لہ النبی صلے
اللہ علیہ وسلم فاین ثوبک یا ابابکر رضی اللہ عنہ
فاخبرہ بالّذے صَنَعَ فرفع النبے صلے
اللہ علیہ وسلم یدیہ وقال اللّٰہمّ اجعل
ابابکر معی فے دَرجتے یومَ القیٰمۃ
فاوحی اللہُ الیہ انّ اللہ استجاب
لک ۔ ؂ و عن جُندب بن سفیانَ قال
لما انطلق ابوبکرَ مع رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم الی الغار قال لہ ابوبکر رضی اللہ عنہ
لا تدخل یارسولَ اللہ حتے اَدخلَ اَستبرئہٗ
فدخل ابوبکر الغارَ فاصاب یدہ شیٔی
فجعل یمسح الدّمَ عن اصبعہ وہو یقول
ہل انتِ الّا اِصبَعٌ دُمیتِ ٭ وفی سبیل
اللہ مالقیتِ ٭ عن عمرو بن الحارث عن
ابیہ انّ ابابکر الصّدیق قال ایکم یقرء
سورۃَ التوبۃ قال رجلٌ انا قال اقرء
فلمّا بلغ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ بکٰی وقال
واللہ انا صاحبہ ۔ عن ابن عباس قال
قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ابوبکر اخے وصاحبی فے الغارِ

تو فرمایا تھا کہ تمھیں گھبرانا نہیں چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے مقدر فرما دیا ہے اس
امر (یعنے دین) کے لئے مدد (غیبی) اور کامل ہونا۔ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے انھوں نے بیان کیا کہ غار والی رات میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا
یارسول اللہ! اپنے سے پہلے آپ مجھے اندر جانے دیجئے تاکہ اگر کوئی
سانپ یا اور کوئی چیز ہو تو آپ سے پہلے مجھے لپٹ جائے۔ آپ نے
فرمایا کہ داخل ہو جاؤ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ داخل ہو گئے اور انھوں نے اپنے
دونوں ہاتھوں سے ٹوہنا شروع کیا (کیونکہ اندھیرے کی وجہ سے کچھ
نظر نہیں آتا تھا) تو جو بھی سوراخ محسوس ہوا اپنا کپڑا پھاڑ کر اس
میں ٹھونستے رہے یہاں تک کہ اپنے تمام کپڑوں کو آپ نے اسی میں
ختم کر دیا اور ایک سوراخ باقی رہ گیا تھا اس پر اپنی ایڑی رکھ لی اور
کہا کہ اب داخل ہو جائیے۔ جب صبح ہوئی تو ان سے نبی صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تمھارے کپڑے کہاں گئے تو انھوں نے جو
کچھ کیا تھا آپ سے بیان کیا۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے
دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھا دیئے اور کہا اے اللہ تو قیامت کے دن
ابوبکر رضی اللہ عنہ کو میرے ساتھ میرے ہی درجہ میں رکھیئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے
پاس وحی بھیجی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کر لی ہے۔ اور جُندُب
ابن سفیان سے مروی ہے کہا کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ غار پر پہنچے تو آپ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یارسول اللہ جب تک
میں اندر جا کر اس کو صاف نہ کر دوں آپ داخل نہ ہوں۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ
غار میں اترے تو آپ کے ہاتھ میں کوئی چیز چبھ گئی تو اپنی انگلی سے خون
پونچھتے جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے۔ شعر (ترجمہ) تو صرف ایک
انگلی ہی تو ہے جو خون آلود ہو گئی۔ اور جو کچھ تجھے تکلیف پہنچی وہ اللہ
کے راستہ میں پہنچی۔ اور مروی ہے عمرو بن الحارث سے وہ روایت
کرتے ہیں اپنے باپ سے کہ (ایک مرتبہ چند لوگوں سے مخاطب ہو کر) ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا تم میں کون سورۃ توبہ کی قراءۃ کرے گا تو ایک شخص
نے کہا کہ میں۔ فرمایا کہ پڑھو۔ تو جب وہ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ
پر پہنچا تو رونے لگے اور فرمایا واللہ وہ آپ کا صاحب (رفیق)
میں ہی تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے بھائی اور میرے غار کے رفیق ہیں

Marfat.com

فاعرفوا ذلک له فلو کنت متخذا خلیلا
لاتخذت ابا بکر خلیلا سدوا کل خوخۃ
فی ھذا المسجد غیر خوخۃ ابی بکر و عن
عبد اللہ بن الزبیر ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال لو اتخذت خلیلا غیر ربی لاتخذت
ابابکر خلیلا ولکن اخی و صاحبی فی الغار
و اخرج البخاری عن انس قال اقبل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی
المدینۃ وھو مردف ابابکر و ھو شیخ
یعرف والنبی صلی اللہ علیہ وسلم
لا یعرف فکانوا یقولون یا ابابکر من ھذا
الغلام بین یدیک قال ھذا یھدینی
الی السبیل قال فلما دنا من المدینۃ
نزل فی الحرۃ و بعث الی الانصار
فجاؤا قال فشھدتہ یوم دخل المدینۃ
فما رایت یوما کان احسن ولا اضوء
من یوم دخل علینا فیہ و شھدتہ
یوم مات فما رایت یوما کان اقبح ولا اظلم
من یوم مات فیہ صلی اللہ علیہ وسلم عن
ابن عباس فی قولہ تعالی فانزل اللہ سکینتہ
علیہ قال علی ابی بکر لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لم تزل السکینۃ معہ و عن حبیب
بن ابی ثابت فانزل اللہ سکینتہ علیہ
قال علی ابی بکر فاما النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فقد کانت علیہ سکینۃ۔ و
من موافقات عمر رضی اللہ عنہ آیۃ ومنھم من

اس بات سے ان کا حق پہچانو اگر میں کسی کو خلیل بنانے والا ہوتا تو ابوبکرؓ کو خلیل[1] بناتا۔ اس مسجد میں جتنے دروازے کھلے ہوئے ہیں سب کو بند کر دو بجز ابوبکرؓ کے دروازے کے۔ اور مروی ہے عبد اللہ ابن الزبیرؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو خلیل بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور غار کے رفیق ہیں۔ اور اخذ کیا بخاری نے، مروی ہے انسؓ سے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ نے ابوبکرؓ کو اپنے ساتھ بٹھایا تھا اور ابوبکرؓ ایسے شیخ تھے جن کو عام لوگ پہچانتے تھے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں پہچانتے تھے تو (راستہ میں) جب لوگ پوچھتے تھے کہ اے ابوبکرؓ! تمہارے آگے یہ کون لڑکا ہے تو یہ جواب دیتے تھے کہ یہ مجھے راستہ بتلانے والے ہیں۔ انسؓ کہتے ہیں کہ جب مدینہ کے قریب پہنچے تو حرہ میں اُترے اور انصار کے پاس اطلاع بھیجدی پھر وہ لوگ آ گئے۔ انسؓ کہتے ہیں کہ جس دن آپ مدینہ میں داخل ہوئے میں موجود تھا کوئی دن میں نے اُس دن سے اچھا اور نورانی نہیں دیکھا جس دن میں آپ مدینہ میں ہمارے یہاں پہنچے تھے اور میں اُس دن بھی موجود تھا جس دن آپ کی وفات ہوئی تو میں نے کوئی ایسا دن نہیں دیکھا جو اتنا بُرا اور تاریک ہو جتنا وہ دن تھا جس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔ ابن عباسؓ سے ارشاد باری تعالیٰ فانزل اللہ سکینتہ علیہ کے بارے میں مروی ہے کہ انھوں نے کہا علیٰ ابی بکر (یعنی سکینت کا نزول ابوبکرؓ پر ہوا) کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو سکینت ہمیشہ ہی رہتی تھی۔ اور حبیب بن ابی ثابت سے بھی فانزل اللہ سکینتہ علیہ کی تفسیر علی ابی بکر منقول ہے۔ رہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم تو اُن پر تو سکینت موجود ہی تھی

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے موافق آیات میں سے ایک آیت یہ ہے وَمِنْهُم مَّن يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ (۹: ۵۸) اور اُن میں

ف[1] خلیل کے معنے جانی دوست ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر میں بجز خدا کے کسی بشر کو جانی دوست بناتا ہوتا تو ابوبکرؓ کو بناتا لیکن اسلام کی دوستی اور محبت جو اُن کے ساتھ ہے وہ دوسروں کی محبت اور دوستی سے بڑھ کر ہے یعنی اسلامی دوستی اور محبت اُن کی سب سے زیادہ ہے ۱۲ مترجم ف[2] حسن جمال اور عمدگی صحت کی وجہ سے آپ حضرت ابوبکرؓ سے کم عمر معلوم ہوتے تھے حالانکہ آپ اُن سے ڈھائی سال بڑے تھے ۱۲ مترجم

Marfat.com

يلمزك في الصدقات اخرج البخاري
والنسائي عن ابي سعيد الخدري قال
بينا النبي صلى الله عليه وسلم
يقسم قسماً اذ جاءه ذو الخويصرة
التميمي فقال اعدل يا رسول الله فقال
ويلك ومن يعدل اذ لم اعدل
فقال عمر بن الخطاب يا رسول الله
ائذن لي فاضرب عنقه فقال النبي
صلى الله عليه وسلم دعه فان
له اصحاباً يحقر احدكم صلوته مع
صلوتهم وصيامه مع صيامهم
يمرقون من الدين كما يمرق السهم
من الرمية فينظر في قذذه فلا
يوجد فيه شيء ثم ينظر في نصله فلا
يوجد قد سبق الفرث والدم اٰيتهم
رجل اسود احدى يديه او قال
ثدييه مثل ثدي المرأة او مثل
البضعة تدردر يخرجون على حين
فترة من الناس قال فنزلت
فيهم ومنهم من يلمزك في
الصدقات الآية قال ابو سعيد
اشهد اني سمعت هذا من رسول الله
صلى الله عليه وسلم واشهد ان
علياً حين قتلهم وانا معه جيئ بالرجل
على النعت الذي نعت رسول الله
صلى الله عليه وسلم عن عمر بن
الخطاب انه مر برجل من اهل الكتاب
مطروح على باب فقد استكدوه
واخذوا منه الجزية حتى كف بصره

بعض وہ لوگ ہیں جو صدقات (تقسیم کرنے) کے بارے میں آپ پر
طعن کرتے ہیں" بخاری اور نسائی نے اخذ کیا، مروی ہے ابی سعید
خدریؓ سے اُنھوں نے کہا کہ اس دَوران میں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
صدقات کے حصّے تقسیم کر رہے تھے کہ آپؐ کے پاس ذوالخویصرہ
تمیمی پہنچا اور بولا کہ یا رسول اللہؐ انصاف کیجئے۔ آپؐ نے فرمایا تجھ پر افسوس
ہے اگر مَیں نے بھی عدل نہ کیا تو اور کون کرے گا۔ اس پر عمرؓ بن الخطاب
نے کہا کہ یا رسول اللہؐ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن ماردوں
تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑو اسے اس کے ایسے ساتھی
ہیں کہ اُن کی نماز کے مقابلہ پر تم میں سے ہر ایک کو اپنی نماز اور اُن کے
روزوں کے مقابلہ پر اپنے روزے حقیر نظر آئیں گے (اور اُن کا حال
یہ ہوگا کہ) وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسا تیر شکار (کے
بدن) میں سے نکل جاتا ہے کہ جب تیر کے پروں کو دیکھا جائے گا تو
اُن پر (بدن کا خون گوبر وغیرہ) کچھ نظر نہ آئے گا پھر اُس کی پیکان
کو دیکھو تو وہاں بھی کچھ نہ ملے گا حالانکہ وہ گوبر میں سے بھی گزرا ہے
اور خون میں سے بھی۔ اور اُن کی نشانی (یعنے اُن کے سربرآوردہ
شخص کا حلیہ) یہ ہے کہ وہ ایک سیاہ رنگ کا شخص ہے کہ اُس کے
دونوں ہاتھوں میں سے ایک ہاتھ یا یہ فرمایا کہ دونوں پستانوں میں
سے ایک عورت کی پستان کی طرح ہوگا یا (یہ فرمایا کہ) مثل گوشت کے
ٹکڑے کے ہوگا جو تھل تھل کرتا ہوگا۔ یہ خروج کریں گے لوگوں میں سے
(اسلام پر) کچھ وقت گزر جانے کے بعد (ابو سعید خدریؓ نے) کہا
کہ ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ومنھم من یلمزك
فی الصدقات آخر تک (پھر) ابو سعیدؓ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں
کہ میں نے یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا اور گواہی دیتا ہوں
کہ علیؓ نے جب اُن (خوارج) کو قتل کیا اور میں اُن کے ساتھ تھا تو
ایک ایسا شخص لایا گیا (یعنے اُس کی لاش لائی گئی) جو اُسی صفت پر تھا
جو صفت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھی۔ عمرؓ
ابن الخطاب سے مروی ہے کہ اُن کا گزر اہلِ کتاب میں کے ایک شخص پر
ہوا جو ایک دروازے پر پڑا ہوا تھا۔ اُس نے کہا کہ مجھے مسلمانوں نے
سختی میں ڈال دیا اور مجھ سے جزیہ لیتے رہے یہاں تک کہ اب میری بینائی جاتی

Marfat.com

فليس أحدٌ يعود علىّ بشيء فقال عمر
ما أنصفنا إذاً ثم قال هذا من الذين قال
الله إنما الصدقات للفقراء والمساكين ثم
أمر له برزق يجري عليه وعن عمر في
قوله تعالى إنما الصدقات للفقراء قال
هم زمناء أهل الكتاب عن الشعبي قال
ليست اليوم يعني قوله والمؤلفة قلوبهم
إنما كان رجال يتألفهم النبي صلى
الله عليه وسلم على الإسلام فلما إن
كان أبو بكر قطع الرشى في الإسلام
وعن عبيدة السلماني قال جاء عيينة
بن حصن والأقرع بن حابس إلى
أبي بكر فقالا يا خليفة رسول الله صلى
الله عليه وسلم عندنا أرض سبخة ليس
فيها كلأ ولا منفعة فإن رأيت أن
تقطعناها لعلنا نحرثها ونزرعها و
لعل الله أن ينفع بها فأقطعها
إياهما وكتب لهما بذلك كتاباً و
أشهد لهما فانطلقا إلى عمر ليشهداه
على ما فيه فلما قرئ على عمر ما
في الكتاب تناوله من أيديهما فتفل
فيه فمحاه فتذامرا وقالا له
مقالة سيئة فقال عمر إن رسول
الله صلى الله عليه وسلم كان
يتألفكما والإسلام يومئذ قليل و
إن الله قد أعز الإسلام فاذهبا
فاجهدا جهدكما لا أرعى الله
عليكما إن رعيتما عن يزيد
ابن هارون

تو اب کوئی میری کچھ خبر گیری کرنے والا نہیں۔ یہ سُنکر حضرت عمرؓ نے کہا اس صورت میں ہم نے انصاف نہیں کیا پھر فرمایا کہ یہ اُن لوگوں میں سے ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ الخ (۹: ۶۰) صدقات تو صرف حق ہے غریبوں کا اور محتاجوں کا، آخر تک۔ پھر آپ نے حکم دیا اس کے لئے کہ اس کا وظیفہ جاری کردیا جائے۔ اور مروی ہے عمرؓ سے قولِ خداتعالیٰ إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاءِ کے بارے میں کہ انھوں نے فرمایا کہ وہ معذور لوگ ہیں اہلِ کتاب میں کے۔ اور شعبی سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ اب زمانہ اس پر یعنے قول تعالیٰ وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ (۹: ۶۰) صدقات اُن لوگوں کا بھی حق ہے یعنے ان کو بھی دینا صحیح ہے جن کی دلجوئی کرنا منظور ہے۔ عمل کرنے کا نہیں رہا یہ وہ لوگ تھے جن کی دلجوئی کیا کرتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسلام سے مانوس کرنے کے لئے۔ تو جب ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو اُنھوں نے اسلام میں رشوت کا سلسلہ قطع کردیا۔ اور عبیدہ سلمانی سے مروی ہے اُنھوں نے کہا عُیَینہ بن حصن اور اقرع بن حابس دونوں ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے نزدیک ایک شور زمین پڑی ہوئی ہے اُس میں گھاس نہیں ہے اور کوئی نفع کی چیز نہیں۔ اگر آپ کی رائے ہو تو یہ زمین آپ ہم کو دیدیں کہ ہم اس کو کھیتی کے قابل بنائیں اور اس میں زراعت کریں شاید اللہ تعالیٰ اس سے نفع دیدے۔ اُن دونوں کو حضرت ابوبکرؓ نے وہ زمین دیدی اور اس کے بارے میں اُن کے لئے ایک تحریر لکھ دی اور ان کے لئے گواہی بھی ہوگئی۔ اس کے بعد یہ دونوں عمرؓ کے پاس آئے کہ اُن کو بھی اُس وثیقہ کے مضمون پر گواہ بنائیں تو جب یہ عمرؓ کو پڑھ کر سُنایا گیا تو اُنھوں نے اُس کو اُن کے ہاتھوں سے لے کر اُس پر تھوکا پھر اس کو مٹادیا۔ اُن کو یہ ناگوار ہوا اور اُنھوں نے عمرؓ کو بُرے الفاظ کہے اس پر عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان سے مؤلفۃ القلوب کا معاملہ کرتے تھے اور اسلام اُس زمانہ میں قلت میں تھا اور اب اللہ تعالیٰ اسلام کو غالب کرچکا ہے تو اب تم لوگ جو جدوجہد چاہو کرتے رہو خدا تمھاری رعایت نہ کرے تم پر مہربانی نہ کرے اگر تم اپنے جانور چراؤ۔ مروی ہے یزید بن ہارون سے

یہی روایت آگے آئے گی کہ آپ نے اپنے عامل کو حکم دیا کہ ایسے تمام لوگوں کے وظائف مقرر کردیے جائیں اور ایسے تمام لوگوں

Marfat.com

قال خطب ابو بکر الصدیقؓ فقال
فی خطبتہ یؤتی بعبدٍ قد
انعم اللہ علیہ و بسط لہ فی
رزقہ و اصحّ بدنہ و قد کفر نعمۃ
ربہ فوقف بین یدے اللہ تعالیٰ
فیقال لہ ماذا عملت لیومک ھذا
و ما قدّمت لنفسک فلا یجدہٗ
قدّم خیرًا فیبکی حتی تنفد
الدموع ثم یعیّر و یخزی بما ضیّع
من طاعۃ اللہ فیبکی حتی تسقط
حدقاتہ علی وجنتیہ و کل واحد
منھما فرسخ فی فرسخ ثم یعیّر و
یخزی حتی یقول یا ربّ ابعثنی الی
النار و ارحنی من مقامی ھذا و
ذلک قولہ اَنَّہٗ مَنْ یُّحَادِدِ اللہَ وَرَسُوْلَہٗ
فَاَنَّ لَہٗ نَارَ جَھَنَّمَ الی قولہ العَظِیْمُ ۝
و من موافقات عمر رضی اللہ عنہ
عن شریح بن عبید ان رجلاً قال
لابی الدرداء یا معشر القراء ما بالکم
اجبن منا و ابخل اذا سئلتم
و اعظم لقمًا اذا اکلتم فاعرض عنہ
ابو الدرداء و لم یردّ علیہ شیئًا فاخبر
بذلک عمرُ بن الخطاب فانطلق
عمر الی الرجل الذی قال ذلک
فقال بثوبہ و خنقہ و قادہ الی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
الرجل انما کنا نخوض و نلعب
فاوحی اللہ الی نبیہ صلی اللہ
علیہ وسلم و لئن سألتھم

اُنھوں نے کہا کہ خطبہ دیا ابوبکر صدیقؓ نے اور دَوران خطبہ میں فرمایا کہ قیامت کے دن ایسے بندے کو پیش کیا جائے گا جس پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا اور اس کے رزق میں وسعت دی اور اس کو اچھی جسمانی صحت عطا کی اور اس نے اپنے رب کی نعمتوں کے ساتھ کفر کیا۔ اب یہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوگا۔ اُس سے کہا جائے گا کہ اپنے اس دن کے لئے تو نے کیا عمل کیا اور اپنے نفس کے لئے یہاں تو نے کونسی نیکی کی تھی؟ تو اس کو کوئی نیکی نہ ملے گی جو اُس نے کی ہو تو یہ رونا شروع کرے گا یہاں تک کہ آنسو ختم ہو جائیں گے پھر اس کو شرم دلائی جائے گی اور رسوا کیا جائے گا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی طاعت کو کیسے ضائع کیا پھر وہ اتنا روئے گا کہ اُس کی آنکھوں کی پتلیاں اُس کے رخساروں پر آپڑیں گی اور دونوں رخسارے اتنے (متورم ہو کر پھول جائیں گے) کہ وہ (گویا) کوس در کوس ہو جائیں گے پھر اس کو عار دلائے گا اور رسوا کرے گا یہاں تک کہ یہ کہے گا کہ اے پروردگار مجھے دوزخ میں بھیج دے اور اس مقام سے مجھے ہٹا دے اور یہ مطلب ہے اس ارشاد کا اَنَّہٗ مَنْ یُّحَادِدِ اللہَ تا العظیم (۹: ۶۳) جو شخص اللہ کی اور اُس کے رسول کی مخالفت کرے گا (جیسا یہ لوگ کر رہے ہیں) تو یہ بات ٹھہر چکی ہے کہ ایسے شخص کو دوزخ کی آگ اس طور پر نصیب ہوگی کہ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اور یہ بڑی رسوائی ہے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ کی موافقات میں سے ایک یہ ہے۔ مروی ہے شریح ابن عبید سے کہ ایک شخص نے ابو درداء سے کہا کہ اے قاریوں کی جماعت والو تمھارا حال ایسا کیوں ہے کہ ہم سے زیادہ بزدل ہو اور بہت بخیل ہوتے ہو جب تم سے سوال کیا جائے اور جب تم کھاتے ہو تو سب سے بڑے لقمے تمھارے ہوتے ہیں۔ ابو درداءؓ نے اس سے اعراض کیا (جواب نہ دیا) اس بات کی اطلاع حضرت عمرؓ کو بھی کر دی گئی تو عمرؓ اُس شخص کے پاس جس نے یہ کہا تھا پہنچے اور اس کا کپڑا پکڑ کر اُس کا گلا گھونٹا اور کھینچتے ہوئے اُس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ اُس شخص نے کہا ہم تو صرف دل لگی اور ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی بھیجی وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ الخ (۹: ۶۵) اور اگر آپ ان سے پوچھیے

Marfat.com

يَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَ نَلْعَبُ
وَ من موافقات عمر اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ
أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ الآية أخرج البخاري
عن ابن عباس قال سمعتُ عمرَؓ
يقول لما توفي عبد الله بن أبي
دُعِيَ رسولُ الله صلى الله
عليه وسلم للصلوٰة عليه
فقام عليه فلما وقف قلتُ أعلى
عدوّ الله عبد الله بن أبيّ
القائل كذا و كذا أعدّدُ أيامه و
رسول الله صلى الله عليه وسلم
يتبسم حتى اذا أكثرتُ قال يا عمر
أخّر عني إني خُيّرتُ قد قيل
لي استغفر لهم او لا تستغفر لهم ان
تستغفر لهم سبعين مرّةً فلو
أعلم أنّي إن زدتُ على السبعين
غُفِرَ لهُ لزدتُ عليها ثم صلى عليه
رسول الله صلى الله عليه وسلم ومشى
معه حتى قام على قبره حتى فُرِغ منه
فعجبتُ لي وجرأتي على رسول الله
صلى الله عليه وسلم والله ورسوله
أعلم فوالله ما كان إلا يسيرًا حتى
نزلت هاتان الآيتان وَلَا تُصَلِّ
عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهٖ
فما صلى رسولُ الله صلى الله عليه وسلم على منافق
بعده حتى قبضه الله عزوجل أخرج البخاري ومسلم عن ابن عمر
قال لما توفي عبد الله بن أبي بن سلول اتى ابنهٗ عبد الله
رسول الله صلى الله عليه وسلم فسأله ان يعطيه قميصه
يكفنه فيه فأعطاه ثم سأله ان يصلي عليه

تو کہدیں گے کہ ہم تو محض مشغلہ اور خوش طبعی کر رہے تھے"۔ اور عمرؓ کی موافقات میں سے ہے اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ الخ (۹: ۸۰) "آپ خواہ اُن (منافقین) کے لئے استغفار کریں یا اُن کے لئے استغفار نہ کریں الخ" اخذ کیا بخاری نے، مروی ہے ابنِ عباسؓ سے اُنھوں نے کہا کہ میں نے سُنا عمرؓ سے آپ فرماتے تھے کہ جب عبداللہ بن اُبَیّ (منافق) مرا تو اُس پر نماز پڑھنے کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بُلائے گئے آپؐ اُس پر نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ جب آپؐ کھڑے ہو رہے تھے تو میں نے کہا تھا کہ اللہ کا سب سے بڑا دشمن عبداللہ بن اُبَیّ تھا ایسی اور ایسی باتیں کہنے والا۔ میں اُس کی حرکات بقید ایام شمار کر رہا تھا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تبسّم فرما رہے تھے یہاں تک کہ جب میں بہت کچھ کہتا ہی رہا تو فرمایا اے عمرؓ! اب مجھے چھوڑ۔ مجھے اختیار دیا گیا ہے۔ مجھ سے یہ فرمایا گیا ہے کہ تو اُن کے لئے استغفار کر یا نہ استغفار کر اگر تو اِن کے لئے ستّر مرتبہ استغفار کریگا الخ تو اگر میں سمجھوں گا کہ اگر میں نے ستّر مرتبہ سے استغفار بڑھا دیا تو اُس کی مغفرت ہو جائے گی تو میں ستّر سے بڑھا دوں گا۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس پر نماز پڑھی اور اُس کے جنازے کے ساتھ چلے یہاں تک کہ اُس کی قبر پر کھڑے رہے فراغت ہو جانے تک۔ مجھے اپنے اوپر اور اپنی جرأت پر جو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر کی تھی تعجب ہے اور اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسولؐ سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ پھر واللہ تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ یہ دونوں آیتیں نازل ہوئیں وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ الخ (۹: ۸۴) "اور ان میں کوئی مر جائے تو اُس کے (جنازہ پر) کبھی نماز نہ پڑھئے اور نہ (دفن کے لئے) اُس کی قبر پر کھڑے ہوجیے"۔ تو اس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی وفات تک کسی منافق کے جنازے کی نماز نہیں پڑھی۔ بخاری اور مسلم نے اخذ کیا، مروی ہے ابن عمرؓ سے کہ جب عبداللہ بن اُبَیّ بن سلول مرگیا تو اُس کے بیٹے عبداللہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ کر سوال کیا کہ آپؐ اپنی قمیص اس کو عطا کردیں تاکہ وہ اس کو اپنے باپ کے کفن میں استعمال کرے تو آپؐ نے اُس کو عطا کردی۔ پھر اُس نے درخواست کی کہ آپؐ اس پر نماز پڑھیں۔

Marfat.com

فقام عمر بن الخطاب فاخذ ثوبه فقال يا رسول الله اتصلی علیه و قد نهاک الله ان تصلی علی المنافقین قال ان ربی خیرنی و قال استغفر لهم او لا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعین مرۃ فلن یغفر الله لهم. و سازید علی السبعین و قال انه منافق فصلی علیه فانزل الله و لا تصل علی احد منهم مات ابدا و لا تقم علی قبره فترک الصلوۃ علیهم و عن حبیب ابن الشهید عن عمرو بن عامر الانصاری ان عمر بن الخطاب قرأ والسابقون الاولون من المهاجرین و الانصار الذین اتبعوهم باحسان فرفع الانصار و لم یلحق الواو فی الذین فقال له زید بن ثابت والذین فقال عمر الذین فقال زید امیر المؤمنین اعلم فقال ایتونی بابی بن کعب فاتاه فسأله عن ذلک فقال ابی والذین فقال فنعم اذا فتابع ابیا۔

عن ابی صخر حمید بن زیاد قال قلت لمحمد بن کعب القرظی اخبرنی عن اصحاب رسول الله صلی الله علیه و سلم و انما ارید الفتن فقال ان الله قد غفر لجمیع اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم و اوجب لهم الجنۃ فی کتابه محسنهم و مسیئهم قلت له و فی ای موضع اوجب الله لهم الجنۃ فی کتابه قال الا تقرء والسابقون الاولون الآیۃ اوجب لجمیع اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم الجنۃ والرضوان و شرط علی التابعین شرطا لم یشترط فیهم قلت

اب عمرؓ بن الخطاب کھڑے ہوئے اور آپؐ کا کپڑا پکڑ کر بولے کہ یا رسول اللہؐ کیا آپؐ اُس پر نماز پڑھیں گے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو منافقین پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے اختیار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ استغفر لهم الخ ان کے لئے تم استغفار کرو یا استغفار نہ کرو۔ اگر تم ان کے لئے ستر دفعہ استغفار کرو گے پھر بھی اُن کو اللہ تعالیٰ ہرگز نہ بخشے گا۔" اور میں ستر پر اضافہ کردوں گا۔ اور عمرؓ نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ منافق ہے۔ تو آپؐ نے اُس پر نماز پڑھی پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ تو آپؐ نے منافقین پر نماز پڑھنا چھوڑ دی۔

اور حبیب بن الشہید سے مروی ہے وہ روایت کرتے ہیں عمرو بن عامر انصاری سے کہ عمرؓ بن خطاب نے پڑھا وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ پر پیش پڑھا اور الذین کے ساتھ واو لحق نہ کیا تو اُن سے زید بن ثابت نے کہا وَالَّذِيْنَ پھر عمرؓ نے کہا اَلَّذِيْنَ تو زید نے کہا امیر المؤمنین زیادہ جانتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ اُبی بن کعب کو میرے پاس لاؤ۔ جب وہ ان کے پاس آئے تو اُن سے آپؓ نے اس کے متعلق سوال کیا۔ تو اُبی نے کہا وَالَّذِيْنَ تو عمرؓ نے کہا بس یہی ٹھیک ہے۔ آپؓ نے اُبی کی روایت مان لی۔

ابو صخر حمید بن زیاد سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ میں نے محمد ابن کعب القرظی سے کہا کہ آپ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حال سنائیے۔ اس سوال سے فتنوں کے بارے میں پوچھنا ملحوظ تھا۔ تو اُنھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مغفرت کردی اور اُن کے لئے اپنی کتاب میں جنت کو واجب کردیا ہے اُن میں جنھوں نے نیک کام کئے اُن کے لئے بھی اور بُرے کام کرنے والوں کے لئے بھی۔ میں نے کہا اور کس موقع میں اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے جنت کو واجب قرار دیا ہے۔ فرمایا کیا تم پڑھتے نہیں ہو وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ الخ (۹: ۱۰۰) اس میں تمام اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے جنت اور رضوان کو واجب کردیا اور تابعین پر ایک ایسی شرط لگائی ہے جو اصحابؓ پر نہیں لگائی۔ میں نے کہا

Marfat.com

وما اشترط علیہم قال اشترط علیہم ان یتبعوہم باحسان یقول یقتدوا بہم فی اعمالہم الحسنۃ، ولم یقتدوا بہم فی غیر ذلک قال ابو صخرۃ فواللہ لکانی لم اقرأہا قبل ذلک وما عرفت تفسیرہا حتی قرأہا علی محمد بن کعب۔

وعن ابن عمر فی قولہ تعالٰی وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ مع محمد واصحابہ وقال سعید بن جبیر مع ابی بکر وعمر وقال الضحاک أمروا ان یکونوا مع ابی بکر وعمر واصحابہما وقال ابن عباس مع علی بن ابی طالب وقال ابو جعفر مع علی بن ابی طالب وعن سفیان قال لیس فی تفسیر القرآن اختلافٌ انما ہو کلامٌ جامع یُرادُ بہ ہذا وہذا وعن یحیی ابن عبد الرحمٰن بن حاطب قال اراد عمر بن الخطاب ان یجمع القرآن فقام فی الناس فقال من کان تلقّٰی فی زمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئاً من القرآن فلیأتنا بہ وکانوا کتبوا ذلک فی الصحف والالواح والعسب وکان لایقبل من احدٍ شیئاً حتی یشہد بہ شاہدان فقُتل وہو یجمع ذلک الیہ فقام عثمانُ بن عفان فقال من کان عندہ شیٌٔ من کتاب اللہ فلیأتنا بہ وکانَ لایقبلُ من ذلک حتّٰی یشہدَ بہ شاہدان فجاء خزیمۃ بن ثابت

اُن پر کیا شرط لگائی ہے۔ فرمایا کہ اُن پر یہ شرط لگائی ہے کہ وہ ان کا اتباع باحسان کریں۔ اللہ تعالٰے فرماتا ہے کہ یہ لوگ اُن کا اقتدا کریں اُن کے اعمالِ حسنہ کا اور جو غیر حسن ہے اُن میں اقتدا نہ کریں۔ ابو صخرہ کہتے ہیں واللہ یوں معلوم ہوتا تھا گویا اس سے پہلے میں نے اس آیت کو پڑھا ہی نہ تھا اور اس کی تفسیر محمد بن کعب کے پڑھانے کے بعد ہی سمجھ میں آئی۔

روایت ہے ابن عمرؓ سے قولِ خداوندی وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ (۱۱۹:۹) کی تفسیر میں (یعنے صادقین کے ساتھ رہو) کہ محمدؐ اور اُن کے اصحابؓ کے ساتھ۔ اور سعید بن جُبیر کا قول ہے مع ابی بکرؓ وعمرؓ (یعنے ابوبکرؓ وعمرؓ کے ساتھ رہو) اور ضحاک نے کہا کہ لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ابوبکرؓ وعمرؓ اور ان دونوں کے اصحاب کے ساتھ رہیں اور ابنِ عباسؓ کا قول ہے کہ علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ رہیں۔ اور ابو جعفر نے بھی یہی کہا کہ علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ رہیں۔ اور سفیان سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ قرآن کی تفسیر میں اختلاف نہیں ہے وہ ایک جامع کلام ہے یہ بھی مراد ہو سکتا ہے اور وہ بھی۔ اور یحییٰ بن عبد الرحمٰن بن حاطب سے مروی ہے اُنھوں نے بیان کیا کہ عمرؓ بن الخطاب نے ارادہ کیا کہ قرآن کو جمع کریں تو اُنھوں نے کھڑے ہو کر لوگوں سے فرمایا کہ جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن کا کچھ حصّہ حاصل کیا ہو وہ ہمارے پاس اُس کو لے آئے اور لوگوں نے یہ لکھ رکھا تھا کاغذ کے صفحات پر اور تختیوں پر اور کھجور کی شاخوں پر اور آپ کسی سے کوئی حصّہ قبول نہیں کرتے تھے جب تک کہ دو گواہوں سے اُس پر شہادت نہ لیتے تھے۔ ابھی یہ جمع قرآن کا کام ہو رہا تھا کہ عمرؓ شہید کر دیے گئے۔ اس کے بعد عثمانؓ بن عفان کھڑے ہوئے اور اُنھوں نے کہا کہ جس کے پاس کتاب اللہ کا کچھ حصہ موجود ہو وہ اُس کو ہمارے پاس لے آئے اور وہ (بھی) اُس کو قبول نہیں کرتے تھے جب تک اُس پر دو گواہ شہادت نہ دیدیں[۱]۔ پھر خزیمہ بن ثابت نے

[۱] یہی معمول حضرت عمرؓ کا تھا، حالانکہ یہ دونوں خلیفہ حافظِ قرآن تھے۔ یہ غور طلب بات ہے کہ شہادت لینے سے کس بات کا ثبوت مقصود تھا۔ اگر کہا جائے کہ یقین حاصل کرنا تھا کہ جو کچھ و لایا وہ قرآن کی آیات اور کلام الٰہی ہے تو اگر کوئی ایسی آیات ہوں جن کی شہرت میں کچھ کمی ہو تو اس جواب میں وزن ہو سکتا ہے لیکن عام آیات و سُوَر کے بارے میں یہ جواب شافی نہیں ہوگا۔ جب کہ یہ حضرات خود حافظِ قرآن تھے اس پہلو پر غور کر لیجیے (باقی صلا پر)

حسب شارع خراکہ بار نیا وردہ باشد ۱۲

فقال انی رایتکم ترکتم آیتین لم تکتبوھا فقالوا ماھما قال تلقیت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ الی آخر الآیۃ فقال عثمان و انا اشھد انھما من عند اللہ فاین ترٰی ان نجعلھا قال اختم بھما آخر ما نزل من القرآن فختمت بھا براءۃ۔

قال اللہ تعالیٰ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

فقیر گوید عفی عنہ کہ این آیت نص است در فضیلت اولیاء اللہ اوّلاً بیان حال ایشان میفرماید کہ لاخوف علیھم و لاھم یحزنون در آخرت بر ایشان ترسی نباشد از ہیچ مخوف و مکروہ و اندوہگین نشوند بر ہیچ فائت ثانیاً حقیقت ولایۃ باماصدق آن مذکور می نماید کہ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝

اگر کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تم نے دو آیتیں ترک کر دیں ان کو نہیں لکھا تو انھوں نے کہا کہ وہ کونسی ہیں؟ انھوں نے کہا کہ یہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حاصل کی ہیں لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ آخر آیت تک یہ سُن کر عثمانؓ نے کہا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ دونوں اللہ کی طرف سے ہیں۔ تو تمھاری کیا رائے ہے ان کو کہاں درج کریں۔ خزیمہ نے کہا کہ قرآن کی جو سورت سب سے آخر میں نازل ہوئی اس کو ان ہی دو آیتوں سے ختم کرو تو ان سے سورۃ براءۃ ختم کی گئی۔

آیات سورۃ یونس

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ الخ (۱۰: ۶۲) یاد رکھو اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ناک واقعہ پڑنے والا ہے اور نہ وہ کسی مطلوب کے فوت ہونے پر) مغموم ہوتے ہیں وہ (اللہ تعالیٰ کے دوست) ہیں جو ایمان لائے اور (معاصی سے) پرہیز رکھتے ہیں۔ اُن کے لئے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی (منجانب اللہ) خوف و حزن سے بچنے کی خوش خبری ہے (اور) اللہ تعالیٰ کی باتوں میں (یعنی وعدوں میں) کچھ فرق ہوا نہیں کرتا۔ یہ (بشارت جو مذکور ہوئی) بڑی کامیابی ہے۔

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ اولیاء اللہ کی فضیلت پر یہ آیت نص ہے اوّلاً ان کے حال کی وضاحت فرماتے ہیں کہ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ یعنے آخرت میں اُن کو کسی ڈرانے والی اور کروہ چیز سے کوئی خوف نہ ہوگا اور کسی فوت ہونے والی چیز سے وہ غمناک نہ ہوں گے۔ ثانیاً ولایت کی حقیقت اور جس پر اس کا اطلاق کیا جائے گا اُس کا ذکر کرتے ہیں کہ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۱) یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ یہ حضرات رسم خط کو دیکھ کر اُس کے مطابق نقل کرنا چاہتے تھے اور اس بات کا ثبوت چاہتے تھے کہ یہ تحریر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زیر ہدایت لکھی گئی ہے۔ قرآن مجید کا رسم خط توقیفی ہے قیاسی نہیں ہے۔ دو چار لفظ ایسے ضرور ہیں جن پر قیاس کچھ چل جاتا ہے زیادہ الفاظ ایسے ہیں جن کا رسم خط عام قیاس کے خلاف ہے۔ الابریز میں شیخ عبد العزیز دباغ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لکھنے والوں سے فرما دیتے تھے کہ اس لفظ کو اس طرح لکھو مثلاً یہ کہ فلاں لفظ میں الف نہ لکھا جائے اور فلاں میں یا نہ لکھی جائے جیسے لفظ ابراہیم قرآن مجید کے ابتدائی پارہ میں اس طرح ہے ابرٰھم اور باقی پاروں میں اس طرح ہے ابرٰھیم یا یائیں کو بائیں ایک جوڑ کے اضافہ کے ساتھ لکھا جاتا ہے یہ التزام برابر صدر اول سے اب تک جاری ہے۔ اس کی وجہ بجز اولیاء اہل نظر کوئی نہیں جانتا کیونکہ ان کا تعلق قرآن کے انوار سے ہے۔ اس لئے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جس امر کا دیکھنا اور ثبوت مقصود تھا وہ رسم خط تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فلاں حرف کو کس طرح لکھایا ہے، واللہ اعلم بالصواب ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

پس حقیقتِ ولایت درا نجماعہ متحقق شود کہ بوصفِ ایمانِ حقیقی کہ شرح آن در سورۃ انفال مذکور است اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُہُمْ و بوصفِ تقوی متصف اند ثالثاً بعض لوازم ولایت ارشاد میفرماید لَہُمُ الْبُشْرٰی الخ واین بشارت است بجنت بر السنہ رسل صلوات اللہ وسلامہ علیہم واین اعظم انواع بشارت است یا بردیا وفراستِ صادقہ و آن دون اوست این قدر بوجہ عموم از آیت مفہوم شد باقیماند آنکہ اشخاصے کہ در زمانِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باین اوصاف سَنیّہ متصف بودند کیانند اندکے تأمل را کار فرماید شد وَلی بدو معنے مستعمل میشود یکے از ولایت بمعنے دوستی ومحبت پس معنے ولی دوست ودوست داشتہ شدہ باشد و دیگر معنے ولایت کارسازی کردن پس معنے ولی کارسازندہ وکارساختہ شدہ باشد مانند لفظ حَارّ کہ برہر دو شخص اطلاق کردہ میشود فاعل ومفعول واگر معنے اول مراد است خدایتعالیٰ میفرماید درحق صدیق رضی اللہ عنہ وتابعانِ او کہ یُحِبُّہُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ واگر معنے ثانی مراد است حق تعالیٰ میفرماید وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ بعد ازان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در احادیث متواترہ کہ شبہہ را دران دخل نباشد این جماعہ را بوصف صدیق وشہید ستودند وبر ایمان وتقوی ایشان گواہی دادند وبشاراتِ عظیمہ بہشت بلکہ باعلیٰ درجات بہشت دادند وہو المقصود عن الاحنف قال صلیت خلف عمر الغداۃ فقرأ بیونس وہود وغیرہما وعن قتادۃ فی قولہ تعالیٰ

پس حقیقتِ ولایت اُس جماعت میں متحقق ہوگی جو کہ ایمانِ حقیقی کی صفت سے متصف ہیں جس کی شرح سورۃ انفال میں مذکور ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الخ (۸:۲) بس ایمان لانے والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو اُن کے قلوب ڈر جاتے ہیں۔" اور وہ تقوٰی کے وصف سے بھی متصف ہیں۔ ثالثاً ولایت کے بعض لوازم ارشاد فرماتے ہیں لَہُمُ الْبُشْرٰی الخ اور یہ جنّت کی بشارت ہے جو پیغمبروں کی زبانوں کے ذریعہ سے صلوات اللہ وسلامہ علیہم دی جاتی ہے۔ اور یہ بشارت کی سب سے بڑی قسم ہے یا خواب اور فراست (یعنی مکاشفہ) صادقہ سے اور یہ اُس سے نیچے کے درجہ میں ہے۔ اتنی باتیں آیت سے عموم کی صُورت میں معلوم ہوئیں۔ باقی رہی یہ بات کہ جو اشخاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ان اعلیٰ اوصاف سے موصوف تھے وہ کون ہیں؟ اس بارے میں تھوڑا تأمل کام میں لانا چاہیئے۔ اور ولایت کے دوسرے معنے ہیں کارسازی کرنا۔ تو "ولی" کے معنے ہوئے کارسازی کرنے والا۔ اور جس کی کارسازی کی گئی ہو۔ جیسے لفظ حَارٌّ (گرم کرنے والا، گرم کیا ہوا) کہ اس کا اطلاق دو وجودوں پر کیا جاتا ہے، فاعل پر بھی اور مفعول پر بھی۔ تو اگر پہلے معنے مراد ہیں تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور اُن کے اتباع کرنے والوں کے حق میں کہ یُحِبُّہُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ (۵:۵۴) جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہوگی اور اُن کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی۔ اور اگر دوسرے معنے مراد ہیں تو حق تعالیٰ فرماتا ہے وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ (۷:۱۹۶) اور وہ نیک بندوں کی مدد کیا کرتا ہے۔ بعد ازاں اس پر تأمل وغور کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیثِ متواترہ میں کہ جن میں شبہ کی گنجائش نہیں ہوتی اس جماعت کی صدیق اور شہید کے وصف سے تعریف کی ہے اور اُن کے ایمان اور تقوٰی پر گواہی دی ہے اور اُن کو بہشت کی بلکہ بہشت کے اعلیٰ درجات کی بڑی بشارتیں دی ہیں اور یہی مقصود ہے۔ احنف بن قیس سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی تو اُنھوں نے سورۂ یونس اور ہُود وغیرہما پڑھیں۔ اور قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس آیت کے بارے میں

Marfat.com

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَیْفَ تَعْمَلُوْنَ قال ذُكِرَ لنا ان عمر ابن الخطاب قرأ هذه الآیة فقال صدق ربُّنا ما جعلنا خلائف فی الارض الا لینظر الیٰ اعمالنا فاروا اللہ خیر اعمالکم باللیل والنھار والسر والعلانیۃ عن ابن عمر ان تمیما الداری سأل عمر بن الخطاب عن رکوب البحر فامر بتقصیر الصلوٰۃ قال یقول اللہ تعالیٰ هُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُكُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ و عن عمر بن الخطاب قال قال رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان مِنْ عبادِ اللہ ناسًا یَغبطہم الانبیاءُ والشھداءُ قیل مَنْ ہم یارسول اللہ قال قوم تحابوا فی اللہ من غیر اموال ولا انساب لا یفزعون اذا فزع الناس ولا یحزنون اذا حزنوا ثم تلا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

قال اللہ تعالیٰ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَیَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ اُولٰٓئِكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْهُ ۗ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ ○ خدائے عز وجل در اول کلام تهدید کفار و تغلیظ

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ الخ (۱۰: ۱۴) پھر ان کے بعد ہم نے دنیا میں بجائے ان کے تم کو آباد کیا تاکہ (ظاہری طور پر) ہم دیکھ لیں کہ تم کس طرح کام کرتے ہو۔" انھوں نے کہا ہم سے ذکر کیا گیا کہ عمرؓ بن الخطاب نے اس آیت کو پڑھ کر کہا کہ ہمارے رب نے ٹھیک فرمایا، اُس نے ہم کو گزرے ہوئے لوگوں کا جانشین نہیں بنایا مگر صرف اس لئے کہ وہ ہمارے اعمال کو دیکھے تو اے لوگو! تم اللہ کو اپنے اچھے اعمال دکھاؤ دن میں اور رات میں اور پوشیدہ بھی اور علانیہ بھی۔ مروی ہے ابنِ عمرؓ سے کہ تمیم داری نے کشتیوں کے ذریعہ دریا کے سفر کے بارے میں عمرؓ بن الخطاب سے سوال کیا تو انھوں نے نماز میں قصر کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے هُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُكُمْ الخ (۱۰: ۲۲) وہ (اللہ) ایسا ہے کہ تم کو خشکی اور دریا میں لئے لئے پھرتا ہے۔" اور عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان پر انبیاءؑ اور شہداءؓ بھی رشک کرتے ہیں۔ آپؐ سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا یہ وہ قوم ہیں جو آپس میں اللہ تعالیٰ کے واسطے محبت کرتے ہیں بغیر مال اور نسب کے (یعنے ایک دوسرے سے منفعتِ مالی یا نسب کی کشش کی وجہ سے نہیں ملتے) وہ نہیں گھبراتے جب لوگ اُن کو گھبرائیں اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں جب لوگ اُن کو غمگین کریں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ الخ (۱۰: ۶۲) (ترجمہ لکھا جاچکا ہے)۔

آیات سورۂ ہود

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَیِّنَةٍ الخ (۱۱: ۱۷) بھلا ایک شخص جو ہے صاف رستہ پر اپنے رب کے اور اس کے ساتھ ساتھ ہے ایک گواہ اللہ کی طرف سے اور اُس سے پہلے گواہ تھی موسیٰؑ کی کتاب رستہ بتلاتی اور بخشواتی (اوروں کی برابر ہے) یہی لوگ مانتے ہیں قرآن کو اور جو کوئی منکر ہو اُس سے سب فرقوں میں سے سو دوزخ ہے ٹھکانا اُس کا۔ سو تو مت رہ شبہ میں اُس سے بیشک وہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے اور پر بہت سے لوگ یقین نہیں کرتے (ترجمہ شیخ الہندؒ) اللہ عز وجل ابتداء کلام میں کفار کو دھمکی دے رہے ہیں اور ان پر

Marfat.com

برایشان مینماید مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا الآية بعدازان بیان میکند حال جماعہ از مؤمنین محققین تافرق درمیان ظلمت کفر و نور ایمان روشن شود مانند فرق لیل بنسبتِ نہار و تباعدِ مشرق بنسبتِ مغرب، این سنۃ اللہ است در تمام قرآن عظیم غالبًا تفاوتِ درجتین وتباین مرتبتین در ہر سورتے بیان میفرماید و انما یعرف الشیٔ بضدہٖ چون نوبتِ مؤمنین محققین رسید فرمود اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ مفسرین در معنے این کلمہ اختلاف دارند اما آنچہ محقق و منقح است وانچہ بعد تعمق نظر احتمالے غیر آن نمی ایستد آنست کہ بعض محققین اصول شرائع راپیش از بعثتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بشہادتِ دل خود تلقی نمودہ بودند لہٰذا عباداتِ اصنام مکروہ میداشتند وقبح خمر و زنا ازخود دردلِ خود می یافتند و تعینِ پیغامبرے کہ دران زمان مبعوث شد بطریق رؤیا و فراست ادراک می نمودند و نفوس ایشان بآن ہمہ مطمئن گشت و عقل ایشان ہمہ را باور داشت واین علم اجمالے منفوخ درصدور ایشان بینہ است ازجانبِ پروردگار تبارک و تعالے و بعدازان قرآن نازل شدہ شہادت بران علم اجمالے داد و آن مجمل رامفصل ساخت و آن مظنون را کالمشاہد نمود پس شاہد کہ از طرف حق جل و علا اظہارِ حق بروجہ اکمل نمود قرآن است وپیش از قرآن کتابِ حضرت موسیٰ علیہ السلام بود

سختی کا اظہار فرماتے ہیں کہ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الخ (۱۱:۱۵) جو شخص (اپنے اعمال خیر سے) محض حیاتِ (دنیوی) کی منفعت اور اس کی رونق (کا حاصل کرنا) چاہتا ہے تو ہم ان لوگوں کے (اُن) اعمال (کی جزاء) ان کو دنیا ہی میں پورے طور سے بھگتا دیتے ہیں اور اُن کے لئے دنیا میں کچھ کمی نہیں ہوتی۔ اس کے بعد مؤمنین برحق میں سے ایک جماعت کا حال بیان کرتے ہیں تاکہ ظلمتِ کفر اور نورِ ایمان کا فرق روشن ہو جائے جس طرح رات کا فرق دن کی بہ نسبت ہے اور مشرق کا بُعد ہے مغرب کی بہ نسبت۔ اور تمام قرآن مجید میں اکثر و بیشتر اللہ تعالےٰ کا یہ طریقہ ہے کہ دونوں درجوں کا تفاوت اور دونوں مرتبوں کا ایک دوسرے سے متضاد ہونا ہر سورت میں بیان فرماتے ہیں اور ہر چیز اپنی ضد سے ہی پہچانی جاتی ہے۔ جب نوبت مؤمنین اہلِ حق کی پہنچی تو فرمایا اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ مفسرین اس کلمہ (بَيِّنَةٍ) کے معنے میں اختلاف رکھتے ہیں۔ لیکن جو کچھ تحقیق وتنقیح سے اور گہری نظر ڈالنے سے اس طرح واضح ہوا کہ اس کے خلاف کوئی احتمال باقی نہیں رہتا وہ یہ ہے کہ بعض اہل تحقیق نے شریعتوں کے اصول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے اپنے دل کی شہادت سے حاصل کرلئے تھے لہٰذا وہ بتوں کی پرستش کو بُرا سمجھتے تھے اور شراب اور زنا کی قباحت کو ازخود اپنے دل میں پاتے تھے اور ایسے پیغمبر کا متعین ہونا جو اس زمانہ میں مبعوث ہوا خواب اور مکاشفہ کے طریق پر اُس کا ادراک کرلیتے تھے اور اُن کے نفوس اُن سب ادراکات سے مطمئن ہوگئے اور اُن کی عقل نے اُن سب کو قبول کرلیا۔ یہی علم اجمالی جو اُن کے سینوں میں پھونک دیا گیا تھا پروردگار تبارک و تعالےٰ کی طرف سے بَيِّنَةٍ ہے (یعنی ایک شہادت اور فطری دلیل) اس کے بعد قرآن نے نازل ہوکر اس علم اجمالی پر شہادت دی اور اس مجمل کو مفصل بنادیا اور اس شئے کو جو گمان کے درجہ میں تھی مثل مشاہدے کے (یقینی) بنادیا۔ تو حق تعالےٰ کی طرف سے جس شاہد نے آکر کامل صورت کے ساتھ حق کو ظاہر کیا (جس کا ذکر آیتِ مذکورہ میں ہے) وہ قرآن ہے۔ اور قرآن سے پہلے وہ شاہد موسیٰ علیہ السلام کی کتاب (تورات) بھی

Marfat.com

مقتدائے اہلِ دین و رحمتے از جانب خدائے تعالےٰ کہ مثلِ این شہادت ادا می فرمود جماعہ از عظمائے صحابہ باین وصف متصف بودند ازانجملہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ و ابوذر غفاری و غیر ایشان وحضرتِ صدیق اکمل آن ہمہ است و اسبق ایشان واز جہتِ ہمین مناسبتِ باطنی توقف نکرد در ایمان آوردن و معجزہ طلب نہ کرد پس وے سر دفترِ اہلِ این آیۃ است بلکہ اغلب رائے آنکہ تعریض است باو واشارہ است بجانبِ او واللہ اعلم آخرج الترمذی عن ابنِ عباسٍ قال قالَ ابوبکر یارسول اللہ قد شبتَ قال شیّبتنی ہود والواقعۃ والمُرسلات و عمّ یتساءلون واذا الشمسُ کُوّرتْ وعن ابی سعید الخدری قال عمر بن الخطاب یا رسولَ اللہ اَسرع الیک الشیب قال شیّبتنی ہُودٌ و اخواتُہا الواقعۃ و عم یتساءلون واذا الشمسُ کوّرت عن عمر بن الخطاب قال لما استقرت السفینۃُ علی الجُودی لبث ماشاءَ اللہُ ثم انہ اُذِنَ لہ' فہبط علی الجبلِ فدعا الغرابَ فقال ابتغنی بخبرِ الارض ای نوح علیہ السلام ۱۲ فانحدر الغرابُ علی الارضِ وفیہا الغرقٰی من قوم نوح فابطأ علیہ فلعنہ ودعا الحمامۃ فوقع علی کف نوح فقال اہبطی فلتاتینی بخبرِ الارض فلم تلبث الا قلیلاً حتی جاء بنفض ورشیۃ فی منقارہ فقال اہبط فقد انبتتِ الارضُ قال نوح بارک اللہُ فیک وفی بیت

جو اہلِ دین کی مقتدا اور ایک رحمت تھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے کہ اسی (قرآن) کی مانند وہ شہادت ادا فرما رہی تھی۔ بڑے صحابہ میں سے بہت سے حضرات اس (علمِ اجمالی والے) وصف سے متصف تھے ان میں سے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور دیگر اصحاب، اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ان سب میں اکمل اور سب سے زیادہ سبقت کرنے والے تھے اور اسی مناسبتِ باطنی کی بنا پر آپ نے ایمان لانے میں توقف نہیں کیا اور نہ کوئی معجزہ طلب کیا۔ تو وہ اس آیت والوں (کی فہرست) کے سر دفتر ہیں (یعنے سب سے پہلے ان ہی کا نام ہے) بلکہ غالب رائے یہ ہے کہ آیت کا روئے سخن اُن کی طرف ہے اور یہ ان ہی کی جانب اشارہ کر رہی ہے، واللہ اعلم۔ اور اخذ کیا ترمذی نے مروی ہے ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے اُنھوں نے بیان کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ تو بوڑھے ہو گئے۔ فرمایا کہ مجھے (سورۃ) ہود نے اور واقعہ نے اور مُرسلات نے اور عمّ یتساءلون نے اور اذا الشمس کوّرت نے بوڑھا کر دیا۔ اور مروی ہے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے کہا یا رسول اللہ آپ کے اُوپر جلدی بُڑھاپا آگیا۔ آپ نے فرمایا مجھے بوڑھا کر دیا (سورۃ) ہود اور اس کی بہنوں نے (یعنی) واقعہ اور عمّ یتساءلون اور اذا الشمس کوّرت نے۔ عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب (نوح علیہ السلام کی) کشتی جودی پر ٹھہر گئی تو جب تک اللہ تعالےٰ نے چاہا (نوح علیہ السلام) اُس میں ٹھہرے رہے پھر اُن کو اجازت ملی تو پہاڑ پر اُترے۔ اس کے بعد آپ نے کوّے کو بُلایا اور اس سے فرمایا کہ میرے پاس زمین کی خبر لے کر آ تو کوّا اُڑ کر زمین پر اُترا اور اُس پر قومِ نوح علیہ السلام کے ڈوبے ہوئے لوگوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں تو (اُن کے کھانے میں مشغول ہو کر) اُس نے دیر کر دی تو اُس پر نوح علیہ السلام نے لعنت بھیجی اور کبوتر کو بُلایا تو وہ اُن کی ہتھیلی پر آ بیٹھا۔ اُس سے اُنھوں نے فرمایا کہ زمین پر اُتر اور میرے پاس اُس کی خبر لے کر آ۔ تو بس تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وہ کچھ پتّی، پھل اور تنکے اپنی چونچ میں لے کر آیا اور کہا کہ اُتر جائیے، زمین پر سبزی اُگ آئی ہے۔ نوح علیہ السلام نے دُعا دی کہ اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت دے اور اُس گھر میں برکت دے

عہ نفض للتحتین برگ و میوہ از درخت افتادہ ۱۲

Marfat.com

يؤذيك وتحببك الى الناس لولا ان يغلبك
الناس على نفسك لدعوت الله ان يجعل
رأسك من ذهب وعن محمد بن المنكدر
ويزيد بن خصيفة وصفوان بن سليم ان
خالد بن الوليد كتب الى ابى بكر الصديق
انه قد وجد رجلاً فى بعض نواحى العرب
ينكح كما تنكح المرأة وقامت عليه بذلك
البينة فاستشار ابو بكر اصحاب رسول الله
صلى الله عليه وسلم فقال على بن ابى
طالب ان هذا ذنب لم يعص الله
به امة من الامم الا امة واحدة
فصنع الله بها ما قد علمتم أرى
ان تحرقه بالنار فاجتمع اصحاب
النبى صلى الله عليه وسلم على
ان يحرقوه بالنار فكتب ابو بكر
الى خالد ان احرقه بالنار ثم حرقهم
ابن الزبير فى امارته ثم حرقهم هشام
ابن عبد الملك عن عمر بن الخطاب
قال لما نزلت فمنهم شقى و سعيد
قلت يا رسول الله فعلى ما نعمل على شئ
قد فرغ منه او على شئ لم يفرغ
منه قال على شئ قد فرغ منه و
جرت به الاقلام يا عمر ولكن كل ميسر
لما خلق له عن ابى بكر الصديق قال قام
فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال سلوا الله العافية فانه
لم يعط احد افضل من معافاة بعد اليقين و
اياك والريبة فانه لم يؤت احد اشد
من ريبة بعد كفر عن ابى اليسر[1]

جس میں تیرا ٹھکانا ہو اور تجھے لوگوں کا محبوب بنا دے۔ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ تیری جان لے لیں گے تو میں تیرے لئے دعا کرتا کہ اللہ تیرا سر سونے کا بنا دے۔ اور محمد بن المنکدر اور یزید بن خصیفہ اور صفوان ابن سلیم سے مروی ہے کہ خالدؓ بن الولید نے ابو بکر صدیقؓ کو لکھا کہ بعض نواحی عرب میں ایک ایسا شخص پایا گیا کہ وہ اس طرح مقاربت کراتا ہے جس طرح عورتیں کراتی ہیں (یعنے علّتِ اُبنہ میں مبتلا ہے) اور اس پر شہادت بھی گزر چکی ہے۔ تو ابو بکرؓ نے اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مشورہ طلب کیا۔ تو علیؓ بن ابی طالب نے کہا کہ یہ ایسا گناہ ہے کہ تمام اُمتوں میں سے ایک اُمّت (یعنی لوط علیہ السّلام کی اُمّت) نے اس کے ارتکاب سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس اُمّت کے ساتھ جو کچھ کیا وہ تم کو معلوم ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ اس کو آگ سے پھونک دیا جائے تو جملہ اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اس پر اتفاق رائے ہو گیا کہ اس کو آگ سے پھونک دیا جائے۔ اس کے بعد ابو بکرؓ نے خالدؓ کو لکھ بھیجا کہ اُس کو آگ سے پھونک دو۔ پھر اپنی امارت کے زمانہ میں عبداللہ بن الزبیرؓ نے بھی ایسے لوگوں کو آگ سے پھونکا۔ پھر ہشام بن عبد الملک نے بھی ان کو پھونکا۔ عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ (۱۱: ۱۰۵) اُن میں بعض تو شقی (یعنے کافر) ہوں گے اور بعض سعید (یعنی مؤمن) ہوں گے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ پھر کس چیز پر ہم عمل کریں کیا ایسی چیز پر جس سے فراغت ہو چکی یا ایسی چیز پر جس سے فراغت نہیں ہوتی۔ فرمایا کہ اُس چیز پر جس سے فراغت ہو چکی اور اُس پر قلم چل چکے اے عمرؓ۔ لیکن ہر ایک کے لئے وہ کام آسان کر دیا گیا ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ ابو بکر صدیقؓ سے مروی ہے کہ ہم میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرو کیونکہ سب سے بڑھ کر عافیت وہ عافیت ہے جو کسی کو یقین (یعنی موت) کے بعد دی جاتے۔ اور خبردار شک سے بچو کیونکہ کفر کے بعد سب سے زیادہ سخت چیز جو کسی کو دی گئی وہ شک ہے۔ ابو الیسرؓ سے مروی ہے کہ

[1] ان کا نام کعب بن عمرو ہے انصاری ہیں۔ بیعت عقبہ اور غزوۂ بدر میں شریک تھے۔ انھوں نے ہی جنگ بدر میں عباسؓ بن عبدالمطلب کو گرفتار کیا تھا۔

Marfat.com

اتتنی امرأۃ تبتاع تمرًا فقلت
انّ فی البیت تمرًا اطیب منہ
فدخلت معی البیت فاھویت
الیھا فقبلتھا فاتیت ابابکر فذکرت
ذلک لہ قال استر علٰی نفسک
وتب ولا تخبر احدًا فلم اصبر
فاتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فذکرت ذلک لہ فقال اخلفت
غازیًا فی سبیل اللہ فی اھلہ
بمثل ھذا حتی تمنّٰی انہ لم یکن
اسلم الا تلک الساعۃ حتی ظن انہ
من اھل النار واطرق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم طویلًا حتّٰی
اوحی اللہ الیہ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ
النَّھَارِ الٰی قولہ لِلذّٰکِرِیْنَ ۝ قال
ابو الیسر فاتیتہ فقرأھا علیّ فقال
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اَ لِھٰذا خاصۃً اَم للناس کافۃً قال
بل للناس کافۃً وعن سلیمان
التیمی قال ضرب رجل علٰی کفل امرأۃ
ثم اتٰی ابابکرؓ و عمرؓ فسألھما عن کفارۃ
ذلک فقال کل منھما لا ادری
ثم اتی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فسألہ فقال لا ادری
حتی انزل اللہ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ الآیۃ
عن عثمان قال رأیت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یتوضأ ثم
قال من توضأ وضوئی ھذا ثم
قام فصلی صلوۃ الظھر غفرلہ ما کان بینہ

میرے پاس ایک عورت آئی جو کھجوریں خریدنا چاہتی تھی۔ میں نے اُس سے
کہا کہ گھر میں ان سے اچھی کھجوریں موجود ہیں تو وہ میرے ساتھ گھر
میں داخل ہوگئی تو میں اُس کی طرف جھکا اور اُس کا بوسہ لے لیا۔
اس کے بعد میں ابو بکرؓ کے پاس آیا اور اس واقعہ کا اُن سے ذکر کیا
اُنھوں نے کہا اس بات کو دل میں رکھ اور توبہ کر اور کسی پر اس کا
اظہار نہ کرنا۔ مگر میں صبر نہ کرسکا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں پہنچ گیا اور اس کا ذکر آپ سے کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ کیا
تو کسی غازی فی سبیل اللہ کا اُس کی بیوی پر جانشین بنا تھا
ایسی حرکت کے ساتھ؟ (ان کی اس ارشاد سے یہ حالت ہوگئی کہ)
یہ خیال آنے لگا کہ میں کاش اسلام نہ لایا ہوتا مگر اسی ساعت
میں یہاں تک کہ یہ گمان کر لیا کہ وہ اہل نار میں سے ہے۔ اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم دیر تک سر جھکائے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے
آپ پر یہ وحی نازل کی وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ سے لِلذّٰکِرِیْنَ ۝ تک۔
(۱۱: ۱۱۴) اور آپ نماز کی پابندی رکھئے دن کے دونوں سروں پر
(یعنی اوّل و آخر میں) اور رات کے کچھ حصوں میں۔ بیشک نیک کام
(نامۂ اعمال سے) مٹا دیتے ہیں بُرے کاموں کو۔ یہ بات ایک (جامع)
نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے۔ ابو الیسر نے بیان کیا کہ پھر میں
آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے یہ آیت سُنائی۔ پھر اصحاب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ یہ اسی کے لئے خاص
ہے یا سب لوگوں کے لئے تو فرمایا کہ سب لوگوں کے لئے ہے۔ اور
سلیمان تیمی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت کے سرین
پر ہاتھ مارا پھر وہ ابو بکرؓ و عمرؓ کے پاس آیا اور ان دونوں سے
اس گناہ کا کفارہ دریافت کیا تو دونوں میں سے ہر ایک نے یہ جواب
دیا کہ میں نہیں جانتا۔ پھر وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا
تو آپ نے بھی وہی جواب دیا کہ میں نہیں جانتا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ
نے یہ آیت نازل کی وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ الخ۔ عثمانؓ سے مروی ہے
اُنھوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا
کہ آپ وضو کر رہے تھے پھر آپ نے فرمایا کہ جس نے میری اس وضو کی
طرح وضو کی پھر اٹھا اور ظہر کی نماز پڑھی تو جو گناہ ظہر اور صبح کی نماز

Marfat.com

و بین صلوٰۃ الصبح ثم صلی العصر غفر له ما کان بینه و بین صلوٰۃ الظهر ثم صلی المغرب غفر له ما کان بینه و بین صلوٰۃ العصر ثم صلی العشاء غفر له ما کان بینه و بین صلوٰۃ المغرب ثم لعله یبیت یتمرغ لیلته ثم ان قام فتوضأ و صلی الصبح غفر له ما بینها و بین صلوٰۃ العشاء وهن الحسنات یذهبن السیئات قالوا هذه الحسنات فما الباقیات یا عثمان قال هی لا اله الا الله و سبحان الله و الله اکبر ولا حول و لا قوۃ الا بالله ۔ واخرج مالک عن عثمان بن عفان قال لاحدثنکم حدیثا لولا انه فی کتاب الله ما حدثتکموہ ثم قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ما من امرئ یتوضأ فیحسن الوضوء ثم یصلی الصلوٰۃ الا غفر الله له ما بینه و بین الصلوٰۃ الاخری حتی یصلیها قال مالک اراہ یرید هذه الآیة وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۔

قال الله تعالیٰ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ۔ قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰي خَزَاۗىِٕنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّىْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ۔

کے درمیان کے ہیں وہ سب بخش دیئے جائیں گے۔ پھر اُس نے عصر کی نماز پڑھی تو جو گناہ عصر اور ظہر کے درمیان کے ہیں وہ بخش دیئے جائیں گے پھر مغرب کی نماز پڑھی تو مغرب اور عصر کی نماز کے درمیان کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ پھر عشاء کی نماز پڑھی تو عشاء اور مغرب کے درمیان کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ پھر شاید وہ اپنی رات لوٹ لگانے میں گزارے۔ پھر اگر اُٹھا اور وضو کی اور صبح کی نماز پڑھی تو اس کے وہ گناہ بخش دیئے جائیں گے جو فجر سے عشاء تک ہوئے تھے۔ اور یہی ہیں وہ حسنات جو سیئات کو مٹا دیتے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ یہ تو حسنات ہوئے تو اے عثمانؓ باقیات کیا ہیں؟ فرمایا کہ باقیات ہیں لا الٰہ اِلَّا اللہ اور سبحان اللہ اور اللہ اکبر اور لاحول وَلا قوۃ اِلَّا باللہ۔ اور اخذ کیا مالکؒ نے عثمانؓ بن عفان سے فرمایا کہ میں تم سے ایسی حدیث بیان کرتا ہوں کہ اگر اس کا مضمون کتاب اللہ میں نہ آگیا ہوتا تو میں تم سے یہ بیان نہ کرتا۔ پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کوئی ایسا شخص نہیں جس نے وضو کی اور عمدگی کے ساتھ وضو کی پھر اُس نے نماز پڑھ لی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کے وہ گناہ بخش دیئے جو اُس کے اور دوسری نماز کے درمیان ہوئے یہاں تک کہ اُس نے اُس نماز کو پڑھ لیا۔ مالکؒ کا قول ہے میں سمجھتا ہوں کہ عثمانؓ کی مراد اس آیت سے ہے وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۭ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ (۱۱: ۱۱۴) (ترجمہ اوپر گزر چکا)۔

آیات سورۃ یوسف

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ الخ (۱۲: ۵۴-۵۵) اور (دُسکر) بادشاہ نے کہا کہ اُن کو میرے پاس لاؤ میں اُن کو خاص اپنے (کام کے) لئے رکھوں گا پس جب بادشاہ نے اُن سے باتیں کیں تو بادشاہ نے (اُن سے) کہا کہ تم ہمارے نزدیک آج (سے) بڑے معزز اور معتبر ہو۔ یوسفؑ نے فرمایا کہ ملکی خزانوں پر مجھ کو مامور کر دو میں (اُن کی) حفاظت (بھی) رکھوں گا اور خوب واقف ہوں۔

Marfat.com

فقیر گوید عفی عنہ کہ حضرت یوسف علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام طلب کرد از ملکِ مصر امارتِ بیت المال را و بیان نمود استحقاقِ خود را بآن امارت کہ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ۝ پس ازینجا معلوم شد کہ شرطِ تصرّف در بیت المال حفظ است از ضیاع و از خیانت خائنین و علم است بآنکہ از کجا باید گرفت و بکجا باید صرف نمود چون تصرّف در بیت المال کارِ خلیفہ است لازم آمد کہ خلافتِ خاصہ مرضیہ وقتی متحقق گردد کہ خلیفہ حافظ و علیم باشد و آن در لوازم خلافتِ خاصہ داخل است چنانکہ سابق تحریر نمودیم عن خالد بن عرفطۃ قال کنتُ جالِسًا عند عمر اذ اُتِیَ برجلٍ من عبد القیس فقال لہٗ عمر انت فلانٌ العبدیّ قال نعم فضربہ بقَنَاۃٍ معہ فقال رجلٌ مالی یا امیرَ المؤمنین قال اجلس فجلس فقرأ علیہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الٓرٰ تِلْکَ اٰیَاتُ الْکِتَابِ الْمُبِیْنِ الیٰ قولہٖ لَمِنَ الْغَافِلِیْنَ ۝ فقرأھا علیہ ثلاثًا و ضربہ ثلاثًا فقال لہ الرجل مالی یا امیر المؤمنین فقال انت الذی نسخت کتاب دانیال قال مُرْنِیْ بِاَمْرِکَ اَتَّبِعْہُ قال انطلق فامحُہٗ بالحمیم و الصوف ثم لا تقرأہٗ و لا تُقْرِئْہُ احدًا من الناس فلئن بلغنی عنک انک قرأتہ او اقرأتہ احدًا من الناس لَاُنْہِکَنَّکَ عقوبۃً ثم قال لہ اجلس فجلس بین یدیہ فقال انطلقتُ انا فانتسختُ کتابًا من اہل الکتاب

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ حضرت یوسف علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شاہِ مصر سے بیت المال کی امارت طلب کی اور اس امارت پر اپنا استحقاق بیان کیا کہ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ۝ تو یہاں سے یہ بات معلوم ہوتی کہ بیت المال پر متصرف ہونے کی شرط حفظ ہے ضائع ہونے اور خائن لوگوں کی خیانت سے، اور علم ہے اس بات کا کہ کہاں سے لینا چاہیے اور کہاں خرچ کرنا چاہیے۔ چونکہ بیت المال میں تصرّف خلیفہ کا کام ہے اس سے لازم آیا کہ خلافت خاصہ مقبولہ اس وقت متحقق ہوگی جبکہ خلیفہ صاحبِ حفظ ہو اور صاحب علم ہو اور وہ خلافتِ خاصہ کے لوازم میں داخل ہے جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں۔ مروی ہے خالد ابن عرفطہ سے انھوں نے بیان کیا کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ آپ کے پاس ایک شخص قبیلہ عبد القیس کا لایا گیا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ کیا تو فلاں عبدی ہے؟ اس نے کہا ہاں! تو آپ نے اس کے چھڑی ماری جو آپ کے پاس تھی۔ تو اس شخص نے کہا اے امیر المؤمنین میرا قصور کیا ہے؟ آپ نے فرمایا بیٹھ! وہ بیٹھ گیا۔ پھر آپ نے اس کے سامنے پڑھا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الٓرٰ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ سے لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ ۝ تک (۱۲: ۱ تا ۳) الٓر یہ آیتیں ہیں ایک کتاب واضح کی۔ ہم نے اس کو اتارا ہے قرآن عربی زبان کا تاکہ تم سمجھو، ہم نے جو یہ قرآن آپ کے پاس بھیجا ہے اس کے ذریعہ سے ہم آپ سے ایک بڑا عمدہ قصہ بیان کرتے ہیں اور اس کے قبل آپ (اس سے) محض بے خبر تھے۔" پھر آپ نے یہ اس کے سامنے تین مرتبہ پڑھا اور تین چھڑیاں ماریں۔ پھر اس شخص نے کہا اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ میرا قصور کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ تو وہ شخص ہے جس نے کتاب دانیال لکھی۔ اس نے کہا کہ آپ مجھے اپنا حکم بتلائیے جس کی میں تعمیل کروں۔ فرمایا کہ جا اور گرم پانی اور ایک چیتھڑے سے اس کو مٹا۔ پھر نہ خود پڑھ اور نہ لوگوں میں سے کسی کو پڑھا پھر بخدا اگر مجھے یہ اطلاع پہنچی کہ تو نے اس کو پڑھا، یا لوگوں میں سے کسی کو پڑھایا ہے تو میں تجھے سخت سزا دوں گا۔ پھر اس سے فرمایا کہ بیٹھ! وہ آپ کے سامنے بیٹھ گیا اس کے بعد فرمایا کہ میں خود (اہل کتاب کے پاس) پہنچا تو میں نے اہلِ کتاب سے ایک کتاب کی نقل حاصل کی

Marfat.com

ثم جئتُ به فی أدیم فقال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم ما هذا فی یدک یا عمر قلتُ یا رسول الله کتاباً نسختهُ لنزداد به علماً الی علمنا فغضب رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی احمرت وجنتاه ثم نودی بالصلوٰة جامعة فقالت الانصار[1] أغضب نبیکم السلاح السلاح فجاؤا حتی أحدقوا بمنبر رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یا ایها الناس انی أعطیتُ جوامع الکلم و خواتمه و اختصر لی اختصاراً ولقد اتیتکم بها بیضاء نقیة فلا تتهوکوا و لا یغرنکم المتهوکون قال عمر فقمتُ و قلتُ رضیتُ بالله ربّاً و بالاسلام دیناً و بک رسولاً ثم نزل رسول الله صلی الله علیه وسلم و عن ابراهیم النخعی قال کان بالکوفة رجلٌ یطلبُ کتب دانیال و ذلک الضرب فجاء فیه کتابٌ من عمر بن الخطاب ان یرفع الیه فلما قدم علی عمر علاه بالدرة ثم جعل یقرأ علیه الرٰ تلک آیاتُ الکتٰب المبین حتی بلغ الغافلین ۔ قال فعرفتُ ما یریدُ فقلتُ

پھر میں اُس کو ایک جلد میں رکھ کر لایا تو مجھ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اے عمرؓ تمہارے ہاتھ میں یہ کیا ہے؟ میں نے کہا یارسول اللہ یہ ایک کتاب ہے جس کو میں نے نقل کیا ہے تاکہ ہمارے علم میں اضافہ ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہو گئے یہاں تک کہ آپ کے رخسار سُرخ ہو گئے۔ پھر ندا دی گئی کہ الصّلوٰۃ جامعۃ (نماز تیار ہے) تو انصار نے (آپ کو دیکھ کر) کہا کیا تمہارے نبی غضبناک ہو گئے ہیں۔ ہتھیار لے آؤ[1] ہتھیار لے آؤ۔ لوگ آکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منبر کے گرد جمع ہو گئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے لوگو! مجھ کو جامع کلمات عطا کئے گئے ہیں اور ان کے خاتمے بھی (یعنی اتنے مکمل کہ اب اُن پر کسی اضافہ کی گنجائش نہیں ہے) اور میرے لئے (اُن ضروری علومِ دین کا) خلاصہ مکمل کر دیا گیا (کہ کوئی بات چھوٹی نہیں) اور میں اُس کو تمہارے پاس روشن اور صاف طور پر لے آیا ہوں تو خبردار تم لوگ گمراہی کی باتوں میں نہ پڑ جانا اور گمراہی کی باتوں میں پڑنے والے تمہیں دھوکے[2] میں نہ ڈال دیں عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں اس پر راضی ہوں کہ اللہ ہمارا رب ہے اور اسلام ہمارا دین ہے اور آپ ہمارے رسول ہیں۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منبر سے اُتر آئے۔ اور مروی ہے ابراہیم نخعی سے کہ کوفہ میں ایک شخص تھا جو کُتبِ دانیال اور اس قسم کی کتابوں کا شوقین تھا۔ تو اس کے بارے میں عمرؓ بن الخطاب کی طرف سے حکم آیا کہ اس شخص کو اُن کے پاس بھیجا جائے تو جب وہ شخص عمرؓ کے پاس پہنچا تو اُنھوں نے اُس کو دُرّے سے مارا۔ پھر اس کو الرٰ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۝ سے سُناتے ہوئے الْغٰفِلِیْنَ ۝ تک پہنچے (اُس شخص نے کہا) بس میں نے سمجھ لیا کہ اس تلاوت سے امیر المؤمنینؓ کیا ارادہ کر رہے ہیں۔ میں نے کہا

۱؎ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس کو دیکھ کر انصار نے یہ انتزاع کیا کہ آپ اس وقت سخت غصّہ کی حالت میں ہیں۔ شاید کسی کو قتل کا حکم دینے والے ہیں اس لئے السلاح السلاح پکارا کہ اگر کوئی ایسا حکم ہو تو فوراً اس کی تعمیل کی جاسکے، واللہ اعلم بالصواب ۱۲ مترجم ۲؎ اب پچھلی شریعتوں کی حاجت نہیں رہی ان میں بہت جھوٹی باتیں اپنی طرف سے لوگوں نے خلط ملط کر دی ہیں اگر ان کتابوں کو تم نے لیا تو اس دین کا بھی ستیاناس ہو جائیگا اسی لئے آپ کو سخت غصہ آیا کہ ان لوگوں کی کتابوں کو لیا اور یہ سمجھ کر کہ ہمارے علم میں اضافہ ہوگا دراں حالیکہ وہ محض مخربات کا مجموعہ ہیں اس دین کو خراب کرنے پر پیشقدمی کرنا ہے ۱۲

Marfat.com

یا امیر المؤمنین دعنی فو اللہ لا ادع عندی شیئاً من تلک الکتب الا حرقتہ قال فترکہ عن عبد الرحمن ابن کعب بن مالک عن ابیہ قال سمع عمر رجلاً یقرأ ہذا الحرف لیسجننہ عتی حین فقال لہ عمر من اقرأک ہذا قال ابن مسعود فقال عمر لیسجننہ حتی حین ثم کتب الی ابن مسعود سلام علیک اما بعد فان اللہ انزل القراٰن فجعلہ قراٰناً عربیاً مبیناً و انزلہ بلغۃ ہذا الحی من قریش فاذا اتاک کتابی ہذا فاقرئ الناس بلغۃ قریش ولا تقرئہم بلغۃ ہذیل عن عمر انہ استاذن علیہ رجل فقال استاذنوا لابن الاخیار فقال عمر ائذنوا لہ فلما دخل قال من انت قال فلان بن فلان بن فلان فعد رجالا من اشراف الجاہلیۃ فقال لہ عمر انت یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم قال لا قال ذاک ابن الاخیار و انت ابن الاشرار انما تعد علی خبال اہل النار عن ابی ہریرۃ قال استعملنی عمر علی البحرین ثم نزعنی وغرمنی اثنی عشر الفاً ثم دعانی بعد الی العمل فابیت فقال لم وقد سال یوسف العمل وکان خیراً منک فقلت ان یوسف نبی بن نبی بن نبی بن نبی وانا ابن امیمۃ و انا اخاف ان اقول بغیر علم وان افتی بغیر علم وان یضرب ظہری ویشتم عرضی ویؤخذ مالی عن عبد اللہ بن شداد قال

کہ امیر المؤمنین رض آپ مجھے چھوڑ دیجئے واللہ میں اپنے پاس کوئی اس قسم کی کتاب نہیں رہنے دوں گا۔ سب کو جلا دوں گا۔ اُس نے کہا کہ اس کے بعد اس کو چھوڑ دیا۔ مروی ہے عبد الرحمٰن بن کعب بن مالک سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اُنھوں نے بیان کیا کہ عمر رض نے ایک شخص کو اس طرح پڑھتے ہوئے سنا لیسجننہ عتی حین ؀ تو اُس سے عمر رض نے کہا کہ تجھ کو یہ کس نے پڑھایا؟ اُس نے کہا ابن مسعود رض نے تو عمر رض نے کہا لیسجننہ حتی حین ؀ پڑھ۔ پھر ابن مسعود رض کو یہ خط لکھا۔ سلام علیک اما بعد اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل کیا اور اُس کو بزبان عربی واضح طور پر بیان کرنے والے اسلوب پر نازل کیا اور اس کا نزول اس قبیلۂ قریش کے لُغت پر فرمایا تو جب میرا یہ خط تم کو مل جائے تو اُسی وقت سے لوگوں کو پڑھانا شروع کرو لُغتِ قریش پر اور لُغتِ ہُذیل پر نہ پڑھاؤ۔ حضرت عمر رض سے مروی ہے کہ ان سے ایک شخص نے ملنے کی اجازت چاہی اور اجازت لانے والے لوگوں سے یہ کہا کہ اخیار کے بیٹے کو آنے کی اجازت دیدیجئے تو عمر رض نے کہا کہ اس کو آنے کی اجازت دیدو۔ جب وہ آیا تو اُس سے فرمایا کہ تو کون ہے؟ اُس نے کہا فلاں بن فلاں بن فلاں۔ اُس نے دورِ جاہلیت کے سربرآوردہ لوگوں کے نام گِن دیئے تو اُس سے حضرت عمر رض نے فرمایا تو یوسف ابن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم ہے؟ اُس نے کہا نہیں! فرمایا کہ ابن الاخیار تو وہ تھے اور تو ابن الاشرار ہے۔ تو میرے سامنے اُن لوگوں کے نام گِن رہا ہے جو دوزخ والوں کے نچوڑ ہیں۔ ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ مجھے عمر رض نے بحرین پر عامل بنایا۔ پھر مجھے برخاست کر دیا اور مجھ پر بارہ ہزار درم کا تاوان ڈالا۔ پھر اس کے بعد مجھے عامل بنانے کے لئے بُلایا تو میں نے انکار کر دیا۔ تو کہنے لگے کیوں؟ اور یوسف ع نے تو خود عامل بننے کا سوال کیا تھا اور وہ تم سے بہتر تھے، تو میں نے کہا یوسف ع تو نبی ابن نبی ابن نبی ابن نبی تھے اور میں ابن اُمیمہ ہوں اور مجھے یہ خوف ہے کہ میں کوئی بات علم (یعنے بُردباری) کے بغیر کہدوں اور کوئی فتویٰ علم کے بغیر دیدوں اور پھر میری کمر پٹ جائے اور میری آبرو برباد ہو اور میرا مال مجھ سے لیا جائے۔ مروی ہے عبد اللہ بن شداد سے اُنھوں نے کہا کہ

عـہ تفسیر خبال بعصارہ کردہ شدہ است ودر اصل فسادی را گویند کہ در افعال وابدان وعقول واقع شد ۱۲

Marfat.com

سمعت نشیج عمر بن الخطاب وانی لفی آخر الصفوف فی صلوٰۃ الصبح وہو یقرأ اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ وعن علقمۃ ابن وقاص قال صلیتُ خلف عمر بن الخطاب العشاء فقرأ سورۃ یوسف فلما اتٰی علی ذکر یوسف نشج حتی سمعتُ نشیجہ وانا فی مؤخر الصفوف۔

قال اللّٰہ تعالٰی وَاِنْ مَّا نُرِیَنَّکَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُھُمْ اَوْ نَتَوَفَّیَنَّکَ فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ وَعَلَیْنَا الْحِسَابُ ۝ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُھَا مِنْ اَطْرَافِھَا ۭ وَاللّٰہُ یَحْکُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُکْمِہٖ ۭ وَھُوَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ۝

فقیر گوید ترجمہ آیت آنست کہ اگر بنمائیم بتو بعض آنچہ وعدہ میدہیم ایشان را از فتوح وغلبۂ اسلام یا قبض روح تو کنیم یعنے پیش از وقوع بعض آنچہ وعدہ میدہیم از باب فتوح وغلبۂ اسلام در ہر دو شق ہیچ باک نیست جزین نیست کہ لازم بر تو پیغام رسانیدن است ولازم بر ما حساب است بعد ازان تسجیل میفرماید کہ مراد وعدۂ فتوحاتِ اسلامیہ است آیا ندیدند کہ می آئیم بسوئے زمینِ مشرکان ناقص می کنائیم آن را از اطرافِ آن یعنے در مدینہ ودر قبائل اَسْلم وغفار وجُہینہ ومُزَینہ وغیر ایشان اسلام درآمد وجمعی مسلمان شدند ودر شوکتِ کفر رخنۂ عظیمہ پیدا آمد واین از مقدمات وارہاصاتِ اوست فقیر گوید درین آیت اشارۂ جلیہ است بسوئے آنکہ بعض فتوح اسلام کہ وعدہ بآن رفتہ است

میں نے صبح کی نماز میں عمرؓ کے رونے کی آواز سُنی ہے حالانکہ میں بالکل آخر کی صفوں میں تھا اور وہ پڑھ رہے تھے اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ۔ اور علقمہ بن وقاص سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کے پیچھے عشاء کی نماز پڑھی تو انھوں نے سورۂ یوسف پڑھی۔ جب یوسفؑ کے ذکر پر پہنچے تو بھرائی ہوئی آواز سے پڑھا یہاں تک کہ آپ کی اس آوازِ گریہ آمیز کو میں نے بھی سُنا حالانکہ میں پچھلی صفوں میں تھا۔

آیاتِ سُورۃ الرعد

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاِنْ مَّا نُرِیَنَّکَ (۱۳: ۴۰-۴۱) اور جس بات کا ہم اُن سے وعدہ کر رہے ہیں اُس میں کا بعض واقعہ اگر ہم آپ کو دکھا دیں خواہ ہم آپ کو وفات دیدیں پس آپ کے ذمہ تو صرف (احکام کا) پہنچا دینا ہے اور دار و گیر کرنا تو ہمارا کام ہے۔ کیا اس امر کو نہیں دیکھ رہے کہ ہم زمین کو ہر چہار طرف سے برابر کم کرتے چلے آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ (جو چاہتا ہے) حکم کرتا ہے اُس کے حکم کو کوئی ہٹانے والا نہیں اور وہ بڑی جلدی حساب لینے والا ہے۔

فقیر کہتا ہے آیت کا ترجمہ (مع تفسیر) یہ ہے کہ اگر دکھائیں ہم تجھ کو کچھ حصہ اُس کا کہ وعدہ دے رہے ہیں ہم تجھ کو فتوح اور غلبۂ اسلام کا یا ہم تیری روح قبض کرلیں یعنی جو کچھ وعدہ ہم دے رہے ہیں اس کے ایک حصہ کے واقع ہونے سے پہلے دربارۂ فتوحات وغلبۂ اسلام، دونوں صورتوں میں کوئی اندیشہ کی بات نہیں ہے سوائے اس کے نہیں ہے کہ لازم تجھ پر پیغام پہنچانا ہے اور لازم ہم پر حساب اُس کا ہے۔ اس کے بعد وضاحت فرماتے ہیں کہ وعدہ سے مراد فتوحاتِ اسلامیہ کا وعدہ ہے آیا نہیں دیکھا اُنھوں نے کہ ہم آرہے ہیں مشرکوں کی زمین کی طرف کم کر رہے ہیں ہم اس کو اُس کے اطراف سے یعنی مدینہ میں اور قبائلِ اَسلم وغفار اور جُہینہ اور مُزینہ وغیرہ میں اسلام داخل ہوگیا اور ایک جماعت مسلمان ہوگئی اور کفر کی شوکت میں بہت بڑا رخنہ واقع ہوگیا اور یہ اسی کے مقدمات اور علامات میں سے ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ اس آیت میں واضح اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ بعض فتوحاتِ اسلامی جن کا وعدہ کیا گیا ہے

درزمانِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بظہور خواہد آمد و بعض ازان بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ولا بد آن مواعید بر دستِ شخصے از نوابِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہور نمود وآن یکی از لوازم خلافتِ خاصہ است واللہ اعلم۔

قال اللہ تعالےٰ لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ؕ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۞ اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۞ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۙ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ۞ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۙ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۚ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۞ وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظاہر ہوں گی اور اُن میں سے بعض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد۔ اور لازمی ہے کہ اُن مواعید کا ظہور ایسے شخص کے ہاتھ پر ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشینوں میں سے ہو اور وہ ایک لوازم میں سے ہے خلافتِ خاصّہ کے، واللہ اعلم۔

اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا الآ (۱۳: ۱۸-۲۵) جن لوگوں نے اپنے رب کا کہنا مان لیا اُن کے واسطے اچھا بدلہ ہے اور جن لوگوں نے اُس کا کہنا نہ مانا اُن کے پاس اگر تمام دنیا بھر کی چیزیں (موجود) ہوں اور (بلکہ) اُس کے ساتھ اُسی کی برابر اور بھی ہو تو وہ سب اپنی رہائی کے لئے دے ڈالیں اُن لوگوں کا سخت حساب ہوگا اور اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بُرا قرارگاہ ہے۔ جو شخص یہ یقین رکھتا ہو کہ جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل ہوا ہے وہ سب حق ہے کیا ایسا شخص اس کی طرح ہو سکتا ہے جو کہ اندھا ہے۔ پس نصیحت تو سمجھدار ہی لوگ قبول کرتے ہیں۔ (اور) یہ سمجھدار لوگ ایسے ہیں کہ اللہ سے جو کچھ اُنھوں نے عہد کیا ہے اُس کو پورا کرتے ہیں اور (اس) عہد کو توڑتے نہیں۔ اور یہ ایسے ہیں کہ اللہ نے جن علاقوں کے قائم رکھنے کا حکم کیا ہے اُن کو قائم رکھتے ہیں اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور سخت عذاب کا اندیشہ رکھتے ہیں۔ اور یہ لوگ ایسے ہیں کہ اپنے رب کی رضامندی کے جویاں رہ کر مضبوط رہتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے اُن کو روزی دی ہے اُس میں سے چپکے بھی اور ظاہر کرکے بھی خرچ کرتے ہیں اور بدسلوکی کو حُسنِ سلوک سے ٹال دیتے ہیں۔ اس جہان میں نیک انجام اُن لوگوں کے واسطے ہے۔ یعنی ہمیشہ رہنے کی جنتیں جن میں وہ لوگ بھی داخل ہوں گے اور اُن کے ماں باپ اور بی بیوں اور اولاد میں جو (جنّت کی) لائق ہوں گے وہ بھی داخل ہوں گے اور فرشتے اُن کے پاس ہر (سمت کے) دروازے سے آتے ہوں گے (اور یہ کہتے ہوں گے) کہ تم صحیح سلامت رہوگے بدولت اس کے کہ تم (دینِ حق پر) مضبوط رہے تھے سو اس جہان میں تمہارا انجام بہت اچھا ہے۔ اور جو لوگ خدا تعالےٰ کے معاہدوں کو اُن کی پختگی کے بعد

Marfat.com

وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ٥

فقیر گوید عفی عنہ حق سبحانہ تعالیٰ تباین مراتب سعداء و اشقیاء بیان میفرماید چنانکہ سنۃ مستمرۂ اوست تعالیٰ در جمیع قرآن برائے جمعے کہ قبول کردند دعوتِ حق را حُسنیٰ کہ کلمہ جامعہ جمیع خیرات است اثبات مینماید و برائے فرقہ کہ قبول نہ نمودند دعوت او را عقوبتِ عظیم ایعاد میکند کہ لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا الخ باز فرق دیگر بین الفریقین تقریر میفرماید کہ آن یک گروہ اہلِ علم است بحقیقتِ کتابِ منزل و آن دیگر اعمیٰ باز اشارہ میکند کہ اینجا مراد از علم علمے است کہ مقرون باصلاح قوتِ عاملہ باشد از انجہت کہ تذکر بمعنے پند پذیرفتن و بعلمِ حق متأدب شدن است و آن بدونِ صحتِ عمل میسر نیست از جملہ تصحیح عمل چند خصلت را بذکر تخصیص میفرماید وفا بعہدِ خدا تعالیٰ و رسولِ او و صلۂ ارحام و وصلِ جیران و غیر آن و اعظم آن ہمہ وصلِ پیغامبر است صلی اللہ علیہ وسلم و ترسیدن از خدائے عز وجل و باور داشتنِ حسابِ آخرت و صبر بر مشاقِ طاعات و تحمل بر شدتِ مصائب محض بطلب مرضاۃ پروردگار تعالیٰ و اقامتِ صلوات و انفاقِ مال فی سبیل اللہ و حلم نمودن و بمقابلہ سیئہ مُسیٔ حسنہ بجا آوردن باز مآلِ حال این سعداء بیان میفرماید أُولَئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ جَنَّاتُ عَدْنٍ الآیۃ بعد ازان ذمائم افعالِ اشقیاء ارشاد مینماید از انجملہ است نقضِ عہدے کہ با خدائے تعالیٰ بستہ اند و قطعِ ارحام و عقوقِ آباء و اُمہات و واشد ازان ہمہ

توڑتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے جن ملاقوں کے قائم رکھنے کا حکم فرمایا ہے اُن کو قطع کرتے ہیں اور دنیا میں فساد کرتے ہیں ایسے لوگوں پر لعنت ہوگی اور اُن کے لئے اُس جہان میں خرابی ہوگی۔"

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ حق تعالیٰ نیک بندوں اور بدبختوں کے مراتب کے فرق کو بیان فرماتے ہیں جیسا کہ اُس تعالیٰ شانہٗ کی تمام قرآن میں عادتِ جاریہ ہے۔ اُس جماعت کے لئے جس نے دعوتِ حق کو قبول کیا "حسنیٰ" کو ثابت فرماتے ہیں۔ یہ ایک ایسا کلمہ ہے جو تمام خیرات یعنی نعمتوں پر حاوی ہے۔ اور اُس فرقہ کے لئے جس نے اُس کی دعوت کو قبول نہ کیا سخت عذاب کا وعدہ دے رہے ہیں کہ لو ان لھم ما فی الارض جمیعاً الخ۔ پھر دونوں فریقوں میں ایک دوسرے فرق کی تقریر فرما رہے ہیں کہ وہ ایک گروہ ہے جو اس کتاب کی جو نازل کی گئی حقیقت کا علم رکھتا ہے اور دوسرا گروہ اندھا ہے۔ پھر اشارہ کرتے ہیں کہ یہاں علم سے وہ علم مراد ہے جو قوتِ عاملہ کی اصلاح کے ساتھ ملا ہوا ہو، اس بناء پر کہ تذکر کے معنے ہیں نصیحت قبول کرنا اور علمِ حق سے مہذب ہونا اور وہ بغیر عمل کی صحت کے میسر نہیں ہوتا۔ تصحیح عمل کے خصائل میں سے چند خصلتوں کو خصوصیت کے ساتھ ذکر فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور رسول ؐ کے ساتھ عہد کو پورا کرنا اور اقرباء کے ساتھ نیک برتاؤ۔ پڑوسیوں کے ساتھ حُسنِ سلوک اور اسی سلسلہ میں ان سب سے زیادہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق کی پوری مراعات بھی داخل ہے۔ اور اللہ عزّ وجلّ سے ڈرنا اور حسابِ آخرت پر پورا یقین رکھنا۔ طاعات میں جو مشقتیں پیش آئیں اُن پر صبر کرنا۔ مصائب کی شدت کا متحمل رہنا محض اللہ تعالیٰ کی رضاء کے حصول کے لئے۔ نمازوں کا قائم رکھنا۔ اللہ کے راستہ میں مال خرچ کرنا۔ اور بُردباری کرنا۔ اور بُرائی کے مقابلہ پر جو ناگوار گزرنے والی ہو بھلائی کرنا۔ اس کے بعد ان اہلِ سعادت حضرات کا انجام بیان فرماتے ہیں أُولَئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ جنّٰت عدن الخ۔ اس کے بعد اہلِ شقاوت لوگوں کے بدخصائل کا اظہار فرماتے ہیں جن میں سے ایک اُس عہد کا توڑنا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کرتے ہیں۔ اور تعلقِ قرابت کو قطع کرنا۔ اور ماں باپ کی نافرمانی۔ اور ان سب سے

Marfat.com

عقوقِ پیغامبر ست صلے اللہ علیہ وسلم
کہ مبعوث من عند اللہ است ومنصوب
برائے ہدایتِ خلق وخدا تعالے طاعتِ خودرا
بطاعتِ او بازبستہ واز انجملہ افساد فی الارض
است باز مآلِ حال آن اشقیا تقریر میفرماید اُولٰئِکَ
لَہُمُ اللَّعْنَۃُ وَلَہُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ باز فقیر میگوید
کہ در عدِ این صفات بخصوصہا از میان صفاتِ
مُسعَدا تعریض است بحال جماعۃ از سُباقِ مہاجرین
کہ اتصافِ ایشان باین صفات مشہور گشتہ
مثل صدیقِ اکبرؓ و عمرؓ فاروق و اضراب
ایشاں کہ چون ایمان آوردند بآنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم و میثاقِ نُصرت و
قیام باعلاءِ کلمۃ اللہ بستند برہمان بودند
وذرّہ ازاں کوتاہی نمودند وصلۂ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم و اصحابِ او بجا آوردند
بوجہے کہ لسانِ نبوّت باین کلمہ نطق فرمود
کہ اَمَنُّ النَّاسِ عَلَیَّ فِی صُحْبَتِہٖ وَمَالِہٖ
ابوبکرٍ و خشیتِ خدا تعالے وصبر بر ایذائے
قوم و اِکثارِ صلوٰۃ و انفاق بر آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم و بر فقرائے صحابہؓ و
حلم در برابر جہلِ جاہلان علے اکمل الوجہ از ایشان
ظہور نمود چنانکہ دفتر دفتر از احوالِ آن بزرگواران
شاہدِ عدل است بر آن و ہو المقصود عن
کنانۃ العدوی قال دخل عثمانُ بن عفانَ
علٰے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
فقال یا رسولَ اللہ اَخبرنی عن العبد
کم معہ من مَلَکٍ فقال مَلَکٌ علی یمینک
علٰے حسناتک و ہو امیرٌ علے الذی علے
الشمالِ اذا عملتَ حسنۃً کُتِبَتْ عشرًا فاذا

زیادہ بدتر پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہے جو کہ اللہ کی طرف
سے بھیجے گئے ہیں اور ہدایتِ خلق کے منصب پر مامور ہیں اور
خدا تعالےٰ نے اپنی فرمانبرداری کو اُن کی فرمانبرداری کے ساتھ وابستہ
کیا ہے۔ اور اُن میں سے ایک ہے زمین میں فساد پھیلانا۔ پھر اُن
اشقیاء کے انجام کار کی تقریر فرماتے ہیں اُولٰٓئِکَ لَھُمُ اللَّعْنَۃُ
وَلَھُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ۔ اس کے بعد یہ فقیر کہتا ہے کہ ان صفات
کے شمار کرنے میں خصوصًا اہلِ سعادت کی شمار کے درمیان مہاجرین
سابقین کی اس جماعت کے احوال کی طرف تعریض ہے جن کا ان
صفات کے ساتھ موصوف ہونا مشہور ہو گیا ہے جیسے صدیقِ
اکبرؓ، عمر فاروقؓ اور ان کی طرح کے دیگر اصحابؓ کہ جب یہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے اور اُنھوں نے آپؐ کی مدد اور
اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کا عہد کیا تو ہمیشہ اُس پر جمے رہے اور
اُنھوں نے اس میں کوتاہی نہیں کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور آپؐ کے اصحابؓ کے حقوق کی اس درجہ نگہداشت کی کہ لسانِ
نبوّت نے ان بلند و مبارک کلمات کے ساتھ اعتراف فرمایا سب سے
زیادہ مجھ پر احسان کرنے والے اپنی رفاقت سے (کہ اپنی جان کی بھی میرا
ساتھ دینے میں پرواہ نہ کی) اور اپنے مال سے ابوبکرؓ ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ
کا خوف اور قوم کے ایذا دینے پر صبر اور بکثرت نماز پڑھنا اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم پر اور فقراء صحابہؓ پر مال خرچ کرنا اور جاہلوں
کے جہل پر حلم (غرض یہ تمام صفات) کامل طور پر آپ سے ظاہر ہوتی
رہیں اس قدر کہ ان بزرگواروں کے احوال پر بڑی بڑی کتابیں جو لکھی
گئی ہیں وہ اُن پر شاہد عدل ہیں۔ اور یہی ہمارا مقصود ہے مروی
ہے کنانۃ العدوی سے اُنھوں نے بیان کیا کہ عثمان بن عفانؓ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور کہا یا رسول اللہ!
آپؐ مجھے بتلائیے کہ ایک بندہ پر کتنے فرشتے متعین ہوتے ہیں۔ تو
آپؐ نے فرمایا کہ ایک فرشتہ تمہارے دائیں ہاتھ پر ہوتا ہے جو تمہاری
نیکیوں (کے لکھنے) پر مامور ہے اور وہ اُس فرشتے پر امیر ہوتا ہے
جو تمہارے بائیں ہاتھ کی طرف ہوتا ہے (جو گناہ لکھنے پر مامور ہے)
جب تم کوئی نیک عمل کروگے تو وہ دس گنا لکھا جائیگا اور جب تم کوئی

Marfat.com

عملت سیئۃ قال الذی علی الشمال للذی علی الیمین اکتب قال لعلہ یستغفر اللہ و یتوب فاذا قال ثلثا قال نعم اکتبہ اراحنا اللہ منہ فبئس القرین ما اقلہ مراقبۃ للہ واقل استحیاءہ منہ یقول اللہ ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید و ملکان من بین یدیک و من خلفک یقول اللہ لہ معقبات من بین یدیہ و من خلفہ یحفظونہ من امر اللہ و ملک قابض علی ناصیتک فاذا تواضعت للہ رفعک واذا تجبرت علی اللہ قصمک و ملکان علی شفتیک لیس یحفظان علیک الا الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ملک قائم علی فیک لایدع ان تدخل الحیۃ فی فیک و ملکان علی عینیک فھؤلاء عشرۃ املاک علی کل بنی آدم ینزلون ملائکۃ اللیل علی ملائکۃ النہار لان ملائکۃ اللیل سوی ملائکۃ النہار فھؤلاء عشرون ملکا علی کل آدمی و ابلیس بالنہار و ولدہ باللیل عن ابن جریج فی قولہ ام جعلوا للہ شرکاء خلقوا کخلقہ قال اخبرنی لیث بن ابی سلیمان عن ابی محمد عن حذیفۃ ابن الیمان عن ابی بکر اما حضر ذلک حذیفۃ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع ابی بکر واما حدثہ ایاہ ابوبکر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

بُرا کام کروگے تو بائیں جانب والا فرشتہ دائیں جانب والے سے پوچھتا ہے کہ اسے لکھوں؟ وہ کہتا ہے شاید اللہ تعالیٰ سے استغفار اور توبہ کرلے۔ پھر جب وہ تین بار پوچھتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ ہاں اس کو لکھ لو۔ خدا ہم کو اس سے راحت دے، یہ ہمارا بُرا ساتھی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا کس قدر کم دھیان کرنے والا اور اللہ تعالیٰ سے کس قدر کم حیا کرنے والا ہے۔ اور اسی سے متعلق ہے جو حق تعالیٰ فرماتے ہیں مَا یَلْفِظُ الخ (۵۰: ۱۸) وہ کوئی لفظ منہ سے نہیں نکالنے پاتا مگر اس کے پاس ہی ایک تاک لگانے والا تیار رہے۔" اور دو فرشتے ہیں تیرے آگے اور تیرے پیچھے حق تعالیٰ فرماتے ہیں لَہٗ مُعَقِّبٰتٌ الخ (۱۳: ۱۱) ہر شخص (کی حفاظت) کے لئے کچھ فرشتے (مقرر) ہیں جن کی بدلی ہوتی رہتی ہے کچھ اس کے آگے اور کچھ اس کے پیچھے کہ وہ بحکم خدا اس کی حفاظت کرتے ہیں۔" اور ایک فرشتہ ہے جو قابض ہے تیری پیشانی پر جب تم اللہ کے لئے سر جھکاؤ گے تو وہ تم کو سربلند کرے گا اور جب اللہ تعالیٰ کے مقابلہ پر سرکشی کروگے تو وہ تم کو ذلیل کرے گا اور دو فرشتے مامور ہیں تمہارے دونوں لبوں پر وہ تمہاری حفاظتِ ذات کے لئے نہیں ہیں مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر (تمہارا) درود (پہنچانے) کے لئے ہیں۔ اور ایک فرشتہ تمہارے منہ پر قائم ہے وہ شیطان کو تمہارے منہ میں نہیں داخل ہونے دیتا اور دو فرشتے مامور ہیں تمہاری دونوں آنکھوں پر۔ تو یہ سب دس فرشتے ہیں ہر ایک بنی آدم پر۔ رات کے فرشتے نازل ہوتے ہیں دن کے فرشتوں پر کیونکہ رات کے فرشتے الگ ہوتے ہیں دن کے فرشتوں سے تو یہ کل بیس فرشتے ہیں ہر آدمی پر اور ابلیس دن میں آتا ہے اور اس کی اولاد رات میں۔ اور ابن جریج سے مروی ہے حق تعالیٰ کے ارشاد اَمْ جَعَلُوْا الخ (۱۳: ۱۶) یا انھوں نے اللہ تعالیٰ کے ایسے شریک قرار دے رکھے ہیں کہ انھوں نے بھی کسی چیز کو پیدا کیا ہو جیسا خدا پیدا کرتا ہے۔" کے بارے میں کہا کہ مجھے خبر دی لیث بن ابی سلیمان نے ان کو ابو محمد نے ان کو حذیفہ بن الیمان نے وہ روایت کرتے ہیں ابو بکرؓ سے یا تو خود حذیفہؓ نے سُنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کہ وہ ابو بکرؓ کے ساتھ تھے اور یا ابو بکرؓ نے ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت سُنائی کہ آپ نے فرمایا کہ

Marfat.com

الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل قال ابوبکر یارسول اللہ وہل الشرک الا ما عبد من دون اللہ او ما دعی مع اللہ قال ثکلتک امک الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل الا اخبرک بقول یذہب صغارہ وکبارہ او قال صغیرہ وکبیرہ قال بلی قال تقول کل یوم ثلث مرات اللہم انی اعوذبک ان اشرک بک وانا اعلم واستغفرک لما لا اعلم، والشرک ان تقول اعطانی اللہ و فلان، والند ان تقول لولا فلان قتلنی فلان وعن معقل بن یسار قال انطلقت مع ابی بکر الصدیق الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا ابابکر للشرک فیکم اخفی من دبیب النمل فقال ابوبکر وہل الشرک الا من جعل مع اللہ الہا اٰخر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ للشرک

تم میں شرک چیونٹی کے زمین پر چلنے کی آواز سے بھی زیادہ چھپا ہوا ہے۔ ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلعم شرک یہی تو ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کی عبادت کی جائے یا اللہ کے ساتھ کسی اور کو پکارا جائے۔ آپؐ نے فرمایا ثکلتک امکؐ[1] شرک تم میں چیونٹی کی زمین پر چلنے کی آواز سے بھی زیادہ چھپا ہوا ہے۔ کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتادوں جو شرک کی صغار یعنی چھوٹی (مراد شرک خفی) اور کبار یعنی بڑی (شرک جلی مراد ہے) یا آپؐ نے شرک صغیر اور کبیر فرمایا (مطلب ایک ہی ہے ۱۲ مترجم) دونوں کو ختم کردے؟ ابوبکرؓ نے عرض کیا ضرور بتلایئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ روزانہ تین مرتبہ یہ کہا کرو اللّٰھم انی اے اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں آپ کے ساتھ شرک کروں اور میں اس کو سمجھتا ہوا بھی ہوں (کہ یہ کفر ہے کہ جان بوجھ کر شرک کیا جائے اس لئے ایسے شرک سے بچالے) اور آپ سے مغفرت چاہتا ہوں ایسے شرک سے جس کو میں سمجھتا ہی نہ ہوں (کہ یہ شرک ہے) اور وہ شرک (خفی) یہ ہے کہ تم یوں کہو کہ مجھے اللہ نے دیا اور فلاں نے دیا اور ند (خدا کے فعل کو دوسرے کی طرف منسوب کرنا) یہ ہے کہ تم یوں کہو کہ اگر فلاں نہ ہوتا تو مجھے فلاں شخص قتل کردیتا[2]۔ اور معقل بن یسار سے مروی ہے انھوں نے بیان کیا کہ میں ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ آپؐ نے فرمایا اے ابوبکرؓ البتہ شرک تم میں چیونٹی کے پاؤں کی آواز سے بھی زیادہ چھپا ہوا ہے تو ابوبکرؓ نے کہا کہ شرک اس کے سوا کیا اور بھی کچھ ہے کہ کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور کو بھی معبود بنائے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ البتہ شرک چیونٹی کے

---

[1] یہ جملہ عربی زبان کا ایک محاورہ ہے جو ایسے موقع پر بولا جاتا ہے جب کہ مخاطب کو زور دار تنبیہ مقصود ہوتی ہے۔ اس کا ترجمہ ہے "تجھ پر تیری ماں روئے" اس سے غرض بددعا کرنا نہیں ہوتی نہ مخاطب کی تحقیر اور تذلیل ۱۲ مترجم [2] جب بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی تو ایک بزرگ نے ان کو خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا کہ فرمایئے کیا معاملہ ہوا۔ انھوں نے کہا کہ جب میں اپنے رب کے حضور میں پہنچا تو مجھ سے فرمایا کہ بایزید ہمارے لئے کیا تحفہ لائے۔ میں نے عرض کیا کہ ہر جگہ سب کچھ آپ ہی کا ہے بایزید تہی دست آپ کے حضور میں کیا چیز لاسکتا تھا۔ ہاں یہ عرض کرتا ہوں کہ میں نے آپ کے ساتھ شرک نہیں کیا۔ فرمایا الاؔ لیلۃ اللبن یعنی مگر دودھ والی رات میں تو کیا تھا۔ انھوں نے بایزیدؒ سے اس کا مطلب پوچھا تو فرمایا کہ ایک رات میں نے دودھ پیا تھا، میرے پیٹ میں درد ہوگیا۔ تو ایک شخص نے پوچھا کہ درد کیوں ہوا تو میں نے کہا تھا کہ دودھ نے (تولید ریاح کرکے) درد پیدا کردیا (حالانکہ درد کا خالق اللہ ہی تھا) اس کو شرک فرمایا گیا۔ یہی شرک خفی کی ایک مثال ہے ۱۲ مترجم عفا اللہ الغفار عنہ

Marfat.com

اخفٰی من دبیب النمل الا ادلک علٰی
شیءٍ اذا قلتہ ذہب عنک قلیلہ وکثیرہ
قال قل اللّٰہم انی اعوذبک ان اشرک
بک وانا اعلم واستغفرک لما لا اعلم
عن مجاہد قال قرأ عمر علی المنبر جنّٰت
عدن فقال ایہا الناس ہل تدرون ما
جنّٰت عدن قصر فی الجنۃ لہ عشرۃ آلاف
باب علٰی کل باب خمسۃ و عشرون الفا
من الحور العین لا یدخلہ الا نبیّ او صدیقٌ
او شہیدٌ وروی نحو ذلک عن عبداللّٰہ
ابن عمر ورفعہ و عن ابی مسعود والحسن
والضحاک وکعب الاحبار موقوفا علیہم
واین شاہد عدل است برانچہ تقریر
کردیم از تعریض، واللّٰہ اعلم۔ عن ابن عمر
قال ذُکر عند النبی صلی اللّٰہ علیہ
وسلم طوبٰی فقال النبی صلی
اللّٰہ علیہ وسلم یا ابا بکر ہل بلغک ما
طوبٰی قال اللّٰہ ورسولہ اعلم قال
طوبٰی شجرۃ فی الجنۃ ولا یعلم طولہا
الا اللّٰہ فیسیر الراکب تحت غصن من
اغصانہا سبعین خریفا ورقہا الحلل یقع علیہا
الطیر کامثال البخت قال ابوبکر ان ذلک
الطیر ناعم فقال انعم منہ من اکلہ وانت
منہم یا ابا بکر ان شاء اللّٰہ عن عمر بن الخطاب
انہ قال وہو یطوف بالبیت اللّٰہم ان کنت کتبت علیّ
شقوۃ او ذنبا فامحہ فانک تمحو ما تشاء وتثبت و
عندک ام الکتاب فاجعلہ سعادۃ ومغفرۃ وعن
السائب بن ملحان من اہل الشام وکان قد
ادرک الصحابۃ قال لما دخل عمر رضی

پاؤں کی آواز سے بھی زیادہ چھپا ہوا ہے۔ کیا میں تمھاری رہنمائی
اُس چیز کی طرف نہ کروں کہ اگر تم وہ کہہ لیا کرو تو اُس کا قلیل اور
کثیر سب تم میں سے جاتا ہے۔ فرمایا کہ یہ کہو اللّٰھمّ انّی اعوذبک
ان اشرک بک وانا اعلم واستغفرک لما لا اعلم۔ اور
مجاہدؒ سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ نے منبر پر جنّٰت عدن
پڑھا۔ پھر فرمایا کہ اے لوگو! تم جانتے ہو کہ جنّاتِ عدن کیا چیز ہے۔
یہ جنّت میں ایک محل ہے جس کے دس ہزار دروازے ہیں۔ ہر درواز
پر پچیس ہزار حُور عین ہیں۔ اس میں نبی اور صدیق اور شہید کے
سوا کوئی داخل نہ ہوگا۔ اور اسی طرح کی روایت ہے عبداللّٰہ بن
عمرؓ سے اور یہ حدیث مرفوع ہے اور ابی مسعود سے اور حسن سے
اور ضحاک سے اور کعب الاحبار سے احادیث موقوفہ ہیں۔ اور یہ
شاہد عدل ہیں اس پر جو ہم نے تقریر کی ہے کہ یہ تعریض ہے (ابوبکرؓ
وعمرؓ کی طرف) واللّٰہ اعلم۔ اور ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی صلے
اللّٰہ علیہ وسلم کے سامنے طوبٰی کا ذکر آگیا تو نبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ کیا تم کو اس کی اطلاع ہے کہ طوبٰی کیا ہے؟
ابوبکرؓ نے کہا کہ اللّٰہ اور رسول ہی سب سے زیادہ باخبر ہیں۔ آپؐ نے
فرمایا کہ طوبٰی ایک درخت ہے جنّت میں کہ جس کے طول کو اللّٰہ تعالیٰ کے
سوا کوئی نہیں جانتا۔ ایک سوار اُس کی ایک شاخ کے نیچے ستر سال
تک چل سکتا ہے۔ اُس کے پتّے چادروں جیسے ہیں اُن شاخوں پر اتنے
بڑے بڑے پرندے آکر بیٹھتے ہیں جو دراز گردن اونٹ کے برابر
ہوتے ہیں۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ یہ پرند خوش ہیں (یا موٹے تازے ہیں)
آپؐ نے فرمایا کہ اس سے زیادہ خوش وہ ہوگا جو اُس کو کھائے گا۔
اور تو اُن ہی میں سے ہے اے ابوبکرؓ ان شاء اللّٰہ۔ مروی ہے عمرؓ
ابن الخطاب سے کہ اُنھوں نے کہا جب کہ وہ بیت اللّٰہ کا طواف کر رہے
تھے کہ اے اللّٰہ اگر آپ نے مجھ پر کوئی شقاوت یا گناہ لکھ رکھا ہے تو
اُس کو مٹا دیجئے کیونکہ آپ جو چاہتے ہیں مٹا دیتے ہیں اور جو چاہتے
ہیں باقی رکھتے ہیں اور آپ کے پاس اُمّ الکتاب ہے۔ تو اُس کو بدل کر
سعادت اور مغفرت بنا دیجئے۔ اور سائب بن ملحان سے مروی ہے
جو اہلِ شام میں سے تھے اور اُنھوں نے صحابہؓ کو پایا تھا جب عمر رضی

Marfat.com

الله عنه الشام حمد الله و اثنى عليه
و وعظ و ذکر و امر بالمعروف و نهى
عن المنكر ثم قال ان رسول الله صلى
الله عليه وسلم قام فينا خطيبا كقيامي فيكم
فامر بتقوى الله و صلة الرحم و صلاح
ذات البين و قال عليكم بالجماعة فان
يد الله على الجماعة و ان الشيطان مع
الواحد و هو من الاثنين ابعد لا يخلون
رجل بامرأة فان الشيطان ثالثهما
و من ساءته سيئته و سرته حسنته
فهو امارة المسلم المؤمن و امارة
المنافق الذي لا تسوءه سيئته
و لا تسره حسنته ان عمل خيرا لم
يرج من الله في ذلك ثوابا و ان
عمل شرا لم يخف من الله في
ذلك الشر عقوبة و اجملوا في
طلب الدنيا فان الله قد تكفل
بارزاقكم و كل سيتم له عمله الذي
كان عاملا استعينوا الله على اعمالكم
فانه يمحو ما يشاء و يثبت و عنده
ام الكتاب صلى الله على
نبينا محمد و آله و عليه السلام
و رحمة الله السلام عليكم
عن الزهري قال كان عمر بن الخطاب
شديدا على رسول الله صلى الله
عليه وسلم فانطلق يوما حتى دنا من
رسول الله صلى الله عليه وسلم و هو يصلي فسمعه
و هو يقرأ وما كنت تتلوا من قبله
من كتاب حتى بلغ الظالمون ۰

اللہ عنہ شام میں داخل ہوتے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور وعظ کہا اور نصیحت کی اور نیک کاموں کے کرنے کا حکم دیا اور بُرے کاموں سے روکا پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوتے جیسا کہ میں تمہارے درمیان کھڑا ہوں تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم دیا اور رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کا اور باہمی روابط اچھے رکھنے کا اور فرمایا کہ تمہیں جماعت کے ساتھ رہنا چاہیے کیونکہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے اور شیطان تنہا شخص کے ساتھ ہوتا ہے اور دو سے دور رہتا ہے۔ جب کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو شیطان اُن دونو میں تیسرا بن جاتا ہے۔ اور جس شخص کو بُرا کام بُرا لگے اور نیک کام اچھا لگے تو یہ مسلمان مؤمن کی نشانی ہے۔ اور منافق کی نشانی یہ ہے کہ اُس کو بُرا کام بُرا نہیں لگتا اور اچھا کام اچھا نہیں لگتا۔ اگر وہ کوئی نیک کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ سے اُس پر ثواب کی امید نہیں کرے گا اور اگر کوئی بُرا کام کرے گا تو اُس کو اللہ کا خوف نہ ہوگا کہ وہ اس بُرے کام پر اُس کو سزا دے گا۔ اور طلب دنیا میں اعتدال رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود تمہارے ارزاق کی کفالت کی ہے اور ہر ایک سے جس کام پر وہ کاربند رہا ہے عنقریب (موت کا حکم بھیجکر) اُس کو ختم کرا دیا جائے گا۔ تم اللہ سے اپنے اعمال پر مدد مانگو کیونکہ اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا باقی رہنے دیتا ہے اور اُس کے پاس اُم الکتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے نبی محمدؐ پر درود بھیجے اور آپ کی پیروی کرنے والوں پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو۔ السلام علیکم۔ اور زُہری سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سخت مخالفوں میں سے تھے۔ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف پہنچے یہاں تک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوگئے اور آپ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ یہ آپ کی قرات سُن رہے تھے۔ اور آپ یہ پڑھ رہے تھے وَمَا كُنتَ تَتْلُوا سے الظّٰلمون ۰ تک پہنچے (۲۹:۴۸-۴۹)

اور آپ اس کتاب سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھے ہوتے تھے اور نہ کوئی کتاب اپنے ہاتھ سے لکھ سکتے تھے کہ ایسی حالت میں یہ حق شناس لوگ

Marfat.com

وسمعہ و ہو یقرأ ویقول الذین کفروا لست مرسلا الی قولہ علم الکتاب فانتظرہ حتی سلم فاسرع فی اثرہ فاسلم۔

قال اللہ تعالیٰ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصْلُہَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُہَا فِی السَّمَآءِ ۝ تُؤْتِیْٓ اُکُلَہَا کُلَّ حِیْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّہَا ؕ وَ یَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّہُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ ۝ وَ مَثَلُ کَلِمَۃٍ خَبِیْثَۃٍ کَشَجَرَۃٍ خَبِیْثَۃِ ۣاجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَہَا مِنْ قَرَارٍ ۝ یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَۃِ ۚ وَ یُضِلُّ اللّٰہُ الظّٰلِمِیْنَ ۙ وَ یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ کُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَہُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۝ جَہَنَّمَ ۚ یَصْلَوْنَہَا ؕ وَ بِئْسَ الْقَرَارُ ۝

فقیر گوید عفی عنہ خدا تعالیٰ تباین ظلمت کفر و نور ایمان باسالیب متنوعہ بیان مے فرماید از انجملہ میگوید صفت کلمہ حق و دین اسلام کہ بحکم الٰہی از فوق سبع سموات

کچھ شبہ نکلتے۔ بلکہ یہ کتاب خود بہت سی واضح دلیلیں ہیں ان لوگوں کے ذہن میں جن کو علم عطا ہوا ہے۔ اور ہماری آیتوں سے بس ضدی لوگ انکار کئے جاتے ہیں" اور یہ سنتے رہے۔ اور پھر آپ نے پڑھا وَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ ... سے عِلْمُ الْکِتٰبِ تک (۱۳: ۴۳) اور یہ کافر لوگ یوں کہہ رہے ہیں کہ (نعوذ باللہ) آپ پیغمبر نہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان (میری نبوت پر) اللہ تعالیٰ اور وہ شخص جسکے پاس کتاب (آسمانی) کا علم ہے کافی گواہ ہیں" تو یہ آپ کا انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ سلام پھیرا۔ پھر آپ کے (تشریف لے جانے کے بعد) آپ کے پیچھے تیزی سے پہنچے اور اسلام لے آئے۔

آیات سورۃ ابراہیم

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اَلَمْ تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰہُ الخ (۱۴: ۲۴-۲۹) کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کیسی مثال بیان فرمائی ہے کلمہ طیبہ (توحید و ایمان) کی کہ وہ مشابہ ہے ایک پاکیزہ درخت کے جس کی جڑ خوب گڑی ہوئی ہو اور اس کی شاخیں اونچائی میں جا رہی ہوں۔ وہ خدا کے حکم سے ہر فصل میں اپنا پھل دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ (ایسی) مثالیں لوگوں کے واسطے اس لئے بیان فرماتے ہیں تاکہ وہ خوب سمجھ لیں اور گندے کلمہ کی (یعنی کلمہ کفر و شرک کی) مثال ایسی ہے جیسے ایک خراب درخت ہو کہ زمین کے اوپر ہی اوپر سے اکھاڑ لیا جائے اس کو کچھ ثبات نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو اس پکی بات (یعنی کلمہ طیبہ کی برکت) سے دنیا اور آخرت میں مضبوط رکھتا ہے اور ظالموں (یعنے کافروں) کو (دین میں اور امتحان میں) بچلا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنھوں نے بجائے نعمت الٰہی کے کفر کیا اور جنھوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر یعنی جہنم میں پہنچایا۔ وہ اس میں داخل ہوں گے اور وہ رہنے کی بری جگہ ہے"۔

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کفر کی ظلمت اور ایمان کے نور کا ایک دوسرے سے مختلف ہونا چند اسلوبوں کے ساتھ بیان فرماتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ فرماتے ہیں کہ حق اور دین اسلام کے کلمہ کی صفت یہ ہے کہ وہ بحکم الٰہی سات آسمانوں کے اوپر سے

Marfat.com

مستصحب الہامات و تقریبات ملکوت در ارض نازل شد و آنجا شیوع تمام پیدا نمود و اکثر اقالیم صالحہ معتدلہ را در گرفت مانند صفتِ درختِ پاک نافع میوہ دار است کہ بیخش در زمین محکم است و شاخہاش بجانب آسمان سر بالا کشیدہ و صفت کلمۂ ناپاک کہ عبارت از شرک و یہودیت و نصرانیت و مجوسیت محرّفہ مغیّرہ است بحکم الٰہی و وحی ربانی محکم الاساس نگشتہ و ملکوت در تائیدِ آن کوشش نہ نمودند بلکہ بسبب شبہات واہیہ ناشیہ از صدور بنی آدم و مساعی ایشان بحسبِ آن شبہات صورت گرفت و در اندک زمانے بعنایت الٰہی بہ بعثِ رُسل و اشاعتِ دینِ ایشان برہم خورد مانند درخت ناپاک غیر نافع کہ برکندہ شد از بالائی زمین بغیر آنکہ محتاج بکافتنِ زمین شوند و از زیرِ زمین آن بیخ را بر آرند بعد از ان سبحانہ بیان میفرماید حال جماعہ از رؤسائی مسلمین و ائمہ ایشان کہ بکلمۂ حق آخذ اند و بنصرتِ آن کمر بستہ اند و بر دستِ ایشان اشاعتِ آن واقع شود و حال گروہی از رؤساءِ کفار کہ در ترویج کلمۂ باطل سعی مینمایند و فرقۂ اولے را تثبیت بسبب آن قولِ ثابت و آن کلمۂ حق اثبات میفرماید در حیاتِ دنیا بنصر و تائید و غلبہ بر سائر اُمم و در آخرت بہ نجات و رفع درجات و سابقیت در دخولِ جنّت و رؤسا کُفّار را بمقابلۂ نعمتِ ایزدی بکفران و سَوْق قومِ خویش بدارِ بوار مے نکوہد

مقارنِ الہامات ہوتا ہوا اور عالمِ ملکوت کی برکات کو لیتے ہوئے (یعنی ملائکۂ ملأ اعلیٰ) زمین پر نازل ہوا اور یہاں پورے طور پر اس میں پھیلاؤ پیدا ہو گیا اور اکثر اقالیم کو جن (کے رہنے والوں) میں صلاحیت واعتدال تھا اپنی گرفت میں لے لیا۔ یہ ایک پاک میوے دار درخت کی مانند ہے کہ جس کی جڑ زمین میں گڑی ہوئی ہو اور اُس کی شاخیں آسمان کی طرف سر بلند کئے ہوئے ہوں۔ اور کلمۂ ناپاک کا درخت کہ مراد ہے شرک سے اور یہودیت اور نصرانیت و مجوسیت سے جن میں تحریف و تغییر واقع ہوئیں (اور یہ اُس صورت پر نہ رہے جس پر اُن کو انبیاءؑ لے کر آئے تھے) جو بحکم الٰہی و وحی ربّانی مضبوط جڑ کا نہ رہا اور ملائکۂ عالمِ ملکوت نے اُس کو مضبوط کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ بسبب اُن واہیات شبہات کے جو بنی آدم کے سینوں اور اُن کی مساعی سے اُبھرے تھے (جیسا عیسیٰ علیہ السلام کی اِبنیت کا عقیدہ) ان ہی شبہات کے مطابق اُن مذاہب کی تشکیل ہو گئی اور یہ تھوڑے ہی زمانہ میں بعنایتِ الٰہی انبیاءؑ کی بعثت کے ذریعہ سے اُن کے لائے ہوئے دین کی اشاعت سے درہم برہم ہوئے۔ یہ اُس درخت ناپاک کی مانند ہے جو غیر نافع ہو (اور جس کی جڑ بھی مضبوط نہ ہو) جو کہ زمین کے اُوپر سے ہی گر پڑے بغیر اس کے کہ زمین کھود کر نیچے سے اُس کی جڑ کاٹنے کی ضرورت پڑے۔ اس کے بعد حق تعالیٰ مسلمانوں کے محترم حضرات اور اُن کے پیشواؤں کا حال بیان فرماتے ہیں جو کہ کلمۂ حق کو پکڑنے والے اور اُس کی نُصرت پر کمر بستہ ہیں اور اُن کے ہاتھوں پر اس کی اشاعت بھی واقع ہوئی اور (اُن کے مقابلہ پر رؤسا کفار کے ایک گروہ کا حال بیان فرماتے ہیں جو کہ کلمۂ باطل کی ترویج میں کوشش کرتے ہیں۔ پہلی جماعت کا ثابت قدم رہنا اُس قولِ مضبوط اور کلمۂ حق کے سبب سے ہے اس کو ثابت فرماتے ہیں دُنیاوی حیات میں نصرت اور تائیدِ الٰہی اور تمام اُمتوں پر اُن کو غلبہ حاصل ہو جانے سے اور (یہ ظاہر فرما رہے ہیں کہ) آخرت میں اُن کی نجات ہوگی اور درجات بلند ہوں گے اور سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اور رؤسا کُفار کو بوجہ کُفران نعمتہائے خداوندی کے اور اس وجہ سے کہ اُنھوں نے قوم کو بربادی کے مقام یعنی جہنم میں ہنکا دیا بُرا کہہ رہے ہیں۔

فقیر میگوید این کلمه ایست مجمله چون مهاجرین
اوّلین بسبب اخذ بقول ثابت در دنیا و
آخرت سرآمد اہلِ نجات گشتند و ملّتِ حقه
بسبب ایشان رواج کُلّی یافت و عاتیانِ قریش
در مقابلِ ایشان گرفتار نکال و وبال گشتند
آن مجمل مفصّل گشت و آن معنے صورت گرفت
و فضیلت آن جمع کالشمس فی رابعة النهار
ہویدا گردید و ہو المقصود و باقی ماند آنکہ در
حدیثِ صحیح تفسیر این آیت واقع شده
که مراد ازان تثبیت توفیق الٰہی است
که مؤمن را عطا میفرماید تا منکر و نکیر را
جواب درست گوید و آن با مبحث ما بتضاد
نے آورد بلکه بیانِ بعض انواع تثبیت
است که اہم انواع تواند بود مانند تفسیر
وَ اَعِدُّوا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ برمی
حالانکه دوانیدنِ اسپ و گردانیدنِ نیزه
ہمه در قوت داخل است ولیکن اینجا
فردِ اکمل را بمزید اہتمام تخصیص فرمودند
و عن عدی بن حاتم قال قال رسولُ
اللهِ صلی اللهُ علیه وسلم انّ
الله قلّبَ العبادَ ظهرًا و بطنًا
فکان خیرَ عبادِه العربُ و قلّبَ العربَ
ظهرًا و بطنًا فکانَ خیر العرب قریشًا
و ہی الشجرةُ المبارکةُ التی قال اللهُ فی کتابه مَثَلُ
کَلِمَةٍ طَیِّبَةٍ یعنی القرآن کَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ یعنے بہا
قریشًا اَصْلُهَا ثَابِتٌ یقول اصلہا کبیر وَفَرْعُهَا فی
السَّمَآءِ یقول الشرف الّذی شرّفہم اللہ بالاسلام
الّذی ہداہم اللہ له وجعلہم من اہلہ عن ابن عباس
قال قال رسول الله صلے اللہ علیه وسلم کیف انت یا عمر

فقیر کہتا ہے کہ یہ ایک کلمہ مجملہ ہے (یعنے اصولی بات ہے) جب مہاجرین
اوّلین "قولِ ثابت" کو پکڑ لینے کی بنا پر سرِ دفترِ اہلِ نجات بن گئے
اور ملّتِ حقّہ اُن کی مساعی کی وجہ سے خوب مروّج ہوگیا اور دشمنانِ قریش
اُن کے مقابلہ پر عذاب اور وبال میں گرفتار ہوگئے تو یہ مجمل مفصّل بن
گیا اور وہ حقیقت صورت میں نمایاں ہوگئی اور اُس جماعت کی فضیلت
دوپہر کے سورج کی طرح ہویدا ہوگئی اور وہی ہمارا مقصود ہے باقی
رہا یہ کہ صحیح حدیث میں جو اس آیت کی تفسیر واقع ہوتی ہے کہ اس
تثبیت سے مراد وہ توفیقِ الٰہی ہے جو مؤمن کو (قبر میں) عطا فرماتے
ہیں تاکہ منکر ونکیر کو صحیح جواب دیدے اور یہ ہمارے مبحث کے
ساتھ متضاد نہیں پڑتی۔ بلکہ یہ تثبیت کی بعض انواع کا بیان ہے
جو کہ انواع میں اہم نوع ہوسکتی ہے۔ جیسے وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا
اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ (۸: ۶۰) "اور ان کافروں کے لئے جس
قدر تم سے ہوسکے تیاری کرو (قوتِ حربیہ کی) میں قُوَّةٍ کی تفسیر
کی گئی بَرمی (یعنے تیر اندازی) سے حالانکہ گھوڑا دوڑانا اور نیزہ
گھمانا سب قوت میں داخل ہیں۔ لیکن اس جگہ (نوعِ قوت کے)
ایک فردِ اکمل کی اہتمام زیادہ کرنے کے لئے تخصیص کردی۔ عدی
ابن حاتم سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے بندوں کے ظاہر اور باطن کو پرکھا تو اس کے
بندوں میں سب سے بہتر عرب ثابت ہوئے۔ اور عرب کے ظاہر اور باطن
کو پرکھا تو عرب میں سب سے بہتر قریش ثابت ہوئے اور یہ وہی شجرۂ
مبارکہ (یعنی بابرکت درخت) ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے
اپنی کتاب میں فرمایا مَثَلُ کَلِمَةٍ طَیِّبَةٍ (یعنے مثال کلمۂ پاکیزہ کی)
یعنے قرآن کی کَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ (مثل پاکیزہ درخت کے ہے) اس سے
مراد لیا ہے قریش کو اَصْلُهَا ثَابِتٌ (جس کی جڑ مضبوط ہے) کہتے ہیں
کہ اس کی جڑ بڑی ہے وَفَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ (اور اُس کی شاخیں
آسمان میں ہیں) کہتے ہیں کہ (فرع سے مراد) وہ شرف ہے جس سے
ان کو اللہ تعالے نے اسلام سے مشرف کیا جس سے ان کو اللہ تعالے نے ہدایت
کی اور اُن کو اسلام کا اہل بنا دیا۔ مروی ہے ابن عباسؓ سے انھوں نے
کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا حال ہوگا تیرا اے عمرؓ

Marfat.com

اذا انتهى بك الى الارض فحفر لك ثلثة
اذرع وشبر في ذراع وشبر ثم
اتاك منكر ونكير اسودان يجران اشعارهما
كان اصواتهما الرعد القاصف وكان
اعينهما البرق الخاطف يحفران الارض
بانيابهما فاجلساك فزعا فتلتلاك و
توهلاك قال يارسول الله وانا يومئذ
على ما انا عليه قال نعم قال اكفيكهما
باذن الله يارسول الله وروى نحو
ذلك من حديث عبد الله بن عمرو و
ابي هريرة ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم قال لعمر الحديث وعن عثمان
ابن عفان قال مر رسول الله صلى الله
عليه وسلم بجنازة عند قبره وصاحبه يدفن
فقال استغفروا لاخيكم واسألوا له
التثبيت فانه الآن يسأل عن عمر
ابن الخطاب في قوله تعالى الم تر الى
الذين بدلوا نعمت الله كفرا قال
هما الافجران من قريش بنو المغيرة وبنو امية
فاما بنو المغيرة فكفيتموهم يوم بدر واما
بنو امية فمتعوا الى حين وعن ابن
عباس انه قال لعمر يا امير المؤمنين
هذه الآية الذين بدلوا نعمت الله
كفرا قال هما الافجران من قريش
اخوالي واعمامك فاما اخوالي
فاستأصلهم الله يوم بدر واما

جب کہ تجھے زمین میں اُتارا جائے گا اور تیرے لئے تین ہاتھ گہرا گڑھا
کھودا جائے گا اور ایک ہاتھ میں سے بالشت بھر گہرا اور بالشت بھر
چوڑا[1] (یعنی لحد) پھر تیرے پاس منکر اور نکیر آئیں گے دونوں سیاہ
رنگ ہوں گے (اتنے لمبے بال ہوں گے) کہ وہ اپنے بالوں کو کھینچتے ہوئے
آئیں گے۔ اُن کی آواز گرجتے ہوئے رعد جیسی ہوگی، اُن کی آنکھیں
چمکتی ہوتی بجلی کی طرح ہوں گی۔ وہ اپنے دانتوں سے زمین کھود
ڈالیں گے، پھر تجھے گھبرا کر بٹھا دیں گے اور تجھے جھنجوڑیں گے اور
خوفزدہ بنا دیں گے۔ عمرؓ نے کہا یارسول اللہؐ اور میں اُس دن اسی
حال پر ہوں گا جس پر اب ہوں (یعنی عقل و شعور موجود ہوگا) آپؐ
نے فرمایا کہ ہاں! عمرؓ نے کہا کہ یارسول اللہؐ پھر تو میں اللہ نے
چاہا تو اُن سے نمٹ لوں گا۔ اور اسی طرح کا مضمون
روایت کیا گیا ہے عبداللہ بن عمروؓ اور ابی ہریرہؓ کی حدیث میں کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ سے فرمایا الخ۔ اور عثمانؓ بن عفان
سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک جنازے
سے گزرے اُس کی قبر کے نزدیک اور صاحب قبر دفن کیا جا رہا تھا۔
آپؐ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو اور اس کے لئے ثابت
قدم رہنے کی دُعا کرو کیونکہ اس سے ابھی پوچھا جائے گا۔ مروی ہے
عمرؓ بن الخطاب سے ارشادِ خداوندی اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ (۱۴: ۲۸)
کیا آپ نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جنھوں نے بجائے نعمت
الٰہی کے کفر کیا۔" کے متعلق فرمایا کہ قریش میں کے دو بڑے بدکردار خاندان
تھے بنو المغیرہ اور بنو اُمیّہ۔ بنو مغیرہ تو یوم بدر میں تمھارے ہاتھوں
کے ذریعہ سے ختم کر دیئے گئے۔ رہے بنو اُمیّہ تو وہ خاص وقت
تک متمتع رہیں گے۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے عمرؓ
سے کہا کہ اے امیرالمومنینؓ اس آیت اَلَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ
اللّٰہِ کُفْرًا میں کس طرف اشارہ ہے؟ فرمایا قریش کے دو بڑے بدکردار
قبیلوں کی طرف۔ میری ننھیال اور تمھارے چچاؤں کا خاندان۔
تو میری ننھیال کی تو اللہ تعالٰے نے بیخ کنی بدر کے دن کر دی۔ رہے

[1] یہ کلام محاورے کے طور پر ہے۔ قبر کی گہرائی اور لحد کی پیمائش بتانا مقصود نہیں ہے غرض صرف یہ ہے کہ انسان کا زمین میں اتنا قلیل حصہ ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے ہندی کے محاورے میں "ابی دو گز جاتے اور دس گز کپڑا۔ بس یہی اپنا باقی سب جھگڑا۔" ۱۲ مترجم

Marfat.com

أعمالکم فأنسی اللہ لہم الٰی حین
عن عمر بن الخطاب انہ قال اللّٰہم
اغفر لی ظلمی و کفری قال قائل
یا امیر المؤمنین ہذا الظلم فما بال الکفر
قال إنّ الإنسان لظلوم کفار۔

قال اللہ تعالیٰ إنا نحن نزلنا
الذکر وإنا لہ لحافظون ۰ فقیر گوید
خدا تعالیٰ وعدہ فرمودہ است کہ قرآن
را از تغیر و تبدیل و نسیان محفوظ
دارد و معنے حفظ الٰہی آنست کہ سببے
پیدا فرماید کہ در خارج حفظ قرآن منوط
بآن سبب گردد در خارج اول سبب
برائے حفظ آن سعی مشائخ ثلثہ بود کہ
دران باب مساعی جمیلہ بکار بردند و
تمام ایام خلافت خویش در ہمان اہتمام
صرف نمودند تا این مجموع بین الدفتین
مضبوط شد و ہمہ عالم بران متفق گشت چنانکہ
نقل متواتر شاہد است بران از اینجا معلوم گردید
کہ وعدۂ حفظ بر دست ایشان بانجاز رسید و
آن یکے از خصال خلافت راشدہ است عن
الحسن البصری قال قال علی بن ابی طالب
فینا واللہ اہل بدر نزلت ونزعنا ما
فی صدورہم من غل إخوانا علی سرر
متقابلین ۰ وعن کثیر النواء قال قلت
لابی جعفر ان فلانا حدثنی عن علی بن الحسین
ان ہذہ الآیۃ نزلت فی ابی بکر و
عمر وعلی ونزعنا ما فی صدورہم

تمھارے اعمال تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو خاص وقت تک کے لئے ڈھیل دیدی ہے۔ عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ انھوں نے دعا کی کہ اے اللہ میرا ظلم اور کفر بخش دے۔ ایک کہنے والے نے کہا کہ اے امیر المومنینؓ یہ ظلم تو سمجھ میں آتا ہے مگر کفر کا کیا موقع ہے۔ آپ نے جواب دیا اِنَّ الْاِنْسَانَ الخ (۱۴: ۳۴) سچ یہ ہے کہ آدمی بہت ہی بے انصاف بڑا ہی ناشکرا ہے۔

آیاتِ سورۃ الحجر

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الخ (۱۵: ۹) ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم اس کے محافظ (اور نگہبان) ہیں۔ فقیر کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ قرآن کو تغیر اور تبدل اور نسیان[1] سے محفوظ رکھے گا۔ اور حفاظتِ الٰہی کے یہ معنے ہیں کہ وہ کوئی سبب پیدا فرمادے کہ خارج میں حفاظتِ قرآن اُس سبب پر موقوف ہو جائے اور خارج میں حفاظتِ قرآن کا پہلا سبب ہر سہ مشائخ (ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ) کی کوشش تھی۔ کہ اس بارے میں اُنھوں نے قابلِ قدر کوششیں کیں اور اپنی خلافت کے تمام ایام اسی کے اہتمام میں بسر کردیئے یہاں تک کہ یہ مجموعہ دو گتوں کے درمیان منضبط ہو گیا اور تمام عالم اس پر متفق ہو گیا۔ جیسا کہ متواتر طور پر منقول ہونا حق شاہد ہے۔ یہاں سے یہ بات واضح ہو گئی کہ حفاظت کا وعدہ خداوندی اُن کے ہاتھوں پر پورا ہوا اور یہ خلافتِ راشدہ کی خصلتوں میں سے ایک خصلت ہے۔ حسن بصریؒ سے مروی ہے انھوں نے بیان کیا کہ علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا کہ واللہ ہم اہلِ بدر کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی وَنَزَعْنَا الخ (۱۵: ۴۷) اور اُن کے دلوں میں جو کینہ تھا ہم نے وہ سب دور کردیا کہ سب بھائی بھائی کی طرح رہیں گے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا کریں گے۔" اور کثیر النواء سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ میں نے ابوجعفر سے کہا کہ فلاں شخص نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ علی بن الحسین سے یہ روایت ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی ابوبکرؓ اور عمرؓ اور علیؓ کے متعلق وَنَزَعْنَا مَا فِی صُدُوْرِہِمْ

[1] نسیان سے حفاظت کا مطلب ہے کہ اللہ کی طرف سے جو کلام رسولؐ پر نازل ہوگا اُس کا کوئی حصہ وہ نہ بھولیں گے اس کا وعدہ کیا گیا ہے اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَ قُرْاٰنَہٗ (۷۵: ۱۷) یعنی ہمارے ذمہ ہے آپ کے سینہ میں اس کا جمع کرنا اور پڑھوا دینا ۱۲ مترجم

Marfat.com

مِنْ غِلٍّ قال والله انها لفيهم اُنزلت
و فيمن تنزل الا فيهم قلتُ و اىّ
غلّ هو قال غلّ الجاهلية ان بنى تيم
و بنى عدى و بنى هاشم كان
بينهم فى الجاهلية فلما اسلم هؤلاء القوم
تحابّوا فاخذت ابا بكر الخاصرة فجعل علىٌّ
يُسخن يده فيكمد بها خاصرة ابى بكر
فنزلت هذه الآية وروى من طرق كثيرة
عن علىّ انه قال لابن طلحة انى ارجو
ان اكون انا و ابوك من الذين
قال الله وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُوْرِهِمْ
مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِيْنَ
فقال رجلٌ من همدان الله اعدل
من ذلك فصاح علىٌّ عليه
صيحة تداعى لها القصر وقال فمن
اذًا ان لم نكن نحن اولئك وعن
علىّ قال انى لارجو ان اكون انا و
عثمٰن و الزبير و طلحة ممن قال الله
وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ
وعن عمر بن الخطاب فى قوله وَلَقَدْ
اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِىْ قال
السبع الطوال وروى ذلك
ايضا عن ابن عمر و ابن عباس و مجاهد
و سفيان وغيرهم و توجيهه فى قول الضحاك المثانى
القرآن يذكر الله القصة الواحدة مرارًا۔
قال الله تعالىٰ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ
وَّاحِدٌ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ
قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ

مِنْ غِلٍّ تو اُنھوں نے (یعنے ابو جعفر امام محمد باقرؒ) نے کہا خدا کی قسم یہ یقیناً ان ہی کے بارے میں ہے اور بجز ان کے اور کس کے بارے میں نازل ہوتی۔ میں نے کہا اور وہ کینہ کونسا ہے؛ تو اُنھوں نے کہا کہ زمانۂ جاہلیت کا کینہ بنی تیم اور بنی عدی اور بنی ہاشم[1] کے درمیان زمانۂ جاہلیت میں موجود تھا۔ جب یہ قوم اسلام لے آئی تو سب ایک دوسرے کے دوست بن گئے۔ ایک مرتبہ ابوبکرؓ کے پہلو میں درد ہوا تو علیؓ نے اپنے ہاتھ کو گرم کر کے اُن کی کوکھ کو سینکنا شروع کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اور کئی طریقوں سے مروی ہے حضرت علیؓ سے کہ اُنھوں نے طلحہؓ کے بیٹے سے کہا کہ میں اُمید کرتا ہوں کہ میں اور تیرا باپ (طلحہؓ) ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ الخ تو ہمدان کے ایک شخص نے کہا اللہ اس سے زیادہ عادل ہے (اس کا مطلب یہ تھا کہ آپ اُن میں سے نہیں ہیں) تو حضرت علیؓ نے اس کو اتنے زور سے ڈانٹا کہ پورا قصر گونج گیا اور فرمایا پھر وہ لوگ کون ہیں اگر وہ ہم نہیں ہیں۔ اور علیؓ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے فرمایا کہ میں اللہ سے پوری امید رکھتا ہوں کہ میں اور عثمانؓ اور زبیرؓ اور طلحہؓ اُن لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں حق تعالےٰ نے فرمایا ہے وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ الخ۔ اور عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے ارشاد وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ الخ کے متعلق (۱۵: ۸۷) اور ہم نے آپ کو دیں سات مکرر (مضمون) والی" کہ یہ سات (شروع کی) طوال (سورتیں) ہیں۔ اور نیز یہی مروی ہے ابن عمرؓ سے اور ابن عباسؓ اور مجاہدؒ و سفیانؒ وغیرہم سے۔ اور قول ضحاک میں مثانی قرآن کی توجیہ یہ کی گئی ہے کہ حق تعالےٰ ایک ہی قصہ کو (مختلف اسالیب کے ساتھ) بار بار ذکر فرماتے ہیں۔

آیات سورۃ النحل

حق تعالےٰ نے فرمایا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ الخ (۱۶: ۲۲-۳۲) تمھارا معبود برحق ایک ہی معبود ہے تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے اُن کے دل (معقول بات سے) منکر ہو رہے ہیں اور وہ

[1] حضرت ابوبکرؓ بنی تیم میں سے تھے اور حضرت علیؓ بنی ہاشم میں سے ۱۲ مترجم

Marfat.com

مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَ مَا يُعْلِنُوْنَ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ۝ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَ مِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَ اَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَ يَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَاۗءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَاۗقُّوْنَ فِيْهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَ السُّوْۗءَ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۠ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْۗءٍ ۭ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ وَ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوْا خَيْرًا ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَ لَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۭ وَ لَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَاۗءُوْنَ ۭ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ

(قبول حق سے) تکبّر کرتے ہیں (اور) ضروری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن سب کے احوال پوشیدہ وظاہر جانتے ہیں۔ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالےٰ تکبّر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔ اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ تمھارے رب نے کیا چیز نازل فرمائی ہے تو کہتے ہیں کہ وہ تو محض بے سند باتیں ہیں جو پہلوں سے چلی آرہی ہیں۔ نتیجہ اس (کہنے کا) یہ ہوگا کہ ان لوگوں کو قیامت کے دن اپنے گناہوں کا پورا بوجھ اور جن کو یہ لوگ بے علمی سے گمراہ کر رہے تھے اُن کے گناہوں کا بھی کچھ بوجھ اپنے اُوپر اُٹھانا پڑے گا۔ خوب یاد رکھو کہ جس گناہ کو یہ اپنے اُوپر لاد رہے ہیں وہ بُرا بوجھ ہے۔ جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں اُنھوں نے بڑی بڑی تدبیریں کیں سو اللہ تعالےٰ نے اُن کا بنا بنایا گھر جڑ بنیاد سے ڈھا دیا پھر اُوپر سے اُن پر چھت آپڑی (یہ) اور (علاوہ ناکامی کے) اُن پر (خدا کا) عذاب ایسی طرح آیا کہ اُن کو خیال بھی نہ تھا۔ پھر قیامت کے دن اللہ تعالےٰ اُن کو رسوا کرے گا اور کہے گا کہ میرے شریک جن کے بارے میں تم لڑا جھگڑا کرتے تھے (وہ اب) کہاں ہیں۔ جاننے والے کہیں گے کہ آج پوری رسوائی اور عذاب کافروں پر ہے جن کی جان فرشتوں نے حالتِ کفر پر قبض کی تھی (یعنی آخر وقت تک کافر رہے) پھر کافر لوگ صلح کا پیغام ڈالیں گے کہ ہم تو کوئی بُرا کام نہ کرتے تھے۔ کیوں نہیں بیشک اللہ تعالےٰ کو تمھارے سب اعمال کی پوری خبر ہے۔ سو جہنم کے دروازوں میں (سے جہنم میں) داخل ہو جاؤ (اور) اس میں ہمیشہ کو رہو غرض تکبّر کرنے والوں کا وہ بُرا ٹھکانا ہے۔ اور جو لوگ شرک سے بچتے ہیں اُن سے کہا جاتا ہے کہ تمھارے رب نے کیا چیز نازل فرمائی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بڑی خیر نازل فرمائی ہے۔ جن لوگوں نے نیک کام کئے ہیں اُن کے لئے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور عالمِ آخرت تو اور زیادہ بہتر ہے اور واقعی وہ شرک سے بچنے والوں کا اچھا گھر ہے۔ وہ گھر ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن میں یہ داخل ہوں گے ان باغوں کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی جس چیز کو اُن کا جی چاہے گا وہاں اُن کو ملے گی (بلکہ) اسی طرح کا عوض اللہ تعالےٰ سب شرک سے بچنے والوں کو دے گا جن کی روح فرشتے اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ

Marfat.com

طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

فقیر گوید عفی عنہ خدا تعالیٰ تباین مراتب کفر و ایمان بیان میکند در قال و حال و مآل آن یک فریق را وصف میفرماید کہ قرآن را اساطیر الاولین گفتند و تشبیہ میدہد باقوام انبیاء ماضین علیہم السلام کہ بسبب کفر بانواع عقوبات مبتلا شدند و خزی آخرت اثبات مینماید و آن مخاطبات عنیفہ کہ در وقت قبض ارواح از ملائکہ شنوند ذکر میفرماید و آن فریق دیگر را می ستاید کہ درحق قرآن اَنْزَلَ اللّٰهُ خَيْرًا گفتند و ایشان را حسنہ دنیا کہ عبارت از نصر و غلبہ بر امم عالم است و خلافت و تسلط بر ہمہ و حسنہ آخرت کہ عبارت از ثواب عظیم و جنّاتِ عدن است اثبات می کند و مخاطباتِ لطف کہ در وقت قبض ارواح از ملائکہ شنوند ذکر میفرماید۔

باز فقیر گوید عفی عنہ این سورہ مکیہ است درحالِ کشاکش مہاجرین اولین باکفار قریش و مخاصمہ با ایشان و مجادلہ و متقاولہ ہمراہ ایشان نازل شد پس حکایت این اقوال و احوال تعریض ظاہر است بجماعتے کہ دران وقت بمجادلہ کفار و مخاصمہ ایشان مشہور بودند وہو المقصود۔

قال اللہ تعالےٰ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝

وہ (شرک سے) پاک ہوتے ہیں وہ فرشتے کہتے جاتے ہیں السلام علیکم تم جنت میں چلے جانا اپنے اعمال کے سبب ۔

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کفر و ایمان کے مراتب کا ایک دوسرے سے مختلف ہونا بیان فرما رہے ہیں قال میں اور حال میں اور مآل (انجام) میں۔ اُس ایک فریق کا وصف بیان فرماتے ہیں کہ اُنھوں نے قرآن کو اساطیر الاولین (گزرے ہوئے لوگوں کی کہانیاں) کہدیا اور اُن کو تشبیہ دیتے ہیں اُن انبیاء سابقین کی قوموں کے ساتھ جو کہ کفر کی وجہ سے طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا ہوتے تھے۔ اور آخرت کی رسوائی اُن کے لئے ثابت فرماتے ہیں اور وہ سخت و درشت کلام جو قبض ارواح کے وقت وہ فرشتوں سے سُنتے ہیں اُس کا ذکر فرماتے ہیں۔ اور اُس دوسرے فریق کی مدح کر رہے ہیں جنھوں نے قرآن کے حق میں انزل اللہ خیرًا کہا یعنی اللہ تعالیٰ نے بڑی خیر نازل فرمائی ہے۔ اور اُن کے لئے دنیا کی حسنہ جس سے مراد ہے (اللہ تعالیٰ کی) مدد اور دنیا کی قوموں پر غلبہ اور سب پر تسلّط اور خلافت اور آخرت کی حسنہ جس سے مراد ہے ثواب عظیم اور جنّاتِ عدن ثابت فرما رہے ہیں۔ اور جو لطف و عنایت کے کلمات قبض ارواح کے وقت یہ حضرات ملائکہ سے سُنتے ہیں اُن کا بیان فرماتے ہیں۔

پھر فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ یہ سورت جب کہ مہاجرینِ اوّلین کی کشاکش کفار قریش کے ساتھ جاری تھی اور اُن کے ساتھ دشمنی اور جھگڑوں اور کہاسُنی کا حال چل رہا تھا مکہ میں نازل ہوئی تو صاف سمجھا جا سکتا ہے کہ ان اقوال و احوال کی حکایت کا روئے سخن کس طرف ہے۔ ظاہر ہے کہ اُسی جماعت کی طرف ہے جو اُس وقت کفار کے ساتھ مجادلہ اور مخاصمہ کے وقت موجود تھی۔ اور یہی ہمارا مقصود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا الخ (۱۶:۴۱-۴۲)

اور جن لوگوں نے اللہ کے واسطے اپنا وطن (مکہ) چھوڑا بعد اس کے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہم اُن کو دنیا میں ضرور اچھا ٹھکانا دیں گے اور آخرت کا ثواب بدرجہا بڑا ہے کاش ان (کافروں) کو (بھی) خبر ہوتی۔ وہ ایسے ہیں جو صبر کرتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں

Marfat.com

فقیر گوید عفی عنہ خدائیتعالیٰ میفرماید آنانکہ ہجرت کردند در راہِ خدا بطلب مرضاۃِ او بعد ازانکہ مظلوم شدند البتہ جائی خواہیم داد ایشان را بدنیا در حالتِ حسنہ کہ عبارت از غلبہ بر سائرِ امم است و بدست آوردن غنائم کثیرہ و بودن بفراغِ خاطر ہر جاکہ خواہند ہر آئینہ اجرِ آخرت بزرگتر است اگر میدانستند بکشادگیٔ پیشانی میکردند آنرا فقیر گوید این آیت نص است در وعدِ مہاجرین بحسنۂ دنیا و اجرِ آخرت بعد ازان گویا بچشم دیدیم کہ جماعہ را از مہاجرین حسنہ دنیا بہم آمد و یقین کردیم کہ این جماعہ در آخرت اجرِ عظیم خواہند یافت و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حدیثِ مستفیض تعین اسماء آنجماعہ نمودند وہو الصادقُ المصدوقُ فیما قال وہو المُبَیِّنُ بکلام الملکِ المتعال عن عمر بن الخطاب رَفَعَہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یقولُ اللہُ من تواضَعَ لِی ہکذا واشار بباطن کفِّہٖ الی الارض وادناہا من الارض رفعتُہٗ ہکذا واشار بباطن کفِّہ الی السماء ورفعہا نحو السماءِ و عن عمر انہ قال علی المنبر یاایہا الناس تواضعوا فانی سمعتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مَن تواضعَ للہِ رفعہُ اللہُ وقال انتعش رفعک اللہ فہو فی نفسہ صغیرٌ وفی اعینِ الناس عظیمٌ ومن تکبّر وضعہُ اللہُ وقال اخسأ خفضک اللہ فہو فی اعین الناس صغیرٌ وفی نفسہ کبیرٌ حتی لہو اہون علیہم من کلب او خنزیر وعن عمر بن الخطاب انہ کان اذا اعطی الرجلَ من المہاجرین عطاءہ یقولُ خذ بارک اللہ لک ھذا

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے اللہ کی رضا کی طلب میں بعد مظلوم ہونے کے ہجرت کی ہم اُن کو دنیا میں جگہ دیں گے جہاں بھی وہ چاہیں گے حالتِ حسنہ میں رہیں گے کہ جس کا مطلب ہے تمام اقوام پر غلبہ اور بکثرت غنیمتوں کا حاصل ہونا اور اطمینانِ قلب کے ساتھ رہنا۔ اور یہ یقینی ہے کہ آخرت کا اجر تو بہت ہی بڑا ہے۔ اگر یہ کفار باخبر ہوتے تو کشادہ پیشانی سے اُس کے گرویدہ بن جاتے۔ پھر یہ فقیر کہتا ہے کہ یہ آیت نص ہے مہاجرین کے ساتھ دنیا میں وعدۂ حسنہ کے بارے میں اور اجر آخرت کے بارے میں۔ اس کے بعد گویا ہم نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا کہ مہاجرین کی اس جماعت کو حسنۂ دنیا مل گیا اور ہم نے یقین کر لیا کہ یہ جماعت آخرت میں بھی اجر عظیم پائے گی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث مستفیض میں اس جماعت کے ناموں کا تعین بھی فرما دیا اور آپ نے جو کچھ فرمایا وہ سچ ہے اور آپ کا صدق واجب التسلیم ہے اور آپ خدائے ملک متعال کے کلام کی وضاحت فرمانے والے ہیں اور مروی ہے عمر بن الخطاب سے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس نے اس طرح میرے سامنے عاجزی کی اور آپ نے اپنی ہتھیلی سے زمین کی طرف اشارہ کیا یہاں تک کہ اُس کو زمین سے قریب کر دیا میں اس کو اس طرح بلند کر دوں گا اور آپ نے اپنی ہتھیلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور اس کو آسمان کی طرف اونچا کیا اور عمرؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے منبر پر فرمایا کہ اے لوگو عاجزی اختیار کرو۔ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی سے سر جھکایا اللہ اس کو سر بلند کرے گا اور کہے گا کہ اُٹھ اللہ تعالیٰ نے تجھے بلند مرتبہ کر دیا تو وہ اپنے خیال میں چھوٹا اور حقیر اور لوگوں کی نگاہوں میں صاحب عظمت ہو جائے گا۔
اور جس نے تکبر کیا اللہ اُس کو ذلیل کرے گا اور فرمائے گا دور ہو تجھے اللہ نے پست کر دیا تو وہ لوگوں کی نظروں میں حقیر ہو جائیگا اور اپنے خیال میں بڑے مرتبہ والا یہاں تک کہ لوگ اُس کو کتے یا سور سے بھی کم مرتبہ سمجھیں گے۔ عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ جب وہ مہاجرین میں سے کسی کو وظیفہ دیا کرتے تھے تو فرمایا کرتے "لو اللہ تم کو برکت دے۔ یہ وہ ہے جس کا تم سے دنیا میں دینے کا

Marfat.com

ما ادّخر لک فی الدنیا و ما ذخر
لک فی الآخرۃ افضل ثم قرأ
ہذہ الآیۃ لنبوئنہم فی الدنیا
حسنۃ ط و لاجر الآخرۃ اکبر لو
کانوا یعلمون ۝ عن عمر انہ سالہم
عن ہذہ الآیۃ او یاخذہم علی
تخوف فقالوا ما نری الا عند
تنقص ما یردد من الآیات فقال
عمر ما اری الا انہ علی ما تنقصون
من معاصی اللہ فخرج رجل ممن
کان عند عمر فلقی اعرابیا فقال
یا فلان ما فعل ربک قال قد
تحیفتہ یعنی انتقصتہ فرجع
الی عمر فاخبرہ فقال قد رأیتہ
ذالک فقیر گوید این تفسیر ملازم
کلمہ است معنی تخوف آنست کہ
معاقب پیش از وقوع عقوبت قرائن
عقوبت بیند و ازان اندیشہ تمام
بر دال او مستولے گردد چون عبد
عاصی بعد رسیدن وعید خداتعالی
عصیان میکند اندیشہ عقوبت بخاطرش
میگزرد پیش از رسیدن عقوبت
عن عمر بن الخطاب قال قال
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
اربع قبل الظہر بعد الزوال تحسب
بمثلہن من صلوٰۃ السحر قال رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ولیس
من شئی الا و ہو یسبح اللہ
تلک الساعۃ ثم قرأ یتفیأ ظلالہ
یتحول

اللہ تم نے وعدہ کیا تھا اور جو تمھارے لئے اللہ نے آخرت میں ذخیرہ
کررکھا ہے وہ تو بہت افضل ہے پھر یہ آیت پڑھتے لنبوئنہم
فی الدنیا الخ (۱۶: ۴۱) ہم اُن کو دنیا میں ضرور اچھا ٹھکانا دیں گے اور
آخرت کا ثواب بدرجہا بڑھا ہوا ہے کاش ان (کافروں) کو (بھی)
خبر ہوتی۔ اور عمرؓ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے لوگوں سے اس آیت
کے بارے میں سوال کیا او یاخذہم علی تخوف (۱۶: ۴۷) یا
اُن کو گھٹاتے گھٹاتے پکڑ لے۔ (کہ آپ لوگ تخوف کا کیا مطلب
سمجھتے ہیں) اُنھوں نے کہا کہ ہماری سمجھ میں تو صرف یہ آتا ہے کہ
(تخوف سے مراد وہ حالت ہے) جو (عذاب کی) نشانیوں کے وارد
ہونے کے وقت کمی (اضمحلال) کی پیدا ہوتی ہے۔ پھر عمرؓ نے فرمایا
کہ میں تو صرف یہ سمجھتا ہوں کہ اس پر دلالت کرتی ہے کہ جب اللہ
کی نافرمانی کے ارتکاب کے بعد تم (عذاب کے خوف سے) گھٹتے ہو۔
پھر جو لوگ عمرؓ کی مجلس میں تھے اُن میں سے ایک شخص نکل کر باہر
آیا اور ایک اعرابی سے ملا اور اُس سے کہا تیرے رب نے کیا معاملہ کیا تو
اُس نے جواب دیا قد تحیفتہ یعنی انتقصتہ (اس خوف سے
گھٹ رہا ہوں کیا ہوگا) وہ شخص پھر عمرؓ کے پاس واپس آیا اور آپ کو یہ
قصہ سُنایا۔ فرمایا کہ میں نے یہی سمجھا تھا۔ فقیر کہتا ہے کہ اس تفسیر کے
ساتھ ایک بات لگی ہوئی ہے (اس کو سمجھ لیا جائے) تخوف کے معنے
یہ ہیں کہ جس کو سزا دی جانے والی ہے وہ سزا کے واقع ہونے سے
پہلے سزا کے قرائن دیکھ لیتا ہے اور اُن کے پیش نظر ایک اندیشہ اس کے
دل پر غالب آجاتا ہے۔ جب بندہ نافرمان حق تعالٰی کی وعید پہنچ
جانے کے بعد گناہ کرتا ہے تو اُس عذاب کے پہنچنے سے عذاب کا اندیشہ اُس
کے دل پر گزرتا ہے۔ عمر بن الخطاب سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار (رکعت) ہیں ظہر سے
پہلے زوال کے بعد۔ ان ہی کے مقابل سحر (یعنی آخر شب) میں (چار
رکعت پڑھ لینا فضیلت رکھتی ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ کوئی شے ایسی نہیں جو اس ساعت میں اللہ کی تسبیح نہ
کرتی ہو، پھر آپ نے اس پوری آیت کو پڑھا یتفیؤ ظلالہ الخ
(۱۶: ۴۸) کیا ان لوگوں نے اللہ کی ان پیدا کی ہوئی چیزوں کو نہیں دیکھا

۵۸ تخوف یعنی نقصان در اموال و ابدان و میوہ ہا ۱۲

Marfat.com

من اليمين و الشمائل سجدا لله الآية كلها عن ابن عباس قال نزلت هذه الآية وضرب الله مثلا رجلين احدهما ابكم في رجلين عثمان بن عفان و مولى له كافر و هو اسيد بن ابي العيص كان يكره الاسلام وكان عثمن ينفق عليه و يكفله و يكفيه المؤنة و كان الآخر ينهاه عن الصدقة والمعروف فنزلت فيهما عن سليم بن عمر قال صحبت حفصة زوج النبي صلى الله عليه وسلم وهي خارجة من مكة الى المدينة فاخبرت ان عثمن قد قتل فرجعت و قالت ارجعوا بي فو الذي نفسي بيده انها للقرية التي قال الله قرية كانت آمنة مطمئنة الى آخر الآية عن ابي بصيرة قال قرأت هذه الآية في سورة النحل و لا تقولوا لما تصف ألسنتكم الكذب هذا حلال و هذا حرام الى آخر الآية فلم ازل اخاف الفتيا الى يومي هذا عن ابن مسعود قال عسى رجل ان يقول ان الله امر بكذا و نهى عن كذا فيقول الله عز و جل كذبت او يقول ان الله حرم كذا و احل كذا فيقول الله له كذبت۔ قال الله تعالى

جن کے سائے کبھی ایک طرف کو کبھی دوسری طرف کو اس طور پر جھکتے جاتے ہیں کہ (بالکل) خدا کے (حکم کے) تابع ہیں اور وہ چیزیں بھی عاجز ہیں۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ یہ آیت ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلاً رَّجُلَیْنِ الخ (۱۶: ۷۶) اللہ تعالیٰ ایک اور مثال بیان فرماتے ہیں کہ دو شخص ہیں جن میں کا ایک تو گونگا (بھی) ہے الخ دو شخصوں کے بارے میں نازل ہوئی، عثمانؓ بن عفان اور دوسرا اُن کا غلام جو کافر تھا اور وہ اُسید بن ابی العیص تھا۔ یہ اسلام سے کراہت کرتا تھا اور عثمانؓ اس پر خرچ کیا کرتے تھے اور اس کی کفالت کرتے اور اس کا بار برداشت کرتے تھے اور ایک دوسرا شخص تھا جو اُن کو صدقہ اور نیک کام سے روکتا تھا ان دونوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ سلیم بن عمرؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے بیان کیا کہ میں حفصہؓ زوجۂ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور وہ مکہ سے مدینہ جانے کے لئے نکل چکی تھیں کہ ان کو خبر دی گئی کہ عثمانؓ قتل کر دیئے گئے وہ یہ سُنکر واپس ہوگئیں اور فرمایا کہ مجھے واپس لے چلو۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہی وہ قریہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قَرْیَۃً کَانَتْ آخر آیت تک (۱۶: ۱۱۲) اللہ تعالیٰ ایک بستی والوں کی حالتِ عجیبہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ (بڑے) امن و اطمینان میں (رہتے) تھے الخ۔ مروی ہے ابی بصیرہ سے انھوں نے کہا کہ میں نے یہ آیت سورہ نحل میں پڑھی وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ الخ (۱۶: ۱۱۶) اور جن چیزوں کے بارے میں محض تمھارا جھوٹا زبانی دعویٰ ہے ان کی نسبت یوں مت کہدیا کرو کہ فلاں چیز حلال ہے اور فلاں چیز حرام ہے۔ آخر آیت تک، میں اُس وقت سے آج کے دن تک فتویٰ دینے سے ڈرتا ہوں۔ مروی ہے ابن مسعودؓ سے کہ ایسا ہوگا کہ کوئی شخص کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کا حکم دیا اور اس کام سے منع کیا۔ اس پر اللہ عزّ و جلّ فرمائے گا کہ تو نے جھوٹ کہا یا یہ کہے گا کہ اللہ نے ایسا کرنا حرام کیا ہے اور ایسا کرنا حلال کیا ہے اِس پر حق تعالیٰ اُس سے فرمائیں گے کہ تو نے جھوٹ بولا۔

آیات سورۃ بنی اسرائیل

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

Marfat.com

وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ۭ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ۝

فقیر گوید عفی عنہ مؤمنین اوّلین کفار را ہدف لعن وطعن می ساختند وازین جہت فتنہ دوبالا می شد و عداوتہا مستحکم میگشت و در اسلام توقف بسیارے بظہور می آمد خدا تعالیٰ این آیت نازل فرمود وَقُلْ لعبادی یقولوا التی ہی احسن الخ بگو بندگانِ مرا کہ بگویند آن کلمہ کہ نیک تر است و بحلم نزدیک تر و بمصلحت دعوت آیندہ تر ہر آئینہ شیطان تحریک مینماید درمیانِ ایشان یعنی تہیج غضب میکند ہر آئینہ شیطان دشمن ظاہر است آدمی را آن کلمہ کہ نیکتر است اینست رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ پروردگار شما داناتر است باحوالِ شما اگر خواہد ببخشاید بر شما واگر خواہد عقوبت کند شمارا و نفرستادیم ترا بر ایشان گماشتہ باز فقیر میگوید کہ سورۂ بنی اسرائیل از قدیم آنچہ در مکہ نازل شدہ است پس مراد بکلمۂ عِبَادِيْ نیستند مگر جماعتی از سابق مؤمنین مہاجرین کہ بمذاکرۂ کفار مشہور بودند و با عُصاۃِ قریش جدال میکردند و در کلمۂ عِبَادِيْ اضافت تشریف محلی دارد عظیم از لطف رحمت و اختصاص پس این بزرگواران متصف اند باین اختصاص و لطف و ہو المقصود

آخرج ابو یعلی و ابن عساکر عن امّ ہانیؔ قالت دخل علیّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بغلس وانا علی فراشی فقال شعرت انی نمت اللیلۃ فی المسجد الحرام فاتانی جبرئیل

وَقُلْ لِّعِبَادِيْ الخ (۱۷: ۵۳-۵۴) اور آپ میرے (مسلمان) بندوں سے کہدیجئے کہ ایسی بات کہا کریں جو بہتر ہو۔ شیطان لوگوں میں فساد ڈلوا دیتا ہے۔ واقعی شیطان انسان کا صریح دشمن ہے۔ تم سب کا حال تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے اگر وہ چاہے تم پر رحمت فرمائے یا وہ اگر چاہے تم کو عذاب دینے لگے اور ہم نے آپ کو ان کا ذمہ دار بناکر نہیں بھیجا۔"

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ کفار کو مؤمنین اوّلین (یعنی جو لوگ شروع میں اسلام لائے تھے) لعن وطعن کیا کرتے تھے اور اس وجہ سے فتنہ برابر بڑھتا جارہا تھا اور عداوتیں مستحکم ہوتی جارہی تھیں اور اسلام میں بہت توقف واقع ہورہا تھا۔ حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وقل لعبادی یقولوا التی ھی احسن الخ یعنی کہدو میرے بندوں سے کہ ایسی گفتگو کریں جو زیادہ اچھی اور بُردباری سے نزدیک تر ہو، دعوت کی مصلحت میں کام آنے والی ہو حقیقۃً شیطان اُن کے درمیان تحریک کررہا ہے یعنی غصہ بھڑکا رہا ہے۔ یقیناً شیطان آدمی کا کھلا ہوا دشمن ہے۔ اور وہ گفتگو جو زیادہ اچھی ہے یہ ہے ربکم اعلم بکم تمہارا پروردگار تمہارے حالات کو سب سے زیادہ جانتا ہے اگر وہ چاہے تم پر بخشش کردے، اگر چاہے عذاب کرے اور ہم نے آپ کو ان پر ذمہ دار بناکر نہیں بھیجا۔ پھر فقیر کہتا ہے کہ سورۂ بنی اسرائیل اُن ابتدائی سورتوں میں سے ہے جو مکہ میں نازل ہوئی ہیں۔ اس لئے کلمہ عبادی سے سوائے مؤمنین سابقین مہاجرین کے اور کوئی مراد نہیں ہوسکتا جو کفار کے ساتھ مذاکرات میں مشہور تھے اور قریش کے بدکردار لوگوں سے جھگڑتے رہتے تھے اور کلمہ عبادی (یعنی میرے بندے) میں اضافتِ تشریف لطف رحمت اور اختصاص کا عظیم مقام رکھتی ہے۔ تو یہ بزرگ حضرات اس خصوصیت لطف کے ساتھ متصف ہیں اور یہی ہمارا مقصود ہے۔ اخذ کیا ابو یعلیٰ اور ابن عساکر نے، روایت ہے اُمّ ہانی سے اُنھوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں اندھیرے سے تشریف لائے اور میں اپنے فرش پر تھی اور فرمایا کہ تمھیں پتہ ہے کہ میں آج رات مسجد الحرام میں سو گیا تو میرے پاس جبرئیل

Marfat.com

فذہب بی الی باب المسجد فاذا دابۃ ابیض فوق الحمار ودون البغل مضطرب الاذنین فرکبتہ فکان یضع حافرہ مد بصرہ اذا اخذ بی فی ھبوط طالت یداہ و قصرت رجلاہ واذا اخذ بی فی صعود طالت رجلاہ وقصرت یداہ و جبریل لا یفوتنی حتے انتہینا الی بیت المقدس فاوثقتہ بالحلقۃ التی کانت الانبیاء توثق بہا فنشر لی رھط من الانبیاء منہم ابراہیم و موسٰے و عیسٰی فصلیت بہم و کلمتہم و اتیت باناءین احمر و ابیض فشربت الابیض و قال لی جبریل شربت اللبن و ترکت الخمر لو شربت الخمر لارتدت امتک ثم رکبتہ فاتیت المسجد الحرام فصلیت بہ الغداۃ فتعلقت بردائہ وقلت (قول ام ہانیؓ ۱۲) انشدک اللہ یا ابن عم ان تحدث ہذا قریشا فیکذبک من صدقک فضرب بیدہ علی ردائہ فانتزعہ من یدی فارتفع عن بطنہ فنظرت الی عکنہ فوق ازارہ کانہا طی القراطیس و اذا نور ساطع عند فوادہ کاد یختطف بصری فخررت ساجدۃ فلما رفعت راسی اذا ہو قد خرج فقلت لجاریتی

اور وہ مجھے مسجد کے دروازے کی طرف لے گئے۔ دیکھتا ہوں کہ وہاں ایک سفید رنگ کا جانور موجود ہے جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا اُس کے دونوں کان لمبے چھریرے تھے تو میں اُس پر سوار ہو گیا (اس نے اس قدر تیز چلنا شروع کیا کہ) جہاں اُس کی نظر ٹھہرتی تھی وہیں اپنا پاؤں رکھتا تھا اور جب مجھے لیکر ایسی جگہ پہنچتا تھا جہاں اُتار ہوتا تھا تو اُس کے دونوں ہاتھ (یعنے اگلے پاؤں) لمبے ہو جاتے تھے اور پچھلی ٹانگیں چھوٹی ہو جاتی تھیں اور جب وہ مجھے لے جاتا تھا جہاں چڑھائی ہوتی تھی تو اس کے دونوں پاؤں (یعنی پچھلی ٹانگیں) لمبی ہو جاتی تھیں اور دونوں ہاتھ چھوٹے ہو جاتے تھے اور جبریلؑ نے مجھے تنہا نہیں چھوڑا (ساتھ ساتھ رہے) یہاں تک کہ ہم بیت المقدس پہنچے۔ تو میں نے اُس کو اُس حلقہ سے باندھ دیا جس سے انبیاءؑ باندھتے رہے ہیں[له] اس کے بعد مجھ سے انبیاءؑ کی جماعت نے ملاقات کی جو میرے لئے بھیجے گئے تھے۔ اُن میں ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ تھے میں نے اُن کو نماز پڑھائی اور اُن سے گفتگو کی اور میرے پاس دو برتن لائے گئے سُرخ اور سفید۔ میں نے سفید کو لے کر پیا اور مجھ سے جبریلؑ نے کہا کہ آپؐ نے دودھ پیا اور شراب کو چھوڑ دیا اگر تم شراب پی لیتے تو تمھاری تمام اُمّت دین سے پھر جاتی۔ پھر میں اُس پر سوار ہوا اور مسجد الحرام میں آگیا۔ میں نے آکر صبح کی نماز پڑھی۔ (اُمّ ہانیؓ کہتی ہیں کہ) میں نے آپؐ کی چادر پکڑ لی اور کہا کہ میں تمھیں قسم دیتی ہوں اللہ تعالیٰ کی اے چچا کے بیٹے جو تم قریش سے یہ سرگزشت بیان کرو تو جو لوگ آپؐ کی تصدیق کر چکے ہیں اب وہ آپ کو جھٹلائیں گے تو آپؐ نے اپنا ہاتھ چادر پر مار کر میرے ہاتھ میں سے اُس کو چھوڑا لیا اس میں وہ آپؐ کے پیٹ کے اُوپر سے ہٹ گئی میری نظر آپؐ کے پیٹ کے شکنوں پر پڑی جو کہ آپؐ کی لنگی سے اُوپر تھیں گویا کاغذ طے کئے ہوئے تھے (یعنی بہت حسین تھیں) اور دیکھتی ہوں کہ آپؐ کے قلب کے اُوپر اس قدر نور کی شعاعیں چمک رہی تھیں کہ قریب تھا کہ میری بینائی جاتی رہے تو میں سجدے میں گر پڑی جب میں نے سر اُٹھایا تو آپؐ جا چکے تھے تو میں نے اپنی لونڈی سے کہا

[له] دوسرے انبیاءؑ کو بھی معراج ہوئی اور اسی طرح ان کے پاس بھی براق آیا اور وہ بھی اس مقدس جگہ میں اپنے براق پر سوار ہو کر پہنچے اور اسی حلقہ سے اس کو باندھا ۱۲ مترجم

Marfat.com

ویحک اتبعیہ فانظرے ما ذا یقول وماذا
یقال لہ فلما رجعت اخبرتنی انہ انتہیٰ
الی نفر من قریش فیہم المطعم بن
عدی وعمرو بن ہشام والولید بن
المغیرۃ فقال انی صلیت اللیلۃ العشاء
فی ہذا المسجد وصلیت بہ الغداۃ و
اتیت فیما بین ذلک بیت المقدس فنشر
لی رہط من الانبیاء فیہم ابراہیم
و موسیٰ و عیسیٰ فصلیت بہم و کلمتہم
فقال عمرو بن ہشام کالمستہزئ صفہم لی
فقال اما عیسیٰ ففوق الربعۃ ودون
الطویل عریض الصدر ظاہر الدم
جعد الشعر تعلوہ صہبۃ کانہ عروۃ
ابن مسعود الثقفی واما موسیٰ فضخم آدم
طوال کانہ من رجال شنوءۃ کثیر الشعر
غائر العینین متراکب الاسنان مقلص
الشفۃ خارج اللثۃ عابس و اما
ابراہیم فواللہ لاشبہ الناس بی خلقا و خلقا
فضجوا و عظموا ذاک فقال المطعم کل
امرک قبل الیوم کان امما غیر قولک
الیوم انا اشہد انک کاذب نحن نضرب
اکباد الابل الی بیت المقدس مصعدا
شہرا و منحدرا شہرا تزعم انک اتیتہ
فی لیلۃ واللات والعزیٰ لا اصدقک
فقال ابوبکر یا مطعم بئس ما قلت
لابن اخیک جبہتہ و کذبتہ انا
اشہد انہ صادق فقالوا یا محمد صف
لنا بیت المقدس قال دخلتہ لیلا
وخرجت منہ لیلا فاتاہ جبرئیل فصورہ

اری اُن کے پیچھے جا۔ اور دیکھ کر آ کہ وہ لوگوں سے کیا کہہ رہے ہیں
اور اُن سے کیا کہا جا رہا ہے۔ جب وہ میرے پاس واپس آئی تو اُس نے
مجھے خبر دی کہ آپؐ قریش کی ایک پارٹی کے پاس پہنچے جن میں مُطعم
ابن عدی اور عمرو بن ہشام (ابوجہل) اور ولید بن مغیرہ تھے اور آپؐ نے فرمایا کہ
میں نے رات عشاء کی نماز اس مسجد میں پڑھی اور وہیں صبح کی
نماز پڑھی اور ان کے درمیانی وقت میں مَیں بیت المقدس پہنچا۔
مجھ سے ملنے کے لئے انبیاءؑ کی ایک جماعت بھیجی گئی جن میں ابراہیمؑ
اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ تھے۔ میں نے اُن کو نماز پڑھائی اور اُن سے
گفتگو کی۔ یہ سُن کر عمرو بن ہشام نے مسخراپن کے انداز میں کہا کہ اُن کا
حُلیہ مجھے بتاؤ۔ آپؐ نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام میانہ قد سے کچھ نکلے
ہوئے تھے اور لمبے قد سے کم، چوڑا سینہ، خون کی سُرخی جلد پر ظاہر
تھی، بل کھائے بال، چہرے پر سُرخی و سفیدی عیاں، گویا کہ وہ
عروہ بن مسعود ثقفی ہیں۔ رہے موسیٰ علیہ السلام تو وہ بھاری بدن گندمی
رنگ لمبے قد کے تھے گویا کہ وہ (قبیلہ) شنوۃ کے مَردوں میں سے ہیں۔
بہت بالوں والے، آنکھیں اندر کو، دانت ایک دوسرے سے ملے
ہوئے، ہونٹ سمٹے ہوئے، جبڑا اُبھرا ہوا، غصہ والے۔ رہے ابراہیم
علیہ السلام تو وہ واللہ باعتبار صورت اور باعتبار سیرت سب سے زیادہ
مجھ سے مشابہ تھے۔ تو یہ لوگ سُن کر بہت تنگدل ہوئے اور انھوں نے
اس کو بہت بڑی بات قرار دیا۔ اس کے بعد مُطعم نے کہا کہ آج سے
پہلے تیری باتیں ہلکی تھیں بجز آج کے قول کے میں گواہی دیتا ہوں
کہ تو جھوٹا ہے۔ ہم لوگ اونٹوں پر سفر کر کے بیت المقدس پہنچتے
ہیں تو جاتے ہوئے ایک مہینہ لگتا ہے اور آتے ہوئے ایک مہینہ لگتا
ہے تو دعویٰ کر رہا ہے کہ ایک رات کے اندر ہی ہو آیا۔ قسم ہے لات
اور عُزّیٰ کی میں تیری تصدیق نہیں کروں گا۔ اس پر ابوبکرؓ نے
کہا اے مُطعم! تو نے اپنے چچا کے بیٹے سے بڑی بدتمیزی کی گفتگو
کی اور اُن کی تکذیب کی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ سچے ہیں۔
پھر ان لوگوں نے کہا کہ اچھا ہم سے بیت المقدس کا نقشہ بیان
کرو۔ آپؐ نے فرمایا کہ مَیں رات میں گیا اور رات میں ہی واپس آ گیا۔
اب آپؐ کے پاس جبرئیلؑ پہنچ گئے اور اپنے بازو پر انھوں نے بیت المقدس

Marfat.com

فی جناحٖ فجعل یقول بابٌ منه كذا فی موضع كذا و بابٌ منه كذا فی موضع كذا و ابو بكر يقول صدقتَ فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم یومئذٍ یا ابا بكرٍ ان الله قد سماك الصدیقَ قالوا یا محمد اخبرنا عن عیرنا فقال اتیتُ علی عیر بنی فلان بالروحاء قد اضلوا ناقةً لهم فانطلقوا فی طلبها فانتهیتُ الی رحالهم لیس بها منهم احدٌ و اذا قدح ماءٍ فشربتُ منه ثم انتهیتُ الی عیر بنی فلان فنفرتْ منی الابل و برك منها جملٌ احمر علیه جوالق مخطط ببیاضٍ لا ادری أكسر البعیر ام لا ثم انتهیتُ الی عیر بنی فلان فی التنعیم یقدمها جمل اورق وها هی هذه تطلع علیکم من الثنیة فقال الولید بن المغیرة ساحرٌ فانطلقوا فنظروا فوجدوا كما قال فرموه بالسحر و قالوا صدق الولیدُ فانزل الله وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْیَا الَّتِیْ اَرَیْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ و فی روایة اخری قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لجبریل ان قومی لا یصدقونی قال یصدقك ابوبكر و هو الصدیق و عن عمر قال لما اُسری برسول الله صلی الله علیه وسلم رای مالكا خازن النار فاذا رجلٌ عابسٌ یُعرف الغضب فی وجهه و عن عبید بن آدم ان عمر بن الخطاب كان بالجابیة فذكر

کی صورت آپ کے سامنے کر دی تو آپؐ نے فرمانا شروع کر دیا کہ اُس کا ایک دروازہ ایسا ہے جو فلاں مقام پر ہے اور ایک دروازہ ایسا ہے جو فلاں جگہ ہے اور ابوبکرؓ کہتے جاتے تھے کہ آپؐ نے سچ کہا۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس دن فرمایا کہ اے ابوبکرؓ اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام صدیق رکھا۔ پھر انھوں نے کہا کہ اے محمدؐ اچھا اور کوئی بات بتاؤ۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ میں بنی فلاں کے قافلہ پر روحاء میں گذرا اُن کی ایک اونٹنی گم ہو گئی تھی وہ اُس کی تلاش میں گئے ہوئے تھے۔ پھر میں اُن کے کجاووں تک پہنچا اُن میں بھی اُن لوگوں میں سے کوئی نہ تھا۔ وہاں ایک پیالہ مجھے پانی سے بھرا ہوا ملا تو میں نے اُس میں سے پیا۔ پھر میں بنی فلاں کے قافلہ پر پہنچا تو مجھ سے اُونٹ ڈر کر بھاگے اور ایک اونٹ سرخ رنگ کا گر پڑا اس پر ایسا شلیتہ تھا جس پر سفید دھاریاں تھیں میں نہیں جانتا کہ اُونٹ کی ہڈیاں ٹوٹیں یا نہیں۔ پھر میں بنی فلاں کے قافلہ کے پاس تنعیم میں پہنچا اُس کے آگے گندمی رنگ کا اُونٹ چل رہا تھا اور وہ قافلہ یہی ہے جو ابھی ثنیہ کی جانب سے تم پر ظاہر ہونے والا ہے اس پر ولید بن المغیرہؓ نے کہا کہ یہ جادوگر ہے تو یہ (تلاش کے لئے) چل دیئے۔ تو جیسا آپؐ نے فرمایا انھوں نے ویسا ہی پایا تو پھر ان لوگوں نے آپؐ پر سحر کی تہمت لگائی اور کہنے لگے کہ ولید نے سچ کہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْیَا الخ (۱۷: ۶۰) اور ہم نے جو منظر آپ کو (شب معراج میں) دکھلایا تھا اس کو ان لوگوں کے لئے موجب گمراہی کر دیا۔ اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرئیلؑ سے کہا کہ میری قوم کے لوگ میری تصدیق نہ کریں گے تو جبرئیلؑ نے کہا کہ آپؐ کی تصدیق ابوبکرؓ کرے گا اور وہ صدیق ہے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو لے جایا گیا تو آپؐ نے مالک کو دیکھا جو جہنم کا خازن ہے تو آپ نے دیکھا کہ وہ ترش رو شخص ہے جس کے چہرے سے غصہ پہچانا جاتا ہے۔ اور عبید بن آدم سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب جابیہ میں تھے تو آپؐ بیت المقدس

Marfat.com

فتح بیت المقدس فقال لکعب این
تری ان اصلی قال خلف الصخرۃ قال
لا ولکن اصلی حیث صلیٰ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فتقدم الی
القبلۃ فصلی ۔ وعن علی قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری
بی رأیت علی العرش مکتوبا لا الٰہ الا اللہ
محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق
عثمان ذو النورین ۔ وعن ابی الدرداء
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیت
لیلۃ اسری بی فی العرش فرندۃ جوہر
خضراء فیہا مکتوب بنور ابیض لا الٰہ
الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر
الصدیق عمر الفاروق ۔ وعن انس
قال قال رسول اللہ صلعم لما عرج بی
رأیت علی ساق العرش مکتوبا لا الٰہ
الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی
۔ وعن ابی ہریرۃ قال لما رجع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری
بہ فکان بذی طوی قال یا جبریل
ان قومی لا یصدقونی قال یصدقک
ابوبکر وہو الصدیق ۔ واخرج الحاکم
عن عائشۃ قالت لما اسری بالنبی
صلی اللہ علیہ وسلم الی المسجد
الاقصیٰ اصبح یحدث الناس بذلک
فارتد ناس ممن کانوا آمنوا بہ
وصدقوہ وسعوا بذلک الی ابی بکر
قالوا ہل لک فی صاحبک یزعم انہ اسری
بہ اللیلۃ الی بیت المقدس قال او قال ذلک قالوا نعم

فتح کا ذکر کیا گیا تو آپ نے کعب سے کہا کہ تمھاری کیا رائے ہے (وہاں پہنچ کر)
مجھے کہاں نماز پڑھنی چاہیئے۔ کعب نے کہا کہ صخرہ کے پیچھے۔ تو عمرؓ
نے کہا نہیں، لیکن میں وہاں نماز پڑھوں گا جہاں رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی تو قبلہ کی طرف آگے بڑھے پھر نماز
پڑھی۔ اور مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے انھوں نے بیان کیا کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات میں مجھ کو (آسمان
پر) لیجایا گیا میں نے عرش پر یہ لکھا ہوا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد
رسول اللہ الخ (یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اللہ کا رسول
ہے ابوبکرؓ صدیق ہے، عمرؓ فاروق ہے، عثمانؓ ذوالنورین ہے)
ابودرداء روایت کرتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے
فرمایا کہ جس رات میں مجھے عرش پر لے جایا گیا میں نے ایک سبز جوہر
دیکھا جس پر سفید نور سے لکھا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر
الصدیق عمر الفاروق۔ اور انسؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے معراج ہوئی تو
میں نے عرش کے پایہ پر لکھا ہوا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ایدتہ بعلی (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد اللہ کا رسول ہے،
میں نے اُس کو مدد پہنچائی علیؓ سے) اور ابوہریرہؓ سے روایت
ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُس رات میں
جس میں آپ کو سیر کرائی گئی تھی جب واپسی میں مقام ذی طویٰ
پر پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ اے جبریلؑ میری قوم کے لوگ میری تصدیق
نہیں کریں گے تو جبریلؑ نے کہا کہ آپ کی تصدیق ابوبکرؓ کرے گا
اور وہ صدیق ہے۔ اور اخذ کیا حاکم نے، عائشہؓ سے روایت ہے
کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجد اقصیٰ کی طرف لیجایا گیا تو
صبح کو لوگوں نے اس کا چرچا شروع کیا تو بہت سے ایسے لوگ بھی
(دین سے) پھرنے لگے تھے جو آپ پر ایمان لے آئے اور آپ کی
تصدیق کر چکے تھے اور یہ لوگ اس خبر کو لے کر ابوبکرؓ کے پاس
دوڑے گئے اور کہنے لگے کہ کیا تمھیں اپنے صاحب کی بھی خبر ہے
وہ یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ اُن کو آج رات بیت المقدس لیجایا
گیا تو ابوبکرؓ نے کہا کیا انھوں نے ایسا کہا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں

Marfat.com

قال لئن قال ذٰلک لقد صدق قالوا فتصدقہ انہ ذہب اللیلۃ الی بیت المقدس وجاء قبل ان یصبح قال نعم انی لاصدقہ بما ہو ابعد من ذٰلک اصدقہ بخبر السماء فی غدوۃ او روحۃ فلذٰلک سمی ابو بکر الصدیق و عن زید بن اسلم قال کان للعباس بن عبد المطلب دار الٰی جنب مسجد المدینۃ فقال لہ عمر بعنیہا واراد عمر ان یزیدہا فی المسجد فابی العباس ان یبیعہا ایاہ فقال عمر فہبہا لی فابی فقال عمر فوسعہا انت فی المسجد فابی فقال عمر لا بد من احدٰہن فابی علیہ قال فخذ بینی و بینک رجلا فاخذ ابی بن کعب فاختصما الیہ فقال ابی لعمر ما اری ان تخرجہ من دارہ حتی ترضیہ فقال لہ عمر ارأیت قضائک ہذا فی کتاب اللہ وجدتہ ام سنۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابی بل سنۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال عمر وما ذاک فقال انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سلیمان بن داؤد لما بنی بیت المقدس جعل کلما بنی حائطا اصبح منہدما فاوحی اللہ الیہ ان لا تبن فی حق رجل حتی ترضیہ فترکہ عمر فوسعہا العباس

تو ابو بکرؓ نے کہا کہ اگر اُنھوں نے ایسا کہا تو سچ کہا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ تم اُن کی اس (خلافِ قیاس) بات کی تصدیق کرتے ہو کہ وہ رات میں بیت المقدس پہنچ گئے اور صبح ہونے سے پہلے واپس بھی آگئے۔ ابو بکرؓ نے کہا کہ میں تو اُن کی اُس بات کی بھی پُوری تصدیق کرتا ہوں جو اس سے بھی زیادہ بعید ہے، میں اُن کی اُن آسمان کی خبروں کی تصدیق کرتا ہوں جو وہ صبح اور شام میں دیتے ہیں۔ اسی بناء پر اُن کا نام ابو بکر صدیق ہوگیا۔ اور زید بن اسلم سے مروی ہے کہ عباسؓ بن عبد المطلب کا مکان مسجدِ نبوی کے پہلو میں تھا۔ عمرؓ نے اُن سے کہا کہ یہ مکان میرے ہاتھ فروخت کردو اور عمرؓ نے ارادہ کیا تھا کہ وہ اس سے مسجد میں اضافہ کردیں گے تو عباسؓ نے اُن کے ہاتھ فروخت کرنے سے انکار کردیا۔ پھر عمرؓ نے کہا تو مجھے ہبہ کردو۔ اس سے بھی اُنھوں نے انکار کردیا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ تو پھر تم خود ہی اس کو شامل کرکے مسجد کو وسیع کردو۔ اُنھوں نے اس سے بھی انکار کردیا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ ان میں سے کوئی ایک بات تو ماننی ہی پڑے گی تو پھر بھی انکار ہی کیا۔ عمرؓ نے کہا تو میرے اور اپنے درمیان کسی کو حَکَم بنالو؛ تو اُبَیؓ بن کعب طے ہوگئے۔ اب دونوں یہ جھگڑا لے کر اُن کے پاس پہنچے۔ تو اُبَیؓ نے عمرؓ سے کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ آپ ان کو ان کے گھر سے نکالنے کا اختیار رکھتے ہیں جب تک ان کو راضی نہ کرلیں۔ تو عمرؓ نے اُبَیؓ سے کہا کہ کیا تم نے اپنا یہ فیصلہ کتاب اللہ میں پایا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سنت (یعنی قول یا فعل) میں پایا؛ تو اُبَیؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت میں۔ عمرؓ نے کہا وہ کیا ہے تو اُنھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ جب سلیمانؑ بن داوٗدؑ نے بیت المقدس بنانا شروع کیا تو یہ ہونے لگا کہ جب کوئی دیوار بناتے تو صبح کو منہدم ملتی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے پاس وحی بھیجی کہ ان اینٹوں میں فلاں آدمی کا حق ہے پہلے اس کو راضی کرو۔ یہ سُنکر عمرؓ نے عباسؓ کو چھوڑ دیا۔ پھر عباسؓ[1] نے اس کے بعد

[1] حضرت عباسؓ اور حضرت عمرؓ میں یہ جھگڑا اصولی تھا حضرت عمرؓ کا یہ خیال تھا کہ بضرورت شرعی یا یوں کہئے کہ سرکاری ضرورت کے لئے خلیفہ کو یہ حق حاصل ہے کہ کسی کو اس کی جائداد سے دستبردار ہونے پر مجبور کرسکتا ہے اور حضرت عباسؓ اس حق کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ پھر جب حضرت عمرؓ کو معلوم ہوگیا کہ یہ حق نہیں ہے اور اس

Marfat.com

بعدَ ذٰلک فی المسجدِ وَرُوِیَ نحو
من ذٰلک عن سعیدِ بن المسیّب
و ابن عباسٍ و سالم ابی النضر
وَ عن کعبٍ قال اوحی اللّٰہُ
الٰی دَاوٗدَ ابْنِ لِی بیتَ المقدس
فعارضہ بیتًا لہٗ فاوحیَ اللّٰہُ
الیہ یا داوٗدُ امرتُک ان تبنیَ
بیتًا لِی فعارضتہ بیتًا لک
لیس لک ان تبنیہ قال یاربِّ ففی
عقبی قال عقِبُک فلما وُلّی سلیمانُ
اوحی اللّٰہُ الیہ ان ابنِ بیتَ
المقدس فبناہ فلمّا دخلہ خرّ ساجدًا
شکرًا لِلّٰہِ قال یاربِّ مَنْ دخلہ
مِن خائفٍ فَأمِنْہُ اومِن داعٍ فاستجب لہ
اویستغفر فاغفرلہٗ فاوحی اللّٰہُ الیہ انی
قد خصصتُ لاٰلِ داوٗدَ الدعاءَ فذبح اربعۃَ
آلافِ بقرۃ وسبعۃَ آلافِ شاۃ و
صنع طعامًا ودعا بنی اسرائیل الیہ
وَ فی روایۃِ رافع بن عُمیر ثم اَخذ
فی بناء المسجدِ فلمّا تمّ السورُ
سقط ثلٰثًا فشکی ذٰلک الی اللّٰہ
فاوحی اللّٰہُ الیہ انک لاتصلح ان
تبنی لی بیتًا قال ولِمَ یاربِّ قال
لما جرٰی علی یدیک مِن الدِّماء
قال یاربِّ اولم یکن ذٰلک فی ہواک
و محبتک قال بلٰی ولکنہم عبادی و
انا ارحمہم فشق ذٰلک علیہ فاوحی
اللّٰہُ الیہ لا تحزنْ فانی ساقضی
بناءہ علی یدی ابنک سلیمان فلما مات داوٗد

اس مکان کو اس مسجد میں شامل کر کے اس کو وسیع کیا۔ اور اسی طرح
روایت کیا گیا ہے سعید بن المسیب اور ابن عباسؓ اور سالمؒ ابی النضر
سے۔ اور کعبؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے داؤدؑ کے
پاس وحی بھیجی کہ میرے لئے ایک مقدس گھر بناؤ۔ تو انھوں نے
اُس کے مقابلہ پر (یعنی اُس کے ساتھ) اپنا گھر (بھی) بنانا شروع
کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کے پاس وحی بھیجی کہ میں نے تجھے حکم دیا
کہ میرے لئے گھر بنا تو نے اُس کے مقابلہ پر اپنا گھر بنانا شروع کر دیا۔
اب تجھے اجازت نہیں کہ اس کو بنائے۔ انھوں نے دُعا کی کہ اے
پروردگار پھر میری اولاد میں سے کسی سے بنوا لیجئے۔ فرمایا کہ ہاں
تیری اولاد میں (یہ کام مقدر کر دیا گیا)۔ پھر جب سلیمانؑ والیٔ ملک
ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے پاس وحی بھیجی کہ بیت المقدس بناؤ تو
اُنھوں نے اُس کو بنوایا۔ پھر جب اُس میں داخل ہوئے تو اللہ کے
شکر کے لئے سجدے میں گر گئے اور دُعا کی کہ یا اللہ جو خوف زدہ
شخص اس میں داخل ہو تو اُس کو امن دیدیجئے یا کوئی یہاں دعا
کرے تو اُس کو قبول کر لیجئے یا کوئی مغفرت چاہے تو اُس کی مغفرت
کر دیجئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ میں نے آلِ داؤدؑ کے لئے
دُعا کی تخصیص کر دی ہے۔ کعبؓ نے کہا کہ پھر انھوں نے چار ہزار گائے
اور سات ہزار بکریاں ذبح کرائیں اور کھانا بنوایا اور بنی اسرائیل
کو دعوت دی۔ اور رافع بن عمیر کی روایت میں یہ ہے کہ پھر (داؤدؑ
نے) مسجد کی تعمیر شروع کر دی۔ جب دیوار پوری ہو گئی تو گر پڑی
ایسا تین مرتبہ ہوا تو داؤدؑ نے اللہ تعالیٰ سے اس کی شکایت کی تو اللہ
تعالیٰ نے اُن کے پاس وحی بھیجی کہ تم میں یہ صلاحیت نہیں کہ میرے
لئے گھر بناؤ۔ داؤدؑ نے سوال کیا کہ یا رب ایسا کیوں ہے۔ فرمایا اس لئے
کہ تیرے ہاتھوں سے خون بہے ہیں۔ انھوں نے عرض کیا کہ یا رب کیا
وہ سب آپ کی اطاعت و محبت میں نہیں ہوا۔ فرمایا کہ ہاں لیکن
وہ بھی میرے ہی بندے تھے اور میں اُن پر بھی رحم کرتا ہوں۔
یہ بات داؤدؑ پر شاق گزری تو اُن پر اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ تو غم
نہ کریں اس کے بنانے کا کام تیرے بیٹے سلیمانؑ کے ہاتھوں سے
لینے والا ہوں۔ تو جب داؤد علیہ السلام کا انتقال ہو گیا تو حضرت

Marfat.com

اخذ سلیمانُ فی بنائہ فلما تم قرّب القرابینَ و ذبح الذبائحَ و جمع بنی اسرائیلَ فاوحی اللہُ الیہ قد اریٰ سرورک ببنیان بیتی فسلنی اعطک قال اسالک ثلث خصالٍ حکماً یصادف حکمکَ و ملکاً لاینبغی لاحدٍ من بعدی و من اتیٰ ہذا البیتَ لایرید الا الصلوٰۃ فیہ خرج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ قال رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اما الاثنین فقد اعطیہما و انا ارجو ان یکون قد اعطی الثالثۃ۔ اخرج الترمذی عن عمر بن الخطاب انہ لبس ثوبا جدیدًا فقال الحمدُ للہ الذی کسانی ما اواری بہ عورتی و اتجمّلُ بہ فی حیوتی ثم قال سمعتُ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقولُ من لبس ثوبا جدیدًا فقال الحمدُ للہ الذی کسانی ما اواری بہ عورتی واتجمل بہ فی حیوتی ثم عمد الی الثوب الذی خلق فتصدق بہ کان فی کنف اللہ و فی حفظ اللہ و فی ستر اللہ حیا و میتا قالہا ثلثا عن عطاء بن السائب قال اخبرنی غیر واحدٍ ان قاضیا من قضاۃ الشام اتی عمر فقال یاامیر المومنین رایت رویا افزعتنی قال وما رایت قال رایتُ الشمسَ و القمرَ یقتتلان والنجومَ معہما نصفین قال فمع ایہما کنت قال مع القمر علی الشمس فقال عمر وجعلنا

سلیمانؑ نے اس کی تعمیر کا کام شروع کیا۔ جب پورا ہو گیا تو بہت قربانیاں کیں اور بہت جانور ذبح کئے اور بنی اسرائیل کو جمع کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کے پاس وحی بھیجی کہ میرا گھر بنانے سے جو تو خوشی منا رہا ہے میں اس کو دیکھ رہا ہوں۔ تو مجھ سے سوال کر میں تجھے دوں گا۔ سلیمانؑ نے عرض کیا کہ میں آپ سے تین باتیں مانگتا ہوں۔ ایسا حکم جو آپ کے حکم سے موافقت رکھے (یعنی میرا کوئی حکم آپ کی رضا کے خلاف نہ ہو) اور ایسی بادشاہی جو میرے بعد کسی کو میسّر نہ ہو اور جو شخص اس گھر میں آئے اور سوائے اس میں نماز پڑھنے کے اُس کا اور کوئی ارادہ نہ ہو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے جس طرح اُس دن تھا جب اس کی ماں نے اُس کو جنا تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو باتیں تو اُن کو عطا کر دی گئیں اور میں امید کرتا ہوں کہ تیسری بھی منظور ہو چکی ہے۔ اخذ کیا ترمذی نے، مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے کہ اُنھوں نے نیا کپڑا پہنا پھر یہ کہا الحمد للہ الذی الخ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے لباس پہنایا جس سے میں اپنی ستر پوشی کرتا ہوں اور اس سے اپنی زندگی میں باجمال بنتا ہوں۔" پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے جس نے نیا کپڑا پہنا پھر کہا الحمد للہ الذی کسانی ما اواری بہ عورتی واتجمل بہ فی حیوتی پھر اپنے پرانے کپڑے اُٹھا کر صدقہ میں دیدے وہ اللہ تعالیٰ کی امان اور اللہ کی حفاظت میں رہے گا اور اللہ تعالیٰ کی چادر میں رہے گا زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔ اور عطاء بن السائب سے روایت ہے اُنھوں نے کہا کہ مجھے کئی آدمیوں سے یہ خبر پہنچی کہ شام کے قاضیوں میں سے ایک قاضی عمرؓ کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ اے امیر المومنینؓ! میں نے ایک خواب دیکھا جس نے مجھے پریشان کر دیا ہے۔ آپ نے کہا کیا دیکھا۔ کہا کہ میں نے سورج اور چاند کو آپس میں قتال کرتے دیکھا اور اُن دونوں کے ساتھ ستارے بھی ہیں آدھے ایک کے ساتھ اور آدھے دوسرے کے ساتھ۔ عمرؓ نے کہا کہ تو اُن دونوں میں سے کس کے ساتھ تھا؟ اُس نے کہا کہ میں چاند کے ساتھ تھا سورج کے مقابلہ پر۔ تو عمرؓ نے کہا وَجَعَلْنَا

Marfat.com

اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ وَ
جَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً فانطلق فواللہ
لا تعملُ لی عملاً ابدا قال عطاءٌ فبلغنی انہ
قُتِلَ مع معاویۃ یوم صِفّین عن
ابن عباسؓ قال انہ لما کان من امر ہذا الرجل
ما کان یعنی عثمانَ قلتُ لعلیؓ اعتزل
فلو کنتَ فی جُحرٍ طُلبتَ حتی تستخرج فعصانی
وایم اللہِ لیتأمَّرنّ علیکم معاویۃُ و
ذلک انّ اللہَ یقولُ وَمَنْ قُتِلَ
مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا
فَلَا يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ ط إِنَّهُ كَانَ
مَنْصُورًا ○ وعن عمر قال لا تَلطموا وجوہ
الدوابّ فانّ کل شئی یسبح بحمدہ وعن
میمون بن مہران قال اتی ابو بکر الصدیقُ
بغُراب وافر الجناحین فجعل ینشُرُ جناحہ
ویقول ما صِیدَ من صیدٍ ولا عُضِدَت
من شجرۃٍ الا بما ضیّعت من التسبیح وروی
نحوہ عن الزہری قال اُتی ابو بکر الصدیق
بغراب الحدیث عن ابن عباس قال
لمّا نزلت تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ جاءت
امرأۃ ابی لہب فقال ابو بکر یا رسولَ اللہِ
لو تغیّبتُ عنہا فانہا امرأۃٌ
بذیّۃٌ قال یُحَال بینی وبینہا
فلم ترہ فقالت یا ابا بکر ہجانا
صاحبک قال واللہِ ما ینطقُ
بالشعر ولا یقولُہ فقالت انک
لمُصَدَّقٌ فاندفعت راجعۃ
فقال ابو بکر یا رسولَ اللہ
ما رأتک قال

اللَّيْلَ الخ (۱۷: ۱۲) اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا سو رات کی نشانی کو تو ہم نے دُھندلا بنایا اور دن کی نشانی کو روشن بنایا" بس جاؤ واللہ اب تم کبھی ہماری طرف سے کسی عہدہ پر مامور نہ ہو گے۔ عطاء نے کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ وہ معاویہ کا ساتھ دیتا ہوا یوم صفین میں قتل ہو گیا۔ مروی ہے ابن عباسؓ سے اُنھوں نے کہا کہ جب اس شخص کے معاملہ میں جو ہونا تھا ہوا یعنی عثمانؓ کے تو میں نے علیؓ سے کہا کہ تم الگ رہنا۔ اگر تم کسی سوراخ میں بھی (چھپے ہوئے) ہو گے تو ڈھونڈلتے جاؤ گے اور تم کو نکال لیا جائے گا، مگر اُنھوں نے میری بات نہ مانی۔ اور خدا کی قسم تم پر معاویہؓ ضرور امیر بنے گا۔ اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ قُتِلَ الخ (۱۷: ۳۳) اور جو شخص ناحق قتل کیا جائے تو ہم نے اُس کے وارث کو اختیار دیا ہے سو اُس کے قتل کے بارے میں حد (شرع) سے تجاوز نہ کرنا چاہیے وہ شخص طرفداری کے قابل ہے" اور مروی ہے عمرؓ سے فرمایا کہ چوپاؤں کے مُنہ پر تھپڑ نہ مارو کیونکہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے۔ اور میمون ابن مہران سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ ابو بکر صدیقؓ کے پاس ایک کوّا لایا گیا جس کے دونوں بازو بندھے ہوئے تھے تو آپ اُس کے بازو کھولنے لگے اور کہتے تھے کہ جو شکار پکڑ لیا جاتا ہے اور درخت کاٹا جاتا ہے اُس کی تسبیح ضائع ہو جاتی ہے۔ اور روایت کی گئی اسی طرح زہریؒ سے کہا کہ ابو بکر صدیقؓ کے پاس ایک کوّا لایا گیا، آخر حدیث تک۔ مروی ہے ابن عباسؓ سے کہ جب تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ نازل ہوئی تو ابولہب کی عورت آئی۔ ابو بکرؓ نے (اُس کو آتے ہوئے دیکھ کر) کہا کہ یا رسول اللہ اگر آپؐ اس سے چھپ جائیں تو اچھا ہو کیونکہ یہ بڑی بدزبان عورت ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میرے اور اس کے درمیان حجاب ہو جائے گا، وہ نہیں دیکھے گی اب اُس نے آکر کہا اے ابو بکرؓ تیرے ساتھی نے ہماری ہجو کہی ہے ابو بکرؓ نے کہا کہ واللہ وہ کبھی شعر نہیں پڑھتے اور نہ کبھی کہتے ہیں۔ یہ سُنکر اُس نے کہا کہ تو بیشک سچا مانا گیا ہے یہ کہہ کر وہاں سے لوٹ گئی۔ تو ابو بکرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! اس نے آپؐ کو نہیں دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا

Marfat.com

كان بينی و بينها ملك يسترنی بجناحه حتے ذهبت وروی نحو ذلك من اسماء بنت ابی بكر الصديق من ابی بكر الصديق وعن ابن عمر ان النبی صلے الله عليه وسلم قال رأيت ولد الحكم بن ابی العاص علے المنابر كانهم القردة و انزل الله فی ذلك وما جعلنا الرؤيا التی اريناك الا فتنة للناس و الشجرة الملعونة يعنی الحكم وولده وروی قريب من ذلك من سهل بن سعد و يعلی بن مرة والحسين بن علی و سعيد بن المسيب و عائشة عن عمر بن الخطاب عن النبی صلے الله عليه وسلم فی قوله اقم الصلوٰة لدلوك الشمس قال لزوال الشمس عن قتادة فی قوله رب ادخلنی مدخل صدق الآية اخرجه الله من مكة مخرج صدق و ادخله المدينة مدخل صدق قال وعلم نبی الله صلے الله عليه وسلم انه لا طاقة له بهذا الامر الا بسلطان فسأل سلطانا نصيرا لكتاب الله و حدوده و فرائضه ولاقامة كتاب الله فان السلطان عزة من الله جعلها بين اظهر عباده لولا ذلك لاغار بعضهم علے بعض واكل شديدهم ضعيفهم وعن عمر بن الخطاب قال والله لما يزع الله بالسلطان اعظم مما يزع بالقرآن عن محمد بن سيرين قال نبئت ان ابا بكر كان اذا قرأ خفض وكان عمر اذا قرأ

میرے اور اُس کے درمیان ایک فرشتہ تھا جس نے مجھے اپنی بازو سے چھپائے رکھا یہاں تک کہ وہ چلی گئی۔ اور اسی طرح روایت ہے اسماء بنت ابی بکرؓ سے اور وہ روایت کرتی ہیں ابو بکر صدیقؓ سے۔ اور روایت ہے ابنِ عمرؓ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دیکھا حکمؔ بن ابی العاص کی اولاد کو منبروں پر (اُچھلتے ہوئے) گویا وہ بندر ہیں اور اللہ تعالےٰ نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل کی وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الخ (۱۷: ۶۰) اور ہم نے جو تماشا آپ کو دکھایا تھا اور جس درخت کی قرآن میں مذمت کی گئی ہے ہم نے تو ان دونوں چیزوں کو ان لوگوں کے لئے موجب گمراہی کر دیا۔ الشجرۃ الملعونۃ سے مراد حکم اور اُس کی اولاد ہے۔ اور اسی کے قریب روایت ہے سہل بن سعد اور یعلی بن مُرّہ اور حسین بن علی اور سعید بن المسیب اور عائشہؓ سے۔ اور عمر بن الخطاب سے روایت ہے وہ روایت کرتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے دربارہ قولِ حق تعالیٰ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ الخ (۱۷: ۷۸) آفتاب ڈھلنے کے بعد سے رات کے اندھیرے تک نمازیں ادا کیا کیجئے) کہ لدلوک الشمس کی تفسیر ہے لِزوالِ الشمس۔ قتادہؓ سے مروی ہے رَبِّ اَدْخِلْنِی الخ (۱۷: ۸۰) اے رب مجھ کو خوبی کے ساتھ پہنچائیو۔) اخرجہ اللہ الخ یعنے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مکہ سے نکالا۔ یہ مُخْرَجَ صدق ہے اور مدینہ میں داخل کیا، یہ مُدْخَلِ صدق ہے۔ عمرؓ نے کہا اور اللہ تعالیٰ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو علم تھا کہ ان میں اس امر کی طاقت نہیں ہوگی بغیر "سلطان" کے تو آپ نے (بحکمِ الٰہی) سوال کیا "سلطاناً نصیراً" کا (یعنی قوت و غلبہ مدد پہنچانے والا) کتاب اللہ (کے حفظ) اور حدود اللہ اور اس کے فرائض اور کتاب اللہ کے قائم کرنے میں مدد پہنچنے کا کیونکہ "سلطان" ایک غلبہ (یعنی رُعب) ہے اللہ کی طرف سے جو وہ اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کر دیتا ہے اور اگر یہ نہ ہو تو بعض بعض کو لوٹ لے اور طاقتور کمزور کو کھا جائے۔ اور عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ قرآن میں اللہ تعالےٰ جو باعظمت کلمات لائے ہیں ان میں "سلطان" سے زیادہ باعظمت کوئی کلمہ نہیں۔ محمد بن سیرینؒ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ مجھے خبر پہنچی کہ ابو بکرؓ جب قراءت کرتے تھے تو پست آواز سے کرتے تھے اور عمرؓ جب قراءت کرتے تھے

Marfat.com

جہر فقیل لابی بکر لم تصنع
ھذا قال اناجی ربی قد
عرف حاجتی و قیل لعمر
لم تصنع ھذا قال اطرد الشیطان
و اوقظ الوسنان فلما نزلت
وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا
تُخَافِتْ بِهَا قیل لابی بکر
ارفع شیئا و قیل لعمر اخفض شیئا
و روی مثلہ عن الربیع بن انس۔
قال اللہ تعالیٰ وَاصْبِرْ
نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ
رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ
يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا
تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ
زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا
قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَ
اتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ
اَمْرُهٗ فُرُطًا ۔ وَقُلِ
الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ
شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّ
مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّآ
اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا
اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا
وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا
بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي
الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ
وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ۔

تو بلند آواز سے کرتے تھے۔ تو ابوبکرؓ سے پوچھا گیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ تو انھوں نے کہا کہ میں اپنے رب سے مناجات کرتا ہوں اور وہ میری حاجت کو جانتا ہے۔ اور عمرؓ سے پوچھا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ تو انھوں نے کہا کہ میں شیطان کو دھکیلتا ہوں اور اونگھنے والوں کو جگاتا ہوں۔ پھر جب نازل ہوئی: وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ (۱۷: ۱۱۰) اور اپنی نماز میں نہ تو بہت پکار کر پڑھئے اور نہ بالکل چپکے چپکے ہی پڑھئے" تو ابوبکرؓ سے کہا گیا کہ ذرا اونچی آواز کیجئے اور عمرؓ سے کہا گیا کہ ذرا نیچی آواز کیجئے۔ اور اسی کی مثل مروی ہے ربیع بن انس سے۔

آیات سورۃ الکہف

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاصْبِرْ نَفْسَكَ الخ (۱۸: ۲۸ تا ۳۱) اور آپ اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کیجئے جو صبح وشام (یعنی علی الدوام) اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضاجوئی کے لئے کرتے ہیں اور دنیوی زندگانی کی رونق کے خیال سے آپ کی آنکھیں (یعنی توجہات) ان سے ہٹنے نہ پائیں اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانئے جس کے قلب کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور وہ اپنی نفسانی خواہش پر چلتا ہے اور اس کا (یہ) حال حد سے گزر گیا ہے۔ اور آپ کہہ دیجئے کہ (یہ دین) حق تمہارے رب کی طرف سے (آیا) ہے سو جس کا جی چاہے ایمان لے آوے اور جس کا جی چاہے کافر رہے بیشک ہم نے ایسے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے کہ اس آگ کی قناتیں اس کو گھیرے ہوں گی اور اگر (پیاس سے) فریاد کریں گے تو ایسے پانی سے ان کی فریاد رسی کی جاوے گی جو تیل کی تلچھٹ کی طرح ہوگا مونہوں کو بھون ڈالے گا کیا ہی برا پانی ہوگا اور دوزخ (بھی) کیا ہی بری جگہ ہوگی۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کئے تو ہم ایسوں کا اجر ضائع نہ کریں گے جو اچھی طرح کام کو کرے (پس) ایسے لوگوں کے لئے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں ان کے (مساکن کے) نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان کو وہاں سونے کے کنگن پہنائے جائیں اور سبز رنگ کے کپڑے باریک اور دبیز ریشم کے پہنیں گے۔ اور

Marfat.com

فقیر گوید عفے عنہ خدایتعالےٰ پیغامبر خود را
صلے اللہ علیہ وسلم آداب زہد تعلیم مے
فرماید ہرچند وی صلے اللہ علیہ وسلم
بخلق عظیم متصف بود لیکن تا دستور باشد
اُمت را اوّلاً ارشاد میکند تلاوۃ کتاب
اللہ ثانیاً میفرماید حبس کن نفس خود را باآن
جماعہ کہ میخوانند پروردگارِ خود را طلب کنان
مرضاۃِ اورا و باید کہ تجاوز نکنند چشمانِ
تو از ایشان طلب کنان زینتِ زندگانی
دنیا را و فرمان مبر کسے را کہ غافل ساختیم
دل اورا از ذکرِ خود و پس روی کرد
خواہشِ نفس خود را پس شد کارِ او
از حد گزشتہ حاصل کلام آن است
کہ با جماعہ از فقرائے مؤمنین کہ بطاعتِ
الٰہی صبح وشام مشغول اند صحبت دار
و با اہلِ تنعم مجالست مکن اِلّا بقدرِ ضرورتِ
دعوت و تنعمات دنیویۂ ایشان را نیک
مپندار و آن تنعمات را بنظرِ استحسان
مبین و ثالثاً خدای تعالےٰ عذاب متنعمین
کفار و ثواب فقرائے مؤمنین بیان می
فرماید اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا وإنَّ
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا
نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا الخ رابعًا
مثلے ضرب میکند کہ قصہ کافر متنعم و مؤمن فقیر است
وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ وخامسًا تشبیہ میدہد تنعماتِ
حیاتِ دنیا بالسبزہ زمین کہ منقریب خشک شود و
از ہم ریزد و ہمچنین مال و بنون عنقریب زوال پذیرد
و باقیات صالحات را کہ عبارت از ذکر خدا تعالےٰ
است بقائے سرمد اثبات می فرماید

اور وہاں مسہریوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ کیا ہی اچھا صلہ
ہے اور (بہشت) کیا ہی اچھی جگہ ہے۔" فقیر عفے عنہ کہتا ہے کہ خدا
تعالےٰ اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو زہد کے آداب تعلیم فرماتے
ہیں۔ ہرچند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خُلق عظیم سے متصف تھے
(اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝) لیکن (اس تعلیم کا مخاطب آپ کو اس لئے
کیا گیا) تاکہ امت کے لئے دستور العمل مقرر ہو جائے۔ اوّلاً ارشاد
فرماتے ہیں تلاوت قرآن مجید کے بارے میں۔ دوم فرماتے ہیں کہ
اپنے نفس کو اس جماعت کے ساتھ محبوس رکھو جو اپنے رب کو اس کی
رضا کے حصول کی وجہ سے پکارتے رہتے ہیں۔ اور چاہیئے کہ تمہاری
نگاہ اُن سے دنیوی زندگی زیب زینت کے ماتحت کبھی نہ بدلے،
اور ایسے شخص کا کہنا کبھی نہ مانیئے جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے
غافل کر دیا ہے اور اس نے خواہشِ نفس کی جانب اپنا رُخ پھیر لیا
اور اس کا کام حد سے گزر چکا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ایسے مؤمنین فقراء
کے ساتھ ہمنشینی رکھیئے جو صبح وشام اللہ کی عبادت (و فرمانبرداری)
میں مشغول ہیں اور مالدار لوگوں کے ساتھ مجالست اتنی رکھو جتنی
دعوت (یعنی دعوت تبلیغ) کے لئے ضروری ہوتی ہے اور اُن کی
دنیاوی عیش و دولت کو بنظر استحسان نہ دیکھو۔ سوم خدا تعالےٰ
مالدار کفار کے عذاب اور فقراء مؤمنین کے ثواب کو بیان فرماتا ہے
اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا۔ (یعنے ہم نے کافروں کے لئے عذاب
تیار کر رکھا ہے) اور اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ (۱۸: ۳۰) بیشک جو
لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کئے تو ہم ایسوں کا اجر
ضائع نہ کریں گے جو اچھی طرح کام کو کرے۔" چہارم ضرب المثل
کے طور پر ایک مالدار کافر اور فقیر مؤمن کا قصہ بیان فرماتے ہیں
وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ الخ (۱۸: ۳۲) اور آپ ان لوگوں
سے دو شخصوں کا حال بیان کیجئے الخ۔ پنجم دنیاوی حیات کی نعمتوں
کو زمین پر پیدا ہونے والی سبزی سے تشبیہ دیتے ہیں جو عنقریب
خشک ہو جاتے اور (خشک ہو کر) ریزہ ریزہ ہو جائے اور اسی
طرح مال و اولاد سب زائل ہونے والی چیزیں ہیں اور باقیات
صالحات جس سے مراد ہے ذکر اللہ تو اس کے لئے بقائے دوام ثابت فرماتے ہیں۔

Marfat.com

باز فقیر میگوید این سورہ مکیاست پس جمعے کہ خدای تعالیٰ پیغامبر خود را صلی اللہ علیہ وسلم بمجالستِ ایشان امر مینماید و بذکر صبح و شام میستاید و وعدہ نعیم مقیم میدہد نیستند الا مہاجرین اولین کہ بکثرتِ ذکر موصوف بودند و از اول فقیر بودند یا بر فقراء اللہ فی اللہ صرف اموال نمودہ فقیر گشتند پس این اعظم انواع تشریف است آنجماعہ را و ہو المقصود عن زید بن وہب ان عمر قرأ فی الفجر بالکہف و عن صفیۃ بنتِ ابی عُبید نحو ذلک و عن عثمان ابن عفان انہ سئل ما الباقیات الصالحات قال ہُنّ لا الٰہ الا اللہ و سبحان اللہ و الحمد للہ واللہ اکبر ولاحول و لا قوۃ الا باللہ و عن عمر بن الخطاب انہ سمع رجلاً ینادی یا ذا القرنین فقال لہ عُمر انتم قد تسمیتم باسماء الانبیاء فما بالکم و اسماء الملٰئکۃ و روی عن خالد بن معدان مرسلاً عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ سُئل عن ذی القرنین فقال مَلِک یمسح الارض من تحتہا بالاسباب عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ فی لیلۃ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ الآیہ کان لہ نورٌ من عدن ابین الی مکۃ حشوہ الملٰئکۃ۔

قال اللہ تعالیٰ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ مِن ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِن ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ وَ

پھر فقیر کہتا ہے کہ یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی ہے لہٰذا وہ جماعت جن کی ہمنشینی کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دے اور اُن کی مدح و ستائش کر رہے ہیں کہ یہ لوگ صبح شام اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور اُن کو قائم رہنے والی نعمتوں کا وعدہ دے رہے ہیں کوئی نہیں ہوسکتی بجز مہاجرین اوّلین کے جو کثرتِ ذکر سے موصوف تھے اور پہلے ہی سے فقیر تھے یا اپنے اموال اللہ کے نام پر اللہ کی رضا کے لئے فقراء پر خرچ کر کے فقیر بن گئے۔ تو یہ اعزاز واکرام کی بہت بڑی نوع ہے اس جماعت کے حق میں۔ اور یہی ہمارا مقصود ہے۔ اور یزید بن وہب سے مروی ہے کہ عمرؓ نے نماز فجر میں سورۂ کہف پڑھی۔ اور صفیہ بنتِ ابی عُبید سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ اور عثمانؓ بن عفان سے مروی ہے کہ اُن سے باقیات صالحات کا مطلب پوچھا گیا تو اُنھوں نے فرمایا کہ وہ ہیں لا الٰہ الا اللہ اور سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ اکبر اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اور مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے کہ اُنھوں نے ایک شخص کو یا ذا القرنین پکارتے ہوئے سُن کر اُس سے کہا کہ اب تم نے انبیاء کے نام رکھ لئے ہیں۔ فرشتوں کے ناموں کے بارے میں کیا ارادہ ہے۔ اور مروی ہے خالد بن معدان سے جو بطور مرسل روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ سے ذو القرنین کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ ایک بادشاہ تھا جو زمین کو فتح کرتا پھرا ہے سامان کے ساتھ۔ مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے اُنھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رات میں پڑھا فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ آخر تک اس کو اتنا نور دیا جائے گا جو عدنِ ابین سے مکہ تک ہو اس میں ملائکہ بھرے ہوئے ہوں گے۔

آیات سورۃ مریم

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ الخ (۱۹: ۵۸ تا ۶۳) یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے (خاص) انعام فرمایا ہے منجملہ (دیگر) انبیاء کے آدم کی نسل سے اور اُن لوگوں کی نسل سے جن کو ہم نے نوحؑ کے ساتھ سوار کیا تھا اور ابراہیمؑ اور یعقوبؑ کی نسل سے اور (یہ سب

لمعہ عدن محرکۃ و معافۃ الی ابین علی وزن ابیض مدینۃ بالیمن وابین اسم رجل من حمیر عدن بہا ای اقام ۱۲

Marfat.com

مِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۚ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ۩ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ ۖ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ۝ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ عِبَادَهُ بِالْغَيْبِ ۚ إِنَّهُ كَانَ وَعْدُهُ مَأْتِيًّا ۝ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلَامًا ۖ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَعَشِيًّا ۝ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ۝ فقیر گوید خدای تعالے آثرِ انبیاء صلوات اللہ علیہم بیان میفرماید بعد ازان میگوید أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ایشان اند آن گروہ کہ انعام کرد خدا برایشان از جملہ پیغامبران چون خواندہ می شد برایشان آیاتِ خدائے تعالیٰ بر رُوی می اُفتادند سجدہ کنان و گریان فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ پس از پے درآمدند ایشان را جانشینانِ بد کہ ضائع ساختند نماز را یعنے حقوقِ صلوٰۃ را ادا نکردند و پیروی نمودند خواہشِ نفس را پس نزدیک است کہ برخورند بجزائی گمراہی اِلَّا مَنْ تَابَ لیکن کسے کہ توبہ کرد از اعمالِ زشتِ خود و بعمل آورد کارِ شائستہ پس ایشان درآیند بہ بہشت کم کردہ نشود از اجور عمل ایشان چیزی آن بہشت چیست باغہائی ہمیشہ ماندن آن باغہائی کہ وعدہ دادہ است خدائی تعالیٰ بندگانِ خود را نادیدہ ہر آئینہ ہست وعدہ او البتہ آیندہ نشنوند آنجا سخن بیہودہ لیکن بشنوند سلام بریک دیگر و ایشان راست روزی ایشان گاہ و بیگاہ

حضرات) ان لوگوں میں سے ہیں جن کو ہم نے ہدایت فرمائی اور اُن کو مقبول بنایا۔ جب اُن کے سامنے (حضرت) رحمٰن کی آیتیں پڑھی جاتی تھیں تو سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے (زمین پر) گر جاتے تھے۔ پھر ان کے بعد (بعض) ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنھوں نے نماز کو برباد کیا اور (نفسانی ناجائز) خواہشوں کی پیروی کی سو یہ لوگ عنقریب (آخرت میں) خرابی دیکھیں گے! مگر جس نے توبہ کرلی اور ایمان لے آیا اور نیک کام کرنے لگا سو یہ لوگ جنت میں جائیں گے اور اُن کا ذرا نقصان نہ کیا جائیگا۔ اور ہمیشہ رہنے کے باغ جن کا رحمٰن نے اپنے بندوں سے غائبانہ وعدہ فرمایا ہے (اور) اُس کے وعدے کی ہوئی (چیز) کو (یہ لوگ) ضرور پہنچیں گے۔ اس (جنّت) میں وہ لوگ کوئی فضول بات نہ سُننے پائیں گے بجز سلام کے۔ اور اُن کو اُن کا کھانا صبح وشام ملا کرے گا۔ یہ جنت (جس کا ذکر ہوا) ایسی ہے کہ ہم اپنے بندوں میں سے اُس کا مالک ایسے لوگوں کو بنا دیں گے جو خدا سے ڈرنیوالا ہو۔ فقیر کہتا ہے کہ خدا تعالےٰ انبیاء علیہم الصلوات والسّلام کے حالات ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ کہ یہ ہیں وہ گروہ پیغمبروں میں سے کہ انعام کیا خدا نے اُن پر جب پڑھی جاتی تھیں اُن کے سامنے خدا تعالےٰ کی آیتیں تو وہ اُوندھے مُنہ سجدہ کرتے ہوتے اور روتے ہوئے گر جاتے تھے فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ یعنے پھر اُن کے بعد ایسے بُرے جانشین آئے کہ اُنھوں نے ضائع کر دیا نماز کو یعنی نماز کے حقوق کو ادا نہ کیا اور اُنھوں نے پیروی کی خواہشِ نفس کی تو قریب ہے کہ وہ گمراہی کی سزا بھگتیں اِلَّا مَنْ تَابَ لیکن جس نے کہ اپنے بد اعمال سے توبہ کرلی اور شائستہ کام عمل میں لایا۔ تو ایسے ہی لوگ ہوں گے جو بہشت میں داخل ہوں گے، اُن کے اعمال کی جزاؤں میں کمی نہ کی جائے گی۔ وہ بہشت کیا ہے! ہمیشہ رہنے والے باغ ہیں جو ایسے باغ ہیں جن کا وعدہ خدا تعالےٰ نے اپنے بندوں سے کیا ہے جو اُنھوں نے نہیں دیکھے۔ یقیناً ضرور اُس کا وعدہ پورا ہونے والا ہے۔ وہاں کوئی بیہودہ بات نہیں سُنیں گے، لیکن ایک دوسرے پر سلام سُنیں گے اور صبح شام اُن کو روزی ملا کرے گی

Marfat.com

اینست آن بہشت کہ وارث آن می سازیم از بندگانِ خود کسے را کہ باشد پرہیزگار حاصل کلام آن است کہ بعد انقراضِ عصر انبیاءؑ جماعتی پیدا شدند کہ برخلافِ سیرت ایشان رفتند و این اشارت است بہ یہود و نصاریٰ کہ در دینِ خود تحریف وتبدیل کردند و معانی تدین را از دست دادند وتنہا باسم یہودیت و نصرانیت اکتفا کردہ طمع لحوق بانبیاء صلوات اللہ علیہم نمودند وجزائے ایشان این است کہ برخورند روز قیامت بجزائی گمراہی خود بعد ازاں می ستاید مؤمنانِ امتِ مرحومۂ محمدیہ را و ایشاں راجنّاتِ عدن وعدہ میدہد و در ضمنِ کلام اشارہ میفرماید کہ دعوائے یہود و نصاریٰ کہ ما تابع انبیاءؑ ماضیین ہستیم باطل است تابعانِ انبیاء ماضیین مؤمنینِ این اُمّتِ مرحومہ اند باز فقیر میگوید کہ ظاہر حال دال برآن است کہ جمعے در وقتِ نزولِ سورۂ مریم باین صفات متصف بودند تا مدارِ سخن برآنان باشد نہ فرض محض و شک نیست کہ در وقتِ نزول سورہ غیرِ سابقِ مؤمنین از مہاجرین اوّلین موجود نبودند پس ایشان اند مشرّف باین تشریف متوقع باین مواعید جمیلہ وہوالمقصود

قال اللہ تعالےٰ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَأَحْسَنُ نَدِيًّا ۝ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ أَثَاثًا وَرِئْيًا ۝ قُلْ مَن كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمَٰنُ مَدًّا ۚ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ إِمَّا الْعَذَابَ وَإِمَّا السَّاعَةَ ط

یہ وہ بہشت ہے کہ جس کا وارث اپنے بندوں میں سے ہم اُس کو بناتے ہیں جو پرہیزگار ہو۔ حاصل کلام یہ ہے کہ انبیاء کا زمانہ گزرنے کے بعد ایسی جماعتیں پیدا ہو گئیں جو اُن کی سیرت کے برخلاف چلیں اور یہ اشارہ ہے یہود و نصاریٰ کی طرف جنھوں نے اپنے دین میں تحریف و تبدیل کر دی اور دینداری کے حقائق کو ہاتھ سے کھو دیا اور صرف یہودیت اور نصرانیت کے نام پر اکتفاء کر لیا اور یہ طمع قائم کر لی کہ ہم انبیاء صلوات اللہ علیہم سے جا ملیں گے ان کی گمراہی کی سزا ان کو قیامت کے دن ملے گی۔ اس کے بعد امتِ مرحومہ محمدیہ کی تعریف کرتے ہیں اور اُن کو جنّاتِ عدن کا وعدہ دے رہے ہیں اور ضمنِ کلام میں اشارہ فرماتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ کا یہ دعویٰ کہ ہم گزشتہ انبیاءؑ کی پیروی کر رہے ہیں باطل ہے۔ وہ اس امتِ مرحومہ کے مؤمنین ہیں جو گزشتہ انبیاءؑ کی پیروی کرنے والے ہیں۔ پھر فقیر کہتا ہے کہ ظاہر حال اس پر دلالت کرتا ہے کہ سورۂ مریم کے نازل ہونے کے وقت جو جماعت کہ اس صفت سے متصف تھی بات کا مدار بھی اُن ہی پر ہونا چاہیئے نہ محض فرض کر لینے پر۔ اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس سورت کے نزول کے زمانہ میں بجز مؤمنین سابقین کے جو مہاجرین اوّلین ہیں دوسرے مسلمان موجود ہی نہ تھے اس لئے اس شرافت سے مشرف ہونے والے اور ان اعلیٰ وعدوں کے امیدوار وہی ہونے چاہئیں اور یہی ہمارا مقصود ہے۔

حق تعالےٰ فرماتے ہیں وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا الخ (۱۹: ۷۳ تا ۷۷) اور جب اُن کے سامنے ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو یہ کافر لوگ مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ دونوں فریقوں میں مکان کس کا زیادہ اچھا ہے اور محفل کس کی اچھی ہے۔ اور ہم نے ان سے پہلے بہت سے ایسے ایسے گروہ ہلاک کئے ہیں جو سامان اور نمود میں ان سے بھی (کہیں) اچھے تھے۔ آپ فرما دیجئے کہ جو لوگ گمراہی میں ہیں (یعنی تم) رحمٰن اُن کو ڈھیل دیتا چلا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ جس چیز کا اُن سے وعدہ کیا گیا ہے اُس کو دیکھ لیں گے خواہ عذاب کو (دنیا میں) خواہ قیامت کو (دوسرے عالم میں)

Marfat.com

فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ه وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ه فقیر گوید عفی عنہ خدا تعالیٰ شبہہ از شبہات کافران را ذکر میفرماید و آنرا ازالہ مینماید و بحقیقت این شبہہ ہمہ اصحاب جہل است در ہر طبقہ و در ہر زمان یعنے چون تلاوت کردہ میشود بر کافران آیاتِ واضح آمدہ میگویند کافران و خطاب میکنند مسلمانان را کدام یک ازین دو فریق بہتر است باعتبار منزلت و نیکوتر است باعتبار مجلس حاصل کلام این است کہ بواقعِ حسب و زیادتِ جاہ و کثرتِ اعوان و انصار را مدارِ فضل و خیرۃ میگیرند و خود را احسن و اخیر میشمارند و مستحق بشاراتِ عظیمہ و فوز بدرجاتِ اُخرویہ می انگارند خدای عزّ و جلّ ردِّ این شبہہ مینماید اوّل بذکرِ قصۂ قرون پیشین کہ احسن بودند باعتبارِ متاعِ خانہ و باعتبارِ دیدار خدای تعالیٰ ایشان را بجزای کردارِ زشتِ ایشان ہلاک نمود ثانیاً می فرماید قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ یعنی سنّتِ الٰہی چنین جاری شدہ کہ اہلِ ضلالت را در ضلالت می گزارند زمانِ دراز و ایشان در جہل و گمراہی خود می افزایند تا آنکہ میدیدند آنچہ وعدہ کردہ می شدند عقوبتِ دنیا یا عذابِ آخرۃ آنگاہ بدانند و بفہمند کسی را کہ وی بدتر است در منزلت و ناتوان است باعتبارِ لشکر و زیادہ دہد خدا تعالیٰ آنان را کہ یافتند راہ یابی واذکارِ شائستہ کہ باقی است در نامۂ اعمال ایشان بہتر است نزدیک خدا تعالیٰ باعتبارِ ثواب و بہتر است باعتبارِ مرجعِ کار حاصل کلام آنکہ نزدیک خدای تعالیٰ تفاضل بنی آدم باعتبارِ حسب و

سو (اُس وقت) اُن کو معلوم ہو جائے گا کہ بُرا مکان کس کا ہے اور کمزور مددگار کس کے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہدایت والوں کو ہدایت بڑھاتا ہے اور جو نیک کام ہمیشہ کے لئے باقی رہنے والے ہیں وہ تمہارے رب کے نزدیک ثواب میں بھی بہتر ہیں اور انجام میں بھی بہتر ہیں" فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ خدا تعالےٰ کافروں کے شبہات میں سے ایک شبہ کو ذکر فرماتے ہیں اور اُس کو رد کر رہے ہیں اور در حقیقت ہر طبقہ میں اور ہر زمانہ میں جو اصحاب جہل ہوتے ہیں یہ اُن سب کا شبہ ہے۔ یعنی جب کافروں پر ہماری آیات تلاوت کی جاتی ہیں جو وضاحت کے ساتھ آئی ہوئی ہیں تو کافر کہتے ہیں اور مسلمانوں سے خطاب کرتے ہیں کہ ان دو فریقوں میں سے باعتبار مرتبہ کے اور باعتبار مجلس کے کونسا فریق بہتر ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ یہ لوگ حسب (ثقافت) کی بہتری اور جاہ کی زیادتی اور یاروں اور مددگاروں کی کثرت کو فضیلت اور اچھائی کا مدار قرار دے رہے ہیں اور اپنے آپ کو نہایت اچھا اور افضل شمار کر رہے ہیں اور بڑے درجہ کی بشارتوں کے مستحق اور درجاتِ اُخرویہ پر کامیاب خیال کر رہے ہیں. خدا تعالےٰ اس شبہ کا ردّ فرما رہے ہیں اوّل پچھلے زمانہ کے لوگوں کا قصّہ ذکر کرتے ہیں جو باعتبار اسباب و باعتبار نمود ان سے بہتر تھے خدا تعالےٰ نے اُن کو اُن کے بداعمال کی پاداش میں ہلاک کر دیا۔ دوم فرماتے ہیں مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ یعنی قانونِ الٰہی اس طرح جاری ہوا ہے کہ گمراہ لوگوں کو زمانۂ دراز تک گمراہی میں چھوڑے رکھتے ہیں اور وہ لوگ جہل اور گمراہی میں بڑھتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جس چیز سے اُن کو ڈرایا جاتا تھا اس کو دیکھ لیتے تھے (یعنی) دنیاوی سزا یا عذابِ آخرت۔ اب ہوش میں آتے ہیں اور سمجھتے ہیں اُس کو جو مرتبہ میں بدتر اور باعتبار لشکر (یعنی اعوان و انصار) کمزور تر ہے۔ اور خدا تعالےٰ اُن لوگوں کو جنھوں نے (سیدھی) راہ کو پالیا ہے ہدایت میں زیادتی عطا فرماتے ہیں اور اذکار شائستہ جو اُن کے نامۂ اعمال میں باقی ہیں بہتر ہیں اللہ تعالےٰ کے نزدیک باعتبار ثواب کے اور باعتبار انجام کار کے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ بنی آدم کی ایک دوسرے پر فضیلت حسب اور

Marfat.com

زیادتِ جاہ و باعتبار کثرتِ اعوان و انصار نیست بلکہ باعتبار اعمالِ خیر است باز فقیر گوید اسقاطِ تفاضل بحیثیتِ حَسَب و نسب و اعتبار آن از حیثیتِ سوابقِ اسلامیہ اصل عظیم است در باب تفاضل صحابہ فیما بینہم فتدبّر عن الشعبی قال کتب قیصر الی عمرؓ بن الخطاب انّ رُسلی اتتنی من قبلک فزعمت ان قبلکم شجرۃ لیست بخلیقۃ لشئ من الخیر تخرج مثل اٰذان الحمیر ثم تشقق عن مثل اللؤلؤ الابیض ثم تصیر مثل الزمرد الاخضر ثم تصیر مثل الیاقوت الاحمر ثم تینع و تنضج فتکون کاطیب فالوذج اُکل ثم تیبس فتکون عصمۃً للمقیم و زادًا للمسافر فان تکن رُسلی صدقتنی فلا اُری ہذہ الشجرۃ الا من شجر الجنۃ فکتب الیہ عمر انّ رسلک قد صدقتک ہذہ الشجرۃ عندنا ہی الشجرۃ التی انبتہا اللہ علی مریم حین نفست بعیسیٰ و عن عمر بن الخطاب انہ قرأ مریم فسجد ثم قال ہذا السجود فاین البکاء و عن عبد اللہ بن عامر بن ربیعۃ قال اغتسلت انا و آخر فرآنا عمرؓ بن الخطاب و احدنا ینظر الی صاحبہ فقال انی اخشٰی ان تکونا من الخلف الذین قال اللہ فخلف من بعدہم خلفٌ

جاہ و مرتبۂ دنیاوی کی زیادتی کے اعتبار سے اور یاروں اور مددگاروں کی کثرت کے اعتبار سے نہیں ہے۔ بلکہ اعمالِ خیر کے اعتبار سے ہے۔ پھر فقیر کہتا ہے کہ حسبؒ نسب کی حیثیت سے ایک دوسرے پر فضیلت کو ساقط کرنا اور سوابقِ اسلامیہ کی حیثیت سے تفاضل کا اعتبار کرنا یہ اصلِ عظیم (یعنی معیاری قاعدہ) ہے صحابہؓ کے باہمی تفاضل میں۔ اب تم غور و فکر کر لو۔ روایت ہے شعبی سے انھوں نے بیان کیا کہ قیصر روم نے عمرؓ بن الخطاب کو لکھا کہ میرے ایلچی آپ کے پاس سے میرے یہاں پہنچے وہ یہ خیال رکھتے ہیں کہ آپ کے یہاں ایسا درخت ہوتا ہے جس کو پیدا کرنے کے لئے کچھ مال نہیں خرچ کرنا پڑتا وہ (پتے) نکالتا ہے گدھے کے کانوں کی مانند۔ پھر پھوٹ کر (پھل) نکالتا ہے سفید موتی جیسا، پھر وہ سبز زمرد جیسا ہوجاتا ہے پھر سُرخ یاقوت کی مانند ہو جاتا ہے پھر گدرا ہوتا ہے اور پکتا ہے تو خوشگوار فالودے کی مانند ہو جاتا ہے۔ اُسے کھایا جاتا ہے پھر خشک ہوجاتا ہے تو مقیم کے لئے (بھوک سے) بچنے کا ذریعہ اور مسافر کے لئے زادِ راہ ہوتا ہے۔ تو اگر میرے ایلچیوں نے مجھ سے سچ بولا ہے تو میں نہیں سمجھتا مگر یہ کہ یہ درخت جنت کے درختوں میں سے ہے۔ تو عمرؓ نے اُس کو (جواب) لکھا کہ تمھارے ایلچیوں نے تم سے سچ کہا ہے۔ یہ درخت جو ہمارے یہاں ہے یہ وہی درخت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مریم پر اُگایا تھا جب وہ حاملہ ہوتی تھیں عیسیٰ علیہ السلام سے (یعنی کھجور کا درخت ہے وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ الخ) اور عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ اُنھوں نے سورہ مریم پڑھی[1] پھر سجدہ کیا اور فرمایا کہ یہ سجدہ تو ہو گیا مگر رونا کہاں ہے۔ اور عبد اللہ ابن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے اُنھوں نے بیان کیا کہ میں نے اور ایک دوسرے شخص نے غسل کیا۔ ہم کو عمرؓ بن الخطاب نے دیکھ لیا اور ہم میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کو دیکھتا بھی تھا تو فرمایا کہ مجھے اس امر کا اندیشہ ہے کہ تم دونوں وہ خلف (بعد میں آنے والے لوگ) نہ بن جاؤ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَخَلَفَ مِن بَعْدِهِمْ الخ (۱۹: ۵۹) پھر اُن کے بعد (بعض ایسے ناخلف پیدا...

[1] یعنے سورۂ مریم میں سجدہ کے موقع پر خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ہے اس لئے سجدے کے ساتھ رونا بھی تو چاہئے تھا ۱۲

Marfat.com

اضاعوا الصلوٰة و اتبعوا الشهوٰت فسوف يلقون غيا عن ابي بكر الصديق قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قال في دبر الصلوٰة بعد ما يسلم هؤلاء الكلمات كتبه ملك في رق ثم ختم بخاتم ثم رفعه الى يوم القيمة فاذا بعث الله العبد من قبره جاءه الملك و معه الكتاب ينادي اين اهل العهود حتى يدفع اليهم و الكلمات ان يقول اللهم فاطر السموات والارض عالم الغيب والشهادة الرحمن الرحيم اني اعهد اليك في هذه الحيوة الدنيا بانك انت الله الذي لا اله الا انت وحدك لا شريك لك وان محمدا عبدك و رسولك فلا تكلني الى نفسي فانك ان تكلني الى نفسي تقربني من الشر وتباعدني من الخير واني لا اثق الا برحمتك فاجعل رحمتك عهدا لي عندك تؤديه الى يوم القيمة انك لا تخلف الميعاد۔

قال الله تعالى قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۵ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۵ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ۵ يَفْقَهُوا قَوْلِي ۵ وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي ۵ هَارُونَ أَخِي ۵ اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ۵ وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ۵ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ۵

جنھوں نے نماز کو برباد کیا اور (نفسانی ناجائز) خواہشوں کی پیروی کی سو یہ لوگ عنقریب (آخرت میں) خرابی دیکھیں گے۔" اور ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے اُنھوں نے کہاکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایاکہ جو شخص ہر نماز کے پیچھے سلام پھیرنے کے بعد یہ کلمات کہے گا اُس کو فرشتہ ایک کاغذ پر لکھے گا پھر ایک انگوٹھی سے اُس پر مُہر لگائے گا۔ پھر اس کو (محفوظ) رکھے گا یوم قیامت تک پھر جب اللہ تعالےٰ اس بندے کو قبر سے اُٹھائے گا تو اُس کے پاس فرشتہ آئیگا اور اُس کے ساتھ وہ تحریر ہوگی اور وہ پکارے گا کہ عہدوں والے کہاں ہیں کہ یہ عہد اُن کو دیئے جائیں۔ اور وہ یہ ہیں جو وہ کہے اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ الخ (ترجمہ۔ اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، چھپے ہوئے اور ظاہر کو جاننے والے، رحمٰن اور رحیم میں آپ سے عہد کرتا ہوں اس دنیاوی زندگی میں کہ آپ اللہ ہیں ایسے کہ کوئی معبود نہیں آپ کے سوا میں آپ کی یکتائی کا اقرار کرتا ہوں۔ آپ کا کوئی شریک نہیں اور محمدؐ آپ کے بندے اور آپ کے رسولؐ ہیں پس آپ مجھے میرے نفس کے حوالے کرکے نہ چھوڑ دیجیے۔ اگر آپ نے مجھے نفس کے حوالے کردیا تو یہ مجھے شر سے قریب اور خیر سے دور کردے گا اور میں وثوق نہیں رکھتا مگر صرف آپ کی رحمت پر تو اپنی رحمت کو میرے لئے اپنی طرف سے عہد (کا سبب) قرار دیجیے جس کو آپ ادا کریں مجھے قیامت کے دن بیشک آپ وعدے کے خلاف نہیں کرتے۔

آیات سورۃ طٰہٰ

اللہ تعالےٰ نے فرمایا قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ الخ (۲۰: ۲۵ تا ۳۵)

عرض کیا اے رب میرے میرا حوصلہ فراخ کردیجیے۔ اور میرا (یہ) کام (تبلیغ کا) آسان فرمادیجیے۔ اور میری زبان پر سے بستگی (لکنت کی) ہٹا دیجیے۔ تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔ اور میرے واسطے میرے کنبہ میں سے ایک معاون مقرر کردیجیے۔ یعنی ہارونؑ کو کہ میرے بھائی ہیں۔ اُن کے ذریعہ سے میری قوت کو مستحکم کردیجیے۔ اور اُن کو میرے (اس تبلیغ کے) کام میں شریک کردیجیے۔ تاکہ ہم دونوں آپ کی خوب کثرت سے پاکی (شرک و نقائص سے) بیان کریں۔ اور

Marfat.com

وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ۝ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ۝ فقیر گوید رب العزۃ تبارک و تعالےٰ حضرت موسیٰؑ را بجانب فرعون فرستاد و آنحضرت بعض سوالاتِ ضروریہ کہ بغیر آن تحمل اعباء رسالت متعذر باشد طلب نمودند الحال تفصیل آن باید شنید از جملہ سوالات سوالی ہست کہ بنفس حضرتِ موسیٰؑ تعلق دارد رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ و این از جملہ ضروریاتِ تحمل اعباء رسالت است تا شرح صدر نباشد ہر سوال را جواب باصواب میسر نیاید و تا تیسیر امور از جہت غیب نباشد مکافحہ اعداء کہ بادشاہانِ زمین باشند بوجود نیاید و تا فصاحتِ لسان نباشد تبلیغ رسالتِ ربّ العزّۃ بابلغ وجوہ صورت نگیرد و از جملہ آنہا سوالی ہست کہ باعانتِ دیگری در امرِ رسالت تعلق دارد و این را بوزارت تعبیر رفتہ و در جائی دیگر بہ رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْٓ تقریر کردہ شد باز اینجا سہ صفت در بابِ وزارت طلب کردند یکی مِّنْ اَهْلِيْ هٰرُوْنَ اَخِيْ و این وصف از جہتِ خصوص حال بود کہ حضرتِ موسیٰؑ را غیرِ حضرتِ ہارونؑ دران وقت کسی باین نصرت قیام نمی توانست نمود نہ شرط وزارت مطلقاً بقرینہ آنکہ حضرتِ موسےٰؑ حضرت یوشع را کہ نہ از سبطِ موسیٰؑ بود خلیفہ خود ساخت و خلافت ابلغ است از وزارت آنچہ در وزارت مطلوب میشود مرد صاحبِ قوت و مروّت است کہ قوم از حل و عقد وی حساب میگرفتہ باشند و در خلافت زیادہ ازان اشتراک با پیغمبر در جِدّ اعلیٰ کہ

آپ کا خوب کثرت سے ذکر کریں. بیشک آپ ہم کو دیکھ رہے ہیں۔" فقیر کہتا ہے کہ ربّ العزّت تبارکؑ تعالےٰ نے حضرت موسیٰؑ کو فرعون کے پاس بھیجا اور آنحضرت نے (حق تعالےٰ سے) بعض ایسے ضروری سوالات طلب کئے جن کے بغیر بارِ رسالت کا تحمل دشوار ہوتا ہے. اب اُن کی تفصیل سُنیئے. ان سوالات میں سے ایک سوال ہے جو حضرت موسےٰ علیہ السّلام کی ذات سے تعلق رکھتا ہے یعنی رب اشرح لی صدری اور یہ رسالت کے بار کے تحمل کرنے کے لئے منجملہ ضروریات ہے کیونکہ جب تک فراخ حوصلگی نہ ہو گی ہر سوال کا جواب باصواب دینا میسّر نہیں آسکتا. اور جب تک عالمِ غیب کی طرف سے امور کو آسان نہیں کر دیا جائے گا ایسے دشمنوں کے مقابلہ پر ڈٹ جانا جو روئے زمین کے بادشاہ ہوں وجود میں نہیں آسکتا اور جب تک زبان میں فصاحت نہیں ہو گی ربّ العزّت کے پیغاموں کو عمدہ طور پر پہنچا دینے کی کوئی صورت نہ بنے گی. اور اُن سوالات میں سے ایک سوال ہے جو امرِ رسالت کی تکمیل کے لئے کسی دوسرے شخص کی اعانت سے تعلق رکھتا ہے اور اس کو وزارت کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے اور دوسری جگہ پر رِداً يُّصَدِّقُنِيْٓ (۲۸: ۳۴) (تو اُن کو بھی میرا مددگار بنا کر میرے ساتھ رسالت دید یجئے کہ وہ میری تقریر کی تائید اور تصدیق کریں گے) کے عنوان سے بیان فرمایا گیا ہے. پھر وزارت کے بارے میں آپ نے تین صفات طلب کی ہیں. ایک مِنْ اَهْلِيْ هٰرُوْنَ اَخِيْ اور یہ وصف (یعنی بھائی ہونا) خصوصیتِ حال کی بناء پر ہے کہ بجز حضرت ہارونؑ کے اُس وقت میں اور کوئی ایسا شخص موجود نہیں تھا جو حضرت موسےٰ علیہ السّلام کی مدد کے لئے کھڑا ہو سکے. یہ صفت مطلقاً شرط وزارت نہیں تھی اس قرینہ سے کہ حضرت موسیٰؑ نے حضرت یوشعؑ کو جو کہ موسیٰؑ کی اولاد میں سے نہیں تھے اپنا خلیفہ بنایا تھا اور خلافت وزارت سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے. وزارت میں صرف یہ بات مطلوب ہوتی ہے کہ ایسا شخص ہو جو صاحبِ قوت و وجاہت ہو کہ قوم امور کے سلجھاؤ اُلجھاؤ کے موقع پر اس کی بات سے اثر پذیر ہو سکے اور خلافت میں اُس سے یہ بات زیادہ ہو گی کہ پیغمبرؐ کے ساتھ کسی ایسے جدّ اعلےٰ میں

Marfat.com

قبیلہ بوے منسوب باشد مطلوب است تا مردمان در خلیفہ بچشم حقارت ننگرند لہٰذا خدای تعالیٰ در بنی اسرائیل پیغامبری نفرستاد مگر از بنی اسرائیل از سبطِ حضرتِ موسیٰ یا باغیر آن وہمین معنے را آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در خلفائے خود جاری ساختند کہ الائمۃ من قریش تا موافقت سُنّۃ اللہ فی انبیاء بنی اسرائیل واقع شود دیگر اُشْدُدْ بِہٖ اَزْرِیْ وَ اَشْرِکْہُ فِیْ اَمْرِیْ و این حقیقت وزارت است کہ در کارہای مطلوب از بعثتِ پیغامبر مثل مخاصمہ وجہاد باعدا و فتح بلدان و جمع قرآن اعانتی نمایان داشتہ باشد و این مضمون را جای دیگر باین عبارت ادا کردہ شد کہ رِدْءًا یُصَدِّقُنِیْ سوم کَیْ نُسَبِّحَکَ کَثِیْرًا یعنی فائدہ مترتب بر وزارتِ وزیر آن است کہ چون تحمل اعباءِ دعوت بر دو شخص اُفتاد ہذا مرۃ و ذاک مرۃ ہر دو متضرع باشند در تسبیح و ذکر باز فقیر میگوید چون حقیقتِ وزارت شناختہ شد باید دانست کہ حضرتِ شیخینؓ بالیقین شرف وزارت حضرت خیر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم دریافتہ اند بموجبِ حدیث اما وزیرای من اہل الارض فابوبکر و عمر واز جہت حدیث الحمد للہ الذی ایدنی بہما واز جہت نقل متواتر کہ معانی مطلوبہ وزارت از ایشان متحقق گشت و ناہیک بہ من فضیلۃ عن انس قال خرج عمر متقلدا السیف فلقیہ رجل من بنی زہرۃ

اس کا نسب مل جائے جس کی طرف اُس کا قبیلہ منسوب ہو، تاکہ لوگ خلیفہ کو چشم حقارت سے نہ دیکھیں۔ اسی بنا پر حق تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر بنی اسرائیل میں سے۔ حضرت موسیٰؑ کی اولاد میں سے ہو یا اُن کے علاوہ ہو، یہی حقیقت ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خلفاءؓ میں جاری فرمایا کہ الائمۃ من قریش (ائمہ قریش میں سے ہوں گے) تاکہ انبیاء بنی اسرائیل کے بارے میں جو اصولِ خداوندی واقع رہا ہے اُس کی موافقت رہے۔ دوسری صفت ہے اُشْدُدْ بِہٖ اَزْرِیْ وَ اَشْرِکْہُ فِیْ اَمْرِیْ اور یہ حقیقت ہے وزارت کی کہ رسول کی بعثت سے جو کام کہ مطلوب ہیں جیسے کفار کا مقابلہ دلائل کے ساتھ اور دشمنوں پر جہاد اور شہروں کا فتح کرنا اور قرآن کا جمع کرنا ایسے کاموں میں نمایاں اعانت (کرنے کی استعداد اور جذبہ) رکھتا ہو اور اس مضمون کو دوسری جگہ اس عبارت سے ادا کیا ہے رِدْءًا یُصَدِّقُنِیْ۔ تیسری صفت ہے کَیْ نُسَبِّحَکَ کَثِیْرًا (الخ) یعنی وزیر کی وزارت سے جو فائدہ مترتب ہوگا وہ یہ ہوگا کہ جب دعوت کے بوجھ کا تحمل دو شخصوں کو کرنا پڑے گا کبھی ایک کو اور کبھی دوسرے کو تو دونوں کو (اللہ کے حضور میں) تسبیح اور ذکر میں عاجزی کے ساتھ مشغول ہونے کا موقع ملتا رہے گا۔

پھر فقیر کہتا ہے کہ جب وزارت کی حقیقت پہچان لی گئی تو جاننا چاہیے کہ حضرات شیخینؓ بالیقین حضرت خیر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے شرفِ وزارت سے مشرف تھے بموجب حدیث اَمَّا وَزِیْرَایَ الخ اہلِ ارض یعنی زمین والوں میں سے میرے دو وزیر ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں۔ اور بموجب حدیث الحمد للہ الذی ایدنی بہما (اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے ان دونوں سے مدد پہنچائی) اور بموجب نقل متواتر کہ وزارت سے جو مقاصد مطلوبہ ہیں وہ اُن کی وزارت سے متحقق ہو گئے۔ اب بھی تمہارے لئے ان کے شرف سے انکار کی کوئی گنجائش ہے؟

اور مروی ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ عمرؓ گردن میں تلوار لٹکائے ہوئے نکلے۔ راستہ میں اُن سے بنی زہرہ کا ایک شخص ملا۔

Marfat.com

فقال لہٗ این تعمد یا عمر قال ارید ان اقتل محمدًا قال وکیف تامن من بنی ہاشم وبنی زہرۃ فقال لہٗ عمر ما اراک الا قد صبوت وترکت دینک قال افلا ادلک علی العجب ان اختک وختنک[1] قد صبوا وترکا دینک فمشی عمر ذامرا[2] حتی اتاہما وعندہما خباب فلما سمع خباب بحس عمر توارٰی فی البیت فدخل علیہما فقال ما ہذہ الہینمۃ[3] التی سمعتہا عندکم وکانوا یقرؤون طٰہٰ فقالوا ما عدا حدیثا تحدثناہ قال فلعلکما قد صبوتما فقال لہٗ ختنہ یا عمر ان کان الحق فی غیر دینک فوثب عمر علی ختنہ فوطئہ وطأً شدیدًا فجاءت اختہ لتدفعہ عن زوجہا فنفحہا نفحۃ بیدہ فدمّی وجہہا فقال عمر اعطونی الکتاب الذی ہو عندکم فاقرأہ فقالت اختہ انک رجس واﷲ لا یمسّہ الا المطہرون فقم فتوضأ فقام فتوضأ ثم اخذ الکتاب فقرأ طٰہٰ حتی انتہی الی انّنی انا اﷲ لا الٰہ الا انا فاعبدنی واقم الصلٰوۃ لذکری فقال عمر دلونی علی محمد فلما سمع خباب قول عمر خرج من البیت فقال ابشر یا عمر فانی ارجو ان تکون دعوۃ رسول اﷲ صلی اﷲ علیہ وسلم لک لیلۃ الخمیس اللّٰہم اعزّ الاسلام بعمر بن الخطاب او بعمرو بن

اُس نے کہا اے عمرؓ کہاں کا ارادہ کیا ہے؟ تو اُنھوں نے کہا کہ میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ محمدؐ کو قتل کر دوں۔ اُس نے کہا کہ پھر تم بنی ہاشم اور بنی زہرہ کے انتقام سے کیسے بچ سکوگے تو عمرؓ نے اس سے کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ تو بے دین ہو گیا ہے اور تو نے اپنے دین کو چھوڑ دیا ہے۔ اُس نے کہا کہ میں تجھے یہ عجیب بات نہ بتاؤں کہ تیری بہن اور تیرا بہنوئی دونوں بے دین ہو گئے اور تیرے دین کو انھوں نے چھوڑ دیا۔ اب عمرؓ مشتعل ہو کر اُن کے پاس پہنچ گئے۔ اور اُس وقت اُن دونوں کے پاس خبّاب بھی موجود تھے۔ جب خبّاب نے عمرؓ کی آہٹ سُنی تو وہ گھر کے اندر چھپ گئے۔ اُنھوں نے بہن اور بہنوئی کے پاس پہنچکر کہا کہ یہ کیا ہلکے ہلکے پڑھ رہے تھے جو میں تم سے سُن رہا تھا اور یہ لوگ سورہ طٰہٰ کی قرارت کر رہے تھے۔ اُنھوں نے کہا اس کے سوا اور کوئی بات کیجیے۔ عمرؓ نے کہا کہ شاید تم دونوں بے دین ہو چکے ہو۔ اس پر اُن کے بہنوئی نے اُن سے کہا کہ اے عمرؓ اگر سچائی تیرے دین کے سوا دوسرے دین میں ہو۔ یہ سُنکر عمرؓ اپنے بہنوئی پر لوٹ پڑے اور ان کو گرا کر سختی سے مَسل ڈالا۔ پھر اُن کی بہن شوہر کو چھڑانے آئی تو اُس کے مُنہ پر طمانچہ اتنے زور سے مارا کہ اُس کے چہرے سے خُون بہنے لگا (اس کے بعد بہنوئی کو چھوڑ دیا۔ بہن کا چہرہ خون میں بھرا ہوا دیکھ کر رحم کا جذبہ اُبھرا۔ غصہ فرو ہوا) اب عمرؓ نے کہا وہ کتاب لاؤ جو تمھارے پاس ہے میں اُس کو پڑھوں گا۔ تو اُن کی بہن نے کہا کہ تم ناپاک ہو اور اس کو صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں اس لئے پہلے اُٹھ کر وضو کرو۔ تو وہ اُٹھے اور وضو کی۔ پھر پڑھا طٰہٰ یہاں تک کہ پہنچے اِنَّنِیۤ اَنَا اللّٰہُ الخ۔ سمک (۱۴)

(۱۴) میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں تم میری ہی عبادت کیا کرو اور میری ہی یاد کی نماز پڑھا کرو۔ اب عمرؓ نے کہا کہ مجھے محمدؐ کے پاس لے چلو۔ جب خبّاب نے عمرؓ کی یہ بات سُنی تو وہ گھر سے باہر آ گئے اور اُنھوں نے کہا اے عمرؓ بشارت سُن لو۔ میں امید کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا جو آپؐ نے جمعرات کی شب میں کی تھی تمھارے حق میں قبول ہوئی ہے کہ اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ الخ یا اللہ اسلام کو غلبہ عطا کیجیے عمرؓ بن الخطاب یا عمرو بن

[1] ختن داماد را گویند اینجا مراد از زوج ہمشیرہ است ۱۲ [2] از ذمر بمعنی انگیختن بجنگ و المعنی جاء متہددا ۱۲ [3] آواز نرم را گویند

ہشام فخرج حتے اَتی رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فَاَسْلَم و عن ابن عباس انہ قال لعمر بن الخطاب یا امیر المؤمنین مِمَّ یذکر الرجل و مِمَّ ینسیٰ فقال ان علے القلب لَطَخَارَۃً کَطَخَارَۃِ القمر فاذا تَغَشَّتِ القلبَ نسی ابن آدم ماکان یذکر فاذا انجلت ذکر مانسیَ۔

قال اللہ تعالےٰ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ۝

فقیر گوید در معنی این آیت جمعے زمینِ جنت را مراد داشتہ اند و ہیچ جا شاہدِ آن نخواہی یافت کہ در قرآن یا سنت لفظ ارض گفتہ باشند و جنتِ عدن ارادہ کردہ بلکہ معنے صحیح آن است کہ از ارض اراضی معتدلہ صالحہ برائ نشأ اشخاص معتدلۃ الاخلاق ارادہ کردہ اند یا ارض شام تنہا بسبب آنکہ انبیاء بنی اسرائیل در شام بودند و ذکر وقائع ارض شام پیش ایشان مہم بود و این سخن بدان میماند کہ تاجر از لفظ مال سرمایہ خود را میخواہد و راعی مواشی و زارع زراعت خود مراد میگیرد و چندین آثار برین معنے دلالت میکند عن ابن عباس فی قصۃ بخت نصر قال انہ رای رؤیا قد فظعتہ فاصبح قد نسیہا قال علیّ السحرۃ والکہنۃ قال اخبرونی عن رؤیا رایتہا اللیلۃ و اللہ لتخبرُنّی بہا او لاقتلنکم قالوا ماہی قال قد نسیتہا قالوا

ہشام کے ذریعہ سے۔" پھر عمرؓ گھر سے نکل کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور اسلام لے آئے۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے کہا عمرؓ بن الخطاب سے کہ اے امیر المؤمنینؓ کوئی شخص کس سبب سے یاد کرتا ہے اور کس سبب سے بھولتا ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ قلب پر ایک ظلمت چھا جاتی ہے جیسی چاند پر چھا جاتی ہے (یعنے بدلی) جب وہ قلب پر چھا جاتی ہے تو آدمی کو جو یاد ہوتا ہے اُس کو بھول جاتا ہے اور جب وہ تاریکی چھٹ جاتی ہے تو وہ چیز یاد آجاتی ہے۔

آیت سورۃ الانبیاء

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے: وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ الخ (۲۱: ۱۰۵) اور ہم (سب آسمانی) کتابوں میں لوح محفوظ (میں لکھنے) کے بعد لکھ چکے ہیں کہ اس زمین کے مالک میرے نیک بندے ہونگے۔

فقیر کہتا ہے کہ اس آیت کے معنے میں ایک جماعت نے جنّت کی زمین مراد لی ہے اور آپ کہیں بھی اس کی کوئی نظیر نہ پائیں گے کہ قرآن یا حدیث میں لفظ ارض کہہ کر جنّت عدن مراد لیا ہو۔ بلکہ صحیح معنے یہ ہیں کہ ارض سے مراد وہ معتدل زمینیں ہیں جن میں صلاحیت ہے معتدل اخلاق کے اشخاص کو پیدا کرنے کی۔ یا صرف شام کی زمین مراد ہو اس سبب سے کہ انبیائے بنی اسرائیل شام میں تھے اور سرزمین شام کے واقعات کا ذکر ان کی نظر میں اہمیت رکھتا تھا۔ اور یہ بات ایسی ہے کہ تاجر لفظ مال بول کر اپنا سرمایہ مراد لیتا ہے اور ایک چرواہا (مال بول کر) چرنے والے جانور اور زراعت کرنے والا (مال بول کر) اپنی کھیتی کو مراد لے لیتا ہے۔ اور کتنے ہی آثار ہیں جو اس معنی پر دلالت کرتے ہیں۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے بخت نصر کے قصہ میں، کہا کہ اُس نے ایک خواب دیکھا جس نے اُس کو خوف زدہ کر دیا پھر صبح کو اُسے بھول گیا۔ حکم دیا کہ جادوگر اور کاہن حاضر کئے جائیں۔ (جب وہ حاضر ہو گئے تو اُن سے) کہا کہ مجھے اُس خواب کی خبر دو جو میں نے آج رات دیکھا تھا۔ واللہ یا تو مجھے اس کا حال بتاؤ ورنہ میں تم سب کو قتل کر دوں گا۔ اُنھوں نے کہا کیا خواب ہے؟ اُس نے کہا کہ میں اُس کو بھول گیا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ

الطخارۃ الظلمۃ والمراد ہنا ما یغشی القمر من غیم یغطی نورہ ۱۲

Marfat.com

ما عندنا من هٰذا علمٌ إلّا ان ترسل الیٰ ابناء الانبیاء. فأرسل الیٰ ابناء الانبیاء قال اخبرونی عن رؤیا رأیتُہا قالوا وما ہی قال نسیتُہا قالوا غیبٌ ولا یعلم الغیب إلّا اللہ قال واللہِ لتخبرنّی بہا او لأضربنّ اعناقکم قالوا فدعنا حتےٰ نتوضّأ ونصلّی وندعوا الی اللہِ قال فافعلوا فانطلقوا فاحسنوا الوضوءَ وأتوا صعیدًا طیّبًا فدعوا اللہَ فأُخبِروا بہا ثم رجعوا فقالوا رأیتَ کأنّ رأسک من ذہبٍ وصدرک من فخّارٍ ووسطک من نحاسٍ ورجلیک من حدیدٍ قال نعم اخبرونی بعبارتہا او لأقتلنّکم قالوا فدعنا ندعوا ربّنا قال اذہبوا فدعوا ربّہم فاستجاب لہم فرجعوا الیہ قالوا رأیتَ کأنّ رأسک من ذہب مُلکک ہٰذا یذہب عند رأس الحولِ من ہٰذہ اللیلۃِ قال ثم مَہ قالوا ثم یکون بعدک ملکٌ یفخرُ علی النّاس ثم یکونُ ملک یُخشیٰ علی الناسِ بشدّتہ ثم یکون ملک لا یُقلّہ شیءٌ انّما ہو مثل الحدید یعنی الاسلامَ درین صورت این بشارت بر شیخین رض صادق آمد کہ فتح شام بتدبیر ایشان واقع شد ودر حوزۂ تصرف ایشان درآمد پس صلاح صفت ایشان باشد و انجازِ وعدِ انبیاء بر دست خلیفہ

ہمارے پاس تو اس قسم کا علم نہیں ہے ہاں آپ انبیاءؑ کے بیٹوں کو طلب کریں (وہ بتا سکیں گے) تو اُس نے انبیاءؑ کے بیٹوں کو بلایا (جب وہ حاضر ہوئے تو اُن سے) کہا کہ مجھے میرے خواب کا حال بتاؤ جو مَیں نے دیکھا ہے۔ اُنھوں نے کہا وہ کیا ہے تو کہا میں اُس کو بھول گیا ہوں۔ اُنھوں نے کہا یہ تو غیب ہے، اور غیب تو صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ تو کہا واللہ تم مجھے اُس کی خبر دو ورنہ میں تم سب کی گردنیں ماردوں گا۔ اُنھوں نے کہا کہ تو ہم کو چھوڑ دو کہ ہم وضو کریں اور نماز پڑھیں پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ کہا اچھا جاؤ اور کرو (جو کرنا چاہتے ہو) وہ چلے گئے اور خوبی کے ساتھ وضو کرکے پاکیزہ مٹی پر کھڑے ہوگئے پھر اُنھوں نے اللہ سے دُعا کی تو اُن کو وہ خواب بتا دیا گیا۔ پھر وہ (بادشاہ کے پاس) واپس آئے اور کہا کہ آپ نے یہ دیکھا ہے کہ گویا آپ کا سر سونے کا ہوگیا ہے اور سینہ پختہ مٹی کا اور کمر تانبے کی اور آپ کے دونوں پاؤں لوہے کے ہیں۔ بادشاہ نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔ اب اس کی تعبیر بھی بتاؤ ورنہ میں تم سب کو قتل کردوں گا۔ اُنھوں نے کہا کہ پھر ہمیں چھوڑیئے تاکہ ہم اپنے پروردگار سے دعا کریں۔ اُس نے کہا کہ جاؤ۔ پھر ان لوگوں نے اپنے رب سے دُعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی دُعا قبول کی (اور ان پر تعبیر منکشف کردی) تو بادشاہ کے پاس واپس آئے۔ اور کہا کہ آپ نے جو یہ دیکھا ہے کہ آپ کا سر سونے کا ہے یہ آپ کی بادشاہی ہے یہ شروع سال کی اسی رات میں جاتی رہیگی۔ اُس نے کہا کہ پھر کون ہوگا تو انھوں نے کہا کہ پھر آپ کے بعد ایک بادشاہ ہوگا جو لوگوں پر فخر کرے گا (یعنی بکثرت اپنی بڑائیاں جتانے والا ہوگا) پھر ایک بادشاہ ہوگا جس کی سخت گیری کا خوف لوگوں کے دلوں میں غالب ہوگا۔ پھر ایسا بادشاہ ہوگا جس کو کوئی شئے نہ ہٹا سکے گی۔ وہی ہے جو مثل لوہے کے ہوگا یعنی اسلام۔ اس صورت میں یہ بشارت (جو آیت میں ہے) شیخینؓ پر صادق آتی ہے (جس کی مؤید یہ تعبیر بھی ہے) کہ ملک شام کی فتح اُن ہی کی تدبیر سے واقع ہوئی اور یہ اُن کے احاطۂ تصرف میں آیا۔ تو صلاح (جو مبادی الصلحون میں مذکور ہے) ان کی صفت ہوگی۔ اور جو وعدۂ انبیاءؑ سے کیا گیا اُس کا خلیفہ کے ہاتھ پر پورا ہونا

Marfat.com

یکے از خصائل خلیفہ خاص است عن ابن عمرؓ قال لما قبض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان ابوبکر فی ناحیۃ المدینۃ فجاء فدخل علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وھو مسجّی فوضع فاہ علی جبین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فجعل یقبّلہ و یبکی و یقول بابی و امی طبت حیًا و طبت میتًا فلما خرج مرّ بعمر بن الخطاب و ھو یقول ما مات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و لا یموت حتے یقتل اللہ المنافقین و حتے یخزی اللہ المنافقین قال و کانوا قد استبشروا بموت النبی صلے اللہ علیہ وسلم فرفعوا رؤسہم فقال ایہا الرجل اربع علی نفسک فانّ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قد مات الم تسمع اللہ یقول انک میّت و انہم میّتون و قال وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد ط افائن مت فھم الخلدون ○ قال ثم اتی المنبر فصعدہ فحمد اللہ و اثنی علیہ ثم قال یا ایہا الناس ان کان محمد صلے اللہ علیہ وسلم الٰھکم الذی تعبدون فانّ محمدًا قد مات وان کان الٰھکم الذی فی السماء فانّ الٰھکم لم یمت ثم تلا وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علے اعقابکم حتے ختم الآیۃ

یہ خلیفۂ خاص کے خصائل میں سے ہے (یعنی اُس کے خلیفۂ خاص ہونے کی دلیل ہے) ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی روح قبض ہوئی تو ابوبکرؓ مدینہ کی دوسری جانب میں تھے اس کے بعد آئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو آپؐ چادر سے ڈھکے ہوئے تھے تو اُنھوں نے اپنا مُنہ آپؐ کی پیشانی پر رکھدیا اور بوسے دیتے رہے اور روتے رہے اور کہتے رہے میرے ماں باپ آپؐ پر قربان آپؐ زندگی میں بھی پاکیزہ رہے اور موت کے بعد بھی پاکیزہ ہیں۔ جب نکلے تو عمرؓ بن الخطاب کے پاس سے گزرے اور وہ یہ کہہ رہے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہیں مرے، اور نہ مریں گے جب تک اللہ منافقین کو نہ قتل کرے گا اور جب تک اللہ منافقین کو رُسوا نہ کردیگا ابن عمرؓ نے کہا کہ صورت حال یہ تھی کہ منافقین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کو خوشخبری قرار دیا تھا اور انھوں نے اپنے سر اُبھارنے شروع کئے تھے، تو ابوبکرؓ نے (عمرؓ سے) کہا اے شخص اپنے نفس کو سکون دو۔ یقینًا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوچکی ہے۔ کیا تم نے نہیں سُنا جو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّکَ مَیِّتٌ الخ (۳۹: ۳۰) "آپؐ کو بھی مرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے" اور اللہ نے فرمایا وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ الخ (۲۱: ۳۴) "اور ہم نے آپؐ سے پہلے کسی بھی بشر کے لئے ہمیشہ رہنا تجویز نہیں کیا پھر اگر آپ کا انتقال ہوجائے تو کیا یہ لوگ (دنیا میں) ہمیشہ کو رہیں گے" ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ پھر ابوبکرؓ منبر پر پہنچے اور اللہ کی حمد اور اُس کی ثنا کی۔ پھر کہا اے لوگو! اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمھارے معبود تھے جس کی تم عبادت کیا کرتے ہو تو یقینًا محمدؐ تو انتقال کرچکے ہیں اور اگر تمھارا معبود وہ ہے جو آسمان میں ہے تو تمھارا معبود نہیں مرا پھر تلاوت کی وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ آیت کے ختم تک (۳: ۱۴۴) "اور محمدؐ بڑے رسول ہی تو ہیں آپؐ سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں سو اگر آپؐ کا انتقال ہوجائے یا آپؐ شہید ہوجائیں تو کیا تم لوگ اُلٹے پھر جاؤ گے اور جو شخص اُلٹا پھر بھی جائے گا تو خدا تعالےٰ کا کوئی نقصان نہ کرے گا اور خدا تعالےٰ جلدی ہی عوض دے گا حق شناس لوگوں کو" پھر ابوبکرؓ

Marfat.com

نزل و قد استبشر المسلمون بذلک و اشتدّ فرحہم و اخذت المنافقین الکاٰبۃ قال عبد اللہ بن عمر فوالّذی نفسی بیدہ لکانّما کانت علی وجوہہم اغطیۃ فکشفت عن محمد بن حاطب قال سئل علیؓ عن ہذہ الآیۃ اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَہُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰی قال ہو عثمان و اصحابہ۔

منبر سے اُتر گئے اور اس بیان سے مسلمانوں میں سکون پیدا ہو گیا اور بہت فرحت ہوئی اور منافقین افسردہ دلی میں مبتلا ہو گئے۔ عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یوں معلوم ہوتا تھا کہ لوگوں کے چہروں پر پردے پڑے ہوئے تھے اب وہ ہٹ گئے۔ محمد بن حاطب سے مروی ہے کہ علیؓ سے سوال کیا گیا اس آیت کے متعلق اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ الخ (۲۱:۱۰۱) جن کے لئے ہماری طرف سے بھلائی مقدر ہو چکی ہے الخ تو انھوں نے کہا کہ وہ عثمانؓ اور اُن کے اصحاب ہیں۔

آیات سورۃ الحج

قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ خَوَّانٍ کَفُوْرٍ ۝ اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّہُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِہِمْ لَقَدِیْرُ ۝ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِہِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ؕ وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَہُمْ بِبَعْضٍ لَّہُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِیَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْہَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا ؕ وَ لَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۝ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰہُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَہَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ ؕ وَ لِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ ۝

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ یُدٰفِعُ الخ (۲۲: ۳۸ تا ۴۱)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ (ان مشرکین کے غلبہ وغیرہ کو) ایمان والوں سے (عنقریب) ہٹا دے گا بیشک اللہ تعالیٰ کسی دغا باز کفر کرنے والے کو نہیں چاہتا۔ (اب) لڑنے کی ان لوگوں کو اجازت دی گئی جن سے (کافروں کی طرف سے) لڑائی کی جاتی ہے اس وجہ سے کہ ان پر (بہت) ظلم کیا گیا ہے۔ اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کو غالب کر دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ جو اپنے گھروں سے بے وجہ نکالے گئے محض اتنی بات پر کہ وہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ (ہمیشہ سے) لوگوں کا ایک کا دوسرے (کے ہاتھ) سے زور نہ گھٹواتا رہتا تو (اپنے اپنے زمانہ میں) نصاریٰ کے خلوت خانے اور عبادت خانے اور یہود کے عبادت خانے اور (مسلمانوں کی) مسجدیں جن میں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے سب منہدم ہو گئے ہوتے۔ بیشک اللہ تعالیٰ اُس کی مدد کرے گا جو اللہ تعالیٰ (کے دین) کی مدد کرے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ قوت والا (اور) غلبہ والا ہے۔ یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم اُن کو دنیا میں حکومت دیدیں تو یہ لوگ (خود بھی) نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور (دوسروں کو بھی) نیک کاموں کے کرنے کو کہیں اور بُرے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام تو خدا ہی کے اختیار میں ہے۔

فقیر گوید عفی عنہ این آیات اَدلّ دلیل است بر خلافتِ خلفاءؓ زیراکہ

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ یہ آیات مضبوط دلیل ہیں خلافتِ خلفاء پر کہ

Marfat.com

ممکن شدند در ارض باتفاق موافق و
مخالف واز مہاجرین بودند بلاشک پس
اقامت صلوٰۃ و ایتاء زکوٰۃ و امر
معروف و نہی منکر ازیشان متحقق
گشت و ہمین است معنی خلافت خاصہ
ودر فصل سیوم در تفسیر این آیت
بسط نمودیم فراجع۔

قال اللہ تعالیٰ قُلْ يٰٓاَيُّهَا
النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۚ
فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ وَ
الَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ فقیر گوید یعنی ای
مردمان جز این نیست کہ من برای شما ترسانندہ
آشکارا ام پس آنانکہ ایمان آوردند و عملہای
شائستہ کردند ایشان را است آمرزش و
رزق گرامی و آنانکہ سعی کردند در آیات ما
غلبہ طلب کنان ایشان اند اہل دوزخ مقابلہ
کردہ شد درمیان دو فریق کہ بعد
انذار مختلف شدند و آیہ مکیہ است پس
مراد از فریق مؤمنین ہمان سُبّاق مؤمنین
اند از مہاجرین اولین فتدبر۔

قال اللہ تعالیٰ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ
لِّلّٰهِ ۭ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ وَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ
مُّهِيْنٌ ۝ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ
اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ

ان حضرات کو زمین (یعنی ملک) پر غلبہ دیا گیا اور اس پر ہر ایک موافق اور مخالف کا اتفاق ہے۔ اور یہ بلاشک مہاجرین میں سے تھے۔ پھر نماز کا قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا اور نیک کاموں کا حکم کرنا اور بُرے کاموں سے منع کرنا اُن سے متحقق ہے اور خلافت خاصہ کے یہی معنے ہیں۔ اور فصل سوم میں اس آیت کی تفسیر شرح وبسط کے ساتھ ہم کر چکے ہیں۔ اس کو پھر دیکھ لیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ الخ (۲۲: ۴۹ تا ۵۱)
اور آپ (یہ بھی) کہدیجئے کہ اے لوگو میں تو صرف تمہارے لئے ایک آشکارا ڈرانے والا ہوں۔ سو جو لوگ (اس ڈر کو سن کر) ایمان لے آئے اور اچھے کام کرنے لگے اُن کے لئے مغفرت اور عزت کی روزی (یعنی جنت) ہے۔ اور جو لوگ ہماری آیتوں کے متعلق (ان کے ابطال کی) کوشش کرتے رہتے ہیں (نبی اور اہلِ ایمان کو) ہرانے کے لئے ایسے لوگ دوزخ (میں رہنے) والے ہیں۔ فقیر کہتا ہے کہ اے لوگو! اس کے سوا نہیں کہ میں تمہارے واسطے ڈرانے والا ہوں آشکارا۔ پس جو لوگ کہ ایمان لاتے اور انہوں نے شائستہ عمل کئے اُن کے لئے ہے بخشش اور عزت کا رزق اور جن لوگوں نے دوڑ دھوپ کی ہماری آیات کے مقابلہ پر غلبہ طلب کرتے ہوئے یہ لوگ ہیں اہلِ دوزخ۔ دو فریق کے درمیان مقابلہ کیا گیا ہے جو انذار (یعنی ڈرانے) کے بعد مختلف ہوئے۔ اور آیت مکیہ ہے اس لئے فریقِ مؤمنین سے وہی مؤمنین مراد ہیں جو پہلے ایمان لائے مہاجرین اوّلین میں سے۔ اس پر غور کر لو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ الخ (۲۲: ۵۶ تا ۶۰)
بادشاہی اس روز اللہ ہی کی ہوگی وہ ان سب (مذکورین) کے درمیان (عملی) فیصلہ فرمائے گا۔ سو جو لوگ ایمان لائے ہوں گے اور اچھے کام کئے ہوں گے وہ چین کے باغوں میں ہوں گے اور جنہوں نے کفر کیا ہوگا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہوگا تو اُن کے لئے ذلت کا عذاب ہوگا اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں اپنا وطن چھوڑا پھر وہ لوگ (کفر کے مقابلہ میں) قتل کئے گئے یا مر گئے اللہ تعالیٰ ضرور اُن کو ایک عمدہ رزق دے گا۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ

Marfat.com

لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ فقیر گوید یعنی بادشاہی آن روز خاص برای خدا است حکم خواہد کرد درمیانِ ایشان پس آنانکہ ایمان آوردند و کارہای شائستہ کردند در بہشتہای نعیم باشند و آنانکہ کافر شدند و دروغ شمردند آیاتِ مارا ایشان راست عذاب خوار کنندہ و آنانکہ ہجرت کردند در راہِ خدا بعد ازان کشتہ شدند یا بموتِ طبیعی مُردند البتہ روزی خواہد داد خدا تعالیٰ ایشان را رزقِ نیک ہر آئینہ خدا ہمون است بہترین روزی دہندگان البتہ در آرد ایشان را بجائی کہ پسند کنند آن را و ہر آئینہ خدا دانای بُردبار است این است حال و ہر کہ پاداش دہد بمثل آنچہ معاملہ کردہ شد با او باز تعدی کردہ شود بروے البتہ یاری خواہد داد او را خدای تعالےٰ ہر آئینہ خدا تعالیٰ درگزرندہ آمرزندہ است یعنی مہاجرینِ اوّلین از دستِ کفّار ایذای بسیار چشیدند اگر بمقابلۂ آن ایذائی بکفار رسانند عین عدل است و اگر کفّار باز مجتمع شوند و انتقام این کشند نصرتِ الٰہی شاملِ حال مہاجرینِ اوّلین خواہد بود و این آیت ہم معنے ہمان آیت است کہ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بعد ازان خدای تعالیٰ تقویت میکند وعدِ نصر را بہ بیان قدرتِ خویش در آفاق و انفس و بذکر تصرّفِ خود در عالم حسب ارادۂ خود باز فقیر گوید این آیت نص است در بشارتِ مہاجرین بہ بہشت در آخرت

سب دینے والوں سے اچھا (دینے والا) ہے (اور رزق حسن کے ساتھ) اللہ تعالےٰ اُن کو ایسی جگہ لیجاکر داخل کرے گا جس کو وہ (بہت ہی) پسند کریں گے اور بلاشبہ اللہ تعالےٰ خوب جاننے والا ہے بہت حلم والا ہے۔ یہ (مضمون تو) ہوچکا اور جو شخص (دشمن کو) اُسی قدر تکلیف پہنچائے جس قدر (اُس دشمن کی طرف سے) اُس کو تکلیف پہنچائی گئی تھی (اور) پھر اُس شخص پر زیادتی کی جائے تو اللہ تعالیٰ اُس شخص کی ضرور امداد کرے گا۔ اللہ تعالےٰ کثیر العفو کثیر المغفرت ہے۔" فقیر کہتا ہے یعنی بادشاہی اُس دن کی خاص خدا کے واسطے ہے وہ حکم کرے گا ان کے درمیان۔ پس جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے شائستہ کام کئے وہ نعمت والی بہشتوں میں ہوں گے اور جو کافر ہوئے اور اُنھوں نے ہماری آیات کو جھوٹا سمجھا اُن کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے اور جن لوگوں نے کہ ہجرت کی راہِ خدا میں اس کے بعد مارے گئے یا طبعی موت سے مرے البتہ روزی دے گا اللہ تعالےٰ اُن کو عمدہ رزق اور البتہ خدا ہی سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ وہ البتہ اُن کو ایسی جگہ لائے گا جس کو وہ پسند کریں گے اور بیشک خدا دانا اور بُردبار ہے۔ حال یہ ہے۔ اور جو کہ بدلہ دے ویسا ہی جیسا اُس سے معاملہ کیا گیا پھر اُس پر زیادتی کی جائے تو البتہ اُس کو اللہ تعالےٰ مدد دے گا بیشک اللہ تعالےٰ درگزر کرنے والا بخشنے والا ہے۔ یعنی مہاجرین اوّلین نے کُفّار کے ہاتھوں سے بہت تکلیفیں اُٹھائیں اگر اُن کے مقابلہ پر وہ بھی کُفّار کو کوئی ایذا پہنچائیں تو یہ عین عدل ہے اور اگر کفّار پھر مجتمع ہو جائیں اور پھر اس ایذا کا انتقام لیں گے تو اللہ تعالیٰ کی امداد اِن مہاجرین اوّلین کے شاملِ حال ہو گی۔ اور یہ آیت اُسی آیت کے ہم معنے ہے (جو پہلے ذکر ہوچکی) کہ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ (۳۹:۲۲) (اب) لڑنے کے لئے ان لوگوں کو اجازت دی گئی جن سے (کافروں کی طرف سے) لڑائی کی جاتی ہے۔" اس کے بعد خدا تعالےٰ مدد کے وعدے کو تقویت دیتے ہیں دنیا کی تمام اطراف و جوانب اور نفوس میں اپنی قدرت کے بیان سے کہ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ پھر فقیر کہتا ہے کہ آخرت میں مہاجرین کو جنت کی بشارت کے لئے یہ آیت نص ہے

Marfat.com

وبنصر در دنیا وہو المقصود عن عمر انہ کان یسجد سجدتین فی الحج و قال ان ہذہ السورۃ فضلت علی سائر القرآن بسجدتین عن ابی بکر الصدیق قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا صلی الصبح مرحبا بالنہار الجدید و الکاتب و الشہید اکتبا بسم اللہ الرحمن الرحیم اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ و اشہد ان الدین کما وصف والکتاب کما انزل و اشہد ان الساعۃ آتیۃ لا ریب فیہا و ان اللہ یبعث من فی القبور و عن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لبس الحریر فی الدنیا لم یلبسہ فی الآخرۃ عن ابن عمر ان عمر نہی ان تغلق ابواب دور مکۃ فان الناس کانوا ینزلون منہا حیث وجدوا حتی کانوا یضربون فساطیطہم فی الدور و عن عمر بن الخطاب ان رجلا قال لہ عند المروۃ یا امیر المؤمنین اقطعنی مکانا لی و لعقبی فاعرض عنہ عمر و قال ہو حرم اللہ سواء العاکف فیہ والباد و عن عمر بن الخطاب قال احتکار الطعام بمکۃ الحاد بظلم عن عبید ابن عمیر قال لقی عمر بن الخطاب رکبا یریدون البیت فقال من انتم فاجابہ احدثہم سنا فقال عباد اللہ المسلمون قال من این جئتم قال من الفج العمیق

اور دنیا میں مدد دینے پر۔ اور یہی مقصود ہے۔ اور عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ سورۂ حج میں دو سجدے کیا کرتے تھے اور آپ نے فرمایا کہ اس سورت کو تمام قرآن (کی سورتوں) پر دو سجدوں سے فضیلت دی گئی ہے۔ ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب آپ صبح کی نماز پڑھ چکے نئے دن کو مرحبا اور لکھنے والے کو اور گواہی دینے والے کو (اس طرح) لکھا کرو بسم اللہ الرحمن الرحیم میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ دین ایسا ہی ہے جیسی اس کی تعریف کی گئی اور کتاب اللہ جیسی وہ نازل کی گئی (یعنے وہ منجانب اللہ ہے)۔ اور گواہی دیتا ہوں میں کہ قیامت آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں اور اس بات کی کہ اللہ تعالےٰ اہل قبور کو زندہ کر کے اٹھائے گا۔ اور روایت ہے عمر رضی اللہ عنہ سے انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دنیا میں حریر (ریشمی کپڑا) پہنا وہ آخرت میں اس کو نہیں پہنے گا۔ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے لوگوں کو اس سے منع کیا کہ مکہ کے گھروں کے دروازوں کو بند کرلیں کیونکہ (اس زمانہ میں عام طور پر یہ معمول تھا کہ) لوگ (عازمین حج) جس مکان کو پاتے تھے اسی میں اتر جاتے تھے یہاں تک کہ گھروں میں ہی اپنے خیمے گاڑ دیا کرتے تھے۔ اور عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اُن سے مروہ کے قریب کہا کہ اے امیر المومنینؓ یہاں کی کوئی زمین مجھے دیدیجئے (جو میری ملک ہو) اور میرے وارثوں کی تو عمرؓ نے اُس سے منہ پھیر لیا اور فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حرم ہے اس میں مسافر اور مقیم سب برابر ہیں۔ اور عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ مکہ میں طعام (غلہ وغیرہ) کو فروخت سے روک رکھنا خلاف دین ہے ظلم کے ساتھ۔ عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب سے ملاقات ہوئی شتر سواروں کے ایک قافلہ کی آپ نے اُن سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ تو ایک نوجوان نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کے مسلمان بندے۔ آپ نے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو؟ تو اُس نے کہا کہ بہت دور دراز مقام

سواء المقیم والباد والمسافر من الاعراب او غیرہم ۱۲

Marfat.com

قال این تریدون قال البیت العتیق فقال عمر تاوّبها لعمر و الله فقال عمر من امیرکم فاشار الی شیخ منهم فقال عمر بل انت امیرهم لاحد ثم سنا الذی اجابہ و عن ابن عباس قال رأیت عمر ابن الخطاب قبّل الحجر و سجد علیہ ثم قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعل ہذا عن محمد بن سیرین قال اشرف علیھم عثمان بن القصر فقال ائتونی برجل تالی کتاب اللہ فأتوا بصعصعۃ ابن صوحان فتکلم بکلام فقال اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّہُمۡ ظُلِمُوۡا ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصۡرِہِمۡ لَقَدِیۡرُ فقال لہ عثمان کذبت لیست لک و لا لاصحابک ولکنھا لی ولاصحابی عن ابن عباس اَلَّذِیۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِہِمۡ ای من مکۃ الی المدینۃ بغیر حق یعنی محمدا صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ و عن عثمان ابن عفان قال فینا نزلت ہذہ الآیۃ الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الآیۃ بعد ما اخرجنا من دیارنا بغیر حق ثم مکّنا فی الارض فاقمنا الصلوۃ و اتینا الزکوۃ و امرنا بالمعروف و نھینا عن المنکر فھی لی ولاصحابی و عن ثابت بن عرفجۃ الحضرمی قال حدثنی سبعۃ و عشرون من اصحاب علی و عبد اللہ منھم لاحق بن الاقمر والعیزار بن جرول وعطیۃ القرظی ان علیا قال انما انزلت ہذہ الآیۃ فی اصحاب محمد ولولا دفع اللہ الناس الآیۃ قال لولا دفع اللہ باصحاب

پھر آپ نے پوچھا کہ کہاں جاؤ گے تو اس نے کہا کہ پرانے گھر (یعنی خانہ کعبہ) میں۔ تو آپ نے فرمایا واللہ یہ عمرؓ سے ہیر پھیر کی باتیں کر رہا ہے۔ پھر عمرؓ نے ان لوگوں سے کہا کہ تمہارا امیر کون ہے؟ تو اشارہ کیا ان میں سے ایک بوڑھے کی طرف۔ تو عمرؓ نے کہا ہاں تو ان کا امیر ہے نہ یہ نوعمر جو جواب دے رہا تھا۔ اور مروی ہے ابن عباسؓ سے انھوں نے کہا کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا کہ انھوں نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور اس پر سجدہ کیا (یعنی پیشانی بھی اس سے ملا دی) پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔ مروی ہے محمد بن سیرین سے انھوں نے کہا کہ قصر کے اوپر سے جھانک کر عثمانؓ نے (ان باغیوں سے جنھوں نے قصر کو گھیر رکھا تھا) کہا کہ میرے سامنے ایسے شخص کو لاؤ جو کتاب اللہ کی تلاوت کرتا ہو تو لوگ صعصعہ بن صوحان کو لائے۔ اس نے آپ سے گفتگو کرتے ہوئے یہ آیت پڑھی اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّہُمۡ ظُلِمُوۡا ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصۡرِہِمۡ لَقَدِیۡرُ (۲۲: ۳۹) (ترجمہ لکھا جا چکا ہے) تو اس سے عثمانؓ نے کہا تو جھوٹا ہے یہ آیت نہ تیرے لئے ہے نہ تیرے اصحاب کے لئے۔ لیکن وہ میرے لئے ہے اور میرے اصحاب کے لئے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اَلَّذِیۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِہِمۡ (جو لوگ نکالے گئے) یعنی مکہ سے مدینہ کی طرف بِغَیۡرِ حَقٍّ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحابؓ۔ اور مروی ہے عثمانؓ بن عفان سے انھوں نے کہا کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے اَلَّذِیۡنَ اُخۡرِجُوا مِن دیارھم بغیر حق الآیہ بعد اس کے کہ ہم اپنے گھروں سے بغیر حق کے نکالے گئے پھر ہم کو اس سرزمین کی حکومت دی گئی تو ہم نے نماز کو قائم کیا اور زکوۃ دی اور ہم نے نیک کام کا حکم کیا اور برے کام سے روکا۔ تو یہ آیت میرے اور میرے اصحاب کے حق میں ہے۔ اور مروی ہے ثابت بن عرفجہ حضرمی سے انھوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا علیؓ کے اور عبد اللہؓ کے اصحاب میں سے ستائیس لوگوں نے، ان میں سے لاحق بن الاقمر اور عیزار بن جرول اور عطیۃ القرظی ہیں کہ علیؓ نے فرمایا کہ یہ آیت اصحاب محمدؐ کے بارے میں نازل ہوئی وَلَوۡ لَا دَفۡعُ اللّٰہِ النَّاسَ الخ (اس تفسیر میں) فرمایا کہ لولا دفع اللہ باصحاب

Marfat.com

محمد من التابعین ہُنِّئَتْ صَوَامِعُ
عن ابن ابی اوفیٰ قال دخلتُ علی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی
مسجد المدینۃ فجعل یقول اینَ فلان اینَ
فلان فلم یزل یتفقّدہم ویبعثُ الیہم حتی
اجتمعوا عندہ فقال انی محدّثکم
بحدیث فاحفظوہ وعوہ وحدّثوا
بہ من بعدکم اِنَّ اللہ اصطفیٰ
من خلقہ خلقاً ثم تلا ہٰذہ
الآیۃ اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰئِکَۃِ
رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ۔ خلقاً
یدخلہم الجنۃ و انی مصطفیٰ
منکم من اُحِبُّ اَن اَصطفیہ و
مؤاخٍ بینکم کما آخَی اللّٰہُ بین
الملٰئکۃ قم یا ابا بکر فقام فجثیٰ بین
یدیہ فقال ان لک عندی یدا
ان اللہ یجزیک بہا فلو کنتُ متخذا
خلیلًا لاتخذتک خلیلًا و انت
منی بمنزلۃ قمیصی من جسدی و
حرّک قمیصہ بیدہ ثم قال اُدنُ یا
عمر فدنا فقال قد کنتَ شدید
الشَّغَب علینا ابا حفص فدعوتُ
اللہ ان یُعِزَّ الدینَ بک او
بابی جہل ففعل اللہ ذالک
بک وکنتَ احبَّہما الیّ فانت
معی فی الجنۃ ثالثُ ثلٰثۃٍ
من ہٰذہ الأمۃ

محمد من التابعین ہُنِّئَتْ صَوَامِعُ (اب ترجمہ یہ ہوگا کہ اگر اللہ تعالیٰ تابعین پر سے بذریعہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم زور نہ گھٹوا دیتا تو ڈھا دیئے جاتے خلوت خانے الخ) اور ابن ابی اوفیٰ سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مسجد مدینہ میں پہنچا تو آپ نے فرمانا شروع کیا کہ کہاں ہیں فلاں بن فلاں اور آپ اُن کو ڈھونڈتے رہے اور اُن کے انتظار میں خاموش رہے یہاں تک کہ وہ سب آپ کے پاس جمع ہو گئے تو فرمایا کہ میں تم سے ایک بات کہنے والا ہوں اس کو یاد رکھو اور اچھی طرح محفوظ کر لو اور اپنے بعد والوں سے یہ بات کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے منتخب کیا اپنی مخلوق میں سے ایک مخلوق کو پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ الخ (۲۲ء۷۵) اللہ تعالیٰ نے منتخب کر لیتا ہے فرشتوں میں سے احکام پہنچانے والے (مقرر فرما دیتا ہے) اور آدمیوں میں سے۔ (یعنی) ایک مخلوق کو جن کو جنت میں داخل کرے گا۔ اور میں تم میں سے جس کو میں منتخب کرنا چاہتا ہوں منتخب کرنے والا ہوں اور میں تم میں مواخاۃ کرانا چاہتا ہوں (یعنی ایک دوسرے کا بھائی بنانا چاہتا ہوں) جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرشتوں میں مواخاۃ کرائی ہے۔ اُٹھو اے ابو بکرؓ! تو ابو بکرؓ اُٹھے اور آپ کے سامنے دو زانو بیٹھ گئے۔ پھر آپ نے فرمایا تمہارا مجھ پر حق ہے اللہ تعالیٰ تم کو اس کی جزا دے گا۔ تو میں اگر کسی کو خلیل بناتا تو تم کو اپنا خلیل یعنی دوست جانی بناتا اور تم مجھ سے (قربت میں) بمنزلہ میری قمیص کے ہو میرے جسم کے ساتھ (راوی کا قول ہے کہ یہ فرماتے ہوئے) آپ نے اپنی قمیص کو ہاتھ سے حرکت دی۔ پھر فرمایا قریب آجاؤ اے عمرؓ! تو وہ قریب آگئے تو فرمایا کہ اے ابو حفصؓ تم کو ہم سے شدید خصومت تھی پھر میں نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ وہ دین کو غلبہ دے تمہاری ذات سے یا ابو جہل سے تو اللہ تعالیٰ نے اُس کو تمہارے حق میں قبول کیا اور دونوں میں سے تم میرے محبوب بن گئے۔ تو تم میرے ساتھ جنت میں ہوگے اس اُمت میں سے تم ثالث ثلاثہ[1]

[1] اس ارشاد کی ایک صداقت تو یہاں ہے کہ آنحضرتؐ کی قبر مبارک کے برابر ہی حضرت صدیق اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہما کی قبریں ہیں یہ مقام روضۃ من ریاض الجنۃ ہے۔ حضرت فاروقؓ بھی جس طرح حیات میں ساتھ رہنے کی بنا پر ثالث ثلاثہ رہے بعد وفات بھی ثالث ثلاثہ رہے۔ کیا عجب ہے کہ اس ارشاد سے آپ نے اسی طرف اشارہ فرمایا ہو۔ اشتیاق علی عفی عنہ

[2] ایں است از دوئی لیکن یکی نگاہ داشت و منہ تعالیٰ و عیت الحدیث

Marfat.com

ثم تنحیٰ و آخا بینہ و بین ابی بکر ثم دعا عثمان بن عفان[1] فقال ادن یا عثمان ادنُ یا عثمان فلم یزل یدنو منہ حتے الصق رکبتہ برکبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم نظر الیہ ثم نظر الی السماء فقال سبحان اللہ العظیم ثلث مرار ثم نظر الی عثمان فاذا ازرارہ محلولۃ فزرّھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ ثم قال اجمع عطفی ردائک علی نحرک فان لک شانًا فی اہل السماء انت ممن یرد علیّ الحوض و اوداجہ تشخب دمًا فاقول لک من فعل ہذا بک فتقول فلان و فلان و ذلک کلام جبرئیل و ذلک اذ ہتف من السماء الا ان عثمان امیر علی کل خاذل ثم دعا عبد الرحمن بن عوف ثم قال اُدن یا امین اللہ و الامین فی السماء یسلط اللہ علی مالک بالحق اما ان لک عندی دعوۃ و قد اخرتہا قال خر لی یا رسول اللہ قال حملتنی یا عبد الرحمن امانۃ اکثر اللہ مالک و جعل یحرک یدہ ثم تنحیٰ و آخیٰ بینہ و بین عثمان ثم دخل طلحۃ والزبیر فقال ادنوا منی فدنوا منہ فقال انتما حواری کحواری عیسی بن مریم ثم آخیٰ بینہما ثم دعا سعد بن ابی وقاص و عمار بن یاسر

ہوگے (یعنی تین میں کا تیسرا۔ ایک خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دوسرے ابوبکرؓ تیسرے عمرؓ) پھر آپؐ نے ان دونوں کی طرف متوجہ ہوکر مواخاۃ کرائی ان کے اور ابوبکرؓ کے درمیان۔ پھر آپؐ نے عثمانؓ بن عفان کو بلایا۔ فرمایا قریب ہوجاؤ اے عثمانؓ۔ وہ آپؐ سے قریب ہوتے رہے یہاں تک کہ ان کے گھٹنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں سے مل گئے۔ پھر آپؐ نے اُن کی طرف دیکھا پھر آسمان کی طرف دیکھا۔ پھر فرمایا سُبْحٰنَ اللّٰہِ الْعَظِیْم تین مرتبہ پھر آپؐ نے عثمانؓ کی طرف دیکھا کہ آپ کی قمیص کی گھنڈیاں کھلی ہوتی ہیں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اپنے ہاتھ سے لگایا۔ پھر فرمایا اپنی چادر کے دونوں پلّے اپنے سینہ پر اکٹھے کرو کیونکہ آسمان والوں میں تمھاری خاص شان ہے۔ تم اُن لوگوں میں سے ہو جو میرے پاس حوض پر آئیں گے اور اُن کی گردن کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا۔ پھر میں تم سے کہوں گا کہ تمھارے ساتھ ایسا کس نے کیا؟ تو تم کہوگے کہ فلاں اور فلاں نے۔ اور یہ کلام جبریلؑ کا ہے۔ اور یہ اُس وقت کا ہے جب آسمان سے یہ آواز لگائی گئی تھی آگاہ رہو عثمانؓ امیر ہے ہر رسوا کرنے والے پر۔ پھر آپؐ نے عبد الرحمٰنؓ بن عوف کو بلایا اور فرمایا کہ قریب آجاؤ اے اللہ کے امین اور امین آسمان میں (یعنی آسمان میں تمکو امین کہا جاتا ہے) اللہ تعالیٰ غالب کرے گا تم کو تمہارے مال پر جن کے ساتھ آگاہ ہو تمھارے لئے میرے پاس ایک دعا رہے اور میں نے اُس کو مؤخر کردیا ہے۔ عبد الرحمٰنؓ نے کہا یا رسول اللہ جو میرے حق میں بہتر ہو کیجیے۔ فرمایا کہ اے عبد الرحمٰن تم نے ہمارے پاس ایک امانت رکھی (یعنی وہ دعا بمنزلہ تمھاری امانت کے ہے۔ وقت مناسب پر ضرور کی جائے گی) اللہ تعالےٰ تمھارے مال کو بڑھائے اور آپؐ نے اپنے ہاتھ کو (بڑھنے کا اشارہ کرتے ہوئے) حرکت دینا شروع کی پھر آپؐ نے رُخ پھیرا اور اُن کے اور عثمانؓ کے درمیان مواخاۃ کی۔ پھر داخل ہوئے طلحہؓ اور زبیرؓ۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ تم دونوں مجھ سے قریب ہوجاؤ تو یہ قریب آگئے پھر فرمایا کہ تم دونوں میرے حواری ہو جیسے عیسیٰ بن مریمؑ کے حواری تھے۔ پھر ان دونوں میں مواخات کرائی۔ پھر پکارا سعدؓ بن ابی وقاص اور عمارؓ بن یاسر کو

[1] فقصد جہۃ وجہہ ۱۲

عہ جمع وَدَج بالحرکۃ وہی ما احاط العنق من العروق یقطعہا الذابح و تشخب بمعنی تسیل ۱۲

Marfat.com

قال یا عمارُ تقتلک الفئۃُ الباغیۃُ ثم آخیٰ بینہما ثم دعا ابا الدرداءِ وسلمانَ الفارسیَّ فقال یا سلمانُ انتَ منّا اہلَ البیت و قد آتاک اللہ العلمَ الاوّلَ و العلمَ الآخرَ و الکتاب الاوّل والکتاب الآخر ثم قال الا اُرشدک یا ابا الدّرداء قال بلیٰ یا رسولَ اللہ قال اِن تنقدہم ینقدوک و اِن ترکتہم لا یترکوک و اِن تہرب منہم یُدرکوک فاقرضہم عرضک لیوم فقرک فآخیٰ بینہما ثم نظر فی وجوہ اصحابہٖ فقال اَبشروا و قرّوا اعینًا فانتم اوّلُ من یرد علیّ الحوضَ و انتم فی اعلی الغرفِ ثم نظر الیٰ عبد اللہ بن عمر فقال الحمد للہ الذی یہدی من الضلالۃ فقال علیؓ یا رسول اللہ ذہبَ رُوحی و انقطع ظہری حینَ رأیتک فعلتَ بما فعلتَ باصحابک غیری فان کانَ من سخطٍ علیَّ فلکَ العتبیٰ و الکرامۃ فقال والذی بعثنی بالحقّ ما اَخرتک اِلّا لنفسی فانتَ منّی بمنزلۃِ ہارونَ من موسیٰ ووارثی فقال یا رسولَ اللہ ما اَرِث منک قال ما اورثتِ الانبیاءُ قال و ما اورثت الانبیاءُ قبلک

اور فرمایا اے عمارؓ تجھے ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔ پھر دونوں میں مواخاۃ کرائی۔ پھر آپؐ نے ابوالدرداءؓ اور سلمان فارسیؓ کو بلایا اور فرمایا کہ اے سلمانؓ تم ہمارے اہل بیت میں سے ہو اور تم کو اللہ تعالیٰ نے پہلا علم بھی دیا اور دوسرا بھی اور پہلی کتاب بھی دی اور دوسری کتاب بھی۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ اے ابوالدرداءؓ کیا میں تم کو بھلائی کی بات نہ بتاؤں۔ اُنھوں نے کہا ضرور بتائیے یا رسول اللہؐ۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم نے لوگوں پر (ملامت کا) نفاذ شروع کردیا تو وہ تم پر نفاذ شروع کردیں گے اور اگر تم اُن کو چھوڑ دوگے تو وہ تمھیں نہ چھوڑیں گے اور اگر تم اُن سے بھاگوگے تو وہ تمھیں ڈھونڈ لیں گے۔ بس تم اُن کو اپنی آبرو قرض پر دیدینا اپنے محتاجگی کے دن کے لئے۔ پھر آپؐ نے ان دونوں کے درمیان مواخاۃ کرائی پھر آپؐ نے اپنے اصحابؓ کے چہروں کی طرف دیکھا پھر فرمایا تم خوشخبری سُن لو اور اپنی آنکھ ٹھنڈی کرو کہ تم سب سے پہلے میرے پاس حوض (کوثر) پر آجاؤگے اور تم بلند (بالاخانوں کی) کھڑکیوں میں بیٹھنے والے ہو۔ پھر آپؐ نے عبداللہ بن عمرؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا ہر تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو گمراہی سے ہدایت کرتا ہے۔ اس کے بعد علیؓ نے کہا یا رسول اللہؐ میری جان نکل گئی اور کمر ٹوٹ گئی جب میں نے آپؐ کو اپنے اصحابؓ کے ساتھ وہ (لطف و کرم) کرتے ہوئے دیکھا جو آپؐ نے کیا ہے میرے سوا۔ (یعنے آپؐ نے مجھے نظرانداز کردیا) تو اگر آپؐ نے ایسا مجھ پر کسی ناراضگی کی وجہ سے کیا تو آپؐ کو ناراضگی اور کرم کا حق ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے تم کو پیچھے نہیں رکھا مگر اپنی ذات کے لئے تو تم میرے لئے اس مرتبہ میں ہو جیسے موسیٰؑ کے لئے ہارونؑ تھے اور میرے وارث ہو۔ تو علیؓ نے عرض کیا کہ میں آپؐ سے وراثت میں کیا لوں گا؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ جو وراثت انبیاءؑ چھوڑا کرتے ہیں۔ علیؓ نے کہا انبیاءؑ نے آپؐ سے پہلے

یہ پیشگوئی ہے ابودرداؓ کے متعلق کہ لوگ تم پر آوازے کسیں گے اور اعتراضات کریں گے اگر تم جواب دوگے تو لوگ اور آگے بڑھیں گے۔ اس لئے تم اعراض ... کرکے جواب نہ دینا چنانچہ یہ چیزیں پیش آئیں۔ اقرض من عرضک کا مفہوم یہ ہے کہ جو لوگ پیٹھ پیچھے تمھاری بُرائیاں کریں یا منہ پر، تو صبر کرنا گویا اُن کے ذمہ تمھارا ... رہے گا یا اُن کے ذمہ رہنے دینا۔ یوم حشر میں جو انسان کے فقر کا دن ہے کہ اب وہ کوئی عمل خیر نہیں کرسکے گا، تمھاری آبرو ریزی کا بدلہ تم کو اُن کی نیکیوں سے ملیگا ... تعالیٰ تمھیں دیدیں گے اور تمھیں وہ قرض وصول ہوجائیگا ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

قال كتاب الله وسنة نبيهم و
انت معي في قصري في الجنة مع
فاطمة بنتي وانت اخي ورفيقي
ثم تلا رسول الله صلى الله عليه و
سلم هذه الآية إِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ
مُّتَقَابِلِيْنَ الاخلاء في الله ينظر بعضهم
الى بعض عن عبد الرحمن بن عوف
قال قال لي عمر ألسنا كنا نقرأ فيما نقرأ
وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ
في آخر الزمان كما جاهدتم في اوله
قلت بلى متى هذا يا امير المؤمنين
قال اذا كانت بنو امية الأمراء
و بنو المغيرة الوزراء وعن محمد
ابن زيد بن عبد الله بن عمر قال
قرأ عمر بن الخطاب هذه الآية مَا
جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ
حَرَجٍ ثم قال ادعوا لي رجلاً من
بني مدلج قال ما الحرج فيكم
قال الضيق۔

قال الله تعالى قَدْ اَفْلَحَ
الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ
خَاشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ
مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ
فَاعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ
لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا
عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ
اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ
مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى
وَرَآءَ ذٰلِكَ

کیا وراثت چھوڑی تو آپ نے فرمایا کہ کتاب اللہ اور نبی کا خاص طریقہ۔ اور تم جنت میں میری ساتھ میرے قصر میں ہوگے میری بیٹی فاطمہؓ سمیت۔ اور تم میرے بھائی اور میرے رفیق ہو۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ۝ (۱۵: ۴۷) کہ سب بھائی بھائی کی طرح تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا کریں گے۔" جو اللہ تعالیٰ کے لئے باہم دوست ہیں وہ ایک دوسرے کو دیکھتے ہوں گے۔ مروی ہے عبد الرحمٰن بن عوف سے انھوں نے بیان کیا کہ مجھ سے عمرؓ نے کہا کیا ہم اپنی تلاوت کے دوران میں یہ نہیں پڑھتے رہے ہیں وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ (۲۲: ۷۸) اور اللہ تعالیٰ کے کام میں خوب کوشش کیا کرو جیسا کہ کوشش کرنے کا حق ہے۔" یعنے آخر زمانہ میں جس طرح تم نے جہاد کیا اوّل زمانہ میں۔ میں نے کہا بیشک پھر یہ وقت کونسا ہوگا اے امیر المومنینؓ تو فرمایا کہ جب بنو امیہ اُمراء ہوں گے اور بنو مغیرہ وُزراء۔ اور محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے انھوں نے بیان کیا کہ عمرؓ بن الخطاب نے یہ آیت پڑھی مَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ الخ (۲۲: ۷۸) (اُس نے) تم پر دین (کے احکام) میں کسی قسم کی تنگی نہیں کی۔" پھر فرمایا کہ میرے پاس بنی مدلج کے کسی شخص کو لاکر آؤ (جب ایک شخص آگیا تو) اُس سے عمرؓ نے کہا کہ تم میں "حرج" کیا ہے؟ (یعنی حرج کا استعمال کس معنے میں کرتے ہو) اُس نے کہا ضیق (یعنے تنگی)۔

آیات سورۃ المومنون

اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الخ (۲۳: ۱تا۱۱) بالتحقیق اُن مسلمانوں نے آخرت میں فلاح پائی جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں۔ اور جو لغو باتوں سے (خواہ قولی ہوں یا فعلی) برکنار رہنے والے ہیں اور جو (اعمال و اخلاق میں) اپنا تزکیہ کرنے والے ہیں۔ اور جو اپنی شرمگاہوں کی (حرام شہوت رانی سے) حفاظت رکھنے والے ہیں۔ لیکن اپنی بیویوں سے یا اپنی (شرعی) لونڈیوں سے (حفاظت نہیں کرتے) کیونکہ ان پر (اس میں) کوئی الزام نہیں۔ ہاں جو اس کے علاوہ (اور جگہ شہوت رانی کا) طلبگار ہو

Marfat.com

أُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝ وَالَّذِينَ
هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ۝
وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَوَاتِهِمْ
يُحَافِظُونَ ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ
الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ ۝
هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

وقال تعالےٰ أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا
نُمِدُّهُمْ بِهِ مِنْ مَالٍ وَبَنِينَ ۝
نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ ۚ بَلْ
لَا يَشْعُرُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ هُمْ مِنْ
خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ ۝ وَالَّذِينَ
هُمْ بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ۝ وَ
الَّذِينَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ۝
وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ
وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ۝
أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَ
هُمْ لَهَا سَابِقُونَ ۝

فقیر گوید عفی عنہ سورۂ مومنون مکیہ است چون وصف مومنین بصفاتِ کذا وکذا نمود آمد کہ درسُبّاقِ مومنین از مہاجرین اولین بود بلکہ ایشان بآن صفات مشہور بودند و آن جماعہ را وصف صلاح و وعدۂ جنت و مسارعت در خیر اثبات کردہ شد تعریض ظاہر آمد بر فضائل جماعۂ خاص کہ خلفاء دران جماعہ داخل اند وہو المقصود اخرج الترمذی عن عمر بن الخطاب قال کان اذا نزل علے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الوحی یسمع عند وجہہ کدوی النحل فانزل علیہ یوما فمکثنا ساعۃ فسری عنہ فاستقبل القبلۃ

ایسے لوگ حد (شرعی) سے نکلنے والے ہیں۔ اور جو اپنی (سپردگی میں لی ہوئی) امانتوں اور اپنے عہدوں کا خیال رکھنے والے ہیں۔ اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں۔ (پس) ایسے ہی لوگ وارث ہونے والے ہیں جو فردوس کے وارث ہوں گے (اور) وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔"

اور فرمایا ہے حق تعالےٰ نے أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا الخ (۲۳: ۵۵ تا ۶۱) کیا یہ لوگ یوں گمان کر رہے ہیں کہ ہم ان کو جو کچھ مال و اولاد دیتے چلے جاتے ہیں تو ہم ان کو جلدی جلدی فائدے پہنچا رہے ہیں (یہ بات ہرگز نہیں) بلکہ یہ لوگ (اس کی وجہ) نہیں جانتے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جو لوگ اپنے رب کی ہیبت سے ڈرتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور جو لوگ (اس ایمان میں) اپنے رب کے ساتھ شرک نہیں کرتے ہیں۔ اور جو لوگ (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور (باوجود دینے کے) ان کے دل اس سے خوف زدہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں۔ یہ لوگ (البتہ) اپنے فائدے جلدی جلدی حاصل کر رہے ہیں اور وہ ان کی طرف دوڑ رہے ہیں۔"

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ سورۂ مومنون مکہ میں نازل ہوئی۔ جب مومنین کا وصف ان صفات کے ساتھ مفصل فرما دیا گیا کہ وہ ایسے اور ایسے ہیں اور یہ سب کی سب صفات سابق مومنین مہاجرین اولین میں موجود تھیں بلکہ وہ ان صفات کے ساتھ مشہور تھے اور اس جماعت کے لئے صالح ہونے کا وصف اور جنّت کا وعدہ اور خیر میں سبقت کرنا (آیاتِ مذکورہ میں) فرما دیا گیا تو تعریض یعنی روئے سخن واضح ہو گیا کہ اس کا اشارہ ایک جماعتِ خاص کے فضائل کی جانب ہے کہ خلفاء اس جماعت میں داخل ہیں اور یہی ہمارا مقصود ہے۔ اور اخذ کیا ترمذی نے، روایت ہے عمرؓ بن الخطاب سے انھوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپ کے اپنے چہرے کے قریب ایسی آواز سنائی دیتی تھی جیسی شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے تو ایک مرتبہ آپ پر وحی نازل ہوئی تو ہم ایک ساعت ٹھہرے۔ جب وہ حالت نہ رہی تو آپ نے رو بقبلہ ہو کر اپنے دونوں

Marfat.com

فرفع یدیہ فقال اللّٰہم زدنا و لا تنقصنا و اکرمنا و لا تہنا و اعطنا و لا تحرمنا و اثرنا و لا تؤثر علینا و ارض عنا و ارضنا ثم قال لقد انزلت علیّ عشر آیات من اقامہن دخل الجنۃ ثم قرء قد افلح المؤمنون حتی ختم العشر عن ابی بکر الصدیق قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم تعوذوا باللّٰہ من خشوع النفاق قالوا یارسول اللّٰہ وما خشوع النفاق قال خشوع البدن و نفاق القلب و عن مجاہد عن عبد اللّٰہ بن الزبیر انہ کان یقوم فی الصلوٰۃ کانہ عود و کان ابوبکر یفعل ذلک و قال مجاہد ہو الخشوع فی الصلوٰۃ و عن اسماء بنت ابی بکر عن ام رومان والدۃ عائشۃ قالت رآنی ابوبکر الصدیق اتمیل فی صلوٰتی فزجرنی زجرۃ کدت انصرف من صلوٰتی ثم قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول اذا قام احدکم فی الصلوٰۃ فلیسکن اطرافہ لا یتمیل تمیل الیہود فان سکون الاطراف فی الصلوٰۃ من تمام الصلوٰۃ عن قتادۃ قال تسرت امرأۃ غلاما لہا فذکرت لعمر فسألہا ما حملک علی ہذا فقالت کنت اری انہ یحل لی ما یحل للرجل من ملک الیمین فاستشار عمر فیہا اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقالوا تأولت کتاب اللّٰہ علی غیر تاویلہ فقال عمر لا جرم واللّٰہ

ہاتھ اُٹھائے اور دُعاء کی یا اللّٰہ ہم کو بڑھائیے اور کم نہ کیجئے۔ اور ہم کو شرف عطا کیجئے اور ذلیل نہ کیجئے۔ ہم کو عطا فرمائیے اور محروم نہ کیجئے۔ اور ہم کو مقدّم رکھیئے اور دوسروں کو ہم پر مقدم نہ کیجئے اور ہم سے راضی ہوجائیے اور ہم کو راضی بنا دیجئے۔ پھر فرمایا مجھ پر دس آیتیں نازل ہوئی ہیں جس نے اُن کو قائم کیا (یعنی اُن اوصاف پر قائم ہوگیا جو اُن میں مذکور ہیں) وہ جنّت میں داخل ہوگا۔ پھر آپ نے پڑھا قد افلح المؤمنون سے دس آیات کے ختم تک۔ ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے آپ نے کہا کہ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نفاق کے خشوع (عاجزی) سے اللّٰہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔ لوگوں نے کہا کہ یارسول اللّٰہ نفاق کا خشوع کیا ہے؟ فرمایا بدن کا خشوع (یعنے عاجزی کا اظہار کرنا) اور قلب کا نفاق۔ اور مروی ہے مجاہدؒ سے وہ روایت کرتے ہیں عبداللّٰہ بن زبیرؓ سے کہ وہ نماز میں اس طرح کھڑے ہوتے تھے گویا کہ وہ ایک (گڑی ہوئی) لکڑی ہیں۔ اور اسی طرح ابوبکرؓ کیا کرتے تھے۔ اور مجاہدؒ نے کہا کہ یہ ہے خشوع (کا طریقہ) نماز میں۔ اور اسماءؓ بنتِ ابی بکرؓ سے مروی ہے وہ عائشہؓ کی والدہ امّ رومانؓ سے روایت کرتی ہیں کہ انھوں نے بیان کیا کہ مجھے ابوبکر صدیقؓ نے دیکھا کہ میں اپنی نماز میں اِدھر اُدھر جُھکتی تھی تو ابوبکرؓ نے مجھے اتنے زور سے جھڑکا کہ قریب تھا کہ میں اپنی نماز سے ہٹ جاؤں۔ پھر کہا کہ میں نے رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ جب تم میں کوئی نماز کے لئے کھڑا ہو تو چاہیئے کہ اس کے اطراف (یعنی ہاتھ اور ٹانگیں گردن) اِدھر اُدھر نہ جھکیں یہود کے جھکنے کی طرح۔ نماز میں اطراف کا ساکن ہونا نماز کو پُورا کرنے والا ہے۔ اور قتادہؓ سے مروی ہے کہ ایک عورت نے اپنے غلام سے مباشرت کی اُس کا حال بیان کیا گیا عمرؓ سے تو آپ نے اُس سے سوال کیا کہ اس فعل پر تجھ کو کیسے جرأت ہوئی اُس نے کہا کہ میں یہ خیال رکھتی تھی کہ میرے لئے وہ چیز حلال ہے جو مرد کے لئے اپنی ملک (یعنی لونڈی) سے حلال ہے۔ اس کے بعد عمرؓ نے مشورہ کیا اصحابِ نبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم سے تو انھوں نے کہا کہ اس نے کتاب اللّٰہ سے اصل مفہوم کے خلاف معنے مراد لئے تو عمرؓ نے کہا واللّٰہ اب ایسا ضرور ہوگا کہ اس کے بعد میں تجھے کبھی بھی کسی آزاد مرد

Marfat.com

لا اُحِلّک لحُرٍّ بعدہٗ ابدًا کانہٗ عاقبہا بذٰلک ودرأ الحدّ عنہا وامر العبدَ ان لّا یقربہا عن صالح ابی الخلیل قال لما نزلت ہذہ الآیۃُ علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَۃٍ مِّنْ طِیْنٍ الٰی قولہ ثُمَّ اَنْشَاْنٰہُ خَلْقًا آخَرَ قال عُمرُ فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ قال والّذی نفسی بیدہ انہا خُتِمَتْ بالّذی تکلمتَ بہ یا عُمرُ عن الحسن انّ عُمر ابن الخطاب اُتِیَ بفروۃ کسرٰی بن ہرمز فوُضِعت بین یدیہ وفی القوم سُراقۃُ ابن مالکٍ فاخذ عمر سِوَارَیہِم فرمی بہما الٰی سُراقۃ فاخذہما فجعلہما فی یدیہ فبلغا منکبیہ فقال الحمدُ للّٰہ سِوَارَیْ کسرٰی ابن ہرمز فی یدَی سُراقۃ بن مالک بن جعشم اعرابیٍ من بنی مُدلج ثم قال اللّٰہمّ انّی قد علمتُ انّ رسولک قد کان حریصًا علٰی ان یُصیبَ مالاً یُنفقہ فی سبیلک وعلٰی عبادک فزَوَیتَ عنہ ذٰلک اللّٰہمّ انّی اعوذُ بک ان یکون ہٰذا مکرًا منک بعُمر ثم تلا اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّہُمْ بِہٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِیْنَ ۝ نُسَارِعُ لَہُمْ فِی الْخَیْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ۝ عن عُمر بن الخطاب سمعتُ رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول کل سبب ونسب منقطع یومَ القیٰمۃ الا سببی ونسبی عن ابی بکر الصّدیق انہ قال یارسول اللّٰہ

کے لئے حلال نہ کروں گا گویا عمرؓ نے اُس عورت کو یہ سزا دی اور حدِّ زنا کو اُس سے روک دیا اور غلام کو حکم دیا کہ وہ کبھی اُس کے پاس نہ جائے اور صالح ابی الخلیل سے مروی ہے کہ اُنھوں نے بیان کیا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ سے خَلْقًا آخَرَ تک (۲۳: ۱۲ تا ۱۴) اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ (یعنی غذا) سے پیدا کیا .... پھر ہم نے (اس میں روح ڈال کر) اُس کو ایک دوسری ہی (طرح کی) مخلوق بنا دیا۔ (یہاں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُن کر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ ۝ (تو کیسی بڑی شان ہے اللہ تعالیٰ کی جو تمام صنّاعوں سے بڑھ کر ہے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ یہ آیت اسی پر ختم ہوئی ہے جو تم بولے ہو اے عمرؓ۔ اور مروی ہے حسنؒ سے کہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس بھیجی گئی دولت کسرٰی بن ہرمز کی اور وہ آپ کے سامنے رکھی گئی اور قوم میں سراقہ بن مالک بھی تھے۔ عمرؓ نے کسرٰی کے دونوں کنگن اُٹھا کر سُراقہ کی طرف پھینک دیئے۔ سُراقہ نے اُن کو لے کر اپنے دونوں ہاتھوں میں پہنے تو اُن کی کہنیوں تک پہنچے۔ تو عمرؓ نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ کسرٰی بن ہرمز کے کنگن سُراقہ بن مالک بن جعشم کے ہاتھوں میں ہیں جو ایک اعرابی تھا بنی مدلج میں کا۔ پھر کہا اے اللہ میں جانتا ہوں کہ آپ کے نبیؐ کو اس کی بہت خواہش تھی کہ اُن کو بہت سا مال ملے تو اُس کو آپ کی راہ میں خرچ کریں اور آپ کے بندوں پر اور آپ نے اُن کو اُس سے بچائے رکھا۔ اے اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ یہ آپ کی طرف سے ایک گرفت بنے عمرؓ کے لئے۔ پھر آپ نے تلاوت کی اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا الخ (۲۳: ۵۵-۵۶) کیا یہ لوگ یوں گمان کر رہے ہیں کہ ہم اُن کو جو کچھ مال و اولاد دیتے چلے جاتے ہیں تو ہم اُن کو جلدی جلدی فائدے پہنچا رہے ہیں (یہ بات ہرگز نہیں) بلکہ یہ لوگ (اس کی وجہ) نہیں جانتے ۔ اور عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ ہر سبب اور نسب ٹوٹنے والا ہے قیامت کے دن بجز میرے سبب اور نسب کے۔ مروی ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہ اُنھوں نے کہا یا رسول اللہ مجھے

Marfat.com

علمنی دعاءً ادعوا بہ فی صلوٰتی قال قل اللّٰھم انی ظلمت نفسی ظلماً کثیراً و انہ لایغفر الذنوب الا انت فاغفرلی مغفرۃ من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم۔

قال اللہ تعالیٰ فی قصۃ براءۃ عائشۃ رضی اللہ عنہا ولا یأتل اولوا الفضل منکم والسعۃ ان یؤتوا اولی القربٰی والمسٰکین والمھٰجرین فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم ۝ ان الذین یرمون المحصنٰت الغٰفلٰت المؤمنٰت لعنوا فی الدنیا والاٰخرۃ ولھم عذاب عظیم ۝ یوم تشھد علیھم السنتھم وایدیھم وارجلھم بما کانوا یعملون ۝ یومئذ یوفیھم اللہ دینھم الحق ویعلمون ان اللہ ھو الحق المبین ۝ الخبیثٰت للخبیثین والخبیثون للخبیثٰت والطیبٰت للطیبین والطیبون للطیبٰت اولٰئک مبرءون مما یقولون لھم مغفرۃ ورزق کریم ۝

فقیر گوید عفی عنہ کہ در کلمہ اولوا الفضل والسعۃ تعریض ظاہر است بصدیق اکبر رضی اللہ عنہ بشہادۃ سیاق و سباق

کوئی دعا تعلیم فرما دیجئے جو میں اپنی نماز میں پڑھ لیا کروں۔ فرمایا یہ کہو اللّٰھم انی ظلمت نفسی الخ اے اللہ میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا اور گناہوں کو آپ کے سوا کوئی نہیں بخشتا تو اپنی طرف سے میرے سب گناہ آپ معاف فرما دیجئے اور مجھ پر رحم فرمائیے بیشک آپ ہی ہیں بہت مغفرت کرنے والے بہت رحم کرنے والے۔

آیات سورۃ النور

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کے قصہ میں حق تعالےٰ نے فرمایا ولا یأتل اولوا الفضل الخ (۲۴: ۲۲ تا ۲۶) اور جو لوگ تم میں (دینی) بزرگی اور (دنیوی) وسعت والے ہیں وہ اہل قرابت کو اور مساکین کو اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے سے قسم نہ کھا بیٹھیں اور چاہیے کہ یہ معاف کردیں اور درگزر کریں۔ کیا تم یہ بات نہیں چاہتے کہ اللہ تعالےٰ تمہارے قصور معاف کردے بیشک اللہ تعالےٰ غفور رحیم ہے۔ جو لوگ تہمت لگاتے ہیں ان عورتوں کو جو پاکدامن ہیں (اور ایسی باتوں کے کرنے سے بالکل) بے خبر ہیں (اور) ایمان والیاں ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی جاتی ہے اور ان کو (آخرت میں) بڑا عذاب ہوگا۔ جس روز ان کے خلاف میں ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں بھی گواہی دیں گے) ان کاموں کی جو یہ لوگ کرتے تھے۔ اس روز اللہ تعالےٰ ان کا واجبی بدلہ پورا پورا دے گا اور (اس روز ٹھیک ٹھیک) ان کو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہی ٹھیک فیصلہ کرنے والا ہے (اور) بات (کی حقیقت) کو کھول دینے والا ہے۔ (اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ) گندی عورتیں گندے مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لائق ہوتے ہیں اور ستھری عورتیں ستھرے مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور ستھرے مرد ستھری عورتوں کے لائق ہوتے ہیں۔ یہ اس بات سے پاک ہیں جو یہ منافق بکتے پھرتے ہیں۔ ان (حضرات) کے لئے (آخرت میں) مغفرت اور عزت کی روزی (یعنی جنت) ہے۔

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ کلمہ اولو الفضل والسعۃ میں تعریض ظاہر ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف ہے سیاق و سباق (انداز کلام

Marfat.com

وسبب نزول و ظاہر آن است کہ
از فضل فضل فی الدین مراد باشد
تا تکرار لازم نیاید بلکہ فی الحقیقت
نہی خاص برائے محسنین است اگر
شخصے شخصے را رنجانیدہ باشد
بغیر حق و او بر رنجانندۂ خود بذل
مال خود نکند آثم نباشد باتفاق
پس مراد اینجا نہی باعتبار منزلت محسنین
است و در کلمۂ اُولٰئِکَ مُبَرَّءُوْنَ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم و صدیق اکبرؓ
و حضرت عائشہؓ و صفوانؓ بن معطل
ہمہ داخل اند و دخول عائشہؓ و صفوانؓ
خود ظاہر است اما آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم و صدیق اکبر ازان سبب کہ
اگر خدا نکردہ تحققے دران افک می
بود لوثے ازان بدامن پاک آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم می رسید
بجہت نسبت فراش و لوثے بصدیق اکبرؓ عائد
می شد بجہت نسبت ولادت۔

قال اللہ تعالیٰ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّہُمْ
فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ
قَبْلِہِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمْ دِیْنَہُمُ الَّذِی
ارْتَضٰی لَہُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِہِمْ
اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ
فَاُولٰئِکَ ہُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

فقیر گوید این آیت نص است در اثبات خلافت خلفاء
و تاویلات بعیدہ کہ اہل اہوا میکنند ایشان را از وادی عصیان
برنمی آرد چنانکہ در فصل سیوم بسط نمودیم و عن حارثۃ بن مضرب قال

اور واقعات پیش آمدہ) اور سبب نزول کی شہادت ہے۔ اور ظاہر
یہ ہے کہ فضل سے دینی فضیلت مراد ہوگی تاکہ تکرار لازم نہ آئے (کیونکہ
دنیاوی فضیلت لفظ السعۃ سے مفہوم ہو رہی ہے) بلکہ درحقیقت
(تمام محسنین کے لئے یہ نہی عام نہیں ہے) یہ نہی خاص محسنین کے لئے ہے۔
اگر کوئی شخص کسی شخص کو بغیر حق کے رنج پہنچائے اور وہ اس رنج پہنچانے
والے پر اپنا مال خرچ نہ کرے تو وہ بالاتفاق گنہگار نہ ہوگا۔ تو یہاں
پر جو نہی مراد ہے وہ مرتبۂ محسنین کے اعتبار سے ہے (مطلب یہ ہوگا کہ
اتنے بڑے مرتبہ کے محسنین کے لئے یہ زیبا نہیں ہے) اور کلمۂ اُولٰئِکَ
مُبَرَّءُوْنَ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبرؓ اور
حضرت عائشہؓ اور صفوانؓ بن معطل سب داخل ہیں۔ حضرت عائشہؓ
اور صفوانؓ کا (جن سے منافقین نے ان کو متہم کیا تھا) داخل ہونا تو
کھلی ہوئی بات ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبرؓ
اس سبب سے داخل ہیں کہ اگر خدانخواستہ اس بہتان میں کچھ بھی حقیقت
نکل آتی تو اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن پاک پر بھی
دھبہ لگتا زوجیت کی نسبت کی وجہ سے اور صدیق اکبرؓ پر عائد ہوتا نسبت
ولادت کی وجہ سے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ (۲۴:۵۵)
جو لوگ ایمان لاویں اور نیک عمل کریں ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ
فرماتا ہے کہ ان کو (اس اتباع کی برکت سے) زمین میں حکومت عطا
فرمائیگا جیسا ان سے پہلے (اہل ہدایت) لوگوں کو حکومت دی تھی۔
اور جس دین کو (اللہ تعالیٰ نے) ان کے لئے پسند کیا ہے (یعنی اسلام)
اس کو ان کے (نفع آخرت کے) لئے قوت دیگا اور ان کے اس خوف
کے بعد اس کو مبدل بامن کردے گا بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں
(اور) میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں اور جو شخص بعد (ظہور)
اس وعدے کے ناشکری کریگا تو یہ لوگ بے حکم ہیں۔"

فقیر کہتا ہے کہ یہ آیت نص ہے خلافت خلفاءؓ کے اثبات میں
اور اہل ہوا (یعنی شیعہ) جو تاویلات بعیدہ کرتے ہیں وہ ان کو
گناہ کی وادی سے باہر نہیں نکال سکتیں جیسا ہم نے تیسری فصل
میں مفصل لکھدیا ہے۔ اور مروی ہے حارثہ بن مضرب سے انہوں نے کہا کہ

Marfat.com

كتب الينا عمر بن الخطاب ان تعلموا سورة
النساء و الاحزاب و النور عن عمر
عن النبي صلى الله عليه وسلم الا
الذين تابوا من بعد ذلك واصلحوا
قال توبتهم اكذابهم انفسهم فان
كذبوا انفسهم قبلت شهادتهم عن
سعيد بن المسيب قال شهدت عمر
ابن الخطاب حين جلد قذفة المغيرة
ابن شعبة منهم ابو بكرة و نافع
و شبل ثم دعا ابابكرة فقال ان
تكذب نفسك تجز شهادتك فابى
ان يكذب نفسه ولم يكن عمر يجيز
شهادتهما حتى هلكا فذلك قوله الا الذين
تابوا و توبتهم اكذابهم انفسهم
عن عمر بن الخطاب قال لا يجتمع المتلاعنان
ابدا عن عائشة قالت انزل الله
عذري و كادت الامة تهلك في سببي
فلما سري عن رسول الله صلى الله
عليه وسلم و عرج الملك قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم لابي اذهب
الى ابنتك فاخبرها ان الله قد انزل
عذرها من السماء قالت فاتاني ابي
وهو يعدو ويكاد ان يعثر فقال ابشري يا بنية
بابي و امي فان الله قد انزل عذرك
قلت بحمد الله لا بحمدك و لا بحمد
صاحبك الذي ارسلك ثم دخل
رسول الله صلى الله عليه وسلم فتناول ذراعي
فقلت بيده هكذا فاخذ ابو بكر النعل ليعلوني به
انتزعته فمنعته فضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم

عمرؓ بن الخطاب نے ہم کو لکھا کہ سورۃ نساء اور احزاب اور سورۃ نور سیکھو۔ مروی ہے عمرؓ سے وہ روایت کرتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا الخ (۲۴:۵) لیکن جو لوگ اس (تہمت لگانے) کے بعد (خدا کے سامنے) توبہ کرلیں اور (اپنی حالت کی) اصلاح کرلیں۔" فرمایا کہ ان کی توبہ یہ ہے کہ وہ اپنے نفسوں کو خود کاذب قرار دیں تو اگر انھوں نے اپنے نفسوں کی تکذیب کی ہے تو اُن کی شہادت قبول کرلی جائے گی۔ سعید بن المسیب سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ میں موجود تھا جب عمرؓ نے کوڑے لگوائے مغیرہ ابن شعبہ پر تہمت لگانے والوں کے ان میں ابو بکرۃ بھی تھے اور نافع اور شبل۔ پھر عمرؓ نے ابو بکرۃ کو بلایا اور فرمایا کہ اگر تو اپنے نفس کی تکذیب کرے تو ہم تیری شہادت قبول کرلیں گے اس پر ابو بکرۃ نے اپنے نفس کی تکذیب سے انکار کردیا اور عمرؓ اُن دونوں کی شہادت کو کبھی قبول نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ وہ دونوں ہلاک ہوگئے تو یہ مفہوم ہے ارشادِ باری تعالیٰ اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا کا کہ وہ اپنے نفسوں کو کاذب قرار دیں۔ اور مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک دوسرے پر لعنت کرنے والے دو شخص کبھی جمع نہ ہوں۔ مروی ہے عائشہؓ سے انھوں نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے میری بے گناہی کو نازل کیا اور مجھ پر بہتان کے سبب سے اُمت ہلاکت کے قریب ہوچکی تھی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ حالتِ وحی مرتفع ہوگئی اور فرشتہ عروج کرگیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے باپ فرمایا کہ اپنی بیٹی کے پاس جاؤ اور اُس کو خبر دو کہ اللہ تعالےٰ نے اُس کی بے گناہی کو آسمان سے نازل فرمایا ہے۔ فرماتی ہیں کہ پھر میرے پاس میرے باپ اتنے تیز دوڑتے ہوئے آئے کہ قریب تھا کہ گر پڑیں اور کہا کہ میری بٹیا خوشخبری سُن میرے ماں باپ تیرے قربان اللہ تعالےٰ نے تیری بے گناہی نازل کردی ہے۔ میں نے کہا شکریہ اللہ کا، نہ تمھارا اور نہ تمھارے صاحب کا جنھوں نے تم کو بھیجا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ نے میرا بازو پکڑا تو میں نے آپ کے ہاتھ سے (اشارہ کرکے بتایا کہ) اس طرح چھوڑا لیا۔ پھر ابوبکرؓ نے جوتا اُٹھا کر میرے مارنا چاہا۔ میں نے اُس کو روکا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہنسے

Marfat.com

فقال اقسمتُ لا تفعلُ وَ عن عائشۃ لما نزّلَ عذرہا قبّل ابوبکر رأسہا فقالت الَاَّ عذرتنی قال اَیُّ سماءٍ تُظلّنی و اَیُّ ارضٍ تُقلّنی اِنْ قلتُ مالا اَعلمُ عن قتادۃ فی قولہ وَلَا یَأتَلِ اُولُوا الفضلِ منکم الآیۃ قال نزلت ہٰذہ الآیۃ فی رجلٍ من قریش یقال لہ مسطح کان بینہ وبین ابی بکر قرابۃٌ و کان یتیماً فی حجرہ و کان فیمن اذاعَ علی عائشۃ ما اذاعَ فلما انزل اللّٰہ براءتہا و عذرہا تآلی ابوبکر لا یرزؤہ خیراً فانزلَ اللّٰہُ ہٰذہ الآیۃ فذکر لنا انّ نبی اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم دعا ابابکر فتلاہا علیہ فقال اما تحبُّ ان یغفر اللّٰہ لک قال بلیٰ قال فاعف عنہ و تجاوزْ فقال ابوبکر لاجرمَ وَاللّٰہ لا امنعہ معروفاً کنتُ اُولیہ قبل الیوم وَ قد روی ذلک عن جماعۃ منہم عائشۃ و ابنُ عمر و ابنُ عباسٍ والحسنُ و محمد ابن سیرین وغیرہم عن ابی بکر الصدیق قال اطیعوا اللّٰہ فیما امرکم بہ من النکاح ینجز لکم ما وعدکم من الغنیٰ قال تعالیٰ اِنْ یکونوا فقراءَ

اور (ابوبکرؓ سے) کہا میں قسم دیتا ہوں ایسا نہ کرو۔ اور مروی ہے عائشہؓ سے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اُن کی بے گناہی کو نازل کر دیا تو ابوبکرؓ نے اُن کے سر کو بوسہ دیا تو عائشہؓ نے شکوہ کیا کہ آپ نے میری مدافعت نہ کی تو ابوبکرؓ نے کہا کہ کونسا آسمان مجھے اپنے سایہ میں لیتا اور کونسی زمین مجھے اُٹھاتی (یعنی میرا کہاں ٹھکانا ہوتا) جب میں وہ بات کہتا جس کے بارے میں مجھے کچھ علم نہ تھا۔ (کہ یہ بات اللہ کو ناپسند ہے کہ وہ بات کہی جائے جس کا اپنے کو علم نہ ہو)۔ مروی ہے قتادہؓ سے ارشادِ حق تم وَلَا یَأتَلِ اولوا الفضلِ منکم الخ کے بارے میں اُنھوں نے کہا کہ یہ آیت قریش میں کے ایک شخص مسطح کے بارے میں نازل ہوئی۔ اُس کے اور ابوبکرؓ کے درمیان قرابت تھی اور یہ یتیم تھا جو اُن کی گود میں پلا تھا اور یہ بھی اُن لوگوں میں تھا جنھوں نے حضرت عائشہؓ پر لگائے گئے بہتان کے پھیلانے میں حصہ لیا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے عائشہؓ کی برات اور بے گناہی کو نازل فرمایا تو ابوبکرؓ نے حلف کیا کہ اب وہ اس کی مالی امداد نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اس کے متعلق ہم سے ذکر کیا گیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو بُلایا اور اُن کے سامنے اس آیت کی تلاوت کی پھر فرمایا کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمھارے گناہ معاف کر دے۔ ابوبکرؓ نے کہا بیشک پسند کرتا ہوں۔ تو رسول اللہؐ نے فرمایا پھر تم اُس کو معاف کر دو اور درگزر کرو۔ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ آج سے پہلے جو میں اس کو دیا کرتا تھا اب یہ ضروری ہے واللہ میں اُس نیک سلوک کو اُس سے نہ روکوں گا۔ اور اُن سے یہ بات ایک جماعت سے مروی ہے جن میں سے عائشہؓ ہیں اور ابن عباسؓ اور حسنؒ اور محمدؒ بن سیرین اور دوسرے حضرات ہیں۔ ابوبکرؓ صدیق سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نکاح کے بارے میں جو حکم اللہ تعالیٰ نے تم کو دیا ہے تم اس کی اطاعت کرو تو جو وعدہ غنا کا اللہ تعالیٰ نے تم سے کیا ہے وہ اس کو پورا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِن یکونوا فقراء الخ (۲۴: ۳۲) (اور تم میں (یعنی احرار میں) جو بے نکاح ہوں تم ان کا نکاح کر دیا کرو اور (اسی طرح) تمھارے غلام اور لونڈیوں میں سے جو اس (نکاح) کے لائق ہوں اُن کا بھی) اگر وہ لوگ مفلس ہوں گے تو خدا تعالیٰ (اگر چاہے گا)

Marfat.com

يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۔ وعن قتادة قال
ذكر لنا ان عمر بن الخطاب قال ما رايت كرجل
لم يلتمس الغناء في الباءة وقد وعد اللّٰه
فيها ما وعد فقال ان يكونوا فقراء يغنهم
اللّٰه من فضله عن عمر بن الخطاب
قال ابتغوا الغناء في الباءة و في لفظ
اطلبوا الفضل في الباءة و تلا
ان يكونوا فقراء يغنهم اللّٰه من فضله
عن انس بن مالك قال سألني سيرين
المكاتبة فابيت عليه فاتى عمر بن الخطاب
فاقبل علي بالدرة و قال كاتبه و
تلا فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا
فكاتبته عن عمر انه كاتب عبدا له يكنى
ابا امية فجاء بنجمه حين حل قال يا ابا امية
اذهب فاستعن به في مكاتبتك قال
يا امير المؤمنين لو تركته حتى يكون
من آخر نجم قال اخاف ان لا
ادرك ذلك ثم قرأ وَ اٰتُوْهُمْ
مِنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ عن السدى
قال كان لعبد اللّٰه بن ابي جارية
تدعى معاذة فكان اذا نزل ضيف
ارسلها اليه ليواقعها ارادة الثواب
منه و الكرامة له فاقبلت الجارية
الى ابي بكر فشكت ذلك اليه
فذكره ابو بكر للنبي صلى اللّٰه
عليه وسلم فامره بقبضها فصاح
عبد اللّٰه بن ابي من يعذرنا
من محمد يغلبنا على مماليكنا
فنزلت الآية يعني وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ

ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔" اور مروی ہے قتادہ رضی سے انھوں نے
کہا کہ ہم سے ذکر کیا گیا کہ عمر رضی بن الخطاب نے فرمایا کہ میں نے کوئی ایسا شخص
نہیں دیکھا جس نے غنا کو نکاح کے ذریعہ حاصل کرنا نہ چاہا ہو اور اللہ تعالیٰ
نے اس کے بارے میں جو کچھ وعدہ کیا ہے وہ عیاں ہے۔ فرمایا ہے اِنْ
یَّکُوْنُوْا فُقَرَاءَ یُغْنِہِمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ۔ مروی ہے انس رضی بن مالک سے انھوں نے
کہا کہ مجھ سے (میرے غلام) سیرین نے مکاتبت کا سوال کیا تو میں نے
اس کا انکار کر دیا۔ اس نے عمر رضی بن الخطاب سے کہدیا تو وہ میرے پاس درہ
لے کر آئے اور فرمایا کہ اس سے مکاتبت کر اور یہ آیت پڑھی فَکَاتِبُوْہُمْ الخ
(۳۳:۲۴) (اور تمھارے مملوکوں میں سے جو مکاتب ہونے کے خواہاں
ہوں) ان کو مکاتب بنا دیا کرو اگر ان میں بہتری (کے آثار) پاؤ۔" تو میں نے
اس سے مکاتبت کر لی۔ عمر رضی سے مروی ہے کہ انھوں نے اپنے ایک غلام
کو مکاتب بنایا جس کی کنیت ابو امیۃ تھی۔ تو وہ اپنی قسط لے کر آیا
جب وقت معین آگیا۔ آپ نے کہا کہ اے ابا امیۃ جا اس سے اپنی
مکاتبت (یعنی آئندہ اقساط کے لئے تجارت وغیرہ کے ذریعہ روپیہ کمانے)
میں مدد حاصل کر۔ ابو امیۃ نے کہا کہ اے امیر المومنین رضی اگر آپ قسط چھوڑ دیں
تو وہ آخری قسط ہو (یعنی یہ لے لیجئے اور آخری چھوڑ دیجئے) تو آپ نے
فرمایا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ میں اس کو (یعنی آخری قسط کے وقت کو)
نہ پاسکوں۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَّاٰتُوْہُمْ الخ (۳۳:۲۴) اور
اللہ کے (دیئے ہوئے) اس مال میں سے ان کو بھی دو جو اللہ تعالیٰ نے تم کو
دے رکھا ہے۔" سدی سے مروی ہے کہ عبداللہ بن ابی (منافق) کی ایک
باندی تھی جس کو معاذہ کہا جاتا تھا۔ جب اس کے یہاں کوئی مہمان آتا
تو اس کے پاس معاذہ کو بھیجتا تاکہ وہ اس سے مباشرت کرے اس
مہمان کا شکریہ لینے اور اپنی بڑائی جتانے کے لئے۔ وہ باندی ابو بکر رضی
کے پاس آئی اور ان سے اس امر کی شکایت کی۔ انھوں نے اس بات
کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے اس کو حکم
دیا کہ وہ اس باندی سے یہ فعل کرانے سے باز رہے۔ یہ سنکر عبداللہ بن
ابی چیخنے لگا کہ کون ہے جو محمد سے ہمیں بچاتے کہ وہ اب ہم پر ہمارے
مملوکوں کے بارے میں بھی زیادتی کر رہا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔
وَلَا تُکْرِہُوْا الخ (۳۳:۲۴) اور اپنی (مملوکہ) لونڈیوں کو زنا کرانے پر

ے ای من یقوم بعذری ومن ینصرنی علیہ ان کافیتہ علی صنیعہ ۱۲

Marfat.com

على الخفاء. اخرج الترمذي عن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ائتدموا بالزيت وادهنوا به فانه يخرج من شجرة مباركة. عن شريك بن نملة قال ضفت عمر بن الخطاب ليلة فاطعمني كسورا من رأس بعير بارد واطعمنا زيتا وقال هذا الزيت المبارك الذي قال الله لنبيه. عن ابي العالية قال كان النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه بمكة نحوا من عشرين سنة يدعون الى الله وحده وعبادته وحده لا شريك له سرا وهم خائفون لا يؤمرون بالقتال حتى امروا بالهجرة الى المدينة فقدموا المدينة فامرهم الله بالقتال وكانوا بها خائفين يمسون فى السلاح ويصبحون فى السلاح فغيروا بذلك ماشاء الله ثم ان رجلا من اصحابه قال يارسول الله ابد الدهر نحن خائفون هكذا اما يأتي علينا يوم نأمن فيه ونضع السلاح فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لن تغبروا الا يسيرا حتى يجلس الرجل فى الملأ العظيم محتبيا ليست فيهم حديدة فانزل الله وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا الى آخر الآية فاظهر الله نبيه على جزيرة العرب فامنوا ووضعوا السلاح ثم ان الله قبض نبيه فكانوا كذلك آمنين فى زمان ابي بكر وعمر وعثمان حتى وقعوا فيما وقعوا وكفروا النعمة فادخل الله عليهم الخوف

مجبور مت کرو۔ اخذ کیا ترمذی نے، عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روغن زیت کو اپنا سالن بناؤ اور اس کی بدن پر مالش بھی کرو کہ یہ ایک مبارک درخت سے نکلتا ہے۔ شریک ابن نملہ سے مروی ہے بیان کیا کہ میں ایک رات عمرؓ کے پاس مہمان ہوا تو انھوں نے مجھے اونٹ کی سری کی بہت اچھی بوٹیاں کھلائیں اور ہم کو روغن زیت کھلایا اور کہا کہ یہ زیت مبارک وہ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ سے کیا ہے۔ اور ابوالعالیہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحابؓ مکہ میں تقریباً بیس سال تک خفیہ طور پر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی عبادت کی طرف دعوت دیتے رہے کہ وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اس حال میں کہ وہ خائف رہے، اُن کو قتال کا حکم نہیں دیا جاتا تھا، یہاں تک کہ وہ مدینہ کی طرف ہجرت کرنے پر مامور ہوئے اور مدینہ آگئے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے اُن کو قتال کا حکم دیا، اور مدینہ میں وہ خائف ہی رہے۔ ہتھیار بندی کے ساتھ اُن کی شام ہوتی اور ہتھیار بندی کے ساتھ اُن کی صبح ہوتی۔ اسی حال پر جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا اُنھوں نے زمانہ گزارا۔ پھر ایک شخص نے آپ کے اصحابؓ میں سے عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا ہم ہمیشہ کے لئے اسی طرح خائف ہی رہیں گے یا ہم پر کوئی ایسا زمانہ بھی آئے گا جس میں ہم مطمئن ہوں گے اور ہتھیار رکھدیں گے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر ہرگز زیادہ زمانہ نہیں گزرے گا مگر تھوڑا سا کہ آدمی بیٹھے ہوں گے بہت بڑی جماعت میں گھٹنوں پر ہاتھ لپیٹے ہوئے، اُن میں لوہے کی کسی چیز کا نشان بھی نہ ہوگا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ آخر آیت تک (۲۴: ۵۵) (ترجمہ لکھا جاچکا ہے) پھر اللہ تعالےٰ نے اپنے نبیؐ کو جزیرۂ عرب پر غالب کردیا تو لوگ امن وچین سے رہنے لگے اور اُنھوں نے ہتھیار رکھدیئے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے اپنے نبیؐ کو وفات دی پھر لوگ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے زمانہ میں بھی اُسی طرح امن سے رہتے رہے یہاں تک کہ پھر لوگ جن ہلکات میں گرنا چاہا گر گئے اور اُنھوں نے کفرانِ نعمت کیا تو پھر اللہ تعالےٰ نے (امن کے بجائے) اُن پر خوف کو مسلط کردیا

Marfat.com

الذی کان یُرفع عنہم و اتخذوا الحجر و الشُرط و غیّروا فغیّر بہم ما بہم۔

قال اللہ تعالٰے وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۝ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۝ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ۝

جو اُن سے اُٹھا لیا گیا تھا۔ اور اُنھوں نے حجاب اور سپاہی رکھ لیے (جس سے اُن تک عوام کی رسائی بند ہو گئی) اور وہ بدلے تو اُن کے ساتھ جو معاملہ تھا وہ بھی بدل دیا گیا۔

آیات سورۃ الفرقان

اللہ تعالٰے نے فرمایا وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ الخ (۲۵: ۶۳ تا ۷۶) اور (حضرت) رحمٰن کے خاص بندے وہ ہیں جو زمین میں عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب اُن سے جہالت والے لوگ (جہالت کی) بات (چیت) کرتے ہیں تو وہ دفع شر کی بات کہتے ہیں اور جو راتوں کو اپنے رب کے آگے سجدہ اور قیام (یعنے نماز) میں لگے رہتے ہیں۔ اور جو دعائیں مانگتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم سے جہنّم کے عذاب کو دُور رکھیے کیونکہ اس کا عذاب پوری تباہی ہے۔ بیشک وہ جہنّم بُرا ٹھکانا اور بُرا مقام ہے۔ (یہ تو اُن کی حالت طاعاتِ بدنیہ میں ہے) اور (طاعاتِ مالیہ میں ان کا یہ طریقہ ہے کہ) وہ جب خرچ کرنے لگتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور اُن کا خرچ کرنا اس (افراط و تفریط) کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے۔ اور جو کہ اللہ تعالٰے کے ساتھ کسی اور معبود کی پرستش نہیں کرتے اور جس شخص (کے قتل کرنے) کو اللہ تعالٰے نے حرام فرمایا ہے اُس کو قتل نہیں کرتے ہاں مگر حق پر اور وہ زنا نہیں کرتے اور جو شخص ایسے کام کریگا تو سزا سے اُس کو سابقہ پڑے گا کہ قیامت کے روز اُس کا عذاب بڑھتا چلا جائے گا اور وہ اس (عذاب) میں ہمیشہ ہمیشہ ذلیل (و خوار) ہو کر رہے گا۔ مگر جو (شرک و معاصی سے) توبہ کرلے اور ایمان (بھی) لے آئے اور نیک کام کرتا رہے تو اللہ تعالٰے ایسے لوگوں کے (گزشتہ) گناہوں کی جگہ نیکیاں عنایت فرمائے گا اور اللہ تعالٰی غفور رحیم ہے۔ اور جو شخص (جس معصیت سے) توبہ کرتا ہے اور نیک کام کرتا ہے تو وہ (بھی عذاب سے بچا رہے گا کیونکہ وہ) اللہ تعالٰی کی طرف خاص طور پر رجوع کر رہا ہے۔ اور وہ بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور اگر (اتفاقاً) بیہودہ مشغلوں کے پاس ہو کر گزریں تو سنجیدگی کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔ اور وہ ایسے ہیں کہ جس وقت اُن کو اللہ تعالٰی کے احکام کے ذریعے نصیحت کی جاتی ہے تو اُن (احکام) پر بہرے اندھے ہو کر نہیں

Marfat.com

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝

فقیر گوید عفی عنہ سُنّۃ اللہ در قرآن عظیم چنان جاری شدہ کہ اہلِ نجات را با اہلِ ضلال ہر جا در میزان اعتبار می سنجند و اوصاف ہر فریق را بیان می کنند آن یکے را بعذابِ الیم ایعاد می نمایند و آن دیگر را بنعیمِ مقیم وعدہ میدہند و در عد اوصاف فریقین بفرض و احتمال اکتفا نمی نمایند بلکہ اوصاف موجودہ در فریقین بلکہ اوصافیکہ بآن ہر دو فریق مشہور شدہ باشند ذکر می فرمایند مانند آنکہ از شبہاتِ کفار غیر آنچہ برزبانِ ایشان گذشت در مجالس محافل بآن نطق می نمودند مذکور نمیشود و بسوالاتِ مقدرہ واحتمالاتِ بعیدہ متوجہ نمیشوند و مانند آنکہ در بابِ احکام نکاح و طلاق وغیر آن بصورِ محتملہ غیر واقعہ نمی پردازند چون این اصل را فہمیدی بدانکہ خدای تعالٰی در سورۃ فرقان شبہاتِ کفار وجبلیاتِ ایشان نیز مے شمارد و پاداش ہر یکے و قطع مادۂ ہر اشکالے بیان می نماید بعد ازان صفاتِ عباد اللہ المقربین ذکرمے فرماید و انجا بر صفاتِ ثابتہ مشہور و در اشخاص موجودین یومئذ اکتفا میکند تا ادلالتِ عامہ خود تعریض باشد بحاضرین و وعباد الرحمٰن الذین الآیہ وآن صفاتِ وقار

اور ایسے ہیں کہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک (یعنی راحت) عطا کر اور ہم کو متقیوں کا افسر بنا دے۔ ایسے لوگوں کو (بہشت میں رہنے کو) بالاخانے ملیں گے بوجہ ان کے (دین وطاعت پر) ثابت قدم رہنے کے اور ان کو اِس (بہشت) میں (فرشتوں کی جانب سے) بقا کی دعا اور سلام ملے گا (اور) اس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے - وہ کیسا اچھا ٹھکانا اور مقام ہے۔"

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ قرآن عظیم میں اللہ تعالیٰ کا طریقہ اس طرح جاری ہے کہ اہلِ نجات کا ہر موقع پر اہل ضلالت کے ساتھ عبرت دِلانے کے لئے موازنہ کراتے رہتے ہیں اور ہر فریق کا انجام بیان کر دیتے ہیں اُس ایک (اہل ضلالت فریق) کو عذابِ الیم کی وعید بتاتے ہیں اور اُس دوسرے (اہلِ نجات فریق) کو جنتِ جاودانی کا وعدہ دیتے ہیں اور فریقین کے اوصاف کو شمار کرنے میں فرض کر لینے پر اور اِحتمال پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ ان اوصاف کا ذکر کرتے ہیں جو فریقین میں موجود ہیں بلکہ ایسے اوصاف جن سے فریقین مشہور ہوں جیسا کہ کفار کے شبہات میں سے بجز اُن شبہات کے جو اُن کی زبانوں پر آئے اور وہ اپنی محفلوں اور مجلسوں میں اُن کو کہتے رہے ہیں اور فرضی شبہات پر کلام نہیں ہوتا اور سوالات مقدّرہ (کہ اگر کوئی یہ اعتراض کرے تو یہ جواب ہے) اور احتمالات بعیدہ پر متوجّہ نہیں ہوتے اور مانند نکاح و طلاق وغیرہ کے احکام کی احتمالی غیر واقعی صورتوں میں مشغول نہیں ہوتے۔ جب اس اصل کو تم نے سمجھ لیا تو جان لو کہ سورۂ فرقان میں کفار کے شبہات اور ان کے طبعی خصائل کو بھی شمار کر رہے ہیں اور ہر ایک کی پاداش وانجام کو بھی۔ اور ہر ایک اشکال کی جڑ اکھاڑ دینے والا بیان بھی فرما رہے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کی صفات ذکر فرماتے ہیں اور (معمول کے مطابق) اس موقع میں بھی اُن ایّام میں جو اشخاص موجود تھے اُن کی اُن صفات کے بیان پر اکتفا کر رہے ہیں جو اُن میں موجود تھیں اور مشہور تھیں تاکہ دلالتِ عامّہ کے ساتھ اُن حاضرین پر تعریض ہو جائے وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ الآیہ۔ اور وہ سب بہ نسبتِ جاہلین علم اور

وحلم بہ نسبتِ جاہلان مواظبت بر نماز تہجد و خشیت از عذابِ آخرت و پناہیدن ازان برب العزّت تبارک و تعالےٰ و اقتصاد درصرف اموال و توحید عبادت و ترکِ قتل نفس واجتناب از زنا و احتراز از حضورِ مجالسِ زُور و بصیرو بنایش در وقتِ استماع آیات اللہ و دُعاء بجنابِ الٰہی بقرۃ عین در اولاد و ازواج وایشان را غرفہ کہ اعلےٰ موضع است در بہشت وعدہ میدہد وحاضرین آن وقت نبودند اِلّا سُبّاقِ مؤمنین از مہاجرین اوّلین وناہیک بہٖ من فضیلۃ اخرج مالک والشیخان عن عمر بن الخطاب قال سمعتُ ہشام ابن حکیم یقرأ سورۃ الفرقان فی حیات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاستمعتُ لقراءتہ فاذا ہو یقرأ علےٰ حروفٍ کثیرۃ لم یُقرِئنیہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فکدتُ اُساوِرُہ[عہ] فی الصّلوٰۃ فتصبرتُ حتی سلّم فلببتہٗ[عہ] بردآئہٖ فقلتُ من اقرأک ہذہ السورۃ التی سمعتُک تقرأ قال اقرأنیہا رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقلتُ کذبتَ فانّ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قد اقرأنیہا علےٰ غیر ما قرأتَ فانطلقتُ بہٖ اَقُودہ الیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلتُ انّی سمعتُ ہذا یقرأ سورۃ الفرقان علیٰ حروفٍ لم تُقرئنیہا فقال رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اِقرأ یا ہشام فقرأ علیہ القراءۃ التی سمعتہٗ یقرأ

وقار کی صفات ہیں۔ نماز تہجد پابندی سے ادا کرنا اور عذابِ آخرت سے ڈرتے رہنا اور ربّ العزّت تبارک و تعالےٰ سے اُس عذاب سے پناہ مانگتے رہنا۔ اور صرفِ اموال میں میانہ روی اختیار کرنا اور صرف خُدائے واحد کی عبادت کرنا اور قتلِ نفس کا ترک کردینا اور زنا سے بچتے رہنا اور جھُوٹی غپ شپ کی مجالس کی شرکت سے پرہیز کرنا اور اللہ کی آیات کے سُننے کے وقت عقیدتمندی کے ساتھ علےٰ وجہ البصیرت اُن کو سمجھنا اور بارگاہِ الٰہی میں یہ دُعا کرنا کہ اُن کو اولاد اور بیویوں (کے اعمالِ خیر) سے آنکھوں کی ٹھنڈک (یعنی راحت) عطا فرما۔ ان حضرات سے غرفہ کا وعدہ فرمارہے ہیں جو بہشت کا بلند مقام ہے۔ اور اُس وقت کے حاضرین میں بجز سابق ایمان لانے والوں اور مہاجرین اوّلین کے اور کوئی بھی نہ تھا۔ کیا اب بھی اُن کی فضیلت کے اعتراف سے تمھارے لئے کوئی مانع باقی رہ گیا ہے؟ اور مالکؒ اور بخاریؒ اور مسلمؒ نے اخذ کیا، روایت ہے عمرؓ بن الخطاب سے اُنھوں نے کہا کہ میں نے سُنا ہشام بن حکیم سے کہ وہ (نماز میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں سورۂ فرقان پڑھ رہے تھے۔ تو میں نے اُن کی قرارت کو کان لگاکر سُنا تو معلوم ہوا کہ وہ ایسے حروفِ کثیرہ کے ساتھ پڑھ رہے ہیں جو مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں پڑھائے تھے تو میں نے اُن کے ساتھ نماز میں آویزش شروع کردی (یعنی لُقمے دینا اور وہ لیتے نہیں تھے) پھر میں رُک گیا۔ یہاں تک کہ جب اُنھوں نے سلام پھیرلیا تو میں نے اُن کی چادر جا پکڑی اور کہا کہ یہ سورۃ جو میں نے تم سے سُنی ہے جس کی تم قرارت کررہے تھے تم کو کس نے پڑھائی ہے؟ اُنھوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی ہے میں نے کہا تو نے جھُوٹ بولا کیونکہ یہ سورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پڑھائی ہے وہ تیری قرارت سے مختلف ہے۔ پھر میں اُن کو لے کر چلا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے اس کو سورۂ فرقان پڑھتے ہوئے سُنا ایسے حروف پر جو آپ نے مجھے نہیں پڑھائے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ہشامؓ مجھے پڑھ کر سُناؤ تو ہشام نے آپ کے سامنے اسی طرح پڑھا جس طرح میں نے اُن سے سُنا تھا۔

عہ ازمساورہ بمعنی بر یکدیگر برجستن ۱۲ عہ از تلبیب بمعنے گریبان گرفتن وکشیدن درخصومت ۱۲

Marfat.com

...قال رسولُ اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ
...سلم کذٰلک اُنزِلَتْ ثم قال اِقرأ
...عمرُ فقرأتُ القراءۃَ التی اَقرأنی
...فقال رسولُ اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم
...کذٰلک اُنزِلَتْ اِنَّ ہٰذا القرآنَ اُنزِلَ
...علٰے سبعۃ اَحرُفٍ فاقرءُوا ما تیسّر
...عن عبداللّٰہ بن المغیرۃ قال سُئِلَ
...عُمرُ بن الخطاب عن النَّسبِ و
...الصِّہرِ فقال ما اُراکم اِلّا و قد
...عرفتم النسبَ فاَمّا الصِّہر فالاَختانُ
...الصحابۃ عن الحسن ان عُمر
...اطالَ صلوٰۃَ الضُّحٰی فقیل لہ صنعت
...الیوم شیئًا لم تکن تصنعہ فقال انّہ
...بقِیَ علیَّ من وِردی شیءٌ فاحببتُ
...اَن اُتِمَّہٗ او قال اَقضِیَہٗ وتلا ہٰذہ
...الآیۃَ وَ ہُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَ
...النَّہَارَ خِلْفَۃً الآیۃ وَ عن عمر
...انّہ رأی فلانًا یتبختر فی مشیتہٖ فقال لہ ان البختریۃ
...مشیۃٌ تکرہ اِلّا فی سبیل اللّٰہ وقد مدح اللّٰہ اقوامًا فقال
...وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ہَوْنًا
...فاقصِد فی مشیِک۔

قال اللّٰہ تعالٰے وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ
...الْاَقْرَبِیْنَ ۝ وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ
...مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ فَاِنْ عَصَوْکَ فَقُلْ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ
...تَعْمَلُوْنَ ۝ وَ تَوَکَّلْ عَلَی الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ۝
...الَّذِیْ یَرٰىکَ حِیْنَ تَقُوْمُ ۝ وَتَقَلُّبَکَ فِی
...السّٰجِدِیْنَ ۝ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝

تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر فرمایا کہ اے عمرؓ تم پڑھو۔ تو میں نے اس قراءت سے پڑھا جو آپ نے مجھے پڑھائی تھی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سُن کر فرمایا کہ اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ یہ قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا ہے تو قراءت کرو جس طرح آسان ہو۔ عبداللہ بن المغیرہ سے مروی ہے کہ عمرؓ ابن الخطاب سے سوال کیا گیا نسب اور صہر کے متعلق۔ تو فرمایا کہ میرا خیال یہ ہے کہ نسب کو تو تم لوگ سمجھتے ہو۔ رہا صہر تو اُس سے مُراد اَختانؓ ہیں یعنے داماد۔ اور حسنؒ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے ظہر کی نماز لمبی کردی تو آپ سے کہا گیا کہ آپ نے ایسا کیا جو پہلے آپ نہیں کرتے تھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ بات یہ تھی کہ میرے وِرد میں سے کچھ باقی رہ گیا تھا تو میں نے چاہا کہ اُس کو پورا کرلوں یا یہ فرمایا کہ اُس کو ادا کردوں اور آپ نے یہ آیت پڑھی وَھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ الخ (۲۵ : ۶۲) اور وہ ایسا ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والے بنائے الخ اور عمرؓ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے ایک لڑکے کو اکڑ کر چلتے ہوئے دیکھا تو اُس سے فرمایا کہ اکڑ کر چلنا مکروہ ہے مگر اللہ تعالےٰ کے راستے میں اور حق تعالےٰ نے کچھ اقوام کی مدح میں فرمایا ہے وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الخ (۲۵ : ۶۳)

اور (حضرت) رحمٰن کے (خاص) بندے وہ ہیں جو زمین میں عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں؟ تو اپنی رفتار میں سنجیدگی اختیار کرو۔

آیات سورۃ الشعراء

اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الخ (۲۶ : ۲۱۴ تا ۲۲۰)

اور آپ (سب سے پہلے) اپنے نزدیک کے کنبہ کو ڈرایئے اور ان لوگوں کے ساتھ (تو مشفقانہ) فروتنی سے پیش آیئے جو مسلمانوں میں داخل ہو کر آپ کی راہ پر چلیں۔ اگر یہ لوگ (جن کو آپ نے ڈرایا ہے) آپ کا کہنا نہ مانیں تو آپ کہہ دیجئے کہ میں تمھارے افعال سے بیزار ہوں۔ اور آپ خدائے قادر و رحیم پر توکل رکھیئے جو آپ کو جس وقت کہ آپ (نماز کے لئے) کھڑے ہوتے ہیں اور (نیز نماز شروع کرلے کے بعد) نمازیوں کے ساتھ آپ کی نشست و برخاست کو دیکھتا ہے وہ خوب سُننے والا خوب جاننے والا ہے۔

...ختن کی جمع ہے یعنے داماد اور علماء لُغت کے نزدیک اس کا اطلاق ہر ایسے شخص پر ہوگا جو عورت کی طرف سے تعلق رکھتا ہو جیسے اُس کے باپ یا بھائی تو ...کو اَختان کہتے ہیں۔ لیکن عام اہل زبان بیٹی کے شوہر کو کہتے ہیں۔

فقیر گوید عفی عنہ خدای تعالی در سورۂ شعراء
قصۂ ہفت پیغامبر علیہم الصلوٰۃ والسلام بیان مے
فرماید بعد ازان اثباتِ نزول قرآن بر دلِ مبارک
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از جانبِ حق بواسطۂ
جبرئیل می نماید و دلیل حقیت آن می آرد کہ علمائے
اہلِ کتاب بسبب مذکور بودن آن در زبر اولین
حقیت آن را می شناسند باز فائدہ نزول قرآن
بر مرد عربی بلسانِ عرب نہ بر شخص عجمی بزبانِ
عجم ارشاد میکند وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ باز مستحکم بودن
انکار در قلوب اہلِ شقاق افادہ میفرماید
كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ بعد ازان تقویت میدہد حقیت
قرآن را بآنکہ قرآن از بابِ القای شیاطین نیست
بدو وجہ یکے آنکہ شیاطین از وصول بملأ اعلیٰ
کہ محل انعقادِ احکام الٰہیہ است برائے مصالح
جمہور بنی آدم محروم اند دوم آنکہ سنت اللہ چنان
جاری شدہ کہ القای شیاطین نمی باشد مگر بر
نفوس دنیۂ خبیثہ زیراکہ مناسبت درمیان
مفید و مستفید شرط است و نفس مبارک آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم از نفوس عالیہ قدسیہ
است در غایتِ طہارتِ اعمال و اخلاق و نیز
از باب شعر نیست کہ کار شعراء غالباً افراط
است در مدح و ہجو و تشبیب و امثال آن با صلاح اخلاق
واعمال ہدایتِ خلق اللہ مناسبتے ندارند و اینجا در ہر مسئلہ مراد
اصلاح اخلاق و اعمال است کما لا یخفی در ضمن این
تقریر شریف مے فرماید فَلَا تَدْعُ یعنے بر توحید عبادت
مستمر باش و نزدیک ترین قبیلہ خود را بتخصیص انذار
کن و باجمعے کہ پیروی تو کردہ اند بتواضع پیش آی و اگر آن امت دعوت
فرمان تو بجای نیارند توکل کن بر خدای عز و جل و غبار تشویش
از انکار ایشان باید کہ بر خاطر تو نہ نشیند باز فقیر میگوید کہ

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ سورۂ شعراء میں سات پیغمبروں کا
علیہم الصلوٰۃ والسلام قصہ بیان فرماتے ہیں۔ اس کے بعد آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بواسطۂ
جبرئیل قرآن کے نزول کا اثبات فرماتے ہیں۔ اور اُس کے حق ہونے
کی دلیل یہ لاتے ہیں کہ علماء اہل کتاب اس وجہ سے کہ اس کا ذکر انبیاء
سابقین کی کتابوں میں موجود ہے (جن کو وہ پڑھتے ہیں) اُس کے
حق ہونے کو پہچانتے ہیں۔ پھر ایک عربی مرد پر عربی زبان میں نزول
قرآن کے ہونے اور عجمی شخص پر عجمی زبان میں نزول نہ ہونے کا فائدہ
ارشاد فرماتے ہیں وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ سے۔ پھر اہلِ عناد کے قلوب میں انکار
کے مستحکم ہونے کا ذکر فرماتے ہیں كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ سے۔ اس کے بعد
قرآن کی حقیقت کے ثبوت کو قوت پہنچاتے ہیں اس بیان سے کہ قرآن
شیطانی القاء میں سے نہیں ہے دو وجہ سے۔ ایک یہ کہ شیاطین
ملأ اعلیٰ میں پہنچنے سے جہاں احکام الٰہیہ منعقد ہوتے ہیں محروم
ہیں۔ دوسری یہ کہ قانونِ الٰہی اس طرح جاری ہو چکا ہے کہ القاء
شیاطین بجز کمینہ اور ناپاک نفوس کے اور کسی پر نہیں ہوتا کیونکہ
مفید (فائدہ پہنچانے والے) اور مستفید (فائدہ حاصل کرنے والے)
کے درمیان مناسبت شرط ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
نفسِ مبارک نفوسِ عالیہ قدسیہ میں سے ہے اور اعمال و اخلاق کی
پاکیزگی کی انتہاء پر پہنچا ہوا۔ نیز یہ قرآن شعر کی قسم میں سے بھی نہیں
ہے کہ شعراء کا کام اکثر و بیشتر مبالغہ ہوتا ہے مدح میں اور ہجو میں
اور غزلیں کہنا اور اسی طرح کی چیزیں اور وہ اخلاق و اعمال کی
اصلاح اور خلق اللہ کی ہدایت سے کوئی مناسبت نہیں رکھتے اور
یہاں ہر مسئلہ میں جو چیز مدِ نظر ہے وہ اخلاق و اعمال کی اصلاح ہے
یہ کوئی مخفی بات نہیں۔ اس تقریر مبارک کے ضمن میں فرماتے ہیں فَلَا
تَدْعُ یعنی توحید عبادت پر دوام قائم رہو اور اپنے نزدیک ترین قبیلہ
کو بالتخصیص اللہ تعالیٰ سے ڈراؤ اور اُس جماعت کے ساتھ جنہوں نے
آپ کی پیروی کی ہے تواضع سے پیش آیئے اور اگر وہ امتِ دعوت
آپ کا فرمان نہ بجا لائیں تو آپ اللہ عز و جل پر توکل کیجئے اور اُن کے
انکار سے تشویش کا غبار آپ کے قلب پر نہ بیٹھنا چاہیئے پھر فقیر کہتا ہے کہ

Marfat.com

خدای تعالیٰ پیغامبر خود را صلی اللہ علیہ وسلم بخفض جناح بہ نسبت طائفہ کہ بایمان مشرف شدہ اند ارشاد مے فرماید و این سورہ بے شبہ مکیہ است و آنانکہ دران وقت مؤمن بودند اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کردہ اند نیستند مگر سُبّاق مؤمنین از مہاجرین اولین و ناہیک بہ من فضیلۃ عن ابن عباس اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَکَرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا قال ابوبکر و عمر و علیؓ و عبداللہ بن رواحۃ وروی من طرق متعددۃ ان حسان بن ثابت لما استاذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ہجاء قریش قال اذہب الی ابی بکر فلیحدثک حدیث القوم و ایامہم و احسابہم عن عائشۃ قالت کتب ابی فی وصیتہ سطرین بسم اللہ الرحمن الرحیم ہذا ما اوصے ابوبکر بن ابی قحافۃ عند خروجہ من الدنیا حین یؤمن الکافر ویتقے الفاجر ویصدق الکاذب انی استخلفت علیکم عمر بن الخطاب فان یعدل فذلک ظنی بہ ورجائی فیہ وان یجر ویبدل فلا اعلم الغیب وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

قال اللہ تعالیٰ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی آللّٰہُ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِکُوْنَ ؕ فقیر گوید عفی عنہ خدای تعالیٰ در سورۂ نمل اہلاک ثمود و قوم لوط بسبب طغیان و کفر ایشان ذکر میفرماید بعد ازان

خدا تعالیٰ اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو اس جماعت کے ساتھ جو ایمان سے مُشرّف ہو چکے ہیں فروتنی و تواضع کے لئے ارشاد فرما رہے ہیں اور یہ سورت بے شبہ مکیّہ ہے اور جو لوگ کہ اُس زمانہ میں مؤمن تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کر رہے تھے وہ بجز اُن ہی مؤمنین سابقین اور مہاجرین اوّلین کے اور کوئی نہ تھا۔ اب ان کی فضیلت کے تسلیم کرنے میں تم کو کوئی تامل نہ رہنا چاہیئے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ (۲۶: ۲۲۷) ہاں مگر جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور اُنھوں نے بکثرت اللہ کا ذکر کیا" کہا کہ وہ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور علیؓ اور عبداللہؓ بن رواحہ ہیں۔ اور متعدد طریقوں سے مروی ہے کہ حسّانؓ بن ثابت نے جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے قریش کی ہجو کے لئے اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ تم ابوبکرؓ کے پاس جاؤ وہ تمھیں قوم کی بہت سی باتیں اور اُن کی لڑائیوں کے قِصّے اور اُن کے حسب بتا دیں گے۔ مروی ہے عائشہؓ سے کہ میرے باپ نے اپنی وصیت میں یہ دو سطریں لکھی تھیں "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ وہ وصیت ہے جو ابوبکرؓ بن ابی قحافہ نے کی دُنیا سے اپنے رُخصت ہونے کے وقت جب کہ ہر کافر ایمان لے آتا ہے اور ہر فاجر خُدا سے ڈرنے لگتا ہے اور ہر جھوٹا سچا ہو جاتا ہے کہ میں تم پر خلیفہ بناتا ہوں عمرؓ بن الخطاب کو۔ اگر اُس نے عدل کیا تو میرا گمان اُس کے بارے میں یہی ہے اور اگر اُس نے ظلم کیا اور بدل دیا (اپنے حال کو) تو میں غیب نہیں جانتا وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا الخ (۲۶: ۲۲۷) اور عنقریب اُن لوگوں کو معلوم ہو جائے گا جنھوں نے ظلم کیا ہے کہ کیسی جگہ اُن کو لوٹ کر جانا ہے"

آیات سورۃ النمل

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الخ (۲۷: ۵۹) آپ کہیے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے سزاوار ہیں اور اُس کے ان بندوں پر سلام (نازل) ہو جن کو اُس نے منتخب فرمایا ہے۔ کیا اللہ بہتر ہے یا وہ چیزیں جن کو وہ شریک ٹھہراتے ہیں" فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سورۂ نمل میں ثمود اور قوم لوط کو بسبب اُن کی گمراہی اور کفر کے ہلاک کر دینے کے واقعات بیان فرما رہے ہیں۔ اس کے بعد

Marfat.com

ارشاد میکند قل الحمد للہ بگو ہمہ ستائش مر خدائے را است بر نصرتِ انبیاءؑ و اہلاک اشقیاء و سلامت است از آفاتِ دنیا و آخرت برائی بندگانِ او کہ برگزیدا یشان را و برگزیدنِ او سبحانہ بندگانِ خود را درجات دارد مرتبۂ اعلٰے آن علے الاطلاق اصطفاء انبیاء است علیہم السّلام بر سائر خلق بعد ازان جماعتیکہ از میان مسلمین برائے اعلائی کلمۃ اللہ و نصر رُسل اللہ ایشان را برگزید سباق مؤمنین اند و بیک معنٰے اصطفا تمام اُمتِ مرحومہ را شامل است قال تعالٰی ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا الآیہ ظاہر آیت آن است کہ در مقابلۂ اشقیاء کہ ساعی در اعلاء کلمۂ کفر بودند سباق مؤمنین را کہ مساعی جمیلہ در اعلائی کلمۂ حق صرف نمودہ اند مراد داشتہ اند ولہٰذا اکثر مفسّرین باصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تفسیر کردہ اند برین تقدیر منقبتِ عظیمہ است سباق مؤمنین را از مہاجرینِ اوّلین عن ابن عباس فی قولہ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى قال ہم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اصطفاہم اللہ لنبیہٖ عن سفیان الثوری فی قولہ وسلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی قال نزلت فی اصحاب محمدٍ خاصۃً۔

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ قال اِنّ موسٰی وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ فلمّا فرغوا اعادوا الصخرۃ علی البئر

ارشاد فرماتے ہیں قل الحمد للہ یعنی کہو کہ تمام تعریف صرف اللہ کے لئے ہے انبیاءؑ کو مدد دینے پر اور اشقیاء کو ہلاک کر دینے پر اور دُنیا اور آخرت کی آفات سے سلامتی ہے اُس کے اُن بندوں کے لئے جن کو اُس نے مقبول کیا۔ اور حق سبحانہ کا بندوں کو مقبول کرنا درجات رکھتا ہے جو علی الاطلاق سب سے اُونچا مرتبہ ہے وہ تمام خلق پر انبیاء علیہم السّلام کا اصطفاء یعنی مقبولیت ہے، اس کے بعد مسلمانوں میں کی ان جماعتوں کا مرتبہ ہے جن کو اُس نے اللہ تعالٰی کے کلمہ کو بلند کرنے اور اللہ تعالٰی کے رسولوں کو مدد دینے کے لئے منتخب فرمایا وہ سابقین مؤمنین ہیں اور ایک معنے سے اصطفاء (برگزیدگی) تمام اُمتِ مرحومہ کو شامل ہے۔ اللہ تعالٰے نے ارشاد فرمایا ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الخ (۳۲:۳۵)

پھر یہ کتاب ہم نے اُن لوگوں کے ہاتھ میں پہنچائی جن کو ہم نے اپنے (تمام دُنیا کے) بندوں میں سے پسند فرمایا الخ" ظاہر معنے آیت کے یہ ہیں کہ اشقیاء کے مقابلہ پر جو کلمۂ کفر کے بلند کرنے میں ساعی تھے مؤمنین سابقین کو جنھوں نے کلمۂ حق کے بلند کرنے میں مساعیٔ جمیلہ صرف کی ہیں مراد لیا گیا ہے اور اسی بناء پر اکثر مفسّرین نے اس کی تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے کی ہے۔ اس معنی سے بہت بڑی منقبت ثابت ہوتی ہے مؤمنین سابقین کی جو مہاجرین اوّلین میں سے تھے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے آیت وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى کے متعلق، کہ وہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کو اللہ تعالٰی نے اپنے نبی کے لئے برگزیدہ کیا تھا۔ سفیان ثوری سے مروی ہے آیت وَسلامٌ علٰی عبادہ الّذین اصطفٰی کے بارے میں کہ یہ خاص طور پر اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

آیات سورۃ القصص

عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ الخ (۲۳:۲۸)

(موسٰیؑ) جب مدین کے پانی (یعنی کنویں) پر پہنچے تو اس پر (مختلف) آدمیوں کا ایک مجمع دیکھا جو پانی پلا رہے تھے۔" جب وہ فارغ ہو گئے تو انھوں نے پتھر کو پھر کنویں کے مُنہ پر ڈھک دیا اور (وہ اتنا

Marfat.com

و لا یُطیق رفعها الّا عشرۃ رجال
فاذا هو بامرأتین قال ما خطبکما
فحدّثتاہ فاتی الحجر فرفعه وحدہ
ثم استقی فلم یستق الّا ذنوبا
واحدًا حتی رویت الغنم فرجعت
المرأتان الی ابیهما فحدثتاہ
و تولّی موسیٰ الی الظلّ
فقال رب انّی لما انزلت الیّ
من خیر فقیر قال فجاءته
احداهما تمشی علی استحیاء
واضعة ثوبها علی وجهها لیست
بسلفع من النساء خرّاجة ولّاجة
قالت ان ابی یدعوک لیجزیک
اجر ما سقیت لنا فقام معها
موسیٰ فقال لها امشی خلفی
و انعتی لی الطریق فانی
اکرہ ان تصیب الریح ثیابک
فتصف لی جسدک فلمّا انتهی
الی ابیها قصّ علیه فقالت احداهما
یا ابت استاجرہ انّ خیر من
استاجرت القوی الامین قال
بُنیّة ما علمک بامانته وقوته قالت
اما قوته فرفعه الحجر و لا یُطیقه الّا
عشرۃ رجال واما امانته فقال امشی
خلفی وانعتی لی الطریق فانی اکرہ ان
تصیب الریح ثیابک فتصف لی جسدک
فزادہ ذلک رغبة فیه فقال انی
ارید ان انکحک احدی ابنتیّ الی قوله ستجدنی
ان شاء اللہ من الصالحین

بھاری پتھر تھا کہ دس مردوں سے کم اُس کو نہیں اُٹھا سکتے تھے۔ اچانک اُن کی نظر دو عورتوں پر پڑی قَالَ مَا خَطْبُكُمَا تو موسیٰؑ نے پوچھا تمھارا کیا مطلب ہے تو اُنھوں نے اُن کو بتایا تو وہ پتھر کے پاس پہنچے اور تنہا نے اُس کو اُٹھا دیا پھر پانی کھینچنا شروع کیا تو ایک ہی ڈول کھینچا تھا کہ بکریاں سیراب ہو گئیں۔ اس کے بعد دونوں عورتیں اپنے باپ کے پاس پہنچیں اور ان سے بیان کیا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ اور موسیٰؑ سایہ میں جا بیٹھے فَقَالَ رَبِّ الخ (۲۸:۲۴) پھر دُعا کی کہ لے میرے پروردگار (اس وقت) جو نعمت آپ مجھ کو بھیج دیں میں اُس کا (سخت) حاجتمند ہوں۔ کہا فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ (۲۸:۲۵) سو موسیٰؑ کے پاس ایک لڑکی آئی شرماتی ہوئی چلتی تھی" اپنے مُنہ پر کپڑا رکھے ہوئے تھی نہ وہ عورتوں میں تیز زبان تھی اور نہ جلدی جلدی گھر کے اندر باہر دوڑنے والی قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ الخ کہنے لگی کہ میرے والد تم کو بلاتے ہیں تاکہ تم کو اس کا صلہ دیں جو تم نے ہماری خاطر (ہمارے جانوروں کو) پانی پلایا تھا۔ تو موسیٰؑ اُس کے ساتھ چل کھڑے ہوئے اور اس سے کہا کہ تو میرے پیچھے چل اور مجھے راستہ بتاتی رہ کیونکہ مجھے یہ بُرا معلوم ہوتا ہے کہ ہوا تیرے کپڑوں کو اُڑائے اور تیرا جسم میرے سامنے آئے۔ پھر جب یہ اُس عورت کے باپ کے پاس پہنچے تو ان کو اپنی سرگزشت سُنائی فَقَالَتْ اِحْدٰىهُمَا الخ (۲۸:۲۶) (پھر) ایک لڑکی نے کہا کہ ابّا جان آپ ان کو نوکر رکھ لیجئے کیونکہ اچھا نوکر وہ شخص ہے جو مضبوط (ہو اور) امانت دار (بھی) ہو۔ اُنھوں نے کہا کہ بیٹی تجھے اس کی قوت اور امانت کا علم کیسے ہوا؟ اُس نے کہا کہ قوت کا علم تو اس کے پتھر اُٹھانے سے ہوا اور اس کو دس آدمیوں سے کم نہیں اُٹھا سکتے۔ اور اس کی امانت اس سے معلوم ہوئی کہ اُس نے کہا کہ میرے پیچھے چل اور مجھے راستہ بتاتی رہ کیونکہ مجھے یہ ناگوار ہے کہ تیرے کپڑے ہوا سے اُڑیں اور تیرا جسم مجھ پر ظاہر ہو تو اس سے اُن کی رغبت موسیٰ کی طرف بڑھ گئی فَقَالَ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ تا مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (۲۸:۲۷) (وہ بزرگ موسیٰ علیہ السلام سے) کہنے لگے کہ میں چاہتا ہوں کہ ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک کو تمھارے ساتھ بیاہ دوں اس شرط پر کہ تم آٹھ سال میری نوکری کرو پھر اگر تم دس سال پوری کرو تو یہ

Marfat.com

لے فی حُسن الصّحبۃ والوفاء بما قلتُ قال موسٰے ذٰلِکَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَکَ اَیَّمَا الْاَجَلَیْنِ قَضَیْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَیَّ قال نعم قَالَ اللّٰہُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَکِیْلٌ فزوّجہ و اقام معہٗ یکفیہ ویعمل لہٗ فی رعایۃ غنمہ و مایحتاجُ الیہ و زوّجہ صفورۃ و اُختہا شرفا وہما اللّتان کانتا تذُوْدَانِ وعن عُمر بن الخطاب فی قولہ تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَاءٍ قال جاءت مُسْتَتِرۃً بِکُمِّ دِرعِہا علٰے وجہہا۔

قال اللہ تعالٰے یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَۃٌ فَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ ۝ کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ قف ثُمَّ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّہُمْ مِّنَ الْجَنَّۃِ غُرَفًا تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰی رَبِّہِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ۝ وَکَاَیِّنْ مِّنْ دَآبَّۃٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَہَا ط اَللّٰہُ یَرْزُقُہَا وَاِیَّاکُمْ ط وَہُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝

یعنے اے بندگانِ من کہ ایمان آوردہ اید ہر آئینہ زمینِ من فراخ است پس خاص مرا عبادت کنید یعنی اگر قوم شما از اخلاص در عبادت مانع می شوند

تمھاری طرف سے (احسان) ہے اور میں (اس معاملہ میں) تم پر کوئی سختی ڈالنا نہیں چاہتا (اور) تم مجھ کو انشاء اللہ تعالٰے خوش معاملہ پاؤ گے" یعنے حُسنِ صحبت (عمدگی کے ساتھ میل جول) اور جو کچھ کہدیا اُس کو پورا کرنے میں۔ قَالَ موسٰے نے کہا ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ تا عَلَيَّ یہ بات میرے اور آپ کے درمیان (پکّی) ہوچکی اور دونوں مدّتوں میں سے جس (مدّت) کو بھی پورا کردوں مجھ پر کوئی جبر نہ ہوگا۔ اُنھوں نے کہا ہاں۔ موسیٰ نے کہا وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ (۲۸: ۲۸) اور ہم جو (معاملہ کی) بات چیت کر رہے ہیں اللہ تعالٰے اُس کا گواہ (کافی) ہے" تو اُنھوں نے موسیٰؑ کی شادی کردی اور وہ اُن کے ساتھ مقیم ہوگئے اُن کے سب کام کرتے تھے اور اُن کی بکریاں چرانے میں لگے رہتے تھے اور جس کام کی ان کو حاجت ہوتی۔ اور اُن کی شادی صفورہ سے کی اور اس کی بہن شرفا تھی اور یہ دونوں وہی تھیں جو اپنی بکریوں کو (قوم کی بکریوں کے ساتھ پانی پلانے سے) روک رہی تھیں۔ اور عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَاءٍ کی تفسیر میں، آپ نے فرمایا کہ وہ اپنے کُرتے کی آستین سے مُنہ چھپائے ہوئے آئی تھی۔

آیات سورۂ عنکبوت

اللہ تعالٰے نے فرمایا یٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا (۲۹: ۵۶ تا ۶۰)

اے میرے ایماندار بندو میری زمین فراخ ہے سو خالص میری ہی عبادت کرو۔ ہر شخص کو موت کا مزہ چکھنا ہے پھر تم سب کو ہمارے پاس آنا ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کیے ہم اُن کو جنت کے بالاخانوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں چلتی ہوں گی وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے۔ کام کرنے والوں کا کیا اچھا اجر ہے۔ جنھوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر توکل کیا کرتے تھے اور بہت سے جانور ایسے ہیں جو اپنی غذا اُٹھا کر نہیں رکھتے اللہ تعالٰے ہی اُن کو (مقدر) روزی پہنچاتا ہے اور تم کو بھی اور وہ سب کچھ سُنتا ہے سب کچھ جانتا ہے"
(حضرت شاہ صاحبؒ کا ترجمہ و تفسیر) یعنے اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو البتہ میری زمین کشادہ ہے پس خاص میری ہی عبادت کرو یعنی اگر تمھاری قوم والے عبادت خالص کرنے سے مانع ہوتے ہیں تو

Marfat.com

ہجرت کنید تا اخلاص عبادت میسر آید ہر نفس
چشندۂ مرگ است باز بسوی ما گردانیدہ شوید و
آنانکہ ایمان آوردہ اند و کردند کارہای شائستہ
البتہ جای دہیم ایشان را از بہشت بمحلہای
مرتفع کہ میرود زیر آن جویہا جاودان آنجا
نیکو مزد کار نیک کنندگان است آن محلہا آن
کار نیک کنندگان کہ صبر کردند یعنی بر مشاق
ہجرت و توکل میکنند بر پروردگار خویش و بسا
جانور کہ بر نمی دارد روزی خود را خدا روزی
میدہد اورا و نیز شما را و اوست شنوا دانا۔
فقیر گوید این آیت امر است بہ ہجرت از
دار کفر و وعد است بہ بہشت آنان را کہ
شکیبائی ورزیدند بر مشاق ہجرت و جہاد
وغیرہا و بر خدا توکل کردند و تشجیع است
مؤمنان را بر ہجرت و ترک اسباب معاش کہ
ہر یکی در وطن خود مہیا داشت بتذکر حال دواب
کہ ذخیرہ نہادن و زراعت کردن و تجارت
نمودن شانِ ایشان نیست معہذا خدای تعالیٰ
ہر یکی را روزی می رساند باز فقیر گوید بنقل متواتر
ثابت شد بوجہیکہ شک را دران مدخل نیست
کہ جماعہ از سباق مؤمنین ہجرت کردند و
بر مشاق ہجرت و جہاد صبر نمودند و اسباب معاش
کہ در مکہ میسر داشتند بطلب رضای الٰہی ترک
نمودند و انواع اعمال خیر از ایشان بظہور انجامید
پس وعد غرف کہ اعلیٰ درجات است در بہشت برای
ایشان مقرر باشد و ہو المقصود۔
وعن الشعبی فی قولہ الٓمٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْا الآیۃ ہم
قال اُنزلت فی اُناس کانوا بمکۃ قد اقروا بالاسلام فکتب الیہم اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المدینۃ لما نزلت آیۃ الہجرۃ انہ لایقبل

ہجرت کرو تاکہ اخلاص عبادت میسر آجاتے۔ ہر نفس موت (کا مزہ)
چکھنے والا ہے پھر ہماری طرف تم لوٹائے جاؤگے۔ اور جو لوگ کہ ایمان
لائے اور اُنھوں نے شائستہ کام کئے البتہ جگہ دیں گے ہم اُن کو بہشت
کے اونچے محلوں میں کہ جاری ہیں اُن کے نیچے ہمیشہ رہنے والی نہریں
وہاں بہت اچھی مزدوری ہے اچھے کام کرنے والوں کی وہ محلات
ایسے نیک کام کرنے والے جنھوں نے صبر کیا یعنی ہجرت کی مشقتوں
پر اور توکل کرتے ہیں اپنے پروردگار پر اور بہت سے ایسے جانور
ہیں کہ اپنی روزی اُٹھا کر نہیں رکھتے خدا اُن کو روزی دیتا ہے اور
تم کو بھی اور وہ سُننے والا جاننے والا ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ یہ
آیت حکم ہے دارِ کفر سے ہجرت کرنے کا اور ان لوگوں کے لئے جنھوں نے
ہجرت کی اور جہاد وغیرہ کی مشقتوں پر صبر کیا اور خدا پر توکل کیا بہشت
کا وعدہ ہے۔ اور مؤمنوں کو ڈھارس ہے ہجرت پر اور ترک اسباب
معاش پر جو ہر ایک اپنے وطن میں رکھتا تھا چوپاؤں کے حال کے ذکر
کے ساتھ کہ ذخیرہ کرنا اور کھیتی کرنا اور تجارت کرنا اُن کی شان میں
سے نہیں ہے، اس کے باوجود خدا ہر ایک کو روزی پہنچاتا ہے پھر
فقیر کہتا ہے کہ نقل متواتر سے اس وثوق کے ثابت ہے کہ جس میں شک
کرنے کی گنجائش نہیں ہے کہ مؤمنین سابقین کی جماعت نے ہجرت
کی اور ہجرت اور جہاد کی مشقتوں پر صبر کیا اور جو اسباب معاش
اُن کو مکہ میں میسر تھے رضائے الٰہی کی طلب میں اُنھوں نے اُن سب
کو چھوڑا اور طرح طرح کے اعمالِ خیر کا اُن سے ظہور ہوتا رہا تو غرف کا
وعدہ جو بہشت کے اعلیٰ درجات ہیں اُن سے متعلق ہونے میں کوئی
شبہہ نہیں اور یہی ثابت کرنا ہمارا مقصود ہے۔
اور شعبیؒ سے قول باری تعالیٰ الٓمٓ اَحَسِبَ النَّاسُ الخ (۲۹):

(۲۰) الٓمٓ۔ کیا ان لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ وہ اتنا کہنے پر
چھوٹ جائیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور اُن کو آزمایا نہ جائے گا؟
کے بارے میں مروی ہے کہ یہ اُن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو
مکہ میں تھے اور اسلام کا اقرار کر چکے تھے اُن کو مدینہ سے اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا جب آیت ہجرت نازل ہوئی
کہ تمہاری طرف سے صرف اقرار کر لینا قبول نہ کیا جائیگا اور اسلام

Marfat.com

ولا اسلام حتی تہاجروا قال فخرجوا
عامدین الی المدینۃ فاتبعہم
المشرکون فردوہم فنزلت فیہم ہذہ
الآیۃ فکتبوا الیہم انہ قد انزل فیکم
آیۃ کذا و کذا فقالوا نخرج فان
اتبعنا احد قاتلناہ فخرجوا فاتبعہم
المشرکون فقاتلوہم فمنہم من قتل
و منہم من نجا فانزل اللہ فیہم
ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیْنَ ہَاجَرُوْا مِنْ
بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جَاہَدُوْا وَ صَبَرُوْآ
اِنَّ رَبَّکَ مِنْ بَعْدِہَا لَغَفُوْرٌ
رَّحِیْمٌ عن ابن مسعود قال اوّل
من اظہر اسلامہ سبعۃ رسول اللہ
و ابوبکر و سمیۃ امّ عمار و عمار
و صہیب و بلال و المقداد فاما
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم
فمنعہ اللہ بعمہ ابی طالب واما ابوبکر
عن ایذاء المشرکین ۱۲
فمنعہ اللہ بقومہ و اما سائرہم فاخذہم
المشرکون فالبسوہم ادراع الحدید
و صہروہم فی الشمس فما منہم
کیدا ای خفت دستا بش ۱۲
احد الا قد واتاہم علی ما ارادوا الا
بلال فانہ ہانت علیہ نفسہ فی اللہ
و ہان علی قومہ فاخذوہ فاعطوہ
الولدان فجعلوا یطوفون بہ فی شعاب
مکۃ و ہو یقول احد احد عن انس قال
اوّل من ہاجر من المسلمین الی الحبشۃ
باہلہ عثمان بن عفان فقال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم صحبہما اللہ
ان عثمان لاوّل من ہاجر الی اللہ باہلہ بعد لوط۔

نہیں مانا جائے گا یہاں تک کہ تم ہجرت کرو شعبیؒ نے کہا کہ پھر وہ مدینہ
جانے کے ارادے سے نکل کھڑے ہوئے تو مشرکوں نے اُن کا پیچھا
کیا اور اُن کو واپس لے گئے۔ تو اُن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔
تو پھر مہاجر مسلمانوں نے اُن کو لکھا کہ تمہارے بارے میں یہ اور یہ
آیات نازل ہوئی ہیں تو اُنھوں نے کہا کہ ہم نکلیں گے اب اگر کسی نے
ہمارا تعاقب کیا تو ہم اُس سے قتال کریں گے۔ چنانچہ وہ نکلے اور مشرکوں
نے اُن کا پیچھا کیا تو اُنھوں نے قتال کیا۔ تو ان میں سے بعض قتل
ہوئے اور بعض بچ نکلے تو اللہ تعالٰے نے اُن کے بارے میں نازل
کیا ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ الخ (۱۶: ۱۱۰) پھر بیشک آپ کا رب ایسے لوگوں
کے لئے کہ جنھوں نے مبتلائے کفر ہونے کے بعد (ایمان لاکر) ہجرت
کی پھر جہاد کیا اور (ایمان پر) قائم رہے تو آپ کا رب ان (اعمال)
کے بعد بڑی مغفرت کرنے والا بڑی رحمت کرنے والا ہے" اور ابن
مسعودؓ سے مروی ہے کہ اوّل جن لوگوں نے اِسلام ظاہر کیا سات تھے
رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) اور ابوبکرؓ اور سمیّہؓ امّ عمّار
اور عمّارؓ اور صہیبؓ اور بلالؓ اور مقدادؓ۔ تو رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کا بچاؤ تو اللہ تعالٰے نے کیا آپ کے چچا ابوطالب
کے ذریعہ سے۔ رہے ابوبکرؓ تو اُن کا بچاؤ اللہ تعالٰے نے اُن کی
قوم کے ذریعہ سے کیا۔ باقی دوسرے لوگوں کا حال یہ ہوا کہ اُن کو
مشرکوں نے پکڑ لیا اور اُن کو لوہے کی زرہیں پہنائیں اور دھوپ میں
جلا دیا تو ان میں جتنے بھی تھے سب ڈھیلے ہوگئے اُس امر میں جس کا
اُنھوں نے ارادہ کیا تھا (یعنی اسلام کے کُھلم کُھلا اقرار و اظہار سے
رُک گئے) بجز بلالؓ کے کہ اُنھوں نے اللہ تعالٰی کی راہ میں اپنی جان
کو حقیر چیز قرار دے لیا اور قوم کے پاس پہنچے تو لوگوں نے ان کو
پکڑ لیا اور لڑکوں کے حوالے کر دیا اُنھوں نے (مارتے پیٹتے ہوئے)
مکّہ کی گلی کوچوں میں اُن کو لے کر پھرنا شروع کر دیا اور وہ اَحد
اَحد کہتے جاتے تھے۔ اور مروی ہے انسؓ سے کہ مسلمانوں میں سے سب سے
پہلے مع اپنی بی بی کے حبشہ کی طرف عثمانؓ نے ہجرت کی تو نبی صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی ان دونوں کے ساتھ رہے۔ بیشک
عثمانؓ وہ پہلا شخص ہے جس نے بعد لوطؑ کے اپنی بی بی کیساتھ ہجرت کی

Marfat.com

عن اسماء بنت ابی بکر قالت ہاجر عثمان الی الحبشۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ لاول من ہاجر بعد ابراہیم ولوط۔ وعن زید بن ثابت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماکان بین عثمان و بین رقیۃ وبین لوط بن مہاجر۔ عن ابن عباس قال اول من ہاجر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عثمان بن عفان کما ہاجر لوط الی ابراہیم۔ عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخلت انا وابوبکر الغار فاجتمعت العنکبوت فنسجت بالباب فلا تقتلوہن۔ عن ابی قلابۃ ان عمر بن الخطاب مر برجل یقرأ کتابا فاستمعہ ساعۃ فاستحسنہ فقال للرجل اکتب لی من ہذا الکتاب قال نعم فاشتری ادیما فہیأہ ثم جاء بہ الیہ فنسخ لہ فی ظہرہ وبطنہ ثم اتی بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجعل یقرأہ علیہ وجعل وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتلون فضرب رجل من الانصار بیدہ الکتاب وقال ثکلتک امک یا ابن الخطاب الا تری وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منذ الیوم وانت تقرأ علیہ ہذا الکتاب فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند ذلک انما بعثت فاتحا و خاتما واعطیت جوامع الکلم وفواتحہ واختصر لی الحدیث اختصارا فلا یہلکنکم المتہوکون۔

مروی ہے اسماء بنت ابی بکرؓ سے اُنھوں نے کہا کہ عثمانؓ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک وہ یقیناً پہلا شخص ہے جس نے ابراہیمؑ اور لوطؑ کے بعد ہجرت کی اور زید بن ثابتؓ سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمانؓ اور رُقیہؓ کے اور لوطؑ کے درمیان کوئی مہاجر نہیں ہوا۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جس شخص نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی وہ عثمانؓ بن عفان تھے جس طرح ہجرت کی تھی لوطؑ نے ابراہیمؑ کی طرف مروی ہے علیؓ سے اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور ابوبکرؓ غار میں داخل ہوتے تو مکڑیاں جمع ہوئیں اور انہوں نے غار کے دہانے پر جالا تن دیا تو تم اُن کو قتل نہ کرنا۔ مروی ہے ابی قلابہ سے کہ عمرؓ بن الخطاب ایک شخص پر گزرے جو ایک کتاب پڑھ رہا تھا تو آپ نے ایک ساعت اُس کو کان لگا کر سُنا تو اُن کو اچھا معلوم ہوا۔ پھر اُس شخص سے کہا کہ کیا اس کتاب میں سے تو مجھے کچھ لکھ دے گا؟ اُس نے کہا کہ ہاں! تو ایک چمڑا خرید کر لائے پھر اس کو (لکھنے کے قابل) تیار کیا اور اُس کے پاس لے کر پہنچے۔ اُس نے اُس کے باہر اور اندر کی طرف لکھ دیا۔ پھر اُس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور اُس کو آپ کے سامنے پڑھنا شروع کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہونا شروع ہوا تو انصار میں کے ایک شخص نے اُس تحریر پر ہاتھ مارا اور کہا اے ابن الخطاب تیری ماں تجھے روئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو آج دیکھے گا ہی نہیں اور تو یہ تحریر پڑھتا چلا جا رہا ہے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا کہ میں فاتح اور خاتم بنا کر بھیجا گیا ہوں اور مجھ کو جامع کلمات عطا کئے گئے اور ان کے فواتح اور میرے لئے کلام کو پورے طور پر مختصر کر دیا گیا تو تمھیں یہ بے پرواہی سے ہلاک ہونے والے کہیں ہلاک کر ڈالیں۔

ف ۱ یعنی قرآن عطا کیا گیا جو آسان الفاظ اور معانی کثیرہ کا مجموعہ ہے۔ فواتح سے ایسے کلمات مراد ہیں جو مغلق امور کی گرہ کشائی کر دیتے ہیں اور ان سے حقائق کی گہرائیوں کا ادراک ہوتا ہے۔ عالم غیب کی جو چیزیں موجود ہیں اور بہت سی آخرت میں پیش آنیوالی باتیں جو عقل کی دسترس سے دُور تھیں قرآن نے ان کو مختصر طریقہ پر بیان کر دیا۔ اہل کتاب نے اپنی طرف سے جھوٹ اور غلط باتیں کتب سماویہ میں ملا کر حقیقت سے بعید بنا دیا جو مطالعہ کرنیوالوں کی پریشانی کا باعث ہوتی ہیں یہ مطلب ہے تہوک کا۔ ۱۲

قال اللہ تعالیٰ الٓمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوۡمُ ۙ فِیۡۤ اَدۡنَی الۡاَرۡضِ وَ هُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ غَلَبِهِمۡ سَیَغۡلِبُوۡنَ ۙ فِیۡ بِضۡعِ سِنِیۡنَ ۬ؕ لِلّٰهِ الۡاَمۡرُ مِنۡ قَبۡلُ وَ مِنۡۢ بَعۡدُ ؕ وَ یَوۡمَئِذٍ یَّفۡرَحُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۙ بِنَصۡرِ اللّٰهِ ؕ یَنۡصُرُ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ هُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ۙ اینجا قراء مختلف اند جمعے غَلَبَتْ بصیغہ معلوم وسَیُغْلَبُوْنَ بصیغہ مجہول خوانند وجمعے غُلِبَتْ بصیغہ مجہول وسَیَغْلِبُوْنَ بصیغہ معلوم تلاوت کنند در وجہ اول بشارت است بفتح مسلمین روم را وآن در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واقع نشد بلکہ در زمان شیخین صورت گرفت وانجاز مواعید الٰہی بردست خلیفہ از خواص خلافت خاصہ است

اخرج الترمذی والحاکم وصححہ عن ابن عباس رض فی قولہ الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوۡمُ قال غُلبت وغَلبت قال کان المشرکون یحبون ان تظہر فارس علی الروم لانہم اصحاب اوثان وکان المسلمون یحبون ان تظہر الروم علی فارس لانہم اصحاب کتاب فذکروہ لابی بکر فذکرہ ابوبکر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انہم سیغلبون فذکرہ ابوبکر لہم فقالوا اجعل بیننا وبینک اجلاً فان ظہرنا کان لنا کذا وکذا وان ظہرتم کان لکم کذا وکذا فجعل بینہم اجلاً خمس سنین

آیات سورۃ الروم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا الٓمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوۡمُ الخ (۳۰: ۱تا۵)

الٓمّٓ اہلِ روم ایک قریب کے موقع میں مغلوب ہوگئے اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب چند سال (یعنی تین سے نو سال کے اندر اندر) غالب آجاویں گے پہلے بھی اختیار اللہ ہی کو تھا اور پیچھے بھی اور اُس روز مسلمان اللہ تعالیٰ کی امداد پر خوش ہوں گے وہ جس کو چاہے غالب کردیتا ہے اور وہ زبردست ہے رحیم ہے۔ یہاں قرأ میں اختلاف ہے۔ ایک جماعت غَلَبَتْ بصیغہ معروف پڑھتی ہے اور سَیُغْلَبُوْنَ بصیغہ مجہول اور ایک جماعت غُلِبَتْ بصیغہ مجہول اور سَیَغْلِبُوْنَ بصیغہ معروف تلاوت کرتی ہے۔ پہلی صورت میں یہ اس امر کی بشارت ہے کہ مسلمان رُوم کو فتح کریں گے اور یہ بشارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں واقع نہیں ہوئی بلکہ شیخین رض کے زمانہ میں پوری ہوئی اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا پورا ہونا خلیفہ کے ہاتھ پر خلافت خاصہ کے خواص میں سے ہے۔ آخذ کیا ترمذی نے اور حاکم نے اُس کو صحیح کہا ہے، مروی ہے ابن عباس رض سے آیت الٓمّٓ غلبت الروم میں غَلَبَتْ وغُلِبَتْ (یعنی غالب ہوتے اور مغلوب ہوئے) فرمایا کہ مشرکین پسند کرتے تھے کہ فارس فتحیاب ہو رُوم پر کیونکہ فارس کے لوگ بھی بتوں والے تھے اور مسلمان پسند کرتے تھے کہ رُوم کی فتح ہو فارس پر کیونکہ رُوم والے اصحاب کتاب تھے۔ اس کا ذکر لوگوں نے ابوبکر رض سے کیا اور ابوبکر رض نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آگاہ ہوجاؤ کہ اہل روم عنقریب غالب ہوجائیں گے۔ اس کا ذکر ابوبکر رض نے مشرکین سے کردیا۔ انھوں نے کہا ہمارے اور اپنے درمیان ایک مدت معین کرلو۔ اگر ہم غالب رہے (یعنی بدستور کسریٰ کی فتح رہی) تو ہمارا حق ہوگا اتنا اور اتنا (یہ آپ کو دینا ہوگا) اور اگر تم غالب آگئے (یعنے رُوم کی فتح ہوئی) تو تمہارا حق ہوگا اتنا اور اتنا (یہ ہم آپ کو دیں گے) اس کے بعد ابوبکر رض نے اُن سے پانچ سال کی مدت مقرر کردی (اس

Marfat.com

فلم يظهروا فذكر ذٰلك ابو بكر لرسول
الله صلى الله عليه وسلم فقال
الّا جعلتَه أراه قال دون العشرة
فظهرت الرّوم بعدَ ذٰلك فذلك
قوله الٓمّٓ غُلبت الرّوم فغَلَبت
ثم غُلِبت بعدُ لقولِ الله لله
الامرُ من قبلُ و من بعدُ ويومئذٍ
يفرحُ المومنونَ بنصر الله قال
سفيانُ سمعتُ انهم ظهروا عليهم
يومَ بدرٍ و لهذا الحديث طرق
متعددة مستفيضة عن ابنِ مسعود
و البراء بن عازب و نيار بن
كرم الاسلمي ورواه ايضًا
مُرسلاً الزهري وقتادة و
عكرمة عن ابن عباس قال قال
عُمر امّا الحمدُ فقد عرفناه
فقد يحمد الخلائقُ بعضهم بعضًا
و امّا لا اله الّا اللهُ فقد عرفناها
فقد عُبدتِ الآلهة من دونِ اللهِ
وَ امّا الله اكبر فقد يكبّر المصلي وامّا
سبحانَ اللهِ فما هو فقال رجلٌ من
القوم اللهُ اعلم فقال عُمر قد شقيَ عُمر
ان لم يكن يعلمُ انّ الله
اعلم فقال عليٌّ يا اميرَ المؤمنين
اسم ممنوعٌ ان ينتحلَه احدٌ من الخلائق
واليه مفزعُ الخلق واحبَّ ان يُقال لهُ فقال
هو كذاك اخرج مسلم عن انس بن مالك
انّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم ترك
قتلى بدرٍ ثلثةَ ايام حتى جيّفوا ثم اتاهم

مدّت میں) روم والے غالب نہیں آئے۔ پھر ابوبکرؓ نے اس کا ذکر
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے مجھے یہ خیال ہے کہ
یہ فرمایا تھا کہ تم نے "دس برس سے کم" کیوں نہ مقرر کی (کیونکہ لفظ
بضع کا اطلاق تین سے نو تک ہوتا ہے) پھر اس کے بعد روم والے
غالب آگئے۔ تو یہ ہے مطلب حق تعالیٰ کے ارشاد الٓمّٓ ۰ غُلبت الروم
کا کہ وہ مغلوب ہوئے پھر بعد میں غالب ہوئے جس کی وجہ یہ ارشاد
ہے للہ الامر من قبل الخ (ترجمہ شروع میں لکھا جاچکا) سفیانؒ نے
کہا کہ میں نے سنا ہے کہ وہ (رومی) ان (فارسیوں) پر بدر (کی
فتح) کے دن غالب ہوئے تھے۔ اور اس حدیث کے متعدد مستفیضہ طرق
ہیں۔ مروی ہیں ابنِ مسعودؓ سے اور براءؓ بن عازب اور نیارؓ
ابن مکرم اسلمی سے اور اس کو زہریؒ نے مرسلاً روایت کیا ہے اور
قتادہؒ اور عکرمہؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا انھوں نے بیان
کیا کہ عمرؓ نے (جماعتِ صحابہؓ سے) کہا کہ الحمد للہ کو تو ہم پہچانتے
ہیں (یعنے حمد کے معنے) کہ خلائق میں سے بعض بعض کی حمد (تعریف)
کرتے ہیں۔ اور لا الٰہ الا اللہ کو بھی ہم پہچانتے ہیں (یعنی الٰہ
کے معنے) کہ اللہ کے سوا بہت سے آلہہ (یعنی معبودوں کی) پرستش ہوتی
تھی۔ اور رہا اللہ اکبر (وہ تو ظاہر ہی ہے) ہر نماز پڑھنے والا
تکبیر کہتا ہے (آپ صاحبان یہ بتائیں کہ) سبحان اللہ کیا ہے!
قوم میں سے ایک شخص نے کہا اللہ اعلم۔ تو عمرؓ نے کہا کہ بڑا بدبخت
ہوگا عمرؓ اگر اس کو اتنی بھی خبر نہ ہو کہ اللہ اعلم (اللہ سب سے بڑا
عالم ہے) پھر علیؓ نے کہا کہ اے امیر المومنینؓ یہ اسم ہے (جس کا مفہوم
یہ ہے کہ) ممنوع ہے کہ خلائق میں سے کوئی اس کی کسی صفت کو
اپنی طرف منسوب کرے (یا اپنی صفات مختصہ میں اس کو شریک
کرے مثلاً یہ کہے کہ خدا باپ ہے فلاں کا) اور اسی کی طرف گھبراہٹ
کے وقت تمام خلق رجوع ہوتی ہے اور وہ یہ بات پسند کرے کہ
اس کو ایسا کہا جائے تو فرمایا کہ ہاں یہی مطلب ہے جو تم نے بیان کیا
اخذ کیا مسلم نے، مروی ہے انسؓ بن مالک سے کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے چھوڑے رکھا بدر کے مقتولوں کو تین دن یہاں
تک کہ مُردار ہوگئے (یعنی جسم سڑنے لگا) پھر ان کے پاس آتے

Marfat.com

فقام ینادیهم فقال یا امیة ابن خلف یا اباجهل بن هشام یا عتبة بن ربیعة هل وجدتم ما وعدکم ربکم حقاً فسمع صوتہ عمرؓ فجاء فقال یا رسول اللہ تنادیهم بعد ثلٰث وهل یسمعون یقول اللہ انک لا تسمع الموتٰی فقال والذی نفسی بیده ما انتم باسمع منهم ولکنهم لا یطیقون ان یجیبوا وروی مثله عن ابن عمرؓ

قال اللہ تعالیٰ الٓمٓ ۚ تلک ایٰت الکتٰب الحکیم ۙ هدًی ورحمة للمحسنین ۙ الیٰ اربع آیات بعد ها۔
فقیر گوید خدای تعالیٰ در سورۂ لقمان تباین مراتب سعداء و اشقیاء بیان مے فرماید ولابد هر دو فریق در وقت نزول سورۂ لقمان موجود بودند و این سوره مکیہ است جمعے را احسان کہ صفت کاشفۂ آن اقامت صلوٰة است و ایتاء زکوٰة و یقین کردن است بآخرت اثبات مے فرماید

اور کھڑے ہوتے پھر اُن کو پکار کر فرمایا کہ اے اُمیّہ بن خلف! اے ابوجہل بن ہشام! اے عتبہ بن ربیعہ! جو کچھ تم سے تمہارے ربّ نے وعدہ کیا تھا کیا تم نے اس کو سچّا پالیا؟ آپؐ کی یہ آواز عمرؓ نے سُن لی تو آئے اور کہا یا رسول اللہ آپ اُن کو تین دن کے بعد آواز دے رہے ہیں اور کیا یہ سُن رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى (۲۷: ۸۰) آپ مُردوں کو نہیں سُنا سکتے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تم ان سے زیادہ سُننے والے نہیں ہو۔ لیکن وہ جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اور اسی کی مانند روایت کیا گیا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے۔

آیات سورۂ لقمان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا الٓمّٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۙ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۙ ان کے بعد کی چار آیات تک۔
(۳۱: ۱تا۷) الٓمٓ ۔ یہ آیتیں ایک پُر حکمت کتاب کی ہیں جو کہ ہدایت اور رحمت ہے نیک کاروں کے لئے جو نماز کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ لوگ آخرت کا پُورا یقین رکھتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے ربّ کے سیدھے راستہ پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اور بعض آدمی ایسا (بھی) ہے جو اُن باتوں کا خریدار بنتا ہے جو (اللہ تعالیٰ سے) غافل کرنے والی ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے بے سمجھے بوجھے گمراہ کرے اور اُس کی ہنسی اڑاوے ایسے لوگوں کے لئے ذلّت کا عذاب ہے۔ اور جب اُس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ شخص تکبر کرتا ہوا مُنہ موڑ لیتا ہے جیسے اُسے سُنا ہی نہیں جیسے اُس کے کانوں میں ثقل ہے سو اس کو ایک دردناک عذاب کی خبر سُنا دیجئے۔" فقیر کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ سورۂ لقمان میں اہلِ سعادت اور اہلِ شقاوت لوگوں کے مراتب کا متضاد ہونا بیان فرماتے ہیں اور یہ ضروری ہے کہ دونوں فریق سورۂ لقمان کے نزول کے وقت موجود ہوں۔ اور یہ سورت مکیّہ ہے۔ ایک جماعت کے لئے احسان جس کو عیاں کرنے والی صفت نماز کا قائم کرنا ہے اور زکوٰۃ ادا کرنا اور آخرت پر یقین کرنا ثابت فرماتے ہیں۔

Marfat.com

و قرآن را ہدایت ورحمت برائے ایشان
می سازد و فلاح و وعدۂ جنّت ایشان را
می دہد و جمعے دیگر را اشترائِ لہوالحدیث
و اضلال و استہزاء بآیاتِ اللہ و
استکبار از قبول قرآن بر دامن می بندد
باز فقیر میگوید کہ این آیات تشریفِ عظیم
است برائے سُبّاق مؤمنین از مہاجرینِ اوّلین
کہ در وقت نزول سورۂ لقمان بشرفِ اسلام
و معارضہ باکفّار موصوف و مشہور بودند
و ناہیک بہ من فضیلۃ۔

قال اللہ تعالےٰ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى
الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ
وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَ
جَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا
لَمَّا صَبَرُوْا ۭ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ۝

فقیر گوید عفی عنہ خدای تعالےٰ میفرماید و
ہر آئینہ دادیم موسےٰ را کتاب پس مباش
در شبہ از بر خوردنِ کتاب مراد از کتابِ اوّل
توریت است و از کتابِ ثانی قرآنِ عظیم و
اینجا استخدام کہ فنی است از بدیع بکار بردہ شد[1] و
جعلناہ ہدی و ساختیم توریت را ہدایت برائے
بنی اسرائیل و ساختیم از بنی اسرائیل پیشوایان
کہ راہ مینمودند بتوفیقِ ما چون صبر کردند و بآیاتِ ما

اور اُن کے لئے قرآن کو ہدایت اور رحمت قرار دیتے ہیں اور اُن کو کامیابی
کا اور جنّت کا وعدہ دیتے ہیں۔ اور دوسری جماعت کے دامن سے
بیہودہ باتوں کی خریداری اور اضلال (یعنی دوسروں کو گمراہ کرنا) اور
اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ مسخراپن اور قرآن کو قبول کرنے سے استکبار
(یعنے تکبّر کے ساتھ نہ ماننا) وابستہ فرماتے ہیں۔ پھر فقیر کہتا ہے کہ
ان آیات میں مؤمنین سابقین کے لئے جو مہاجرین اوّلین تھے
بہت بڑے شرف کا اظہار ہے جو کہ سورۂ لقمان کے نزول کے وقت اسلام
کے شرف اور کفّار کے ساتھ معارضہ (یعنی گفت وشنید ومباحثہ)
کرنے کے ساتھ موصوف اور مشہور تھے (کہ سب ہی جانتے ہیں) اب
اُن کی فضیلت تسلیم کرنے میں کیا رکاوٹ ہے۔

آیات سورۂ الم السجدہ

اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ الخ (۳۲:
۲۳-۲۴) اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی تھی سو آپ اس کے ملنے
میں کچھ شک نہ کیجئے اور ہم نے اُس کو بنی اسرائیل کے لئے موجب ہدایت
بنایا تھا۔ اور ہم نے اُن میں جب کہ اُنھوں نے صبر کیا بہت سے پیشوا
بنا دیئے تھے جو ہمارے حکم سے ہدایت کیا کرتے تھے اور وہ لوگ ہماری
آیتوں کا یقین رکھتے تھے۔ فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے
اور البتہ ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی پس نہ رہیئے شبہ میں کتاب کے حاصل
ہونے سے، کتاب اوّل سے مراد توریت ہے اور کتابِ ثانی سے قرآنِ
عظیم ہے اور یہاں صنعتِ استخدام کا استعمال کیا ہے جو ایک فن ہے
بدیع میں سے وَجَعَلْنٰهُ هُدًى اور ہم نے توریت کو بنی اسرائیل
کے لئے ہدایت بنایا اور بنی اسرائیل میں سے پیشوا بنائے کہ راہ دکھاتی
کرتے تھے ہماری توفیق سے جب اُنھوں نے صبر کیا اور ہماری آیات کا

[1] صنعتِ استخدام یہ ہے کہ کسی لفظ کے دو معنے ہوں ایک معنی تو اس لفظ سے مراد لیں اور دوسرے معنے اس ضمیر سے جو اس لفظ کی طرف راجع ہو یا اس لفظ کی طرف دو ضمیریں عائد ہوتی ہوں ایک ضمیر سے ایک معنے مراد لیں اور دوسری ضمیر سے دوسرے معنے۔ اول کی مثال یہ ہے ؎ سایہ فگن ہو ہم پہ کہاں بخت اوج پری - بولا کہ اس کے سایہ سے پرہیز چاہیئے۔ لفظ پری سے معشوق مراد ہے۔ اور دوسرے مصرع کی ضمیر اُس سے حقیقی پری مراد ہے جس کے سایہ سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ دوسری صورت کی مثال یہ ہے ؎ گل فرش ہے اور اُس کا گلشن + گو اس نے بیش منہ لگایا۔ گل کے دو معنے ہیں ایک حقیقی یعنے پھول دوسرا مجازی یعنی معشوق۔ یہاں مصرع اول کی ضمیر اُس راجع ہے حقیقی پھول کی طرف اور دوسرے مصرع کی ضمیر اُس عائد ہوتی ہے معشوق کی طرف۔ اس صنعت میں ایسا کلام بھی داخل ہے جس کا تعلق بظاہر کسی خاص واقعہ سے ہو یا کسی فرد یا قوم سے متعلق ہو مگر اس سے کوئی ایسا کلیہ مستنبط ہوتا ہو جس کا انطباق دوسرے افراد پر ہوتا ہو اور اس کلام کا پس منظر در حقیقت بھی انطباق ہو۔ یہ صورت قرآن مجید میں بکثرت مستعمل ہے اور یہاں بھی یہی ہے ۲ مترجم از تذکرۃ البلاغہ

Marfat.com

یقین می آوردند باز فقیر میگوید خدای تعالیٰ در اوّل کلام ذکر مومنین کاملین فرمود اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بعد ازان فرق در معادِ این جماعہ و معادِ جماعہ کہ طرف مقابل ایشان واقع شدہ اند ارشاد نمود اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوٗنَ بعد ازان تشبیہ داد حالتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحالتِ حضرت موسیٰ کہ پیش ازین بحضرت موسیٰؑ توریت دادیم و آن را سبب ہدایت بنی اسرائیل گردانیدیم پس اگر ترا قرآن دادیم و آن را ہدایت اُمتِ مرحومہ گردانیدیم محل استبعاد نیست و از بنی اسرائیل جمعے را ائمہ ساختیم چون استحقاق امامت پیدا کردند و بصبر بر مشاقِ جہاد و مخاصمہ کفار و بقوۃ یقین پس اگر از مومنین کاملین جمعے را از اُمتِ تو امام سازیم و بدستِ ایشان عالمے را مہتدی گردانیم جائی تعجب نیست و درین آیت بحسب سباق و سیاق اشارتیست خفی بآنکہ جماعہ از امتِ مرحومہ ائمہ خواہند بود ؎

ہمہ رو حسن دارد آشیانہ ہر بن خاری
ولے ہر دیدہ کے بیند شکارِ چشم باز است این

قال اللہ تعالیٰ وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ؕ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ الخ

یقین لاتے تھے۔ پھر فقیر کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اولِ کلام میں مومنین کاملین کا ذکر فرمایا اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا اس کے بعد اس جماعت کی اور اُس جماعت کی آخرت کا انجام ارشاد فرماتے ہیں جو اُس کی سمتِ مقابل میں واقع ہوتی ہے اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوٗنَ ۝ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت کو حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کی حالت سے تشبیہ دی کہ اس سے پہلے ہم نے حضرت موسیٰؑ کو توریت دی اور اس کو بنی اسرائیل کی ہدایت کا سبب بنایا تو اگر ہم نے تم کو قرآن دیا اور اُس کو اُمت کے لئے ہدایت کا سبب بنایا تو اس میں کوئی استبعاد کا موقع نہیں ہے۔ اور ہم نے بنی اسرائیل میں سے ایک جماعت کو ائمہ بنایا جب اُنھوں نے جہاد کی مشقتوں پر اور کفار کے جھگڑوں پر صبر کرنے اور قوتِ یقین حاصل کرنے سے امامت کا استحقاق حاصل کر لیا تھا۔ پس اگر آپ کی اُمت میں سے مومنین کاملین کی ایک جماعت کو ہم امام بنا دیں اور اُن کے ہاتھ سے ہم ایک عالم کو راہِ ہدایت پر لے آئیں تو محل تعجب نہیں ہے۔ اور اس آیت میں سیاق اور سباق کے اعتبار سے ایک اشارۂ خفی اس امر کا موجود ہے کہ اس امتِ مرحومہ کی ایک جماعت ائمہ بنیں گی (مگر اس اشارۂ خفی کو پکڑنے کے لئے خاص نظر چاہیئے۔ یہ کام ہر عام نگاہ نہیں کر سکتی بقول شاعر:)

حُسن کی چکور ہر کانٹے کی جڑ میں (چھپنے کے لئے) ایک آشیانہ رکھتی ہے لیکن ہر آنکھ اس کو کب دیکھ پاتی ہے یہ تو باز کی آنکھ کا شکار ہے (وہی اس کو ڈھونڈ نکالنے کی قوت رکھتی ہے)۔

آیات سورۃ احزاب

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ (۳۳: ۲۲ تا ۲۴)

اور جب ایمانداروں نے ان لشکروں کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ وہی ہے جس کی ہم کو اللہ تعالیٰ و رسولؐ نے خبر دی تھی اور اللہ و رسولؐ نے سچ فرمایا تھا اور اُس سے اُن کے ایمان اور اطاعت میں اور ترقی ہوئی ان مومنین میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ اُنھوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا اس میں سچے اُترے پھر بعض تو اُن میں وہ ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے اور بعض اُن میں مشتاق ہیں اور اُنھوں نے

وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ۝ لِيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِنْ شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ فقیر گوید عفی عنہ این آیت در قصۂ احزاب نازل شدہ وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ وچون دیدند مسلمانان افواج مشرکین را گفتند این است آنچہ وعدہ داد ما را خدا و رسول او و راست فرمود خدا و رسول او و زیادہ نکرد آمدن افواج مشرکین در حق ایشان مگر باور داشتن و گردن نہادن یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر دادند کہ چند روز از دست کافران شدتے پیش خواہد آمد بعد ازان فتح و نصرت نصیب شما خواہد شد وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ چون مومنان اجتماع کفار دیدند دانستند کہ نصفے از موعود بانجا رسید توقع نصف ثانی در دلہای ایشان مستحکم شد مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ از مسلمانان جمعے ہستند کہ راست کردند با خدا آنچہ بران عہد بستہ بودند با خدای عز وجل یعنی ثبات قدم در مواطن حرب اختیار نمودند پس از ایشان کسے ہست کہ بتمام رسانید نذر خود را و از ایشان کسی ہست کہ انتظار میکشد تمامی نذر خود را یعنی محققین مومنین با خدا عہد بستند کہ در اعلاء کلمۃ اللہ سعی جمیل بکار برند و در مواقع حرب ثابت قدم باشند پس گروہی از ایشان آنچہ کردنی بود کردند و بانجام رسانیدند یعنے شہید شدند یا غیر از اعلاء کلمۃ اللہ کہ بوقوع آمد نصیب ایشان چیزی دیگر نبود اگرچہ باقی ماندند و گروہی ہنوز بار دیگر در انتظار کلمۃ اللہ ہستند یعنی باقی ماندند بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و ازو فات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در اعلائے کلمۃ اللہ داد اسلام دادند فقیر گوید درین آیات تشریف عظیم است

ذرا تغیر و تبدل نہیں کیا۔ یہ واقعہ اس لئے ہوا تاکہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کے سچ کا صلہ دے اور منافقین کو چاہے سزا دے یا چاہے ان کو توبہ کی توفیق دے۔ بیشک اللہ غفور رحیم ہے"۔ فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ یہ آیت قصۂ احزاب میں نازل ہوئی وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ اور جب دیکھا مسلمانوں نے افواج مشرکین کو تو بولے کہ یہ ہے وہ جس کا وعدہ کیا تھا ہم سے خدا نے اور اس کے رسول نے اور سچ فرمایا خدا نے اور اس کے رسول نے اور زیادہ نہ کیا افواج مشرکین کی آمد نے ان کے حق میں مگر یقین اور گردن جھکا دینا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ چند دن کافروں کے ہاتھ سے (مسلمانوں کو) سختی پیش آئے گی۔ اس کے بعد فتح و نصرت تمہارے حصہ میں آئے گی وَتِلْكَ الْأَيَّامُ الخ (۱۴۰:۳) "اور ہم ان ایام کو ان لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہا کرتے ہیں"۔ جب مومنین نے کفار کا اجتماع دیکھا تو جان لیا کہ جو وعدہ کیا گیا تھا اس کا آدھا حصہ پورا ہو گیا تو دوسرے آدھے کی توقع ان کے دلوں میں مستحکم ہو گئی۔ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ مسلمانوں میں سے ایک جماعت ہے کہ انھوں نے سچا کر دیا خدا کے ساتھ وہ عہد جو انھوں نے کیا تھا خدائے عز وجل سے۔ یعنی انھوں نے جنگ کے مواقع میں ثابت قدمی اختیار کی۔ پس ان میں ایسا بھی کوئی شخص ہے جس نے پورا کر دیا اپنی نذر کو اور ان میں ایسا شخص بھی ہے کہ انتظار کر رہا ہے اپنی نذر کے پورا ہونے کا۔ یعنی مومنین اہل حق نے خدا کے ساتھ یہ عہد کیا کہ اعلاء کلمۃ اللہ میں وہ بہترین کوشش کریں گے اور جنگ کے مواقع میں ثابت قدم رہیں گے تو ان میں سے ایک گروہ نے جو کرنا مناسب تھا وہ کیا اور انجام کو پہنچا دیا یعنی شہید ہو گئے۔ (دوسری توجیہ یہ ہے) یا اعلاء کلمۃ اللہ کے سوا جو وقوع میں آگیا ان کے نصیب میں اور کوئی چیز نہیں تھی اگرچہ باقی رہے ہے اور ایک گروہ اب تک دوبارہ اعلاء کلمۃ اللہ کے انتظار میں ہیں یعنی باقی رہنے والے ہیں بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد (خدمت) اسلام کی داد دی۔ پھر فقیر کہتا ہے کہ ان آیات میں اس جماعت کے لئے بڑی بزرگی کا اظہار ہے

Marfat.com

برائے جمعے کہ در غزوۂ احزاب ظاہراً و باطناً استقامت نمودند و بذل جہد در جہاد کردند و بیشک خلفاء ازان جماعہ بودند و اشارۂ خفیہ است بآنکہ ہنوز کارہا در پیش است و از جمعے سعی بلیغ دران کارہا بظہور خواہد رسید آخرج البخاری و مسلم عن ابن عباس انّ عُمر قام فحمد اللہ واثنیٰ علیہ ثم قال یا ایہا الناسُ لاتخدعنّ عن آیت الرجم فانّہا اُنزلت فی کتاب وقرأناہا و انہا ذہبت فی قرآن کثیرٍ ذہبت مع محمدٍ صلے اللہ علیہ وسلم وآیۃ ذلک ان النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم قد رَجَم و ان ابابکر قد رَجَم ورجمتُ بعدَہما وانّہ سیجیٔ قومٌ من ہٰذہ الاُمّۃِ یکذّبُونَ بالرجم وَرُوی ذلک عن عبدالرحمٰن ابن عوفٍ و سعید بن المسیّب و زید بن اسلم فعن کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف المُزنی عن ابیہ عن جدہٖ قال خطّ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الخندقَ عامَ الاحزاب فخرجت لنا من الخندق صخرۃٌ بیضاءُ مدوّرۃٌ فکسّرتْ حدیدَنا وشقّتْ علینا فشکونا الٰی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاخذ المِعوَلَ من سلمانَ فضربَ الصخرۃَ ضربۃً صدّعہا وبرقَتْ منہا برقۃٌ اضاءَ مابین لابتی المدینۃ حتے لکانَ مِصباحًا فی جوفِ لیلٍ مُظلمٍ فکبّرَ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

جس نے غزوۂ احزاب میں ظاہراً اور باطناً استقامت دکھائی اور جہاد میں پوری کوشش صرف کی اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ خلفاء اس جماعت میں شامل تھے اور اس میں اس طرف ایک اشارہ خفیہ موجود ہے کہ ابھی بہت سے کام در پیش ہیں اور ایک جماعت سے اُن کی انجام دہی میں سعی بلیغ کا ظہور ہوگا۔ اخذ کیا بخاری اور مسلم نے، مروی ہے ابن عباسؓ سے کہ عمرؓ کھڑے ہوتے پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور فرمایا اے لوگو! آیت رجم (اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْھَا نَکَالًا مِّنَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۝) کی طرف سے تم دھوکے میں نہ پڑنا کیونکہ وہ کتاب اللہ میں نازل ہوئی ہے اور ہم نے اس کی قرارت کی ہے اور وہ جاتی رہی ہے بہت سے قرآن۱ سے یہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلی گئی۲ اور اس کی نشانی یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا ہے اور ابوبکرؓ نے رجم کیا اور ان دونوں کے بعد میں نے رجم کیا اور ایک ایسی قوم اس اُمت میں آئیگی جو رجم کی تکذیب۳ کرے گی۔ اور روایت کی گئی ہے یہ عبدالرحمٰن بن عوف اور سعید بن المسیب اور زید بن اسلم سے۔ مروی ہے کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف مُزَنی سے' وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ عبداللہ سے اور وہ اُن کے دادا عمرو بن عوف سے کہ کھودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق غزوۂ احزاب کے سال میں تو ہمارے سامنے ایک ایسی چٹان نکل آئی جو کہ سفید اور گول تھی تو ہمارے لوہے ٹیڑھے ہوگئے اور ہم پر (اُس کا توڑنا) دشوار ہوگیا تو ہم شکایت لے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو آپ نے سلمانؓ سے کُدال لی اور چٹان پر ایسی ضرب لگائی جس سے اس میں شگاف پڑ گیا اور اُس سے ایک ایسی بجلی چمکی جس سے مدینہ کی دونوں کالی پتھریلی زمینوں کا درمیانی حصہ روشن ہوگیا۔ یہاں تک کہ گویا ایک چراغ روشن ہوگیا اندھیری رات کے درمیانی حصہ میں' تو تکبیر کہی (یعنے اللہ اکبر کہا) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

۱ یہاں قرآن سے مراد قرآن کے اجزاء ہیں جو لوگوں کے پاس مختلف چیزوں پر لکھے ہوئے موجود تھے ۱۲ مترجم ۲ مطلب یہ ہے کہ منسوخ التلاوۃ ہے قرآن میں اس کا اگرچہ اندراج نہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھا جانا ثابت نہیں ہوا مگر حکم منسوخ نہیں ہوا ۱۲ مترجم ۳ یہ آپ کی پیشگوئی بھی ثابت ہوئی۔ خوارج نے انکار کیا کہ زانی کے لئے رجم کا حکم قرآن میں نہیں ہے اور بقول مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ایک مسوخ فرقہ اس زمانہ میں بھی انکار کرتا

Marfat.com

فكبّرَ المسلمونَ ثم ضربها الثانيةَ فصدعها
وبرق منها برقة اضاء ما بين لابتيها فكبّر
وكبّر المسلمونَ. ثم ضربها الثالثةَ فكسرها
وبرق منها برقة اضاء ما بين لابتيها
فكبّر وكبّر المسلمون فسألناه فقال اضاءَ
لي في الأولى قصور الحيرة ومدائنُ
كسرى كانها انيابُ الكلاب فأخبرني
جبريلُ انّ اُمتي ظاهرةٌ عليها
و اضاءَ لي في الثانية القصور
الحمر من ارض الرّوم كانها
انيابُ الكلاب و اخبرني جبريلُ
انّ اُمتي ظاهرةٌ عليها و
اضاءَ لي في الثالثة قصور
صنعاء كانها انيابُ الكلابِ
و اخبرني جبريل انّ اُمتي ظاهرةٌ
عليها فابشروا بالنّصر فاستبشر
المسلمونَ و قالوا الحمد لله موعد
صادقٌ بان وعدنا النصر
بعد الحصر فطلعت الاعراب فقال
المسلمونَ هذا ما وعدنا الله و
رسولُه و صدق الله و رسولُه
و ما زادهم الّا ايمانا و تسليما
و قال المنافقونَ الا تعجبون يحدثكم
و يعدكم و يمنيكم الباطل انه
يبصر من يثرب قصورَ الحيرة
و مدائنَ كسرى و انّها تفتح
لكم و انتم تحفرون الخندق و لا
تستطيعون ان تبرزوا و اُنزلَ
القرآن و اذ يقول المنافقونَ و الذين في قلوبهم مرض

اور سب مسلمانوں نے پھر آپ نے اُس پر دوسری ضرب لگائی اور
اُس کو توڑ دیا پھر اُس میں سے ایسی بجلی چمکی جس نے مدینہ کے اُس
میدان کو جو لابتین کے درمیان ہے روشن کر دیا تو آپ نے اور سب
مسلمانوں نے تکبیر کہی۔ پھر آپ نے اُس پر تیسری مرتبہ ضرب لگائی
اور اُس کے ٹکڑے کر دیئے پھر اس میں سے ویسی ہی بجلی چمکی جس نے
لابتین مدینہ کے درمیان کے میدان کو روشن کر دیا۔ پھر آپ نے اور
مسلمانوں نے تکبیر کہی۔ اس کے بعد ہم نے آپ سے سوال کیا تو آپ نے
فرمایا کہ پہلی مرتبہ میں تو میرے لئے حیرہ کے قصر (یعنی محل) اور مدائن
کے اور کسریٰ کے روشن ہوئے یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ کُتوں کے
دانت ہیں اور مجھ کو جبرئیل ؑ نے خبر دی کہ میری اُمت اُن کو فتح کرنے
والی ہے اور دوسری مرتبہ میں میرے لئے سُرخ محل روشن ہوئے روم
کی زمین کے گویا کہ وہ کُتوں کے دانت ہیں اور مجھ کو جبرئیل ؑ نے خبر
دی کہ میری اُمت ان کو فتح کرنے والی ہے۔ اور تیسری مرتبہ میں محل
صنعاء کے گویا کہ وہ کُتوں کے دانت ہیں اور جبرئیل ؑ نے خبر دی کہ
میری اُمت اُن کو فتح کرنے والی ہے۔ تو بشارت ہے تم کو (اللہ
کی) مدد کی۔ اس کے بعد مسلمانوں نے ایک دوسرے کو خوش خبری
سُنائی اور اُنھوں نے کہا الحمد للہ سچا وعدہ ہے جو ہم سے محصور
ہونے کے بعد مدد دینے کا فرمایا ہے۔ پھر اعراب نظر آئے (جو حملہ
کرنے کے لئے آرہے تھے) تو مسلمانوں نے کہا هٰذَا مَا وَعَدَنَا
اللّٰهُ الخ یعنے یہ وہی ہے جس کی ہم کو اللہ اور اُس کے رسول ؐ نے
خبر دی تھی اور اللہ اور اس کے رسول ؐ نے سچ فرمایا تھا اور اس سے
اُن کے ایمان اور اطاعت میں اور ترقی ہوگئی۔ اور منافقوں نے
کہا تم کو یہ بات عجیب نہیں معلوم ہوتی کہ وہ تم سے باتیں بنا رہا
ہے اور وعدے کر رہا ہے اور بے بنیاد تمناؤں میں ڈال رہا ہے۔
وہ دیکھ رہا ہے یثرب (مدینہ) سے حیرہ کے محلوں کو اور مدائنِ کسریٰ
کو اور وہ تمھارے لئے فتح ہو جائیں گے اور حال یہ ہے کہ تم خندق
کھود رہے ہو اور اتنی طاقت نہیں کہ ان سے مقابلہ کر لو۔ اس پر
قرآن میں نازل ہوا وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ الخ (۳۳: ۱۲)
اور جب کہ منافقین اور وہ لوگ جن کے دِلوں میں مرض ہے

مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا
وَ عن البراء بن عازب نحوہٗ وَ عن
قتادۃ قال ہمّ عمر بن الخطاب ان
ینہی عن الحبرۃ من صابغ البول فقال
لہٗ رجل الیس قد رأیت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم یلبسہا قال عمر
بلٰی قال الرجل الم یقل اللہ لَقَدْ
كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
وَ عن ابن عباس انّ عمر اکبّ علی
الرکن فقال انّی لاعلم انک حجر
ولو لم ارَ حِبّی صلے اللہ علیہ وسلم
قبّلک و استلمک ما استلمتک و لا
قبّلتک لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ
اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ وعن یعلی بن امیۃ قال
طفتُ مع عمر فلمّا کنتُ عند الرکن
الذی یلی الباب ممّا یلی الحجر اخذتُ بیدہٖ
لیستلم فقال ماطفت مع رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم قلتُ بلٰی قال فہل رأیتہٗ
یستلم قلتُ لا قال فابعد عنک فانّ لک
فی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
عن عیسی بن طلحۃ قال دخلتُ علے امّ
المؤمنین عائشۃ و عائشۃ بنت طلحۃ و
ہی تقول لامّہا اسماء انا خیرٌ منکِ و
ابی خیرٌ من ابیکِ فجعلت اسماء
تشتمہا و تقول انتِ خیرٌ منّی فقالت
عائشۃ الا اقضی بینکما قالت بلٰی قالت
فانّ ابا بکر دخل علے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
فقال لہٗ انت عتیق اللہ من النار قالت فمن
یومئذٍ سمی عتیقًا ثم دخل طلحۃ فقال

یوں کہہ رہے تھے کہ ہم سے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول نے محض دھوکے ہی کا وعدہ کر رکھا ہے۔ اور مروی ہے براء بن عازب سے اسی طرح۔ اور مروی ہے قتادہؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے قصد کیا کہ نقشین یمنی چادر کے استعمال سے منع کریں جو بول ان کی بنی ہوتی تھیں۔ تو ان سے ایک شخص نے کہا کہ آپ نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اوڑھا ہے؟ عمرؓ نے کہا بیشک۔ تو اس شخص نے کہا کیا اللہ تعالےٰ نے یہ نہیں فرمایا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ الخ (۲۱:۳۳) تم لوگوں کے لئے رسول اللہؐ میں ایک عمدہ نمونہ موجود ہے۔ اور مروی ہے ابن عباسؓ سے کہ عمرؓ اوندھے ہوئے رکن پر پھر فرمایا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے اور اگر میں اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھتا کہ انھوں نے تجھ کو بوسہ دیا ہے اور چھوا ہے تو میں تجھے نہ چھوتا اور نہ بوسہ دیتا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ اور یعلےٰ بن امیہ سے مروی ہے کہا کہ میں نے طواف کیا عمرؓ کے ساتھ۔ جب میں اس رکن پر پہنچا جو دروازے سے قریب ہے اور جو حجر سے ملتا ہے تو میں نے ان کا ہاتھ پکڑا تاکہ وہ استلام کریں تو انھوں نے کہا کیا تو نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طواف نہیں کیا؟ میں نے کہا کیوں نہیں۔ فرمایا کہ پھر تو نے آپؐ کو استلام کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا کہ بس تو پیچھے ہٹ۔ تیرے لئے رسول اللہؐ میں اسوۂ حسنہ (قابل اتباع) ہے۔ اور مروی ہے عیسیٰ بن طلحہ سے انھوں نے بیان کیا کہ میں امّ المؤمنین عائشہؓ اور عائشہ بنت طلحہؓ کے پاس گیا اور یہ اپنی ماں اسماء سے یہ کہہ رہی تھیں کہ میں تم سے اچھی ہوں اور میرا باپ تمھارے باپ سے اچھا تھا تو اسماء نے اس کو برا کہنا شروع کر دیا اور کہہ رہی تھی کہ تو مجھ سے بہتر ہے؟ تو عائشہؓ نے کہا کہ کیا میں تم میں فیصلہ نہ کر دوں؟ انھوں نے کہا کہ کیوں نہیں۔ انھوں نے کہا کہ ابوبکرؓ پہنچے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تو آپ نے ان سے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے آگ سے آزاد کئے ہوئے ہو (انتَ عتیق اللہ من النّار) عائشہؓ نے کہا کہ اسی دن سے ابوبکرؓ کا نام عتیق ہو گیا۔ پھر پہنچے طلحہؓ تو آپ نے فرمایا کہ

Marfat.com

انت یا طلحۃ ممن قضیٰ نحبہٗ عن جابر
قال اقبل ابو بکر یستاذن علیٰ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
والناس ببابہ جلوس والنبی
صلی اللہ علیہ وسلم جالس
فلم یؤذن لہ ثم اقبل عمر
فاستاذن فلم یؤذن لہ ثم اذن
لابی بکر و عمر فدخلا والنبی
صلی اللہ علیہ وسلم جالس
وحولہ نساؤہ وھو ساکت فقال
عمر لأکلمن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم لعلہ یضحک فقال عمر
یا رسول اللہ لو رأیت ابنۃ زید
امرأۃ عمر سألتنی النفقۃ آنفا
فوجأت عنقہا فضحک النبی صلی
اللہ علیہ وسلم حتی بدا ناجذہ
وقال ھن حولی یسألننی النفقۃ
فقام ابوبکر الی عائشۃ لیضربہا
وقام عمر الی حفصۃ کلاھما
یقولان تسألان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم مالیس عندہ فنہاھما
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقلن نساؤہ واللہ لا نسأل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بعد ھذا المجلس مالیس عندہ وانزل
اللہ الخیار فبدأ بعائشۃ فقال انی ذاکر
لک امرا ما احب ان تعجلی فیہ حتی تستأمری
ابویک قالت ما ھو فتلا علیہا
یا ایہا النبی قل لازواجک الآیۃ

تم اے طلحہؓ! ان لوگوں میں سے ہو جو اپنی نذر پوری کر چکے (یعنے اللہ تعالیٰ پر جان قربان کرنے کا عہد تم پورا کر چکے ہو)۔ مروی ہے جابرؓ سے انھوں نے کہا کہ ابوبکرؓ نے آکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے گھر میں آنے کی اجازت چاہی اور لوگ آپ کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم (اندر) بیٹھے تھے تو ان کو اجازت نہ ملی۔ پھر عمرؓ آئے اور انھوں نے اجازت طلب کی تو ان کو بھی اجازت نہ ملی۔ پھر (کچھ دیر کے بعد) ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں کو اجازت مل گئی اور یہ دونوں گھر میں داخل ہو گئے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے اور ان کے گرد آپ کی سب بیبیاں بیٹھی تھیں اور آپ خاموش تھے تو عمرؓ نے سوچا کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی بات کہنی چاہیے جس سے آپ کو ہنسی آجائے۔ اب انھوں نے کہا یا رسول اللہ آپ دیکھتے زیدؓ کی بیٹی یعنے عمرؓ کی عورت کو اس نے مجھ سے ابھی نفقہ کا سوال کیا تھا تو میں نے (اس کو نفقہ اس طرح دیا کہ) اس کی گدی پر ایک گھونسہ رسید کر دیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے یہاں تک کہ آپ کے دانت کھل گئے۔ اور آپ نے فرمایا کہ یہ میرے گرد بیٹھی مجھ سے نفقہ طلب کر رہی ہیں تو ابوبکرؓ اٹھے اور عائشہؓ کی طرف ان کو مارنے کے لئے بڑھے اور عمرؓ حفصہؓ کی طرف اور دونوں یہ کہہ رہے تھے کہ تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتی ہو ایسی چیز کا جو ان کے پاس نہیں ہے۔ تو ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے روک دیا۔ پھر آپ کی سب ازواج نے کہا واللہ ہم اس مجلس کے بعد کبھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کا سوال نہ کریں گے جو آپ کے پاس نہ ہو۔ اور اللہ تعالےٰ نے اختیار والی آیت نازل کی، تو آپ نے ابتداءً عائشہؓ سے کی اور فرمایا کہ میں تجھ سے ایک امر کا ذکر کرنے والا ہوں میں اس کو اچھا نہیں سمجھتا کہ تو جواب دینے میں جلدی کرے جب تک اپنے ماں باپ سے مشورہ نہ کر لے۔ عائشہؓ نے کہا وہ کیا ہے تو آپ نے ان کو یہ آیت سنائی یا ایہا النبی قل الخ (۳۳، ۲۸) اے نبی آپ اپنی بیبیوں سے فرما دیجئے کہ تم اگر دنیوی زندگی (کا عیش) اور اس کی بہار چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو کچھ مال متاع (دنیوی) دیدوں

Marfat.com

قالت عائشۃ أفیک استأمر أبوی بل اختار اللہ ورسولہ واسألک ألا تذکر الی امرأۃ من نسائک ما اخترت فقال ان اللہ لم یبعثنی معنتا ولکن بعثنی معلما مبشرا لا تسألنی امرأۃ منہن عما اخترت الا اخبرتہا عن عمر قال استعینوا علی النساء بالعری ان احداہن اذا کثرت ثیابہا وحسنت زینتہا اعجبہا الخروج عن معاذ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان رجلا سألہ فقال ای المجاہدین اعظم اجرا قال اکثرہم للہ ذکرا قال فای الصائمین اعظم اجرا قال اکثرہم للہ ذکرا ثم ذکر الصلوۃ والزکوۃ والحج والصدقۃ کل ذلک ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اکثرہم للہ ذکرا فقال ابوبکر لعمر یا ابا حفص ذہب الذاکرون بکل خیر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجل عن مجاہد قال لما نزلت ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی قال ابوبکر یارسول اللہ ما انزل اللہ علیک خیرا الا اشرکنا فیہ فنزلت ہو الذی یصلی علیکم وملائکتہ اخرج الترمذی وحسنہ والحاکم وصححہ عن ام ہانی بنت ابیطالب

اور تم کو خوبی کے ساتھ رخصت کردوں" عائشہ رضؓ نے کہا کیا آپؐ کے بارے میں مَیں اپنے ماں باپ سے مشورہ کروں۔ بلکہ میں اختیار کرتی ہوں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولؐ کو۔ اور آپ سے سوال کرتی ہوں کہ اپنی بیویوں میں سے کسی سے ذکر نہ کریں میں نے جو اختیار کیا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی لغزشوں کا طالب بناکر نہیں بھیجا۔ مجھے تو تعلیم دینے والا اور بشارت دینے والا بناکر بھیجا ہے۔ اُن میں سے جو عورت بھی مجھ سے پوچھے گی کہ تو نے کیا اختیار کیا ہے میں اس کو بتادوں گا۔ مروی ہے عمر رضؓ سے کہ آپؐ نے فرمایا کہ عورتوں کی یہ رعایت رکھو کہ وہ ننگی نہ ہونے پائیں اُن میں عام طور پر ایسی ہیں کہ جب ان کے پاس بہت سے کپڑے ہو جاتے ہیں اور ان کی زینت کا سامان ہو جاتا ہے تو گھر سے نکلنا چاہتی ہیں۔ مروی ہے معاذ رضؓ سے وہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ ایک شخص نے آپ سے سوال کئے پوچھا کہ مجاہدین میں کون بڑے اجر والا ہے۔ فرمایا کہ جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے۔ پھر پوچھا کہ روزے داروں میں سب سے بڑا اجر کس کا ہے؟ فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ ذکر کرنے والا ہے۔ پھر سائل نے ذکر کیا نماز کا اور زکوٰۃ کا اور حج کا اور صدقہ کا ہر ایک کا وہ ذکر کرتا رہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرماتے رہے کہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا۔ تو ابوبکر رضؓ نے عمر رضؓ سے کہا اے ابوحفص رضؓ پوری خیر ذاکرین ہی لے گئے یہ سنکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ مروی ہے مجاہدؒ سے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ (۵۶:۳۳) بیشک اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر پر" تو ابوبکر رضؓ نے کہا یارسول اللہؐ جو خیر بھی اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر نازل کی ہم اس میں آپ کے شریک ہوگئے تو یہ آیت نازل ہوئی ھُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ الخ (۴۳:۳۳) وہ ایسا رحیم ہے کہ وہ (خود بھی) اور اُس کے فرشتے (بھی) تم پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں تاکہ حق تعالیٰ تم کو تاریکیوں سے نور کی طرف لے آتے اور اللہ تعالیٰ مومنین پر مہربان ہے" آخذ کیا ترمذی نے اور اس کو حسن کہا اور حاکم نے اور صحیح کہا۔ مروی ہے ام ہانی بنت ابی طالب سے

Marfat.com

قالت خطبنی رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم فاعتذرت الیہ فعذرنی
فانزل اللہ یا ایہا النبی انا
احللنا لک الی قولہ ہاجرن معک
قالت فلم اکن احل لہ لانی لم
اہاجر معہ کنت من الطلقاء
وعن ابی صالح مولے ام ہانی
قال خطب رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم ام ہانی بنت ابی طالب
فقالت یارسول اللہ انی مؤتمۃ
وبنی صغار فلما ادرک بنوہا
عرضت نفسہا علیہ فقال اما الآن
فلا ان اللہ انزل علی یا ایہا
النبی انا احللنا لک ازواجک
الی قولہ ہاجرن معک ولم
تکن من المہاجرات عن انس
قال قال عمر بن الخطاب یارسول اللہ
یدخل علیک البر والفاجر فلو
امرت امہات المؤمنین بالحجاب
فانزل اللہ آیۃ الحجاب عن ابن
عباس قال دخل رجل علی النبی صلے
اللہ علیہ وسلم فاطال الجلوس فقام
النبی صلے اللہ علیہ وسلم مرارًا
کی یتبعہ ویقوم فلم یفعل
فدخل عمر فرأی الرجل وعرف
الکراہیۃ فی وجہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم لمقعدہ فقال
لعلک آذیت النبی صلے اللہ علیہ وسلم
فتفطن الرجل فقام فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم

کہا کہ مجھ سے پیغام دیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تو میں نے آپ سے عذر کر دیا اور آپ نے میرا عذر قبول کیا پھر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل کی یَاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ سے هَاجَرْنَ مَعَکَ تک (۳۳:۵۰) اے نبیؐ! ہم نے آپ کے لئے آپ کی یہ بیبیاں جن کو آپ اُن کے مہر دے چکے ہیں حلال کی ہیں اور وہ عورتیں بھی جو تمہاری مملوکہ ہیں جو اللہ تعالےٰ نے غنیمت میں آپ کو دلوادی ہیں اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں بھی جنھوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی ہو۔ تو میں آپ کے لئے حلال نہ ہوسکی کیونکہ میں نے آپ کے ساتھ ہجرت نہیں کی تھی۔ میں آزاد کی ہوئی عورتوں میں سے تھی (بعد اسیری کے)۔ اور ابو صالح آزاد کردہ اُمّ ہانی سے مروی ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ پیغام نکاح دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ ہانی بنتِ ابی طالب کو تو اُنھوں نے کہا یا رسول اللہؐ میں یتیم بچوں والی ہوں اور میرے بچے چھوٹے ہیں۔ (آپ نے یہ عذر قبول کیا) پھر جب اُن کے بچے بڑے ہوگئے تو اُنھوں نے اپنی ذات کو آپ کے سامنے پیش کر دیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اب تو نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالےٰ نے نازل کر دیا ہے یَاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ سے الّٰتِیْ هَاجَرْنَ مَعَکَ تک اور اُمّ ہانی مہاجرات میں سے نہیں تھیں۔ مروی ہے انس رضؓ سے اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ آپ کے پاس نیک اور بد سب ہی آتے ہیں اچھا ہو کہ آپ اُمّہات المؤمنین رضؓ کو پردے کا حکم دیں۔ تو اللہ تعالےٰ نے آیت حجاب نازل فرمائی۔ مروی ہے ابن عباسؓ سے اُنھوں نے بیان کیا کہ ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اُس نے بیٹھک لمبی کر دی تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کئی مرتبہ اُٹھے تاکہ وہ بھی آپ کے ساتھ ساتھ اُٹھ کھڑا ہو گر وہ نہ اُٹھا۔ پھر عمر رضؓ آگئے اور اُنھوں نے اُس شخص کو دیکھا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے ناگواری کو پہچانا اُس کی طویل نشست کی وجہ سے تو کہا کہ شاید تو نے تکلیف پہنچائی ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پھر وہ شخص سمجھا اور اُٹھ گیا۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

Marfat.com

فقد تمت مرارًا کے یتبعنی فلم یفعل فقال عمر لو اتخذت حجابًا فان نساءک لسن کسائر النساء و هو اطهر لقلوبهن فانزل الله یا ایها الذین آمنوا لا تدخلوا بیوت النبی الآیۃ فارسل الی عمر فاخبره بذلک و عن عائشۃ قالت کنت آکل مع النبی صلی الله علیه وسلم فی قعب فمر عمر فدعاه فاکل فاصاب اصبعه اصبعی فقال عمر اوه لو اطاع فیکن ما رأتکن عین فنزلت آیۃ الحجاب و عن عائشۃ ان ازواج النبی صلی الله علیه وسلم کن یخرجن باللیل اذا تبرزن الی المناصع و هو صعید افیح وکان عمر ابن الخطاب یقول لرسول الله صلی الله علیه وسلم احجب نساءک فلم یکن رسول الله صلی الله علیه وسلم یفعل فخرجت سودة بنت زمعۃ لیلۃ العشاء و کانت امرأة طویلۃ فناداها عمر بصوته الا علی

میں کئی مرتبہ اُٹھا کہ میرے ساتھ یہ بھی اُٹھے مگر اس نے ایسا نہ کیا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اگر آپ پردہ شروع فرمادیں تو بہتر ہو کیونکہ آپ کی عورتیں عام عورتوں کی طرح نہیں ہیں اور پردہ ان کے قلوب کو بھی پاک رکھنے والا ہے تو اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوا الخ (۳۳:۵۳) اے ایمان والو! نبیؐ کے گھروں میں (بے بلائے) مت جایا کرو مگر جس وقت تم کو کھانے کے لئے اجازت دی جائے ایسے طور پر کہ اس کی تیاری کے منتظر نہ رہو لیکن جب تم کو بلایا جائے (کہ کھانا تیار ہے) تب جایا کرو پھر جب کھانا کھا چکو تو اُٹھ کر چلے جایا کرو اور باتوں میں جی لگا کر نہ بیٹھے رہا کرو۔ اس بات سے نبیؐ کو ناگواری ہوتی ہے سو وہ تمھارا لحاظ کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ صاف صاف بات کہنے سے (کسی کا) لحاظ نہیں کرتا اور جب تم اُن سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگا کرو یہ بات (ہمیشہ کے لئے) تمھارے دلوں اور اُن کے دلوں کے پاک رہنے کا عمدہ ذریعہ ہے اور تم کو جائز نہیں کہ رسولؐ کو کلفت پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ تم آپؐ کے بعد آپؐ کی بی بیوں سے کبھی بھی نکاح کرو یہ خدا کے نزدیک بڑی بھاری (معصیت) کی بات ہے۔" تو آپؐ نے عمرؓ کو بلایا اور اس کی خبر دی۔ اور مروی ہے عائشہؓ سے اُنھوں نے فرمایا کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک بڑی پلیٹ میں کھا رہی تھی کہ عمرؓ کا گزر ہوا تو آپؐ نے اُن کو بلا لیا۔ اُنھوں نے بھی کھانا شروع کیا۔ اسی میں اُن کی اُنگلی میری اُنگلی کو لگی تو عمرؓ نے کہا "اوہ" اگر میری بات مانی جائے تو اُن کو ایسی ہونا چاہیئے کہ ان کو کوئی آنکھ نہ دیکھ سکے اس کے بعد آیتِ حجاب نازل ہوئی۔ اور مروی ہے عائشہؓ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج قضائے حاجت کے لئے رات میں مناصع کی طرف جایا کرتی تھیں اور وہ ایک کشادہ زمین تھی اور عمرؓ ابن الخطاب کہا کرتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ اپنی بی بیوں کا پردہ کرایئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہیں کراتے تھے۔ ایک رات میں سودہؓ بنت زمعہ اوّل شب میں نکلیں اور وہ لمبے قد کی عورت تھیں تو اُن کو عمرؓ نے پکارا اور بلند آواز سے کہا

Marfat.com

قد عرفناک یا سودۃ حرصًا علی ان ینزل الحجاب فانزل اللہ الحجاب قال اللہ تعالیٰ یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ الآیۃ و عن ابن مسعود قال فَضَلَ النَّاسَ عمر بن الخطاب باربع بذکرہ الاساری یوم بدرٍ اَمَرَ بقتلھم فانزل اللہ لَوْ لَا کِتٰبٌ مِّنَ اللّٰہِ سَبَقَ الآیۃ وبذکرہ الحجاب اَمَرَ نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یحتجبن فقالت لہ زینب وانک لتغار علینا یا ابن الخطاب والوحی ینزل فی بیوتنا فانزل اللہ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْھُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْھُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ و بدعوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللّٰھم اَیِّدِ الاسلام بعمر وبرأیہ فی ابی بکر کان اول الناس بایعہ عن ابی بکر الصدیق قال کنتُ عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجاء رجل فسلم فردّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واطلق وجہہ واجلسہ الی جنبہ فلما قضی الرجل حاجتہ نھض فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا بکر ہذا الرجل یُرفع لہ کلّ یوم کعمل اہل الارض قلتُ ولِمَ ذاک قال انہ کلما اصبح صلی علیّ عشر مرات کصلوٰۃ الخلق اجمع قلتُ وما ذاک قال یقول اللّٰھم صلِّ علی محمد النبی عدد من صلی علیہ

اے سودہؓ ہم نے تجھے پہچان لیا۔ اس شدید خواہش کے اظہار کے لئے کہ پردے کا حکم نازل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے پردے کا حکم نازل فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ آخر تک۔ ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ سب لوگوں پر عمرؓ بن الخطاب کو فضیلت دی گئی ہے چار باتوں سے۔ یوم بدر میں قیدیوں کے بارے میں اس تجویز سے جو انھوں نے ذکر کی تھی کہ ان کو قتل کیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی لَوْ لَا کِتٰبٌ مِّنَ اللّٰہِ سَبَقَ الخ (۸:۶۸) اگر خدا تعالیٰ کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہو چکا ہوتا تو جو امر تم نے اختیار کیا ہے اس کے بارے میں تم پر کوئی بڑی سزا واقع ہوتی۔ اور ان کی تجویز حجاب سے کہ انھوں نے امر کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کو کہ پردہ کیا کریں تو ان سے زینبؓ نے کہا تھا کہ اے ابن الخطابؓ تم تو ہم پر بھی غیرت کرنا شروع کر دی حالانکہ وحی ہمارے گھروں میں نازل ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا وَاِذَا سَاَلْتُمُوْھُنَّ مَتَاعًا الخ (ترجمہ تحریر ہو چکا ہے)۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اس دعا سے کہ یا اللہ اسلام کو عمرؓ سے مدد پہنچا دیجئے۔ اور ابوبکرؓ کی خلافت کے بارے میں رائے قائم کرنے سے کہ وہ پہلے شخص تھے جنھوں نے ابوبکرؓ سے بیعت کی تھی۔ مروی ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے انھوں نے کہا کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے آپ کو سلام کیا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور آپ کا چہرہ کھل گیا اور آپ نے اس کو اپنے پہلو میں بٹھایا۔ جب وہ شخص اپنی حاجت پوری کر چکا تو اٹھ گیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ یہ ایسا شخص ہے کہ روزانہ اس کی نیکی (آسمان پر) اٹھائی جاتی ہے جو مثل ہوتی ہے تمام اہل ارض (کی نیکیوں) کے۔ میں نے پوچھا کہ ایسا کیوں ہے؟ فرمایا کہ ہر صبح کو یہ شخص مجھ پر دس مرتبہ ایک درود پڑھتا ہے جو تمام خلق کے درود کے برابر ہو جاتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ وہ کونسا درود ہے تو فرمایا وہ یہ کہتا ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الخ (اے اللہ محمدؐ نبی پر اس قدر درود بھیج جو برابر ہو اس تمام درود کے جو آپ کی

Marfat.com

من خلقک و صلِّ علے محمد النبی کما ینبغی لنا ان نصلّی علیہ وصلِّ علٰے محمد النبی کما امرتنا ان نصلّی علیہ ۔ وعن ابی بکر الصدّیق قال الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم امحق للخطایا من الماء للنار والسلام علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل من عتق الرقاب وحبّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل من مہج الانفس او قال من ضرب السیف فی سبیل اللہ ۔ وعن قتادۃ فی الآیۃ قال ایاکم و اذی المؤمنین فان اللہ یحوطہ و یغضب لہ ۔ وقد زعموا ان عمر بن الخطاب قرأہا ذات یوم فافزعہ ذلک حتی ذہب الی ابیّ بن کعب فدخل علیہ فقال یا ابا المنذر انی قرأت آیۃ من کتاب اللہ فوقعت منی کل موقع وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ واللہ انی لاعاقبہم و اضربہم فقال لہ انک لست منہم انما انت مؤدّب انما انت معلّم ۔ وعن الشعبی ان عمر بن الخطاب قال انی لابغض فلانا فقیل للرجل ما شان عمر یبغضک فلما کثر القوم فی الدار جاء فقال یا عمر افتقت فی الاسلام فتقا قال لا قال فجنیت جنایۃ قال لا قال احدثت حدثا

تمام مخلوق نے اُن پر بھیجا اور درود بھیج محمد نبیؐ پر ایسا (اچھا) درود جو ہمارے لئے آپ پر بھیجنا مناسب ہو اور درود بھیج محمدؐ نبی پر جیسا کہ آپ نے ہم کو حکم دیا کہ ہم آپؐ پر درود بھیجیں)"۔ اور مروی ہے ابوبکر صدیقؓ سے کہ اُنھوں نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا گناہوں کو اس سے زیادہ مٹا دینے والا ہے جس قدر پانی آگ کو مٹاتا ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنا زیادہ افضل ہے غلاموں کے آزاد کرنے سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت زیادہ فضیلت رکھتی ہے نفسوں کے خونِ دل سے (یعنی جان سے زیادہ عزیز اور پیاری چیز ہے) یا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں تلوار مارنے سے۔ اور مروی ہے قتادہؓ سے آیت (والذین یؤذون المؤمنین) کے بارے میں کہ اُنھوں نے کہا ایذائے مؤمنین سے بچتے رہو کیونکہ اللہ تعالےٰ اس کو نگاہ میں رکھتے ہیں اور اُس سے ناراض ہوتے ہیں اور لوگوں نے خیال کیا کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک دن اس آیت کی قراءت کی تو وہ اس سے گھبرا گئے یہاں تک کہ اُبیؓ بن کعب کی طرف گئے اور جا کر کہنے لگے کہ اے ابوالمنذر میں نے کتاب اللہ کی ایک آیت پڑھی تو (جس چیز سے اُس میں منع کیا گیا ہے) وہ مجھ سے ہر موقع میں واقع ہوئی وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ الخ (۳۳: ۵۸) بیشک جو لوگ ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو بدون اس کے کہ اُنھوں نے کچھ کیا ہو ایذا پہنچاتے ہیں وہ لوگ بہتان اور صریح گناہ کا بار لیتے ہیں؟ واللہ میں تو لوگوں کے پیچھے لگا رہتا ہوں اور اُن کو مارتا ہوں تو اُنھوں نے کہا کہ آپ اُن میں سے نہیں ہیں آپ تو اُن کے صرف مؤدِّب ہوتے ہیں، آپ تو صرف مُعلِّم ہوتے ہیں۔ اور مروی ہے شعبی سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے کسی سے کہا کہ میں فلاں شخص سے بغض رکھتا ہوں۔ تو اُس شخص سے کہہ دیا گیا کہ کیا بات ہے عمرؓ تم سے بغض رکھتے ہیں۔ پھر جب مکان میں بہت لوگ جمع ہو گئے تو وہ آیا اور اُس نے کہا اے عمرؓ کیا میں نے اسلام میں کوئی رخنہ ڈالا ہے؟ عمرؓ نے کہا نہیں۔ کہا کیا میں نے (اللہ کی) کوئی خاص نافرمانی کی ہے؟ عمرؓ نے کہا۔ نہیں۔ پھر کہا کیا میں نے (اسلام میں) کوئی اِحداث کیا

Marfat.com

قال لا قال فعلام تبغضنی و قال الله والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بهتانا و اثما مبینا فقد اذیتنی فلا غفر لک الله لک فقال عمر صدق و الله ما فتق فتقا ولا ولا فاغفرها لی فلم یزل به حتی غفر له عن ابی قلابة قال کان عمر بن الخطاب لا یدع فی خلافته امة تتقنع و یقول انما القناع للحرائر کیلا یؤذین و عن انس رأی عمر جاریة متقنعة فضربها بدرته وقال القی القناع لا تشبهین بالحرائر۔

قال الله تعالی وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ○ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ○ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ○ وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰۤی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ یَسْعَوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓئِكَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ○ فقیر گوید عفی عنہ خدای تعالی درین آیات بیان می فرماید شبهہ از شبهات کفار کہ اکثر اہل دنیا در ہر طبقہ

(یعنی بدعت)، انھوں نے کہا نہیں۔ اِس کے بعد کہا پھر کس بات پر آپ مجھ سے بغض رکھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالےٰ نے یہ فرمایا ہے وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الخ تو آپ نے مجھے ایذا پہنچائی، اللہ تعالیٰ تم کو یہ معاف نہ کرے۔ تو عمرؓ نے کہا اس نے سچ کہا واللہ نہ اس نے کوئی رخنہ ڈالا اور نہ یہ کیا، نہ یہ کیا (پھر اُس شخص سے کہا کہ) تم مجھے معاف کردو۔ پھر معافی مانگتے ہی رہے یہاں تک کہ اُس نے اُن کو معاف کردیا۔ مروی ہے ابو قلابہ سے کہ عمرؓ بن الخطاب کسی باندی کو گھونگھٹ نہیں کرنے دیتے تھے اور کہتے کہ گھونگھٹ صرف آزاد عورتوں کے لئے ہے تاکہ وہ ستائی نہ جائیں۔ اور مروی ہے انسؓ سے کہ عمرؓ نے ایک لونڈی کو گھونگھٹ لٹکائے دیکھا تو اُس کو اپنے دِرّے سے مارا اور کہا اُلٹ اس گھونگھٹ کو، آزاد عورتوں کے مشابہ نہ بن۔

آیات سورہ سبا

حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ الخ (۳۴: ۳۴ تا ۳۸) اور ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا (پیغمبر) نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوش حال لوگوں نے یہی کہا کہ ہم تو ان احکام کے منکر ہیں جو تم کو دے کر بھیجا گیا ہے۔ اور انھوں نے یہ بھی کہا کہ ہم مال اور اولاد میں تم سے زیادہ ہیں اور ہم کو کبھی عذاب نہ ہوگا۔ کہہ دیجئے کہ میرا پروردگار جس کو چاہتا ہے زیادہ روزی دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے کم دیتا ہے ولیکن اکثر لوگ (اس سے) واقف نہیں۔ اور تمھارے اموال اور اولاد ایسی چیز نہیں جو درجہ میں تم کو ہمارا مقرب بنادے (یعنی مؤثر علت قرب کی بھی نہیں) مگر ہاں جو ایمان لائے اور اچھے کام کرے (یہ دونوں چیزیں البتہ سبب قرب ہیں) سو ایسے لوگوں کے لئے اُن کے (نیک) عمل کا دونا صلہ ہے اور وہ (بہشت کے) بالاخانوں میں چین سے (بیٹھے) ہوں گے۔ اور جو لوگ ہماری آیتوں کے متعلق (اُن کے ابطال کی) کوشش کررہے ہیں ایسے لوگ عذاب میں لائے جائیں گے“

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ ان آیات میں کفار کے شبہات میں سے ایک شبہہ کو بیان فرماتے ہیں کہ اکثر اہلِ دنیا ہر طبقے اس میں

Marfat.com

گرفتار آن شبہ اند یعنی نظر باموال و اولادِ خود کردن و فضیلت را بوجود آن دانستن و نجاتِ آخرت بافضیلتِ نفسانی بران دائر ساختن و جواب این شبہ ارشاد مینماید قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ بگو ہر آئینہ پروردگارِ من فراخ میسازد روزی را برائے ہر کہ خواہد و تنگ میکند بر ہر کہ خواہد لیکن اکثر مردمان نمیدانند حقیقتِ حال را و نیست مالہائے شما و نہ اولادِ شما باین مثابہ کہ نزدیک گرداند شمارا پیشِ ما بمنزلتِ قرب لیکن ہر کہ ایمان آورد و کار شائستہ کرد این جماعہ را باشد جزائے دوچند بعوض انچہ عمل کردند وایشان در کوشکہائے بلند از جمیع مخوفات ایمن باشند و آنانکہ سعی میکنند در آیاتِ ما غلبہ کنان این جماعہ در عذاب حاضر کردہ شدگانند باز فقیر میگوید اسقاط اعتبار مال و اولاد و جاہ و حسبِ نسب در فضائلِ مسلمین فیما بینہم و اعتبار وصف ایمان قلب و اعمال جوارح در فضیلتِ مسلمانان اصلی عظیم است از اصولِ اسلام عن ابراہیم التیمی قال قال رجلٌ عند عمرَ اللّٰہم اجعلنی من القلیل فقال عمر ماہٰذا الدُّعاء الّذی تدعوہ قال اِنّی سمعتُ اللّٰہَ یقول وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ فانا ادعوا اللّٰہ ان یجعلنی من ذٰلک القلیل فقال عمر کلُّ الناس اَعلم من عمر و عن مسعر قال سمع عمر رجلاً یقول اللّٰہم اجعلنی من القلیل فقال یا عبدَ اللّٰہ ما ہٰذا قال سمعتُ اللّٰہ یقولُ وَمَا اٰمَنَ مَعَہٗ اِلَّا قَلِیْلٌ و قَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ وذکر آیۃ اُخری فقال عمر کل احدٍ افقہ من عمر

گرفتار ہیں۔ یعنی اپنے اموال و اولاد پر نظر کرنا اور اُن کے وجود سے اپنے اندر فضیلت سمجھ لینا اور اپنے نفس کی بنائی ہوئی اس فضیلت کو نجاتِ آخرت کا مدار قرار دے لینا۔ اور جواب اس شبہ کا ارشاد فرماتے ہیں قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ الخ کہدو کہ بیشک میرا پروردگار روزی کو فراخ کردیتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے اور جس پر چاہتا ہے تنگ کردیتا ہے لیکن اکثر لوگ حقیقتِ حال کو نہیں جانتے اور تمہارا مال اور تمہاری اولاد ایسی چیزیں نہیں ہیں کہ وہ ہمارے نزدیک تم کو مرتبۂ قُرب میں لے آئیں لیکن جو ایمان لایا اور اُس نے شائستہ کام کئے اُن کے اعمال کے بدلہ میں اس جماعت کو دوچند جزا دی جائے گی اور وہ لوگ بلند محلوں میں جملہ خطرات سے محفوظ ہوکر رہیں گے۔ اور جو لوگ ہماری آیات پر غالب آنے (یعنی جھُٹلانے) کی کوشش کریں گے یہ وہ جماعت ہے جو عذاب میں لائی جائیگی۔ اس کے بعد فقیر کہتا ہے کہ مال و اولاد اور جاہ و حسبِ نسب کا مسلمانوں کی باہمی فضیلتوں میں ساقط الاعتبار کردینا، اور ایمانِ قلب اور اعمالِ بدنیہ کے وصف کا مسلمانوں کی فضیلت میں اعتبار کرنا اصولِ اسلام میں سے ایک بہت بڑی اصل ہے۔ مروی ہے ابراہیم تیمی سے اُنھوں نے کہا کہ ایک شخص نے جو عمرؓ کے نزدیک تھا یہ دُعاء کی کہ یا اللہ مجھے قلیل میں سے کردے، یہ سُنکر عمرؓ نے کہا کہ یہ کیا دُعاء ہے جو تو مانگ رہا ہے۔ اُس نے کہا مَیں نے اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ۝ (۳۴: ۱۳) اور میرے بندوں میں شکرگزار کم ہی ہوتے ہیں" تو میں اللہ تعالیٰ سے دُعاء کررہا ہوں کہ مجھے بھی ان قلیل بندوں میں سے کردے۔ یہ سُنکر عمرؓ نے کہا کہ ہر شخص عمرؓ سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ اور مسعر سے مروی ہے کہ عمرؓ نے ایک شخص کو یہ دُعاء کرتے ہوئے سُنا اللّٰہم اجعلنی من القلیل (یا اللہ مجھے قلیل میں سے کردے) تو آپ نے کہا اے اللہ کے بندے یہ کیا دُعاء ہے تو اُس نے کہا کہ میں نے سُنا اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے وَمَا اٰمَنَ مَعَہٗ اِلَّا قَلِیْلٌ (۱۱: ۴۰) اور بجز قلیل آدمیوں کے اُن (ہودؑ) کے ساتھ کوئی ایمان نہیں لایا تھا" وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ۝ اور ایک اور آیت کا ذکر کیا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ ہر ایک عمرؓ سے زیادہ سمجھدار ہے۔

Marfat.com

قال اللہ تعالٰی ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَیْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِیْرُ ۝ فقیر گوید عفی عنہ خدائے تعالٰے دراوّل کلام فضیلت جمعے کہ تلاوت کتاب اللہ میکنند و اقامت صلوٰۃ و انفاق در سِرّ و علانیہ بعمل می آرند بیان میفرماید و اجر جزیل برائے ایشان مقرر مینماید بعد ازان ارشاد میکند کہ قرآنِ عظیم حق است بسوئے تو وحی فرستادیم آن را موافق کتابہائے پیشین بعد ازان میفرماید ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ یعنے بعد ازانکہ قرآن را بتو وحی نمودیم وارث قرآن ساختیم اُمتِ برگزیدہ را از بندگان خود پس از ایشان کسی ہست کہ ظلم کردہ است بر نفس خود بارتکاب بعض معاصی و باز ازان ندامت میکشند و بعض از ایشان میانہ رو است و بعض از ایشان پیشی گیرندہ است بجانب بہترین حالتے یا خصلتے بتوفیقِ خدائے تعالٰے این است فضل بزرگ بعد ازان ثوابِ اُمتِ مرحومہ بیان مے فرماید جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا و عقوبتِ اَضدادِ ایشان کہ بر طرف مقابل اُفتادہ اند ارشاد مینماید وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا یُقْضٰى عَلَیْهِمْ تا آخر فقیر می گوید این آیت با آیاتِ دیگر نص است در تقسیم اُمتِ مرحومہ بسہ قسم اعلیٰ ہمہ سابقین اند یعنی صدیقین و صالحین و ایشان را مقربین نیز گویند

آیات سورۃ فاطر

اللہ تعالٰے نے فرمایا ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ الخ (۳۵: ۳۲) پھر یہ کتاب ہم نے ان لوگوں کے ہاتھ میں پہنچائی جن کو ہم نے اپنے (تمام دنیا کے) بندوں میں سے پسند فرمایا۔ پھر بعض تو اُن میں اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض ان میں متوسط درجہ کے ہیں اور بعض ان میں خدا کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کئے چلے جاتے ہیں۔ یہ بڑا فضل ہے۔" فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ خدا تعالٰے اوّل کلام میں ایسی جماعت کی فضیلت بیان فرماتے ہیں جو کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور اخفاء کے ساتھ بھی اور علانیہ بھی نماز قائم کرتے اور (اللہ کی راہ میں) مال خرچ کرتے ہیں اللہ تعالٰے ان کے لئے گرانقدر اجر مقرر کرتے ہیں۔ اس کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ قرآنِ عظیم حق ہے جو ہم نے آپ پر بذریعہ وحی بھیجا ہے پچھلی کتابوں کی طرح۔ اس کے بعد فرماتے ہیں ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ یعنی قرآن کو آپ پر وحی کرنے کے بعد ہم نے اُمتِ برگزیدہ میں سے ایسے بندوں کو اُس کا وارث بنایا کہ جن میں بعض تو ایسے ہیں جنھوں نے بعض گناہوں کے مرتکب ہو کر اپنے نفس پر ظلم کیا اور پھر اس سے شرمندہ ہوئے اور بعض اُن میں سے میانہ رَو (یعنے درمیانی رفتار والے) ہیں۔ اور بعض اُن میں سے سبقت کرنے والے ہیں خدا تعالٰے کی توفیق سے بہترین حالت یا خصلت کی طرف۔ یہ بہت بڑا فضل ہے۔ اس کے بعد اُمتِ مرحومہ کا ثواب بیان فرماتے ہیں جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا (یعنے ہمیشہ رہنے والے باغ جن میں وہ داخل ہوں گے)۔ پھر جن کا حال ان کے برخلاف ہے اُن پر جو عذاب ہوگا اس کو ارشاد فرماتے ہیں وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا الخ (۳۵: ۳۶) اور جو لوگ کافر ہیں اُن کے لئے دوزخ کی آگ ہے نہ تو اُن کی قضا آوے گی کہ مر ہی جائیں اور نہ دوزخ کا عذاب ہی ان سے ہلکا کیا جائے گا۔ ہم ہر کافر کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔" پھر فقیر کہتا ہے کہ یہ آیت دوسری آیات کے ساتھ اُمتِ مرحومہ کی تین قسموں پر منقسم ہونے کے بارے میں نص ہے۔ سب سے بلند مرتبہ سابقین ہیں یعنے صدیقین اور شہداء و صالحین اور ان کو مقربین بھی کہتے ہیں۔

Marfat.com

و قسم اوسط مقتصد یعنی اصحاب الیمین و ابرار و فروترین ہمہ ظالم است یعنی کسیکہ اعتقادِ ایمان درست کردہ است و در اعمال تقصیرے از وی واقع شد و بندامت و بازگشت بجنابِ الٰہی تدارکِ آن مینماید و سابقاً بیان کردیم کہ خلافتِ خاصہ وقتے متحقق شود کہ خلیفہ از سابقین مقرّبین باشد فیما یتعلّق بنفسہ و از سابقین اوّلین باشد در طبقاتِ مؤمنین باعتبار سوابقِ اسلامیہ فتدبر عن الضحاک عن ابن عباس قال نزلت ہذہ الآیۃ أفمن زُیّن لہ سُوْءُ عملہ فرآہُ حسناً حیث قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم اللّٰھم أعزّ دینک بعمر بن الخطاب او بابی جہل بن ہشام فہدی اللہُ عمرَ و أضلّ اباجہل ففیہما أُنزلت عن سعید ابن المسیب قال وضع عمر بن الخطاب للناس ثمانی عشر کلمۃً حِکَمٌ کلّہا ما عاقبت مَن عصی اللہ فیک بمثل ان تطیع اللہ فیہ وضع أمر اخیک علی احسنہ حتی یجیئک منہ ما یغلبک ولا تظنن بکلمۃٍ خرجت من مسلم شرًّا وانت تجد لہا فی الخیر محملاً ومن عرض نفسہ للتہمۃ فلا یلومنّ من أساء بہ الظنّ ومن کتم سرّہٗ کانت الخیرۃ فی یدہ و علیک باخوانِ الصدق تعِش فی اکنافہم فانہم

اور درمیانی قسم مقتصد یعنی اصحاب الیمین اور ابرار اور سب سے نیچے کی قسم (اپنی ذات پر) ظلم کرنے والے ہیں۔ یعنی جس شخص نے اعتقادِ ایمان درست کر لیا اور اعمال میں اُس سے تقصیر واقع ہو گئی اور شرمندگی کے ساتھ بارگاہِ الٰہی کی طرف رجوع ہو کر اس کا (توبہ و استغفار سے) تدارک کر رہا ہے۔ اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ خلافتِ خاصہ اسی وقت متحقق ہوتی ہے کہ خلیفہ ان جملہ امور میں جو اس کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں سابقین مقربین میں سے ہو اور طبقاتِ مؤمنین میں سوابقِ اسلامیہ کے اعتبار سے وہ سابقین اوّلین میں سے ہو۔ اب تم سمجھ لو۔ اور مروی ہے ضحاک سے کہ یہ آیت نازل ہوئی أفمن زُیّن لہ الخ (۳۵، ۸) تو کیا ایسا شخص جس کو اُس کا عمل اچھا کر کے دکھایا گیا ہو پھر وہ اُس کو اچھا سمجھنے لگا اور ایسا شخص جو قبیح کو قبیح سمجھتا ہے کہیں برابر ہو سکتے ہیں؟ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی تھی کہ اے اللہ اپنے دین کو غلبہ عطا فرما عمرؓ بن الخطاب سے یا ابی جہل بن ہشام سے تو اللہ نے عمرؓ کو ہدایت دی اور ابوجہل کو گمراہ رکھا۔ یہ آیت ان دونوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ سعید بن المسیب سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے لوگوں کو اٹھارہ باتیں فرمائیں سب دانائی کی ہیں۔ جس[۱] شخص نے تیرے ساتھ اللہ کا نافرمان بن کر کوئی معاملہ کیا، تو اُس کے لئے اس سے بہتر کوئی سزا نہیں ہے کہ تم اس کے بارے میں اللہ کے حکم کے مطابق کرو (فالبًا وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ کی طرف اشارہ ہے)۔ اپنے[۲] بھائی کے معاملہ کو اچھے پہلو پر ہی محمول رکھو جب تک تمہارے پاس اُس کی طرف سے کوئی ایسی بات آئے جو تمہیں (بُرے پہلو کے تسلیم کرنے پر) مجبور کرے۔ کسی[۳] کلمہ کو جو تمہارے بھائی کے مُنہ سے نکلے اُس میں شر کا گمان نہ کرو جب تم (کسی تاویل سے) اُس کے لئے خیر کا کوئی محل پا سکو۔ جس[۴] شخص نے اپنے نفس کو تہمت کے لئے پیش کر دیا تو اُس کو چاہیئے کہ اُس شخص کو ہرگز ملامت نہ کرے جو اُس سے بدگمانی کرے۔ جس[۵] شخص نے اپنے راز کو مخفی رکھا اختیار اُس کے ہاتھ میں رہے گا۔ لازم[۶] ہے کہ سچے دوست رکھو تو تم اُن کی گود (یعنی مصاحبت) میں راحت سے رہو گے کیونکہ

ف ۱ یعنی ہر کہ در بارہ تو خلاف حکم خدا کند سزای آں بہتر ازیں نیست کہ در بارہ او بموجب حکم خدا کنی ۱۲

Marfat.com

زینۃ فی الرخاء وعدۃ فی البلاء وعلیک بالصدق وان قتلک ولا تعرض فیما لا یعنیک ولا تسأل عما لم یکن فان فیما کان شغلا عما لم یکن ولا تطلبن حاجتک الی من لا یحب نجاحہا لک ولا تہاون بالحلف الکاذب فیہلکک اللہ ولا تصحب الفجار لتعلم من فجورہم واعتزل عدوک واحذر صدیقک الا الامین ولا امین الا من خشی اللہ وتخشع عند القبور وذل عند الطاعۃ واستعصم عند المعصیۃ واستشر فی امرک الذین یخشون اللہ فان اللہ تعالیٰ یقول انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء عن عمر بن الخطاب سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول سابقنا سابق ومقتصدنا ناج وظالمنا مغفور لہ وقرأ عمر فمنہم ظالم لنفسہ الآیۃ وعن عثمان بن عفان انہ افزع بہذہ الآیۃ ثم قال الا ان سابقنا اہل جہادنا الا وان مقتصدنا اہل حضرنا وظالمنا اہل بدونا وعن صہیب سمعت رسول اللہ

وہ تمہاری زینت ہوں گے فراخی کے حال میں اور سہارا بنیں گے ابتلاء کے وقت۔ تم[۸] پر سچائی لازم ہے چاہے وہ تمہیں مار ہی ڈالے۔ اور[۹] ایسے کام میں نہ پڑو جو بے فائدہ ہو۔ جو[۱۰] بات پیش نہیں آئی اُس کے بارے میں سوال نہ کرو کیونکہ جو پیش آگئی ہیں وہ ضروری مصروفیت ہیں بہ نسبت اُس کے جو پیش نہیں آئی (مطلب یہ ہے کہ غیر ضروری باتوں میں اُلجھنے سے ضروری باتیں رہ جاتی ہیں)۔ اور[۱۱] ہرگز اپنی حاجت کو ایسے شخص کے پاس نہ لے جاؤ جو اُس کا پورا کرنا تمہارے لئے پسند نہ کرتا ہو۔ جھوٹی[۱۲] قسم کو ہلکی بات نہ سمجھو جس کا انجام یہ ہوگا کہ خدا تم کو ہلاک کر دے گا۔ اور[۱۳] بدکردار لوگوں کی صحبت نہ اختیار کرو کہ تم بدکرداری کی باتیں جان لو۔ اور[۱۴] اپنے دشمن سے الگ رہو۔ اور[۱۵] دوست سے بھی بچو بجز امین دوست کے اور کوئی امین نہیں بجز اس کے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔ قبروں[۱۶] کے نزدیک اللہ سے ڈرو۔ اور[۱۷] عبادت کے وقت عاجزی کرو۔ اور[۱۸] معصیت کے موقع پر پاکدامن رہو۔ اور[۱۹] اپنے کام میں ان لوگوں سے مشورہ کرو جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں (اور وہ علماء ہیں) کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ الخ (۲۸:۳۵) خدا سے وہی بندے ڈرتے ہیں جو (اس کی عظمت کا) علم رکھتے ہیں۔" عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ ہمارے سابق (یعنی اسلام پر سبقت کرنے والے) سابق رہیں گے (داخلہ جنت کے وقت) اور ہمارے مقتصد (یعنی اوسط درجہ والے) نجات پانے والے ہیں اور ہمارے ظالم بھی بخش دیئے جائیں گے اور عمرؓ نے یہ آیت پڑھی فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ الخ۔ اور مروی ہے عثمانؓ بن عفان سے کہ وہ مضطرب ہوگئے اس آیت پر پھر فرمایا یاد رکھو جو ہم میں سابق ہیں وہ اہل جہاد ہیں۔ یاد رکھو جو ہمارے مقتصد ہیں وہ شہر والے ہیں اور جو ہم میں ظالم ہیں وہ اہل بدو ہیں (یعنے اعراب) اور صہیبؓ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ

---

[۱] واضح رہے کہ تخشع کے معنے ہیں جھکنا جیسے ناشتہ ابصارہم مراد ہوتا ہے اللہ کے خوف سے جھکنا اور تخشی کے معنے ہیں ڈرنا۔ یہ خالص قلب سے متعلق ہے جب خوف کے آثار جسم پر ظاہر ہوں گے تو اس کے اعتبار سے دوسرے الفاظ استعمال ہوتے ہیں تخشع تضرع وغیرہ۔ یہاں یہ مقصد نہیں ہے کہ قبر کے نزدیک جھکنا چاہئے اس لئے غالباً صحیح لفظ تخشی ہے بغیر عین کے ۱۲ مترجم

صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی المہاجرین
ہم السابقون الشافعون المدلّون علی
ربہم والذی نفس محمد بیدہ انہم لیاتون
یوم القیمۃ وعلی عواتقہم السلاح
فیقرعون باب الجنۃ فیقول لہم
الخزنۃ من انتم فیقولون نحن
المہاجرون فیقول لہم الخزنۃ ہل
حوسبتم فیجثون علی رکبہم ویرفعون
ایدیہم الی السماء فیقولون ای
رب ابہذہ نحاسب قد خرجنا
وترکنا الاہل والمال والولد
فیمثل اللہ لہم اجنحۃ من
ذہب مخوصۃ بالزبرجد و
الیاقوت فیطیرون حتے
یدخلون الجنۃ فذلک قولہ
وقالوا الحمد للہ الذی
اذہب عنا الحزن الی قولہ
ولا یمسنا فیہا لغوب قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم فہم بمنازلہم فی
الجنۃ اعرف بمنازلہم فی
الدنیا۔

قال اللہ تعالی وجاء من اقصا
المدینۃ رجل یسعی قال یقوم اتبعوا
المرسلین ۵ اتبعوا من لا یسئلکم
اجرا وہم مہتدون ۵ فقیر گوید خدا
تعالی درین آیات ارشاد میکند کہ جمعی
از غیر انبیاء کلمۃ حق را بشہادت قلب خود
میشناسند و بمتابعت انبیاء جمہور بنی آدم را بآن کلمۃ الحق

صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے مہاجرین کے بارے میں کہ یہی لوگ ہیں سابقون، شفاعت کرنے والے ناز کرنے والے اپنے رب پر۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے کہ وہ ضرور قیامت کے دن اس شان سے آئیں گے کہ اُن کے کندھوں پر ہتھیار ہوں گے پھر وہ جنّت کے دروازے کھٹکائیں گے تو جو جنّت کے خازن ہیں وہ اُن سے کہیں گے تم کون ہو؟ وہ کہیں گے ہم مہاجرین ہیں۔ خازن پوچھیں گے کہ کیا تمھارا حساب ہو چکا ہے؟ تو وہ وہیں گھٹنے ٹیک دیں گے اور اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اُٹھائیں گے اور کہیں گے اے رب کیا ہم سے اس پر محاسبہ کیا جائے گا کہ ہم (اپنے گھر چھوڑ کر) نکلے اور ہم نے اپنے اہل و اموال کو اور اولاد کو چھوڑا تو اللہ تعالیٰ اُن کے سونے کے پر لگا دے گا جن میں زبرجد اور یاقوت جڑا ہوا ہوگا تو وہ اڑنے لگیں گے یہاں تک کہ جنّت میں داخل ہو جائیں گے تو اسی جانب (مشیر ہے) قول اللہ تعالیٰ کا وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی تا لُغُوبٌ ۵ (۳۵: ۳۴-۳۵) اور کہیں گے کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہم سے (رنج و) غم دور کر دیا بیشک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا قدردان ہے۔ جس نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ رہنے کے مقام میں لا اتارا جہاں ہم کو نہ کوئی کلفت پہنچے گی اور نہ ہم کو کوئی خستگی پہنچے گی۔" فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ اُن کی منزلیں ہیں جنّت میں جن کو ہر ایک جنّتی اپنے دنیا کے گھر سے زیادہ پہچانتا ہوگا۔

آیات سورہ یٰس

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَجَاءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَۃِ الخ (۳۶: ۲۰-۲۱) ایک شخص (مسلمان) اس شہر کے کسی دور مقام سے دوڑتا ہوا آیا (اور) کہنے لگا کہ اے میری قوم ان رسولوں کی راہ پر چلو (ضرور) ایسے لوگوں کی راہ پر چلو جو تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتے اور وہ خود راہِ راست پر بھی ہیں۔" فقیر کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس آیت میں یہ ارشاد فرماتا ہے کہ غیر انبیاء میں سے بھی ایک جماعت ایسی ہوتی ہے جو کلمہ حق کو قلب کی شہادت سے پہچان لیتے ہیں اور تمام بنی آدم کو اُس کلمہ حق کے ساتھ انبیاء کے

۵۱ از جثو یعنی بزانو نشستن ۱۲ ۵۲ از خوص یعنی دوختن و تعبیہ کردن ۱۲

Marfat.com

دعوت میناید و در آخرت اجر جزیل کہ بتلو مراتب انبیاء میتوان گفت می یابند و این یکے از صفاتِ خلافت خاصہ است فتدبر عن ابی بکر الصدیق قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سورۃ یٰسٓ تُدعی فی التورٰۃ المعمۃ تعم صاحبہا بخیر الدنیا و الآخرۃ وتکابد عنہ بلوے الدنیا و الآخرۃ وتدفع عنہ اھاویل الآخرۃ وتُدعی الدافعۃُ و القاضیۃُ تدفع عن صاحبہا کلَّ سوءٍ و تقضی لہٗ کلَّ حاجۃٍ مَن قرأہا عدلتْ عشرینَ حجۃً و مَن سمعہا عدلت لہٗ الفَ دینارٍ فی سبیل اللہ و من کتبہا ثم شربہا اُدخِلت جوفہٗ الف دواءٍ و الف نورٍ والف یقینٍ و الف برکۃ و الف رحمۃٍ و نُزعت عنہ کلُّ غلٍ و داءٍ و عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من زار قبرَ والدیہ او احدہما فی کل جمعۃٍ فقرأَ عندہما یٰسٓ غفر اللہ تعالیٰ لہ بعدد کل حرف منہا عن عروۃ قال قدم عروۃُ بن مسعود الثقفی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسلم ثم استاذنَ لیرجعَ الٰی قومہ فقال لہٗ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انہم قاتلوکَ قال لو وجدونی نائماً ما ایقظونی فرجع الیہم فدعاہم الی الاسلام فعصوہ واسمعوہ من الاذیٰ فلما طلع الفجر قام علی غرفۃ فاذّن بالصلوٰۃ

اتباع کی دعوت دیتے ہیں اور آخرت میں وہ بہت بڑا اجر پاتے ہیں جس کو انبیاءؑ کے مراتب کے تابع کہہ سکتے ہیں اور یہ خلافتِ خاصّہ کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔ اس پر غور کرو۔ مروی ہے ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ سے اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورہ یٰسٓ کو توریت میں مُعِمَّہ کے نام سے ذکر کیا گیا ہے کہ وہ اپنے ساتھی کو دنیا اور آخرت کی نیکی سے باخبر کرتی ہے۔ اور اُس پر سے ہٹاتی ہے دنیا اور آخرت کی بلاؤں کو اور آخرت کی ہولناکیاں اُس سے دفع کرتی ہے اور اس کے (دوسرے نام) دافعہ اور قاضیہ بھی مذکور ہوتے کہ وہ اپنے ساتھی سے ہر بُرائی کو دفع کرتی ہے اور اُس کی ہر ایک حاجت کو پورا کرتی ہے۔ جس نے اُس کو پڑھا اُس کو بیس حج کے برابر ثواب ملیگا اور جس نے اُس کو سُنا اُس کو ہزار دینار اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے برابر ثواب ملے گا اور جس نے اُس کو لکھا پھر اُس کو (پانی سے حل کرکے) پی لیا تو اُس کے پیٹ میں ہزار دوائیں داخل ہوگئیں اور ہزار نُور اور ہزار یقین اور ہزار برکتیں اور ہزار رحمتیں پہنچ گئیں اور اُس میں سے ہر کھوٹ اور ہر مرض نکل گیا۔ اور مروی ہے ابوبکر صدیقؓ سے کہ جس نے اپنے والدین یا اُن میں سے ایک کی قبر کی ہر جمعہ میں زیارت کی اور اس کے پاس سورہ یٰسٓ کی قراءت کی تو اس کے ہر حرف کی شمار کے مطابق اللہ تعالےٰ اُس کی مغفرت کر دے گا۔ عروہ سے روایت ہے بیان کیا کہ عروہ بن مسعود ثقفی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر اسلام قبول کیا۔ پھر اپنی قوم کے پاس واپس ہونے کی اجازت مانگی تو اُس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ تجھ کو قتل کرنے والے ہیں۔ اُس نے کہا کہ اگر ان لوگوں نے مجھے سوتا ہوا پایا تو جگایا نہیں (یعنے وہ تو میری اتنی عزت کرتے ہیں) پھر اُن کی طرف واپس ہوگیا اور قوم کو اسلام کی طرف بُلایا تو قوم نے نہ مانا اور اس کو سخت سُست باتیں سُنائیں۔ پھر جب صبح صادق طلوع ہوئی تو اُس نے اپنے بالاخانے کے اُوپر کھڑے ہو کر نماز کے لئے اذان دی

ؐ یعنی لفظ معمہ سے بنا ہے جس کے معنے ہیں سب کو شامل کرنا یعنے سورہ یٰسٓ ایک ایسی جامع چیز ہے جو اپنے قاری کے پاس دارین کی خیر کو جمع کر دیتی ہے ॰

Marfat.com

وتشہد فرماہ رجل من ثقیف بسہم فقتلہ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حین بلغہ قتلہ مثل عروۃ مثل صاحب یٰس دعا قومہ الی اللہ فقتلوہ عن الحسن ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم کان یتمثل بہذا البیت ع کفے بالاسلام والشیب للمرء ناہیاء فقال ابوبکر یارسول اللہ انما قال الشاعر ع کفے الشیب و الاسلام للمرء ناہیاء فاعادہ کالاول فقال ابوبکر اشہد انک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما علمک الشعر وما ینبغی لک وعن عبدالرحمن ابن ابی الزناد ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال للعباس بن مرداس ارایت قولک ؎ اصبح نہبی ونہب العبید ؛ بین الاقرع وعیینۃ ؛ فقال ابوبکر بابی انت وامی یارسول اللہ ما انت بشاعر ولا راویۃ وما ینبغی لک انما قال بین عیینۃ والاقرع۔

قال اللہ تعالے وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ۚ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنصُورُونَ ۝ وَإِنَّ جُندَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ۝ ہرآئینہ درازل ثابت شدہ وعدہ ما برای بندگان فرستادہ خویش کہ ہرآئینہ ایشاں اند یاری دادہ شدہ وہرآئینہ لشکر ما ہمان است غالب فقیر گوید صحیح در تفسیر این آیۃ آنست کہ مراد از مرسلین

جب تشہد (یعنی اشہدان لاالٰہ الااللہ) کہا تو ثقیف کے ایک شخص نے اُن کو تیر مار کر قتل کر دیا۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اُن کے قتل کی اطلاع پہنچی تو آپؐ نے فرمایا کہ عروہ کی مثال صاحب یٰس[1] جیسی ہے کہ اُس نے بھی اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلایا تھا اور قوم نے اُس کو قتل کر دیا تھا۔ اور حسنؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمثیل کے طور پر ایک بیت اس طرح پڑھا ع کفٰے بالاسلام والشیب للمرء ناہیاء تو ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ شاعر نے یہ بیت اس طرح کہا ہے۔ ع کفے الشیبُ والاسلام للمرء ناہیاء تو آپؐ نے اُس کا اعادہ کیا تو پھر پہلے کی طرح پڑھ دیا (اس کا ترجمہ یہ ہے کہ انسان کو بُرائی سے روکنے والے (یہ دو) کافی ہیں بڑھاپا اور اسلام) تو ابوبکرؓ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اُس نے آپ کو شعر نہیں سکھایا اور یہ آپؐ کی شایانِ شان بھی نہیں تھا۔ عبدالرحمٰن ابن ابی الزناد سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عباس بن مرداس سے فرمایا کہ کیا تجھے اپنا قول یاد ہے ؎ اصبح نہبی و نہبُ العُبَیدِ ؛ بَیْنَ الاَقْرَعِ وعُیَیْنَۃ ؛ (ترجمہ: میری لوٹ اور میرے گھوڑے عُبَید کی لوٹ اقرع اور عُیینہ کے درمیان منقسم ہو گئی) یہ سنکر ابوبکرؓ نے کہا میرے ماں باپ آپؐ پر قربان یا رسول اللہ آپؐ شاعر نہیں ہیں اور نہ شعر کو روایت کرنے والے اور نہ یہ آپ کے شایاں تھا۔ شاعر کا قول یہ ہے بَیْنَ عُیَیْنَۃَ وَالاقرع ؛۔

آیات سورہ والصّٰفّٰت

اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا الخ (۳۷: ۱۷۱ تا ۱۷۳) اور ہمارے خاص بندوں یعنی پیغمبروں کے لئے ہمارا یہ قول پہلے ہی سے مقرر ہو چکا ہے کہ بیشک وہی غالب کئے جائیں گے اور ہمارا ہی لشکر غالب رہتا ہے۔ (شاہ ولی اللہؒ کے ترجمۂ فارسی کا ترجمہ) البتہ ازل میں ثابت ہوا ہمارا وعدہ ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے لئے کہ بیشک وہ ہیں مدد دیئے ہوتے اور بیشک ہمارا لشکر وہی ہے غالب۔ فقیر کہتا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں صحیح یہ ہے کہ "مرسلین" سے اس

[1] اس کا تذکرہ سورۂ یٰس میں بذیل آیت وجاء رجل من اقصا المدینۃ یسعٰے مطالعہ کر لیا جائے ۱۲ مترجم

Marfat.com

درین آیت آن پیغامبران اند کہ بجہاد یا مخاصمۂ کفار مامور اند نہ آن جماعہ کہ محض برائے الزام حجت ایشان را خدای تعالیٰ فرستادہ پس ایشان ہمہ منصور اند در دنیا و آخرت مراد از لشکر تابعان رسل اند کہ داعیۂ نصرت پیغامبران و اعلاء کلمۃ اللہ در جذر قلوب ایشان منفوخ شدہ و این جماعہ چہ در حضور پیغامبرؐ و چہ بعد انتقال وے صلی اللہ علیہ وسلم برفیق اعلیٰ پیوستہ غالب چیرہ دست اند بر مبعوث الیہم باز فقیر گوید کہ بعد وجود این وعدہ چون دیدیم کہ در قلوب طائفہ از اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داعیۂ اعلاء کلمۃ اللہ منفوخ شد و ایشان بر دوست و دشمن غالب آمدند بالبداہت دانستہ شد کہ بشرف تخصیص جُندُنَا مشرف اند وہو المقصود عن النعمان بن بشیر عن عمر بن الخطاب فی قولہ اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَہُمْ قال اشباہہم الذین ہم مثلہم یجیٔ اصحاب الربا مع اصحاب الربا واصحاب الزنا مع اصحاب الزنا واصحاب الخمر مع اصحاب الخمر ازواج فی الجنۃ و ازواج فی النار۔

قال اللہ تعالیٰ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَالْمُفْسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ کَالْفُجَّارِ ۝ کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ اِلَیْکَ مُبٰرَکٌ لِّیَدَّبَّرُوْٓا اٰیٰتِہٖ وَلِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

آیت میں وہ پیغمبر مراد ہیں جو کہ جہاد یا کفار سے (دلائل کے ساتھ) جھگڑنے پر مامور ہیں، وہ جماعت (انبیاءؑ) مراد نہیں ہیں جن کو حق تعالیٰ نے صرف حجت قائم کرنے کے لئے بھیجا۔ تو وہ سب دنیا اور آخرت میں منصور ہوتے ہیں (یعنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی مدد ہوتی رہتی ہے) لشکر سے مراد رسولوں کا اتباع کرنے والے ہیں جن کے دلوں کی گہرائیوں میں پیغمبروں کی امداد اور کلمۃ اللہ کو بلند کرنے کا داعیہ پھونک دیا گیا اور یہ جماعت پیغمبرؐ کی موجودگی میں بھی اور آپ کے صلی اللہ علیہ وسلم رفیق اعلیٰ کی طرف رحلت کر جانے کے بعد بھی جن لوگوں کی طرف آپ مبعوث ہوئے تھے اُن پر غالب اور قابو یافتہ رہی۔ پھر فقیر کہتا ہے کہ اس وعدے کے وجود میں آنے کے بعد جب ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک جماعت کے قلوب میں کلمۃ اللہ کو بلند کرنے کا داعیہ پھونک دیا گیا اور وہ دوست اور دشمن سب پر غالب بھی آگئے تو بدیہی طور پر یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ جُندُنَا کے شرف تخصیص سے یہی حضرات مشرف ہوتے ہیں۔ اور یہی ہمارا مقصود ہے۔ اور مروی ہے نعمان بن بشیر سے وہ روایت کرتے ہیں عمرؓ بن الخطاب سے کہ قول باری تعالیٰ اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَہُمْ (۳۷: ۲۲) جمع کر لو ظالموں کو اور اُن کے ہم مشربوں کو") میں ازواجہم بمعنے اشباہہم ہے یعنی جو اُن جیسے ہیں۔ ریاکار ریاکاروں کے ساتھ اور زناکار زناکاروں کے ساتھ اور شراب خوار شراب خواروں کے ساتھ (اس طرح) بعض جوڑے جنت میں جائیں گے اور بعض جوڑے دوزخ میں۔

آیات سورۂ صٓ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (۳۸: ۲۸-۲۹)

ہاں تو کیا ہم اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اُن کی برابر کر دیں گے جو (کفر وغیرہ کرکے) دنیا میں فساد کرتے پھرتے ہیں یا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کے برابر کر دیں گے۔ یہ بابرکت کتاب ہے جس کو ہم نے آپ پر اس واسطے نازل کیا ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ اہل فہم نصیحت حاصل کریں"

Marfat.com

آیا میگردانیم آنان را کہ ایمان آوردند و کارہای شائستہ کردند مانند تباہی کنندگان در زمین یا می سازیم پرہیزگاران را مانند بدکاران۔ قرآن کتابی است بابرکت کہ فرود آوردیم آن را بسوی تو تا تأمل کنند مردمان آیاتِ او را و تا پند پذیرند خداوندانِ خرد۔ فقیر گوید ظاہر آن است کہ مراد جمعی ہستند کہ در زمان نزول سورہ ایمان آوردند یا گوئیم این جماعہ البتہ داخل اند درین عموم چنانکہ گفتند سببِ نزول مراد بالقطع است از عموماتِ قرآن وحینئذٍ تشریف عظیم است برای مہاجرینِ اوّلین عن السائب ابن یزید قال صلیتُ خلفَ عمر الفجر فقرأ بنا سورۃَ ص فسجد فیہا فلما قضی الصلوٰۃ قال لہ رجلٌ یا امیرالمؤمنین ومن عزائم السجود ہذہ فقال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسجد فیہا عن ابی مریم قال لما قدم عمرُ الشامَ اتی محرابَ داؤد فصلی فیہ فقرأ سورۃ ص فلما انتہیٰ الی السجدۃ سجد عن عمر ابن الخطاب انہ سأل طلحۃ والزبیر وکعبًا و سلمانَ ما الخلیفۃ من الملک فقال طلحۃُ والزبیرُ ما ندری فقال سلمانُ الخلیفۃُ الذی یعدلُ فی الرعیۃ ویقسم بینہم بالسّویّۃ ویُشفق علیہم شفقۃَ الرجل علی اہلہ ویقضی بکتابِ اللہ فقال کعبٌ ما کنتُ اَحسِب انّ فی المجلس احدًا یعرف الخلیفۃَ من الملک غیری و عن سلمان ان عمر قال لہ اَنا مَلِکٌ اَم خلیفۃٌ فقال لہ سلمانُ اِنْ انتَ جبیتَ من ارض المسلمین درہمًا او اقلّ او اکثر ثم وضعتہ فی غیر حقہ فانتَ مَلِکٌ غیر خلیفۃ

(شاہ صاحبؒ کا ترجمہ) کیا ہم کر دیتے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے مانند زمین میں تباہی پھیلانے والوں کے یا ہم بنا دیتے پرہیزگاروں کو مانند بدکاروں کے۔ قرآن ایک کتاب ہے بابرکت کہ اُتارا ہم نے اُس کو تیری طرف تاکہ لوگ اُس کی آیات میں غور کریں اور تاکہ قبول کریں صاحبانِ عقل۔ فقیر کہتا ہے کہ ان سے مراد وہ اصحاب ہیں جو اس سورت کے نزول کے وقت ایمان لے آئے۔ یا ہم یہ کہیں کہ اس جماعت کے لوگ اس عموم میں داخل ہیں جیسا کہ سببِ نزول میں (مفسّرین نے) کہا ہے عموماتِ قرآن میں (عموم کے خطابات سے) مرادِ خاص (افراد سے) ہوتی ہے اور اس صورت میں بہت بڑی تکریم ہے مہاجرین اوّلین کے لئے۔ مروی ہے سائب ابن یزید سے اُنھوں نے کہا کہ میں نے عمرؓ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی جس میں اُنھوں نے سورۃ ص پڑھی اور اس میں سجدۂ (تلاوت) کیا۔ پھر جب نماز سے فراغت ہو گئی تو ایک شخص نے اُن سے کہا کہ اس خاص سجدے کی کیا وجہ ہے تو عمرؓ نے کہا کہ اس موقع میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سجدہ کیا کرتے تھے۔ مروی ہے ابو مریم سے اُنھوں نے کہا جب عمرؓ شام میں تشریف لائے تو محراب داؤد میں آئے اور اُس میں نماز پڑھی اور سورۃ ص کی قراءت کی۔ جب آیتِ سجدہ پر پہنچے تو سجدہ کیا۔ مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے کہ اُنھوں نے سوال کیا طلحہؓ اور زبیرؓ اور کعبؓ اور سلمانؓ سے کہ خلیفہ اور ملک (یعنی بادشاہ) میں کیا فرق ہے۔ طلحہؓ اور زبیرؓ نے کہا ہم نہیں جانتے۔ پھر سلمانؓ نے کہا خلیفہ وہ ہے جو رعیت میں عدل کرے اور ان کے درمیان برابر کی تقسیم کرے اور لوگوں پر ایسی شفقت کرے جیسی کوئی اپنے گھر والوں پر کرتا ہے اور اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرے۔ اس کے بعد کعبؓ نے کہا کہ میں نہیں گمان کرتا تھا کہ اس مجلس میں کوئی میرے سوا خلیفہ اور ملک کے فرق کو پہچانتا ہے۔ اور سلمانؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے اُن سے پوچھا کہ میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ؟ تو اُن سے سلمانؓ نے کہا کہ اگر آپ نے مسلمانوں کی زمین میں سے ایک درہم یا کم و بیش حاصل کیا اور اُس کو بیجا صرف کر دیا تو آپ بادشاہ ہیں خلیفہ نہیں۔ اس کے

لہ ازجبایت یعنی گرد کردن خراج ۱۲

Marfat.com

فاستعبر عمر و عن سلیمان بن ابی العوجاء قال قال عمر بن الخطاب واللہِ ما ادری آخلیفۃٌ انا ام ملک قال قائل یا امیر المؤمنین ان بینہما فرقاً قال ماہو قال الخلیفۃ لا یاخذُ الا حقاً و لا یضعہُ الا فی حق و انت بحمد اللہ کذٰلک و الملک یعسف الناس فیاخذ من ہٰذا و یعطی ہٰذا فسکت عمر و عن معاویۃ انہٗ کان یقول اذا جلس علی المنبر یا ایہا الناس ان الخلافۃ لیست بجمع المال ولا بتفریقہ ولکن الخلافۃ العملُ بالحق والحکم بالعدلِ و اخذ الناس بامر اللہ و اخرج البخاری عن عمر قال نُہینا عن التکلّف۔

قال اللہ تعالیٰ قُلْ یٰعِبَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّکُمْ ؕ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ ہٰذِہِ الدُّنْیَا حَسَنَۃٌ ؕ وَ اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃٌ ؕ اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَہُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ٥ فقیر گوید اگر کسے در نسق این آیات تامل وافی بکار برد البتہ بفہمد کہ کلمۂ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فی ہٰذہ الدنیا حسنۃ وارض اللہ واسعۃٌ اشارہ بہجرت است وحث است بران و وعدہ است جمعے را کہ ہجرت کردند و بر مشاقِ آن صبر نمودند باجر جزیل و تشریف باضافۃ عبادی و ناہیک بہ من فضیلۃ للمہاجرین الاوّلین عن ابن عمر انہٗ تلا ہٰذہ الآیۃ اَمَّنْ ہُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَۃَ الآیۃ

عمرؓ آبدیدہ ہو گئے۔ اور سلیمان بن ابی العوجاء سے مروی ہے بیان کیا کہ عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ واللہ میں نہیں جانتا کہ میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ۔ ایک کہنے والے نے کہا اے امیر المؤمنین ان دونوں میں فرق ہے۔ فرمایا کیا ہے؟ اُس نے کہا کہ خلیفہ نہیں لیتا بجز حق کے اور خرچ بھی صرف حق کے موقع میں کرتا ہے اور اللہ کا شکر ہے کہ آپ ایسے ہی ہیں اور بادشاہ لوگوں پر ظلم کرتا ہے اِس سے لیتا ہے اُس کو دیتا ہے۔ تو عمرؓ چُپ ہو گئے۔ اور معاویہؓ سے مروی ہے کہ وہ منبر پر بیٹھ کر کہا کرتے تھے اے لوگو خلافت مال کے جمع کرنے اور خرچ کرنے کا نام نہیں۔ لیکن خلافت ہے حق پر عمل کرنا اور انصاف کے ساتھ حکم کرنا اور اللہ کے حکم کے مطابق لوگوں سے لینا۔ اور اخذ کیا بخاری نے، مروی ہے عمرؓ سے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم کو تکلف سے روکا گیا ہے۔

آیاتِ زمر

اللہ تعالےٰ نے فرمایا قُلْ یٰعِبَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الخ (۳۹: ۱۰) آپ (مؤمنین کو میری طرف سے) کہئے کہ اے میرے ایمان والے بندو! تم اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو جو لوگ اس دنیا میں نیکی کرتے ہیں اُن کے لئے نیک صلہ ہے اور اللہ کی زمین فراخ ہے مستقل مزاج والوں کو اُن کا صلہ بے شمار ہی ملے گا۔" فقیر کہتا ہے کہ اگر کوئی ان آیات کے انداز بیان میں بخوبی غور و فکر کو کام میں لائے گا تو ضرور سمجھ لے گا کہ کلمۂ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ ہٰذِہِ الدُّنْیَا حَسَنَۃٌ وارض اللہ واسعۃ اشارہ ہے ہجرت کی طرف اور اس پر ترغیب ہے اور اُس جماعت کے لئے جنھوں نے ہجرت کی اور اس کی مشقتوں پر صبر کیا بہت بڑے اجر کا وعدہ ہے اور عباد کی اضافت کو اپنی طرف فرما کر ان کو بڑا شرف عطا فرمایا ہے۔ کیا اِن مہاجرینِ اوّلین کی فضیلت کے ماننے میں اب بھی کوئی مانع ہے۔ مروی ہے ابن عمرؓ سے کہ اُنھوں نے اس آیت کی تلاوت کی اَمَّنْ ہُوَ قَانِتٌ الخ (۳۹: ۹) بھلا جو شخص اوقاتِ شب میں سجدہ و قیام (یعنے نماز کی) حالت میں عبادت کر رہا ہو آخرت سے ڈر رہا ہو اور اپنے پروردگار کی رحمت کی اُمید کر رہا ہو آپ کہئے کیا علم والے اور جہل والے (کہیں) برابر ہوتے ہیں

Marfat.com

قال ذاک عثمان بن عفان و فی لفظ نزلت
فی عثمان بن عفان و عن ابن عباس فی
قولہ امن ہو قانت آناء اللیل ساجدا
و قائما قال نزلت فی عمار بن یاسر و
فی روایۃ فی ابن مسعود و عمار بن یاسر
و سالم مولی ابی حذیفۃ عن مجاہد
فی قولہ و ارض اللہ واسعۃ قال
ارضی واسعۃ فہاجروا و اعتزلوا
الاوثان عن ابن عمر قال عشنا برہۃ
من دہرنا و ما نری ہذہ الآیۃ نزلت فینا
انک میت و انہم میتون ثم
انکم یوم القیمۃ عند ربکم تختصمون
نقلت لم نختصم اما نحن فلا نعبد
الا اللہ و اما دیننا فالاسلام و
اما کتابنا فالقرآن لا نغیرہ ابدا و
لا نحرف الکتاب و اما قبلتنا فالکعبۃ
و اما حرامنا اور حرمنا فواحد
و اما نبینا محمد فکیف نختصم حتے
کفح بعضنا وجہ بعض بالسیف فعرفت
انہا نزلت فینا عن ابراہیم النخعی
قال انزلت ہذہ الآیۃ انک میت و
انہم میتون ثم انکم یوم القیمۃ عند
ربکم تختصمون قالوا وما خصومتنا و
نحن اخوان فلما قتل عثمان بن
عفان قالوا ہذہ خصومۃ ما بیننا و
عن ابی سعید الخدری قال لما نزلت ثم انکم یوم
القیمۃ عند ربکم تختصمون کنا نقول ربنا واحد
و دیننا واحد و نبینا واحد فما ہذہ الخصومۃ
فلما کان یوم صفین و شد بعضنا علی بعض بالسیوف قلنا نعم

وہی لوگ نصیحت پکڑتے ہیں جو اہلِ عقل (سلیم) ہیں۔" کہا کہ یہ عثمانؓ
ابن عفان ہیں۔ اور ایک روایت اس طرح ہے کہ عثمانؓ بن عفان
کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ یہ آیت
اَمَّنْ ھُوَ قَانِتٌ الخ نازل ہوئی عمارؓ بن یاسر کے بارے میں۔ اور
ایک روایت میں ابن مسعودؓ اور عمارؓ بن یاسر اور سالم مولی ابی
حذیفہ کے بارے میں۔ مروی ہے مجاہدؒ سے آیت وَاَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃٌ
کی تفسیر میں کہا کہ میری زمین کشادہ ہے تو ہجرت کرو اور بتوں سے
کنارہ کش ہو جاؤ۔ مروی ہے ابن عمرؓ سے کہ فرمایا کہ ہم طویل زمانہ
تک رہتے رہے اور نہیں سمجھے کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل
ہوئی تھی اِنَّكَ مَيِّتٌ الخ (۲۹: ۳۰-۳۱) "آپ کو بھی مرنا ہے
اور ان کو بھی مرنا ہے۔ پھر قیامت کے روز تم مقدمات اپنے رب
کے سامنے پیش کرو گے۔" میں خیال کرتا تھا کہ ہم کیوں جھگڑیں گے
ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے
اور دین ہمارا اسلام ہے اور کتاب ہماری قرآن ہے جس میں ہم
کبھی تغیر نہ کریں گے کبھی اس کتاب میں ہم تحریف نہ کریں گے اور
قبلہ ہمارا کعبہ ہے اور ہمارا احرام یا ہمارا حرم (بے شک) وہ بھی
ایک ہے اور جو ہمارے نبی ہیں وہ محمدؐ ہیں (غرض ہم میں کامل
یکجہتی موجود ہے) پھر ہم کیوں جھگڑیں گے۔ یہاں تک کہ
(وہ زمانہ آ گیا کہ) ہم میں ہی سے بعض نے بعض کے رو برو ہو کر
تلوار مارنا شروع کر دی تب میں سمجھا کہ بیشک یہ آیت ہمارے
ہی متعلق نازل ہوئی تھی۔ ابراہیم نخعیؒ سے مروی ہے کہ یہ آیت
نازل ہوئی اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ الخ تو اصحابؓ نے
کہا کہ ہماری خصومت کیا ہے ہم سب بھائی بھائی ہیں۔ پھر جب
عثمانؓ بن عفان قتل کر دیئے گئے تو لوگوں نے کہا یہ ہے وہ
ہمارے آپس کی خصومت اور مروی ہے ابو سعید خدریؓ سے
کہا کہ جب نازل ہوئی ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الخ تو ہم یہ کہا
کرتے تھے کہ ہمارا رب ایک ہے، ہمارا دین ایک ہے ہمارا نبی ایک
ہے پھر یہ خصومت کیا ہے۔ پھر جب صفین کی جنگ ہوئی اور
ہم میں سے ہی ایک نے دوسرے پر تلواروں سے حملے کئے تو ہم نے کہا ہاں

Marfat.com

وہٰذا عن علی بن ابی طالب قال
الذی جاء بالحق محمد وصدق به
ابو بکر قال ابن عساکر ہکذا الروایة
بالحق وفی الصدق عن ابی ہریرة والذی
جاء بالصدق قال محمد صلی
اللہ علیہ وسلم وصدق به قال
ابو بکر عن سلیم بن عامر ان
عمر بن الخطاب قال للعجب من
رؤیا الرجل انه یبیت فیری
الشیء لم یخطر له علی بال
فتکون رؤیاہ کالاخذ بالید و
یری الرجل الرؤیا فلا یکون
رؤیاہ شیئا فقال علی بن ابی طالب
أ فلا اخبرک بذلک یا امیر
المؤمنین ان اللہ یقول اللہ
یتوفی الانفس حین موتها
والتی لم تمت فی منامها
فیمسک التی قضی علیها
الموت ویرسل الاخری
الی اجل مسمی فاللہ یتوفی الانفس
کلها فما رأت وهی عنده فی السماء فهی الرؤیا
الصادقة وما رأت اذا ارسلت الی اجسادها
تلقتها الشیاطین فی الهوی فکذبتها واخبرتها
بالاباطیل فکذبت فیها فتعجب عمر من قوله
عن عمر بن الخطاب قال اتعدت انا وعیاش بن
ابی ربیعة وہشام بن العاص بن وائل ان
نہاجر الی المدینة فخرجت انا و
عیاش وفتن ہشام فافتتن فقدم
علی عیاش اخواہ ابو جہل والحارث

وہ خصوصیت یہ ہے۔ اور روایت ہے علی بن ابی طالب سے فرمایا کہ الَّذِیْ جَآءَ بِالْحَقِّ (۳۹: ۳۳) (یعنے جو حق لے کر آتے) محمد ہیں وَصَدَّقَ بِهٖ (اور اس کی تصدیق کی) مراد ابو بکرؓ ہیں۔ ابن عساکر نے کہا اسی طرح (بجائے بالصدق کے) بالحق روایت کیا گیا ہے۔ اور مروی ہے ابو ہریرہؓ سے کہ وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ (یعنے جو سچائی لے کر آتے) کہا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم وَصَدَّقَ بِهٖ (اور اس کی تصدیق کی) کہا کہ ابو بکر مراد ہیں۔ مروی ہے سلیم ابن عامر سے کہ عمرؓ بن الخطابؓ نے (حاضرین مجلس سے) کہا کہ تعجب ہوتا ہے ایسے شخص کے خواب سے جو سوتے ہوئے خواب میں ایسی چیز دیکھتا ہے جس کا خطرہ بھی اس کے دل پر نہیں گزرا ہوتا۔ پھر وہ خواب ایسا ہوتا ہے جیسے ہاتھ میں کوئی چیز پکڑ لیں اور آدمی ایسا خواب بھی دیکھتا ہے جس کا ظہور کچھ بھی نہیں ہوتا تو علی بن ابی طالب نے کہا کہ اے امیر المومنینؓ کیا میں اس کی وجہ آپ کو نہ بتادوں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اَللّٰهُ یَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ الخ (۳۹: ۴۲) اللہ ہی قبض (یعنے معطل) کرتا ہے (ان) جانوں کو ان کی موت کے وقت اور ان جانوں کو بھی جن کی موت نہیں آئی ان کے سونے کے وقت پھر ان جانوں کو تو روک لیتا ہے جن پر موت کا حکم فرما چکا ہے اور باقی جانوں کو ایک میعاد معین تک کے لئے رہا کر دیتا ہے۔" تو اللہ تعالےٰ تمام ہی جانوں کو قبض کرتا ہے تو جو کچھ اس نے اس حال میں دیکھا جب وہ اللہ کے پاس آسمان میں ہوئی تو یہ رؤیائے صادقہ ہے اور جب ان کو ایسی حالت میں کچھ دکھایا گیا جب وہ اپنے جسموں کی طرف بھیجی جا رہی ہیں تو ان سے ہوا میں شیاطین ملتے ہیں وہ ان سے جھوٹ بولتے ہیں اور جھوٹی خبریں دیتے ہیں تو وہ خواب جھوٹا ہو جاتا ہے۔ تو عمرؓ نے اس کو بہت پسند کیا۔ عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے فرمایا کہ میں نے اور عیاش بن ابی ربیعہ نے اور ہشام بن العاص بن وائل نے مل کر یہ طے کیا کہ ہم مدینہ کو ہجرت کر جائیں تو میں اور عیاش تو نکل گئے اور ہشام کو فتنہ میں پھانسا گیا اور وہ پھنس گئے۔ ہوا یہ کہ عیاش کے پاس اس کے دونوں بھائی ابو جہل اور حارث

Marfat.com

ابن ہشام فقالا ان اُمک قد نذرت ان لا یظلہا ظلٌ ولایمسّ رأسہا غسلٌ حتٰے تراکَ فقلتُ واللّٰہِ ان یریدٰک الاّ ان یفتناک عن دینک و اخرجاک بہ و فتنوہ فافتتن قال فنزلت یا عِبادِی الّذین اسرفوا علٰے انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللّٰہِ قال فکتب بہا الٰے ہشامٍ فقدمَ و اخرج ابن مردویہ عن ابن عمر قال خرج علینا رسولُ اللّٰہ صلے اللّٰہُ علیہ وسلّم ذاتَ غداۃٍ فقال انّی رأیتُ فی غداتی ہذہ کأنّی اُتیتُ بالمقالید و الموازین فاما المقالیدُ فہی المفاتیح و اما الموازینُ فموازینکم ہذہ التی تزنونَ بہا و جیَ بالموازین فوضعتُ فیما بین السّماء والارض ثم وُضعتُ فی کفۃٍ وجیَ بالامۃ فوضعت فی الکفۃ الاُخری فرجحتُ بہم ثم جیَ بابی بکر فوضع فی کفۃٍ والاُمۃ فی کفۃٍ فوزنہم ثم جیَ بعمر فوضع فی کفۃ والاُمۃ فی کفۃ فوزنہم ثم جیَ بعثمانَ فوضع فی کفۃ والاُمۃ فی کفۃ فوزنہم ثم رفعت المیزانُ عن ابن عباس ان عثمانَ بن عفان جاء الی النبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم فقال لہ اخبرنی عن مقالیدِ السّمٰوٰتِ وَ الاَرضِ

ابن ہشام آئے اور دونوں نے کہا کہ تیری ماں نے یہ نذر مان لی ہے کہ وہ کسی سایہ میں نہ رہے گی اور نہ اُس کے سر کو پانی لگے گا جب تک کہ وہ تجھے دیکھ لے۔ میں نے کہا واللہ یہ دونوں تیرے پاس صرف اس لیے آئے ہیں کہ تجھے تیرے دین سے ہٹا دیں اور تجھے اُس سے نکال لیجائیں انھوں نے اُس کو فتنہ میں پھنسایا اور وہ پھنس گئے۔ فرمایا کہ پھر یہ آیت نازل ہوئی قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا الخ (۳۹

۵۳) آپ کہدیجئے کہ اے میرے بندو! جنھوں نے (کفر و شرک کر کے) اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں کہ تم خدا کی رحمت سے ناامید مت ہو۔ فرمایا پھر اس کو ہشام کے پاس لکھ کر بھیجدیا اور وہ آگئے۔ اور اخذ کیا ابن مردویہ نے مروی ہے ابن عمرؓ سے کہ اُنھوں نے کہا کہ ایک مرتبہ صبح کے وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نے اسی صبح کے وقت دیکھا کہ گویا مجھے چابیاں دی گئیں اور ترازوئیں دی گئیں۔ چابیاں ان ہی چابیوں جیسی تھیں اور ترازوئیں وہ بھی ایسی ہی ترازوئیں تھیں جن سے تم تولتے ہو اور ایک ترازو لائی گئی وہ نصب کی گئی زمین و آسمان کے درمیان پھر اس کے ایک پلّے میں مجھے رکھا گیا اور اُمت کو لایا گیا اُس کو دوسرے پلّے میں رکھا گیا تو میں اُن سے جُھکا رہا۔ پھر ابو بکرؓ کو لایا اور اُن کو ایک پلّے میں رکھا گیا اور امّت کو دوسرے پلّے میں تو ابو بکرؓ اُن سے بھاری رہے۔ پھر عمرؓ کو لایا گیا اور ایک پلّے میں رکھا گیا اور اُمّت کو دوسرے پلّے میں تو وہ بھاری رہے۔ پھر عثمانؓ کو لایا گیا اور ایک پلّے میں رکھا گیا اور امّت کو دوسرے پلّے میں تو وہ بھی بھاری رہے۔ پھر ترازو کو اُٹھا لیا گیا۔ مروی ہے ابن عباسؓ سے کہ عثمانؓ بن عفان نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ سے کہا کہ مجھے مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی (۳۹، ۶۳)

له جملہ سماوات وارض اور ان کی تمام مخلوقات کا وجود موقوف ہے صفاتِ الٰہی پر اور ان کی بقاء اور تمام اوصاف صفاتِ حق کے فیضان سے متحقق ہوتے ہیں تو صفاتِ حق تالیوں کی مانند ہیں اور وجود و صفاتِ ممکنات قفل کی مانند۔ جس طرح قفل کا کھلنا موقوف ہے مقلد یعنے تالی پر اسی طرح ممکنات کا عدم سے وجود میں آنا موقوف ہے صفاتِ حق پر۔ اور حق تعالیٰ کی تمام صفات ذاتی اور ازلی و ابدی ہیں جن کا اُس سے جدا ہونا محال ہے۔ تو ارشادِ حق بیدہٖ مقالید السمٰوٰت و الارض کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کی ذات کے سوا کوئی ان صفات کا مالک نہیں ہے جن پر جملہ ممکنات کا وجود موقوف ہے۔ اور یہ جملہ کلماتِ مقدسہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمائے ان کا مدلول وہی صفاتِ عالیہ کاملہ ابدیہ ہیں جو مفاتیح ہیں سماوات و ارض کے لئے اس لئے آپ نے مقالید کی شرح میں یہ کلمات ارشاد فرمائے اور اسماء الاوّل الآخر ان صفات کے ازلی و ابدی ہونے پر دلالت کرتے ہیں اور الظاہر والباطن اس معرفتِ عظیمہ پر کہ وہ ظاہر ہے

Marfat.com

فقال سبحان اللہ و الحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم الاول والآخر والظاہر والباطن بیدہ الخیر یحیی ویمیت وہو علی کل شیء قدیر من قالہا اذا اصبح عشر مرات و اذا امسی اعطاہ اللہ ست خصال اما اولہن فیحرس من ابلیس و جنودہ واما الثانیۃ فیعطی قنطارا فی الجنۃ واما الثالثۃ فیزوج من الحور العین واما الرابعۃ فیغفر لہ ذنوبہ واما الخامسۃ فیکون مع ابراہیم فی قبتہ واما السادسۃ فیحضرہ اثنا عشر ملکا عند موتہ یبشرونہ بالجنۃ ویزفونہ من قبرہ الی الموقف فان اصابہ شیء من اہاویل یوم القیمۃ قالوا لا تخف انک من الآمنین ثم یحاسبہ اللہ حسابا یسیرا ثم یومر بہ الی الجنۃ یزفونہ الی الجنۃ من موقفہ کما یزف العروس حتی یدخلونہ الجنۃ باذن اللہ و الناس فی شدۃ الحساب وعن ابی ہریرۃ قال سئل عثمان بن عفان عن مقالید السماوات والارض فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر مقالید السماوات والارض ولا حول ولا قوۃ الا باللہ من کنوز العرش وعن ابن عمر ان عثمان سأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن تفسیر مقالید السماوات و الارض فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما سألنی عنہا احد تفسیرہا لا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر سبحان اللہ و بحمدہ

(یعنے زمین و آسمان کی کنجیوں کی) خبر دیجئے تو آپ نے فرمایا سبحٰن اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم الاول والآخر والظاہر والباطن بیدہ الخیر یحیی ویمیت وہو علی کل شیء قدیر۔ جس نے اس کو صبح کے وقت دس مرتبہ کہا اور اسی طرح شام کو اللہ تعالیٰ اس کو چھ بڑی نعمتیں عطا فرمائے گا۔ پہلی یہ ہے کہ ابلیس اور اس کے لشکر سے اُس کی حفاظت کی جائے گی۔ دوسری یہ کہ جنت میں اس کو (نعمتوں کا) ڈھیر عطا کیا جائے گا۔ تیسری یہ کہ حور عین سے اُس کا نکاح کیا جائے گا۔ چوتھی یہ کہ اُس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ پانچویں یہ کہ ابراہیمؑ کی معیت عطا ہوگی اُن کے قبے میں۔ چھٹی یہ کہ اُس کی موت کے وقت اُس کے پاس بارہ[12] فرشتے آئیں گے جو اُس کو مغفرت کی بشارت دیں گے اور اُس کو اپنے ساتھ لے کر چلیں گے قبر سے میدان حساب میں تو اگر اُس کو کوئی شے یوم قیامت کی خوفناک چیزوں میں سے پیش آئیگی تو وہ اس سے کہیں گے کہ تو مت ڈر تو امن پانے والوں میں سے ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ اُس سے بہت آسان حساب لیں گے۔ پھر اس کو جنت میں داخل کرنے کا حکم ہوگا یہ فرشتے حساب کے موقف سے اُس کو اس طرح لے کر چلیں گے جس طرح دولہن کو لیکر چلتے ہیں یہاں تک کہ اُس کو اللہ کے حکم سے جنت میں داخل کردیں گے اور ابھی عام لوگ حساب کی سختی میں ہوں گے۔ اور مروی ہے ابوہریرہؓ سے اُنھوں نے کہا کہ عثمانؓ بن عفان سے مقالید السمٰوٰت والارض کے بارے میں سوال کیا گیا تو اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سبحٰن اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر مقالید (یعنے کنجیاں) ہیں آسمان و زمین کی اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ عرش کے خزانوں میں سے ہے۔ اور ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عثمانؓ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مقالید السمٰوٰت والارض کی تفسیر کا سوال کیا تو اُن سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے بارے میں مجھ سے کسی نے سوال نہیں کیا۔ اس کی تفسیر ہے لا الٰہ الا اللہ الخ (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ عیب سے پاک ہے اور ہر تعریف اسی کی ہے میں اللہ سے

Marfat.com

استغفر اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ الاول والآخر والظاہر والباطن بیدہ الخیر یحیی ویمیت وہو علی کل شئ قدیر۔ اخرج البخاری ومسلم عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من انفق زوجین من مال فی سبیل اللہ دعی من ابواب الجنۃ و للجنۃ ابواب فمن کان من اہل الصلوۃ دعی من باب الصلوۃ ومن کان من اہل الصیام دعی من باب الریان ومن کان من اہل الصدقۃ دعی من باب الصدقۃ ومن کان من اہل الجہاد دعی من باب الجہاد فقال ابوبکر یا رسول اللہ فہل یدعی احد منہا کلہا قال نعم وارجوان تکون منہم۔

فقیر گوید خدای تعالیٰ در سورۃ مومن ذکر میفرماید قصۂ مومن آل فرعون کہ داعیۂ جدال برائی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام در قلب او ریختند وعزیمۃ اعلاء کلمۃ اللہ والزام حجۃ اللہ بر عقل او فرود آوردند تا دستور باشد صدیقین ومحدثین امت مرحومہ را وازینجا دانندۂ خبیر بشناسد کہ خدای تعالیٰ در وقت ہر پیغامبرے کسے را مانند مومن آل فرعون داعیۂ جدال برائے رسل اللہ واعلاء کلمۃ اللہ در دل مے ریزند وآن جماعہ بہترین امت می باشند وانچہ در آیات سابقہ گفتہ شد الذین یحملون العرش ومن حولہ

مغفرت طلب کرتا ہوں نہیں ہے کوئی بازگشت (یعنی کسی مصیبت میں جس کی طرف رجوع کیا جائے) اور نہ کوئی قوت بجز اللہ تعالیٰ کے جو اوّل ہے اور آخر ہے اور ظاہر ہے اور باطن ہے ہر بھلائی اُسی کے ہاتھ میں ہے وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور وہ ہر شئ پر قدرتِ کامل رکھتا ہے)۔ آخذ کیا بخاریؒ نے، روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک جوڑا اپنے مال میں سے خرچ کریگا اُس کو جنت کے دروازوں میں سے (ایک دروازے پر) پکارا جائیگا اور جنت کے بہت سے دروازے ہیں جو شخص بہت نماز پڑھنے والوں میں سے ہوگا اُس کو باب الصلوٰۃ سے پکارا جائے گا اور جو بکثرت روزے رکھنے والوں میں سے ہوگا اُس کو باب الریان سے پکارا جائے گا اور جو شخص اہلِ صدقہ میں سے ہوگا اُس کو باب الصدقہ سے پکارا جائے گا اور جو شخص اہلِ جہاد میں سے ہوگا اُس کو باب الجہاد سے پکارا جائیگا تو ابوبکرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہؐ کیا ایسا بھی ہوگا کہ کسی کو جنت کے تمام دروازوں سے پکارا جائے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں اور میں اُمید کرتا ہوں کہ تو ان ہی میں سے ہے۔

افادات سورۃ مومن

فقیر کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ سورۃ مومن میں آلِ فرعون میں سے ایک مومن کا قصہ ذکر فرماتے ہیں کہ جس کے قلب میں موسیٰ علیہ السلام کی مدد کے لئے لڑنے کا داعیہ پیدا کر دیا اور اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے اور اللہ کی حجت کو قائم کرنے کی قوت اُس کی عقل پر نازل فرمائی تاکہ یہ بات اُمتِ مرحومہ کے صدیقین اور محدثین[۱] کے لئے دستور بن جائے اور یہاں سے ایک خبر کا جاننے والا پہچان لیگا کہ خدا تعالیٰ ہر پیغمبر کے زمانہ میں اُس مومن آلِ فرعون کی مانند کسی کے دل میں اللہ کے رسولوں کے لئے لڑنے اور اُس کے کلمہ کو بلند کرنے کا داعیہ ڈال دیتے ہیں اور وہ اُمت کے بہترین لوگ ہوتے ہیں اور جو کچھ آیاتِ سابقہ میں کہا گیا ہے وہی یہاں بھی تصوّر کر لیا جائے۔ الّذین یحملون العرش الخ (۴۰ : ۷) جو فرشتے کہ عرشِ الٰہی کو اٹھاتے ہوتے ہیں اور جو فرشتے کہ اس کے گرداگرد ہیں وہ

[۱] محدث وہ ہے جس کو اللہ کی طرف سے الہام ہوتا ہو۔ حدیث میں ہے کہ پچھلی امتوں میں محدّث ہوتے ہیں اگر اس امت میں کوئی محدث ہے تو عمرؓ ہے ۱۲ مترجم

Marfat.com

یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا

وآنچہ بعد این قصہ گفتہ میشود اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ہمہ برین جماعہ شریفہ منطبق است باز فقیر گوید جمعے از سباقِ مومنین از مہاجرین اوّلین بالقطع معلوم شد کہ ہمین اسلوبِ جدال کفار میکردند و نصرتِ دین بر دستِ ایشان واقع شد پس مَطمح این اشارات ایشان اند و مِصداقِ این بشارات ایشان وہو المقصود عَن یزید بن الاصمّ انّ رجلًا کان ذا بأسٍ وکان یُفِدُ الٰی عمر لبأسہ وکان مِن اہل الشام و انّ عمر فقدہ فسأل عنہ فقیل لہٗ تتابَعَ فی ہذا الشراب فدعا عُمر کاتبہ فقال اکتُبْ من عمر بن الخطاب الٰی فُلانِ بن فُلانٍ سلامٌ علیکم فانّی اَحمدُ الیکَ اللّٰہ الذی لا الٰہ الّا ہو غافر الذنب و قابل التوب شدید العقاب ذی الطول لا الٰہ الّا ہو الیہ المصیر ثم دَعا وأمر مَن عندہ فدعوا لہٗ انْ یقبلَ اللّٰہ علیہ بقلبہٖ وان یتوبَ علیہ فلما اَتتِ الصحیفۃُ الرجلَ جعل یقرأہا و یقولُ غافِرِ الذَّنْبِ قد وَعدنی اللّٰہُ ان یغفرَ لی وَقَابِلِ التوب شَدِیْدِ العِقَاب قد حَذّرنی اللّٰہ عقابَہٗ ذی الطول والطولُ الخیر الکثیرُ اِلَیْہِ المَصِیْرُ فلم یزل یُرَدِّدُہا علٰی نفسہ حتی بکٰی ثم نَزَعَ

اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لئے اس طرح استغفار کیا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار آپ کی رحمت (عامہ) اور علم ہر چیز کو شامل ہے۔" اور جو کچھ اس قصہ کے بعد فرمایا جارہا ہے کہ اِنَّا لَنَنْصُرُ الخ (۴۰: ۵۱) "ہم اپنے رسولوں کی اور ان لوگوں کی جو ایمان لائے ضرور مدد کرتے ہیں۔" سب اس بزرگ جماعت پر منطبق ہے۔ پھر فقیر کہتا ہے کہ مہاجرین اوّلین میں سے جو جماعت مومنین سابقین کی ہے اُن کے بارے میں یہ قطعی طور پر معلوم ہے کہ اُن کا جدال کفار کے ساتھ اسی طرز کا ہوتا تھا اور دین کی نُصرت اُن کے ہاتھوں سے ہوئی تو ان ارشادات سے مدِنظر یہی حضرات ہیں اور ان بشارات کے مصداق یہی اکابر ہیں۔ اور یہی ہمارا مقصود ہے۔ اور یزید بن الاصمّ سے مروی ہے کہ ایک شخص صاحب شوکت تھا جو حضرت عمرؓ کے پاس اپنے اثر سے کام لے کر سامانِ جہاد بھیجا کرتا تھا اور وہ اہلِ شام میں سے تھا اور عمرؓ کو چند روز تک اُس کا کچھ حال نہ معلوم ہوا تو لوگوں سے اُس کا حال پوچھا۔ تو آپ سے کہا گیا کہ وہ برابر شراب پیتا ہے تو آپ نے اپنے کاتب کو بُلا کر فرمایا کہ لکھو کہ اللہ کے بندے عُمر ابن الخطاب کی طرف سے فلاں بن فلاں کے نام۔ سلام علیکم میں تمہارے سامنے اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ گناہ کا بخشنے والا اور توبہ کو قبول کرنے والا، سخت عذاب دینے والا اور بڑی قوت والا ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے۔ پھر آپ نے دعا کی اور جو لوگ آپ کے پاس موجود تھے اُنھوں نے بھی دل سے دُعا کی کہ اللہ تعالیٰ قبول کرے اور اُس کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ جب یہ خط اُس شخص کے پاس پہنچا تو اُس نے اُس کو پڑھنا شروع کیا اور کہنے لگا غَافِرِ الذَّنْبِ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ مجھے بخش دے گا۔ وَ قَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے عذاب سے ڈرایا ہے ذِی الطَّوْلِ اور طول کے معنے ہیں خیر کثیر کے اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ۔ برابر وہ شخص بار بار ان کلمات کو پڑھتا اور اپنے نفس کو سُناتا رہا یہاں تک کہ رونے لگا۔ پھر توبہ کی اور بہت

Marfat.com

فاحسن النزع فبلغ عمر امرہ قال ھٰکذا
فاصنعوا اذا رأیتم اخاکم زل زلۃ فسددوہ
ووفقوہ وادعوا اللہ لہ ان یتوب علیہ و
لاتکونوا اعوانا للشیطان علیہ وعن قتادۃ
قال کان شاب بالمدینۃ صاحب عبادۃ
وکان عمر محبا لہ فانطلق الی مصر ففسد
فجعل لایمتنع من شر فقدم علی عمر
بعض اہلہ فسألہ عن الشاب فقال
لاتسألنی عنہ قال لم قال انہ فسد
وخلع فکتب الیہ عمر من عمر الی فلان
حٰمٓ ۚ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ
الْعَلِيْمِ ۙ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ
التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ۙ ذِي
الطَّوْلِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ اِلَيْهِ
الْمَصِيْرُ فجعل یقرءھا علی نفسہ
فاقبل بخیر وعن ابی اسحٰق السبیعی قال
جاء رجل الی عمر بن الخطاب
فقال یا امیر المؤمنین انی قتلت
فہل لی من توبۃ فقرأ علیہ
حٰم تنزیل الکتاب من اللہ
العزیز العلیم غافر الذنب وقابل
التوب وقال اعمل ولاتیأس
عن قتادۃ فی قولہ وادخلہم
جنات عدن قال ان عمر بن الخطاب
قال یا کعب ما عدن قال قصور من
ذہب فی الجنۃ یسکنہا النبیون
والصدیقون وائمۃ العدل واخرج البخاری
من عروۃ قال قلت لعبد اللہ بن عمرو
ابن العاص اخبرنی باشد شیء

اچھی توبہ کی۔ اس کے بعد یہ خبر عمرؓ کو پہنچی فرمایا کہ ایسا ہی کیا کرو
جب تم اپنے کسی بھائی کو دیکھو کہ وہ کسی لغزش میں پھنس گیا تو اس کے
ساتھ نرمی کرو اور اس سے موافقت کرو اور اس کیلئے اللہ سے دعا کرو کہ
وہ اس پر رحمت کے ساتھ متوجہ ہو اور اس کے حق میں شیطان کے
مددگار نہ بنو۔ اور مروی ہے قتادہؒ سے، کہا کہ مدینہ میں ایک جوان
تھا جو عبادت گزار تھا اور عمرؓ اس سے محبت کرتے تھے وہ مصر
چلا گیا پھر خراب ہو گیا اور اس کا حال ہو گیا کہ وہ کسی برے کام
سے نہیں رکتا تھا۔ اس کے بعد اس کا ایک رشتہ دار عمرؓ کے پاس
آیا تو انھوں نے اس جوان کا حال پوچھا اس نے کہا اس کا حال مجھ سے
نہ پوچھئے۔ فرمایا کیوں۔ اس نے کہا وہ بگڑ گیا اور (اللہ تعالیٰ کی
اطاعت سے) نکل گیا تو آپ نے اس کو یہ خط لکھا۔ عمرؓ کی طرف سے
فلاں شخص کے نام حٰمٓ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ تا اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ
(۴۰: ۱ تا ۳) حٰم۔ یہ کتاب اتاری گئی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو
زبردست ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ گناہ کا بخشنے والا ہے اور توبہ
کا قبول کرنے والا ہے سخت سزا دینے والا ہے قدرت والا ہے اس کے
سوا کوئی لائق عبادت نہیں اسی کے پاس (سب کو) جانا ہے۔ جب
یہ خط پہنچا) تو اس نے اس کو بار بار اپنے نفس پر پڑھنا شروع کر دیا۔
اب وہ نیکی کی طرف رجوع ہو گیا۔ مروی ہے ابو اسحٰق سبیعی سے
انھوں نے کہا کہ ایک شخص عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا اور اس نے
کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ میں قتل کئے ہوئے ہوں کیا میرے لئے توبہ
مفید ہو گی تو آپ نے اس کو پڑھ کر سنایا حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ
تا قَابِلِ التَّوْبِ اور اس سے فرمایا کہ عمل کر اور مایوس نہ ہو۔
مروی ہے قتادہؒ سے اس آیت کے متعلق وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ
عَدْنِ (۴۰: ۸) اور ان کو ہمیشہ رہنے والی بہشتوں میں داخل
کر دیجئے۔ انھوں نے کہا کہ عمرؓ بن الخطابؓ نے فرمایا اے کعب عدن
کیا ہے۔ کعبؓ نے کہا سونے کے محل ہیں جنت میں جن میں انبیاءؑ اور
صدیقین اور عدل کرنے والے امام رہیں گے۔ اور اخذ کیا بخاری
نے، روایت ہے عروہ سے انھوں نے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن
عمرو بن العاصؓ سے کہا مجھے بتائیے کہ مشرکین نے سخت ترین گستاخی

Marfat.com

صنعہ المشرکون برسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم قال بینا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم یصلے بفناء
الکعبۃ اذ اقبل عقبۃ بن ابی
معیط فاخذ بمنکب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ولوی
ثوبہ فی عنقہ فخنقہ خنقا شدیدا فاقبل
ابو بکر فاخذ بمنکبیہ ودفعہ من
النبی صلے اللہ علیہ وسلم ثم
قال اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ
اللّٰہُ وَقَدْ جَآءَکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ
رَّبِّکُمْ وعن عمرو بن العاص قال
ما تجوزوا من رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم بشیء کان اشد من
ان طاف بالبیت ضحی فلقوہ حین
فرغ فاخذوا بمجامع ردائہ و
قالوا انت الذی تنہانا عما کان
یعبد اباءنا قال انا ذاک فقام ابوبکر
فالتزمہ من ورائہ ثم قال اَتَقْتُلُوْنَ
رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَقَدْ جَآءَکُمْ
بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّکُمْ وَاِنْ یَّکُ کَاذِبًا
فَعَلَیْہِ کَذِبُہٗ وَاِنْ یَّکُ صَادِقًا
یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ اِنَّ
اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ مُسْرِفٌ
کَذَّابٌ رافعا صوتہ بذلک و عیناہ
تسیحان حتی ارسلوہ وعن انس
ابن مالک قال قد ضربوا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم حتی غشی
علیہ فقام ابوبکر فجعل ینادی ویلکم

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کی تھی تو اُنھوں نے
بیان کیا کہ اس دوران میں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کعبہ کی
چہار دیواری کے اندر نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی مُعیط آگیا
تو اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مونڈھا پکڑا اور آپؐ
کی گردن میں اپنا کپڑا ڈال کر اینٹھا اور آپؐ کے گلے کو سخت گھونٹنے
لگا کہ ابوبکرؓ آگئے تو اُنھوں نے اُس کے کندھے پکڑ کر رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے اُس کو دفع کیا۔ پھر کہا اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ
یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَقَدْ جَآءَکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّکُمْ (۴۰:۲۸)
کیا تم ایک شخص کو (محض) اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ
میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے حالانکہ وہ تمھارے رب کی طرف سے دلیلیں
(بھی) لے کر آیا ہے۔ اور عمرو بن العاص سے مروی ہے کہا کہ کبھی
اس سے زیادہ سخت اذیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں
پہنچائی گئی کہ آپؐ دوپہر کو بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے جب آپؐ
فارغ ہوگئے تو مشرکین قریش آپؐ کو لپٹ گئے اور آپؐ کی پوری
چادر پکڑ لی اور کہنے لگے تو ہی ہے وہ جو ہم کو اُن معبودوں سے روکتا
ہے جن کی ہمارے باپ دادا پوجا کرتے چلے آرہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا
کہ ہاں میں وہی ہوں۔ تو ابوبکرؓ کھڑے ہوگئے اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو پیچھے سے لپٹ گئے (بگرنے نہ دیا) پھر کہا اَتَقْتُلُوْنَ
رَجُلًا الخ (۴۰:۲۸) کیا تم ایک شخص کو (محض) اس بات پر قتل کرتے ہو
کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ تمھارے رب کی طرف سے
دلیلیں (بھی) لے کر آیا ہے اور اگر (بالفرض) وہ جھوٹا ہے تو اس کا
جھوٹ اسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچا ہوا تو وہ جو کچھ پیشگوئی کرتا
ہے اس میں سے کچھ تو تم پر (ضرور ہی) پڑے گا اللہ تعالیٰ ایسے
شخص کو مقصود تک نہیں پہنچاتا جو (اپنی) حد سے گزر جانے والا
بہت جھوٹ بولنے والا ہو۔ یہ بلند آواز سے کہہ رہے تھے اور اُن کی
آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے یہاں تک کہ اُنھوں نے آپؐ کو چھوڑ دیا
اور مروی ہے انسؓ بن مالک سے اُنھوں نے کہا کہ لوگوں نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو اتنا مارا کہ آپؐ پر غشی طاری ہوگئی تو ابوبکرؓ
کھڑے ہوئے اور اُنھوں نے بلند آواز سے کہنا شروع کیا افسوس ہے

Marfat.com

أ تقتلون رجلاً ان يقول ربي الله قالوا من هذا قالوا هذا ابن ابي قحافة و اخرج الحكيم الترمذي وابن مردويه عن اسماء بنت ابي بكر نحوه و عن علي انه قال ايها الناس اخبروني باشجع الناس قالوا لا نعلم فمن قال ابوبكر لقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم واخذه قريش فهذا يجبئه و هذا يتلتله وهم يقولون انت الذي جعلت الآلهة الهاً واحداً قال فوالله ما دنا منا احد الا ابوبكر يضرب هذا و يجبئ هذا ويتلتل هذا و هو يقول ويلكم أتقتلون رجلاً ان يقول ربي الله ثم رفع عليٌّ بردة كانت عليه فبكى حتى ابتلت لحيته ثم قال انشدكم بالله أمؤمن آل فرعون خير ام ابوبكر فسكت القوم فقال الا تجيبوني فوالله لساعة من ابي بكر خير من مثل مؤمن آل فرعون ذاك رجل يكتم ايمانه وهذا رجل اعلن ايمانه عن ابي بكر الصديق قال حدثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الدجال يخرج في ارض بالمشرق يقال لها خراسان يتبعه اقوام كان وجوههم المجان المطرقة۔

تم لوگوں پر تم ایک شخص کو اس بات پر مارتے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ بعض لوگوں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو انھوں نے بتایا کہ یہ ابن ابی قحافہ ہے۔ اور اسماء بنت ابی بکرؓ سے اسی طرح کی روایت اخذ کی حکیم ترمذی اور ابن مردویہ نے۔ اور مروی ہے علیؓ سے اُنھوں نے (مجلس کو خطاب کرتے ہوئے) کہا اے لوگو! مجھے بتاؤ کہ لوگوں میں سب سے بہادر کون ہے؟ تو اُنھوں نے کہا ہم نہیں جانتے۔ آپ بتایئے۔ آپ نے کہا کہ ابوبکرؓ۔ واللہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا ہے کہ قریش نے آپ کو پکڑ رکھا تھا کوئی آپ کو اوندھے مُنہ کئے ہوئے ہے کوئی آپ کو جھنجھوڑ رہا ہے اور وہ آپ سے یہ کہہ رہے تھے کہ تو وہ ہے کہ تو نے بہت سے معبودوں کو ایک ہی معبود بنا دیا۔ علیؓ نے کہا خدا کی قسم ہم میں سے کوئی آپ کے قریب بھی نہ پہنچ سکا بجز ابوبکرؓ کے کہ کبھی اِس کو مارتے تھے کبھی اُس کو جھنجھوڑتے تھے (یعنی اس طرح مجمع کو چیرتے ہوئے آپ تک جا پہنچے اور آپ کو چھڑا یا) اور وہ یہ کہتے جا رہے تھے افسوس ہے تم لوگوں پر تم ایک شخص کو اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر علیؓ نے اپنی چادر کا پلّا مُنہ پر ڈال لیا اور اتنے روئے کہ اُن کی ڈاڑھی بھیگ گئی۔ پھر اس کے بعد اُنھوں نے کہا میں تمھیں خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ آلِ فرعون والا مؤمن بہتر تھا یا ابوبکرؓ۔ قوم خاموش تھی۔ آپ نے کہا کہ تم مجھے جواب نہیں دیتے تو (مجھ سے سنو) خدا کی قسم ابوبکرؓ کی ایک ساعت مؤمن آلِ فرعون کی تمام عمر سے بہتر ہے۔ وہ ایسا شخص تھا جو اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا اور یہ (ابوبکرؓ) اپنے ایمان کا اعلان کر چکے تھے۔ مروی ہے ابوبکر صدیقؓ سے بیان کیا کہ ہم سے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ دجّال مشرق کی ایک زمین میں نکلے گا جس کو خراسان کہا جاتا ہے اس کی پیروی ایسی قومیں کریں گی جن کے چہرے ایسے ہوں گے گویا تہ بر تہ چڑھائی ہوئی ڈھالیں ہیں۔

آیاتِ سورہ فُصّلت یعنی حٰم السجدہ

قال الله تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ

اللہ تعالٰے نے فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ الخ (۴۱:۳۰)

Marfat.com

ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ فقیر گوید عفی عنہ خدای تعالیٰ ثواب جمعی را کہ اقرار بتوحید کردند بعد ازان استقامت نمودند بران بیان میفرماید بعد ازان اثبات مینماید احسنیت جماعہ کہ از جملہ موحدین بدعوت الی الحق وعمل صالح متصف اند و ظاہر و باطن ایشان انقیاد رب العزت است این کلیہ از کتاب اللہ معلوم شد باز اگر شخصے را عقل ممیز باشد از احوال و اوصاف اشخاص معینہ کہ بتواتر ثابت شدہ دخول آن اشخاص درین کلیہ بلکہ سر دفتر این جماعہ بودن میتواند فہمید بعد ازان احادیث مستفیضہ و مشہورہ در مناقب ہمان اشخاص شاہد آن فہم میگردد و در زمرۂ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ داخل میتواند شد عن عمر بن الخطاب فی قولہ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ الآیۃ قال اقبلت قریش الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما یمنعکم

جن لوگوں نے (دل سے) اقرار کر لیا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر (اس پر) مستقیم رہے اُن پر فرشتے اُتریں گے کہ تم نہ اندیشہ کرو اور نہ رنج کرو اور تم جنت (کے ملنے) پر خوش رہو جس کا تم سے (پیغمبروں کی معرفت) وعدہ کیا جایا کرتا تھا۔ اور ہم تمہارے رفیق تھے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی رہیں گے اور تمہارے لئے اس (جنت) میں جس چیز کو تمہارا جی چاہے گا موجود ہے اور نیز تمہارے لئے اس میں جو مانگو گے موجود ہے۔ یہ بطور مہمانی کے ہوگا غفور رحیم کی طرف سے اور اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو (لوگوں کو) خدا کی طرف بلائے اور (خود بھی) نیک عمل کرے اور کہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔" فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ حق تعالیٰ اُن لوگوں کے ثواب کا بیان فرما رہے ہیں جنہوں نے توحید کا اقرار کیا اور بعد اس پر جمے رہے۔ اس کے بعد ان موحدین میں سے اُس جماعت کا سب سے بہتر ہونا ثابت فرماتے ہیں جو اللہ کی طرف دعوت دینے اور عمل صالح کے ساتھ متصف ہیں اور اُن کا ظاہر و باطن رب العزت کی اطاعت بن گیا ہے۔ یہ کُلیّہ کتاب اللہ سے معلوم ہو گیا۔ پھر اگر کسی شخص کے پاس بھلے بُرے میں امتیاز کرنے والی عقل موجود ہو تو وہ اشخاص معینہ کے اُن احوال و اوصاف کو جو تواتر سے ثابت ہیں پیش نظر رکھ کر اُن اشخاص کا اس کلیہ میں داخل ہونا بلکہ ان کا اس جماعت کا سر دفتر ہونا معلوم کر سکتا ہے۔ اس کے بعد وہ احادیث مستفیضہ و مشہورہ جو اُن ہی اشخاص کی تعریفوں میں وارد ہیں وہ اس فہم کی شاہد بن جائیں گی اور پھر یہ شخص اس جماعت میں داخل ہو سکتا ہے جس کا ذکر اس آیت میں فرمایا گیا ہے اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ الخ (۱۱: ۱۷) کیا منکر قرآن ایسے شخص کی برابری کر سکتا ہے جو قرآن پر قائم ہو جو کہ اس کے رب کی طرف سے آیا ہے اور اس (قرآن) کے ساتھ ایک گواہ بھی آیا خدا کی طرف سے) مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے آیت وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ الخ (۴۱: ۵) کے بارے میں (اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ جس بات کی طرف آپ ہم کو بلاتے ہیں ہمارے دل اس سے پردوں میں ہیں) عمرؓ نے بیان کیا کہ قریش نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو آپ نے فرمایا تمہیں اسلام

من الاسلام فتسوّروا العرب فقالوا یا محمدؐ ما نفقہ ما تقول و لانسمعہ و انّ علٰے قلوبنا لغلفاً و اخذ ابوجہل ثوباً فیما بینہ وبین النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال یا محمدؐ قلوبنا فی اکنّۃ مما تدعونا الیہ و فی آذاننا وقرٌ و من بیننا و بینک حجاب فقال لہم النبی صلے اللہ علیہ وسلم ادعوکم الٰے خصلتین ان تشہدوا ان لا الٰہ الّا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ و انّی رسول اللہ فلما سمعوا شہادۃَ ان لا الٰہ الّا اللہ ولّوا علٰے ادبارہم نفورًا و قالوا اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ وقال بعضہم لبعض اَنِ امْشُوْا وَ اصْبِرُوْا عَلٰۤى اٰلِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ءَاُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَیْنِنَا و ہبط جبرئیلؑ فقال یا محمدؐ انّ اللہ یُقرئک السلام الیس یزعم ہؤلاء انّ علٰے قلوبہم اکنّۃً ان یفقہوہ وفی اذانہم وقرٌ افلیس یسمعون قولک کیف وَ اِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِی الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا لوکان کما زعموا لم ینفروا ولکنہم کاذبون یسمعون و لاینتفعون بذلک کراہیۃً لہٗ فلما کان من الغد اقبل منہم سبعون رجلاً الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم

کیا چیز روک رہی ہے (اگر تم اسلام قبول کرلو) تو عرب کی حدود سے آگے پہنچ جاؤ۔ تو انھوں نے کہا اے محمدؐ ہم نہیں سمجھتے کہ تو کیا کہتا ہے اور نہ ہم اس کو سنتے ہیں اور ہمارے دلوں پر تو پردے پڑے ہوئے ہیں اور ابوجہل نے تو اپنے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک کپڑے کو آڑ بنالیا پھر کہا اے محمدؐ جس بات کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو ہمارے دل اس سے پردوں میں ہیں اور ہمارے کانوں میں ڈاٹ لگی ہی ہے اور ہمارے اور تمھارے درمیان ایک حجاب ہے۔" پھر اُن سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمھیں دو اچھی باتوں کی طرف دعوت دے رہا ہوں یعنی یہ کہ تم اس بات کی شہادت دو کہ اللہ تعالٰی کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ تو جب انھوں نے لاالٰہ الّا اللہ کی شہادت کا بیان سنا تو پیٹھ پھیر کر نفرت کے ساتھ یہ کہتے ہوئے چل دیئے اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ الخ (۳۸: ۵) کیا (یہ شخص سچا ہوسکتا ہے کہ) اس نے اتنے معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود رہنے دیا واقعی یہ بہت ہی عجیب بات ہے۔" اور ان میں سے بعض نے بعض سے کہا اِمْشُوْا وَ اصْبِرُوْا الخ (۳۸: ۶ تا ۸) کہ (یہاں سے) چلو اور اپنے معبودوں (کی عبادت) پر قائم رہو یہ کوئی مطلب کی بات ہے۔ ہم نے یہ بات (اپنے) پچھلے مذہب میں نہیں سنی ہو نہ ہو یہ (اس شخص کی) گھڑت ہے۔ کیا ہم سب میں سے اسی پر کلام الٰہی نازل کیا گیا۔ پھر جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا اے محمدؐ اللہ تعالٰے آپ کو سلام فرماتے ہیں کیا اس جماعت نے یہ گمان ظاہر نہیں کیا کہ اس بات کو سمجھنے سے اُن کے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں اور ان کے کانوں میں ڈاٹ ہیں اس لئے وہ نہیں سنتے آپؐ کی بات کو۔ یہ کیسے وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ الخ (۱۷: ۴۶) اور جب آپ قرآن میں صرف اپنے رب کا ذکر کرتے ہیں تو یہ لوگ نفرت کرتے ہوئے پشت پھیر کر چل دیتے ہیں۔" اگر بات یہ ہوتی جس کا وہ دعوٰی کررہے ہیں تو وہ نفرت نہ کرتے۔ لیکن وہ جھوٹے ہیں، سنتے ہیں اور اس سے نفع نہیں اٹھاتے اس سے کراہیت کی وجہ سے پھر جب اگلا دن آیا تو ان میں سے ستر آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

فقالوا یا محمد اعرض علینا الاسلام فلما عرض علیہم الاسلام اسلموا من آخرہم فتبسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال الحمد للہ بالامس تزعمون ان علی قلوبکم غلفا وقلوبکم فی اکنۃ مما تدعوکم الیہ وفی آذانکم وقرا اصبحتم الیوم مسلمین فقالوا یا رسول اللہ کذبنا بالامس لوکان کذلک ما اہتدینا ابدا ولکن اللہ الصادق والعباد الکاذبون علیہ وہو الغنی ونحن الفقراء الیہ عن ابی بکر الصدیق فی قولہ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا قال الاستقامۃ الا یشرکوا باللہ شیئا وعن ابی بکر الصدیق انہ قال ما تقولون فی ہاتین الآیتین اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا و اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَہُمْ بِظُلْمٍ فقالوا اَلَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثم عملوا بہا وَاسْتَقَامُوْا علی امرہ فلم یذنبوا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَہُمْ بِظُلْمٍ لم یذنبوا قال لقد حملتموا علی امر شدید اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَہُمْ بِظُلْمٍ یقول بشرک وَالَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فلم یرجعوا الی عبادۃ الاوثان وعن عمر بن الخطاب اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا قال استقاموا بطاعتہ ولم یروغوا روغان الثعلب عن عمر بن الخطاب قال لو اطقت الاذان مع الخلافۃ لاذنت عن عمر بن الخطاب قال ان ہذا القرآن کلام اللہ فضعوہ علی مواضعہ

کے پاس آئے اور اُنھوں نے کہا اے محمدؐ ہم پر اسلام پیش کرو۔ جب آپ نے اُن پر اسلام پیش کیا تو سب نے اسلام قبول کر لیا آخر تک نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تبسم کیا اور فرمایا۔ الحمد للہ کل تم یہ دعویٰ کر رہے تھے کہ تمھارے دلوں پر غلاف چڑھے ہوتے ہیں اور تمھارے قلوب جس امر کی طرف ہم تم کو دعوت دے رہے ہیں اُس سے پردوں میں چھپے ہوتے ہیں اور تمھارے کانوں میں ڈاٹیں لگی ہوتی ہیں آج تم نے اسلام قبول کر لیا تو اُنھوں نے کہا یا رسول اللہ کل ہم نے جھوٹ بولا تھا۔ اگر یہ بات ہوتی تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے۔ لیکن اللہ سچا ہے اور بندے اُس پر جھوٹ لگاتے ہیں۔ وہ بے احتیاج ہے اور ہم اُس کے محتاج ہیں۔ اور مروی ہے ابوبکر صدیقؓ سے دربارۂ آیہ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا (۴۱: ۳۰) جن لوگوں نے اقرار کیا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر ان کو اس پر استقامت بھی ہو گئی، فرمایا کہ استقامت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ اور مروی ہے ابوبکر صدیقؓ سے کہ اُنھوں نے (حاضرین سے) پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو ان دونوں آیتوں کے بارے میں اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا اور اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَہُمْ بِظُلْمٍ تو لوگوں نے کہا "جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے" پھر اس پر عمل بھی کیا "اور قائم بھی رہے" اُس کے حکم پر کہ گناہ نہ کئے۔ اور "اُنھوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ مخلوط نہ کیا" یعنے گناہ نہ کئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم نے ان آیات کو سخت بات پر محمول کر لیا (ان آیات کی تفسیر یہ ہے) کہ جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ یعنی شرک کے ساتھ مخلوط نہ کیا۔ اور جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اُس پر قائم رہے یعنے بتوں کی عبادت کی طرف نہ لوٹے۔ اور مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے کہ جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے یعنی اُس کی طاعت پر قائم رہے اور لومڑی کی طرح راستہ نہ بدل لیا۔ اور مروی ہے عمرؓ ابن الخطاب سے فرمایا کہ اگر خلافت کے ساتھ میں اپنے میں اذان دینے کی طاقت پاتا تو اذان دیا کرتا۔ مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے فرمایا کہ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے اس کو اس کے صحیح مواقع پر رکھو اور اس کو

Marfat.com

ولا تبتغوا فيه هواكم عن ابن عباس
في قوله أفمن يلقى في النار خير
قال ابوجهل بن هشام أم من يأتي
آمنا يوم القيامة ابوبكر الصديق
عن بشير بن تميم قال نزلت هذه الآية
في ابي جهل و عمار بن ياسر أفمن يلقى
في النار خير ابوجهل أم من يأتي آمنا
يوم القيامة عمار و عن عكرمة مثله
عن ابن عباس في قوله اعملوا ما
شئتم قال هذا لاهل بدر خاصة
و عن ابراهيم النخعي قال ذكر ان
السماء فرجت يوم بدر فقيل اعملوا
ما شئتم۔

قال الله تعالى فما أوتيتم من
شيء فمتاع الحيوة الدنيا وما
عند الله خير وأبقى للذين آمنوا
وعلى ربهم يتوكلون ۞ والذين
يجتنبون كبائر الاثم والفواحش
واذا ما غضبوا هم يغفرون ۞ و
الذين استجابوا لربهم و
اقاموا الصلوة وامرهم شورى
بينهم ومما رزقناهم ينفقون
والذين اذا اصابهم
البغي هم ينتصرون ٥
وجزاؤا سيئة سيئة
مثلها فمن عفا واصلح
فاجره على الله انه
لا يحب الظالمين ٥ و
لمن انتصر

اپنی خواہش نفس کا اتباع نہ کرو (کہ تاویلات کرکے اپنے خیال کے ساتھ اس کو مطابق کرنے کی کوشش کرو)۔ مروی ہے ابن عباسؓ سے اس آیت (کی تفسیر) میں أفمن يلقى في النار خير (۴۱: ۴۰) "سو بھلا جو شخص نار میں ڈالا جاوے وہ بہتر ہے" فرمایا یعنے ابوجہل ابن ہشام أم من الخ (۴۱: ۴۰) یا وہ شخص جو قیامت کے روز امن و امان کے ساتھ (جنت میں) آئے" یعنے ابوبکر صدیقؓ۔ مروی ہے بشیر بن تمیم سے انھوں نے کہا کہ یہ آیت نازل ہوئی ابوجہل اور عمار بن یاسر کے بارے میں أفمن يلقى في النار خير" ابوجہل ام من یاتی آمنا یوم القیمۃ عمار مراد ہے۔ اور ایسی ہی تفسیر عکرمہ سے مروی ہے۔ مروی ہے ابن عباسؓ سے قول حق تعالیٰ اعملوا ما شئتم (۴۱: ۴۰) کہ جو تم چاہو کرو۔ کے متعلق کہ یہ اہل بدر کے لئے خاص ہے۔ اور مروی ہے ابراہیم نخعی سے بیان کیا کہ یہ ذکر کیا گیا ہے کہ یوم بدر میں آسمان (کا دروازہ) کھولا گیا اور کہا گیا کہ جو تم چاہو کرو۔

آیات سورہ شوریٰ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا فما أوتيتم من شيء الخ (۴۲: ۳۶ تا ۴۳) سو جو کچھ تم کو دیا دلایا گیا ہے وہ محض (چند روزہ) دنیوی زندگی کے برتنے کے لئے ہے اور (اجر و ثواب آخرت میں) جو اللہ کے یہاں ہے وہ (بدرجہا) اس سے بہتر ہے اور زیادہ پائدار وہ ان لوگوں کے لئے ہے جو ایمان لے آئے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں اور جو کبیرہ گناہوں سے اور (ان میں سے) بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں اور جب ان کو غصہ آتا ہے تو معاف کردیتے ہیں اور جن لوگوں نے کہ اپنے رب کا حکم مانا اور وہ نماز کے پابند ہیں اور ان کا ہر کام (جس میں بالتعیین نص نہ ہو) آپس کے مشورے سے ہوتا ہے اور ہم نے جو کچھ دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور جو ایسے ہیں کہ جب ان پر ظلم واقع ہوتا ہے تو وہ برابر کا بدلہ لیتے ہیں۔ اور برائی کا بدلہ برائی ہے ویسی ہی پھر (بعد اجازت انتقام کے) جو شخص معاف کرے اور اصلاح کرے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے واقعی اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ اور جو اپنے اوپر ظلم

Marfat.com

بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ فقیر گوید عفی عنہ درین آیات تعریض است بحال صحابۂ کرام خصوصاً خلفائے ذوی الاحترام واین مسئلہ از دقائق فہم قرآن است نخست این مقدمہ راباید مستحضر باید ساخت کہ تعریض بافراد معینہ حاصل میشود بآنکہ لفظِ نص عام باشد متضمن اوصافِ عامہ و شخصے از میانِ افرادِ آن مفہوم عام مشہور باشد بوصفے چندانکہ اوّل نظر سامع بآن افراد افتد بعد ازان باید دانست کہ وصف اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ از اوصافِ مشہورہ مہاجرین اولین است زیراکہ در وقت غربتِ اسلام ایشان از مالوفاتِ قومِ خود گذشتند و ازعشائر خود بُریدند محض برائے ایمان بعد ازان ہجرت کردند و ترک مکاسبی کہ ہریک برائے خود آمادہ داشت نمودند و در مہالک و مشاق تن درداند بمجرّد اعتماد بر وعدۂ الٰہی وبصرف توکل بر خبر ربّ العزت تبارک وتعالیٰ ووصف وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ از اوصاف صالحین مہتدین است از انصار و الذین اتبعوہم باحسان زیراکہ معنے تہذیب آن است کہ قوۃ بہیمیہ زیر حکم عقل مطمئن شود و بغی نکند یجتنبون کبائر الاثم و الفواحش اشارۃ بآن است و قوۃ سبعیہ

ہو چکنے کے بعد برابر کا بدلہ لے لے سو ایسے لوگوں پر کوئی الزام نہیں الزام صرف ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ناحق دنیا میں سرکشی (اور تکبر) کرتے ہیں ایسوں کے لئے دردناک عذاب (مقرر) ہے۔ اور جو شخص صبر کرے اور معاف کردے یہ البتہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔" فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ ان آیات میں تعریض ہے صحابۂ کرام خصوصاً خلفاء ذوی الاحترام کے حال کی طرف اور یہ مسئلہ فہم قرآن کی باریک بینی سے تعلق رکھتا ہے۔ اوّل اس مقدمہ کو اپنے خیال میں مستحضر کر لینا چاہیے کہ اس سے افرادِ معینہ کی تعریض حاصل ہو جاتی ہے۔ وہ یہ کہ نص کے لفظ عام ہوں جو اوصافِ عامہ پر مشتمل ہوں اور کوئی شخص اُس مفہوم عام کے افراد میں سے کسی وصف کے ساتھ اتنا مشہور ہو کہ (اُس وصف کو سُن کر) سامع کی پہلی نظر اُس فرد پر پڑے۔ اس کے بعد جاننا چاہیے کہ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ (یعنے ایمان لائے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں) مہاجرینِ اوّلین کے اوصافِ مشہورہ میں سے ہے کیونکہ غربتِ اسلام کے زمانہ میں اپنی قوم کی جن چیزوں سے اُن کو اُلفت تھی ان حضرات نے ان سب کو چھوڑا اپنے گھر کنبہ سے مُنہ موڑا محض ایمان کے واسطے اس کے بعد انھوں نے ہجرت کی اور اپنے ذرائع کسب معاش کو جو ہر ایک کھتا تھا سب پر خاک ڈالی اور مقامات ہلاکت اور مشقتوں میں اپنے کو ڈال دیا یہ سب محض وعدۂ الٰہی پر بھروسہ کرتے ہوئے اُنھوں نے کیا اور ربّ العزت تبارک وتعالیٰ کی خبر پر خالص توکل کی بنا پر۔ اور وصف وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ الخ (یعنے اور جو کہ کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں اور جب اُن کو غصّہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں) انصار صالحین ہدایت یافتہ کے اور اُن حضرات کے اوصاف میں سے ہے جنھوں نے خوبی کے ساتھ اُن کا اتباع کیا (اور نفس کو مہذب بنالیا) کیونکہ تہذیب کی حقیقت یہ ہے کہ قوتِ بہیمیہ (لذاتِ نفسانی کا اسی قوت سے تعلق ہے) حکم عقل کے ماتحت ہو کر سکون حاصل کر لے اور (عقل سے) بغاوت نہ کرے۔" یجتنبون کبائر الاثم والفواحش" سے اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور قوتِ سبعیہ (جو غضب و جوش کا منبع ہے)

Marfat.com

تحتِ فرمان عقل رام گردد واذا ما غضبوا ہم یغفرون
رمز است بدان وکلمہ وَالَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّہِمْ
تعریض است بصدیقِ اکبرؓ زیراکہ اشہر اوصاف
او آن بود کہ دعوۃ الحق را اوّل مرتبہ شنیدہ و
بقوۃِ تصدیق وکمالِ یقین تلقی نمودہ در اقامتِ
صلوٰۃ پایہ بلند پیدا کرد تا آنکہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم او را از میان صحابہ بامامت صلوٰۃ برگزید
وکلمہ اَمْرُہُمْ شُوْرٰی بَیْنَہُمْ اشارہ است بفاروق
اعظم زیراکہ اشہر اوصاف او آن بود کہ در زمانِ
خلافتِ او جمیع امور بمشورہ علمای صحابہ نافذ می
شد ومعظم اجماعیات در ملتِ اسلامیہ ہمان
است کہ اجماع و اتفاق بران بتدبیر فاروقِ
اعظم و برائے او واقع شد وکلمہ مِمَّا رَزَقْنٰہُمْ
یُنْفِقُوْنَ کنایہ است بحالِ ذی النورین زیراکہ
اشہر اوصاف او در اسلام کثرتِ انفاق است
فی سبیل اللہ و بہمین انفاقات بہ بشاراتِ عظیمہ
فائز گشت و بدرجاتِ عالیات ترقی یافت و
کلمہ وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَہُمُ الْبَغْیُ ہُمْ یَنْتَصِرُوْنَ
منطبق است بر علی مرتضٰےؓ زیراکہ در ایامِ خلافت
او امرے کہ واقع شد ووی بآن متفرد بود قتالِ
بُغاۃ است وقولہ تعالےٰ وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ الےٰ
فَاُولٰٓئِکَ مَا عَلَیْہِمْ مِّنْ سَبِیْلٍ حاصل معنے آن تجویزِ
انتقام است وتفضیل عفو واصلاح وصفتے کہ حسن
مجتبےٰ مخصوص است بآن ولسانِ نبوت در
استحسانِ آن وصف از وباین کلمہ نطق فرمودہ
وَلَدِیْ ہٰذَا سَیِّدٌ وَسَیُصْلِحُ اللّٰہُ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ
الْمُسْلِمِیْنَ امرِ صلح است ورفع نزاع ولفظ اَصْلَحَ دلالت
میکند بر وجود اتفاق مسلمین و ارتفاعِ تفرقہ از میانِ
ایشان واین اشارہ است بخلافتِ معاویۃ

بھی عقل کے زیرِ حکم آکر مطیع ہو جاتے۔ وَ اِذَا مَا غَضِبُوْا ہُمْ یَغْفِرُوْنَ
سے اسی جانب ایماء فرمایا گیا ہے اور کلمہ وَالَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّہِمْ
تعریض ہے صدیق اکبرؓ کی طرف۔ کیونکہ آپ کے سب سے زیادہ مشہور
اوصاف میں سے یہ وصف تھا کہ دعوتِ حق کو پہلی مرتبہ سنتے
ہی قوتِ تصدیق اور کمالِ یقین کی بناء پر قبول کر لیا اور آپ نے
اقامتِ صلوٰۃ میں بلند مرتبہ حاصل کر لیا یہاں تک کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہؓ میں سے اُن کو نماز کی امامت کے لئے
منتخب فرمایا اور کلمہ اَمْرُہُمْ شُوْرٰی بَیْنَہُمْ سے اشارہ ہے
فاروق اعظم کی جانب۔ کیونکہ یہ وصف اُن کے سب سے زیادہ مشہور
اوصاف میں سے تھا کہ اُن کے زمانہ خلافت میں تمام امور علماء صحابہ
کے مشورے سے نافذ ہوتے تھے۔ اور ملتِ اسلامیہ کے اجماعی مسائل
میں سب سے زیادہ باعظمت وہی مسائل ہیں جن پر فاروقِ اعظم کی تدبیر
اور رائے سے اجماع و اتفاق واقع ہوا ہے۔ اور مِمَّا رَزَقْنٰہُمْ
یُنْفِقُوْنَ ہ سے اشارہ ہے حضرت ذی النورینؓ کے حال کی جانب۔
کیونکہ اسلام میں جو اُن کا سب سے زیادہ مشہور وصف ہے وہ اللہ
کے راستہ میں بکثرت خرچ کرنا ہے اور اسی بکثرت خرچ کرتے رہنے کی
راہ سے آپ بشاراتِ عظیمہ پر فائز ہوتے اور بلند مراتب پر آپ نے
ترقی پائی۔ اور کلمہ وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَہُمُ الْبَغْیُ ہُمْ یَنْتَصِرُوْنَ
منطبق ہے علی مرتضٰےؓ پر۔ کیونکہ اُن کے ایامِ خلافت میں جو امر کہ واقع
ہوا اور وہ اس میں متفرد تھے وہ باغیوں کے ساتھ قتال ہے۔ اور
(مذکورہ بالا) آیت وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سے مَا عَلَیْہِمْ مِّنْ سَبِیْلٍ
تک اس کے حاصل معنے ہیں انتقام کے جواز کا بیان اور معاف کرنے
اور صلح کرنے کی فضیلت کا اظہار اور وہ صفت کہ حضرت حسنؓ مجتبیٰ سے
مخصوص ہیں، اور لسانِ نبوت نے اس وصف خاص کی ستائش میں
اس کلمہ سے نطق فرمایا کہ یہ میرا بیٹا سردار ہے اور عنقریب اللہ تعالیٰ
مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں اس کے ذریعہ سے صلح کرائیگا،
وہ امر صلح ہے اور رفع نزاع (یعنے جھگڑے کا ختم کردینا) اور لفظ
اَصْلَحَ اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ مسلمانوں میں اتفاق ہوگا
اور تفرقہ باہمی ختم ہوگا اور یہ اشارہ ہے خلافتِ معاویہ بن ابی سفیان

Marfat.com

ابن ابی سفیان اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَی الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ اشارہ است بجوانانِ بنی امیہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم درباب ایشان فرمودہ اند ہلاک امتی علٰے ایدی غلمۃ من قریش وَلَمَنْ صَبَرَ وَ غَفَرَ اشارۃ است بجمعے از علمائی احبار کہ رئیس ایشان امام علی ابن الحسین الملقب بزین العباد است رضی اللہ عنہ و عن آبائہ الکرام کہ ادراک آن زمان کردند و برعایت حدیث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہ از سلِ سیف برخلیفۂ وقت نہی فرمودہ ساکت شدند و دم نزدند باوجود کراہیت آن افعال و اطوار و اللہ اعلم بدقائق کتابہ عن ابی ہریرۃ انّ رجلاً شتم ابابکر والنبی صلے اللہ علیہ وسلم جالسٌ فجعل النبیؐ صلے اللہ علیہ وسلم یتعجّب ویتبسّم فلما اکثر ردَّ علیہ بعض قولہ فغضب النبی صلے اللہ علیہ وسلم وقام فلحقہ ابوبکر فقال یا رسول اللہ کان یشتمنی و انت جالسٌ فلمّا رددتُ علیہ بعض قولہ غضبتَ وقمتَ قال انّہ کان معک ملکٌ یردُّ عنک فلمّا رددتَ علیہ بعض قولہ وقع الشیطانُ فلم اکن لاقعد مع الشیطان ثم قال یا ابابکر ثلاثٌ کلّہنّ حقٌ ما من عبدٍ ظُلِم بمظلمۃٍ فیغضی عنہا للّٰہ الّا اعزّہ اللہ بہا نصرہ وما فتح رجلٌ باب عطیۃٍ یرید بہا صلۃً الّا زادہ اللہ بہا کثرۃً وما فتح رجلٌ باب مسئلۃٍ یرید بہا کثرۃً

کی طرف۔ اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَی الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ اشارہ ہے جوانانِ بنی اُمیّہ کی طرف کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے بارے میں فرمایا کہ ہلاکُ اُمّتی الخ میری اُمّت کی ہلاکت ہوگی خاندان قریش کے لڑکوں کے ہاتھوں سے۔ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اشارہ ہے علماءِ ربّانی کی اُس جماعت کی طرف جن کے رئیس امام علی بن الحُسین ملقب بزین العابدین ہیں اللہ اُن سے اور اُن کے آباءِ کرام سے راضی رہے کہ انھوں نے اُس زمانہ کو پایا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی رعایت سے جس میں آپؐ نے خلیفۂ وقت کے مقابلہ پر تلوار کھینچنے سے منع فرمایا ہے ساکت ہوگئے اور باوجود اُن افعال و اطوار کی ناگواری کے آپ خاموش رہے۔ اور اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے اپنی کتاب کی باریکیوں کو۔ مروی ہے ابوہریرہؓ سے کہ ایک شخص نے ابوبکرؓ کو بُرا کہا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تعجب کرنا اور مُسکرانا شروع کر دیا۔ پھر جب وہ شخص بہت بڑھ گیا تو ابوبکرؓ نے اُس کے بعض اقوال کو اُس پر لوٹا دیا اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو غصہ آگیا اور آپ کھڑے ہوگئے۔ اس کے بعد ابوبکرؓ آپؐ کے پاس پہنچا اور آپؐ سے (بطور شکوہ) کہا کہ یا رسول اللہؐ وہ مجھے سخت سُست کہہ رہا تھا اور آپؐ بیٹھے رہے پھر جب میں نے اُس کی بعض گفتگو کو اُس پر لوٹایا تو آپؐ خفا ہو کر اُٹھ گئے۔ تو آپؐ نے فرمایا بات یہ تھی کہ تمھارے ساتھ ایک فرشتہ تھا جو تمھاری طرف سے اُس پر کلام لوٹا رہا تھا جب تم نے خود اُس کی بات اُس پر لوٹانا شروع کر دی تو شیطان آپڑا اور میں شیطان کے پاس نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ پھر فرمایا کہ اے ابوبکرؓ تین باتیں ہیں جو حق ہیں۔ کوئی بندہ ایسا نہیں جس پر کسی قسم کا ظلم کیا جائے اور وہ اُس سے اللہ تعالیٰ کے واسطے چشم پوشی کرے تو اُس کو اللہ تعالیٰ مدد دے کر غالب کر دے گا۔ اور کسی شخص نے عطیہ کا دروازہ نہیں کھولا جس سے اُس کی نیت حُسنِ سلوک ہو (یعنے ریاکاری نہ ہو) مگر اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ بڑھا دے گا۔ اور کسی شخص نے مانگنے کا دروازہ نہیں کھولا جس سے اُس کی غرض کثرت

Marfat.com

الا زاده الله بها ثلثة عن قيلان بن انس قال ابتاع ابو بكر جارية اعجمية من رجل قد كان اصابها فحملت له فاراد ابو بكر ان يطأها فابت عليه واخبرت انها حامل فرفع ذلك الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال النبي صلى الله عليه وسلم انها حفظت فحفظ الله لها ان احدكم اذا شجع ذلك المشجع فليس بالخيار على الله فردها الى صاحبها الذي باعها۔

قال الله تعالى فاما نذهبن بك فانا منهم منتقمون ۝ او نرينك الذي وعدنهم فانا عليهم مقتدرون ۝ فاستمسك بالذي اوحي اليك انك على صراط مستقيم وانه لذكر لك ولقومك وسوف تسئلون ۝ یعنے اگر نقل کنیم ترا از دنیا برفیق اعلی قبل از انجاز وعدہ فتح چہ باک پس ہر آئینہ ما انتقام کشندہ ایم از اصناف کفار واگر بنمائیم ترا آنچہ وعدہ میدہیم دور نیست پس ہر آئینہ ما بر ایشان توانائیم پس چنگ محکم کن بانچہ وحی فرستادیم بسوئے تو ہر آئینہ تو بر راہ راستی و ہر آئینہ آن وحی فرستادن شرف است ترا و قوم ترا و نزدیک است کہ ازان سوال کردہ خواہید شد یا گوئیم معنے چنین است ہر آئینہ قرآن پند است ترا و قوم ترا الی آخرہ باز فقیر

(دال) ہو گر حق تعالیٰ ثلث میں اضافہ کر دے گا۔ قیلان بن انس سے مروی ہے بیان کیا کہ ابوبکرؓ نے ایک عجمی لونڈی خریدی ایک شخص سے جو اُس کے پاس جا چکا تھا اور وہ اُس سے حاملہ ہو گئی تھی۔ پھر ابوبکرؓ نے اُس سے مباشرت کا ارادہ کیا تو اُس نے انکار کر دیا اور خبر دی کہ وہ حاملہ ہے۔ تو ابوبکرؓ نے یہ معاملہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس نے (حق کی) حفاظت کی تو اللہ تعالیٰ نے اُس کی حفاظت کی تم میں سے جو کوئی جرأت کرے گا ایسے موقع پر تو اللہ پر اس کا اختیار نہیں چلتا۔ قدرت نے اپنا فعل تخلیق جاری کر دیا اور بات کھل گئی) اس کو اس کے آقا کے پاس جس نے اس کو فروخت کیا ہے واپس کر دو۔

آیات سورۃ زخرف

اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاما نذهبن بك الخ (۴۳: ۴۱ تا ۴۴) پھر اگر ہم (دنیا سے) آپ کو اٹھالیں تو بھی ہم ان سے بدلہ لینے والے ہیں یا اگر ان سے ہم نے جو عذاب کا وعدہ کر رکھا ہے وہ آپ کو (بھی) دکھلا دیں (تب بھی کچھ بعید نہیں کیونکہ) ہم کو ان پر ہر طرح کی قدرت ہے تو آپ اس قرآن پر قائم رہیے جو آپ پر وحی کے ذریعہ نازل کیا گیا ہے آپ بیشک سیدھے راستہ پر ہیں اور قرآن آپ کے لئے اور آپ کی قوم کے لئے بیشک بڑے شرف کی چیز ہے۔ اور عنقریب تم سب پوچھے جاؤ گے۔" (ترجمہ ثانی از حضرت مصنفؒ) یعنی اگر منتقل کریں ہم تم کو دنیا سے رفیق اعلیٰ کی طرف وعدہ پورا کرنے سے پہلے تو کیا اندیشہ ہے پس یقیناً ہم انتقام لینے والے ہیں کفار کی قوموں سے اور اگر دکھا دیں ہم تم کو وہ جس کا وعدہ ہم تم سے کر رہے ہیں تو بعید نہیں پس البتہ ہم ان پر پوری توانائی رکھتے ہیں بس تم مضبوطی سے پکڑ لو اُس کو جو وحی بھیجتے رہتے ہیں ہم تمہاری طرف تم یقیناً سیدھے راستہ پر ہو اور یقیناً یہ وحی بھیجنا شرف ہے تمہارے لئے اور تمہاری قوم کے لئے کہ اس کے بارے میں تم سوال کئے جاؤ گے۔ یا یوں کہتے کہ مطلب یہ ہے کہ بیشک یہ قرآن ایک نصیحت نامہ ہے تمہارے اور تمہاری قوم کے لئے، آخر تک۔ پھر فقیر

Marfat.com

گویہ بظاہر تردید کردہ شد در آنکہ خدای تعالٰے پیغامبر خود را پیش از انجازِ موعود از عالمِ دُنیا بردارد و خود متصدی انتقام شود کہ مضمون وعدہ است یا بحضور او بنماید آنچہ وعدہ میدہد و در ہر دو صورت تشویش را بخاطر راہ نباید داد زیراکہ تو بر راہِ راستی آنچہ میفرمائی راست است وآنچہ وعدہ میدہی بودنی است و در علم خدای تعالٰی تردید نیست پس مراد توزیع است کہ بعض موعود بحضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بانجاز رسد وبعض آن بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بظہور آید و از احادیثِ متواترہ کہ شک را دران راہ نیست ثابت شد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از ابتدای بعثت تا آخر حیات وعدہ فتحِ عجم و رُوم میداد و جہرۃً می فرمود کہ خدای تعالٰے دینِ خود را بر اہلِ مَدَر و وَبَر غالب خواہد ساخت بذلِّ ذلیلٍ او عزِّ عزیزٍ چون این صورت در عہدِ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہور نیافت لازم شد کہ بعد انتقالِ وی صلی اللہ علیہ وسلم برفیقِ اعلٰے بر دستِ بعضِ نُوّاب آن جناب واقع شود و وقوعِ آن متمم مرادِ حق باشد از بعثتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و این یکے از لوازم خلافتِ خاصہ است حالا در فکرِ آن باید افتاد کہ آن معانی بر دستِ کدام یکے ظاہر شد و اوست خلیفۂ خاص و معنے لَذِکْرٌ لَّکَ وَ لِقَوْمِکَ بریک تاویل آنست کہ جماعۂ از قریش این شرفِ ظاہر و باطن دریابند و بہ نیابتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رؤسای عالم شوند و احرازِ فضیلتِ اعلاء کلمۃ اللہ نمایند عن محمد بن عثمان المخزومی

کہتا ہے کہ بظاہر تردید کی گئی ہے اس امر کی (یعنے تشویش آمیز خطرات کی) کہ خداتعالٰے اپنے پیغمبر کو جن امور کا وعدہ کیا گیا ہے اس کے پورا کرنے سے پہلے ہی عالمِ دنیا سے اُٹھالے اور مجرمین سے انتقام کے کام کو خود ہی انجام پذیر کرے جو کہ وعدے کا مضمون ہے یا اُس امر کو پیغمبر کی موجودگی میں ہی دکھادے جس کا وہ وعدہ کر رہا ہے دونوں صورتوں میں تشویش کو دل میں نہ لانا چاہیئے کیونکہ تم سیدھی راہ پر ہو جو کچھ کہہ رہے ہو سچ کہہ رہے ہو اور جو کچھ تم وعدہ دے رہے ہو وہ پُورا ہونے والا ہے اور علمِ الٰہی میں تردید نہیں ہے۔ پس مراد تقسیم کرنا ہے کہ کئے گئے وعدوں میں سے بعض تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی پُورے ہو جائیں گے اور بعض وعدے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ظہور میں آئیں گے۔ اور احادیثِ متواترہ سے کہ جن میں شک شبہہ کی گنجائش نہیں ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائے بعثت سے آخرِ حیات تک ملک فارس و رُوم کی فتح کا وعدہ کرتے رہے اور کُھلّم کُھلّا فرماتے رہے کہ حق تعالٰے اپنے دین کو اہلِ مدر (یعنے دیہات والوں) اور اہلِ وبر (یعنے صحرا والوں) پر غالب کرے گا ذلیل کو ذلت دے کر اور قابلِ عزت کو عزت دے کر جب یہ صورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں ظہور میں نہیں آئی تو لازم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیقِ اعلٰے کی طرف منتقل ہونے کے بعد آنجناب کے بعض قائم مقاموں کے ہاتھ پر واقع ہو اور اُس کا وقوع مرادِ حق کو پُورا کرنے والا بنے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے تھی اور یہ خلافتِ خاصہ کے لوازم میں سے ایک لازمہ ہے۔ اب اس پر غور و فکر کر لینا چاہیئے کہ وہ مفہوم کس کے ہاتھ پر ظاہر ہوا (جس کے ہاتھ پر اُس کا ظہور ثابت ہو) وہی خلیفۂ خاص ہے اور وَاِنَّہٗ لَذِکْرٌ لَّکَ وَلِقَوْمِکَ کے معنے ایک تاویل پر یہ ہیں کہ قریش کی ایک جماعت یہ شرفِ ظاہر و باطن پائیگی اور اُس جماعت کے افراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نیابت سے رؤسائے عالم بنیں گے اور اعلائے کلمۃ اللہ کی فضیلت کا تحفظ کریں گے۔ اور محمد بن عثمان مخزومی سے

ا؎ مدر بمعنی کلوخ واہل مدر کنایہ از ساکنان دیہ و وبر بفتحتیم شتر را گویند واہل وبر کنایہ از باشندگان صحرا است ۱۲

Marfat.com

ان قريشا قالت ليقيضوا لكل رجل من
اصحاب محمد رجلا يأخذه فقيضوا
لابي بكر طلحة بن عبيد الله فاتاه
وهو في القوم فقال ابو بكر الى
ما تدعوني قال ادعوك الى عبادة
اللات والعزى قال ابو بكر وما اللات
قال ربنا قال والعزى قال
بنات الله فقال ابو بكر فمن امهن
فسكت طلحة فلم يجبه فقال
طلحة لاصحابه اجيبوا الرجل فسكت
القوم فقال طلحة قم يا ابا بكر اشهد
ان لا اله الا الله وان محمدا
رسول الله فانزل الله ومن يعش
عن ذكر الرحمن نقيض له شيطانا
الآية عن عبد الرحمن بن مسعود العبدي
قال قرأ علي بن ابي طالب هذه الآية
فاما نذهبن بك فانا منهم منتقمون ه
قال قد ذهب نبيه عليه السلام وبقيت
نقمته في عدوه ه عن مجاهد في قوله
وانه لذكر لك ولقومك قال يقال
ممن هذا الرجل فيقال من العرب
فيقال من اي العرب فيقال من
قريش فيقال من اي قريش
فيقال من بني هاشم ه عن علي وابن
عباس قالا كان رسول الله صلى الله
عليه وسلم يعرض نفسه على القبائل
بمكة ويعدهم الظهور فاذا
قالوا

روایت ہے کہ قریش نے یہ تجویز کیا کہ اصحاب محمدؐ میں سے ہر شخص کے پیچھے اپنا ایسا آدمی لگا دیں جو اُس کو گرفت میں لے لے۔ تو اُنھوں نے ابوبکرؓ کے پیچھے طلحہ بن عُبید اللہ کو لگایا۔ تو وہ قوم کے لوگوں کو ساتھ لے کر ابوبکرؓ کے پاس پہنچے۔ ان سے ابوبکرؓ نے کہا آپ مجھے کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں؟ طلحہ نے کہا لات وعُزّٰی کی عبادت کی طرف۔ تو ابوبکرؓ نے کہا اور لات کیا ہے؟ طلحہ نے کہا ہمارا رب ہے۔ پھر ابوبکرؓ نے کہا اور عزّٰی کیا ہے؟ طلحہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اس پر ابوبکرؓ نے کہا کہ تو اُن کی ماں کون ہے؟ اس پر طلحہ چپ رہ گئے اور اُن کو جواب نہ دے سکے۔ اس کے بعد طلحہ نے ساتھیوں سے کہا کہ اس شخص کو جواب دو۔ وہ سب بھی خاموش رہے۔ اس کے بعد طلحہ نے کہا اٹھو اے ابوبکرؓ میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ الخ (۴۳:۳۶) اور جو شخص اللہ کی نصیحت (یعنی قرآن) سے اندھا بن جائے ہم اُس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں سو وہ (ہر وقت اُس کے ساتھ) رہتا ہے۔ الخ اور عبدالرحمٰن بن مسعود العبدی سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ علیؓ بن ابی طالب نے یہ آیت پڑھی فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ الخ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام چلے گئے اور اُن کی جانب سے کینہ اُن کے دشمنوں میں باقی رہ گیا۔ اور مجاہدؒ سے مروی ہے آیت وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ کے بارے میں اُنھوں نے کہا کہ کہا جائے گا کہ یہ شخص (حضرت نبی علیہ السلام) کس (قوم) میں سے تھے؟ تو جواب دیا جائیگا کہ عرب میں سے۔ پھر پوچھا جائیگا کہ کس عرب میں سے؟ تو جواب دیا جائیگا کہ قریش میں سے۔ پھر کہا جائیگا کہ کونسے قریش میں سے؟ تو کہا جائیگا بنی ہاشم میں سے۔ اور علیؓ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ دونوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں قبائل کے سامنے بنفسِ نفیس اُن سے اسلام کے غلبہ کا وعدہ فرمارہے تھے کہ اُن لوگوں نے

ف۱ حضرت ناصح جو آئیں دیدہ و دل فرشِ راہ۔ پر ذرا یہ بھی تو بتلائیں کہ سمجھائیں گے کیا۔ ۱۲

Marfat.com

لمن الملک بعدک امسک فلم تجبہم
بشیٔ لانہ لم یؤمر فی ذٰلک
بشیٔ حتی نزلت وانہ لذکر لک
ولقومک فکان بعد اذا سئل قال
لقریش فلا یجیبوہ حتی قبلتہ الانصا
رذلک وعن عدی بن حاتم
قال کنت قاعدا عند رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقال الا
ان اللہ علم ما فی قلبی من
حبی لقومی فسرنی فیہم فقال
وانہ لذکر لک ولقومک وسوف
تسئلون فجعل الذکر والشرف
لقومی فی کتابہ ثم قال وانذر
عشیرتک الاقربین واخفض جناحک
لمن اتبعک من المؤمنین یعنی
قومی فالحمد للہ الذی جعل الصدیق
من قومی والشہید من قومی
والائمۃ من قومی ان اللہ قلب
العباد ظہرا وبطنا فکان خیر العرب
قریشا وہی الشجرۃ المبارکۃ التی
قال اللہ فی کتابہ ومثل کلمۃ
طیبۃ کشجرۃ طیبۃ یعنی قریشا
اصلہا ثابت یقول اصلہا بحرم
وفرعہا فی السماء یقول الشرف
الذی شرفہم اللہ بالاسلام الذی
ہداہم لہ وجعلہم اہلہ ثم انزل فیہم
سورۃ من کتاب اللہ بمکۃ لایلاف
قریش الٰی آخرہا قال عدی بن
حاتم ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سوال کیا کہ آپ کے بعد کس کی حکومت ہوگی تو آپ رُک گئے اور اُن کو کچھ جواب نہ دیا کیونکہ آپ کو اس بارے میں کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ اس کے بعد جب آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا قریش کی، اور لوگ اس کو قبول نہیں کریں گے یہاں تک کہ انصار اس کو قبول کرلیں گے (پھر سب متفق ہوجائیں گے) اور عدی بن حاتم سے مروی ہے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو آپ نے فرمایا حقیقت یہ ہے کہ اپنی قوم کی محبت جو میرے دل میں تھی اُس کا اللہ کو علم تھا اس لئے اُس نے مجھے اُن کے بارے میں مشرف کیا اور فرمایا وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْئَلُوْنَ تو اللہ تعالےٰ نے ذکر کو اور میری قوم کے لئے شرف کو اپنی کتاب میں ذکر فرمادیا۔ پھر فرمایا وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الخ (۲۶: ۲۱۴-۲۱۵) اور "آپ (سب سے پہلے) اپنے نزدیک کے کنبہ کو ڈرائیے اور اُن لوگوں کے ساتھ (تو مشفقانہ) فروتنی سے پیش آئیے جو مسلمانوں میں داخل ہوکر آپ کی راہ پر چلیں" یعنے میری قوم' سو اللہ کا شکر ہے جس نے صدیق کو میری قوم میں سے بنایا اور شہید کو میری قوم میں سے بنایا اور ائمہ بنائے میری قوم میں سے۔ بیشک اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کے ظاہر و باطن کو پرکھا تو عرب میں سب سے بہتر قریش نکلے اور وہ شجرۂ مبارکہ یہی ہیں جس کا اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے وَمَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ (۱۴: ۲۴) "(کلمہ طیبہ (توحید و ایمان) کی مثل پاکیزہ درخت کے ہے" (شجرۂ طیبہ سے) اللہ تعالےٰ مراد لیتے ہیں قریش کو اَصْلُهَا ثَابِتٌ (جس کی جڑ خوب گڑی ہوئی ہو) فرماتا ہے کہ اس کی اصل (یعنے جڑ) حرم میں ہے وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ (اور اسکی شاخیں اونچائی میں جارہی ہوں) کہتے ہیں کہ شرف وہ ہے جس سے اللہ تعالےٰ نے ان کو مشرف باسلام کیا جس کی طرف اُن کو ہدایت کی اور اُن کو اس کا اہل بنایا۔ پھر اُن کے بارے میں کتاب اللہ میں ایک سورۃ مکہ میں نازل کی لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ' آخر تک۔ عدیؓ بن حاتم نے کہا کہ میں نے ہمیشہ یہ دیکھا ہے کہ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

ذُکِرَ عندہ قریشٌ بخیرٍ قطُّ اِلاَّ سرّہٗ حتی یستبینَ ذٰلک السرورُ للناس کلھم فی وَجھہٖ وکان کثیرًا ما یتلو ھٰذہ الآیۃ وَ اِنَّہٗ لَذِکْرٌ لَّکَ وَ لِقَوْمِکَ وَ سَوْفَ تُسْئَلُوْنَ عن القاسم بن محمد عن ابی بکر او عن عمّہٖ عن جدّہٖ ابی بکر الصدیق عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال ینزل اللہُ الی السماءِ الدنیا لیلۃ النصف من شعبانَ فیغفر لکل شیءٍ الّا رجلٌ مشرکٌ او فی قلبہ شحناء۔ عن قتادۃ عن ابی حرب بن ابی الاسود الدؤلی قال رُفع الی عمر امرأۃٌ ولدت لستۃ اشھر فسال عنھا اصحاب النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم فقال علیٌّ لا رجم علیھا الا ترے انہ یقول وَ حَمْلُہٗ وَ فِصَالُہٗ ثَلٰثُوْنَ شَھْرًا وقال وَ فِصَالُہٗ فِیْ عَامَیْنِ وکان الحمل ھٰھنا ستۃ اشھر فترکھا عمر قال ثم بلغنا انھا ولدت آخر لستۃ اشھر وعن نافع بن جبیر ان ابن عباس اخبرہٗ قال انی لصاحب المرأۃ التی اُتی بھا عمر وضعت لستۃ اشھر فانکر الناس ذٰلک فقلت لعمر کیف تظلم قال کیف قلت اِقرأ وَ حَمْلُہٗ وَ فِصَالُہٗ ثَلٰثُوْنَ شَھْرًا و الْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَھُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ قلت

کے سامنے کبھی قریش کا ذکر خیر کے ساتھ کیا گیا تو آپؓ اس سے یہاں تک خوش ہوتے کہ اس سرور کو سب لوگ آپ کے چہرے سے پہچان لیتے تھے اور آپؓ اکثر اس آیت کی تلاوت کیا کرتے تھے وَاِنَّہٗ لَذِکْرٌ لَّکَ الخ۔ مروی ہے قاسم بن محمد سے وہ یعنی قاسم روایت کرتے ہیں ابو بکرؓ سے یا اپنے عم (عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکرؓ) سے اور وہ اُن کے دادا ابو بکر صدیقؓ سے اور وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات میں آسمانِ دنیا کی طرف نازل ہوتے ہیں تو ہر شے کی مغفرت کر دیتے ہیں سوائے اُس شخص کے جو شرک کرنے والا ہو یا اُس کے قلب میں عداوت ہو۔ مروی ہے قتادہؓ سے وہ روایت کرتے ہیں ابو حرب بن ابی الاسود الدؤلی سے اُنھوں نے بیان کیا کہ عمرؓ کے سامنے ایک عورت پیش کی گئی جس نے چھ ماہ کا بچہ جنا تھا۔ آپ نے اُس کے بارے میں اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مشورہ پوچھا تو علیؓ نے کہا کہ اس پر رجم نہیں ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَحَمْلُہٗ وَفِصَالُہٗ ثَلٰثُوْنَ شَھْرًا (۴۶: ۱۵) (اور اُس کو پیٹ میں رکھنا اور دودھ چھوڑانا تیس مہینے (میں پورا ہوتا ہے) اور یہ بھی فرمایا وَفِصَالُہٗ فِیْ عَامَیْنِ (۳۱: ۱۴) اور دو برس میں اُس کا دودھ چھوٹتا ہے" اب یہاں مدتِ حمل (تیس ۳۰ ماہ میں سے چوبیس ماہ نکالنے کے بعد) چھ مہینے رہ گئی۔ تو عمرؓ نے اُس کو چھوڑ دیا۔ بیان کیا کہ پھر ہمیں یہ خبر پہنچی کہ چھ مہینے کا اُس کے اور بچہ پیدا ہوا۔ اور نافع بن جبیر سے مروی ہے کہ ابن عباسؓ نے اُن سے ذکر کیا کہ میں اُس وقت حاضر تھا جب ایک عورت لائی گئی عمرؓ کے پاس جس نے چھ مہینے میں بچہ جنا تھا تو عام لوگوں نے اس کو منکر قرار دیا (یعنی اُس کے حلالی ہونے کا انکار کیا) تو میں نے عمرؓ سے کہا کہ آپ کیسے ظلم کریں گے۔ کہا کیونکر۔ میں نے کہا پڑھیے وَحَمْلُہٗ وَفِصَالُہٗ ثَلٰثُوْنَ شَھْرًا اور وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَھُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ (اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس تک دودھ پلاتی ہیں ۲: ۲۳۳) میں نے کہا کہ حول کتنا ہوتا ہے کہا کہ ایک سال۔ میں نے کہا کہ سال کتنا

Marfat.com

كم الحول قال سنة قلت كم السنة قال اثنا عشر شهرًا قلت فاربعة و عشرون شهرًا حولان كاملان ويؤخر الله من الحمل ما شاء ويقدم قال فاستراح عمر الى قولي و عن ابي عبيدة مولى عبدالرحمن بن عوف قال رفعت امرأة الى عثمان ولدت لستة اشهر فقال عثمان قد رفعت اليّ امرأة ما أراها الا جاءت بشر فقال ابن عباس اذا اكملت الرضاعة كان الحمل ستة اشهر وقرأ وحمله و فصاله ثلثون شهرًا فدرء عثمان عنها و عن ابن عباس انه كان يقول اذا ولدت المرأة لتسعة اشهر كفاها من الرضاع احد و عشرون شهرًا واذا ولدت لسبعة اشهر كفاها من الرضاع ثلثة و عشرون شهرًا و اذا وضعت لستة اشهر فحولين كاملين لان الله يقول وحمله وفصاله ثلثون شهرًا عن ابن عباس قال انزلت هذه الآية في ابي بكر الصديق حتى اذا بلغ اشده وبلغ اربعين سنة قال رب اوزعني الآية فاستجاب الله له فاسلم والداه جميعًا و اخوانه و ولده كلهم و نزلت فيه فاما من اعطى و اتقى الى آخر السورة عن مجاهد قال دعا ابوبكر عمر رضي الله عنهما فقال له اني موصيك بوصية ان تحفظها ان لله في الليل حقًا لا يقبله بالنهار وحقًا بالنهار لا يقبله بالليل

ہوتا ہے کہا کہ بارہ مہینے۔ میں نے کہا کہ پھر حولین کاملین چوبیس مہینے ہوئے اور اللہ تعالےٰ حمل کو جتنا چاہے مؤخر کرے اور مقدم کرے ابن عباس رضؓ نے کہا کہ میری گفتگو کے بعد عمرؓ مطمئن ہو گئے۔ اور ابو عبیدہ مولیٰ عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے بیان کیا کہ ایک عورت عثمان رضؓ کے پاس لائی گئی جس نے چھ مہینے میں بچہ جنا تھا تو عثمان رضؓ نے کہا کہ میرے سامنے ایسی عورت لائی گئی جس کے بارے میں میرا خیال یہ ہے کہ اس سے بدی ہی کا صدور ہوا ہے۔ تو ابن عباسؓ نے کہا کہ جب رضاعت (یعنی دودھ پلانے کی مدت) پوری ہو جائیگی تو مدتِ حمل چھ مہینے ہوگی اور یہ آیت پڑھی وحملہٗ وفصالہٗ ثلثون شہرًا تو عثمان رضؓ نے اس پر سے حد اٹھا دی۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ جب عورت کے نو مہینے میں بچہ پیدا ہو تو اس کو اکیس مہینے دودھ پلانا کافی ہے اور جب سات مہینے میں پیدا ہو تو اس کو تیئس ۲۳ مہینے دودھ پلانا کافی ہے اور جب وضع حمل چھ مہینے میں ہو تو پورے دو برس ہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وحملہٗ وفصالہٗ ثلثون شہرًا۔ اور مروی ہے ابن عباس رضؓ سے انھوں نے کہا کہ یہ آیت ابوبکر صدیق رضؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے حتّٰی اذا بلغ اشدّہٗ الخ (۴۶ : ۱۵) یہاں تک کہ جب وہ اپنی جوانی کو پہنچ جاتا ہے اور چالیس برس کو پہنچتا ہے تو کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار مجھ کو اس پر مداومت دیجئے کہ میں آپ کی ان نعمتوں کا شکر کیا کروں جو آپ نے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہیں الخ تو اللہ تعالےٰ نے ان کی دعا قبول کی اور ان کے والدین اور بھائی اور اولاد سب اسلام لے آئے۔ اور ان ہی کے بارے میں فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی آخر سورت تک نازل ہوئی۔ اور مروی ہے مجاہدؒ سے کہا کہ بلایا ابوبکر نے عمر رضی اللہ عنہما اور کہا کہ میں تم کو کچھ نصیحتیں کرتا ہوں تم ان کو محفوظ کر لو بیشک اللہ تعالیٰ کا رات میں جو حق ہے اس کو دن میں قبول نہیں کرتا اور دن میں جو اس کا حق ہے وہ رات میں قبول نہیں کرتا (اس لئے ہر ایک حق کو اس کے اصلی وقت پر ادا کرنے کا اہتمام رکھا جائے) اور

Marfat.com

انہ لیس لاحد نافلۃ حتے یودی الفریضۃ انہ انما ثقلت موازین من ثقلت موازینہ یوم القیمۃ باتباعہم الحق فی الدنیا وثقل ذلک وحق لمیزان لا یوضع فیہ الا الحق ان یثقل وخفت موازین من خفت موازینہ یوم القیمۃ لاتباعہم الباطل فی الدنیا وخفتہ علیہم وحق لمیزان لا یوضع فیہ الا الباطل ان یخف الم تر ان اللہ ذکر اہل الجنۃ باحسن اعمالہم فیقول القائل این یبلغ عملک من عمل ہولاء وذلک ان اللہ تعالے تجاوز عن اسوء اعمالہم وان اللہ تعالے ذکر اہل النار باسوء اعمالہم حتے یقول القائل انا خیر عملا من ہولاء وذلک بان اللہ رد علیہم احسن اعمالہم الم تر ان اللہ انزل آیۃ الشدۃ عند آیۃ الرجاء وآیۃ الرجاء عند آیۃ الشدۃ لیکون المؤمن راغبا راہبا لئلا یلقے بیدہ الی التہلکۃ ولا یتمنے علی اللہ امنیۃ یتمنے فیہا غیر الحق عن ابن عمر ان عمر رأے فی ید جابر بن عبد اللہ درہما فقال ما ہذا الدرہم قال ارید اشتری لاہلی بہ لحما قرموا الیہ فقال اکلما اشتہیتم شیئا اشتریتموہ

یہ کہ کسی کی زائد عبادت (نوافل یا صدقات وخیرات) قبول نہیں ہیں جب تک وہ فریضہ کو ادا نہیں کرلیتا۔ اور یہ کہ قیامت کے دن اُسی کے اعمال کا وزن بھاری ہے گا جس کے اعمال کے ساتھ دنیا میں اتباعِ حق شامل ہوگا اور میزان کو یہ قابلیت دی گئی ہے کہ جب اُس میں حق رکھا جائے گا جبھی وہ بھاری ہوگی اور قیامت کے دن اُس شخص کے موازین ہلکے رہیں گے جنھوں نے دنیا میں عمل، باطل کے اتباع سے کئے اور اس خِفّت کا ان لوگوں پر اثر پڑے گا اور میزان کو یہ قابلیت دی گئی ہے کہ جب بھی اس میں باطل رکھا جائے گا وہ ہلکی ہوجائے گی۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالٰے نے جہاں اہلِ جنت کا ذکر کیا اُن کے بہترین اعمال کے ساتھ کیا ہے کہ ایک کہنے والا (یعنے خیال کرنے والا) کہے گا (یعنے خیال کریگا) کہ تیرا عمل ان لوگوں کے عمل کے برابر کیسے پہنچیگا اور حقیقت یہ ہوگی کہ اُن کے بُرے اعمال کو اللہ تعالٰے نے معاف کردیا ہوگا (یہ نہ سمجھو کہ اُن سے بُرے اعمال کا صدور ہی نہیں ہوا) اور اللہ تعالٰے نے اہلِ نار کا ذکر کیا اُن کے بدترین اعمال کے ساتھ یہاں تک کہ کوئی کہنے والا یہ کہے گا (یعنی خیال کرے گا) کہ میرے اعمال تو ان لوگوں سے بہت اچھے ہیں۔ اور حقیقت یہ نہیں ہے کہ انھوں نے اچھے اعمال کئے ہی نہ ہوں گے بلکہ یہ) ہے کہ ان کے احسن اعمال کو (باطل کے ساتھ شامل ہونے کی وجہ سے) اللہ تعالٰے نے رد کردیا ہوگا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالٰے نے آیتِ شدت کو (جس میں عذاب کا ذکر ہے) نازل کیا ہے آیتِ رجاء (جس میں مغفرت اور جنت کا بیان ہے) کے پاس اور آیتِ رجا کو آیتِ شدت کے پاس تاکہ مومن راغب بھی رہے اور خائف بھی کہ وہ اپنی ذات کو ہلاکت میں نہ ڈال لے اور اللہ تعالٰے کی نسبت ایسی خام خیالیاں اپنے دل میں نہ جمالے جو خلافِ حق تمناؤں پر مشتمل ہوں۔ روایت ہے ابن عمر سے کہ عمرؓ نے جابر بن عبداللہ کے ہاتھ میں ایک درہم دیکھا تو پوچھا کہ یہ درہم کیسا ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ گھر والوں کے لئے گوشت خریدنے کا ارادہ ہے جس کے وہ خواہشمند ہیں تو آپ نے فرمایا کہ جب کسی شے کی اشتہار تم کو ہوگی تم اس کو خریدنے لگوگے

ے قرم بفتحتین سخت آرزومند شدن برائے گوشت والمصدر من سمع ۱۲

Marfat.com

ان تذهب علم هذه الآية اذهبتم طيباتكم في حيوتكم الدنيا واستمتعتم بها وعن سالم بن عبدالله بن عمر ان عمر كان يقول ما نعني بلذات العيش ان نأمر بصغار المعزى فتسمط ونأمر بلباب الحنطة فيخبز لنا ونأمر بالزبيب فينبذ لنا في الاسعان حتى اذا صار مثل عين اليعقوب اكلنا هذا وشربنا هذا ولكنا نريد ان نستبقي طيباتنا لانا سمعنا الله يقول اذهبتم طيباتكم في حيوتكم الدنيا الآية وعن قتادة اذهبتم طيباتكم في حياتكم الدنيا واستمتعتم بها قال تعلمون ان اقواما يشترون حسناتهم في الدنيا استيفاء رجل طيباته ان استطاع ولا حول ولا قوة الا بالله قال وذكر لنا ان عمر بن الخطاب كان يقول لو شئت لكنت اطيبكم طعاما والينكم لباسا ولكني استبقي طيباتي وذكر لنا ان عمر بن الخطاب لما قدم الشام صنع له طعام لم ير قبله مثله قال هذا لنا فما لفقراء المسلمين الذين ماتوا وهم لا يشبعون من خبز الشعير فقال خالد بن الوليد لهم الجنة فاغرورقت عينا عمر فقال لئن كان حظنا من هذا الحطام

کیا یہ آیت تم بھول چکے ہو اَذۡهَبۡتُمۡ طَيِّبٰتِكُمۡ الخ (۲۶:۲۰) تم اپنی لذّت کی چیزیں دنیوی زندگی میں حاصل کر چکے اور اُن کو خوب برت چکے"۔ اور سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ "لذّاتِ عیش" سے ہم یہ مراد نہیں لیتے کہ ہم حکم دیں کہ فربہ بکریوں کو ذبح کر کے ان کا گوشت بھونا جائے اور گیہوں کی گری (سمجی روا) لے کر ہمارے لئے اُس کی روٹی پکائی جائے اور حکم دیں کہ انگور (کا شیرہ) لے کر اُس کو ہمارے لئے نبیذ بنایا جائے (یعنی شربت) جو (گاد تہ نشین ہو کر) چکور کی آنکھ کی مانند مصفّا ہو جائے (یہ چینی اور عمدہ نبات سفید کا زمانہ نہیں تھا شربت ایسی ہی چیزوں سے بنتا تھا ۱۲ مترجم) وہ ہم کھائیں اور یہ پئیں۔ لیکن ہمارا مقصد اُس سے یہ ہوتا ہے کہ ہم کو اپنی پاکیزہ چیزوں (یعنے لذیذ مرغوبات) کو باقی رکھنے کا خیال رہنا چاہیے کیونکہ ہم نے سُنا ہے اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں اَذۡهَبۡتُمۡ طَيِّبٰتِكُمۡ فِي حَيٰوتِكُمُ الدُّنۡيَا الخ۔ اور مروی ہے قتادہؒ سے (اس آیت کی تفسیر میں) اَذۡهَبۡتُمۡ طَيِّبٰتِكُمۡ فِي حَيٰوتِكُمُ الدُّنۡيَا الخ کہا تم جانتے ہو کہ بہت سے لوگ اپنی حسنات کو دنیا میں خرید رہے ہیں اُس شخص کے حال کی طرح جو اپنی مرغوبات طیّباتِ دنیوی کو پورا کرنا چاہتا ہو اگر استطاعت رکھتا ہو (یعنی جب اپنی تمام مرغوبات دنیا میں حاصل کر لی تو وہاں کا حصہ اب کیا باقی رہا) لاحول ولاقوۃ الاّ باللہ۔ (قتادہؒ نے) کہا کہ ہم سے ذکر کیا گیا کہ عمرؓ بن الخطاب فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں چاہتا تو میرا کھانا تم سب سے زیادہ اچھا نفیس ہوتا اور میرا لباس تم سب کے لباسوں سے زیادہ نرم ہوتا مگر میں اپنی طیّبات (یعنے خوشگوار چیزوں) کو باقی رکھنا چاہتا ہوں۔ اور ہم سے ذکر کیا گیا کہ عمرؓ بن الخطاب جب شام تشریف لے گئے تو اُن کے لئے ایسا کھانا بنایا گیا جو اس سے پہلے اُنھوں نے دیکھا بھی نہ تھا۔ تو اس کو دیکھ کر فرمایا کہ ہمارے لئے یہ ہے تو اُن فقراء مسلمین کے لئے کیا ہوگا جو مر گئے اور وہ جَو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہ کھا سکے۔ تو خالدؓ بن الولید نے کہا کہ اُن کے لئے جنّت ہے۔ تو عمرؓ کی دونوں آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔ پھر فرمایا کہ اگر ہمارے حصّہ میں مالِ دنیا آیا

وذہبوا بالجنۃ لقد باؤا بونًا بعیدًا
عن جابر بن عبد اللہ قال رآنی عمر
و انا معلق لحمًا فقال یا جابر ما ہذا قلت
لحم اشتریتہ بدرہم لنسوۃ عندی قرمن
الیہ فقال اما یشتہی احدکم شیئاً
الا صنعہ اما یجد احدکم ان یطوی بطنہ
لجارہ و ابن عمہ این تذہب ہذہ الآیۃ
اذہبتم طیباتکم فی حیوتکم الدنیا
قال فما انفلت منہ حتی کدت ان
لا انفلت و عن حمید بن ہلال قال
کان حفص یکثر غشیان امیر المؤمنین
عمر رضی اللہ عنہ و کان اذا قرب
طعامہ اتقاہ فقال لہ عمر مالک ولطعامنا
فقال یا امیر المؤمنین ان اہلی یصنعون
لی طعامًا ہو الین من طعامک
فاختار طعامہم علی طعامک
فقال ثکلتک امک اما تری انی لو
شئت امرت بشاۃ فتیۃ سمینۃ
فالقے عنہا شعرہا ثم امرت بدقیق
فینخل فی خرقۃ فجعل خبزا مرققا
و امرت بصاع من زبیب فجعل
شُعُنۃ حتی یکون کدم الغزال فقال
حفص انی اراک تعرف لین
الطعام فقال عمر ثکلتک امک و
الذی نفسی بیدہ لولا کراہیۃ
ان ینقص من حسناتی یوم القیٰمۃ
لاشرکتکم فی لین طعامکم و عن الحسن
قال قدم وفد اہل البصرۃ علی عمر مع
ابی موسیٰ فکان لہ کل یوم خبز ثلیث

اور وہ جنت میں پہنچ گئے تو ہم میں اور اُن میں بہت بڑا بُعد ہوگیا۔ جابر بن عبد اللہ رضی سے مروی ہے کہاکہ مجھے عمر رضی نے دیکھا اور میں گوشت لٹکائے ہوئے تھا تو فرمایاکہ اے جابر یہ کیا ہے؟ میں نے کہاکہ ایک درہم کا گوشت خرید کر لایا ہوں اپنی عورتوں کے لئے ان کا اس کے لئے بہت دل چاہ رہا ہے۔ فرمایاکہ کیا جس شے کی خواہش تم میں سے کسی کو ہوتی ہے وہ تیار ہونے لگتی ہے۔ کیا تم میں کوئی یہ جذبہ نہیں رکھتا کہ اپنے پیٹ کو تہ کرلے اپنے ہمسایہ کے لئے یا اپنے ابن عم (بھائی) کے لئے کیا یہ آیت بھول گئے ہو اَذْھَبْتُمْ طَیِّبٰتِکُمْ فِیْ حَیٰوتِکُمُ الدُّنْیَا۔ کہاکہ پھر میں ان سے رہائی نہ پاسکا یہاں تک کہ یہ خیال کرنے لگا کہ ان سے نجات نہ ملے گی۔ حمید بن ہلال سے مروی ہے اُنھوں نے کہاکہ حفص، امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ سے بہت لپٹے رہتے تھے اور جب کھانے کا وقت ہوتا تو کترا جاتے تھے۔ اس پر عمر رضی نے کہاکہ تم کو کیا ہوگیا ہمارے ساتھ کھانے سے کیوں بچتے ہو اُنھوں نے کہاکہ اے امیر المؤمنین رضی میرے گھر والے میرے لئے ایسا کھانا بناتے ہیں جو آپ کے کھانے سے نرم ہوتا ہے تو میں اُس کھانے کو آپ کے کھانے پر ترجیح دیتا ہوں تو آپ نے فرمایا کہ تجھے روئے تیری ماں تو یہ نہیں دیکھتا کہ میں چاہتا تو حکم دیتا کہ جوان موٹی تازی بکری ذبح کی جائے اور کھال سے گوشت الگ (کرکے عمدہ تیار) کیا جائے پھر آٹے کے بارے میں حکم دیتا کہ کپڑے میں سے چھانا جائے پھر (اُس میدے کی) چپاتیاں بنائی جائیں اور میں حکم دیتا کہ ایک صاع (تقریبًا ڈھائی سیر) انگور لے کر اس کا شیرہ تہ نشین کیا جائے یہاں تک کہ ہرن کے خون کی طرح سرخ ہوجائے۔ اس پر حفص نے کہاکہ میں سمجھ گیا کہ آپ لین طعام (کھانے کی نرمی و خوشگواری) کو پہچانتے ہیں۔ تو عمر رضی نے کہا تجھے روئے تیری ماں قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر اس بات کی کراہیت نہ ہوتی کہ قیامت کے دن میری حسنات میں کمی آجائیگی تو تمہارے خوشگوار کھانے میں تمہارے ساتھ میں ضرور شریک ہوتا۔ اور مروی ہے حسن رح سے کہ اہل بصرہ کا ایک وفد ابو موسیٰ رضی کے ساتھ عمر رضی کے پاس آیا تو روزانہ اُن کے پاس چپڑی ہوئی روٹی آتی تھی

Marfat.com

فرباوا نقتاتنا مادومة بلبن و ربما
واقتتنا القدائد الیابسة قد دقت ثم
اُغلی بها و ربما واقتتنا اللحم الغریض
و ہو قلیل قال و قال لنا عمر انی واللہ
لقد اریٰ تقذیرکم و کراہیتکم طعامی اما
واللہ لو شئت لکنت اطیبکم طعاما
وارغدکم عیشا اما و اللہ ما اجہل عن کراکر
واسنمة و عن صلاء و صناب و
صلائق و لکن وجدت اللہ عیّر قوما
بامر فعلوہ فقال اذہبتم طیباتکم فی
حیوٰتکم الدنیا و استمتعتم بہا۔

فقیر گوید عفی عنہ خدای تعالیٰ سورۂ
قتال نازل فرمود برای تمیز مؤمنین حقا از
کفار و منافقین اینجا باسالیب متنوعہ در
میان فریق سعدا و آن دو فریق اشقیا تباین
منازل و تباعد مراتب ذکر میفرماید در اقوال
و افعال و مآل و در ضمن این مبحث اشارات
بلوازم خلافت خاصہ و اضداد آن
مذکور میشود و تلویح نمودہ می آید
بآنکہ این ہردو فریق در زمان مبارک
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم موجود
بودند و ہرچند عموم آیات شامل
ہر مؤمن و منافق است تعریض
کردہ شد بحال حاضرین از
فریقین قولہ الذین کفروا
وصدوا و قولہ و الذین
آمنوا و عملوا الصالحات دلالت
میکند بر وجود ہردو طائفہ
قولہ یا ایہا الذین آمنوا

اور کبھی روٹی کے ساتھ سالن دودھ ہوتا تھا۔ اور بعض دفعہ سوکھے
ٹکڑے کوٹ کر پکاتے ہوتے اور کبھی روٹی کے ساتھ تازہ گوشت
کی چند بوٹیاں۔ حسنؓ نے بیان کیا اور ہم سے عمرؓ نے کہا واللہ میں
اپنے کھانے سے تمھارا گھن کرنا اور تمھاری کراہیت دیکھتا ہوں۔
سمجھ لو بخدا اگر میں چاہتا تو تم سے اچھے کھانے کھاتا اور تم سے بہتر
عیش کرتا۔ میں چھوڑنے والا نہ ہوتا کراکر (اونٹ کی گردن کا وہ
حصہ جو بیٹھتے وقت زمین سے مل جاتا ہے) اور کوہانوں کے گوشت
کو (ان مقامات کا گوشت زیادہ لذیذ ہوتا ہے) اور بھنے ہوئے
گوشت کو اور انگور کی چٹنی کو اور نہ گری کی روٹی کو۔ لیکن میں نے
اللہ کو عیب لگاتے ہوئے پایا ایسی قوموں پر جنھوں نے ایسا کیا۔
فرمایا ہے أذہبتم طیبٰتکم فی حیوٰتکم الدنیا واستمتعتم بہا۔

آیات سورۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے سورۂ قتال (یعنے سورۂ
محمدؐ) نازل فرمائی مؤمنوں کو کفار اور منافقین سے صاف صاف
متمیز کرنے کے لئے یہاں کئی طرح کے اسلوبوں کے ساتھ فریق اہلِ
سعادت اور دونوں فریق اہلِ شقاوت کے درمیان اُن کے مقامات
کا ایک دوسرے سے متضاد ہونا اور اُن کے مراتب کا ایک دوسرے
سے بعید ہونا ذکر فرماتے ہیں اقوال میں اور افعال میں اور انجام
میں۔ اور اس مبحث کے ضمن میں خلافتِ خاصہ کے لوازم اور ان کے
خلاف امور کی جانب اشارات مذکور ہوتے اور نشان دہی کی
جاتی ہے اس بنا پر کہ یہ دونوں فریق آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم
کے مبارک زمانے میں موجود تھے۔ اگرچہ آیات کا عموم ہر مؤمن
و منافق کو شامل ہے، مگر ہر دو فریق کے حال کی طرف جو اس زمانہ
میں حاضر تھے تعریض کردی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قول الَّذِينَ
كَفَرُوا وَصَدُّوا (۴۷: ۱) (جو لوگ کافر ہوئے اور اللہ کے
رستہ سے روکا) اور وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (۴۷:
۲) (اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کئے) دلالت
کرتے ہیں ہر دو گروہ (مؤمنین اور کفار و منافقین کے) وجود
پر اس قول يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الخ (۴۷: ۷) اے ایمان والو!

Marfat.com

إِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ چون وجود نصر و ثباتِ قدم در حق قومی دیدیم ظنِّ قوی ہم رسید کہ تَنْصُرُوا اللّٰهَ در ایشان متحقق بود و ثواب إِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الآیۃ برائے ایشان مترتب چون در مقابلہ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ و زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ گفتہ شد اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ معلوم گشت کہ مہاجرین و انصار حاضرین مراد اند و مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ثواب ایشان است و نیز درین آیات اشارہ واقع است بآنکہ ضد خلافتِ راشدہ را کہ منافقین و فاسقین را می باشد آن است کہ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ و بطریق مفہوم مخالف بے توان برد بآنکہ خلافتِ راشدہ آن است کہ مفضی باشد باصلاح فے الارض و وصل ارحام و ہر چیزے را در محل خود نگاہداشتن و ہو المقصود عن ابی بکر الصدیق من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال علیکم بلا الٰہ الا اللّٰہ والاستغفار فاکثروا منہما فانّ ابلیس قال اہلکت الناس بالذنوب واہلکونی بلا الٰہ الا اللّٰہ و الاستغفار فلما رأیت ذٰلک اہلکتہم بالاہواء و ہم یحسبون انہم مہتدون وعن یحیی ابن طلحۃ بن عبید اللّٰہ قال رأی عمر طلحۃ حزینا

اگر تم اللہ تعالیٰ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا" میں (جس مدد کا وعدہ فرمایا گیا ہے) جب ہم نے اُس کے وجود اور ثابت قدمی کو ایک قوم کے حق میں مشاہدہ کر لیا تو اس بات پر ہمارا ظن قوی ہو گیا کہ تَنْصُرُوا اللّٰهَ اُن کے حق میں متحقق تھا (کیونکہ یہ شرط کے عنوان سے ارشاد ہوا ہے۔ "اگر تم اللہ تعالیٰ کی مدد کرو گے) اور ثواب اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الخ (۴۷: ۱۲) بیشک اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو کہ ایمان لائے اور اُنھوں نے اچھے کام کیے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی " اُن کے حق میں مترتب ہے۔ جب قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ اور زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ کے مقابلہ پر اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ فرمایا گیا تو معلوم ہو گیا کہ مہاجرین و انصار حاضرین مراد ہیں اور مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ میں ان ہی کے ثواب کا بیان ہے۔ اور نیز ان آیات میں یہ اشارہ بھی موجود ہے کہ خلافتِ راشدہ کی ضد جو کہ منافقین اور فاسقین کی خلافت ہوتی ہے یہ ہے کہ فَهَلْ عَسَيْتُمْ الخ (۴۷: ۲۲) پھر تم سے یہ بھی توقع ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو خرابی ڈالو ملک میں اور قطع کر و اپنی قرابتیں" اور بطریق مفہوم مخالف یہ کھوج نکال سکتے ہیں کہ خلافتِ راشدہ وہ ہے جس سے ملک میں اصلاح کا کام ہو اور رشتۂ قرابت میں استحکام ہو اور ہر چیز کو اُس کے صحیح محل و مواقع میں رکھے۔ اور یہی مقصود ہے۔ اور مروی ہے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر لازم ہے کہ لا الٰہ الا اللہ اور استغفار دونوں بکثرت پڑھو کیونکہ ابلیس نے یہ کہا کہ میں نے لوگوں کو گناہوں سے مارا اور لوگوں نے مجھے لا الٰہ الا اللہ اور استغفار سے مارا۔ پھر جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے اُن کو نفس کی خواہشوں کے ذریعہ سے ہلاک کیا اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ہدایت یافتہ ہیں۔ اور مروی ہے یحییٰ بن طلحہ بن عبید اللہ سے کہا کہ (ایک دن) عمر رضی اللہ عنہ نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو غمگین دیکھا

---

[1] وکاین من قریۃ الخ (۴۷: ۱۳ تا ۱۵) اور بہت سی بستیاں ایسی تھیں جو قوت میں آپ کی اس بستی سے بڑھی ہوئی تھیں جس کے رہنے والوں نے آپ کو گھر سے بے گھر کر دیا کہ ہم نے اُن کو ہلاک کر دیا سو اُن کا کوئی مددگار نہ ہوا۔ تو جو لوگ اپنے پروردگار کے واضح راستے پر ہوں کیا وہ اُن شخصوں کی طرح ہو سکتے ہیں جن کی بد عملی اُن کو مستحسن معلوم ہوتی ہے اور جو اپنی نفسانی خواہشوں پر چلتے ہوں۔ جس جنت کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے اُس کی کیفیت یہ ہے کہ ..... الخ ۱۲ [2] ترجمہ شیخ الہند۔

فقال له مالك قال اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اني لاعلم كلمة لا يقولها عبد عند موته الا نفس الله عنه كربته واشرق لونه و اري ما يسره و ما منعني ان اسأله عنها الا القدرة عليه حتى مات فقال عمر اني اعلمها قال و تعلم كلمة هي اعظم من كلمة امر بها عمه لا اله الا الله قال هي و الله و عن عثمان بن عفان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من مات و هو يعلم ان لا اله الا الله دخل الجنة و عن بريدة قال كنت جالسا عند عمر اذ سمع صائحا فقال يا يرفا انظر ما هذا الصوت فنظر ثم جاء فقال جارية من قريش تباع امها فقال عمر ادع المهاجرين و الانصار فلم يمكث الا ساعة حتى امتلات الدار و الحجرة فحمد الله و اثنى عليه قال اما بعد فهل تعلمون كان فيما جاء به محمد صلى الله عليه وسلم القطيعة قالوا لا قال فانها قد اصبحت فيكم فاشية ثم قرأ فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا في الارض و تقطعوا ارحامكم ثم قال و اي قطيعة اقطع من ان تباع

تو اُن سے کہا کیا ہو گیا۔ طلحہ رضؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ جو بندہ اُس کو اپنی موت کے وقت کہے گا اللہ تعالےٰ اُس پر موت کی تکلیف کو آسان کر دے گا اور اُس کا رنگ چمک جائے گا اور وہ چیز اُس کو مل جائے گی جو اُس کو خوش کر دے۔ اور مجھے آپ میں اس پر قدرت (یعنے بولنے کی طاقت) پیدا ہونے کے انتظار نے اُس کے بارے میں آپ سے پوچھنے سے روکے رکھا یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی۔ تو عمر رضؓ نے کہا کہ میں یقیناً اُس کو جانتا ہوں۔ طلحہ رضؓ نے کہا تم اُس کلمہ سے زیادہ باعظمت کوئی کلمہ نہیں جانتے جس کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کو امر فرمایا تھا یعنے لا الٰہ اِلاّ اللہ۔ تو عمر رضؓ نے کہا واللہ وہ کلمہ یہی ہے۔ اور عثمان رضؓ بن عفان سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مر گیا اور وہ جانتا ہے[1] (یعنی اُس کا یہ عقیدہ ہے) کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جنّت میں داخل ہوگا۔ اور بُریدہ رضؓ سے مروی ہے بیان کیا کہ میں عمر رضؓ کے پاس بیٹھا تھا کہ آپ نے کسی چلّانے والے کی آواز سُنی تو آپ نے کہا اے یرفا! (یہ آپ کا غلام تھا) دیکھ کر آ کہ یہ کیسی آواز ہے۔ اُس نے دیکھا پھر آکر بیان کیا کہ (چیخنے والی) قریش میں کی ایک لڑکی ہے جس کی ماں فروخت کی جا رہی ہے۔ عمر رضؓ نے فرمایا مہاجرین اور انصار کو بُلا کر لاؤ۔ بس ایک ساعت دیر ہوئی کہ مکان اور حجرہ لوگوں سے بھر گیا۔ اب آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ اما بعد کیا تم لوگ جانتے ہو جو کچھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قطع تعلقِ قرابت کے بارے میں تمھارے پاس لائے ہیں؟ اُنھوں نے کہا نہیں! فرمایا کہ تم کو یہ بات تو خوب کھول کر بکثرت بتائی گئی ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی فَهَلْ عَسَيْتُمْ الخ (۴۷: ۲۲) (ترجمہ لکھا جا چکا ہے) پھر فرمایا اور وہ کونسا قطیعہ (یعنے قطعِ رحم کرنے والا فعل) ہے جو سب سے زیادہ قطع رحم کرنے والا ہو اس سے کہ

[1] حضرت عثمان رضؓ کا یہ ارشاد بمقابلہ منافقین ہے جنھوں نے بظاہر لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا تھا مگر دل میں کفر پیوست تھا۔ آپ نے فرمایا کہ نجاتِ اُخروی کیلئے صرف زبانی اقرار کافی نہیں ہے دل سے اللہ تعالیٰ کی اُلوہیت کا جاننا ماننا ضروری ہے ۱۲ مترجم

Marfat.com

أُمّ امرءٍ فيكم وقد أوسع الله لكم قالوا فاصنع ما بدا لك فكتب في الآفاق ان لا يُبتاع أمّ حرٍّ فانها قطيعة رحمٍ وانّه لا يحلّ عن عروة قال تلا رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما أفلا يتدبّرون القرآن أم على قلوبٍ أقفالها فقال شابٌّ من اهل اليمن بل عليها أقفالها حتى يكون الله يفتحها او يفرجها فقال النبي صلى الله عليه وسلم صدقت فما زال الشابّ في نفس عمر حتى وُلّي (بالخلافة ۱۲) فاستعمله، و عن سهل بن سعد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افلا يتدبرون القرآن أم على قلوب اقفالها فقال شاب عند النبيّ صلى الله عليه وسلم بلى والله عليها اقفالها حتى يكون الله هو الذي يفتحها فلما وُلّي عمر سأل عن ذلك الشابّ ليستعمله فقيل قد مات.

خدائے تعالے در سورۂ فتح دلائل باہرہ بر فضل اہل حدیبیہ کہ خلفاء ازان جماعہ اند ذکر مے فرماید ازان جملہ هُوَ الَّذِىٓ اَنْزَلَ السَّكِينَةَ الآیتین

ایک شخص کو جو تم میں موجود ہو اُس کی ماں فروخت کردیا جائے حالانکہ اللہ تعالے نے تم میں وسعت بھی پیدا کردی ہے۔ حاضرین نے کہا کہ جو کچھ (داعیہ آپ کے قلب میں) ظاہر ہوا ہے اس پر عمل کیجئے تو آپ نے چہار جانب یہ حکم لکھ کر بھیجدیا کہ کسی آزاد شخص کی ماں کو نہ فروخت کیا جائے کیونکہ یہ فعل قطعِ رحم کرنے والا ہے اور جو ایسا فعل ہے وہ حلال نہیں۔ مروی ہے عروہ سے کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ (۴۷: ۲۴) تو کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا دلوں پر قفل لگ رہے ہیں۔ تو اہلِ یمن میں کے ایک جوان نے کہا بلکہ دلوں پر تالے ہی لگ رہے ہیں یہاں تک کہ خدا ہی ہے جو اُن کو کھولے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے سچ کہا۔ تو اُس جوان کی یاد عمر رض کے دل سے زائل نہ ہوئی یہاں تک کہ جب خلیفہ ہوگئے تو اس کو عامل بنانا چاہا۔ اور مروی ہے سہل بن سعد سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالها تو ایک جوان نے کہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سے بیشک واللہ ان پر تالے ہی لگے ہوئے ہیں یہاں تک کہ اللہ ہی ہے جو اُن کو کھولے گا۔ تو جب عمر رض خلیفہ ہوئے تو اُس جوان کا حال آپ نے لوگوں سے دریافت کیا تاکہ اُس کو عامل بنائیں تو آپ سے کہا گیا کہ اُس کا انتقال ہوگیا۔

آیات سورۂ فتح

حق تعالے سورۂ فتح میں روشن دلائل اہلِ حدیبیہ کی فضیلت پر بیان فرماتے ہیں اور حضرات خلفاء رض بھی اُنہی جماعت میں سے ہیں۔ اُن میں سے یہ آیات ہیں هُوَ الَّذِىٓ اَنْزَلَ السَّكِينَةَ آخر دو آیات تک (۴۸: ۴-۵) وہ خدا ایسا ہے جس نے مسلمانوں کے دلوں میں تحمل پیدا کیا ہے تاکہ ان کے پہلے ایمان کے ساتھ ان کا ایمان اور زیادہ ہو اور آسمان و زمین کا سب لشکر اللہ ہی کا ہے اور اللہ تعالے (مصلحتوں کا) بڑا جاننے والا حکمت والا ہے تاکہ اللہ تعالے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو ایسی بہشت میں

Marfat.com

و از ان جملہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ الآیۃ و از ان جملہ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِیْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ الآیۃ کہ دلالت میکند بر وجود داعے بسوے جہاد در زمانِ مستقبل و ترتب اجر جمیل بر اطاعت آن داعی و عذاب الیم برعصیان و آن معنے از لوازم خلافتِ خاصّہ است و این علامت متحقق نشد اِلّا در حق خلفائے ثلٰثہ اعظم اللہ لہم الاجور۔ و این مبحث مفصّلاً در فصل سیوم محرر گشت و از ان جملہ مے فرماید مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَہُمْ و این صفاتِ مرضیہ از لوازم خلافتِ خاصّہ است

داخل کرے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ کو رہیں گے اور تاکہ اُن کے گناہ دُور کردے اور یہ اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے۔" اور اُن میں سے یہ آیت ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ الخ (۱۰:۴۸) جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں تو وہ (واقع میں) اللہ سے بیعت کر رہے ہیں خدا کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے پھر (بعد بیعت کے) جو شخص عہد توڑے گا سو اُس کے عہد توڑنے کا وبال اسی پر پڑے گا اور جو شخص اس بات کو پورا کرے گا جس پر (بیعت میں) خدا سے عہد کیا ہے تو عنقریب خدا اُس کو بڑا اجر دے گا۔" اور ان میں سے یہ آیت ہے قُلْ لِّلْمُخَلَّفِیْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ الخ (۱۶:۴۸) آپ ان پیچھے رہنے والے دیہاتیوں سے (یہ بھی) کہہ دیجیے کہ عنقریب تم لوگ ایسے لوگوں (سے لڑنے) کی طرف بلائے جاؤ گے جو سخت لڑنے والے ہوں گے کہ یا تو اُن سے لڑتے رہو یا وہ مطیع (اسلام) ہو جائیں سو اگر تم اطاعت کرو گے تو تم کو اللہ تعالیٰ نیک عوض (یعنی جنّت) دے گا اور اگر تم (اس وقت بھی) روگردانی کرو گے جیسا اس کے قبل روگردانی کر چکے ہو تو وہ دردناک عذاب کی سزا دے گا۔" یہ آیت دلالت کر رہی ہے آئندہ زمانہ میں جہاد کی طرف دعوت دینے والے کے وجود پر، اور اُس دعوت دینے والے کی اطاعت پر اجر جمیل کا اور اُس کی نافرمانی پر عذاب الیم کا مرتب ہونا بتا رہی ہے اور یہ معنے خلافتِ خاصّہ کے لوازم میں سے ہیں۔ اور یہ علامت صرف تینوں خلفاء رضی ہی کے حق میں متحقق ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اُن کو بہت بڑے اجر عطا فرمائے۔ اور اس مبحث پر تیسری فصل میں مفصّل لکھا جا چکا ہے۔ اُن میں سے ایک یہ ہے۔ فرماتے ہیں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ الخ (۲۹:۴۸) محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے صحبت یافتہ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں اور آپس میں مہربان ہیں۔ اے مخاطب تو اُن کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں کبھی سجدہ کر رہے ہیں اللہ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہیں اُن کے آثار بوجہ تاثیر سجدہ کے اُن کے چہروں پر نمایاں ہیں، اور یہ صفاتِ پسندیدہ خلافتِ خاصّہ کے لوازم میں سے ہیں۔

Marfat.com

و از آن جملہ ست فرماید کَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهٗ الآیۃ چون حالات مثل بر حالات ممثل لہ منطبق سازیم احوالے بر لوح خاطر منتقش میشود کہ در خلفاء رض آن معانی ظاہر و ہویدا است عن عمر بن الخطاب قال کُنَّا مَعَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فسألتہ عن شیئٍ ثلاث مرات فلم یَرُدَّ عَلَیَّ فقلت لنفسی ثکلتک اُمُّک یا ابن الخطاب نزرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث مرات فلم یَرُدَّ علیک فحرکت بعیری ثم تقدمت امام الناس خشیت ان ینزل فیَّ القرآن فما نشبت ان سمعت صارخا یصرخ بی فرجعت وانا اظن انہ نزل فیَّ شیئٌ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقد اُنزلت علی اللیلۃ سورۃ ہی احبّ الیَّ من الدنیا وما فیہا اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ عن ابراہیم بن محمد بن المنتشر عن ابیہ عن جدہ قال کانت بیعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین انزل علیہ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ الآیۃ فکانت بیعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم التی بایع علیہا الناس البیعۃ للہ والطاعۃ للحق وکانت بیعۃ ابی بکر بایعونی ما اطعت اللہ

اور اُن میں سے ایک یہ ہے فرماتے ہیں کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَهٗ الخ (۴۸: ۲۹) (اور انجیل میں اُن کا یہ وصف ہے) کہ جیسے کھیتی اُس نے اپنی سوئی نکالی پھر اُس نے اُس کو قوی کیا پھر وہ اور موٹی ہوئی پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی کہ کسانوں کو بھلی معلوم ہونے لگی۔ جب مثل کے حالات کو ہم ممثل لہٗ پر (یعنی جس کے اوپر یہ مثل صادق آتی ہے) منطبق کریں تو لوحِ خاطر پر وہ احوال منتقش ہوں گے کہ وہ معانی حضرات خلفاء رض میں صاف طور پر ظاہر ہیں۔ مروی ہے عمر رض بن الخطاب سے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔ میں نے آپ سے ایک بات تین مرتبہ پوچھی مگر آپ نے مجھے جواب نہیں دیا تو میں نے اپنے نفس سے کہا کہ اے ابن الخطاب رض تجھے روئے تیری ماں تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے ساتھ بے ادبی کی کہ آپ) سے تین مرتبہ کر کے اصرار کی حد تک سوال کو پہنچا دیا اور آپ نے جواب نہ دیا۔ پھر میں نے اپنے اونٹ کو حرکت دی اور لوگوں سے آگے بڑھ گیا اور میں اس سے ڈرا کہ میرے بارے میں قرآن میں کچھ نازل ہو جائے۔ بس تھوڑی دیر گزری تھی کہ میں نے سنا کہ کوئی پکارنے والا مجھے پکار رہا ہے۔ اور میں پھر وہی گمان کرنے لگا کہ میرے بارے میں وحی آئی ہوگی (جب میں حاضر ہو گیا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج کی شب میں مجھ پر ایسی سورت نازل ہوئی جو مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز ہے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا الخ روایت ہے ابراہیم بن محمد بن المنتشر سے، وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ (محمد) سے اور وہ اُن کے دادا (منتشر) سے انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت اس زمانہ میں ہوئی جب یہ آیت نازل ہوئی تھی اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ الخ (۴۸: ۱۰) جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں تو وہ (واقع میں) اللہ تعالیٰ سے بیعت کر رہے ہیں الخ تو بیعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جس پر آپ لوگوں سے بیعت لیتے تھے ان کلمات سے ہوتی تھی کہ بیعت اللہ کے لئے اور طاعت حق کے لئے۔ اور ابو بکر رض کی بیعت یہ ہوتی تھی (یعنی وہ یہ کہتے تھے) مجھ سے بیعت کرو جب تک میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کروں

Marfat.com

فاذا عصیتہ فلا طاعۃ لی وکانت بیعۃ عمر بن الخطاب البیعۃ للہ و الطاعۃ للحق وکانت بیعۃ عثمان البیعۃ للہ و الطاعۃ للحق قولہ اُولِی بَأْسٍ شَدِیْدٍ قال الحسن ہم فارس والروم وعن مجاہد فی الآیۃ قال اعراب فارس واکراد العجم عن ابن جریج فی قولہ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِیْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ قال ان عمر بن الخطاب دعا اعراب المدینۃ جہینۃ و مزینۃ الذین کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعاہم الی خروجہ الی مکۃ دعاہم عمر بن الخطاب الی قتال فارس قال فَاِنْ تُطِیْعُوْا اذا دعاکم عمر تکن توبۃ تخلفکم من النبی صلی اللہ علیہ وسلم یُؤْتِکُمُ اللّٰہُ اَجْرًا حَسَنًا وَاِنْ تَتَوَلَّوْا اذا دعاکم عمر کَمَا تَوَلَّیْتُمْ مِّنْ قَبْلُ اذا دعاکم النبی صلی اللہ علیہ وسلم یُعَذِّبْکُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا عن ابن عباس سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَأْسٍ شَدِیْدٍ قال فارس والروم عن سلمۃ بن الاکوع قال بینا نحن قائلون اذ نادی منادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایہا الناس البیعۃ نزل روح القدس فثرنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو تحت شجرۃ

پھر جب میں اس کی نافرمانی کروں تو میری کوئی طاعت (تمہارے ذمہ) نہیں۔ اور عمرؓ بن الخطاب کی بیعت یہ تھی کہ بیعت اللہ کے لئے اور طاعت حق کے لئے۔ اور عثمانؓ کی بیعت تھی کہ بیعت اللہ کے لئے اور طاعت حق کے لئے۔ در بارۂ قول اُولِی بَأْسٍ شَدِیْدٍ (۴۸:۱۶۔ جو سخت لڑنے والے ہوں گے) حسنؒ نے کہا کہ وہ فارس اور روم والے ہیں۔ اور مجاہدؒ سے اس آیت کے بارے میں روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ فارس کے اعراب اور عجم کے اکراد (یعنی قوم کرد) اور ابن جریج سے مروی ہے اس آیت کے بارے میں قُلْ لِّلْمُخَلَّفِیْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ (۴۸:۱۶) آپ ان پیچھے رہنے والے دیہاتیوں سے کہدیجئے کہ عنقریب تم لوگ ایسے لوگوں (سے لڑنے) کی طرف بلائے جاؤ گے جو سخت لڑنے والے ہوں گے۔ انھوں نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے مدینہ کے قبیلوں جہینہ اور مزینہ کے اعراب کو بلایا جن کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ چلنے کے وقت بلایا تھا۔ عمرؓ بن الخطاب نے ان کو فارس سے جنگ کے لئے بلایا۔ فرمایا فَاِنْ تُطِیْعُوْا (سو اگر تم اطاعت کرو گے) یعنی جب تم کو عمرؓ بلائے تو یہ اطاعت تمہارے اس پیچھے رہنے کی جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بلانے کے وقت تم سے خطا ہوئی تھی توبہ بن جائیگی یُؤْتِکُمُ اللّٰہُ اَجْرًا حَسَنًا وَاِنْ تَتَوَلَّوْا (تو تم کو اللہ تعالےٰ نیک عوض (یعنی جنت) دے گا اور اگر تم روگردانی کرو گے) یعنے جب تم کو عمرؓ بلائے گا کَمَا تَوَلَّیْتُمْ مِّنْ قَبْلُ (جیسا اس کے قبل روگردانی کر چکے ہو) جب تم کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بلایا تھا یُعَذِّبْکُمْ الخ (۴۸:۱۶) تو وہ تم کو دردناک عذاب کی سزا دے گا۔ مروی ہے ابن عباسؓ سے کہ سَتُدْعَوْنَ الخ میں (اُولی بَأْسٍ شدید سے) فارس اور روم مراد ہیں۔ سلمہؓ بن الاکوع سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ اس دوران میں کہ ہم دوپہر کے وقت لیٹے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منادی نے ندا کی کہ اے لوگو! بیعت (یعنی بیعت کے لئے سب آجاؤ) روح القدس نازل ہوا۔ پھر ہم سب دوڑ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور آپ ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔

Marfat.com

فبایعناہ فذلک قول اللہ تعالیٰ لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فبایع لعثمان احدیٰ یدیہ علی الاخریٰ فقال الناس ھنیئاً لابن عفان یطوف بالبیت ونحن ھٰھنا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو مکث کذا وکذا سنۃً ماطاف حتی اطوف عن نافع قال بلغ عمر بن الخطاب ان ناسًا یأتون الشجرۃ التی بویع تحتھا فامر بھا فقطعت وعن جابر بن عبد اللہ قال کنا یوم الحدیبیۃ الفًا واربع مأۃ فقال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتم خیر اھل الارض عن عروۃ قال لما نزل النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحدیبیۃ فزعت قریش لنزولہ علیھم فاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یبعث الیھم رجلاً من اصحابہ فدعا عمر بن الخطاب لیبعثہ الیھم فقال یارسول اللہ انی لاٰمن ولیس بمکۃ احدٌ من بنی کعب یغضب لی ان اوذیت فارسل عثمان بن عفان فان عشیرتہ بھا وانہ یبلغ لک ما اردت فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عثمان فارسلہ الی قریش وقال اخبرھم انا لم ناْتِ لقتال وانما جئنا عُمّارًا وادعھم الی الاسلام وامرہ ان یاتی رجالاً بمکۃ مؤمنین ونساءً مؤمنات فیدخل علیھم ویبشرھم بالفتح ویخبرھم ان اللہ وشیکًا ان یظھر دینہ بمکۃ حتی لا یستخفی فیھا بالایمان

پھر ہم نے آپ سے بیعت کی۔ یہ ہے وہ واقعہ جس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ الخ (۴۸:۱۸) بالتحقیق اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے خوش ہوا جب کہ یہ لوگ آپ سے درخت (سمرہ) کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔" پھر آپ نے عثمانؓ کی طرف سے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر رکھ کر بیعت کی یہ دیکھ کر لوگوں نے کہا کہ ابن عفان اچھے رہے۔ بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں اور ہم یہاں ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ اتنے اور اتنے برس بھی وہاں ٹھہرا تو وہ طواف نہیں کرے گا جب تک میں طواف نہ کر لوں گا۔ مروی ہے نافعؒ سے بیان کیا کہ لوگوں نے (زیارت کے لئے) اُس درخت کے پاس جانا شروع کر دیا تھا جس کے نیچے بیعت لی گئی تھی تو عمرؓ کے حکم سے وہ کاٹ دیا گیا۔ اور مروی ہے جابرؓ بن عبد اللہ سے بیان کیا کہ ہم یوم حدیبیہ میں ایک ہزار چار سو تھے اور ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم تمام اہل زمین میں سب سے اچھے لوگ ہو۔ عروہ سے مروی ہے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں اُترے تو آپ کی آمد سے قریش میں گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ اپنے اصحابؓ میں سے کسی کو اُن کے پاس بھیجیں تو عمرؓ کو بھیجنے کے لئے آپ نے بلایا۔ عمرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ میں اُن پر بالکل مطمئن نہیں ہوں اور مکہ میں اب بنی کعب میں سے بھی کوئی نہیں جس کو جوش آجائے اگر مجھے تکلیف دی گئی۔ اس لئے آپ عثمانؓ بن عفان کو بھیجئے کہ ان کا کنبہ وہاں موجود ہے اور جو پیغام آپ بھیجنا چاہتے ہیں وہ پہنچا دیں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمانؓ کو بلا کر قریش کے پاس بھیجا اور اُن سے کہا کہ اُن کو یہ اطلاع کر دو کہ ہم لڑنے کے لئے نہیں آئے۔ ہم تو صرف عمرہ کرنے کے لئے آئے ہیں اور اُن کو اسلام کی طرف دعوت بھی دو اور ان کو یہ بھی حکم دیا کہ مکہ میں جو مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ہیں اُن کے پاس جا کر اُن سے ملیں اور اُن کو فتح کی خوش خبری سنا دیں اور ان کو یہ خبر دیدیں کہ وہ وقت قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو مکہ میں غلبہ دیں یہاں تک کہ ایمان کو پھر نہیں چھپایا جائے

Marfat.com

فانطلق عثمان الى قريش فاخبرهم فارتهنه المشركون ودعا رسول الله صلى الله عليه وسلم الى البيعة ونادى منادي رسول الله صلى الله عليه وسلم الا ان روح القدس قد نزل على رسول الله صلى الله عليه وسلم فامره بالبيعة فاخرجوا على اسم الله فبايعوه فثار المسلمون الى رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو تحت الشجرة فبايعوه على ان لا يفروا ابدا فرعبهم الله فارسلوا من كانوا ارتهنوا من المسلمين ودعوا الى الموادعة والصلح (بیہقی ۱۲) وعن جابر قال كنا يوم الحديبية الفا واربع مائة فبايعناه وعمر آخذ بيده تحت الشجرة وهي سمرة وقال بايعناه على ان لا نفر ولم نبايعه على الموت وعن انس قال لما امر رسول الله صلى الله عليه وسلم ببيعة الرضوان كان عثمان بن عفان رسول رسول الله صلى الله عليه وسلم الى اهل مكة فبايع الناس فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم ان عثمان في حاجة الله وحاجة رسوله فضرب باحدى يديه على الاخرى فكانت يد رسول الله صلى الله عليه وسلم لعثمان خيرا من ايديهم لانفسهم وعن جابر و مسلم عن ام بشر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا يدخل النار احد ممن بايع تحت الشجرة وعن ابي امامة الباهلي قال

چنانچہ عثمانؓ قریش کے پاس پہنچ گئے اور اُن کو خبر کر دی۔ پھر اُن کو مشرکین نے روک لیا۔ اور (جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم ہوا) آپ نے لوگوں کو بیعت کے لئے طلب کیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مُنادی نے یہ ندا کی کہ اے لوگو روح القدس (یعنی جبرئیلؑ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو کر آپ کو بیعت کا حکم دے گئے اس لئے تم سب اللہ تعالیٰ کے نام پر نکل آؤ اور آپ سے بیعت کرو۔ تو سب مسلمان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑ گئے اور آپ درخت کے نیچے تھے۔ تو سب نے اس بات پر بیعت کی کہ وہ کبھی نہیں بھاگیں گے۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو مرعوب کر دیا تو جتنے مسلمانوں کو انھوں نے روک رکھا تھا سب کو بھیج دیا اور ایک دوسرے پر حملہ نہ کرنے اور صلح کی دعوت بھی دی۔ اور جابرؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ ہم یوم حدیبیہ میں ایک ہزار چار سو تھے تو ہم نے آپ سے بیعت کی اور (جب ہم بیعت کے لئے پہنچے تو دیکھا کہ) عمرؓ آپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے درخت کے نیچے اور وہ کیکر کا درخت تھا اور کہا کہ ہم بیعت کرتے ہیں کہ نہیں بھاگیں گے اور ہم نے موت پر بیعت نہیں کی تھی۔ اور مروی ہے انسؓ سے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیعتِ رضوان کا حکم دیا تو عثمانؓ بن عفان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغامبر ہو کر اہلِ مکہ کے پاس گئے ہوئے تھے۔ تو لوگوں نے بیعت کی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا یا اللہ عثمانؓ اللہ تعالیٰ کے اور اللہ کے رسولؐ کے کام میں ہے تو آپ نے (عثمانؓ کی طرف سے) اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ جو عثمانؓ کے لئے تھا وہ ان سب لوگوں کے اپنے ہاتھوں سے بہتر تھا جو انھوں نے اپنی ذوات کے لئے پیش کئے تھے۔ اور مروی ہے جابرؓ اور مسلمؒ سے یہ روایت کرتے ہیں امّ مبشر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا شخص جس نے درخت کے نیچے بیعت کی نار میں داخل نہیں ہوگا۔ اور ابی امامہ باہلی سے مروی ہے کہا کہ

ف بیعت رضوان اسی یوم حدیبیہ والی بیعت کا نام ہے جو کیکر کے درخت کے نیچے واقع ہوئی تھی۔ اس کو اس لئے اس نام سے موسوم کیا کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں اپنی رضا کا اظہار فرمایا لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ ۱۲

Marfat.com

لما نزلت لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ قلتُ يا رسول الله أنا ممن بايعك تحت الشجرة قال يا ابا أمامة انتَ مِنّي و أنا منكَ عن عكرمة وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا قال خيبر حيث رجعوا من صلح الحديبية عن مجاهد وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَأْخُذُوْنَهَا قال المغانم الكثيرة التي وُعِدُوْا ما يأخذون حتى اليوم فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ قال عُجِّلت لهم خيبر عن ابن عباس وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَأْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ يعني الفتح وعن ابن عباس وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَأْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ يعني خيبر وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ يعني اهل مكة ان يستحلوا حرم الله او يستحل بكم و انتم حُرُمٌ وَلِتَكُوْنَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ قال سنة لمن بعدكم عن مروان و المسور بن مخرمة قالا انصرف رسولُ الله صلى الله عليه وسلم عامَ الحديبية فنزلت عليه سورة الفتح فيما بين مكة و المدينة فاعطاه الله فيها خيبر وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَأْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ خيبر فقدم النبيّ صلى الله عليه وسلم في ذي الحجة فاقامَ بها حتى سار الى خيبر في المحرم فنزل رسولُ الله صلى الله عليه وسلم بالرجيع وادٍ بين غطفان و خيبر فتخوف ان يمدهم غطفان فبات به حتى اصبح

جب یہ آیت نازل ہوئی لقد رضی اللہ عن المؤمنین الخ تو میں نے کہا یا رسول اللہ میں بھی ان میں سے ہوں جنھوں نے آپ سے درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے ابوامامہؓ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے (یعنی تو میرا اور میں تیرا) مروی ہے عکرمہ سے وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا (۴۸: ۱۸) (اور ان کو لگے ہاتھ ایک فتح دیدی) کہا کہ یہ (فتح) خیبر ہے جب صلح حدیبیہ سے لوٹے تھے۔ مروی ہے مجاہدؒ سے وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَأْخُذُوْنَهَا (۴۸: ۲۰) اللہ تعالٰی نے تم سے (اور بھی) بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کو تم لوگے" انھوں نے کہا مغانم کثیرہ جن کا مسلمانوں سے وعدہ کیا تھا وہ سب ہیں جو آج تک مسلمان لے رہے ہیں فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ (سو سر دست تم کو یہ دیدی ہے) کہا اور ان کو جلدی کی غنیمت خیبر دی گئی۔ مروی ہے ابن عباسؓ سے وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَأْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ یعنی یہ فتح۔ اور (دوسری) روایت ہے ابن عباسؓ سے اسی آیت میں فعجل لکم ھذہ کی تفسیر میں یعنی خیبر کہا۔ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ (۴۸: ۲۰) اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے؛ یعنی اہل مکہ (کے ہاتھ) کہ وہ حلال بنائیں اللہ کے حرم کو یا تم کو حلال ہونے پر مجبور ہونا پڑے اور تم محرم تھے وَلِتَكُوْنَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (۴۸: ۲۰) اور تاکہ (یہ واقعہ) اہل ایمان کے لئے ایک نمونہ ہو جائے" کہا۔ یعنی جو تمھارے بعد آنے والے ہیں اُن کے لئے نمونہ ہو جائے۔ مروی ہے مروان اور مسور بن مخرمہؓ سے دونوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام حدیبیہ میں واپس ہوئے تو آپ پر مکہ اور مدینہ کے درمیان سورۂ فتح نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اس میں آپ کو خیبر عطا کیا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ تا عجل لکم ھذہ سے خیبر مراد ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ذی الحجہ میں تشریف لائے اور وہاں قیام کیا یہاں تک کہ خیبر کی طرف محرم میں روانہ ہوگئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجیع میں اترے۔ یہ ایک وادی ہے غطفان اور خیبر کے درمیان پھر اندیشہ ہوا کہ کہیں غطفان اُن کو مدد دیں گے تو رات وہیں گزاری یہاں تک کہ صبح کی

Marfat.com

فقدوا عليهم و عن قتادة
فعجل لكم هذه قال هي خيبر
وَ كَفَّ أيدي الناس عنكم
قال عن بيضتهم و عن عيالهم
بالمدينة حين ساروا من المدينة
الى خيبر و عن عطية فعجل لكم هذه
قال فتح خيبر و عن ابن جريج في
قوله وكف ايدي الناس عنكم
قال اجتمع الحليفان اسد و
غطفان عليهم عيينة بن حصن
معه مالك بن عوف بن
النضر ابو النضر و اهل خيبر
على بير معونة فالقى الله
في قلوبهم الرعب فانهزموا و
لم يلقوا النبي صلى الله عليه وسلم
و في قوله وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ
كَفَرُوا اسد و غطفان لَوَلَّوُا الْأَدْبَارَ
حتى وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا
يقول سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا
مِنْ قَبْلُ ان لا يقاتل احدٌ
نبيه الا اخذه الله فقتله او رعبه
فانهزم و لم يسمع به عدو الا انهزموا
و استسلموا و عن ابن عباس
وَ أُخْرَى لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا
قال هذه الفتوح التي تفتح الى
اليوم عن ابي الاسود الدئلي ان
الزبير بن العوام لما قدم البصرة دخل
بيت المال فاذا هو بصفراء و
بيضاء فقال يقول الله وعدكم الله

پھر خیبر والوں پر صبح ہی پہنچ گئے۔ اور قتادہؓ سے مروی ہے فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ کہا کہ اس سے خیبر مراد ہے۔ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ (یعنے لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے) یعنی ان کے صدمات سے اور اُن کے بال بچوں سے جو مدینہ میں تھے جب کہ مسلمان مدینہ سے خیبر کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ اور عطیہ سے فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ کی تفسیر فتح خیبر روایت کی گئی ہے۔ اور ابن جُرَیج سے مروی ہے کہ انھوں نے وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ کی تفسیر میں کہا کہ دونوں حلیف اسد اور غطفان جمع ہوئے اُن پر عُیَینہ بن حصن سردار بنایا گیا اس کے ساتھ مالک بن عوف بن النضر ابو النضر تھا اور اہل خیبر بیر معونہ پر جمع ہو گئے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے اُن کے دلوں میں رُعب ڈال دیا تو یہ سب بھاگ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ سے ہٹ گئے۔ اور اُنھوں نے (آیات کی تفسیر میں) کہا وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (۴۸: ۲۲) (اور اگر تم سے یہ کافر لڑتے) یعنی اسد اور غطفان لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ سے لَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِنَا تَبْدِيْلًا ۝ تک (۴۸: ۲۲-۲۳) (تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگتے پھر نہ ان کو کوئی یار ملتا اور نہ مددگار۔ اللہ تعالےٰ نے (کفار کے لیے) یہی دستور کر رکھا ہے جو پہلے سے چلا آتا ہے اور آپ خدا کے دستور میں ہرگز ردو بدل نہ پائیں گے) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ یہ اللہ کا دستور (جاری ہے) ان لوگوں میں جو گزر چکے ہیں کہ کوئی قوم بھی ایسی نہیں جس نے اپنے نبیؑ کے ساتھ قتال کیا (وہ کامیاب ہوئی ہو) اللہ تعالےٰ نے اُس کو پکڑ لیا پھر قتل کر دیا یا مرعوب کر دیا کہ وہ بھاگ گئی اور جن دشمنوں نے بھی (نبی کی جماعت کے نزول کو) سُنا وہ بھاگے اور صلح کی درخواست کرنے لگے۔" اور ابن عباسؓ سے مروی ہے وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا (۴۸: ۲۱) اور ایک فتح اور بھی ہے جو تمھارے قابو میں نہیں آئی۔" کہا یہ سب فتوح ہیں جو آج تک ہوتی رہی ہیں۔ ابو الاسود دیلی سے مروی ہے کہ زبیر بن العوام جب بصرہ آئے اور بیت المال میں پہنچے تو اچانک زردی اور سفیدی پر نظر پہنچی (یعنے سونا چاندی دیکھا) تو کہا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَعَدَكُمُ اللّٰهُ الخ (۴۸: ۲۰-۲۱) اللہ تعالیٰ نے تم سے

Marfat.com

مغانم کثیرۃ تأخذونہا فعجل لکم ہذہ و اُخرٰی لم تقدروا علیہا قد احاط اللہ بہا فقال ہٰذا لنا عن علی و ابن عباس قالا فی قولہ تعالٰی وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ فتوح من لدن خیبر تلونہا وتغنمون ما فیہا فعجل لکم ہذہ من ذٰلک خیبر وکفّ ایدی الناس قریش عنکم بالصلح یوم الحدیبیۃ ولتکون آیۃ للمؤمنین شاہدًا علٰی ما بعدہٗ دلیلاً علٰی انجازہٖ و اُخرٰی لم تقدروا علیہا علی علمٍ وقتہا اَفتتہا علیکم فارس والروم قد احاط اللہ بہا قضٰی[۱۲ اعطاکم] اللہ بہا انہا لکم ۔ و عن عبد الرحمٰن بن ابی لیلٰی و اُخرٰی لم تقدروا علیہا قال فارس و الروم ۔ و عن عطیۃ واُخرٰی لم تقدروا علیہا قال فتح فارس عن سہل بن حنیف انہ قال یوم صفین اتّہموا انفسکم فلقد رأیتُنا یوم الحدیبیۃ یعنی الصلح الذی کان بین النبی صلی اللہ علیہ وسلم و بین المشرکین ولو نرٰی قتالاً لقاتلنا فجاء عمر الٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ اَلسنا علی الحق و ہم علی الباطل قال بلٰی قال الیس قتلانا فی الجنۃ و قتلاہم فی النار

(اور بھی) بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کو تم لوگے سو سر دست تم کو یہ دے دی ہے اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور تاکہ یہ (واقعہ) اہلِ ایمان کے لئے ایک نمونہ ہو جائے اور تاکہ تم کو ایک سیدھی سڑک پر ڈال دے۔ اور ایک فتح اور بھی ہے جو تمہارے قابو میں نہیں آئی خدا تعالٰے اُس کو احاطہ میں لئے ہوئے ہے۔ (یہاں تک آیت پڑھ کر) فرمایا کہ یہ ہمارے لئے ہے۔ مروی ہے علی اور ابنِ عباس رضی سے کہ دونوں نے کہا اس ارشاد کے متعلق وَعَدَکُمُ اللّٰہُ مَغَانِمَ الخ کہ (مراد) وہ فتوح ہیں جو خیبر کے نزدیک مختلف الزاع کی ہوں گی اور جو کچھ ان میں ہے وہ سب تم کو غنیمت میں ملے گا۔ سو سر دست تم کو یہ دیدی ہے یعنے ان فتوح میں سے ایک خیبر ہے اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے یعنی قریش کے یوم حدیبیہ میں صلح کے ساتھ اور تاکہ یہ اہلِ ایمان کے لئے ایک نمونہ بن جائے۔ بعد میں آنے والے لوگوں پر گواہ ہو اور دلیل ہو وعدے کے پورا ہونے پر اور ایک فتح اور بھی ہے جس پر تم قادر نہیں ہوتے ہو یعنے اُس کے وقت کے علم پر کہ وہ اللہ تعالےٰ نے تم کو دیدی ہے وہ فارس اور روم ہے۔ خدا تعالٰے اُس کو احاطہ میں لئے ہوئے ہے اُس کو اللہ تعالٰے نے تمہارے لئے مقدر کر دیا۔ اور روایت ہے عبد الرحمٰن بن ابی لیلٰے سے اور ایک فتح اور بھی ہے جس پر تم قادر نہیں ہوتے ہو کہا کہ وہ فارس اور روم ہے۔ اور عطیہ سے مروی ہے کہ ایک فتح اور بھی ہے جس پر تم قادر نہیں ہوئے ہو اُنھوں نے کہا کہ فارس کی فتح۔ سہل رضی بن حنیف سے مروی ہے کہ اُنھوں نے یوم صفین میں کہا لوگو اپنے حال کو بنظر تنقید دیکھو میں نے واللہ اپنی جماعت کو دیکھا یوم حدیبیہ میں یعنے اس صلح کو جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کے درمیان ہوئی تھی اور اگر ہم قتال کو دیکھتے (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیدیا) تو ضرور قتال کرتے۔ عمر رضی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ کر کہا یا رسول اللہ کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں ہیں۔ فرمایا بیشک (تم حق پر ہو) پھر کہا کہ کیا یہ بات نہیں ہے کہ ہمارے مقتول جنت میں اور اُن کے مقتول دوزخ میں

Marfat.com

قال بلیٰ قال ففیم نعطی الدنیۃ فی دیننا
ونرجع و لما یحکم اللہ بیننا وبینھم فقال
یا ابن الخطاب انی رسول اللہ ولن یضیعنی
اللہ ابدًا فرجع متغیظًا فلم یصبر حتی جاء
ابابکر فقال یا ابا بکر السنا علی الحق وھم اہل
الباطل قال بلیٰ قال الیس قتلانا فی
الجنۃ وقتلاھم فی النار قال بلیٰ قال
ففیم نعطی الدنیۃ فی دیننا قال یا
ابن الخطاب انہ رسول اللہ ولن یضیعہ اللہ
ابدا فنزلت سورۃ الفتح فارسل رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الی عمر فاقراہ ایاہا
قال یا رسول اللہ افتح ھو قال نعم
عن ابی ادریس عن ابی بن کعب انہ کان
یقرأ اذ جعل الذین کفروا فی قلوبھم
الحمیۃ حمیۃ الجاھلیۃ ولو حمیتم
کما حموا لفسد المسجد الحرام فانزل اللہ سکینتہ
علی رسولہ فبلغ ذلک عمر فاشتد علیہ فبعث
الیہ فدخل فدعا ناسا من اصحابہ فیھم زید بن
ثابت فقال من یقرأ منکم سورۃ الفتح
فقرأ زید علی قراءتنا الیوم فغلظ لہ عمر
فقال ابی اتکلم قال تکلم فقال
لقد علمت انی کنت ادخل علی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ویقرئنی وانت بالباب فان
احببت ان اقرئ الناس علی
ما اقرأنی اقرأت والا لم
اقرئ حرفا ما حییت قال بل
اقرئ الناس عن حمران
ان عثمان قال سمعت

جائیں گے۔ کہا پھر کس بنا پر اپنے دین (کے کام) میں اس کمینگی کی اجازت دیدیں اور لوٹ جائیں اور جب کہ اللہ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اے ابن الخطابؓ میں اللہ کا رسول ہوں اور وہ مجھے کبھی ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ تو عمرؓ غصہ میں بھرے ہوئے واپس ہوئے۔ پھر صبر نہ آیا تو ابو بکرؓ کے پاس پہنچے اور ان سے کہا کہ اے ابو بکرؓ کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں ہیں؟ انھوں نے کہا بیشک۔ پھر کہا کہ کیا ہمارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول دوزخ میں نہیں جائیں گے۔ انھوں نے کہا بیشک۔ کہا پھر ہم اس کمینگی کی اپنے دین میں کیوں اجازت دیں۔ انھوں نے کہا کہ اے ابن الخطاب وہ اللہ کے رسول ہیں اور ان کو اللہ کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ پھر جب سورۃ الفتح نازل ہوئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کو بلا کر ان کے سامنے یہ سورت پڑھی تو انھوں نے کہا یا رسول اللہ کیا فتح وہی ہے؟ فرمایا کہ ہاں۔ مروی ہے ابی ادریس سے وہ روایت کرتے ہیں ابیؓ بن کعب سے کہ وہ پڑھا کرتے تھے اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْحَمِیَّۃَ حَمِیَّۃَ الْجَاھِلِیَّۃِ وَلَوْ حَمِیْتُمْ کَمَا حَمَوْا لَفَسَدَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلٰی رَسُوْلِہٖ اس کی اطلاع عمرؓ کو ہوئی تو ان کو یہ ناگوار ہوا تو ابیؓ بن کعب کو بلوایا۔ وہ آگئے پھر اپنے اصحاب میں سے کچھ لوگوں کو بلایا ان میں زیدؓ بن ثابت بھی تھے۔ فرمایا کہ تم میں کون سورہ فتح پڑھے گا تو زیدؓ نے قراءت کی ہماری آج کی قراءت کے مطابق (یعنے بغیر جملہ "ولو حمیتم الخ" کے) تو عمرؓ نے ابیؓ پر سخت گرفت کی۔ تو ابیؓ نے کہا کہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ عمرؓ نے کہا کہیے تو انھوں نے کہا کہ آپ یقینًا جانتے ہیں کہ میں آیا کرتا تھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اور آپؐ مجھے پڑھایا کرتے تھے اور آپ دروازے پر ہوتے تھے تو اگر آپ کو پسند ہو کہ میں لوگوں کو پڑھاؤں آپؐ کے پڑھانے کے مطابق تو میں پڑھاؤں گا ورنہ میں کسی کو ایک حرف بھی نہ پڑھاؤں گا جب تک زندہ رہوں گا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ پڑھاتے رہو لوگوں کو۔ اور حمران سے مروی ہے کہ عثمانؓ نے کہا کہ میں نے

Marfat.com

النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم یقول انی لاَعلم کلمۃً لا یقولہا عبدٌ حقًّا من قلبہ اِلاّ حُرِّمَ علیہ النّارُ فقال عمرُ بن الخطاب اَنَا اُحدّثکم ماہی کلمۃ الاخلاص التی اَلزمہا اللہ محمدًا واصحابہ وہی کلمۃُ التقوےٰ الاٰمّٰ علیہا نبیُّ اللہِ عمّہٗ اباطالبٍ عندَ الموت شہادۃُ ان لا الٰہ الاّ اللہ عن عائشۃ قالَ لمّا مات سعدُ بن معاذٍ حَضَرہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و ابوبکر و عمرُ فوالذی نفسُ محمدٍ بیدہٖ انّی لاَعرِف بکاء ابی بکر من بکاءِ عمرَ وَ اَنَا فی حُجرتی وکانوا کما قال رُحَمَاءُ بَیْنَہُمْ قیل فکیف کانَ رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یَصْنَع فقالت کانت عینہٗ لاتدمع علےٰ احدٍ ولکنّہ کانَ اذا وَجَد فانّما ہو اخذ بلحیتہ عن ابن عباسٍ ذٰلکَ مَثَلُہُمْ فِی التَّوْرٰتِ یعنی نعتہم مکتوب فی التورٰۃ والانجیل قبلَ ان یخلق اللہ السّمٰوات والارضَ عن عمارٍ مولےٰ بنی ہاشم قال سالتُ ابا ہریرۃ عن القدر قال اِکْتَفِ منہ باٰخر سورۃ الفتح مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ وَ الَّذِیْنَ مَعَہٗ الےٰ آخرہا یعنی انّ اللہ نعتہم قبل ان یخلقہم عن ابن عباسٍ فی قولہ کَزَرْعٍ قال اصل الزرع عبد المطلب اَخْرَجَ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر کوئی بندہ اُس کو سچے دل سے کہہ لیگا اللہ تعالیٰ اُس پر نار (جہنم) کو حرام کردے گا۔ تو عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ میں تم کو بتا دوں وہ کیا ہے۔ وہ کلمۃ الاخلاص ہے جس کو اللہ تعالےٰ نے لازم کیا محمدؐ پر اور اُن کے اصحابؓ پر (اس آیت میں فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَلْزَمَہُمْ کَلِمَۃَ التَّقْوٰی وَکَانُوْٓا اَحَقَّ بِہَا وَاَھْلَہَا (۴۸:۲۶)) اور یہی وہ کلمۃ التقوٰی ہے جس کو باربار پڑھ رہے تھے اللہ کے نبی اپنے چچا ابو طالب کے سامنے اُن کی موت کے وقت اور وہ ہے شہادت لاالٰہ الاّ اللہ کی (یعنے اشہدان لاآلٰہ الا اللہ واشہدانّ محمدًا رسول اللہ) اور مروی ہے عائشہؓ سے کہ جب انتقال ہوا سعدؓ بن معاذ کا تو اُن کے پاس پہنچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ تو قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں نفسِ محمدؐ ہے میں بخوبی امتیاز کرتی ہوں ابوبکرؓ کے رونے کی آواز میں اور عمرؓ کے رونے کی آواز میں اور میں اپنے حجرہ میں تھی۔ اور وہ ایسے ہی تھے جیسا (اللہ تعالےٰ نے) فرمایا رُحَمَآءُ بَیْنَہُمْ (۴۸:۲۹) آپس میں مہربان ہیں۔ پوچھا گیا کہ (ایسے مواقع میں) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ سے کسی پر آنسو نہیں بہتے تھے۔ لیکن آپ کی عادت یہ تھی کہ جب آپ غمگین ہوتے تھے تو آپ اپنی ڈاڑھی پکڑ لیا کرتے تھے۔ مروی ہے ابن عباسؓ سے کہ یہ اُن کے اوصاف توریت میں ہیں یعنی اُن کے وصف لکھے ہوئے تھے توریت میں اور انجیل میں پہلے اس سے کہ اللہ تعالےٰ پیدا کرے آسمانوں کو اور زمین کو۔ مروی ہے عمار مولی بنی ہاشم سے کہا کہ میں نے سوال کیا ابوہریرہؓ سے مرتبہ (اصحابؓ) کے متعلق تو کہا اس کے بارے میں کافی سمجھو آخر سورہ الفتح کو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ آخر تک یعنی یہ کہ اللہ تعالےٰ نے اُن کی مدح کی اُن کو پیدا کرنے سے پہلے۔ اور مروی ہے ابن عباسؓ سے اس ارشاد کے بارے میں کہ جیسے کھیتی کہا کہ اُس کی جڑ عبد المطلب ہیں۔ اس نے

Marfat.com

شَطْأَهٗ محمد صلے اللہ علیہ وسلم فَاٰزَرَهٗ
بابے بکر فَاسْتَغْلَظَ بعمر فَاسْتَوٰى
بعثمان عَلٰى سُوْقِهٖ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ بعلے
و من ابن عباس مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ
الَّذِيْنَ مَعَهٗ ابوبکر اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ
عمر رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ عثمان تَرٰىهُمْ رُكَّعًا
سُجَّدًا علی يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ
اللّٰهِ وَرِضْوَانًا طلحة والزبير سِيْمَاهُمْ
فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ عبدالرحمن
ابن عوف و سعد بن ابے وقاص و
ابوعبیدة بن الجراح وَ مَثَلُهُمْ فِي
الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَهٗ فَاٰزَرَهٗ
بابے بکر فَاسْتَغْلَظَ بعمر فَاسْتَوٰى
عَلٰى سُوْقِهٖ بعثمان يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ
لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ بعلی وَعَدَ اللّٰهُ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جمیع
اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔

خدای تعالے در سورۂ حجرات
دلائل باہرہ بر فضل خلفاء رضی اللہ عنہم ذکر میفرماید
ازانجملہ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ
عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى
لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ
و شیخین سبب ورودِ آیت
و مصداقِ آن بوده اند
بنقل مستفیض ازانجملہ اِنَّمَا
الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ
الآیۃ در مقابلۂ اعراب و قولِ
ایشان آمنّا عن عبداللہ بن الزبیر

اپنی سوئی نکالی محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ پھر اُس کو قوی کیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ پھر وہ اور موٹی ہوئی عمر رضی اللہ عنہ سے پھر سیدھی کھڑی ہوئی عثمان رضی اللہ عنہ سے اپنے تنہ پر کہ کسانوں کو بھلی معلوم ہونے لگی تاکہ اُن سے کافروں کو جلائے علی رضی اللہ عنہ سے۔ اور مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ اُن کے ساتھ ہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ وہ کافروں کے مقابلہ پر سخت ہیں عمر رضی اللہ عنہ۔ آپس میں مہربان عثمان رضی اللہ عنہ تو دیکھتا ہے اُن کو رکوع سجدے کرنے والے علی رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضا کی جستجو کرتے ہیں طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ اُن کے آثار بوجہ تاثیر سجدہ کے ان کے چہروں پر نمایاں ہیں عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف اور سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح اور انجیل میں ان کا وصف یہ ہے کہ جیسے کھیتی اُس نے اپنی سوئی نکالی پھر اُس نے اُس کو قوی کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے۔ پھر وہ اور موٹی ہوئی عمر رضی اللہ عنہ سے پھر اپنے تنہ پر سیدھی کھڑی ہوئی عثمان رضی اللہ عنہ سے کہ کسان کو بھلی معلوم ہونے لگی تاکہ اُن سے کافروں کو جلائے علی رضی اللہ عنہ سے وعدہ کیا اللہ تعالے نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے تمام اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔

آیاتِ سورۂ حجرات

اللہ تعالے سورۂ حجرات میں خلفاء رضی اللہ عنہم کی فضیلت پر روشن اور واضح دلائل ذکر فرماتے ہیں۔ اُن میں سے یہ ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ الخ (۴۹: ۳) بیشک جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول اللہ کے سامنے پست رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ تعالے نے تقوای کے لئے خالص کر دیا ہے ان لوگوں کے لئے مغفرت اور اجرِ عظیم ہے۔" اور شیخین رضی اللہ عنہما (صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ) نقل متواتر سے ثابت ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے سبب اور اُس کے مصداق تھے۔ اُن میں سے یہ ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ الخ (۴۹: ۱۵) پورے مومن وہ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک نہیں کیا اور اپنے مال اور جان سے خدا کے رستے میں محنت اُٹھائی یہ لوگ ہیں سچے" اعراب کے اور اُن کے قول آمنّا کے مقابلہ میں۔ مروی ہے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے

Marfat.com

قال قدم ركبٌ من بنی تمیم علے النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال ابو بکر أمِّرِ القعقاعَ بن معبدٍ و قال عمر بل أمِّرِ الاقرعَ بن حابس فقال ابو بکر ما اردتَ إلاَّ خلافی فقال عمر ما اردتُ خلافکَ فتماریا حتے ارتفعت اصواتہما فانزلَ اللہ یا ایہا الذین آمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ حتے انقضت الآیۃ عن ابن ابی ملیکۃ قال کادَ الخیِّرانِ أن یہلکا ابوبکر و عمر رفعا اصواتہما عند النبی صلے اللہ علیہ وسلم حینَ قدم علیہ رکبُ بنی تمیم فاشار احدہما بالاقرع بن حابس و اشارَ الآخرُ برجلٍ فقال ابو بکر لعمر ما اردتَ الاَّ خلافی قال ما اردتُ خلافک فارتفعت اصواتہما فی ذلک فانزل اللہ یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوقَ صوتِ النبیِّ الآیۃ قال ابن الزبیر فما کانَ عمر یُسمِع رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بعدَ ھذہ الآیۃ حتے یستفہمہ عن ابی بکر الصدیق قال لما نزلت ھذہِ الآیۃ یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوقَ صوتِ النبیِّ قلتُ یا رسولَ اللہ واللہِ لا اُکلمکَ الاَّ کاخی السرار عن

صاحب راز ۱۲

فرمایا کہ بنی تمیم میں کے شتر سواروں کی ایک بڑی جماعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی (وہ چاہتے تھے کہ ہم پر کسی کو امیر بنا دیا جائے) تو ابوبکرؓ نے کہا کہ قعقاع بن معبد کو امیر بنا دیجیے عمرؓ نے کہا بلکہ امیر بنائیے اقرع بن حابس کو۔ اس پر ابوبکرؓ نے کہا کہ تمھیں صرف میرا خلاف کرنا مقصود تھا۔ عمرؓ نے کہا کہ میں نے تمھارے خلاف کا ارادہ نہیں کیا اس پر دونوں میں کہا سنی شروع ہوگئی حتے کہ دونوں کی آوازیں اونچی ہوگئیں۔ تو اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی یا ایہا الذین آمنوا لا تقدموا الخ (۴۹:۱) اے ایمان والو اللہ و رسول (کی اجازت) سے پہلے تم سبقت مت کیا کرو اور اللہ تعالے سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالے (تمھارے سب اقوال کو) سننے والا اور (تمھارے سب افعال کو) جاننے والا ہے۔" مروی ہے ابن ابی ملیکہ سے اُنھوں نے کہا کہ دونوں خیر (یعنی بہترین اصحاب) ابوبکرؓ و عمرؓ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے تھے دونوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اپنی آوازیں بلند کرلی تھیں جب آپؐ کی خدمت میں بنی تمیم کے شتر سواروں کا قافلہ آیا تھا تو اُن دونوں میں سے ایک نے (امیر بنانے کے لئے) اشارہ کیا اقرع بن حابس کی طرف اور دوسرے نے اشارہ کیا ایک اور شخص کی طرف۔ تو ابوبکرؓ نے عمرؓ سے کہا کہ تمھیں صرف میرا خلاف مقصود ہے۔ اُنھوں نے کہا میں نے تمھارے خلاف کا ارادہ نہیں کیا۔ پھر اس بارے میں دونوں کی آوازیں اونچی ہوگئیں تو اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم الخ۔ ابن الزبیرؓ نے بیان کیا کہ اس کے بعد عمرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے صرف اتنی آواز اُٹھاتے تھے جس سے آپؐ اُن کی بات سمجھ لیں۔ ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم الخ (۴۹:۲) اے ایمان والو تم اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے بلند مت کیا کرو۔" میں نے کہا یا رسول اللہ بخدا میں اب آپؐ سے صرف اس طرح گفتگو کروں گا جیسے راز کی بات کرنے والا کرتا ہے۔ مروی ہے

Marfat.com

ابی ہریرۃ قال لما نزلت اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ
اصواتہم عند رسول اللہ قال ابوبکر
والذی انزل علیک الکتاب یارسول اللہ
لا اکلمک الا کاخی السرار حتی القی اللہ
عن عطاء الخراسانی قال قدمت المدینۃ
فلقیت رجلا من الانصار قلت حدثنی
حدیث ثابت بن قیس بن شماس قال قم
معی فانطلقت معہ حتی دخلنا علی امراۃ فقال
الرجل ہذہ ابنۃ ثابت بن قیس بن شماس
فسلہا عما بدالک فقلت حدثینی قالت سمعت
ابی یقول لما انزل اللہ علی رسولہ صلی اللہ
علیہ وسلم یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا
اصواتکم فوق صوت النبی الآیۃ دخل بیتہ
واغلق علیہ بابہ وطفق یبکی فافتقدہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ماشان
ثابت فقالوا یارسول اللہ ماندری
ماشانہ غیر انہ اغلق باب بیتہ فہو
یبکی فیہ فارسل رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم الیہ فسألہ ماشانک قال یارسول اللہ
انزل اللہ علیک ہذہ الآیۃ وانا شدید
الصوت فاخاف ان اکون قد حبط
عملی فقال لست منہم بل
تعیش بخیر وتموت بخیر
قالت ثم انزل اللہ علی نبیہ
ان اللہ لا یحب کل مختال فخور
فاغلق علیہ بابہ وطفق یبکی فیہ
فافتقدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وقال ماشان ثابت قالوا یارسول اللہ
واللہ ماندری ماشانہ غیر انہ

ابوہریرہؓ سے کہا کہ جب نازل ہوئی اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ الخ تو ابوبکرؓ نے کہا قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل کی یارسول اللہ اب میں آپ سے صرف اس طرح گفتگو کروں گا جیسے راز کی بات کرنے والا کرتا ہے یہاں تک کہ میں اللہ تعالیٰ سے جا ملوں۔ عطاء خراسانی سے مروی ہے بیان کیا کہ میں مدینہ میں پہنچا پھر انصار میں کے ایک شخص سے ملا۔ میں نے کہا کہ مجھ سے ثابت بن قیس بن شماس کا حال بیان کرو۔ اُس نے کہا کہ اُٹھو میرے ساتھ چلو۔ ہم دونوں چلے یہاں تک کہ ایک عورت کے پاس پہنچے۔ اُس شخص نے کہا کہ یہ بیٹی ہیں ثابت ابن قیس بن شماس کی جو آپ پوچھنا چاہتے ہیں ان سے پوچھ لیجئے۔ میں نے (اس عورت سے) کہا آپ مجھ سے (ثابت کا حال) بیان کیجئے اُس نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے یہ حال سُنا جو وہ بیان کرتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل کی یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ الخ تو وہ اپنے گھر میں داخل ہوئے اور دروازہ بند کرلیا اور برابر روتے رہے اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نہ پایا تو (لوگوں سے) فرمایا کہ ثابت کا کیا حال ہے انھوں نے کہا یارسول اللہ ہم نہیں جانتے کہ ان کا کیا حال ہے بجز اس کے کہ اُنھوں نے اپنے گھر کا دروازہ بند کرلیا اور اس میں رو رہے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو بلوایا اور سوال کیا کہ تمھارا کیا حال ہے۔ ثابتؓ نے کہا یارسول اللہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آیت نازل فرمائی اور میں سخت آواز والا ہوں میں اس سے ڈر رہا ہوں کہ ایسا نہ ہو کہ میرے عمل سلب ہو جائیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ تو اُن میں سے نہیں بلکہ تو خیر کے ساتھ زندہ رہے گا اور خیر ہی کے ساتھ مریگا۔ ثابتؓ کی بیٹی نے کہا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۵ (۳۱:۱۸) بیشک اللہ تعالیٰ کسی خود میں فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے" تو پھر دروازہ بند کرکے بیٹھ گئے اور اندر رونا شروع کر دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نہ پایا اور پوچھا ثابتؓ کا کیا حال ہے۔ لوگوں نے کہا یارسول اللہ ان کا حال تو ہم نہیں جانتے بجز اس کے کہ

Marfat.com

اغلق علیہ باب بیتہ وطفق یبکی فیہ فارسل الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما شانک فقال یا رسول اللہ انزل اللہ علیک اِنَّ اللہَ لا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ واللہ انی لاُحِبُّ الجمالَ واُحِبُّ اَنْ اَسُوْدَ قومی قال لستَ منھم بل تعیش حمیدًا وتُقتل شہیدًا ویدخلک اللہ الجنۃَ بسلامٍ قالت فلمّا کان یومُ الیمامۃِ خرج مع خالدِ بن الولید الی مُسیلمۃ الکذّاب فلما التقیٰ اصحابُ رسولِ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم فانکشفوا فقال ثابتٌ لسالمٍ مولیٰ ابی حذیفۃ ما ھکذا کُنّا نُقاتل مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم حفر کلُّ واحدٍ منھم لنفسہ حُفرۃً وحمل علیھم القومُ فثبتا حتی قُتِلا وکانت علی ثابتٍ یومئذٍ درعٌ لہٗ نفیسۃٌ فمرّ بہ رجلٌ من المسلمین فاخذھا فبینا رجلٌ من المسلمین نائمٌ اذ اتاہ ثابتُ بن قیس فی منامہ فقال انی اُوصیک بوصیۃٍ ایّاک ان تقول ھذا حُلمٌ فتضیّعہ انی لما قُتلتُ امس مرّ بی رجلٌ من المسلمین فاخذ درعی ومنزلہ فی اقصی العسکر وعند خبائہ فرسٌ یستنّ فی طِوَلِہ وقد کفأ علی الدرع بُرمۃً وجعل فوق البرمۃ رحلًا فاتِ خالدَ بن الولید فمُرہ ان یبعثَ الی درعی فیاخذھا واذا قدمتَ الی خلیفۃِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وہ دروازہ بند کرکے گھر میں بیٹھ گئے اور روتے رہتے ہیں تو ان کو بُلوایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا کیا حال ہے تمہارا۔ اُنھوں نے کہا یا رسول اللہ آپ پر اللہ تعالیٰ نے یہ نازل کیا اِنَّ اللہَ لایحب کلّ مختالٍ فخور۔ اور واللہ میں جمال کو پسند کرتا ہوں اور اپنی قوم کا سردار بنا رہنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تو اُن میں سے نہیں ہے تو حمید ہوتے ہوئے (یعنی قابل تعریف) زندہ رہے گا اور شہید ہو کر مرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ سلامتی کے ساتھ تجھے جنت میں داخل کرے گا۔ کہتی تھیں کہ پھر جب یمامہ کے جنگ کا زمانہ آیا تو وہ خالد بن الولید کے ساتھ مُسیلمہ کذّاب کی طرف روانہ ہوئے۔ پھر جب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ ہوا تو اُنھوں نے شکست کھائی۔ اس پر ثابتؓ نے کہا سالم مولیٰ ابی حُذیفہ سے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیّت میں اس طرح تو قتال نہیں کیا کرتے تھے۔ پھر دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے لئے قبر کھودی اور (جب پھر جنگ شروع ہوئی) ان پر قوم نے حملہ کیا تو دونوں (لڑائی میں) جمے رہے (پیچھے نہیں ہٹے) یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ اور اُس دن ثابتؓ کے بدن پر اُن کی ایک نفیس زرہ تھی۔ اُن پر گزر ہوا مسلمانوں میں کے کسی شخص کا تو اُس نے اُس کو لے لیا تو جب کہ مسلمانوں میں کا ایک شخص سو رہا تھا اُس کے پاس خواب میں ثابت بن قیس آئے اور اُس سے کہا کہ میں تجھے ایک خاص وصیت کرتا ہوں خبردار یہ نہ سمجھ لینا کہ یہ پریشان خیال ہے اور تو اُس کو ضائع کر دے۔ جب میں آج شام کو قتل ہوا تو میرے پاس سے مسلمانوں میں کا ایک شخص گزر رہا تھا اُس نے میری زرہ لے لی اور اُس کی جائے قیام لشکر کے آخری کنارے پر ہے اور (اس مقام کی خاص علامت یہ ہے کہ) اُس کے خیمہ کے نزدیک ایک گھوڑا لمبی رسّی سے بندھا ہوا کودتا ہوگا اور اُس نے اُس زرہ پر ایک ہانڈی کو اُلٹ دیا ہے اور ہانڈی پر کجاوہ رکھ دیا ہے۔ تو خالد ابن الولید کے پاس جا اور اُن سے کہہ کہ وہ کسی کو بھیج کر میری زرہ منگائیں اور اس کو لے لیں اور جب تو خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم فاخبره ان علیَّ من الدین
کذا وکذا ولی من الدین کذا
وکذا وفلانٌ من رقیقی عتیقٌ
وفلانٌ فایاک ان تقول ہذا
حلم فتضیّعہ فاتی الرجلُ خالدَ
ابن الولید فاخبرہ فبعث الی
الدرع فنظر الی خباءٍ فی اقصی
العسکر فاذا عندہ فرسٌ یستنّ فی
طِوَلہ فنظر فی الخباء فاذا لیس
فیہ احدٌ فدخلوا فرفعوا الرحلَ
فاذا تحتہ بُرمۃٌ ثم رفعوا البرمۃ
فاذا الدرع تحتہا فاتوا بہ خالد بن
الولید فلما قدموا المدینۃ حدّث
الرجلُ ابابکر برؤیاہ فاجاز وصیتہ
بعد موتہ فلم نعلم احدًا من
المسلمین جُوِّزَ وصیتہ بعد
موتہ غیر ثابتؓ بن قیس بن شماس
عن مجاہد قال کُتِبَ الی عمر یا امیر
المؤمنین رجلٌ لایشتہی المعصیۃ
ولا یعمل بہا افضلُ امْ رجلٌ یشتہی
المعصیۃ ولایعمل بہا فکتب عمر
ان الذین یشتہون ولا یعملون
بہا اُولٰئک الذین امتحن
اللّٰہ قلوبہم للتقوی لہم
مغفرۃ واجر عظیم و
من عمر بن الخطاب قال من
تعرّض للتہمۃ فلا یلومنّ من اساء
بہ الظن ومن کتم سرّہ کان
الخیار الیہ ومن افشاہ کان الخیار علیہ

وسلم کے پاس جائے تو اُن کو (میری طرف سے) یہ خبر دیدینا کہ میرے ذمہ اتنا اور اتنا قرض (فلاں فلاں کا) ہے اور میرا قرض (فلاں فلاں کے ذمہ) اتنا اور اتنا ہے اور میرا فلاں غلام آزاد ہے اور فلاں (کے ساتھ یہ کیا جائے) پھر کہتا ہوں کہ خبردار اس کو معمولی خواب سمجھ کر ضائع نہ کر دینا۔ وہ شخص خالد بن الولید کے پاس پہنچا اور اُن کو اس قصہ کی خبر دی۔ اور انھوں نے زرہ کے لئے کسی کو بھیجا تو اُس نے آخری کنارہ لشکر کے خیمہ کو دیکھا تو وہاں ایک گھوڑا لمبی رسّی سے بندھا ہوا کود رہا تھا۔ پھر خیمہ کے اندر نظر ڈالی تو معلوم ہوا کہ اس میں کوئی شخص نہیں ہے۔ پھر یہ لوگ خیمہ کے اندر گئے (وہاں کجاوہ دیکھا) تو لوگوں نے کجاوے کو اُٹھایا تو دیکھتے ہیں کہ اس کے نیچے ہنڈیا موجود ہے۔ پھر ہنڈیا کو اُٹھایا تو اُس کے نیچے سے زرہ نکلی تو اس کو لے کر خالد بن الولید کے پاس آئے۔ پھر جب لوگ مدینہ میں آئے تو اُس شخص نے ابوبکرؓ کو اپنا خواب سُنایا تو اُنھوں نے اُس کی وصیت کو جو موت کے بعد کی تھی پُورا کیا۔ تو ہم تمام مسلمانوں میں سے کسی کو نہیں جانتے کہ اُس کی موت کے بعد کی وصیت پر عمل کیا گیا بجز ثابت ابن قیس بن شماس کے۔ اور مروی ہے مجاہدؒ سے کہ عمرؓ کے نام ایک خط لکھا گیا کہ اے امیر المؤمنینؓ ایک شخص ایسا ہے کہ جس کو گناہ کی خواہش نہیں ہوتی اور وہ اس پر عمل نہیں کرتا وہ افضل ہے یا ایسا شخص جس کو گناہ کی خواہش ہوتی ہے اور وہ اُس پر عمل نہیں کرتا۔ تو عمرؓ نے جواب لکھا کہ (وہ لوگ افضل ہیں) جو خواہش رکھتے ہیں اور اس پر عمل نہیں کرتے اُولٰئک الذین امتحن اللّٰہ الخ (۴۹: ۳) یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کی اللہ تعالیٰ نے تقوے کے لئے آزمائش کی ان لوگوں کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔ اور عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے فرمایا کہ جس شخص نے تہمت کا سامنا کیا (یعنی محل تہمت میں پہنچ گیا) تو وہ ہرگز اُس شخص کو ملامت نہ کرے جو اُس کے ساتھ بدگمانی کرے۔ اور جس نے اپنے راز کو چھپایا اُس راز پر اس کو اختیار ہوگا اور جس نے اُس کو افشاء کر دیا تو اب اختیار اُس کے اُوپر ہوگا دیکھئے

Marfat.com

قال نعم فعفا عنہ و خرج و ترکہ عن انس قال کانت العرب تخدم بعضہا بعضاً فی الاسفار وکان مع ابی بکر و عمر رجل یخدمہما فناما فاستیقظا ولم یہیئ لہما طعاماً فقالا ان ہذا لنؤوم فایقظاہ فقالا ائت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقل لہ ان ابابکر و عمر یقرآنک السلام ویستأذنانک فقال انہما ایتدما فجاءا فقالا یارسول اللہ بای شیء ایتدمنا قال بلحم اخیکما والذی نفسی بیدہ انی لاری لحمہ بین ثنایاکما فقالا استغفر لنا یا رسول اللہ قال مراہ فلیستغفر لکما و عن یحیی بن ابی کثیر ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی سفر و معہ ابوبکر و عمر فارسلوا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسألونہ لحماً قال اولیس قد ظللتم من اللحم شباعاً قالوا من این فو اللہ ما لنا باللحم عہد منذ ایام فقال من لحم صاحبکم الذی ذکرتم قالوا یا نبی اللہ انما قلنا واللہ انہ لضعیف ما یعیننا علی شیء قال و ذالک فلاتقولوا فرجع الیہم الرجل

اُس نے کہا ہاں تو اُس سے درگزر کیا اور آگے بڑھے اور اُس کو چھوڑ دیا۔ اور انسؓ سے مروی ہے کہ عرب میں دستور تھا کہ سفروں میں بعض ہمسفر بعض کی خدمت کرتے تھے (ایک سفر میں) ابوبکرؓ و عمرؓ کے ساتھ ایک شخص تھا جو ان دونوں کی خدمت کرتا تھا۔ یہ دونوں سو گئے۔ جب جاگے اور اس نے اب تک ان کے لئے کھانا تیار نہ کیا تھا، تو دونوں نے کہا کہ یہ بڑا سونے والا ہے پھر اُس کو انھوں نے جگایا اور اس سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر عرض کرو کہ ابوبکرؓ و عمرؓ نے سلام عرض کیا ہے اور (گوشت پکوانے کی) اجازت مانگتے ہیں۔ تو فرمایا کہ دونوں گوشت کا شوربہ (تو) کھا چکے ہیں۔ جب یہ دونوں حاضر ہوئے تو انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم نے کس چیز کا شوربہ کھایا ہے۔ فرمایا کہ اپنے بھائی کے گوشت کا۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں تمہارے سامنے کے دانتوں میں اُس کا گوشت دیکھ رہا ہوں۔ تو دونوں نے عرض کیا کہ ہمارے لئے مغفرت کی دعا کر دیجئے۔ فرمایا کہ اُسی سے کہو کہ وہ تمہارے لئے مغفرت کی دعا کرے۔ اور یحییٰ ابن ابی کثیر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے اور اُن کے ساتھ ابوبکرؓ و عمرؓ بھی تھے تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی بھیجا (کہ وہ عرض کرے کہ) لوگ گوشت (پکانے کی اجازت) مانگ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا ایسا نہیں ہوا کہ تم لوگ گوشت کھاتے رہے ہو پیٹ بھر کر لوگوں نے (اس شخص کی معرفت آپ کا جواب سن کر) کہا کہ کہاں سے واللہ ہمیں تو گوشت کھانے کا اتفاق کئی دن سے نہیں ہوا (اس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات عرض کی) تو فرمایا کہ اپنے ساتھی کے گوشت سے جس کا ذکر (برائی کے ساتھ) آپ لوگ کر رہے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا (اسی شخص کے توسط سے) اے نبی اللہ ہم نے تو صرف اتنا ہی کہا تھا کہ درحقیقت وہ بہت ضعیف ہے ہمیں کسی کام میں مدد نہیں دیتا۔ فرمایا اور یہی (غیبت) ہے تو بات نہ بناؤ۔ پھر یہ شخص ان کے پاس واپس گیا

Marfat.com

فاخبرہم بالذی قال فجاء ابو بکر فقال یا نبی اللہ طأ علی صماخی واستغفر لی ففعل وجاء عمر فقال یا نبی اللہ طأ علی صماخی و استغفر لی ففعل۔

عن عائشۃ قالت لما حضرت ابابکر الوفاۃ قلت شعر وابیض یستسقی الغمام بوجہہ ، ثمال الیتامی عصمۃ للأرامل ، قال ابوبکر جاءت سکرۃ الحق بالموت ذلک ما کنت منہ تحید ۝ قدم الحق و اخر الموت عن عبد اللہ بن البہی مولی الزبیر بن العوام قال لما حضر ابوبکر رضی اللہ عنہ تمثلت عائشۃ بہذا البیت ۝ اعاذل ما یغنی الحذار عن الفتی ، اذا حشرجت یوما وضاق بہ الصدر ، فقال ابوبکر لیس کذلک یا بنیۃ ولکن قولی و جاءت سکرۃ الموت بالحق ذلک ما کنت منہ تحید ۝ عن عثمان بن عفان انہ قرأ وجاءت کل نفس معہا سائق و شہید قال سائق یسوقہا الی امر اللہ وشہید یشہد علیہا بما عملت عن عمر بن الخطاب فی قولہ و ادبار السجود قال رکعتان بعد المغرب و ادبار النجوم قال رکعتان

اور جو کچھ آپ نے فرمایا اُس کی اطلاع دی۔ (یعنی نے) کہا پھر ابوبکرؓ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے نبی اللہ آپ میرے سوراخ گوش کو روند ڈالئے (یعنے سر رگڑ دیجئے) اور بخشش کی دعا کر دیجئے۔ اور عمرؓ حاضر ہوئے اور (وہی) عرض کیا کہ اے نبی اللہ آپ پاؤں سے میرا سر رگڑ دیجئے اور بخشش کی دعا کر دیجئے۔ تو آپ نے کی۔

از سورۂ ق

اور مروی ہے عائشہؓ سے اُنھوں نے کہا کہ جب ابوبکرؓ کی وفات کا وقت آیا تو میں نے (ابوطالب کا یہ شعر) کہا **شعر** وابیض یستسقی الغمام الخ ایسا منور چہرہ کہ اُس کے وسیلہ سے بادل سے بارش طلب کی جاتی ہے۔ یتیموں کا جائے پناہ ہے اور بیواؤں کی عصمت، ابوبکرؓ نے کہا (کہ یہ کہنے کا موقع ہے) جَاءَتْ سَكْرَةُ الْحَقِّ بِالْمَوْتِ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝ "الحق" کو مقدم کر دیا اور "الموت" کو مؤخر (۵۰: ۱۹) اور موت کی سختی (قریب) آ پہنچی۔ یہ (موت) وہ چیز ہے جس سے تو بدکتا تھا" عبداللہ بن البہی سے مروی ہے جو زبیرؓ بن العوام کے آزاد کردہ تھے، کہا کہ جب ابوبکرؓ کی وفات کا وقت آیا تو عائشہؓ نے تمثیلاً یہ شعر پڑھا ۝ اعاذل ما یغنی الحذار الخ اے ملامت کرنے والے دُور اندیشی کسی جوانمرد کے کام نہیں آتی جب وہ دن آ جاتا ہے کہ سانس اُکھڑ جائے اور سینہ اُس سے تنگ ہو جائے تو ابوبکرؓ نے کہا میری بیٹی ایسے نہیں بلکہ یہ کہہ وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝ اور مروی ہے عثمانؓ بن عفان سے کہ اُنھوں نے یہ آیت پڑھی وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ الخ (۵۰: ۲۱) اور ہر شخص اس طرح (میدانِ قیامت میں) آوے گا کہ اُس کو ایک اپنے ہمراہ لانے والا ہوگا اور ایک گواہ ہوگا" فرمایا سائق (یعنے ہنکانے والا) اُس نفس (یعنے شخص) کو اللہ کے حکم کی طرف ہنکائے گا اور گواہ اُس پر گواہی دے گا ان اعمال پر جو اُس نے کئے۔ اور عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ آپ نے وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ (۵۰: ۴۰) (اور (فرض) نمازوں کے بعد بھی) کے بارے میں فرمایا کہ یہ دو رکعتیں ہیں مغرب کے بعد اور وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ (۵۲: ۴۹) اور ستاروں سے پیچھے بھی) کے بارے میں فرمایا کہ یہ دو رکعتیں ہیں

Marfat.com

قبل الفجر عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اول من تنشق عنہ الارض ثم ابوبکر ثم عمر ثم اتی اہل البقیع فیحشرون معی ثم انتظر اہل مکۃ و تلا ابن عمر یوم تشقق الارض عنہم سراعا الآیۃ۔

عن سعید بن المسیب قال جاء صبیغ التمیمی الی عمر بن الخطاب فقال اخبرنی عن الذاریات ذروا قال ہی الریاح ولولا انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقولہ ما قلتہ قال فاخبرنی عن الحاملات وقرا قال ہی السحاب ولولا انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقولہ ما قلتہ قال فاخبرنی عن الجاریات یسرا قال ہی السفن ولولا انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقولہ ما قلتہ قال فاخبرنی عن المقسمات امرا قال ہن الملائکۃ ولولا انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقولہ ما قلتہ ثم امر بہ فضرب مائۃ و جعل فی بیت فلما برا دعاہ فضربہ مائۃ اخری و حملہ علی قتب و کتب الی ابی موسی الاشعری امنع الناس من مجالستہ فلم یزالوا کذلک حتی اتی ابا موسی فحلف لہ بالایمان المغلظۃ ما یجد فی نفسہ مما کان یجد شیئا فکتب فی ذلک الی عمر فکتب عمر ما اخالہ الا قد صدق فخل بینہ و بین مجالسۃ الناس وعن الحسن قال سال صبیغ التمیمی عمر بن الخطاب عن الذاریات ذروا

فجر سے پہلے۔ مروی ہے ابن عمرؓ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں پہلا شخص ہوں گا جس پر سے زمین کھلے گی پھر ابوبکرؓ پھر عمرؓ پھر میں اہل بقیع کے پاس پہنچوں گا وہ میرے پاس جمع کئے جائیں گے پھر میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا۔ اور ابن عمرؓ نے یہ آیت پڑھی یوم تشقق الخ (۵۰: ۴۴) جس روز زمین ان (مردوں) پر سے کھل جائے گی جب کہ وہ دوڑ رہے ہوں گے۔ یہ ہمارے نزدیک ایک آسان جمع کر لینا ہے۔

آیات سورۂ ذاریات

سعید بن المسیب سے مروی ہے بیان کیا کہ صبیغ تمیمی نے عمرؓ ابن الخطاب کے پاس آکر کہا کہ مجھے الذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا کا مطلب بتائیے فرمایا کہ یہ ہوائیں ہیں اور اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنتا تو یہ نہ کہتا۔ صبیغ نے کہا الحٰمِلٰتِ وِقْرًا کا کیا مطلب ہے فرمایا کہ یہ بادل ہیں۔ اور اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنتا تو یہ نہ کہتا۔ کہا کہ اب الجٰرِیٰتِ یُسْرًا کا مطلب بتائیے۔ فرمایا کہ کشتیاں ہیں۔ اور اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنتا تو یہ نہ کہتا۔ کہا کہ اب المُقَسِّمٰتِ اَمْرًا کا مطلب بتائیے۔ فرمایا کہ یہ ملائکہ ہیں۔ اور اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنتا تو یہ نہ کہتا۔ پھر آپ نے حکم دیا تو اس کے ایک سو (کوڑے) مارے گئے اور ایک مکان میں بند کر دیا گیا۔ پھر جب چھوڑا تو اس کے سو اور مارے گئے اور اس کو اونٹ کے پالان پر بٹھا دیا اور ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ لوگوں کو اس کے پاس بیٹھنے سے روک دو۔ تو لوگ اس پر عمل کرتے رہے یہاں تک کہ یہ ابو موسیٰؓ کے پاس آیا اور ان کے سامنے مغلظ قسمیں کھا کر اس نے کہا کہ جو وساوس میں اپنے نفس میں پاتا تھا وہ اب نہیں پاتا۔ تو ابو موسیٰؓ نے اس کے بارے میں عمرؓ کو لکھا تو عمرؓ نے جواب لکھا کہ میرا خیال یہ ہے کہ اس نے سچ کہا ہے تو اس کے ساتھ لوگوں کی ہم نشینی پر جو پابندی تھی اس کو ہٹا دیا۔ اور حسنؓ سے مروی ہے کہ صبیغ تمیمی نے سوال کیا عمرؓ بن الخطاب سے الذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا کے متعلق

Marfat.com

و من المرسلات عرفا و عن النازعات غرقا فقال عمر اکشف رأسک فاذا لہ ضفیرتان فقال واللہ لو وجدتک محلوقا لضربت عنقک فکتب الی ابی موسی الاشعری حتی ان لا یکلمہ مسلم و لا یجالسہ۔

اور المرسلات عرفا کے متعلق اور نازعات غرقا کے متعلق تو عمرؓ نے کہاکہ اپنا سر کھول (جب سر کھولا) تو آپ نے دیکھاکہ اس کے سر پر دو گندھے ہوئے جوڑے تھے، تو فرمایاکہ واللہ اگر میں تجھے منڈا ہوا پاتا تو تیری گردن ماردیتا۔ پھر عمرؓ نے لکھا ابو موسیٰ اشعری کو یہاں تک کہ کوئی مسلمان اس سے کلام نہ کرے اور نہ اس سے ہمنشینی کرے۔

بابت آیات سورۃ طور

عن الحسن ان عمر بن الخطاب قرأ انّ عذاب ربک لواقع فربا لہا ربوۃ عید لہا عشرین یوما و عن مالک بن مغول قال قرأ عمر والطور و کتاب مسطور فی رق منشور قال قسم الی قولہ انّ عذاب ربک لواقع فبکی ثم بکی حتی عید من وجعہ ذلک۔

مروی ہے حسنؒ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے پڑھا انّ عذاب ربّك لواقع (٥٢: ٧) بیشک آپ کے رب کا عذاب ضرور ہو کر رہے گا۔" تو اندوہناک آہ کی اور بیس دن بیمار رہے۔ اور مالک ابن مغول سے مروی ہے کہ عمرؓ نے قرات کی والطور و کتٰب مسطور فی رقّ منشور کہاکہ قسم ہے۔ جب اس آیت پہنچے انّ عذاب ربّك لواقع تو رو پڑے اور روتے رہے یہاں تک کہ اس سوز و گداز سے بیمار پڑ گئے۔

ازسورۃ نجم

عن عمر بن الخطاب قال اتقوا ہذا الرأی علی الدین فانما کان الرأی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصیبا لانّ اللہ کان یریہ و انما ہو منا تکلف و ظن وانّ الظنّ لا یغنی من الحق شیئا۔ عن سبرۃ قال صلی بنا عمر بن الخطاب الفجر فقرأ فی الرکعۃ الاولی بسورۃ یوسف ثم قرأ فی الثانیۃ النجم فسجد ثم قام فقرأ اذا زلزلت ثم رکع۔

مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے فرمایاکہ اس اپنی رائے کا دخل دین میں دینے سے بچو۔ بس رائے تو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصیب تھی کیونکہ اللہ تعالےٰ آپ کو دکھاتا تھا اور ہماری جانب سے جو ہوگا وہ تکلّف اور ظن ہوگا وانّ الظنّ ..... (٥٣: ٢٨) اور یقیناً بے اصل خیالات امر حق (کے اثبات) میں ذرا بھی مفید نہیں ہوتے؛ اور سبرہ سے مروی ہے بیان کیاکہ عمرؓ بن الخطاب نے ہم کو فجر کی نماز پڑھائی تو پہلی رکعت میں سورۃ یوسف پڑھی اور دوسری میں سورۃ نجم پڑھی پھر سجدہ (یعنی سجدۂ تلاوت) کیا۔ پھر قیام کرکے سورۃ اذا زلزلت الارض پڑھی اور رکوع کیا۔

ازسورۃ قمر

عن ابی ہریرۃ قال انزل اللہ علی نبیہ بمکۃ قبل یوم البدر سیہزم الجمع و یولون الدبر

مروی ہے ابو ہریرہؓ سے فرمایاکہ اللہ تعالےٰ نے مکہ میں بدر سے پہلے نازل کیا تھا: سیہزم الجمع و یولّون الدّبر ٥ (٥٤: ٤٥) عنقریب (ان کی) جماعت شکست کھاوے گی اور پیٹھ پھیرکر

اندوہ یعنی صدا النفس مردم فرح و ملال و اندوہ یعنی بعد قرارت آہ سرد از دل پر درد آورد و قولہ عید ماضی مجہول است از عیادت یعنی بیار پرسی کردہ شد

Marfat.com

قال عمر بن الخطاب قلت یا رسول اللہ ای جمع یہزم فلما کان یوم بدر و انہزمت قریش نظرت الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی آثارہم مصلتاً بالسیف و ہو یقول سیہزم الجمع و یولون الدبر فکان لیوم بدر فانزل اللہ فیہم حتے اذا اخذنا مترفیہم بالعذاب الآیۃ و انزل اللہ الم تر الی الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفرا الآیۃ و رماہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فوسعتہم الرمیۃ و ملأت اعینہم و افواہہم حتے ان الرجل لیقتل و ہو یقذئ عینیہ و فاہ فانزل اللہ و ما رمیت اذ رمیت و لکن اللہ رمے و عن عکرمۃ قال لما نزلت سیہزم الجمع و یولون الدبر قال عمر جعلت اقول ای جمع یہزم فلما کان یوم بدر رأیت النبی صلے اللہ علیہ وسلم یثب فی الدرع و ہو یقول سیہزم الجمع و یولون الدبر فعرفت تاویلہا یومئذ

عن ابن شوذب فی قولہ و لمن خاف مقام ربہ جنتان قال نزلت فی ابی بکر الصدیق و عن عطاء ان ابا بکر الصدیق ذکر ذات یوم و فکر فی القیمۃ

بھاگیں گے"۔ عمر بن الخطاب نے ذکر کیا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ کونسی جماعت شکست کھائیگی۔ پھر جب یوم بدر آیا اور قریش (شکست کھاکر) بھاگے تو میں نے دیکھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف کہ آپ اُن لوگوں کے (بھاگنے کے) نشانات پر تلوار کھینچے ہوتے یہ کہہ رہے ہیں سیہزم الجمع ویولون الدبر تو (معلوم ہوا کہ) یہ آیت یوم بدر کے لئے تھی۔ پھر اللہ تعالے نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی حتیٰ اذا اخذنا مترفیہم الخ (۲۳: ۶۴) یہاں تک کہ جب ہم ان کے خوش حال لوگوں کو عذاب میں دھر پکڑیں گے تو فوراً چلا اٹھیں گے"۔ اور یہ آیت نازل کی الم تر الی الذین بدلوا الخ (۱۴: ۲۸) کیا آپ نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جنھوں نے بمقابلہ نعمتِ الٰہی کے کفر کیا اور جنھوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر (یعنی) جہنم میں پہنچایا"۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر ایک مٹھی ریت پھینکا تو اس کے ریزے اُن سب مشرکین پر پھیل گئے اور اُن کی آنکھوں اور مونہوں میں بھر گئے یہاں تک کہ ایک شخص قتل کیا جا رہا ہے اور وہ اپنی آنکھوں اور منہ کے صاف کرنے میں لگا ہوا ہے تو اللہ تعالے نے نازل کیا وما رمیت اذ رمیت الخ (۸: ۱۷) اور آپ نے خاک کی مٹھی نہیں پھینکی لیکن اللہ تعالے نے پھینکی"۔ اور عکرمہ سے مروی ہے کہا کہ جب کہ یہ سیہزم الجمع ویولون الدبر نازل ہوئی، عمرؓ نے بیان کیا کہ میں کہنے لگا تھا کہ کونسی جماعت بھگائی جائے گی لیکن جب یوم بدر آیا میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ زرہ پہنے ہوئے قدم مار رہے تھے اور فرما رہے تھے سیہزم الجمع ویولون الدبر تو میں اُس دن اس آیت کی تاویل سمجھا۔

ازسورۃ الرحمٰن

مروی ہے ابن شوذب سے اس آیت کے متعلق ولمن خاف مقام ربہ جنتان (۵۵: ۴۶) اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا رہتا ہے اُس کے لئے دو باغ ہیں"، کہا کہ یہ نازل ہوئی ابو بکر صدیقؓ کے بارے میں۔ اور مروی ہے عطاء سے کہ ایک دن ابو بکر صدیقؓ نے قیامت کو یاد کیا اور سوچا اور

Marfat.com

بالموازین والجنۃ والنار و صفوف الملٰئکۃ وطی السمٰوات و نسف الجبال وتکویر الشمس و انتثار الکواکب فقال وددت انی کنت خضرًا من ہٰذہ الخضر تاتی علی بہیمۃ فتاکلنی و انی لم اخلق فنزلت ہٰذہ الآیۃ وَ لِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتَان عن الحسن قال کان شابٌّ علی عہد عمر بن الخطاب لازم المسجد والعبادۃ فعشقتہ جاریۃٌ فاتتہ فی خلوۃ فکلمتہ فحدثت نفسہ بذالک فشہق شہقۃً فغشی علیہ فجاء عمٌّ لہ فحملہ الی بیتہ فلما افاق قال یا عم انطلق الی عمر فاقرئہ منی السلام وقل لہ ماجزاء من خاف مقام ربہ فانطلق عمہ فاخبر عمر و قد شہق الفتی شہقۃً اخری فمات منہا فوقف علیہ عمر فقال لک جنتان لک جنتان عن عمر بن الخطاب قال جاء ناسٌ من الیہود الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا یا محمد أفی الجنۃ فاکہۃٌ قال نعم فیہا فَاکِہَۃٌ وَّ نَخۡلٌ وَّ رُمَّانٌ قالوا فیاکلون کما یاکلون فی الدنیا قال نعم واضعافہ قالوا فیقضون الحوائج قال لا ولکنہم یعرقون و یرشحون ویذہب اللہ مافی بطونہم من اذی خدا تعالیٰ در سورۃ واقعہ مکلفین را سہ قسم میسازد

اعمال کے تُلنے کا اور جنت کا اور دوزخ کا اور فرشتوں کی صفوں کا اور آسمانوں کے لپیٹے جانے کا اور پہاڑوں کے ریزے ریزے ہوجانے اور سُورج کے بے نور ہوجانے اور ستاروں کے بکھر جانے کا دھیان کیا تو کہاکہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں ان سبزیوں میں سے کوئی سبزی ہوتا اور مجھے کوئی چوپایہ آکر چر لیتا اور میں پیدا نہ ہوا ہوتا تو یہ آیت نازل ہوئی وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ۝

مروی ہے حسنؒ سے کہ ایک جوان تھا حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جس نے مسجد اور عبادت کو اپنے اوپر لازم کرلیا تھا۔ اُس پر ایک لڑکی عاشق ہوگئی وہ اُس کے پاس تنہائی میں آئی اور اُس سے بات کی تو اُس نے اپنے نفس سے اس پر مواخذہ کیا اس کے بعد اس نے ایک چیخ ماری اور بیہوش ہوگیا۔ یہ سُنکر اس کا چچا آیا اور اُس کو اُٹھاکر اپنے گھر لے گیا۔ جب افاقہ ہوا تو بولا کہ اے چچا عمرؓ کے پاس جاؤ اور اُن کو میرا سلام کہدو اور اُن سے یہ پوچھو کہ اُس شخص کی کیا جزا ہے جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے۔ اُس کا چچا آیا اور اُس نے عمرؓ سے اُس کا حال بیان کیا اور اس جوان نے پھر ایک چیخ ماری اور اس چیخ سے مر گیا (یہ سُن کر حضرت عمرؓ تشریف لائے) پھر اس کے سامنے کھڑے ہوکر فرمایا تیرے لئے دو جنتیں ہیں، تیرے لئے دو جنتیں ہیں۔ مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے بیان کیا کہ یہود میں کے کچھ لوگ آئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اور اُنھوں نے کہا اے محمدؐ کیا جنت میں میوے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ نعم فیہا فَاکِہَۃٌ وَّنَخۡلٌ وَّرُمَّانٌ (۶۸،۵۵) (یعنی ہاں اُس میں) میوے اور کھجوریں اور انار ہیں۔" اُنھوں نے کہا تو اسی طرح کھائیں گے جیسا کہ دنیا میں کھاتے ہیں؟ فرمایا کہ ہاں اور اس سے کئی گنا زیادہ۔ اُنھوں نے کہا کہ پھر قضائے حاجت (پاخانہ پیشاب) بھی کریں گے فرمایا کہ نہیں لیکن وہ عرق و پسینہ نکالیں گے اور (اس صورت سے) جو اُن کے پیٹ میں ثقل ہوگا وہ اللہ تعالیٰ زائل کردے گا۔

بابت سورۃ واقعہ

خدا تعالےٰ نے سورۃ واقعہ میں مکلفین کی تین قسمیں قرار دیتے ہیں۔

Marfat.com

سابقین مقربین و اصحاب الیمین و اصحاب الشمال باز اصحاب الشمال شامل دو فریق است کفار و فاسقین اینجا ذکر کفار می نماید و ذکر فاسقین موقوف میگزارد بالجملہ سابقین مقربین را اعلیٰ مرتبہ در مثوبۃ می نہد ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَ قَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ مے گوید و ثواب اصحاب الیمین را کمتر از ایشان بیان می کند و ثلۃ من الاوّلین وثلۃ من الاٰخرین میگوید خلیفۃ خاص پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم میباید کہ از طبقۃ علیاء امت باشد ہرچند ایشان را درمیان خود مراتب شتی باشد عن ابن عباس قال اَلَظَّ رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بالواقعۃ والحآقۃ وعمّ یتسآءلون والنّازعات واِذا الشّمسُ کوّرت و اذا السّمآءُ انفطرت فاستطارَ فیہ القتیرُ فقالَ لہٗ ابوبکر قد اَسْرَعَ فیک القتیر قال شَیَّبَتْنِیْ ہُوْدٌ وصواحباتہا ہٰذہ و عن جابر بن عبد اللہ قال لما نزلت اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَۃُ ذکر فیہا ثلّۃ مّن الاوّلین وَ قلیل من الاٰخرین قال عمر یارسولَ اللہ ثلۃ من الاوّلین و قلیلٌ مّنّا فامسکَ آخرُ السورۃ سَنَۃً ثم نزل ثلّۃٌ مّن الاوّلین و ثلّۃ من الاٰخرین فقالَ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا عُمر تعالَ فاسمَعْ ما قد اَنْزَلَ اللہُ ثلّۃ مّن الاوّلین و ثلّۃ

سابقین مقربین اور اصحاب الیمین اور اصحاب الشمال۔ پھر قسیم اصحاب الشمال دو فریق پر شامل ہے کفار و فاسقین۔ یہاں کفار کا ذکر کرتے ہیں اور فاسقین کا ذکر نہیں فرماتے اور بالاجمال سابقین مقربین کو ثواب کے بارے میں اعلیٰ مرتبہ میں رکھتے ہیں اور ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ۝ وَ قَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ۝ فرماتے ہیں (۵۶: ۱۳-۱۴) ان کا ایک بڑا گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہوگا اور تھوڑے پچھلے لوگوں میں سے ہوں گے۔" اور اصحاب الیمین کے ثواب کو سابقین مقربین سے کمتر درجہ میں بیان فرماتے ہیں اور ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ۝ وَ ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ۝ کہتے ہیں (۵۶: ۳۹-۴۰) ان (اصحٰب الیمین) کا ایک بڑا گروہ اگلے لوگوں میں ہوگا اور ایک بڑا گروہ پچھلے لوگوں میں ہوگا۔" پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفۃ خاص کو امت کے سب سے اعلیٰ طبقہ میں ہونا چاہیے اگرچہ اُن کے درمیان (یعنی اعلےٰ طبقۃ اُمت کے درمیان بلحاظ فرقِ مراتب) بہت سے درجات ہوں۔ ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بکثرت وِرد رکھتے تھے سورۃ واقعہ کا حاقّہ کا اور عمّ یتسآءلون اور والنّازعات کا اور اذا الشمسُ کوّرت واذا السمآء انفطرت کا۔ پھر جب آپ کے اوپر آثارِ پیری نمایاں ہونے لگے تو ابوبکر رضؓ نے کہا کہ آپ کے اوپر آثار پیری جلد آ گئے تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھے سورۃ ہود اور اُس کی ان ساتھ والیوں نے (جن میں آخرت کے دہشتناک امور کا بیان ہے) بوڑھا کردیا۔ اور مروی ہے جابر رضؓ بن عبد اللہ سے اُنھوں نے کہا کہ جب اذا وقعت الواقعۃ نازل ہوئی جس میں ذکر کیا گیا ہے ثُلّۃ من الاوّلین وقلیل من الاٰخرین (یعنی بڑی جماعت اگلے لوگوں میں سے اور تھوڑے آخر والوں سے) تو عمر رضؓ نے کہا یا رسول اللہ بڑا گروہ پہلے لوگوں میں سے ہوگا اور قلیل ہم میں سے۔ اس کے بعد سورت کے آخر حصہ کا نزول ایک سال تک رُکا رہا پھر نازل ہوا ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَ ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ تو فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اے عمر رضؓ آؤ اور سُنو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے کہ ایک بڑا گروہ اوّلین میں سے ہوگا اور ایک بڑا گروہ

Marfat.com

من الآخرين ألا وإنّ من آدم إليّ ثلة ومنّي ثلة ولن نستكمل ثلتنا حتى نستعين بالسودان من رعاة الإبل ممن يشهد ان لا إله إلا الله وحده لاشريك له ۔ عن ابی سعید الخدری قال ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم طير الجنة فقال ابوبكر انها لناعمة قال ومن يأكلها أنعم منها وانّي لأرجو أن تأكل منها ۔ وعن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انّ طير الجنة كأمثال البخت ترعى في شجر الجنة فقال ابوبكر يا رسول الله انّ هذه الطير لناعمة فقال آكلها أنعم منها وانّي لأرجو ان تكون ممن يأكل ۔ وعن حذيفة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان في الجنة طيراً امثال البخاتي قال ابوبكر انها لناعمة يا رسول الله قال انعم منها من يأكلها وانت ممن يأكلها ۔ عن عمر بن الخطاب من طرق متعددة قال احضروا موتاكم وذكروهم فانهم يرون مالاترون۔

آخرین میں سے۔ یاد رکھو آدمؑ سے مجھ تک ایک ثلّہ (یعنے بڑا گروہ) ہے اور مجھ سے (آخرین والا دوسرا) ثلّہ شروع ہوتا ہے اور ہم اپنے ثلّہ کا کامل ہونا ہرگز قبول نہ کریں گے جب تک ہم اپنی شمار کو پورا کرنے میں اُن سیاہ رنگ والوں سے بھی مدد نہ لے لیں گے جو اُونٹوں کے چرواہے ہیں ان لوگوں میں سے جو اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں۔ مروی ہے ابوسعید خدریؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جنّت کے پرندوں کا ذکر کیا تو ابوبکرؓ نے کہا کہ وہ بہت عمدہ ہوں گے تو آپؐ نے فرمایا اور جو اُن کو کھائے گا وہ اُن سے بھی عمدہ ہوگا اور میں قوی امید کرتا ہوں کہ تم اُن میں سے کھاؤ گے اور انسؓ سے مروی ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جنّت کے پرندے مانند بختی اونٹ کے (جسیم) ہوں گے جو جنّت کے درختوں سے کھاتے ہوں گے۔ اس پر ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ یہ پرندے بہت عمدہ ہوں گے آپؐ نے فرمایا کہ ان کا کھانے والا ان سے بھی عمدہ ہوگا اور میں پوری اُمید کرتا ہوں کہ تم ان میں سے ہو جو اُن کو کھائیں گے۔ اور مروی ہے حذیفہؓ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جنّت کے پرندے مثل بختی اُونٹوں کے ہوں گے تو ابوبکرؓ نے کہا وہ تو پھر نہایت عمدہ ہوں گے یا رسول اللہؐ فرمایا کہ اُن سے بہت عمدہ وہ ہوگا جو اُن کو کھائے گا اور تم اُن ہی میں سے ہو جو اُن کو کھائیں گے۔ اور مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے کئی طریقوں سے کہ آپؐ نے فرمایا کہ موجود رہو اپنے مرنے والوں کے پاس اور (اللہ کا نام) ان کو یاد دلاتے رہو کیونکہ وہ ایسی چیزیں دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے۔

بابت سورۃ حدید

خدای تعالے در سورۃ حدید میفرماید وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ

خداتعالےٰ سورۃ حدید میں فرماتے ہیں وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا الخ (۵۷: ۱۰) اور تمھارے لئے اس کا کون سبب ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ سب آسمان زمین اخیر میں اللہ ہی کا رہ جاوے گا۔ جو لوگ تم میں سے فتح مکہ سے پہلے (فی سبیل اللہ) خرچ کر چکے اور لڑ چکے برابر نہیں (دوسروں کے) وہ لوگ درجہ میں

Marfat.com

أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ و چیست شمارا دران کہ انفاق نکنید در راہِ خدا و خدای راست پسماندۂ اہل آسمانہا و زمین برابر نیست از جملۂ شما آنکہ انفاق کرد و قتال نمود پیش از فتح ایشان بزرگتر اند در درجہ از آنانکہ انفاق کردند و قتال نمودند بعد ازان ہر یکے را وعدہ دادہ است خدا حالتِ نیک و خدا بآنچہ میکنید آگاہ است ظاہر از فتح فتح مکہ است پس آیت نص است در تفضیل جمعے کہ پیش از فتح انفاق کردند و قتال نمودند بر جمعے کہ بعد فتح مکہ این اعمال بجا آوردہ باشند و چون خلافتِ خاصہ یا خلافتِ کاملہ ہرچہ گوئی بافضلیتِ خلیفہ از دیگران باعتبارِ اصناف و اوصاف عامہ خواہد بود پس خلیفہ خاص نمی باشد مگر از جماعہ کہ پیش از فتح ایمان آوردہ اند و انفاق کردہ و جہاد نمودہ

عن عمر قال کنتُ اشدَّ الناس علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فبینا انا فی یومٍ حارٍ بالہاجرۃ فی بعضِ طریق مکۃ اذ لقینی رجلٌ فقال عجبًا لک یا ابنَ الخطاب انک تزعم و انک قد دخل علیک الامرُ فی بیتک قلتُ و ما ذاک قال اُختک قد اسلمتْ فرجعتُ مُغضبًا حتے قرعتُ الباب فقیل من ہذا قلتُ عمر فتبادروا فاختفوا منی و قد کانوا یقرءُون صحیفۃً فی ایدیہم ترکوہا او نسوہا فدخلتُ حتے جلستُ علی السریر

اُن لوگوں سے بڑے ہوتے ہیں جنھوں نے (فتح مکہ کے) بعد میں خرچ کیا اور لڑے اور (یوں) اللہ تعالےٰ نے بھلائی دینے ثواب کا وعدہ سب سے کر رکھا ہے اور اللہ تعالےٰ کو تمھارے سب اعمال کی پوری خبر ہے۔ (ترجمہ شاہ ولی اللہؒ) اور کیا ہے تم کو اس میں کہ راہِ خدا میں خرچ نہ کرو اور آسمان والوں اور زمین والوں کا پیچھے رہا ہوا سب خدا ہی کا ہے۔ برابر نہیں ہے تم سب میں سے وہ جس نے خرچ کیا اور قتال کیا فتح سے پہلے وہ لوگ بزرگتر ہیں درجہ میں اُن لوگوں سے جنھوں نے خرچ کیا اور قتال کیا اُن کے بعد۔ ہر ایک کو خدا نے وعدہ دیا ہے عمدہ حال کا اور خدا جو کچھ تم کرتے ہو اُس سے آگاہ ہے۔ ظاہر ہے کہ فتح سے فتح مکہ مراد ہے۔ تو یہ آیت نص ہے اُس جماعت کے افضل ہونے پر جنھوں نے فتح سے پہلے خرچ کیا اور قتال کیا اُن لوگوں سے جو کہ بعد فتح مکہ کے یہ اعمال بجا لاتے ہوں۔ اور چونکہ خلافتِ خاصہ یا خلافتِ کاملہ جو چاہیے کہہ لیجئے واقع ہوگی دوسروں سے خلیفہ کی افضلیت کی بنا پر باعتبار اصناف کے بھی (کہ سابقین میں سے ہو بمقابلہ بعد والوں کے) اور باعتبار اوصاف عامہ کے بھی۔ تو خلیفہ خاص صرف اُسی جماعت میں سے ہوگا جو فتح سے پہلے ایمان لائے اور اُنھوں نے مال خرچ کیا اور جہاد کیا ہو۔ مروی ہے عمرؓ سے بیان کیا کہ (اسلام لانے سے پہلے) میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سب سے زیادہ دشمن تھا تو ایک دن ایسے وقت میں کہ گرمی کے دن میں دوپہر کے وقت مکہ کے ایک کوچہ سے گزر رہا تھا کہ مجھ سے ایک شخص ملا اور کہنے لگا کہ اے ابن الخطاب تیرا عجیب معاملہ ہے تو کس گمان میں ہے اور وہ امر (یعنے اسلام) تیرے گھر میں تیرے اُوپر پہنچ چکا ہے۔ میں نے کہا یہ کیسے؟ اُس نے کہا تیری بہن اسلام قبول کر چکی ہے۔ تو میں غصہ میں بھرا ہوا واپس ہوا اور گھر پہ پہنچ کر دروازہ کوٹا تو پوچھا گیا کہ کون ہے؟ میں نے کہا عمرؓ تو بھاگ دوڑ ہونے لگی اور مجھ سے چھپنے لگے اور وہ (گھر والے) ایک صحیفہ کو پڑھ رہے تھے جو اُن کے ہاتھوں میں تھا اُنھوں نے اُس کو چھوڑ دیا یا بھول گئے۔ پھر میں گھر میں داخل ہوا اور تخت پر بیٹھ گیا

Marfat.com

نظرتُ الی الصحیفۃِ فقلتُ ماہذہ ناولینیہا
قالت انک لستَ من اہلہا انک لاتغتسل
من الجنابۃ ولا تَطْہُرُ وَ ہٰذا کتابٌ لایَمَسُّہٗ
اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ فمازلتُ بہا حتی ناولتنیہا
ففتحتُہا فاذا فیہا بسم اللّٰہ الرحمٰن الرَّحیم
فلمّا قرأتُ الرحمٰنَ ذُعِرتُ فالقیتُ
الصحیفۃَ من یدی ثم رجعتُ الی نفسی
فاخذتُہا فاذا فیہا بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم
سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَہُوَ
الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ہ کلّما مررتُ باسمٍ من اسماءِ
اللّٰہِ ذُعِرتُ ثم رجعتُ الی نفسی حتی
بلغتُ آمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَ اَنْفِقُوْا
مِمَّا جَعَلَکُمْ مُّسْتَخْلَفِیْنَ فِیْہِ فقلتُ اشہد
اَنْ لا الٰہ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنَّ محمداً رسولُ اللّٰہ
فخرجَ القومُ مُسْتَبْشِرِیْنَ فکبَّروا وعن
مجاہدٍ فی قولہ لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَنْ اَنْفَقَ
مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ یقول مَن اسلم وقاتل
اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا
مِنْ بَعْدُ یعنی اسلموا یقول لیس مَن
ہاجر کمن لم یہاجر وَ کُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ
الْحُسْنٰی وعن قتادۃ فی قولہ لایستوی
منکم مَن انفق من قبل الفتح الآیۃ
قال کان قتالانِ احدہما افضلُ
من الآخر وکانت نفقتانِ اِحداہما
افضلُ مِن الاُخری کانت النفقۃُ
والقتالُ قبل الفتح فتح مکۃ
افضلَ من النفقۃ والقتال بعد ذالک وکلًّا وعد
اللّٰہ الحسنٰی قال الجنۃ وعن زید بن اسلم
قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یاتیکم قوم من ہہنا

اب میری نظر اُس صحیفہ پر پڑی۔ میں نے کہا یہ کیا ہے مجھے دو۔ بہن نے
کہا تم اس کے اہل نہیں ہو۔ تم جنابت کا غسل بھی نہیں کرتے اور
اس کو صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔ میں اس کے لینے پر اصرار
کرتا رہا حتیٰ کہ اُس نے مجھے دیدیا تو میں نے اُسے کھولا تو اس میں بسم اللہ
الرحمٰن الرحیم سامنے آئی۔ جب میں نے پڑھا الرحمٰن تو کانپ گیا۔ پھر
میں نے صحیفہ کو اپنے ہاتھ سے ڈال دیا۔ پھر دل میں خیال پیدا ہوا تو
پھر اس کو اٹھا لیا تو اس میں لکھا تھا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَہُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ہ
جب میں پڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی نام پر پہنچا تھا
تو خوف زدہ ہو جاتا تھا۔ پھر میں دل میں سوچنے لگا یہاں تک کہ
پہنچا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَکُمْ مُّسْتَخْلَفِیْنَ
فِیْہِ پر تو میں نے کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ
پھر تو قوم (یعنی مسلمان) ایک دوسرے کو خوش خبری دیتے ہوئے
نکل پڑے اور صدائے تکبیر بلند کرنے لگے۔ مروی ہے مجاہدؒ سے
آیت لایستوی الخ کی تفسیر (۱۰:۵۷) جو لوگ فتح مکہ سے پہلے
تم میں سے (فی سبیل اللہ) خرچ کر چکے! کہتے ہیں کہ انفق سے اَسلَمَ
مراد ہے (یعنی اسلام لائے) اور لڑ چکے وہ لوگ درجہ میں ان لوگوں
سے بڑے ہیں جنھوں نے بعد میں خرچ کیا؛ انفقوا سے مراد
ہے اَسلَموا (یعنی اسلام لائے) اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ جس نے
ہجرت کی وہ اس کے برابر نہیں جس نے ہجرت نہیں کی۔ وَکُلًّا
وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی (۱۰:۵۷) اور نیک جزا کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے
سب سے کیا ہے۔ اور قتادہؒ سے مروی ہے قول حق لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ الخ
کے متعلق، کہا کہ دو (قسم) قتال تھے جن میں کا ایک افضل ہے
دوسرے سے اور (اسی طرح دو قسم) نفقات تھے جن میں کا ایک
افضل ہے دوسرے سے جو نفقہ اور قتال فتح سے یعنی فتح مکہ سے پہلے کا
ہے وہ افضل ہے اُس نفقہ اور قتال سے جو اُس کے بعد ہوا۔ اور
جزائے نیک کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے سب سے کیا ہے۔ حسنیٰ کی تفسیر جنت
سے کی ہے۔ اور زید بن اسلم سے مروی ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پاس ایک قوم اُدھر سے آئے گی

Marfat.com

واشار الی الیمن تحقرون اعمالکم عند اعمالہم قالوا فنحن خیر ام ہم قال بل انتم لو ان احدہم انفق مثل احد ذہبا ما ادرک مد احدکم ولا نصیفہ و فصلت ہذہ الآیۃ بیننا و بین الناس لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح و قاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد و قاتلوا ۔ و عن زید بن اسلم عن عطاء بن یسار عن ابی سعید الخدری قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الحدیبیۃ حتی اذا کان بعسفان قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک ان یاتی قوم تحقرون اعمالکم مع اعمالہم قلنا یا رسول اللہ أ قریش قال لا ولکن ہم اہل الیمن ہم ارق افئدۃ و الین قلوبا فقلنا اہم خیر منا یا رسول اللہ قال لو کان لاحدہم جبل من ذہب فانفقہ ما ادرک مد احدکم ولا نصیفہ الا ان ہذا فصل ما بیننا و بین الناس لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح الآیۃ وقد استفاضت الاخبار فی تفضیل القدماء من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی من بعدہم فعن انس قال کان بین خالد بن الولید و بین عبدالرحمن ابن عوف کلام فقال خالد لعبدالرحمن بن عوف تستطیلون علینا بایام سبقتمونا بہا فبلغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال دعوا لی اصحابی فوالذی نفسی بیدہ لو انفقتم مثل احد او مثل الجبال ذہبا ما بلغتم اعمالہم

اور آپ نے اشارہ کیا یمن کی طرف وہ تمہارے اعمال کو اپنے اعمال کے مقابلہ میں حقیر کہیں گے۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ پھر ہم افضل ہوں گے یا وہ؟ فرمایا کہ تم ہی افضل ہو گے۔ اُن میں سے اگر کوئی اُحد کے برابر سونا خرچ کرے گا تو وہ تم میں سے کسی کے ایک مُد یا آدھے مُد کے ثواب کو نہیں پا سکے گا (ایک مُد دو رطل یا تقریباً ایک سیر کے برابر ہے) اور اس آیت نے ہمارے اور عام لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا لَا یَسْتَوِی مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا۔ اور مروی ہے زید بن اسلم عطا بن یسار سے ابو سعید خدریؓ سے انہوں نے کہا کہ ہم سال حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے۔ جب عسفان تک پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہے کہ ایسی قوم آئیگی جو تمہارے اعمال کو حقیر کہے گی اپنے اعمال کے مقابلہ پر۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ کیا وہ قریش ہوں گے فرمایا نہیں لیکن وہ اہل یمن ہوں گے۔ ان لوگوں کے باطن میں رقت ہوگی اور بہت نرم دل ہوں گے۔ پھر ہم نے کہا کہ کیا وہ ہم سے اچھے ہوں گے یا رسول اللہ؟ فرمایا کہ اگر ان میں سے کسی کے پاس سونے کا ایک پہاڑ ہو اور وہ اس کو (فی سبیل اللہ) خرچ کر دے وہ تم میں سے کسی کے ایک یا آدھے مُد کو بھی نہ پہنچے گا۔ پس یہ (آیت) فیصلہ ہے ہمارے اور دوسروں کے درمیان لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح الخ۔ اور اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے پہلے اسلام لانے والوں کی فضیلت اُن کے بعد والوں پر اخبار کے بطریق استفاضہ ثابت ہے۔ تو انسؓ سے مروی ہے کہ خالد بن الولید اور عبدالرحمنؓ بن عوف کے درمیان کچھ کہا سنی ہو گئی تو خالدؓ نے عبدالرحمنؓ بن عوف سے کہا کہ تم اپنے کو ہم سے اُن ایام کی وجہ سے اونچا سمجھ رہے ہو جن میں تم ہم سے (اسلام کی طرف) سبقت کر گئے تھے۔ یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی تو آپ نے فرمایا کہ میرے اصحاب کا پیچھا چھوڑ دو قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم مثل اُحد کے یا مثل پہاڑوں کے (یہ شک راوی ہے) سونا خرچ کرو گے تو تم اُن کے اعمال کو نہ پہنچ سکو گے

Marfat.com

عن یوسف بن عبداللہ بن سلام قال قیل رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم أنحن خیرٌ أم من بعدنا فقال رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لو أنفق أحدہم أُحُدًا ذہبًا ما بلغ مُدَّ أحدکم ولا نصیفہ ۔ وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تسبُّوا أصحابی فوالذی نفسی بیدہٖ لو أنَّ أحدکم أنفق مثل أُحد ذہبًا ما أدرک مُدَّ أحدہم ولا نصیفہ وعن ابنِ عمر قال لا تسبُّوا أصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم فلمقامُ أحدِہم ساعۃً خیرٌ من عمل أحدکم عمرہٗ عن ابن مسعود قال ما کانَ بین اسلامنا وبینَ أن عاتبنا اللہُ بہذہ الآیۃ ألم یأنِ للذینَ آمنوا أن تخشع قلوبہم لذکر اللہ الا اربع سنین وعن ابنِ مسعودؓ قال لما نزلت ألم یأنِ للذینَ آمنوا أن تخشع قلوبہم لذکر اللہ الآیۃ اقبل بعضنا علے بعضٍ ای شیٔ أحدثنا ای شیٔ صنعنا عن ابن عباسٍ قال ان اللہ استبطأَ قلوبَ المہاجرین فعاتبہم علے رأسِ ثلٰثۃَ عشرۃ سنۃً من نزولِ القرآنِ فقالَ ألم یأنِ للذین آمنوا الآیۃ عن الاعمش قال لما قدمَ اصحابُ النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم المدینۃَ فاصابوا من لین العیش ما أصابوا بعدَ ما کانَ بہم من الجہد فکانہم فتروا عن بعض ما کانوا علیہ فعوتبوا فنزلت ألم یأنِ الآیۃ عن ابی الدرداء قال قال رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من فرَّ بدینہٖ من الارض الی ارضٍ مخافۃَ الفتنۃ علے نفسہٖ ودینہٖ

اور مروی ہے یوسف بن عبداللہ بن سلام سے کہاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیاکہ کیا ہم افضل ہیں یا وہ جو ہمارے بعد کے ہیں۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایاکہ اگر اُن میں سے کوئی ایک اُحد سونا خرچ کر دے تو وہ تم میں سے کسی کے ایک یا آدھے مُد کے برابر نہ پہنچے گا۔ اور مروی ہے ابو سعیدؓ سے کہاکہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے اصحاب کو بُرا نہ کہو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص مثل اُحد کے سونا خرچ کر دے تو وہ اُن کے ایک یا آدھے مُد کے برابر نہ آسکے گا۔ اور ابن عمرؓ سے مروی ہے اُنھوں نے کہاکہ اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی نہ دو۔ یاد رکھو اُن میں سے کسی کا ایک ساعت کھڑا ہونا (اللہ کے کام میں) تم میں سے کسی کی تمام عمر کے عمل سے بہتر ہے ابن مسعودؓ سے مروی ہے فرمایاکہ ہمارے اسلام کے اور ہم پر اُس عتاب کے درمیان جو اللہ تعالےٰ نے اس آیت سے ہم پر کیا تھا چار سال سے زیادہ کا فرق نہیں تھا آلَمْ یَأْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ۔ (۵۷: ۱۶) کیا ایمان والوں کے لئے اس بات کا وقت نہیں آیاکہ اُن کے دل خدا کی نصیحت کے اور جو دینِ حق (منجانب اللہ) نازل ہوا ہے اُس کے سامنے جھک جاویں؛ اور مروی ہے ابنِ مسعودؓ سے فرمایاکہ جب نازل ہوئی آلَمْ یَأْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ تو ہم میں سے بعض بعض کو مخاطب کرنے لگاکہ "ہم سے کیا کام سرزد ہوا" "ہم نے کونسا عمل کیا؟" مروی ہے ابنِ عباسؓ سے فرمایاکہ اللہ تعالےٰ نے قلوب مہاجرین کو دیر لگاتے ہوئے پایا تو اُن کو دھمکایا نزولِ قرآن سے تیرھویں سال کے سِرے پر اور فرمایا آلَمْ یَأْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ مروی ہے اعمش سے کہاکہ جب اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں گئے تو ان کو زندگی کی جو راحت و آسائش ملنی تھی ملی بعد اُس جد وجہد کے جس میں وہ مبتلا تھے تو گویا وہ رُک گئے اپنے اُن بعض اعمال سے جن پر وہ پہلے قائم تھے تو اُن پر عتاب کیا گیا اور نازل ہوئی آیت آلَمْ یَأْنِ الخ۔ مروی ہے ابو درداءؓ سے کہاکہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اپنے دین کے ساتھ ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف بھاگا اپنی ذات پر اور اپنے دین پر

Marfat.com

وکُتِب عند اللہ صدّیقاً فاذا مات قبضہ اللہ شہیدًا و تلا ہٰذہ الآیۃ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖۤ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الصِّدِّیۡقُوۡنَ ٭ۖ وَالشُّہَدَآءُ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ ثم قال ہٰذہ فیہم ثم قال والفرّارون بدینہم من ارضٍ الٰی ارضٍ یوم القیمۃ مع عیسٰی بن مریم فی درجتہ فی الجنۃ ۔ وعن البراء بن عازب سمعتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مُؤمِنُوا امتی شہداء ثم تلا النبی صلی اللہ علیہ وسلم وَالَّذِیۡن اٰمنوا باللہ ورسلہ اُولٰئِک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم ۔ و عن ابن مسعودؓ قال ان الرجل لیموت علی فراشہ وہو شہیدٌ ثم تلا والذین اٰمنوا باللہ ورسلہ اُولٰئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم و عن ابی ہریرۃ قال انّما الشہیدُ الذی لو مات علی فراشہ دخل الجنۃ یعنی الّذی یموتُ علی فراشہ ولا ذنب لہ ۔ وعن مجاہد قال کل مؤمنٍ صدّیقٌ وشہیدٌ ثم تلا وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖۤ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الصِّدِّیۡقُوۡنَ وَالشُّہَدَآءُ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ ۔ وعن عمر بن میمون قال کلُّ مؤمنٍ صدیقٌ وشہیدٌ ثم قرأ والذین اٰمنوا باللہ ورسلہ اُولٰئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم ۔ وعن ابن عباسؓ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا باللہ ورسلہ اولئک ہم الصدیقونَ قال ہٰذہ مفصولۃٌ والشہداء عند ربہم لہم اجرہم ونورہم ۔ وعن الضحاک فی قولہ الذین اٰمنوا باللہ ورسلہ اولٰئک ہم الصدیقون قال ہٰذہ مفصولۃٌ سمّاہم صدّیقین ثم قال والشہداء عند ربہم لہم اجرہم ونورہم ۔ عن الحسن فی الآیۃ

فتنہ کے خوف سے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدّیق لکھا جائے گا پھر جب مرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کو شہید کی موت دے گا۔ اور اس آیت کی تلاوت کی وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖۤ الخ (۵۷ : ۱۹) اور جو لوگ اللہ پر اور اُس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں ایسے ہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدّیق اور شہید ہیں؛ پھر فرمایا کہ یہ ان کے بارے میں ہے اس کے بعد فرمایا اور اپنے دین کو لئے ہوئے ایک زمین سے دوسری زمین پر بھاگنے والے قیامت کے دن عیسیٰ بن مریمؑ کے ساتھ جنّت میں اُن کے درجہ میں ہوں گے۔ اور براءؓ بن عازب سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ میری اُمّت کے مؤمنین شہید ہیں پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی والّذین اٰمنوا باللہ ورسلہ آخر تک۔ اور ابنِ مسعودؓ سے مروی ہے کہ کہا کہ بیشک مردِ (خدا) اپنے بستر پر مرتا ہے اور وہ شہید (ہوتا) ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی والّذین آمنوا باللہ ورسلہ الخ۔ اور ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ کہا کہ شہید وہی ہے کہ اگر اپنے بستر پر مرے تو جنّت میں داخل ہو یعنی جو شخص اپنے فرش پر اس حال میں مرے کہ اس پر کوئی گناہ نہ ہو۔ اور مجاہدؒ سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ ہر مؤمن صدّیق و شہید ہے پھر یہ آیت تلاوت کی والّذین آمنوا باللہ ورسلہ الخ۔ اور عمر بن میمون سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ ہر مؤمن صدّیق ہے اور شہید پھر یہ آیت پڑھی والّذین آمنوا باللہ ورسلہ الخ اور ابنِ عباسؓ سے مروی ہے کہ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖۤ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الصِّدِّیۡقُوۡنَ فرمایا کہ یہ جُدا ہے (یہاں جملہ ختم ہو گیا ہے) وَالشُّہَدَآءُ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ لَہُمۡ اَجۡرُہُمۡ وَنُوۡرُہُمۡ (دُوسرا جملہ ہے)۔ اور ضحاکؒ سے مروی ہے کہ والّذین آمنوا باللہ ورسلہ اولٰئک ہم الصدیقون کہ یہ جُدا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام صدّیقین رکھا ہے۔ پھر فرمایا وَالشُّہداء عند ربہم لہم اجرہم ونورہم۔ اور مروی ہے حسنؒ سے آیت کے متعلق (یعنی اس آیت

لہ اس روایت کے لحاظ سے ترجمہ یہ ہوگا اور جو لوگ ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسولوں پر یہ لوگ صدّیقین ہیں۔ اور شہدا۔ اپنے پروردگار کے پاس ہیں اُن کے لئے ان کا اجر ہے اور اُن کا نور ۱۲ مترجم

Marfat.com

قال انہ لیقضی بالشیئۃ فی السماء و ہو کل یوم فی شأن ثم یضرب لہا اجلاً فیحبسہا الی اجلہا اذا جاء اجلہا ارسلہا فلیس لہ مردٌ و یقدر انہ کائنٌ فی یوم کذا من شہر کذا من سنۃ کذا فی بلد کذا من مصیبۃ فی القحط او الرزق او المصیبۃ فی الخاصۃ و العامۃ حتی ان الرجل یأخذ العصا یتعصی بہا وقد کان لہا کارہاً ثم یعتادہا حتی ما یستطیع ترکہا۔

عن ابی یزید قال لقی امراۃٌ عمر بن الخطاب یقال لہا خولۃ و ہو یسیرُ مع الناس فاستوقفتہ فوقف لہا و دنا منہا و اصغی الیہا راسہ و وضع یدہ علی منکبیہا حتی قضت حاجتہا و انصرفت فقال لہ رجلٌ یا امیر المؤمنین حبست رجال قریش علی ہذہ العجوز قال ویحک و تدری من ہذہ قال لا قال امراۃٌ سمع اللہ شکواہا من فوق سبع سموات ہذہ خولۃ بنت ثعلبۃ و اللہ لو لم تنصرف حتی الی اللیل

کے متعلق مَآ اَصَابَ مِنۡ مُّصِيۡبَةٍ فِى الۡاَرۡضِ وَلَا فِىۡۤ اَنۡفُسِكُمۡ اِلَّا فِىۡ كِتٰبٍ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ نَّبۡـرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرٌ (۵۷: ۲۲) کوئی مُصیبت دنیا میں آتی ہے نہ خاص تمہاری جانوں میں مگر وہ ایک کتاب میں (یعنی لوح محفوظ میں) لکھی ہے قبل اس کے کہ ہم ان جانوں کو پیدا کریں یہ اللہ کے نزدیک آسان کام ہے۔) فرمایا کہ جو بُرائی (آتی) ہے اُس کا فیصلہ آسمان میں ہی کر دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ہر روز ایک خاص شان ہوتی ہے۔ پھر وہ اُس کے لئے ایک خاص وقت مقرر کر دیتا ہے اور اس بُرائی کو اُس مُدت تک روکے رکھتا ہے پھر جب وہ وقت آجاتا ہے تو اُس کو چھوڑ دیتا ہے۔ اَب وہ لوٹ نہیں سکتی اور وہ مقدر کر دیتا ہے کہ فلاں بات ہونے والی ہے فلاں دن میں فلاں مہینے فلاں سال میں فلاں شہر میں قحط کی مُصیبت ہو یا (کسی اور وجہ سے) رزق کی یا کوئی مصیبت کسی خاص شخص پر یا عام لوگوں پر۔ یہاں تک کہ ایک شخص عصا ہاتھ میں لیتا ہے اُس سے سہارا لینے کے لئے حالانکہ وہ اس سے کراہت کرتا رہا ہے پھر وہ اُس کا عادی بن جاتا ہے یہاں تک کہ اُس کے چھوڑنے پر قادر نہیں رہتا (یہ سب اسی امر مقدر کا تصرف ہوتا ہے)۔

ازسورۂ مجادلہ

روایت ہے ابی یزید سے کہ عمرؓ بن الخطاب سے ایک عورت ملی جس کو خولہ کہا جاتا تھا اور عمرؓ اُس وقت لوگوں کے ہمراہ (سواری پر) چلے جارہے تھے۔ اُس عورت نے اُن کو ٹھہرانا چاہا تو اُس کے لئے ٹھہر گئے اور اس کے قریب آگئے اور اپنے سر کو اُس کی طرف جُھکا دیا اور اپنا ہاتھ اُس عورت کے مونڈھوں پر رکھ دیا یہاں تک کہ وہ اپنی حاجت پُوری کر چکی اور چلی گئی۔ پھر آپؓ سے ایک شخص نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ آپ نے قریش کے بہت سے لوگوں کو اس بُڑھیا کی وجہ سے چلنے سے روک دیا۔ فرمایا کہ افسوس ہے تو جانتا ہے کہ یہ کون تھی؟ اُس نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا یہ وہ عورت ہے جس کی شکایت کو اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اُوپر سے سُنا تھا۔ یہ ہے خولہ بنت ثعلبہ۔ خُدا کی قسم اگر یہ رات تک بھی واپس ہوتی

Marfat.com

ما انصرفتُ حتے تقضے حاجتہا عن ثمامۃ بنتِ جریر قالت بینما عُمر بن الخطاب یسیرُ علے حِمارہ لقیتہ امرأۃٌ فقالت قِف یا عُمر فوقف فاغلظت لہ القولَ فقالَ رجل یا امیر المؤمنین ما رأیتُ کالیوم فقال وما یمنعنے ان استمع الیہا وہی التی استمع اللہُ لہا و انزل فیہا ما انزل قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا عن مُقاتل بن حبّان قال اُنزِلت ہٰذہ الآیۃ یومَ جُمعۃٍ و رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یومئذٍ فی الصُّفّۃ و فے المکانِ ضیقٌ و کانَ یُکرمُ اہل بدر من المہاجرین و الانصار فجاء ناسٌ مِن اہل بدرٍ و قد سبق الے المجالس غیرہم فقاموا حیالَ رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقالوا السّلامُ علیکَ ایُّہا النّبی و رحمۃ اللہ تعالےٰ و برکاتہٗ فردّ النّبیّ صلے اللہ علیہ وسلم ثم سلّمُوا علے القوم بعدَ ذٰلکَ فردُّوا علیہم فقامُوا علے ارجلہم ینتظرونَ ان یُوسّع لہم فعرف النّبیّ صلے اللہ علیہ وسلم مایحملہم علے القیام فلم یُفسح لہم فشقّ ذٰلک علیہ فقال لمن حولہٗ من المہاجرین والانصار من غیر اہلِ بدرٍ قم یافلانُ وانت یا فلانُ فلم یزل یُقیمہم بعدۃ النفر الذین ہم قیامٌ من اہل بدرٍ فشقّ ذٰلک علی من اُقیم من مجلسہ فنزلت ہٰذہ الآیۃ یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِیْلَ لَکُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا

تو میں بھی واپس نہ ہوتا جب تک اس کی ضرورت پوری نہ کر دیتا۔ ثمامہ بنتِ جریر سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ اس دَوران میں کہ عمرؓ بن الخطاب اپنے گدھے پر جا رہے تھے کہ آپ سے ایک عورت ملی اُس نے کہا کہ اے عمرؓ ٹھہر۔ آپ ٹھہر گئے پھر اُس عورت نے آپ سے اکھڑ گفتگو کی تو ایک شخص نے کہا اے امیر المؤمنینؓ میں نے آج جیسی بات کبھی نہیں دیکھی تو فرمایا کہ اس کی بات سُننے سے مجھے کیا چیز مانع تھی اور یہ وہی تو تھی جس کی بات اللہ تعالےٰ نے سُنی اور اُس کے بارے میں نازل کیا جو کیا (یعنی) قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا (۵۸: ۱) بیشک اللہ تعالےٰ نے اُس عورت کی بات سُن لی جو آپ سے اپنے شوہر کے معاملہ میں جھگڑتی تھی:

مقاتل بن حبان سے مروی ہے کہ یہ آیت جمعہ کے دن نازل ہوئی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُس دن صُفّہ میں تھے اور جگہ میں تنگی تھی اور آپ مہاجرین و انصار میں سے جو اہلِ بدر تھے اُن کی عزّت کرتے تھے۔ اب یہ ہوا کہ کچھ لوگ آگئے جو اہلِ بدر میں سے تھے اور بیٹھنے کی جگہوں پر دوسرے لوگ پہلے بیٹھ چکے تھے تو وہ (آنے والے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے گرد کھڑے ہوتے اور اُنھوں نے کہا السّلامُ علیک ایہا النبیّ ورحمۃ اللہ تعالےٰ وبرکاتہٗ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو جواب دیا۔ پھر اس کے بعد اُنھوں نے قوم کو سلام کیا تو اُنھوں نے اُن کو جواب دیا۔ اب یہ لوگ کھڑے ہوئے اس کا انتظار کرنے لگے کہ اُن کے لئے جگہ نکالی جائے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کے کھڑے رہنے کی وجہ سمجھ لی اور (بیٹھے ہوئے لوگ اُسی طرح جمے رہے) اور اُن کے لئے جگہ نہ نکالی گئی۔ یہ بات آپ پر گراں ہوئی تو آپ نے اُن مہاجرین و انصار سے جو آپ کے گرد غیر اہلِ بدر میں سے تھے کہا اے فلاں تو اُٹھ اور اے فلاں تو بھی اُٹھ جا اور اسی طرح آپ نے اتنے لوگوں کو اُٹھا دیا جتنی شمار اُن اہلِ بدر میں کے کھڑے رہنے والوں کی تھی۔ اور یہ معاملہ بھاری گزرا اُن لوگوں پر جن کو مجلس سے اُٹھایا گیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِیْلَ لَکُمْ الخ (۵۸: ۱۱) اے ایمان والو! جب تم کو کہا جائے کہ مجلس میں جگہ کھول دو تو تم جگہ کھول دیا کرو

Marfat.com

يفسح الله لكم الآية عن عبد الله
ابن شوذب قال جعل والد ابي عبيدة
ابن الجراح يتصدى لابي عبيدة
يوم بدر و جعل ابو عبيدة يحيد
عنه فلما اكثر تصدّه ابو عبيدة
فقتله فنزلت لا تجد قوما يؤمنون
بالله الآية عن ابن جريج قال حُدِّثتُ
ان ابا قحافة سب النبي صلى
الله عليه وسلم فصكه ابو بكر صكة
فسقط فذكر ذلك للنبي صلى
الله عليه وسلم قال أفعلت يا
ابا بكر فقال والله لو كان السيف
قريبا مني لضربته فنزلت لا تجد
قوما الآية -

قال الله تعالى في سورة الحشر
مَآ اَفَاۤءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ
الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى
الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ
وَابْنِ السَّبِيْلِ خدای تعالی در
نص قرآن چیزی را که بفئ
حاصل شد از اہل قری یعنی
بغیر ایجاف خیل و رکاب و بدون
مباشرت قتال معین میگرداند
برائے مصارف مذکورہ که خدا و رسول
و ذو قرابت رسول و یتامے و مساکین و
ابن سبیل باشند بعد از ان میفرماید لِلْفُقَرَاۤءِ
یعنی آن فی برائے فقرائے مہاجرین
است و برائے انصار

اللہ تم کو (جنت میں) کھلی جگہ دے گا۔ اور جب (کسی ضرورت سے)
یہ کہا جائے کہ (مجلس سے) اُٹھ جاؤ تو اُٹھ جایا کرو؛ عبداللہ بن شوذب
سے مروی ہے کہ یوم بدر میں ابو عبیدہؓ بن الجراح کے بیٹے نے ابو عبیدہ
کے مقابلہ پر آنا شروع کیا اور ابو عبیدہؓ اُس سے پہلوتہی کرتے رہے۔
جب وہ یہ بار بار کرنے لگا تو ابو عبیدہؓ نے اُس کا مقابلہ کیا اور
اُس کو قتل کردیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی لَا تَجِدُ قَوْمًا الخ
جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے
ہیں آپ اُن کو نہ دیکھیں گے کہ ایسے شخصوں سے دوستی رکھتے ہیں
جو اللہ اور رسولؐ کے برخلاف ہیں گو وہ اُن کے باپ یا بیٹے
یا بھائی یا کنبہ ہی کیوں نہ ہوں الخ" ابن جُریج سے روایت ہے
اُنھوں نے بیان کیا کہ یہ سُننے میں آیا ہے کہ ابو قحافہ نے نبی صلے
اللہ علیہ وسلم کو گالی دی تو ابو بکرؓ نے اُس کے اتنے زور سے
طمانچہ مارا کہ وہ گر گیا۔ اس بات کا ذکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
سے کیا گیا تو آپؐ نے پوچھا کہ اے ابو بکرؓ کیا تم نے ایسا کیا ہے؟ تو
اُنھوں نے کہا کہ خدا کی قسم اگر تلوار میرے قریب ہوتی تو میں اُس کے
ضرور مار دیتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی لا تجد قوما الخ۔

ازسورۂ حشر

اللہ تعالیٰ نے سورۂ حشر میں فرمایا مَآ اَفَاۤءَ اللّٰهُ عَلٰى
رَسُوْلِهٖ الخ (۵۹:۷) جو کچھ اللہ تعالیٰ (اس طور پر) اپنے رسول
کو دوسری بستیوں کے (کافر) لوگوں سے دلوا دے (جیسے فدک
اور ایک حصّہ خیبر کا) سو وہ (بھی) اللہ کا حق ہے اور رسولؐ
کا اور (آپ کے) قرابت داروں کا اور یتیموں کا اور غریبوں کا اور
مسافروں کا؛ خدا تعالیٰ نص قرآن میں اُس چیز کو جو فے سے
حاصل ہو (کافروں کی) بستی والوں سے یعنی جو کہ گھوڑوں اور
اُونٹوں کو دوڑائے بغیر اور قتال کے بغیر مل جائے مصارف مذکورہ
کے لئے معین فرماتے ہیں جو کہ خدا و رسولؐ اور رسولؐ کے اہل
قرابت اور یتامیٰ اور مساکین اور مسافر ہیں۔ اُس کے بعد فرماتے
ہیں لِلْفُقَرَاۤءِ یعنے وہ فے فقراء مہاجرین کے لئے ہے اور انصار کیلئے

ملے راوی نے اس واقعہ کو مستبعد سمجھتے ہوئے لفظ حُدِّثتُ استعمال کیا۔ ابو قحافہ نے آخر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اسلام قبول کر لیا تھا ۱۲ مترجم

Marfat.com

و برائے تابعان ایشان باحسان کہ
بوصف نصیحت و خیر خواہی و دعاء خیر
برائے پیشینیان متصف اند چون فے
برائے جماعۃ غیر محصورین مقرر شد ملک
معین کسے نباشد بلکہ ہر کسے را قدر احتیاج
او باید داد و معنے خلیفہ نیست الا آنکہ
تصرف کند در بیت المال مسلمین بموافقت
سنت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
بہ نیابت او علیہ الصلوٰۃ والسلام
پس خلیفہ متصرف در فے باشد و
آن فے ملک آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نبود تا مبحث میراث
دران جاری باشد و نیز آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم شخصے خاص را
از اقارب خود ہبہ او نتوانند کرد
و ہو المقصود عن عمر بن الخطاب
قال کانت اموال بنی النضیر مما
افاء اللہ علے رسولہ مما لم یوجف
المسلمون علیہ من خیل و لا
رکاب وکانت لرسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم خاصۃ وکان ینفق
علے اہلہ منہا نفقۃ سنۃ ثم
یجعل ما بقے فی السلاح والکراع
عدۃ فی سبیل اللہ عن مالک
ابن اوس بن الحدثان قال قرأ
عمر بن الخطاب انما الصدقات للفقراء و
المساکین حتے بلغ علیم حکیم ثم
قال ہذہ لہؤلاء ثم قرأ واعلموا انما
غنمتم من شیء فان للہ خمسہ الآیۃ

اور ان کے بعد اخلاص کے ساتھ اُن کی پیروی کرنے والوں کے لئے
ہے جو ایمان پر پہل کرنے والوں کے حق میں نصیحت و خیر خواہی اور
دعا خیر کے اوصاف سے متصف ہیں۔ چونکہ فے کو ایسی جماعت
کے لئے مقرر کیا گیا ہے جو غیر محصور ہے تو یہ (مخصوص افراد کی) ملک
نہ ہوگی بلکہ اس میں سے ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق دینا چاہئے
اور خلیفہ کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں ہیں کہ وہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق مسلمانوں کے بیت المال میں تصرف
کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب بن کر۔ تو خلیفہ فے میں
متصرف ہوگا۔ اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک نہیں تھی کہ
اُس میں میراث کی بحث جاری ہو جائے اور نیز آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اپنے اقارب میں سے کسی خاص شخص کو اُس کا ہبہ بھی
نہیں کر سکتے تھے۔ اور یہی ہمارا مقصود ہے۔ عمر بن الخطاب سے مروی
ہے فرمایا کہ بنو نضیر کے اموال اُس قسم میں سے تھے جن پر مسلمانوں
کو گھوڑے دوڑانے پڑے اور نہ اونٹ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو
فے کے طور پر عطا فرمائے تھے اور یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے لئے خاص تھے اور آپ اپنے متعلقین پر اس میں سے سال بھر تک
خرچ کرتے تھے۔ جو باقی بچتا تھا اُس کو جہاد فی سبیل اللہ کے سامان
ہتھیاروں اور گھوڑوں میں خرچ کرتے تھے۔ اور مالک بن اوس
ابن الحدثان سے مروی ہے کہا کہ عمر بن الخطاب نے یہ آیت پڑھی اِنَّمَا
الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ یہاں تک کہ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ
تک پہنچے (۹: ۶۰) صدقات تو صرف حق ہے غریبوں کا اور محتاجوں
اور جو کارکن ان صدقات پر متعین ہیں اور جن کی دلجوئی کرنا منظور
ہے اور غلاموں کی گردن چھوڑانے میں اور قرضداروں کے قرضہ
میں اور جہاد میں اور مسافروں میں۔ یہ حکم اللہ کی طرف سے مقرر
ہے اور اللہ تعالے بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں۔ پھر پڑھا
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ الخ (۸: ۴۱) اور اس بات کو جان لو کہ جو
فے (کفار سے) بطور غنیمت تم کو حاصل ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ کل
کا پانچواں حصہ اللہ کا اور اُس کے رسول کا ہے اور (ایک حصہ) آپ کے
قرابت داروں کا ہے اور (ایک حصہ) یتیموں کا ہے اور (ایک حصہ)

Marfat.com

ثم قال
ہذہ لہٰؤلاء
ثم قرأ ما افاء
اللہ علی رسولہ
من اہل القریٰ حتے
بلغ للفقراء المہاجرین
الی آخر الآیۃ ثم قال
ہذہ للمہاجرین ثم تلا
والذین تبوؤ الدار
والایمان من قبلہم
الی آخر الآیۃ فقال ہذہ
للانصار ثم قرأ والذین
جاؤ من بعدہم
الی آخر الآیۃ

غریبوں کا ہے اور (ایک حصّہ) مسافروں کا ہے" پھر کہا کہ یہ حصّے تو ان (طبقات) کے ہوئے پھر پڑھا مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی سے یہاں تک کہ پہنچے لِلْفُقَرَآءِ الْمُھٰجِرِیْنَ آخر آیت تک (۵۹: ۷-۸) جو کچھ اللہ تعالےٰ (اس طور پر) اپنے رسول کو دوسری بستیوں کے (کافر) لوگوں سے دلوائے (جیسے فدک اور ایک حصہ خیبر کا) سو وہ (بھی) اللہ کا حق ہے اور رسولؐ کا اور (آپؐ کے) قرابت داروں کا اور یتیموں کا اور غریبوں کا اور مسافروں کا تاکہ وہ (مالِ فَۓ) تمہارے تونگروں کے قبضہ میں نہ آجائے اور رسولؐ تم کو جو کچھ دیدیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز (کے لینے) سے تم کو روک دیں تم رُک جایا کرو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ تعالےٰ (مخالفت کرنے پر) سخت سزا دینے والا ہے۔ اور اُن حاجتمند مہاجرین کا (بالخصوص) حق ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے (جبرًا وظلمًا) جدا کر دیئے گئے وہ اللہ تعالےٰ کے فضل (یعنی جنت) اور رضامندی کے طالب ہیں اور وہ اللہ اور اُس کے رسولؐ (کے دین) کی مدد کرتے ہیں (اور) یہی لوگ (ایمان) کے سچے ہیں" پھر عمرؓ نے کہا کہ یہ (آیت) مہاجرین (کے حصّہ) کے لئے ہے۔ پھر تلاوت کی وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِھِمْ سے آخر آیت تک (۵۹: ۹) اور (نیز) اُن لوگوں کا (بھی حق ہے) جو دار الاسلام (یعنے مدینہ) میں ان (مہاجرین) کے (آنے کے) قبل سے قرار پکڑے ہوئے ہیں جو ان کے پاس ہجرت کرکے آتا ہے اُس سے یہ لوگ محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے اُس سے یہ (انصار) اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں پاتے اور اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ اُن پر فاقہ ہی ہو۔ اور (واقعی) جو شخص اپنی طبیعت کے بُخل سے محفوظ رکھا جائے ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں" تو کہا کہ یہ (آیت) انصار کے لئے ہے۔ پھر پڑھا وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِھِمْ سے آخر آیت تک (۵۹: ۱۰) اور اُن لوگوں کا (بھی اس مالِ فَۓ میں حق ہے) جو ان کے بعد آئے جو (ان مذکورین کے حق میں) دُعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو بخش دے اور ہمارے اُن بھائیوں کو (بھی) جو ہم سے پہلے ایمان

ثم قال استوعبت ہٰذہ للمسلمین عامۃً
ولیس احدٌ الا لہٗ فی ہٰذا المالِ حقٌ
الا ما تملکون من رقیقکم ثم قال لئن
عشتُ لیاتینَّ الراعیَ وہو بسرو حمیر نصیبہ
منہا لم یعرق جبینہٗ وعن زید بن اسلم
عن ابیہ قال سمعتُ عمر بن الخطاب یقولُ
اجتمعوا لہٰذا المالِ فانظروا لمن ترونہٗ
ثم قال لہم انی امرتکم ان تجتمعوا لہٰذا
المال فتنظروا لمن ترونہ و انی قرأتُ
اٰیاتٍ من کتابِ اللّٰہِ فکفتنی سمعتُ
اللّٰہ یقول ما اَفَاءَ اللّٰہُ علٰی رَسُولِہٖ مِن
اَہلِ القُرٰی فَلِلّٰہِ وَ لِلرَّسُولِ الٰی
قولہ اُولٰئِکَ ہُمُ الصّٰادِقُونَ و
اللّٰہِ ما ہُوَ لِہٰؤلاءِ وحدہم وَ الَّذِینَ
تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَ الْاِیْمَانَ الٰی قولہ
المُفْلِحُونَ واللّٰہِ ما ہو لِہٰؤلاء وحدہم
وَ الَّذِینَ جَاءُوْ مِنْ بعدِہم یقولونَ
رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا الٰی قولہ رحیمٌ ۝ واللّٰہِ
ما احدٌ من المسلمین الّا لہٗ حقٌ فی
ہٰذا المال اُعطِیَ منہ او مُنِعَ منہ حتی لراعٍ
بعدن عن سعید بن المسیب قال قسم عمر
ذاتَ یومٍ قسماً من المال فجعلوا یثنونَ
علیہ فقال ما احمقکم لو کان لی
ما اعطیتکم منہ درہماً عن سمرۃ قال
قال رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ
وسلم یوشک ان یملأ اللّٰہُ ایدیکم
من العجم ثم یجعلہم اسداً لا یفرونَ
فیقتلونَ مقاتلتکم ویاکلونَ فیئکم
عن السائب بن یزید

لاچکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ ہونے دیجئے اے ہمارے رب آپ بڑے شفیق رحیم ہیں" پھر فرمایا کہ یہ آیت عامۃ مسلمین کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہے اور کوئی ایسا (مسلمان حاجتمند) نہیں جس کا اس مال میں حق نہ ہو بجز اُن غلاموں کے جن کے تم مالک ہو- پھر فرمایا کہ اگر میں زندہ رہا تو اس میں سے سرو حمیر کے چرواہے تک اس کا حصہ اس طرح پہنچادوں گا کہ اس کی پیشانی پر پسینہ بھی نہ آئے- اور مروی ہے زید بن اسلم سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ اسلم سے کہا کہ میں نے سُنا عمرؓ بن الخطاب سے کہتے تھے کہ اس مال کے لئے اکٹھے ہوجاؤ پھر نظر کرو جس کو تم (مستحق) دیکھو- پھر ان لوگوں سے فرمایا کہ میں نے تمھیں حکم دیا تھا کہ اس مال کے لئے جمع ہوجاؤ تاکہ تم غور کرلو جس کے بارے میں تمھاری رائے ہو اور میں نے پڑھی ہیں چند آیات کتاب اللہ کی وہ میرے لئے کافی ہوگئیں- میں نے اللہ تعالیٰ سے سُنا کہ وہ فرماتے ہیں مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سے ہُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ تک پڑھ کر فرمایا کہ واللہ وہ صرف ان ہی لوگوں کے لئے نہیں (پھر یہ آیت پڑھی) وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ سے الْمُفْلِحُوْنَ ۝ تک (پھر فرمایا) وہ صرف ان ہی لوگوں کے لئے نہیں (پھر یہ آیت پڑھی) وَ الَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِہِمْ سے رَّحِیْمٌ ۝ تک (پھر فرمایا) واللہ مسلمانوں میں سے کوئی باقی نہیں رہا مگر اُس کا اس مال میں حق ہے اس میں سے اس کو دیا جائے یا اُس سے روکا جائے حتے کہ اس چرواہے کا بھی جو عدن میں رہتا ہو- سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ایک دن عمرؓ نے لوگوں پر مال تقسیم کیا تو اُنھوں نے اُن کی تعریف شروع کردی تو عمرؓ نے کہا کیسے احمق ہو تم لوگ- اگر یہ مال میرا ہوتا تو میں تم کو اس میں سے ایک درہم بھی نہ دیتا- مروی ہے سمرہؓ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تمھارے ہاتھوں کو عجم (یعنی غیر عرب) کے مال سے بھردے- پھر ان کو شیر بنادے گا کہ وہ نہیں بھاگیں گے اور تمھارے لڑنے والوں کو قتل کر ڈالیں گے اور وہ تمھارے اموال کھائیں گے- مروی ہے سائب بن یزید

Marfat.com

قال سمعتُ عمرَ بن الخطاب یقولُ والذی
لا الٰہ الّا ہو ثلثاً ما من النّاس احد الّا
لہٗ فی ہٰذا المال حقٌ اُعطیہٗ او مُنعہٗ
وما احدٌ احقّ بہٖ من احدٍ الّا عبدٌ مملوکٌ
وما انا فیہ الّا کاحدِہم ولکنّا علٰے
منازلنا من کتابِ اللہ وقِسمِنا من
رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فالرجلُ
وبلاءہٗ فی الاسلام والرجلُ و
قدمہ فی الاسلام والرجل وغناءہ
فی الاسلام والرجل وحاجتہٗ
واللہِ لئن بقیتُ لیأتینّ الراعی
بجبل صنعاء حظّہٗ من ہذا المال
وہو بمکانہ ۔ وعن الحسن قال
کتب عمرُ الٰی حُذیفۃ اِن اَعطِ
النّاس اَعطیتَہم وارزاقَہم فکتب الیہ
انّا قد فعلنا وبقی شیءٌ کثیر فکتب الیہ عمرُ
انہ فیئُہم الّذی اَفاء اللہُ علیہم لیس ہو لعُمر
ولا لاٰلِ عمر اقسمہ بینہم ۔ عن قتادۃ فی
قولہ لِلفُقراءِ المُہاجِرِینَ الّذِینَ اُخرِجُوا
مِن دِیارِہم الٰی آخر الآیۃ قال ہٰؤلاء
المہاجرونَ ترکوا الدِّیارَ والاَموالَ
والاہلین والعشائرَ وخرجوا حبًّا لِلّٰہ و
لِرسولہ واختاروا الاسلامَ علٰے ما کانت
فیہ من شدّۃٍ حتّٰے لقد ذُکر لنا
انّ الرجلَ کان یَعصِبُ الحجرَ علٰے بطنہٖ
لیقیمَ بہٖ صلبہٗ من الجوع وکان الرجلُ
یتخذ الحفرۃَ فی الشتاءِ ما لہٗ دِثارٌ غیرہا
وعن قتادۃ فی قولہ والّذین تبوّؤ الدّار
والایمان الٰے آخر الآیۃ قال ہم ہٰذا الحیّ من الانصا

کہاکہ میں نے سُنا عمرؓ بن الخطاب سے کہ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اُس ذات
کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں تین مرتبہ (کہا) کہ لوگوں میں
سے کوئی نہیں مگر اس کا اس مال میں حق ہے اُس کو دیا جائے یا
روکا جائے اور کوئی ایک دوسرے سے زیادہ حقدار نہیں بجز مملوک
غلام کے اور میں بھی اس میں تم میں سے کسی ایک کی طرح ہوں۔
لیکن ہم اپنی اُن منزلوں پر ہیں جو کتاب اللہ میں متعین کردی
گئیں اور اُن حصّوں پر جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
ثابت ہوئے کہ ایک شخص ہے اور اسلام کی وجہ سے جو مُصیبت
اُس پر پڑی (اس کا آپ نے لحاظ رکھا) اور ایک شخص ہے کہ اسلام
میں ثابت قدم رہا اور ایک شخص ہے جو اسلام میں بہت کارآمد
رہا، ایک شخص ہے (جو حاجتمند ہے) اُس کی حاجت کو دیکھا۔
واللہ اگر میں زندہ رہا تو میں اس مال میں سے اُس چرواہے تک اُس کا
حصّہ پہنچا کر رہوں گا جو جبلِ صنعاء میں ہو اور وہ اپنے مقام پر
موجود رہے۔ اور مروی ہے حسنؒ سے کہ عمرؓ نے حُذیفہؓ کو لکھا کہ
لوگوں کو مقررہ عطیات اور اُن کے وظائف دیدو۔ حذیفہؓ نے
عمرؓ کو لکھا کہ ہم نے تعمیل کردی اور بہت کچھ بچ گیا ہے۔ پھر عمرؓ
نے ان کو لکھا کہ یہ ان ہی کا حصّہ ہے جو اللہ تعالےٰ نے اُن کے لئے متعین
کردیا ہے۔ وہ عمرؓ کے لئے یا عمرؓ کی اولاد کے لئے نہیں ہے۔ اُن ہی
کے درمیان تقسیم کردو۔ مروی ہے قتادہؒ سے آیۃ لِلفُقَرَاءِ
الْمُہٰجِرِیْنَ الخ میں کہ کہا کہ یہ وہ مہاجرین ہیں جنھوں نے اپنے
گھروں کو چھوڑا اور اموال کو اور گھروالوں کو اور اہلِ قرابت
کو اور نکل پڑے اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبّت میں اور
اُنھوں نے یہ جانتے ہوئے اسلام کو اختیار کیا کہ اس میں کتنی سختیاں
جھیلنا ہوں گی یہاں تک کہ ہم سے وثوق کے ساتھ ذکر کیا گیا کہ
ایک شخص ہے جو بھوک کی شدّت سے اپنی کمر سیدھی رکھنے کے لئے
پیٹ سے پتھر باندھ رہا ہے اور ایک شخص ہے جو سردی سے بچنے کے
گڑھا کھود کر اپنا ٹھکانا بنا رہا ہے اور اس کے پاس اوڑھنے کے لئے
کوئی کپڑا اس کے سوا نہیں ہے۔ اور مروی ہے قتادہؒ سے آیت
وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ الخ میں کہاکہ وہ یہی انصا

Marfat.com

اسلموا فی دیارہم و ابتنوا المساجد قبل قدوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بسنتین واحسن اللہ الثناء علیہم فی ذلک وہاتان الطائفتان الاولیان من ہذہ الامۃ اخذتا بفضلہما و اثبت اللہ حظہما فی ہذا الفیء ثم ذکر الطائفۃ الثالثۃ۔ فقال وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الی آخر الآیۃ قال انما امروا ان یستغفروا لاصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولم یؤمروا بسبہم عن الحسن قال فضل اللہ المہاجرین علی الانصار فلم یجدوا فی صدورہم حاجۃ قال الحسد عن عمر انہ قال اوصی الخلیفۃ بعدی بالمہاجرین الاولین ان یعرف لہم حقہم ویحفظ لہم حرمتہم و اوصیہ بالانصار الذین تبوؤا الدار والایمان من قبل ان یہاجر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یقبل من محسنہم ویعفو عن مسیئہم عن سعد بن ابی وقاص قال الناس علی ثلاث منازل قد مضت منزلتان وبقیت منزلۃ فاحسن ما انتم کائنون علیہ ان تکونوا بہذہ المنزلۃ التی بقیت ثم قرأ لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ الآیۃ ثم قال ہؤلاء المہاجرون وہذہ منزلۃ وقد مضت ثم قرأ وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ الآیۃ ثم قال ہؤلاء الانصار وہذہ منزلۃ وقد مضت ثم قرأ وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ فقد مضت ہاتان المنزلتان وبقیت ہذہ المنزلۃ فاحسن ما انتم کائنون علیہ

میں کا قبیلہ ہے جو اپنے گھروں میں اسلام لائے اور انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے دو برس پہلے مسجدیں بنالی تھیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی اس بارے میں اچھی تعریف کی ہے اور یہ دونوں پہلی جماعتیں اس امت میں سے ایسی ہیں جو اپنی (سب سے بڑی) فضیلت کی مالک بن چکیں اور اللہ تعالےٰ نے ان دونوں جماعتوں کا اس فیٔ میں حصہ قائم کیا۔ پھر تیسرے گروہ کا ذکر کیا اور فرمایا وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ آخر آیت تک۔ (قتادہؒ نے) کہا کہ (اس عنوان سے) ان کو حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے دعائے مغفرت کیا کریں اور ان کو گالیاں دینے کا حکم نہیں دیا گیا تھا (جس کے مرتکب یہ لوگ خلافت وغیرہ کے امور میں ہوتے)۔ حسنؒ سے مروی ہے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مہاجرین کو انصار پر فضیلت دی۔ فلم یجدوا فی صدورہم حاجۃ میں کہا کہ (حاجت سے) حسد مراد ہے۔ مروی ہے عمرؓ سے کہ انھوں نے کہا کہ میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں مہاجرین اوّلین کے بارے میں کہ ان کے حق کو پہچانیں اور ان کے احترام کا تحفظ کریں اور ان انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں جو اس دارالاسلام (مدینہ) میں متوطن اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کرکے آنے سے پہلے ہی سے ایمان پر قائم ہیں کہ ان کے اچھے لوگوں کی قدر کریں اور بروں سے درگزر کریں۔ مروی ہے سعدؓ بن ابی وقاص سے کہا کہ لوگ تین منزلوں پر تھے ۲ منزلیں تو گزر چکیں اور ایک منزل باقی رہ گئی تو جس منزل میں تم اب موجود ہو اس کی سب سے اچھی بات یہ ہے کہ تم (اس سے نیچے نہ گرو بلکہ) اس پر قائم رہو کہ اب باقی رہ گئی ہے۔ پھر (اس اجمال کی تفصیل کے لئے) یہ آیات پڑھیں للفقراءِ المہٰجرین الذین اخرجوا من دیارھم و اموالھم پھر فرمایا کہ یہ تو مہاجرین ہیں اور یہ منزل گزر چکی پھر پڑھا والذین تبوؤا الدار والایمان من قبلھم الخ پھر کہا کہ یہ انصار ہیں اور ایک منزل یہ ہے اور یہ بھی گزر چکی۔ پھر پڑھا والذین جاءُو من بعدھم یقولون الخ تو وہ ۲ منزلیں گزر چکیں اور اب یہ ایک منزل باقی رہ گئی ہے تو یہ اچھی منزل جس پر تم اب ہو

ان یکونوا بہذہ المنزلۃ عن الضحاک والذین
جاءو من بعدہم الآیۃ قال امروا بالاستغفار
لہم وقد علم ما احدثوا عن عائشۃ قالت
امروا ان یستغفروا لاصحاب النبی صلے
اللہ علیہ وسلم فسبوہم ثم قرأت ہذہ الآیۃ
والذین جاءو من بعدہم یقولون ربنا اغفرلنا
ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان عن ابن عمر
انہ سمع رجلا وہو یتناول بعض المہاجرین
فقرأ علیہ للفقراء المہاجرین الآیۃ ثم
قال ہؤلاء المہاجرون افمنہم انت قال
لا ثم قرأ علیہ والذین تبوؤا الدار و
الایمان الآیۃ قال ہؤلاء الانصار افمنہم
انت قال لا ثم قرأ علیہ والذین جاءو من
بعدہم الآیۃ قال افمن ہؤلاء انت قال ارجو
قال لیس من ہؤلاء من سب ہؤلاء
ومن وجہ آخر عن ابن عمر انہ بلغہ ان رجلا
نال من عثمان فدعاہ فاقعدہ بین یدیہ
فقرأ علیہ للفقراء المہاجرین الآیۃ قال
من ہؤلاء انت قال لا ثم قرأ والذین
تبوؤا الدار والایمان الآیۃ ثم قال
من ہؤلاء انت قال لا ثم قرأ والذین
جاءو من بعدہم الآیۃ قال امن ہؤلاء
انت قال ارجو ان اکون منہم
قال لا واللہ ما یکون منہم من
تناولہم وکان فی قلبہ الغل علیہم
عن نعیم بن محمد الرحبی قال کان فی خطبۃ
ابی بکر الصدیق واعلموا انکم تغدون و
تروحون فی اجل قد غیب عنکم علمہ فان
استطعتم ان ینقضی الاجل وانتم

اس پر قائم رہو۔ مروی ہے ضحاکؒ سے والذین جاءو من بعدہم الخ
کہا کہ لوگوں کو حکم دیا گیا تھا کہ ان کے لئے استغفار کریں اور جو کچھ
انھوں نے کیا وہ معلوم ہی ہے۔ مروی ہے عائشہؓ سے فرمایا کہ
لوگوں کو حکم دیا گیا تھا کہ اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے
استغفار کریں مگر انھوں نے ان کو گالیاں دینا شروع کر دیں پھر
یہ آیت پڑھی والذین جاءو من بعدہم یقولون ربنا اغفرلنا و
لاخواننا الذین سبقونا بالایمان۔ مروی ہے ابن عمرؓ سے کہ انھوں
نے ایک شخص سے انصار کی عیب جوئی کی باتیں سنیں تو انھوں
نے اس کے سامنے یہ آیت پڑھی للفقراء المہاجرین الخ پھر فرمایا
کہ یہ تو مہاجرین ہیں، کیا تو ان میں سے ہے؟ اس نے کہا نہیں۔
پھر اس کے سامنے یہ آیت پڑھی والذین تبوؤا الدار والایمان الخ
فرمایا کہ یہ انصار ہیں۔ کیا تو ان میں سے ہے؟ اس نے کہا نہیں۔
پھر اس کے سامنے یہ آیت پڑھی والذین جاءو من بعدہم آخر تک
اور پوچھا کیا ان میں سے ہے تو؟ اس نے کہا امید کرتا ہوں۔ فرمایا نہیں!
وہ ان میں سے نہیں جو ان کو گالیاں دے۔ اور ابن عمرؓ سے
ایک روایت بصورت دیگر مروی ہے۔ وہ یہ کہ ان کو یہ بات
پہنچی کہ ایک شخص عثمانؓ پر عیب لگاتا ہے تو انھوں نے اس کو
بلایا اور اپنے سامنے بٹھایا پھر اس کے سامنے آیت للفقراء المہاجرین الخ
پڑھ کر کہا کہ کیا ان ہی میں سے ہے تو؟ اس نے کہا نہیں پھر
آیت والذین تبوؤا الدار والایمان آخر تک پڑھ کر پوچھا کہ
کیا ان میں سے ہے تو؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر پڑھا والذین
جاءو من بعدہم آخر تک پھر پوچھا کہ کیا ان میں سے ہے تو؟ اس نے
کہا کہ میں امید کرتا ہوں کہ ان میں سے ہوں۔ ابن عمرؓ نے کہا نہیں
واللہ ان میں سے کوئی ایسا شخص نہیں ہو سکتا جو ان کی عیب جوئی
کرتا ہو اور اس کے قلب میں ان کی طرف سے کینہ ہو۔ مروی ہے
نعیم بن محمد الرحبی سے کہا کہ ابوبکر صدیقؓ کے خطبہ میں یہ ارشاد
تھا کہ لوگو جان لو کہ تم صبح و شام میں داخل ہوتے ہو ایک
مدت معینہ کے اندر جس کا علم تم سے مخفی رکھا گیا ہے تو اگر تم
میں استطاعت ہو کہ اس مدت کو گزار دو اس طرح کہ تم (حقوق)

Marfat.com

على حذر فافعلوا و لن تستطيعوا ذلك الا بالله و ان اقواما جعلوا اعمالهم لغيرهم فنهاكم الله ان تكونوا امثالهم فقال وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنْسَاهُمْ أَنْفُسَهُمْ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝ اين من كنتم تعرفون من اخوانكم قد انتهت عنهم اعمالهم و وردوا على ما قدموا اين الجبارون الاولون الذين بنوا المدائن و حصنوها بالحوائط و قد صاروا تحت الصخر و الآكام هذا كتاب الله لا تفنى عجائبه و لا يطفى نوره استضيئوا منه ليوم الظلمة وانتصحوا كتابه و تبيانه فان الله قد اثنى على قوم فقال كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ ۝ لا خير في قول لا يبتغى به وجه الله و لا خير في مال لا ينفق في سبيل الله و لا خير فيمن يغلب غضبه حلمه، و لا خير في رجل يخاف في الله لومة لائم۔

بچتے رہو تو ایسا کرو اور تم میں اس کی استطاعت ہرگز نہ ہوگی مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اور بہت سی قومیں ہیں جنھوں نے (اپنے کردار چھوڑ کر) دوسروں کے اعمال اختیار کر لئے (اور تباہ ہوگئیں) تو اللہ تعالیٰ نے تم کو روکا ہے اس سے کہ تم ان جیسے بنو اور فرمایا وَ لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ الخ (۵۹: ۱۹) اور تم اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنھوں نے اللہ (کے احکام) سے بے پرواہی کی تو اللہ تعالیٰ نے خود ان کی جان سے ان کو بے پرواہ بنا دیا یہی لوگ نافرمان ہیں" وہ تمہارے بھائی کہاں گئے جن کو تم پہچانتے تھے اُن کے اعمال کا دفتر بند ہو چکا ہے۔ اور وہاں جو کچھ وہ پہلے بھیج چکے تھے اُس پر پہنچ گئے۔ کہاں ہیں وہ دَورِ گزشتہ کے سرکش لوگ جنھوں نے شہروں کی بنیادیں رکھیں اور اُن کو قلعہ بند کیا چہار دیواری سے اور وہ خود پتھروں اور جھاڑیوں کے نیچے پہنچ گئے۔ یہ اللہ کی کتاب (موجود) ہے جس کے عجائب ختم نہ ہوں گے اور اس کا نور کبھی نہ بجھایا جا سکے گا۔ تاریک دن میں اس سے روشنی حاصل کیا کرو، اللہ کی کتاب اور اس کے بیان سے نصیحت حاصل کرو، دیکھو اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی تعریف کی اور فرمایا كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ (۲۱: ۹۰) یہ لوگ نیک کاموں میں دوڑتے تھے اور اُمید و بیم کے ساتھ ہماری عبادت کرتے تھے اور ہمارے سامنے دب کر رہتے تھے" اُس قول میں خیر نہیں جس سے اللہ کی رضا مطلوب نہ ہو۔ اور اُس مال میں خیر نہیں جو اللہ کے راستہ میں خرچ نہ کیا جائے۔ اور اُس شخص میں خیر نہیں جس کے حلم پر اس کا غضب غالب آجاتا ہے اور اُس شخص میں خیر نہیں جو اللہ (کے حکم کی تعمیل) میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے ڈرے۔

از سورۂ ممتحنہ

عن علی قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا والزبیر و المقداد فقال انطلقوا حتی تاتوا روضۃ خاخ فان بها ظعينة معها كتاب

مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور زبیر رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور کہا کہ روانہ ہو جاؤ جب تم روضۂ خاخ[1] پر پہنچو گے وہاں تم کو ایک عورت ملیگی اُس کے ساتھ ایک خط ہے

[1] روضہ خاخ ایک موقع ہے مدینہ سے بارہ کوس کے فاصلہ پر۔

Marfat.com

فقد وه منها فأتوني به فخرجنا حتى أتينا الروضة فاذا نحن بالظعينة فقلنا أخرجي الكتاب قالت ما معي من كتاب فقلنا لتخرجن الكتاب أو لتلقين الثياب فأخرجته من عقاصها فأتينا به النبي صلى الله عليه وسلم فاذا فيه من حاطب ابن أبي بلتعة الى أناس من المشركين بمكة يخبرهم ببعض أمر النبي صلى الله عليه وسلم فقال النبي صلى الله عليه وسلم ما هذا يا حاطب قال لا تعجل علي يا رسول الله اني كنت امرءا ملصقا في قريش ولم أكن من أنفسها وكان من معك من المهاجرين لهم قرابات يحمون بها أهليهم وأموالهم بمكة فأحببت اذ فاتني ذلك من النسب فيهم أن أصطنع عليهم يدا يحمون بها قرابتي وما فعلت ذلك كفرا ولا ارتدادا عن ديني فقال النبي صلى الله عليه وسلم صدق فقال عمر دعني يا رسول الله فاضرب عنقه فقال انه شهد بدرا وما يدريك لعل الله اطلع على أهل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لكم وانزلت فيه يا أيها الذين آمنوا لا تتخذوا عدوي وعدوكم أولياء تلقون اليهم بالمودة - عن عمر بن الخطاب قال كتب حاطب بن أبي بلتعة الى المشركين بكتاب فجيء به الى النبي صلى الله عليه وسلم

وہ اُس سے لے کر میرے پاس لے آؤ۔ ہم روانہ ہو گئے۔ جب ہم روضہ پر پہنچے تو ہمارے سامنے وہ عورت موجود تھی۔ ہم نے اُس سے کہا وہ خط نکال (جو تو لے جارہی ہے) اس نے کہا میرے ساتھ کوئی خط نہیں، ہم نے کہا تجھے ضرور خط نکالنا پڑے گا یا تجھے اپنے کپڑے اُتارنے پڑیں گے تو اُس نے اپنے بالوں کے جُوڑے میں سے خط نکال کر دیا جس کو لے کر ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے۔ دیکھتے ہیں کہ وہ حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے تھا مشرکین مکہ کے چند لوگوں کے نام جس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعض خاص معاملہ (یعنی مکہ پر حملہ کرنے کے ارادے) کی اُن کو خبر دے رہے تھے۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا ہے اے حاطب! حاطب نے کہا یارسول اللہ میرے بارے میں رائے قائم کرنے میں جلدی نہ کیجیے۔ میں ایک ایسا شخص ہوں جو قریش میں مل گیا تھا اور میں ان کے خاندان میں سے نہیں تھا اور جتنے لوگ مہاجرین میں سے آپ کے ساتھ ہیں ان کی وہاں قرابتیں ہیں جن کے ذریعہ سے اُن کے اہل و اموال کا مکہ میں بچاؤ ہو رہا ہے تو میں نے یہ چاہا کہ اس حالت میں کہ نسبی راہ سے میرے اہل و عیال کے بچاؤ کی کوئی صورت مجھے میسر نہیں ہے میں ان پر اپنا ایک احسان رکھدوں جس کی وجہ سے وہ لوگ میرے اقرباء کی حفاظت کریں اور میں نے ایسا اس لئے نہیں کیا کہ مجھ میں کفر ہے یا میں اپنے دین سے پھر گیا ہوں یہ سُنکر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حاطب نے سچ کہا ہے۔ عمرؓ نے کہا یارسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن ماردوں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بدر میں حاضر تھا اور تمھیں کیا خبر کیا عجب ہے اللہ تعالےٰ نے اہل بدر کی لغزشوں پر مطلع ہوتے ہوئے فرمایا کہ تم جو چاہو کرو میں تمہاری مغفرت کر چکا ہوں اور اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذوا (۱۰۶۰) اے ایمان والو تم میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ کہ ان سے دوستی کا اظہار کرنے لگو۔ عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے فرمایا کہ حاطب ابن ابی بلتعہ نے مشرکین کو ایک خط لکھا تھا وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس

Marfat.com

فقال یا حاطب ما دعاک الی ما صنعت قال یا رسول اللہ کان اہلی فیہم فخشیت ان یصرموا علیہم فقلت اکتب کتابا لا یضر اللہ ولا رسولہ فقلت اضرب عنقہ یا رسول اللہ فقد کفر فقال وما یدریک ابن الخطاب ان یکون اللہ اطلع علی اہل ہذہ العصابۃ من اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم

عن ابن شہاب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استعمل ابا سفیان ابن حرب علی بعض الیمن فلما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقبل فلقی ذا الخمار مرتدا فقاتلہ فکان اول من قاتل فی الردۃ وجاہد عن الدین قال ابن شہاب وہو ممن انزل اللہ فیہ عسی اللہ ان یجعل بینکم وبین الذین عادیتم منہم مودۃ

وعن ابی ہریرۃ قال اول من قاتل اہل الردۃ علی اقامۃ دین اللہ ابو سفیان بن حرب وفیہ نزلت ہذہ الآیۃ عسی اللہ ان یجعل بینکم وبین الذین عادیتم منہم مودۃ

عن ابن عباس فی قولہ عسی اللہ ان یجعل بینکم وبین الذین عادیتم منہم مودۃ قال نزلت فی تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ام حبیبۃ

عن ابن عباس قال اسلم عمر بن الخطاب وتاخرت امراتہ فی المشرکین فانزل اللہ ولا تمسکوا بعصم الکوافر

عن مقاتل قال انزلت ہذہ الآیۃ یوم الفتح

لایا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اے حاطب کس چیز نے تجھے اس کام پر آمادہ کیا جو تو کر گزرا۔ حاطب نے کہا یا رسول اللہ میرے متعلقین اُن میں رہ گئے ہیں مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ اُن پر تلوار چلا دیں تو میں نے خیال کیا کہ میں اُن کو خط لکھ دوں جو اللہ اور اس کے رسولؐ کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ میں نے کہا میں اس کی گردن ماردوں یا رسول اللہؐ یہ کافر ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اے ابن الخطابؓ تجھے کیا خبر اللہ تعالےٰ نے اس گروہ اہلِ بدر (کی خطایا) پر مطلع ہوتے ہوئے یہ فرمایا کہ تم جو چاہو کرو میں نے تمھاری مغفرت کر دی ہے۔ مروی ہے ابن شہاب سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یمن کے ایک علاقہ پر ابو سفیان بن حرب کو عامل بنایا۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو ابو سفیان آتے (راہ میں) مقابلہ ہوا ذوالخمار سے جو مرتد ہو گیا تھا اُس سے قتال کیا۔ تو ابو سفیان پہلے شخص تھے جس نے ردت کے سلسلہ میں قتال کیا اور دین کی طرف سے جہاد کیا۔ ابن شہاب نے کہا کہ اور وہ بھی اُن لوگوں میں سے ہے جن کے بارے میں اللہ تعالےٰ نے نازل کیا عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّجْعَلَ الخ (۶۰: ۷) اللہ تعالےٰ سے اُمید ہے (یعنی اُدھر سے وعدہ ہے) کہ تم میں اور ان لوگوں میں جن سے تمھاری عداوت ہے دوستی کر دے۔ اور ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس شخص نے قتال کیا اہلِ ردت سے اللہ تعالےٰ کے دین کے قائم کرنے کے لئے وہ ابو سفیان بن حرب ہے اور اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی عسی اللہ ان یجعل الخ۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے عسی اللہ ان یجعل بینکم الخ کے بارے میں کہ یہ آیت اُمّ حبیبہؓ (ابو سفیان کی بیٹی) سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نکاح ہونے کے بارے میں نازل ہوئی۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب اسلام لے آئے تھے اور اُن کی بیوی اُن سے پیچھے رہ گئی مشرکین میں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی وَلَا تُمْسِکُوْا بِعِصَمِ الْکَوَافِرِ (۶۰: ۱۰) اور (اے مسلمانو) تم کافر عورتوں کے تعلقات کو باقی مت رکھو۔ مروی ہے مقاتل سے کہ فتح مکہ کے دن آیت نازل ہوئی دیکھئے یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ الخ (۶۰: ۱۲) اے پیغمبر جب

Marfat.com

فبايع رسول الله صلى الله عليه وسلم الرجال على الصفا وعمر يبايع النساء تحتها عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ق عن اسمٰعيل بن عبد الرحمن بن عطية عن جدته ام عطية قالت لما قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة جمع نساء الانصار في بيت فارسل اليهن عمر بن الخطاب فقام على الباب فسلم فقال انا رسول رسول الله صلى الله عليه وسلم اليكن تبايعن على ان لا تشركن بالله شيئا ولا تسرقن ولا تزنين الآية قلنا نعم فمد يده من خارج البيت ومددنا ايدينا من داخل البيت قال اسمٰعيل فسألت جدتي عن قوله ولا يعصينك في معروف قالت نهانا عن النياحة عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم امر عمر ابن الخطاب فقال قل لهن ان رسول الله صلى الله عليه وسلم يبايعكن على ان لا تشركن بالله شيئا وكانت هند متنكرة في النساء فقال لعمر قل لهن ولا تسرقن قالت هند والله اني لاصيب من ابي سفيان الهنة فقال ولا تزنين فقالت وهل تزني الحرة فقال ولا تقتلن اولادكن قالت هند انت قتلتهم يوم بدر ولا ياتين ببهتان يفترينه بين ايديهن وارجلهن ولا يعصينك في معروف قال منعهن ان ينحن وكان اهل الجاهلية يمزقن الثياب

مسلمان عورتیں آپ کے پاس (اس غرض سے) آویں کہ آپ اُن سے اُن باتوں پر بیعت کریں، تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مردوں سے بیعت لی کوہِ صفا کے اُوپر اور عمرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عورتوں سے بیعت لے رہے تھے کوہ صفا کے نیچے۔ اور مروی ہے اسمٰعیل بن عبدالرحمن بن عطیہ سے وہ روایت کرتے ہیں اپنی دادی اُمِّ عطیہؓ سے کہتی تھیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو انصار کی عورتوں کو ایک گھر میں جمع کیا اور اُن کی طرف عمرؓ بن الخطاب کو بھیجا۔ وہ دروازے پر کھڑے ہوئے پھر سلام کیا اور کہا کہ میں تمہارے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا آیا ہوں کیا تم اس پر بیعت کرو گی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گی اور نہ چوری کرو گی اور نہ زنا کرو گی (آیت میں جتنی باتیں ہیں سب کا اظہار کیا) ہم نے کہا ہاں تو اُنھوں نے گھر کے باہر سے ہاتھ بڑھایا اور ہم نے گھر کے اندر سے اپنے ہاتھ بڑھائے۔ اسمٰعیل نے کہا کہ میں نے اپنی دادی سے پوچھا کہ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ سے کیا مراد ہے تو اُنھوں نے کہا کہ ہم کو نوحہ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ بن الخطاب کو (مکہ میں) عورتوں سے بیعت لینے کا حکم دیا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تم سے بیعت لیتے ہیں اس پر کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ہند عورتوں میں پہچاننے میں آتی نہ تھی۔ آپ نے عمرؓ سے کہا کہ ان سے یہ کہہ کہ وہ چوری نہ کریں گی۔ ہند نے کہا کہ واللہ میں ابو سفیان کی معمولی چیزوں کو اُڑا لے جاتی تھی۔ پھر عمرؓ نے کہا اور نہ زنا کریں تو (ہند نے) کہا کیا آزاد عورتیں زنا کرتی ہیں۔ پھر (عمرؓ نے) کہا اور نہ تم اپنی اولاد کو قتل کرو گی۔ تو ہند بولی کہ ان کو تو تم بدر کے دن قتل کر چکے ہو۔ پھر کہا اور نہ بہتان کی (اولاد) لاویں گی جس کو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان (نطفہ شوہر سے جنی ہوئی دعویٰ کرکے) بنالیویں اور مشروع بات میں وہ آپ کے خلاف نہ کریں گی۔ (ابن عباسؓ نے) کہا کہ اُن کو نوحہ کرنے سے منع کیا ہے اور جاہلیت کے دور کی عورتیں اپنے کپڑے پھاڑتی تھیں

Marfat.com

وَيَخْمِشْنَ الوجوهَ ويقطعنَ الشعورَ ويدعونَ بالويل والثبور۔

خدای تعالے در سورۂ صف میفرماید

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ فَآمَنَت طَّائِفَةٌ مِّن بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَفَرَت طَّائِفَةٌ فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ ٥ ای مردمان مومنان را کہ شوید یاری دہندگان خدا چنانکہ از اصحاب عیسیٰ علیہ السلام بعمل آمد گفت عیسیٰ پسر مریم حواریین را کیست یاری دہندہ من روئے بخدا آوردہ گفتند حواریان مائیم یاری دہندگان خدا پس ایمان آورد طائفہ از بنی اسرائیل و کافر گشت طائفہ پس تقویت دادیم مسلمانان را بر دشمنان ایشان پس گشتند غالب دریں سورہ رمزی است باآنکہ خدای تعالے غلبۂ دین حق بر جمیع ادیان خواستہ است و این معنے تمام در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر نخواہد شد بلکہ بعد آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم مجاہدات خواہد بود و فتوح بسیار ظہور خواہد نمود چنانکہ بعد حضرت عیسیٰ حواریان بآن دین غالب شدند براعدای خویش واللہ اعلم وعن قتادۃ فی قولہ تعالے یا ایہا الذین آمنوا کونوا انصار اللہ قال قد کان ذلک بحمد اللہ جاءہ سبعون رجلاً فبایعوہ عند العقبۃ فنصروہ و آووہ حتے اظہر اللہ دینہ ولم یسم حی من السماء قط باسم ولم یکن

اور چہروں کو نوچ لیا کرتی تھیں اور بالوں کو کاٹ ڈالا کرتی تھیں اور ہائے تباہی ہائے ہلاکت پکارا کرتی تھیں۔

از سورۂ صف

حق تعالے سورۂ صف میں فرماتے ہیں يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ الخ (۶۱:۱۴) اے ایمان والو اللہ کے (دین کے) مددگار ہو جاؤ جیسا کہ عیسیٰ بن مریم نے (ان) حواریین سے فرمایا کہ اللہ کے واسطے میرا کون مددگار ہوتا ہے وہ حواری بولے ہم اللہ کے (دین کے) مددگار ہیں سو (اس کوشش کے بعد) بنی اسرائیل میں سے کچھ لوگ ایمان لائے اور کچھ لوگ منکر رہے۔ سو ہم نے ایمان والوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں تائید کی سو وہ غالب ہو گئے۔[1] مومنوں کو حکم دیتے ہیں کہ تم اللہ کے مددگار بنو جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب سے عمل میں آیا۔ عیسیٰ بن مریم نے حواریین سے کہا کہ اللہ کے لئے مجھے مدد دینے والا کون ہے تو حواریوں نے کہا تھا کہ اللہ کے مدد دینے والے ہم ہیں۔ اس کے بعد بنی اسرائیل کی ایک جماعت تو ایمان لے آئی اور ایک جماعت کافر ہو گئی تو ہم نے مسلمانوں کو ان کے دشمنوں کے مقابلہ پر قوت دی تو وہ غالب ہو گئے۔ اس سورت میں اس طرف اشارہ ہے کہ حق تعالیٰ نے دین حق کو تمام دینوں پر غلبہ دینا چاہا ہے اور یہ بات پورے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظاہر نہیں ہوگی بلکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہت سے جہاد ہوں گے اور بہت سی فتوحات کا ظہور ہوگا جیسا کہ حواری عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اس دین کے ساتھ اپنے دشمنوں پر غالب آگئے۔ واللہ اعلم۔ اور قتادہ سے مروی ہے آیت یا ایہا الذین آمنوا کونوا انصار اللہ کے بارے میں کہا الحمد للہ یہ واقع ہو چکا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ستر آدمی آئے اور انہوں نے عقبہ کے نزدیک آپ سے بیعت کی پھر آپ کو مدد بھی دیتے رہے اور آپ کو ٹھکانا بھی دیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غالب کر دیا اور آسمان سے کسی زندہ کی نشاندہی اس کا نام لے کر نہیں کی گئی اور ان کا نام

[1] یہ صورت تغلیباً ہے۔ اسماء میں سے زید بن حارثہ کا ذکر نام کے ساتھ موجود ہے ۱۲

Marfat.com

هم ذلک غيرهم وذكر لنا ان بعضهم قال هل تدرون علی ما تبايعون هذا الرجل انكم تبايعونه علی محاربة العرب كلها و يقتلوا وذكر لنا ان رجلاً قال يا نبی الله اشترط لربک و لنفسک ما شئت قال اشترط لربی ان تعبدوه و لا تشركوا به شيئاً واشترط لنفسی ان تمنعونی مما منعتم انفسكم و ابناءكم قالوا فاذا فعلنا ذلک فما لنا يا نبی الله قال لكم النصر فی الدنيا و الجنة فی الآخرة ففعلوا و فعل الله قال والحواريون كلهم من قريش ابوبكر و عمر و علی و حمزة و جعفر و ابوعبيدة بن الجراح و عثمان بن مظعون و عبدالرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص و عثمان بن عفان و طلحة بن عبيدالله و الزبير بن العوام عن ابن عباس فايدنا الذين آمنوا محمدا صلی الله عليه وسلم وامته علی عدوهم فاصبحوا اليوم ظاهرين۔

عن السائب بن يزيد قال كان النداء الذی ذكر الله فی القرآن يوم الجمعة فی زمن رسول الله صلی الله عليه وسلم وابی بكر وعمر وعامة خلافة عثمان ان ينادی المنادی اذا جلس الامام علی المنبر فلما تباعدت المساكن وكثر الناس امر بالنداء الاول فلم يعب الناس ذلک عليه وقد عابوا عليه حين

انصار کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ اور ہم سے ذکر کیا گیا کہ بیعت کرنیوالوں میں سے بعض نے یہ کہا تھا کہ تم سمجھ بھی رہے ہو کہ کس بات پر اس شخص سے بیعت کر رہے ہو؟ تم بیعت کر رہے ہو پورے عرب سے جنگ کرنے پر اور چاہیئے کہ تم اطاعت کرو۔ اور ہم سے ذکر کیا گیا کہ ایک شخص نے کہا یا نبی اللہ آپ ہم پر شرط قرار دیجئے اپنے رب کے لئے اور اپنی ذات کے لئے جو آپ چاہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے رب کے لئے یہ شرط قرار دیتا ہوں کہ تم صرف اُسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور اپنی ذات کے لئے یہ شرط قرار دیتا ہوں کہ جس طرح تم اپنی جانوں کا اور اپنی اولاد کا بچاؤ کرتے ہو میرا بھی کرو گے انھوں نے کہا کہ جب ہم ایسا کریں گے تو اے نبی اللہ ہمارے لئے کیا اجر ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ تمھارے لئے دنیا میں (خدا کی) مدد ہوگی اور آخرت میں جنت۔ تو اُنھوں نے (شرط کو) پورا کر دیا اور اللہ نے (بھی) پورا کر دیا۔ (قتادہؒ نے) کہا اور آپ کے حواری سب قریش میں سے تھے ابوبکرؓ اور عمرؓ اور علیؓ اور حمزہؓ اور جعفرؓ اور ابوعبیدہؓ بن الجراح اور عثمانؓ بن مظعون اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور سعدؓ بن ابی وقاص اور عثمانؓ بن عفان اور طلحہؓ بن عبیداللہ اور زبیرؓ بن العوام رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔ مروی ہے ابن عباسؓ سے پس مدد کی ہم نے اُن لوگوں کی جو ایمان لائے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اور اُن کی اُمت کی اُن کے دشمنوں پر تو وہ ہو گئے آج فتحیاب۔

از سورۃ جمعہ

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ جمعہ کے دن جس نداء کا قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے (اِذا نودِیَ للصّلوٰۃ مِن یومِ الجُمُعۃِ) وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکرؓ و عمرؓ کے اور ابتدائی سال خلافتِ عثمانؓ کے زمانہ میں یہ تھی کہ منادی (یعنی مؤذن) اُس وقت ندا کرتا (یعنے اذان دیتا) تھا جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا۔ پھر جب مکانات دُور دُور بن گئے اور آبادی پھیل گئی تو عثمانؓ نے پہلی اذان کا اضافہ کیا اور لوگوں نے عثمانؓ کے اس فعل پر اعتراض نہیں کیا حالانکہ اُنھوں نے اس وقت اعتراض کیا تھا جب منیٰ میں عثمانؓ نے

Marfat.com

اتمّ الصلوٰۃ بمنےٰ قال کنّا فی زمانِ عمرُ نصلّی فاذا خرج عمرو جلس علی المنبر قطعنا الصّلوٰۃ و تحدّثنا وربما اقبل عمرُ علیٰ بعض من یلیہ فسألہم عن سُوقہم ودراہمہم والمؤذن یؤذّن فاذا سکت المؤذّن قام عمرُ فتکلّم ولم نتکلّم حتّے یفرغ من خطبتہ عن خرشۃ بن الحرّ قال رأے معی عمرُ بن الخطاب لوحًا مکتوبًا فیہ اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ فقالَ من املیٰ علیکم ہٰذا قلتُ اُبیّ بن کعب قال انّ اُبیًّا اقرأنا للمنسوخ اِقرأہا فَامْضُوْا اِلٰی ذِکر اللّٰہ عن الحسن انّہ سُئِلَ عن قولہٖ تعالےٰ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ قال ماہی بالسّعی علی الاقدام ولقد نُہُوْا اَنْ یأتوا الصّلوٰۃَ اِلّا وعلیہم السّکینۃُ والوقارُ ولکن بالقلوب والنیّۃ والخشوع عن جابر بن عبد اللّٰہ قالَ بینما النبیُّ صلّے اللّٰہ علیہ وسلّم یخطب یومَ الجمعۃ قائمًا اذ قدمت عیرُ المدینۃ فابتدرہا اصحابُ رسول اللّٰہ صلّے اللّٰہ علیہ وسلّم حتّے لم یبق فیہم الّا اثنی عشر رجلًا انا فیہم وابوبکر وعمرُ فانزل اللّٰہ وَ اِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْ لَہْوَا انْفَضُّوْآ اِلَیْہَا الیٰ آخر السّورۃ وعن الحسن بینما النبی صلّے

نماز پوری پڑھی تھی[1]۔ کہا (سائب نے) ہم عمرؓ کے زمانہ میں نماز پڑھتے ہوتے تھے پھر جب عمرؓ نکلتے اور منبر پر بیٹھ جاتے تھے تو نماز پڑھنا بند کردیتے تھے اور بات کرتے تھے اور بسا اوقات عمرؓ اپنے پاس والوں کی طرف متوجہ ہوکر بازار کا اور درہموں کا سوال کرلیتے (یعنی اشیا کے بھاؤ بحساب فی درہم دریافت کرتے) حالانکہ مؤذن اذان دیتا ہوا ہوتا تھا۔ پھر جب مؤذن خاموش ہوتا تو عمرؓ کھڑے ہوتے اور کلام کرتے اب ہم نہیں بولتے تھے یہاں تک کہ وہ اپنے خطبہ سے فارغ ہوجائیں۔ خرشہ بن الحر سے روایت ہے بیان کیا کہ ایک ن عمرؓ بن الخطاب نے میرے پاس ایک تختی دیکھی جس میں لکھا تھا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ تو انھوں نے کہا کہ یہ تم کو کس نے لکھ کردیا ہے؟ میں نے کہا اُبیّ بن کعب نے فرمایا کہ اُبیّ ہم میں منسوخ کا سب سے بڑا قاری ہے۔ اس کو فامضوا الی ذکر اللہ پڑھو۔ مروی ہے حسنؒ سے کہ ان سے پوچھا گیا آیت فاسعوا الی ذکر اللہ کے بارے میں تو انھوں نے کہا کہ یہ سعی (دوڑنا) قدموں پر نہیں ہے۔ اس سے تو لوگوں کو منع کیا گیا ہے یہ حکم ہے کہ جب نماز میں آئیں تو اُن پر اطمینان اور وقار ہی ہونا چاہیئے لیکن (سعی سے) قلب کے ساتھ اور نیت کے ساتھ اور خشوع کے ساتھ (سعی مراد ہے کہ دل میں نماز کے جلدی چلنے کا تقاضا ہونا چاہیئے)۔ جابر بن عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن کھڑے ہوتے خطبہ پڑھ رہے تھے کہ اسی دوران میں مدینہ کا ایک قافلہ آپہنچا تو اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس کی طرف دوڑ پڑے یہاں تک کہ ان میں سے صرف بارہ آدمی باقی رہ گئے میں بھی اُن (باقی رہنے والوں) میں تھا اور ابوبکرؓ و عمرؓ (بھی) تو اللہ تعالےٰ نے (یہ آیت) نازل کی وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً (۱۰۶۲) اور وہ لوگ جب تجارت یا اور کسی مشغولی کو دیکھتے ہیں تو وہ اس کی طرف دوڑنے کے لئے بکھر جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا ہوا چھوڑ جاتے ہیں۔ اور مروی ہے حسنؒ سے کہ جمعہ کے دن رسول اللہ صلے

[1] کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ سفر میں قصر اور اتمام دونوں کو جائز سمجھتے تھے کیونکہ قرآن میں ہے لیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ یعنے قصر کرنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔ بعضوں نے کہا کہ انھوں نے منیٰ میں اقامت کی نیت کرلی تھی ۱۲

Marfat.com

الله عليه وسلم يخطب يوم الجمعة اذ قدمت عير المدينة فانفتلوا اليها وتركوا النبي صلى الله عليه وسلم فلم يبق معه الا رهط منهم ابو بكر وعمر فنزلت هذه الآية فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفسي بيده لو تتابعتم حتى لا يبقى معي احد منكم لسال بكم الوادي نارا عن طاوس قال خطب رسول الله صلى الله عليه وسلم قائما وابو بكر وعمر وعثمان وان اول من جلس على المنبر معوية بن ابي سفيان عن الشعبي قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا صعد المنبر يوم الجمعة استقبل الناس بوجهه فقال السلام عليكم ويحمد الله ويثني ويقرأ سورة ثم يجلس ثم يقوم فيخطب ثم ينزل فكان ابو بكر وعمر يفعلانه في قصة زيد بن ارقم فبينا انا اسير قد خفقت رأسي من الهم اذ اتاني رسول الله صلى الله عليه وسلم فعرك اذني وضحك في وجهي ثم ان ابا بكر لحقني فقال ما قال لك رسول الله صلى الله عليه وسلم قلت ما قال لي شيئا الا انه عرك اذني وضحك في وجهي فقال ابشر فلما اصبحنا قرأ رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا جاءك المنافقون قالوا نشهد انك لرسول الله حتى بلغ ليخرجن الاعز منها الاذل ع

اللہ علیہ وسلم خطبہ فرما رہے تھے اسی درمیان میں مدینہ کا ایک تجارتی قافلہ آپہنچا تو سب اس کی طرف تتر بتر ہو گئے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ گئے تو آپ کے ساتھ کوئی باقی نہ رہا بجز ان میں کی چھوٹی سی جماعت کے جن (موجودین میں) ابوبکرؓ و عمرؓ تھے۔ پھر آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم بھی اُن کے پیچھے چل دیتے یہاں تک کہ میرے ساتھ کوئی باقی نہ رہتا تو تم کو یہ وادی آگ میں بہالے جاتی۔ اور طاؤس سے مروی ہے کہا کہ خطبہ دیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر اور ابوبکرؓ نے اور عمرؓ نے اور عثمانؓ نے اور سب سے پہلے جو شخص منبر پر (خطبہ کے وقت) بیٹھا وہ معاویہؓ بن ابی سفیان ہیں۔ مروی ہے شعبی سے، کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب جمعہ کے دن منبر پر چڑھتے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ فرماتے اور اللہ کی حمد و ثنا کرتے اور کوئی سورت پڑھتے پھر بیٹھتے پھر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے پھر نیچے اتر آتے۔ آپ کے بعد ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں ایسا ہی کرتے رہے۔

از سورۂ منافقون

زیدؓ بن ارقم کے قصہ میں یہ مذکور ہے کہ میں غم سے سر جھکائے ہوئے چلا جا رہا تھا کہ میرے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آئے اور میرا کان اینٹھا اور میرے چہرے کو دیکھ کر ہنسے۔ پھر مجھ سے ابوبکرؓ ملے اور پوچھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے کیا فرمایا۔ میں نے کہا کچھ نہیں فرمایا بجز اس کے کہ میرا آپ نے کان اینٹھا اور میرے سامنے ہنسے۔ اُنھوں نے کہا کہ بشارت ہو۔ پھر جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قراءت کی اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا سے لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ تک۔[1]

لہ وہ قصہ یہ ہے کہ عبداللہ بن اُبی نے ایک سفر میں یہ کہا کہ اصحاب کو کچھ مت دو تاکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے تتر بتر ہو جائیں اور جب ہم مدینہ پہنچیں گے تو ہم سب سے زیادہ عزت والے ہیں وہ ذلیل لوگوں کو نکال دیں گے۔ زید بن ارقم نے اس گفتگو کو سُن لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کر دیا۔ آپ نے عبداللہ بن اُبی سے مواخذہ کیا تو یہ صاف مُکر گیا اور بہت سی جھوٹی مغلظ قسمیں کھا گیا کہ میں نے نہیں کہا۔ منافقین نے کہنا شروع کر دیا کہ زید نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے جھوٹ بولا تھا۔ اس واقعہ کی تکذیب سے زید بن ارقم کو بڑا رنج تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی ان لوگوں نے قسمیں کھا کر یقین دلا دیا کہ میں جھوٹا ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے سورہ منافقون میں زید کی خبر کی تصدیق فرما دی ۱۲

Marfat.com

عن جابر بن عبد الله قال كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم في غزاة قال سفيان يرون انها غزوة بني المصطلق فكسع رجل من المهاجرين رجلاً من الانصار فقال المهاجري يا للمهاجرين وقال الانصاري يا للانصار فسمع ذلك النبي صلى الله عليه وسلم فقال ما بال دعوى الجاهلية قالوا رجل من المهاجرين كسع رجلاً من الانصار فقال النبي صلى الله عليه وسلم دعوها فانها منتنة فسمع ذلك عبد الله ابن ابي فقال او قد فعلوها والله لئن رجعنا الى المدينة ليخرجن الاعز منها الاذل فبلغ النبي صلى الله عليه وسلم فقام عمر فقال يا رسول الله دعني اضرب عنق هذا المنافق فقال النبي صلى الله عليه وسلم دعه لا يتحدث الناس ان محمداً يقتل اصحابه زاد الترمذي فقال له ابنه عبد الله لا تنقلب حتى تقر انك الذليل و رسول الله العزيز ففعل

جب آپ کے پاس یہ منافقین آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم (دل سے) گواہی دیتے ہیں کہ آپ بیشک اللہ کے رسول ہیں اور یہ تو اللہ کو معلوم ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں (اس میں تو ان کے قول کی تکذیب نہیں کی جاتی) اور (باوجود اس کے) اللہ تعالےٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافقین (اس کہنے میں) جھوٹے ہیں۔ (آخر رکوع ۸:۶۳ میں فرمایا) (اور) یہ (لوگ) کہتے ہیں کہ اگر ہم اب مدینہ میں لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلت والے کو نکال باہر کرے گا۔

مروی ہے جابرؓ بن عبد اللہ سے کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے۔ سفیان نے کہا کہ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ غزوہ بنی المصطلق تھا، تو مہاجرین میں کے ایک شخص نے انصار میں کے ایک شخص کے مُکّہ مار دیا تو اُس مہاجر نے (مدد کے لئے مہاجرین کو پکارا کہ) یا للمہاجرین اور انصاری نے (اپنی حمایت کے لئے انصار کو پکارا اور) کہا یا للانصار۔ اس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سُن لیا اور فرمایا کہ کیا بات ہے یہ جاہلیت کی پکاریں کیسی ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ مُہاجرین میں سے ایک شخص نے انصار میں کے ایک شخص کے مُکّہ مار دیا یہ سُن کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس (عادت) کو چھوڑو یہ گندی بات ہے۔ یہ بات سُن لی عبد اللہ بن اُبَیّ نے تو اُس نے کہا جب کہ انھوں نے ایسا کیا واللہ جب ہم مدینہ پہنچیں گے تو جو لوگ زیادہ عزت والے ہیں وہ زیادہ ذلیل لوگوں کو ضرور نکال دیں گے۔ اس بات کی اطلاع نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو عمرؓ کھڑے ہو گئے اور کہا کہ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن مار دوں۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھوڑ دو اس کو، لوگ یہ نہ کہیں کہ محمدؐ اپنے اصحاب کو قتل کرنے لگا ہے۔ ترمذی نے اس پر یہ اضافہ کیا کہ اُس کے بیٹے عبد اللہؓ نے اس سے کہا کہ مت لوٹ جب تک تو اس کا اقرار نہ کر لے کہ تو ذلیل ہے اور رسول اللہ عزیز ہیں تو اُس نے اقرار کیا۔

از سورۂ طلاق

عن ابن عمر انه طلق امرأته وهي حائض على عهد النبي صلى الله عليه وسلم فانطلق عمر

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے اپنی بیوی کو جب کہ وہ حائضہ تھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں طلاق دیدی۔ عمرؓ نے

Marfat.com

فذکر ذلک لہ فقال مرہ فلیراجعہا ثم یمسکہا حتے تطہر ثم یطلقہا ان بدالہ فانزل اللہ عند ذلک یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْھُنَّ فِیْ قُبُلِ عِدَّتِھِنَّ قال ابو الزبیر ہکذا سمعت ابن عمر یقرأہا و فی روایۃ عن ابن عمر انہ طلق امرأتہ و ہی حائض فذکر ذلک عمر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثم قال لیراجعہا ثم یمسکہا ثم تحیض فتطہر فان بدالہ ان یطلقہا فلیطلقہا طاہرًا قبل ان یمسہا فتلک العدۃ التے امر اللہ ان تطلق لہا النساء وقرأ النبی صلے اللہ علیہ وسلم یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْھُنَّ فِیْ قُبُلِ عِدَّتِھِنَّ عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جدہ قال اجتمع ابوبکر و عمر و ابوعبیدۃ بن الجراح رضی اللہ عنہم فتماروا فی شیئ فقال لہم علی انطلقوا بنا الٰی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فلما وقفوا علیہ قالوا یا رسول اللہ جئنا نسئلک عن شیئ فقال ان شئتم فاسئلوا وان شئتم خبرتکم بما جئتم لہ فقال لہم جئتم تسألونی عن الرزق من این یأتی وکیف یأتی ابی اللہ ان یرزق عبدہ المؤمن الا من حیث لایعلم عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لو انکم توکلون علے اللہ

جاکر آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کو حکم دو کہ رجوع کرے پھر اس کو روکے یہاں تک کہ وہ حیض سے پاک ہوجائے پھر اگر اس کی یہی رائے رہے تو طلاق دیدے تو اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں نازل کی یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ الخ (۶۵: ۱) اے پیغمبر (آپ لوگوں سے کہدیجیے کہ) جب تم لوگ اپنی عورتوں کو طلاق دینے لگو تو ان کو (زمانہ) عدت (یعنی حیض) سے پہلے (یعنی طہر میں) طلاق دو۔ اور ایک روایت میں ابن عمرؓ سے اس طرح مروی ہے کہ اُنھوں نے اپنی بیوی کو طلاق دی جب کہ وہ حائضہ تھی اس کا ذکر عمرؓ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ تو فرمایا چاہیئے کہ اُس سے مراجعت کرے پھر اس کو روکے پھر وہ حائضہ ہو اور پھر پاک ہو (یعنے طہر کا زمانہ آجائے) پھر اگر اُس کی رائے یہی ہو کہ اُس کو طلاق دے تو طلاق دیدے طاہر ہونے کی حالت میں اُس کو چھونے سے قبل۔ تو یہ ہے وہ عدت جس کا اللہ نے حکم دیا ہے کہ اس میں عورتوں کو طلاق دی جائے اور پڑھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس طرح یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اذا طلقتم النساء فطلقوھن فی قبل عدتھن (یہ لعدتھن کی تفسیر ہے۔ ترجمہ مرقومہ بالا اسی کے مطابق ہے)۔ مروی ہے جعفر بن محمد سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے وہ دادا سے کہ جمع ہوگئے ابوبکرؓ و عمرؓ و ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم وہ آپس میں ایک بات پر بحث کر رہے تھے تو ان سے علیؓ نے کہا کہ ہم سب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلیں تو جب یہ سب آپ کے سامنے پہنچے تو اُنھوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم آپ سے ایک بات پُوچھنے کے لئے آئے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو سوال کرلو اور اگر تم چاہو تو میں تمھیں بتادوں کہ تم کس وجہ سے آئے ہو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم مجھ سے رزق کے بارے میں پُوچھنے کے لئے آئے ہو کہ کہاں سے آتا ہے اور کیونکر آتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نہیں چاہتے کہ اپنے بندۂ مؤمن کو رزق دیں مگر اس طرح سے کہ اُس کو علم نہ ہو (وَیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ)۔ مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر تم لوگ توکل کرو اللہ پر جو اس پر

Marfat.com

حق توکلہ لرزقکم کما یرزق الطیر
تغدو خماصًا و تروح بطانًا ؕ و عن
قتادۃ قال کان عمر یقول لو وضعت
ذا بطنہا و ہو موضوع علی سریرہ
من قبل ان یقبر حلت ؕ عن سعید
ابن المسیب قال قضی عمر فی المرأۃ التی
یطلقہا زوجہا تطلیقۃ ثم تحیض حیضۃ
او حیضتین ثم ترفعہا حیضتہا لایدرے
الذی رفعہا لہ انہا تربص بنفسہا
مابینہا و بین تسعۃ اشہر فان
استبان حمل فہی حامل و ان
مرت تسعۃ اشہر و لاحمل بہا
اعتدت ثلثۃ اشہر بعد ذلک ثم
حلت ؕ و عن سعید بن المسیب ان عمر
استشار علی بن ابی طالب و زید بن ثابت
قال زید رأیت ان کانت نسیا قال
علی فاخر الاجلین قال عمر لو وضعت
ذا بطنہا و زوجہا علی نعشہ لم یدخل
حفرتہ لکانت قد حلت عن ابی سنان
قال سأل عمر بن الخطاب عن ابی عبیدۃ
فقیل لہ انہ یلبس الغلیظ من الثیاب
و یأکل اخشن الطعام فبعث الیہ
بالف دینار و قال للرسول انظر
ما یصنع بہا اذا ہو اخذہا فما
لبث ان لبس الین الثیاب
و اکل اطیب الطعام فجاء الرسول
فاخبرہ فقال رحمہ اللہ تأول ہذہ الآیۃ
لینفق ذو سعۃ من سعتہ و من قدر علیہ رزقہ
فلینفق مما اتاہ اللہ ۔ عن ابن عباس قال

توکل کا حق ہے تو تم کو اس طرح رزق دے جس طرح پرندوں کو دیتا
ہے کہ وہ صبح کے وقت بھوکے ہوتے ہیں اور شام کے وقت اُن کے
پیٹ بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور مروی ہے قتادہؒ سے کہا کہ عمرؓ کہتے
تھے کہ اگر وضع حمل ایسے وقت ہوجائے کہ ابھی اُس کے شوہر کی نعش
تخت (یا چارپائی) پر ہو اور قبر میں بھی نہ رکھا گیا تو وہ عورت
حلال ہوجائے گی (یعنی عدت کی پابندی باقی نہ رہیگی)۔ مروی
ہے سعید بن المسیب سے کہا کہ اُس عورت کے حق میں جس کے شوہر نے
اُس کو ایک طلاق دی پھر اُس کو ایک یا دو حیض آئے پھر اس کو
حیض آنا بند ہوگیا اور یہ نہیں سمجھا جاسکا کہ حیض بند ہونے کا
کیا سبب ہے عمرؓ نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ طلاق سے نو مہینے تک اپنے نفس
کو روکے (یعنی عدت میں رہے) پھر اگر حمل ظاہر ہوجائے تو حاملہ ہے
(وضع حمل پر عدت پوری ہوگی) اور اگر نو مہینے گزر گئے اور حمل ظاہر
نہ ہوا تو وہ اس کے بعد تین ماہ عدت گزارے پھر کھل جائیگی۔ اور
روایت ہے سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ نے علیؓ بن ابی طالب اور زیدؓ
ابن ثابت سے مشورہ کیا۔ زیدؓ نے کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ وہ بھول
گئی ہے۔ علیؓ نے کہا کہ عدت دونوں مدتوں کے آخر تک بڑھائی جائے
عمرؓ نے کہا اگر وضع حمل ہوجائے اور شوہر کی نعش رکھی ہوئی ہو
اور قبر میں دفن بھی نہ کی گئی ہو تو وہ حلال ہوجائیگی۔ ابو سنان
سے مروی ہے کہ عمرؓ نے ابو عبیدہؓ کا حال لوگوں سے پوچھا تو ان سے
کہا گیا کہ وہ موٹے کپڑے پہنتے ہیں اور سخت کھانا کھاتے ہیں تو ان
کے پاس اُنھوں نے ایک ہزار دینار بھیجدیے اور ایلچی سے کہا کہ
اس پر نظر رکھو کہ وہ ان کو لے کر کیا کرتے ہیں۔ تو اُنھوں نے زیادہ
دیر نہیں لگائی کہ ملائم کپڑے پہن لئے اور اچھا کھانا شروع کردیا۔
جب قاصد واپس آیا تو اُس نے حالات بیان کئے۔ تو آپ نے فرمایا
اللہ اس پر رحم کرے اُنھوں نے اس آیت سے اخذ کیا اور اُس کی
پیروی کی۔ لینفق ذو سعۃ الخ (۶۵: ۷) وسعت والے کو اپنی وسعت
کے موافق خرچ کرنا چاہیے اور جس کی آمدنی کم ہو اُس کو چاہیے
کہ اللہ نے جتنا اُسے دیا ہے اُس میں سے خرچ کرے۔

از سورۂ تحریم | مروی ہے ابن عباسؓ سے بیان کیا کہ میں نے

Marfat.com

قلتُ لعمرَ بن الخطاب من المرأتان اللتان تظاهرتا قالَ عائشۃ وحفصۃ وکانَ ذٰلک الحدیث فی شانِ ماریۃ اُمّ ابراہیم القبطیۃ اصابہا النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتِ حفصۃ فی یومہا فوجدت حفصۃ فقالت یانبیَّ اللہ لقد جئتَ الیَّ شیئًا ماجئتَہٗ الیٰ احدٍ من ازواجکَ فی یومی و فی دوری وعلٰی فراشی قال الاَ ترضینَ ان اُحرّمہا فلا اَقربہا قالتْ بلیٰ فحرّمہا و قال لاتذکری ذٰلکَ لاحدٍ فذکرتْہ لعائشۃَ فانزلَ اللہُ یاَیُّہَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللہُ لَکَ الآیات کلہا فبلغنا انَّ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفّر من یمینہ و اصابَ جاریتَہٗ عن ابن عباسٍ فی قولہ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًا قال دخلتْ حفصۃُ علی النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہا لاتخبری عائشۃَ حتی اُبشّرکِ ببشارۃٍ فانَّ اباکِ یلی الامرَ بعد ابی بکر اذا اَنا متُّ فذہبتْ حفصۃُ فاخبرتْ عائشۃَ وعن عائشۃَ فی قولہ واذ اسرّ النبیّ الٰی بعض ازواجہ حدیثًا قال اسرّ الیہا انّ ابابکر خلیفتی من بعدی وعن علیٍّ و ابن عباسٍ قالاَ واللہِ ان امارۃَ ابی بکر وعمر لفی الکتاب واذ اسرّ النبیّ الٰی بعض ازواجہ حدیثًا قال لحفصۃ ابوکِ و ابو عائشۃ والیا الناسِ بعدی فایاکِ ان تخبری احدًا وعن میمون بن

عمرؓ بن الخطاب سے پوچھا کہ وہ دو عورتیں کون کونسی تھیں جو آپس میں مل گئی تھیں تو انھوں نے کہا کہ عائشہؓ اور حفصہؓ اور یہ بات پیش آئی تھی ماریہؓ قبطیہ اُمّ ابراہیم کے سلسلہ میں کہ اس سے متارب ہوئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم حفصہؓ کے گھر میں اُن کے (متعینہ) دن میں اس پر حفصہؓ کو رنج ہوا اور انھوں نے کہا یا نبی اللہ آج آپ نے میرے ساتھ ایسا معاملہ کیا ہے جو ازواج میں سے آپ نے کسی کے ساتھ نہیں کیا۔ میرے دن میں میرے نمبر میں اور میرے فرش پر آپ نے فرمایا کیا تو اس سے راضی نہ ہو گی کہ میں اس کو اپنے اوپر حرام کر لوں اور کبھی اس سے مقاربت نہ کروں۔ حفصہؓ نے کہا ہاں تو آپ نے اس کو حرام کر لیا اور ان سے کہا کہ اس بات کا کسی سے ذکر نہ کرنا مگر انھوں نے عائشہؓ سے ذکر کر دیا تو اللہ تعالےٰ نے نازل کیا یَاَیُّہَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللہُ لَکَ، تمام آیتیں (۱:۶۶) اے نبی جس چیز کو اللہ تعالےٰ نے آپ کے لئے حلال کیا آپ (قسم کھا کر اس کو اپنے اوپر) کیوں حرام فرماتے ہیں؟ پھر ہم کو یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا اور اپنی جاریہ کے پاس گئے۔ مروی ہے ابن عباسؓ سے آیت اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ الخ کے بارے میں (۳:۶۶) اور جب کہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی کسی بی بی سے ایک بات چپکے سے فرمائی الخ؛ کہا کہ حفصہؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ نے ان سے کہا کہ عائشہؓ کو خبر نہ کرنا میں تجھے ایک بشارت دیتا ہوں تیرا باپ خلیفہ ہوگا بعد ابوبکرؓ کے جب کہ میرا انتقال ہو چکے گا۔ تو حفصہؓ نے جا کر عائشہؓ کو خبر کر دی۔ اور مروی ہے عائشہؓ سے دربارہ آیت وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ الخ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے راز کے طور پر اُن سے یہ فرمایا کہ میرے بعد میرا خلیفہ ابوبکرؓ ہوگا اور مروی ہے علیؓ سے اور ابن عباسؓ سے دونوں نے کہا واللہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کی امارت کا ذکر قرآن میں موجود ہے واذ اسرّ النبیّ الٰی بعض ازواجہ حدیثًا (وہ بات یہ تھی کہ) آپ نے حفصہؓ سے فرمایا تھا کہ میرے بعد تیرا باپ اور عائشہؓ کا باپ دونوں امیر ہوں گے لوگوں پر۔ خبردار کسی کو اس کی خبر نہ کرنا۔ اور میمون بن

مہران فی قولہ واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا قال اسر الیہا ان ابا بکر خلیفتی من بعدی وعن حبیب بن ابی ثابت واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا قال اخبر عائشۃ ان اباہا الخلیفۃ من بعدہ و ان اباحفصۃ الخلیفۃ من بعد ابیہا وعن الضحاک فی قولہ واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا قال اسر الی حفصۃ بنت عمر ان الخلیفۃ من بعدہ ابوبکر و من بعد ابی بکر عمر وعن مجاہد فی قولہ عَرَّفَ بَعْضَہٗ وَ اَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ قال الذی عرف امر ماریۃ واعرض قولہ ان اباک و اباہا یلیان الناس بعدی مخافۃ ان یفشوا اخرج مسلم عن عبداللہ بن عباس قال حدثنی عمر بن الخطاب قال لما اعتزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نساءہ دخلت المسجد فاذا الناس ینکتون بالحصی ویقولون طلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نساءہ و ذلک قبل ان یؤمر بالحجاب فقلت لاعلمن ذلک الیوم فدخلت علی عائشۃ فقلت یا بنت ابی بکر قد بلغ من شانک ان تؤذی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت ما لی ولک یا ابن الخطاب فدخلت علی حفصۃ فقلت لہا یا حفصۃ اقد بلغ من شانک ان تؤذی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ لقد علمت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحبک لولا انا لطلقک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فبکت اشد البکاء فقلت لہا

مہران سے مروی ہے آیت واذ اسر النبی الخ کے بارے میں انھوں نے کہا کہ وہ خفیہ بات آپؐ نے اُن سے یہ کہی تھی کہ میرے بعد ابوبکرؓ خلیفہ ہوگا۔ اور حبیب بن ابی ثابت سے روایت ہے آیت واذ اسر النبی الخ کے بارے میں اُنھوں نے کہا کہ آپ نے خبر دی عائشہؓ کو کہ اُن کا باپ خلیفہ ہوگا آپ کے بعد اور یہ کہ ابوحفصہؓ (یعنی عمرؓ) خلیفہ ہوگا اُن کے باپ کے بعد۔ اور مروی ہے ضحاک سے آیت واذ اسر النبی الخ کے بارے میں کہ آپ نے چپکے سے حفصہؓ بنت عمرؓ سے یہ فرمایا تھا کہ آپ کے بعد خلیفہ ابوبکرؓ ہوگا اور بعد ابوبکرؓ کے عمرؓ ہوگا۔ اور مجاہدؒ سے مروی ہے عَرَّفَ بَعْضَہٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ کے بارے میں (۶۶: ۳) تو پیغمبرؐ نے (اس ظاہر کرنیوالی بی بی کو) تھوڑی سی بات تو جتلادی اور تھوڑی سی بات کو ٹال گئے" کہ آپؐ نے ماریہؓ والا معاملہ تو جتلادیا اور اس بات سے کہ تیرا باپ اور اُس کا باپ میرے بعد لوگوں پر امیر بننے والے ہیں، اس اندیشہ سے کہ یہ مشہور نہ ہوجائے آپ نے اعراض کیا۔ آخذ کیا مُسلم نے، روایت ہے ابن عباسؓ سے اُنھوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا عمرؓ بن الخطاب نے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کنارہ کشی کی تھی اپنی بیبیوں سے تو میں مسجد میں داخل ہوا، دیکھتا ہوں کہ لوگ کنکریاں کرید رہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کو طلاق دیدی' اور یہ بات پردے کا حکم آنے سے پہلے کی ہے تو میں نے خیال کیا کہ مجھے اس بات کی ضرور تحقیق کرنی چاہیے، تو میں عائشہؓ کے پاس گیا اور میں نے کہا اے ابوبکرؓ کی بیٹی مجھے تیرے بارے میں یہ معلوم ہوا ہے کہ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اذیت دیتی ہے تو عائشہؓ نے مجھے یہ جواب دیا کہ اے ابن الخطاب تجھے مجھ سے بازپرس کا کیا حق ہے۔ پھر میں حفصہؓ کے پاس پہنچا اور میں نے اُس سے کہا کہ کیا اب تیری شان اس درجہ پر پہنچ گئی ہے کہ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچائے۔ واللہ تو جانتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے محبت نہیں کرتے اگر میں نہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھے طلاق دیدیتے تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ میں نے اُس سے پوچھا کہ

Marfat.com

این رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت ہو فی خزانتہ فی المشربۃ فدخلت فاذا انا برباح غلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاعدًا علی اسکفۃ المشربۃ مُدَلٍّ رجلیہ علی نقیر من خشب وہو جذع یرقی علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وینحدر فنادیتہ یا رباح استاذن لی عندک علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنظر رباح الی الغرفۃ ثم نظر الیّ فلم یقل شیئًا قلت فانی اظن ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظن انی جئت من اجل حفصۃ واللہ لئن امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بضرب عنقہا لاضربن عنقہا فرفعت صوتی فاوما الیّ بیدہ ان اصعد فدخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو مضطجع علی حصیر فجلست فاذا علیہ ازار ولیس علیہ غیرہ واذا الحصیر قد اثر فی جنبہ ونظرت فی خزانۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا انا بقبضۃ من شعیر نحو الصاع ومثلہا من قرظ فی ناحیۃ الغرفۃ واذا افیق معلق فابتدرت عینای فقال ما یبکیک یا ابن الخطاب قلت یا نبی اللہ ومالی لا ابکی وہذہ الحصیر قد اثر فی جنبک وہذہ خزانتک لا اری فیہا الا ما اری وذاک کسریٰ وقیصر فی الثمار والانہار وانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصفوتہ وہذہ خزانتک قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ اُس نے کہا کہ بالاخانے میں ہیں گودام میں جب میں اندر گیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام رباح کو دیکھا جو آستانہ پہ موجود تھا بالاخانہ کی کھڑکی کی سیڑھی کے نیچے کے درجہ پر پاؤں لٹکائے ہوئے بیٹھا تھا اور وہ سیڑھی کھجور کی لکڑی کی تھی جس میں قدم رکھنے کی جگہیں کھود کر بنائی ہوئی تھیں اُسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چڑھا اُترا کرتے تھے۔ میں نے رباح کو پکار کر کہا کہ اے رباح جاؤ میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر آؤ تو رباح نے بالاخانہ کی طرف نظر ڈالی پھر مجھے دیکھا مگر بولا کچھ نہیں۔ میں نے کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ گمان کیا ہے کہ میں حفصہؓ کی کی وجہ سے آیا ہوں۔ خدا کی قسم اگر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیں اُس کی گردن مارنے کا تو میں ضرور اُس کی گردن مار دوں گا۔ میں نے یہ گفتگو اُونچی آواز سے کی تھی تو رباح نے مجھے اپنے ہاتھ سے اُوپر چڑھ جانے کا اشارہ کیا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا۔ آپ ایک بوریئے پر لیٹے ہوئے تھے میں بیٹھ گیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ کے جسم پر صرف لنگی تھی اور کچھ نہ تھا اور بوریئے نے آپ کے پہلو پر نشانات ڈال دیئے تھے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خزانہ (گودام) پر نظر ڈالی تو ایک دو مٹھی جَو تھے جو ایک صاع کے قریب ہوں گے اور اتنے ہی قرظ کے پتے ایک گوشہ میں پڑے ہوئے تھے (یہ پتے چمڑے کی دباغت کے کام میں لائے جاتے تھے) اور ایک جانب نظر پڑی تو کچا چمڑا لٹکا ہوا تھا جس پر دباغت میں کمی تھی۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خزانے کی یہ مالیا دیکھیں) تو میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ کیوں رو رہے ہو اے ابن الخطابؓ؟ میں نے کہا یا نبی اللہ! رونا کیسے نہ آئے۔ یہ بوریہ ہے جس نے چبھ کر آپ کے پہلو میں نشان ڈال دیئے ہیں اور یہ آپ کا خزانہ ہے جس میں کچھ بھی نہیں دیکھ رہا ہوں بجز ان کے جو سامنے ہیں اور وہ (دوسری جانب) کسریٰ و قیصر ہیں جن کے پاس ثمار وانہار (ہر قسم کے پھل ہیں اور نہریں) بہہ رہی ہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں اور اُس کے برگزیدہ ہیں اور یہ آپ کا خزانہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ

Marfat.com

یا ابنَ الخطاب الا ترضی ان تکونَ لنا الآخرۃ
و لہم الدنیا قلتُ بلی و دخلتُ علیہ حین
دخلتُ و انا اری فی وجہہ الغضبَ فقلتُ یا
رسول اللہ ما یشُقُّ علیکَ من شان النساء فان
کنتَ طلقتہنّ فان اللہ معکَ و ملائکتہ و
جبریل و میکائیل و انا و ابو بکر و المؤمنونَ
معک و قلّما تکلمتُ و احمدُ اللہ الّا رجوتُ
ان یکونَ اللہُ یصدّق قولی الذی اقولُ
و نزلت ہذہ الآیۃ وَاِنْ تَظٰھَرَا عَلَیْہِ
فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ
الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظَہِیْرٌ
عَسٰی رَبُّہٗٓ اِنْ طَلَّقَکُنَّ اَنْ یُّبْدِلَہٗٓ
اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْکُنَّ و کانت عائشۃ بنت
ابی بکر و حفصۃُ تظاہران علی سائر نساء
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلتُ یا رسولَ اللہ
أطلقتہنّ قالَ لا قلتُ یا رسول اللہ انی
دخلتُ المسجدَ و المسلمونَ ینکتون بالحصا و
یقولون طلّق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نساءہ أفأنزل فأخبرہم انک لم تطلقہن قال
نعم ان شئتَ ثم لم ازل احدّثہ حتے
تحسّر الغضبُ عن وجہہ و حتے کشر
و ضحکَ و کانَ من احسن الناس
ثغرًا فنزل رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
و نزلتُ اتشبّثُ بالجذع و نزل نبی
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانما یمشی
علی الارض ما یمسّہ بیدہ فقلتُ لہ
یا رسولَ اللہ انما کنتَ فی
الغرفۃ تسعًا و عشرین فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اے ابن الخطاب کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ ہمارے لئے آخرت ہو اور اُن کے لئے دنیا ہو؟ میں نے کہا بیشک (میں اس پر راضی ہوں) اور جب میں آپ کے پاس پہنچا ہوں تو آپ کے چہرے پر غصہ دیکھ رہا تھا۔ پھر میں نے کہا یا رسول اللہ آپ کو بی بیوں کے خصائل سے کیسی تکلیف پہنچ رہی ہے تو اگر آپ ان کو طلاق دیدیں تو اللہ آپ کے ساتھ ہے اور اس کے فرشتے اور جبریلؑ و میکائیلؑ اور میں اور ابو بکرؓ اور تمام مسلمان آپ کے ساتھ ہیں اور مجھے اپنے بولے ہوئے ہر کلمہ پر یہ اُمید تھی کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اللہ تعالیٰ اُس کی تصدیق کرے گا اور میں اُس کا شکر کرتا ہوں۔ اور یہ آیت نازل ہوئی وَاِنْ تَظٰھَرَا عَلَیْہِ الخ (۶۶: ۴-۵) اور اگر (اسی طرح) پیغمبرؐ کے مقابلہ میں وہ دونوں کارروائیاں کرتی رہیں تو (یاد رکھو کہ) پیغمبرؐ کا رفیق اللہ تعالیٰ ہے اور جبریلؑ ہے اور نیک مسلمان ہیں اور (ان کے علاوہ) فرشتے (آپ کے) مددگار ہیں۔ اگر پیغمبرؐ تم عورتوں کو طلاق دیدیں تو ان کا پروردگار بہت جلد تمہارے بدلے اُن کو تم سے اچھی بیبیاں دیدیگا۔ اور عائشہؓ بنت ابی بکرؓ اور حفصہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری سب عورتوں سے زیادہ پیش پیش تھیں۔ پھر میں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ نے اُن کو طلاق دیدی ہے؟ فرمایا نہیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ جب میں مسجد میں داخل ہوا تو مسلمان کنکریاں کریدتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو طلاق دیدی ہے کیا میں نیچے جا کر اُن لوگوں کو خبر دیدوں کہ آپ نے اُن کو طلاق نہیں دی۔ فرمایا کہ ہاں اگر تم چاہو۔ پھر میں آپ سے برابر باتیں کرتا رہا یہاں تک کہ غصہ کے آثار آپ کے چہرے پر نہ رہے اور یہاں تک کہ آپ ہنسے اور آپ کے دندان مبارک کھل گئے۔ اور آپ کے دندان مبارک سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیچے اُترے اور میں بھی لکڑی کا سہارا لیتے ہوئے نیچے اُترا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو اس طرح اُترے جیسے زمین پر چل رہے تھے لکڑی کو آپ ہاتھ بھی نہیں لگا رہے تھے۔ پھر میں نے کہا یا رسول اللہ آپ بالاخانے میں اُنتیس ۲۹ دن رہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

Marfat.com

ان الشہر قد یکون تسعاً و عشرین فقمت علی باب المسجد فنادیت بأعلی صوتی لم یطلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نساءہ قال ونزلت ہذہ الآیۃ وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ ۖ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ فکنت انا استنبطت الامر و انزل اللہ آیت التخییر عن ابن عباس قال کان ابی یقرؤہا و صالح المؤمنین ابوبکر وعمر و عن عبداللہ بن بریدۃ عن ابیہ فی قولہ و صالح المؤمنین قال ابوبکر وعمر و عن عکرمۃ ومیمون بن مہران مثلہ و عن الحسن البصری فی قولہ وصالح المؤمنین قال عمر بن الخطاب عن مقاتل بن سلیمان فی قولہ وصالح المؤمنین قال ابوبکر وعمر وعلی عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قول اللہ وصالح المؤمنین قال صالح المؤمنین ابوبکر وعمر عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من صالح المؤمنین ابوبکر وعمر عن ابن عمر و ابن عباس فی قولہ وصالح المؤمنین قالا نزلت فی ابی بکر وعمر وعن سعید بن جبیر فی قولہ وصالح المؤمنین قال نزلت فی عمر بن الخطاب خاصۃ عن ابی امامۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ وصالح المؤمنین قال ابوبکر وعمر عن النعمان بن بشیر ان عمر بن الخطاب سئل عن التوبۃ النصوح قال ان یتوب الرجل من العمل السیئ ثم لا یعود الیہ ابدا

مہینہ کبھی اُنتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔ اس کے بعد میں نے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے اعلان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کو طلاق نہیں دی۔ کہا اور یہ آیت نازل ہوئی وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ الخ (۴: ۸۳) اور جب ان لوگوں کو کسی امر کی خبر پہنچتی ہے خواہ امن ہو یا خوف تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر یہ لوگ اس کو رسول کے اور جو اُن میں ایسے امور کو سمجھتے ہیں ان کے حوالہ پر رکھتے تو اس کو وہ حضرات تو پہچان ہی لیتے ہیں جو ان میں اس کی تحقیق کر لیا کرتے ہیں؛ تو اس واقعہ میں بھی تحقیق کرنے والا میں ہی بنا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آیت تخییر نازل فرمائی۔ (یعنی يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ (۳۳: ۲۸))۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہا کہ اُبیؓ یوں پڑھا کرتے تھے وَصالح المؤمنین ابوبکرؓ وعمرؓ۔ اور مروی ہے عبداللہ ابن بریدہ سے، وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے کہ صالح المؤمنین (کی تفسیر) میں انھوں نے کہا ابوبکرؓ وعمرؓ۔ مروی ہے عکرمہ اور میمون بن مہران سے اسی طرح۔ اور مروی ہے حسن بصریؒ سے کہ وَ صالح المؤمنین سے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب مراد ہیں۔ اور مروی ہے مقاتل بن سلیمان سے کہ وَصالح المؤمنین ابوبکرؓ وعمرؓ اور علیؓ کے بارے میں ہے۔ اور ابن مسعود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ صالح المؤمنین سے ابوبکرؓ وعمرؓ مراد ہیں۔ اور مروی ہے ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ سے کہ وَصالح المؤمنین کے متعلق دونوں نے کہا کہ نازل ہوئی ابوبکرؓ اور عمرؓ کے بارے میں۔ اور سعید بن جبیرؒ سے مروی ہے کہ صالح المؤمنین کے بارے میں کہا کہ نازل ہوئی عمرؓ ابن الخطاب کے بارے میں خاص طور پر۔ اور ابوامامہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ وَصالح المؤمنین کے متعلق فرمایا ابوبکرؓ اور عمرؓ۔ اور مروی ہے نعمان بن بشیر سے کہ عمرؓ بن الخطاب سے توبۃ نصوح کے بارے میں سوال کیا گیا (جو اس آیت میں مذکور ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا (۶۶: ۸) اے ایمان والو تم اللہ کے آگے سچی توبہ کرو) فرمایا کہ کوئی شخص برے کام سے توبہ کرے پھر اس کی طرف کبھی نہ لوٹے۔

Marfat.com

عن معٰویۃ بن مُرّۃ قال مرّ عُمر بن الخطاب بقومٍ فقال من انتم قالوا المتوکلون قال انتم المتاکلون انما المتوکل رجل القٰی حبّۃً فی بطنِ الارض و توکّل علی ربّہ۔

ازسورۃ ملک

مروی ہے معاویہ بن مُرّۃ سے کہاکہ عمرؓ بن الخطاب ایک قوم پر سے گزرے۔ آپ نے اُن سے پوچھاکہ تم کون ہو؟ تو اُنھوں نے کہا المتوکلون یعنی توکّل والے تو آپ نے فرمایا تم لوگ مُتأکّلون ہو یعنی کھانے والے۔ متوکل صرف وہ شخص ہے جو زمین کے پیٹ میں دانہ ڈال دے اور اپنے پروردگار پر توکّل کرے۔

عن ابی عثمان النھدی قال قال مروانُ بن الحکم لما بایع الناس لیزید سُنّۃُ ابی بکر و عمر فقال عبدُ الرحمٰن بن ابی بکر انّھا لیست بسُنّۃ ابی بکر و عمر ولکنہا سُنّۃ ھرقلَ فقال مروانُ ھٰذا الذی اُنزلت فیہ وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْہِ اُفٍّ لَّکُمَا الآیۃ فسمعتْ ذلک عائشۃُ فقالت انہا لم تنزل فی عبدالرحمٰن ولکن نزل فی ابیک وَلَا تُطِعْ کُلَّ حَلَّافٍ مَّھِیْنٍ ھَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِیْمٍ۔

ازسورۃ نٓ یعنی سورۃ قلم

ابوعثمان ہندی سے مروی ہے بیان کیاکہ مَروان بن حکم نے کہا جب یزید کے حق میں لوگوں سے بیعت لے رہا تھاکہ یہ سنّت ہے ابوبکرؓ وعمرؓ کی تو عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے کہاکہ یہ ابوبکرؓ و عمرؓ کی سنّت نہیں ہے لیکن ہرقل کی سُنّت ہے۔ تو مروان نے کہاکہ یہ وہی شخص ہے جس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْہِ اُفٍّ لَّکُمَا (۴۶: ۱۷) اس کو عائشہؓ نے سُنا تو کہاکہ یہ آیت عبدالرحمٰن کے بارے میں نازل نہیں ہوئی، اور ہاں تیرے باپ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی وَلَا تُطِعْ کُلَّ حَلَّافٍ الخ (۶۸: ۱۰-۱۱) اور آپ کسی ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جو بہت (جھوٹی) قسمیں کھانے والا ہو، بے وقعت ہو، طعنے دینے والا ہو، چغلیاں لگاتا پھرتا ہو۔

عن عمر بن الخطاب قال خرجتُ اتعرّضُ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل ان اُسلِم فوجدتُہ قد سبقنی الی المسجد فقمتُ خلفہ فاستفتح بسورۃ الحاقّۃ فجعلتُ اعجبُ من تالیف القرآن فقلتُ ھٰذا واللہ شاعرٌ کما قالت قریش فقرأ اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ ۝ وَّمَا ھُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِیْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۝ قلتُ کاھنٌ قال وَلَا بِقَوْلِ کَاھِنٍ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ ۝ تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

ازسورۃ حاقّہ

عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ میں اسلام لانے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا کرنے کے لئے نکلا۔ میں نے ان کو اس حال میں پایاکہ وہ مجھ سے پہلے مسجد میں داخل ہوگئے تھے (اور نماز شروع کردی تھی) میں آپ کے پیچھے کھڑا ہوگیا۔ تو آپ نے ابتداء کی سورۃ حاقّہ سے تو میں قرآن کی تالیف سے تعجب کرنے لگا تو میں نے خیال کیاکہ واللہ یہ شاعر ہے جیساکہ قریش کہتے ہیں۔ پھر آپ نے پڑھا اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ الخ (۶۹: ۴۰-۴۱) یہ قرآن (اللہ کا) کلام ہے ایک معزز فرشتہ کا لایا ہوا۔ اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں تم بہت کم ایمان لاتے ہو۔ میں نے گمان کیاکہ کاہن ہے۔ آپ نے کہا (یعنی پڑھا) وَلَا بِقَوْلِ کَاھِنٍ الخ (۶۹: ۴۲-۴۳) اور نہ یہ کسی کاہن کا کلام ہے تم بہت کم سمجھتے ہو۔ یہ رب العٰلمین کی طرف سے بھیجا ہوا

Marfat.com

الى آخر السورة فوقع الاسلام في قلبي كل موقع عن عمر انه قال حاسبوا انفسكم قبل ان تحاسبوا فانه أيسر لحسابكم وزنوا انفسكم قبل ان توزنوا وتجهزوا للعرض الاكبر يومئذ تعرضون لا تخفى منكم خافية۔

(کلام) ہے، آخر سورت تک۔ تو (اس طرح) موقع بموقع اسلام میرے دل میں اُترتا رہا۔ مروی ہے عمرؓ سے فرمایا کہ تم اپنے نفسوں سے محاسبہ کر لو پہلے اس سے کہ تم سے محاسبہ کیا جائے۔ کیونکہ یہ تمہارے حساب (آخرت) میں بہت آسانی کرنے والا طریقہ ہے۔ اور اپنے نفسوں کو خود تو لو پہلے اس سے کہ تم کو تولا جائے۔ اور سامان تیار کر لو سب سے بڑی پیشی کے لئے يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ الخ (۶۹: ۱۸) جس دن تم (خدا کے سامنے) پیش کئے جاؤ گے۔ تمہاری کوئی بات اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہ ہوگی؛

از سورۂ جنّ

عن السدی قال قال عمر وان لو استقاموا على الطريقة لاسقيناهم ماء غدقا لنفتنهم فيه قال حيث ما كان الماء كان المال وحيثما كان المال كان الفتنة۔

مروی ہے سدیؒ سے کہا فرمایا عمرؓ نے وَاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا الخ (۷۲: ۱۶) اور یہ کہ اگر یہ (مکہ والے) لوگ (سیدھے) راستہ پر قائم ہو جاتے تو ہم اُن کو فراغت کے پانی سے سیراب کرتے تاکہ اس میں اُن کا امتحان کریں؛ کہا کہ جہاں کہیں (بارش کا) پانی ہوتا ہے مال بھی ہوتا ہے اور جہاں مال ہوتا ہے فتنہ بھی پیدا ہوتا ہے۔

از سورۂ مزّمّل

عن عمر بن الخطاب قال ما من حال يأتيني عليه الموت بعد الجهاد في سبيل الله احب الي من ان يأتيني وانا بين شعبتي رحلي التمس من فضل الله ثم تلا هذه الآية وآخرون يضربون في الارض يبتغون من فضل الله وآخرون يقاتلون في سبيل الله۔

مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے فرمایا کہ کوئی ایسا حال جس پر میری موت آئے راہِ خدا میں جہاد کے بعد مجھے اس سے زیادہ محبوب نہیں کہ مجھے اس حال میں آئے کہ میں اپنے اونٹ کے ان ہر دو گجاووں کے درمیان اللہ کے فضل کی جستجو میں ہوں پھر آپؓ نے یہ آیت پڑھی وَآخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ الخ (۷۳: ۲۰) اور بعض لوگ اللہ کے فضل کی تلاش میں ملک میں سفر کریں گے اور بعض اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے؛

از سورۂ دہر

عن عمر بن الخطاب انه سمع رجلا يقرأ هل أتى على الانسان حين من الدهر لم يكن شيئا مذكورا فقال عمر ليتها تمت وعن عمر بن الخطاب انه تلا هذه الآية هل أتى على الانسان حين من الدهر لم يكن شيئا مذكورا قال اي وعزتك يا رب فجعلته سميعا بصيرا وحيا وميتا۔

مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے کہ اُنھوں نے ایک شخص کو یہ پڑھتے ہوئے سُنا هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ الخ (۷۶: ۱) بیشک انسان پر زمانہ میں ایک ایسا وقت بھی آ چکا ہے جس میں وہ کوئی چیز قابلِ ذکر نہ تھا؛ تو عمرؓ نے کہا کاش یہ حالت یوں ہی پوری ہو جاتی (اور پھر شئے مذکور نہ بنتا)۔ اور مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے کہ انھوں نے یہ آیت پڑھی ہل اتی علی الانسان حین من الدہر لم یکن شیئاً مذکوراً اور کہا ہاں قسم ہے آپ کی عزت کی اے پروردگار پھر آپ نے اُس کو سُننے والا دیکھنے والا بنایا اور زندہ و مُردہ بنایا۔

Marfat.com

عن مجاہد قال لما صدر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالاساری عن بدر انفق سبعۃ من المہاجرین علی اساری مشرکی بدر منہم ابوبکر و عمر و علی و عبدالرحمن و سعد و ابوعبیدۃ بن الجراح فقالت الانصار قتلناہم فی اللہ و فی رسولہ و تعوّنونہم بالنفقۃ فانزل اللہ فیہم تسعۃ عشر آیۃ اِنَّ الاَبرَارَ یَشرَبُونَ مِن کَاْسٍ کَانَ مِزَاجُہَا کَافُورًا الیٰ قولہ عَیْنًا فِیہَا تُسَمّٰی سَلسَبِیلًا عن عکرمۃ قال دخل عمر بن الخطاب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ہو راقد علی حصیر من جرید اثّر فی جنبہ فبکی عمر فقال ما یبکیک قال ذکرت کسریٰ و ملکہ و قیصر و ملکہ و صاحب الحبشۃ و ملکہ و انت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی حصیر من جرید فقال اما ترضی ان لہم الدنیا و لنا الآخرۃ فانزل اللہ وَ اِذَا رَاَیتَ ثَمَّ رَاَیتَ نَعِیمًا وَّ مُلکًا کَبِیرًا۔

اور مجاہدؒ سے مروی ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم بدر سے قیدیوں کو لے کر واپس ہوئے تو مہاجرین میں سے سات اصحاب بدر کے مشرکین پر خرچ کرتے رہے ان میں سے ابوبکرؓ اور عمرؓ تھے اور علیؓ اور عبدالرحمٰنؓ اور سعدؓ اور ابو عبیدہؓ بن الجراح۔ تو انصار نے کہا کہ ہم نے انھیں اللہ اور رسولؐ کی راہ میں قتل کیا اور تم ان پر مال خرچ کرکے کھلا پلا رہے ہو تو اُن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اُنیس ۱۹ آیتیں نازل فرمائیں اِنَّ الاَبرَارَ یَشرَبُونَ سے سَلسَبِیلًا تک (۷۶: ۵-۱۸) (اور) جو نیک (لوگ) ہیں وہ ایسے جام شراب (شرابیں) پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہو گی ..... تا ..... ایسے چشمے سے جو وہاں ہو گا جس کا نام سلسبیل ہو گا۔ اور مروی ہے عکرمہؒ سے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گھر کے اندر گئے اور آپؐ ایسے بوریے پر (صرف لنگی باندھے ہوتے) لیٹے ہوتے تھے جو کھجور کی شاخوں سے بنا ہوا تھا جس کے نشانات آپؐ کے پہلو پر ہو گئے تھے تو عمرؓ رونے لگے۔ آپؐ نے ان سے فرمایا کیوں روتے ہو تو عمرؓ نے کہا کہ مجھے کسریٰ اور اس کی بادشاہی کا اور قیصر اور اس کی بادشاہی کا اور والیٔ حبشہ اور اس کی بادشاہی کا خیال آ گیا اور آپؐ اللہ کے رسول ہیں اور ایسی چٹائی پر (لیٹے ہوتے ہیں) جو کھجور کی شاخوں سے بنی ہوتی ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ ان کے لئے دنیا اور ہمارے لئے آخرت ہو تو اللہ تعالےٰ نے نازل کیا وَاِذَا رَاَیتَ الخ (۷۶: ۲۰) اور (اے مخاطب) اگر تو اس جگہ کو دیکھے تو تجھ کو بڑی نعمت اور بڑی سلطنت دکھائی دے۔

از سورۂ عبس

عن ابراہیم التیمی قال قرأ ابوبکر الصدیق وَفَاکِہَۃً وَّ اَبًّا فقال ما الاب فقیل کذا و کذا فقال ابوبکر اِنّ ہذا ہو التکلّف و فی روایۃ عن ابراہیم التیمی قال سُئل ابوبکر الصدیق عن الاب ما ہو فقال ایّ سماءٍ تظلّنی و ایّ ارضٍ تقلّنی اذا قلتُ فی کتاب اللہ ما لا اعلم و عن انس

مروی ہے ابراہیم تیمی سے کہا کہ پڑھا ابوبکر صدیقؓ نے وَفَاکِہَۃً وَّ اَبًّا اور فرمایا یہ کیا ہیں تو کہا گیا کہ اس سے یہ اور یہ مراد ہے تو ابوبکرؓ نے کہا کہ یہ (جو تم کہہ رہے ہو) تکلف ہے۔ اور ایک روایت میں ابراہیم تیمی سے یہ ہے کہ ابوبکر صدیقؓ سے آبّ کے متعلق سوال کیا گیا کہ یہ کیا ہے؟ تو فرمایا کہ کونسا آسمان مجھ پر سایہ کرے گا اور کونسی زمین مجھے اٹھائے گی اگر میں کتاب اللہ کے بارے میں ایسی بات کہدوں جس کا (صحیح) علم نہ رکھتا ہوں۔ اور مروی ہے

Marfat.com

قال قرأ عمر وَ فَاكِهَةً وَّ اَبًّا فقال هذه الفاكهة قد عرفناها فما الأبّ ثم قال مه نهينا عن التكلف عن انس ان عمر قرأ على المنبر فَاَنْبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا وَّ عِنَبًا الى قوله وَ اَبًّا قال كل هذا قد عرفناه فما الأبّ ثم رفض عصا كانت في يده فقال هذا لعمري هو التكلف فما عليك ان لا تدري ما الأبّ اتبعوا ما بيّن لكم من هذا الكتاب فاعملوا به و ما لم تعرفوه فكلوه الى ربه۔

عن عمر بن الخطاب في قوله وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ قال جاء قيس بن عاصم التميمي الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال اني وأدت ثمان بنات لي في الجاهلية فقال له النبي صلى الله عليه وسلم اعتق عن كل واحدة رقبة قال اني صاحب ابل قال فاهد عن كل واحدة بدنة عن النعمان بن بشير عن عمر بن الخطاب في قوله وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ قال هو الرجل يزوّج نظيره من اهل الجنة و الرجل يزوّج نظيره من اهل النار يوم القيامة ثم قرأ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ و عن زيد بن اسلم عن ابيه قال لما نزلت اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ قال عمر لما بلغ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ

کہ عمرؓ نے پڑھا وَ فَاكِهَةً وَّ اَبًّا پھر فرمایا کہ یہ لفظ فاکہہ تو ایسا ہے جس کو ہم پہچانتے ہیں مگر اَبّ کیا ہے۔ پھر فرمایا کہ ٹھہرو ہم کو تکلف سے منع کیا گیا ہے۔ اور مروی ہے انسؓ سے کہ عمرؓ نے قرارت کی منبر پر فَاَنْبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا وَّ عِنَبًا سے وَّ اَبًّا تک فرمایا کہ ان سب کو ہم پہچانتے ہیں لیکن اَبّ کیا ہے۔ پھر جو عصا آپ کے ہاتھ میں تھا اس کو پھینک کر کہا یہ (یعنے جو معنے تم بتاتے ہو) خدا کی قسم تکلف ہے اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم یہ نہ جانتے ہو کہ اَبّ کے کیا معنے ہیں۔ اس کتاب میں کی جو بات تمہیں صاف طور پر بتادی گئی اس کا اتباع کرو اور اس پر عمل کرو اور جس چیز کو تم نہیں پہچانتے ہو اس کو اس کے رب (یعنی نازل کرنیوالے) پر چھوڑ دو۔

از سورۂ تکویر

مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے اس آیت کے بارے میں وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ (۸۱: ۸) اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا؛ کہا کہ قیس بن عاصم تمیمی آیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اور اس نے بیان کیا کہ میں نے زمانۂ جاہلیت میں اپنی آٹھ لڑکیوں کو زندہ گاڑا ہے تو اس سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر لڑکی کے مقابلہ پر ایک گردن (یعنی غلام یا لونڈی) آزاد کر۔ اس نے کہا کہ میں اونٹوں والا ہوں (میرے پاس غلام لونڈی نہیں ہیں) فرمایا کہ ہر لڑکی کی طرف سے ایک اونٹ صدقہ دیدے۔ مروی ہے نعمان بن بشیر سے وہ روایت کرتے ہیں عمرؓ بن الخطاب سے کہ وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ میں (۸۱: ۷) اور جب ایک ایک قسم کے لوگ اکٹھے کئے جائیں گے؛ آپ نے کہا کہ وہ شخص ہے جس کو اکٹھا کیا جائیگا اس شخص کے ساتھ جو اسی جیسا ہوگا اہل جنت میں سے۔ اور وہ شخص ہے جو اہل نار میں سے اسی جیسے شخص کے ساتھ اکٹھا کیا جائیگا قیامت کے دن۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا الخ (۳۷: ۲۲) جمع کرو ظالموں کو اور ان کے ہم مشربوں کو۔ زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نازل ہوئی اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ (۸۱: ۱) جب آفتاب بے نور ہو جائے گا) تو عمرؓ نے جب یہ آیت آئی عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ (۸۱: ۱۴) تو پھر

Marfat.com

قال ہذا آخر الحدیث عن ابی العدیس
قال کنا عند عمر بن الخطاب فاتاہ رجل
فقال یا امیر المؤمنین ما الجوار الکنس
فطعن عمر بمخصرۃ معہ فی عمامۃ الرجل
فالقاہا عن راسہ فقال عمر أحروری
والذی نفس عمر بن الخطاب بیدہ لو
وجدتک محلوقا لانحیت القمل عن
راسک۔

عن عمر بن الخطاب انہ قرأ ہذہ
الآیۃ یاایہا الانسان ما غرک بربک
الکریم ○ فقال أغرہ واللہ جہلہ۔

عن البراء بن عازب قال
اول من قدم علینا من اصحاب
النبی صلی اللہ علیہ وسلم مصعب بن
عمیر وابن ام مکتوم فجعلا یقرئاننا القرآن
ثم جاء عمار وبلال وسعد ثم جاء عمر
ابن الخطاب فی عشرین ثم جاء النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فما رایت اہل المدینۃ
فرحوا بشیء فرحہم بہ حتی رایت
الولائد والصبیان یقولون ہذا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قد جاء فما
جاء حتی قرأت سبح اسم ربک الاعلی
فی سور مثلہا۔

عن ابی عمران الجونی قال
مر عمر بن الخطاب براہب
فوقف ونودی الراہب فقیل
لہ ہذا امیر المؤمنین فاطلع
فاذا انسان

شخص ان اعمال کو جان لے گا جو وہ لے کر آیا ہے" کہا کہ یہ آخری آیت ہے۔ ابوالعدیس سے روایت ہے کہا کہ ہم عمرؓ بن الخطاب کے پاس موجود تھے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا اے امیر المؤمنین الجوار الکنس کیا ہے؟ تو عمرؓ نے ایک کوڑا ل سے جو اُن کے پاس تھی اُس کے عمامہ پر چوکا مار کر اُس کو اس کے سر سے نیچے گرا دیا پھر فرمایا کیا حروری[۱] ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمرؓ کی جان ہے اگر میں تجھے سر منڈایا ہوا پاتا تو تیرے سر سے جوئیں جدا کر دیتا (یعنے گردن مار دیتا)۔

از سورۃ انفطار

مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے کہ انھوں نے یہ آیت پڑھی یاایہا الانسان ما غرک الخ (۶:۸۲) اے انسان تجھے کس چیز نے اپنے رب کریم کے ساتھ بھول میں ڈال رکھا ہے؛ تو کہا کہ بھول میں ڈال رکھا ہے اُس کے جہل نے۔

بابت سورۃ اعلیٰ

براء بن عازب سے مروی ہے کہا کہ اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں سے ہم پر جنھوں نے پہل کی (مدینہ پہنچنے میں) وہ مصعبؓ بن عمیر اور ابن ام مکتومؓ تھے ان دونوں نے ہم کو قرآن پڑھانا شروع کیا۔ پھر آئے عمارؓ اور بلالؓ اور سعدؓ بن ابی وقاص پھر (ہجرت کر کے) بیسویں شخص عمرؓ بن الخطاب آئے۔ پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے اہل مدینہ کو کسی بات سے کبھی اتنا خوش نہیں دیکھا جتنا کہ وہ آپؐ کے آنے سے خوش ہوتے تھے یہاں تک کہ میں نے لڑکیوں اور لڑکوں کو دیکھا کہ وہ (خوش ہو ہو کر) کہہ رہے تھے کہ یہ ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو آگئے ہیں۔ میں نے آپ کے تشریف لانے تک سبح اسم ربک الاعلیٰ اور اس کے ساتھ کی سورتیں پڑھی تھیں

از سورۃ غاشیہ

ابوعمران جونی سے روایت ہے بیان کیا کہ عمرؓ بن الخطاب کا گزر ایک راہب کی طرف ہوا تو آپ ٹھہر گئے اور راہب کو پکارا گیا اور اس سے کہا گیا کہ یہ امیر المؤمنینؓ ہیں تو وہ سامنے آیا تو وہ ایسا شخص تھا

[۱] حروراکوفہ کے مضافات میں سے ایک بستی کا نام ہے۔ یہ خارجیوں کا مسکن رہی ہے۔ اس لئے حروری کے معنے خارجی لے جاتے ہیں ۱۲

Marfat.com

مَسَّہٗ من الضُّرِّ والاجتہادِ و ترکِ الدنیا
فلما راٰہُ عمر بَکٰی فقیل لہٗ انہ نصرانی
فقال عمر قد علمتُ و لٰکن رحمتُہٗ ذکرتُ
قولَ اللّٰہ عَامِلَۃٌ نَّاصِبَۃٌ تَصْلٰی نَارًا
حَامِیَۃً فرحمتُ نَصَبَہٗ و اجتہادَہٗ
و ہوفی النار۔

عن سعید بن جبیر قال قُرِئَتْ عند النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یٰٓاَیَّتُہَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً فقال ابوبکر انّ ہٰذا لحسن قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَمَا انّ الملک سیقولہا لک عند الموت عن سلیم بن عامر قال سمعتُ ابابکر الصدیق یقول قرئت عند رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ہٰذہ الاٰیۃ یٰٓاَیَّتُہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فقلت ما احسن ہٰذا یارسول اللّٰہ فقال یاابابکر اَمَا انّ الملک سیقولہا لک عند الموت عن الضحاک عن ابن عباس ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال من یشتری بِئْرَ رُوْمَۃَ فَتُسْتَعْذَبُ بہا غفر اللّٰہ لہٗ فاشتراہا عثمانُ بن عفان فقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ہل لک ان تجعلہا سقایۃً للناس قال نعم فانزل اللّٰہ فی عثمان یٰٓاَیَّتُہا النفس المطمئنۃ الاٰیۃ۔

عن ابن مسعود قال ان ابابکر الصدیق رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ اشتری بلالًا من امیۃ بن خلف و اُبَی بن خلف ببردۃ و عشر اواقی فاعتقہٗ فی اللّٰہ

جس پر نقصان (یعنی اضمحلال وضعف) ریاضت اور ترکِ دنیا کی وجہ سے نمایاں تھا تو جب عمرؓ نے اس کو دیکھا تو رونے لگے اس پر اُن سے کہا گیا کہ یہ نصرانی ہے تو عمرؓ نے کہا کہ میں جانتا ہوں لیکن مجھے اس پر رحم آیا اور مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ قول یاد آگیا عَامِلَۃٌ نَّاصِبَۃٌ تَصْلٰی نَارًا حَامِیَۃً (۸۸: ۳-۴) بہت سے چہرے اس روز ذلیل وخستہ ہوں گے (اور) آتشِ سوزاں میں داخل ہوں گے؛ تو مجھے رحم آیا اس کی خستہ حالی اور مجاہدہ پر اور اس کے دوزخ میں ڈالے جانے پر۔

از سورۂ فجر

سعید بن جبیرؓ سے مروی ہے بیان کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی یٰٓاَیَّتُہَا النَّفْسُ الخ (۸۹: ۲۷-۲۸) اے اطمینان والی روح اپنے پروردگار (کے جوارِ رحمت) کی طرف چل اس طرح سے کہ تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش؛ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ یہ کس قدر اچھی بشارت ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آگاہ رہو کہ فرشتہ موت کے وقت تم سے یہ ضرور کہے گا۔ سلیم بن عامرؓ سے روایت ہے کہا کہ میں نے ابوبکر صدیقؓ سے سُنا فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی یٰٓاَیَّتُہَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ الخ تو میں نے کہا کہ کتنی اچھی (آیت یا بشارت) ہے یا رسول اللہؐ، تو فرمایا کہ اے ابوبکرؓ آگاہ رہو کہ موت کے وقت فرشتہ تم سے یہ ضرور کہے گا۔ ضحاکؒ سے مروی ہے وہ روایت کرتے ہیں ابن عباسؓ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بیر رومہ خریدیگا کہ ہم اُس سے آبِ شیریں پئیں اللہ اس کی مغفرت کردیگا تو اس کو عثمانؓ بن عفان نے خریدا تو فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا تمھاری نیت یہ ہے کہ اس کو سب لوگوں کے لئے سیرابی کا ذریعہ بناؤ۔ انھوں نے کہا ہاں تو اللہ تعالیٰ نے عثمانؓ کے حق میں نازل کی یاایتہا النفس المطمئنۃ آخر تک۔

از سورۂ لیل

ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلالؓ کو خریدا اُمیہ بن خلف اور اُبَیؓ بن خلف سے ایک غلام اور دس اوقیہ (سونے) کے عوض میں پھر اس کو اللہ کے واسطے آزاد کردیا

Marfat.com

فانزل الله وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ الى قوله إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّىٰ سعي ابو بكر وامية وابي الى قوله وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ قال لا اله الا الله الى قوله فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَىٰ قال النار۔ عن عروة ان ابابكر الصديق اعتق سبعة كلهم يعذب في الله بلالاً و عامر بن فهيرة و النهدية و ابنتها و زنيرة و ام عبس و امة بني المؤمل وفيه نزلت وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الى آخر السورة عن عامر بن عبد الله ابن الزبير عن ابيه قال قال ابو قحافة لابي بكر اراك تعتق رقابا ضعافا فلو انك اذ فعلت ما فعلت اعتقت رجالاً جلداً يمنعونك و يقومون دونك فقال يا ابت انما اريد وجه الله فنزلت هذه الآية فيه فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ الى قوله وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَىٰ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَىٰ وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ عن سعيد ابن المسيب قال نزلت وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَىٰ في ابي بكر اعتق ناسا لم يلتمس منهم جزاءً و لا شكوراً ستة او سبعة منهم بلال و

تو اللہ تعالیٰ نے نازل کی وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ سے إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّىٰ تک (۹۲: ا تا ۴) قسم ہے رات کی جب کہ وہ (آفتاب کو اور دن کو) چھپالے اور (قسم ہے) دن کی جب کہ وہ روشن ہو جاوے اور (قسم ہے) اُس (ذات) کی جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا کہ بیشک تمہاری کوشش (یعنی اعمال) مختلف ہیں۔ (سعیکم سے مراد ہے) سعی ابوبکرؓ کی اور اُمیہ و اُبی کی۔ (ابن مسعودؓ نے آگے پڑھا) وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ (اور اچھی بات کو جھٹلایا) تک کہا (کہ حسنیٰ سے مراد ہے) لا الٰہ الا اللہ (پھر آگے پڑھا) فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَىٰ تک (تو ہم اس کو تکلیف کی چیز کے لئے سامان دیدیں گے) کہا (کہ عُسریٰ سے مراد ہے) نار۔ عُروہ سے مروی ہے کہ ابوبکر صدیقؓ نے سات (لونڈی وغلام خرید کر) آزاد کئے سب اللہ پر ایمان لانے کی وجہ سے ستائے جارہے تھے بلالؓ اور عامرؓ بن فہیرہ اور نہدیہؓ اور اس کی بیٹی اور زنیرہ اور اُم عبس اور بنی المؤمل کی باندی۔ اور ان ہی کے حق میں نازل ہوئی وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى آخر سورہ تک۔ مروی ہے عامر بن عبداللہ بن الزبیر سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے انھوں نے بیان کیا کہ ابو قحافہ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ میں تجھے دیکھتا ہوں کہ آزاد کرتا ہے کمزور و ناتوان گردنوں کو (یعنے لونڈی غلاموں کو خرید کر) تو جو کچھ تو کر رہا ہے اتنا تو کرتا کہ ایسے مردوں کو خرید کر آزاد کرتا جو بہادر ہوتے تیرا بچاؤ کرتے اور تیرا ساتھ دیتے تو ابوبکرؓ نے کہا اباجان میری نیت تو صرف اللہ کے واسطے کی ہے تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ (یعنے سو جس نے (اللہ کی راہ میں مال) دیا اور اللہ سے ڈرا) سے وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ الخ تک (یعنی اور بجز اپنے عالی شان پروردگار کی رضاجوئی کے (کہ یہی اس کا مقصود ہے) اُس کے ذمہ کسی کا احسان نہ تھا کہ (اس دینے سے) اُس کا بدلہ اُتارنا (مقصود) ہو۔ اور یہ شخص عنقریب خوش ہو جائیگا)۔ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ فرمایا وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَىٰ ابوبکرؓ کے حق میں نازل ہوئی انھوں نے بہت سے انسانوں کو آزاد کیا ہے اور ان میں کسی سے بدلے کے طلبگار ہوتے نہ شکریے کے۔ چھ یا سات آزاد کئے ان میں سے بلالؓ

Marfat.com

و عامر بن فہیرۃ عن ابن عباس فی قولہ وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى قال ہو ابو بکر الصدیق۔

عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللّٰہم اعزّ الاسلام بعمر بن الخطاب و قد ضرب اختہ اوّل اللیل و ہی تقرأ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ حتی ظن انہ قتلہا ثم قام من السحر فسمع صوتہا تقرأ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ فقال واللہ ما ہو بشعر و لا ہمہمۃ فذہب حتی اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوجد بلالاً علی الباب فدفع الباب فقال بلالٌ من ہذا فقال عمر بن الخطاب فقال حتی استاذن لک علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال بلالٌ یا رسول اللہ عمر بالباب فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یرد اللہ بعمر خیرًا ادخلہ فی الدین فقال لبلالٍ افتح و اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بضبعیہ فہزّہ فقال ما الذی ترید و ما الذی جئت لہ فقال لہ عمر اعرض علیّ الذی تدعو الیہ قال تشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و انی محمد عبدہ و رسولہ فاسلم عمر مکانہ و قال اخرج۔

عن عکرمۃ عن ابن عباس قال

اور عامر بن فہیرہ بھی ہیں۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى کے بارے میں مروی ہے کہ فرمایا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

از سورۂ اقرأ

ثوبان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ یا اللہ اسلام کو غلبہ عطا فرما عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب کے ذریعہ سے اور ان کا حال یہ تھا کہ انھوں نے اوّل شب میں اپنی بہن کو جب وہ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ پڑھ رہی تھی اتنا مارا کہ یہ گمان کر لیا کہ وہ مر گئی ہے۔ پھر صبح کے وقت اٹھے تو پھر بہن کی آواز سنی کہ وہ پڑھ رہی ہے اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (۹۶:۱) اپنے رب کا نام لے کر پڑھ جس نے (ہر چیز کو) پیدا کیا؛ تو کہنے یعنی سوچنے لگے کہ واللہ یہ کوئی شعر تو ہے نہیں اور نہ ہی یہ کوئی سمجھ میں نہ آنے والی گنگناہٹ ہے۔ سن کر چلے گئے (رشدہ شدہ) یہاں تک ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو بلال رضی اللہ عنہ کو دروازے پر پایا۔ دروازے کو دھکا دیا تو بلال رضی اللہ عنہ نے پوچھا کون ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب۔ تو انھوں نے کہا ٹھہرو میں تمھارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے آؤں۔ تو بلال رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر کہا یا رسول اللہ عمر رضی اللہ عنہ دروازے پر ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ خیر کا ارادہ کیا ہے تو اس کو دین میں داخل کر دے گا۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ دروازہ کھول دو۔ (اس کے بعد دروازہ کھولا گیا عمر رضی اللہ عنہ اندر گئے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دونوں بازو پکڑ کر ہلائے اور فرمایا کہ تمھارا کیا ارادہ ہے اور کس کام کے لئے آئے ہو؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ پر وہ امر پیش کیجئے جس کی طرف آپ دعوت دے رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم اس بات کی شہادت دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یگانہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ میں محمد اس کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں تو عمر رضی اللہ عنہ اسی جگہ اسلام لے آئے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ نکلئے یعنی نماز وغیرہ میں اخفا نہ کیا جائے۔

از سورۂ قدر عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ

Marfat.com

دعا عمر اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسألہم
عن لیلۃ القدر فاجتمعوا انہا فی العشر الاواخر
فقلت لعمر رضی اللہ عنہ انی لاعلم و
انی لاظن ای لیلۃ ہی قال وای لیلۃ ہی
قال ہی سابعۃ تمضی او سابعۃ تبقی من
العشر الاواخر قال عمر رضی اللہ عنہ ومن
این علمت قلت خلق اللہ سبع سموات
وسبع ارضین وسبع ایام وان الدہر یدور
فی سبع وخلق الانسان من سبع ویاکل
من سبع ویسجد علی سبعۃ اعضاء والطواف
بالبیت سبع والجمار سبع لاشیاء ذکرہا
فقال عمر رضی اللہ عنہ لقد فطنت لامر
ما فطنا لہ وکان قتادۃ یزید عن ابن
عباس فی قولہ ویاکل من سبع قال ہو
قول اللہ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا الآیۃ
وعن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی
عنہ قال انا واللہ حرضت عمر علی
القیام فی شہر رمضان قیل وکیف
ذلک یا امیر المؤمنین قال اخبرتہ ان
فی السماء السابعۃ حظیرۃ یقال
لہا حظیرۃ القدس فیہا ملائکۃ
یقال لہم الروح وفی لفظ
الروحانیون فاذا کان لیلۃ القدر
استاذنوا ربہم فی النزول الی الدنیا
فیاذن لہم فلا یمرون بمسجد یصلی
فیہ ولا یستقبلون احدا فی طریق
الا دعوا لہ فاصابہ منہم برکۃ
فقال لہ عمر یا ابا الحسن فنحرض الناس
علی الصلوۃ حتی تصیبہم البرکۃ

عمرؓ نے بلایا اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اور اُن سے لیلۃ القدر
کے بارے میں سوال کیا تو اس پر سب کا اجتماع ہوگیا کہ (وہ رمضان
کے) آخر کے دس دنوں میں ہے تو میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا
کہ میں بخوبی جانتا ہوں اور میں بڑا گمان رکھتا ہوں کہ وہ کونسی رات
ہے تو عمرؓ نے کہا کہ پھر وہ کونسی رات ہے تو انہوں نے کہا کہ وہ
ساتویں رات ہے جو گزر رہی ہو یا ساتویں ہے جو باقی رہ رہی ہو
آخر کے دس دنوں میں سے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے یہ
کہاں سے جانا۔ میں نے کہا کہ اللہ نے پیدا کئے سات آسمان اور سات
زمینیں اور سات دن اور تمام زمانہ سات میں ہی گھوم رہا ہے۔
اور انسان پیدا کیا گیا ہے سات سے اور کھاتا ہے سات سے اور سجدہ
کرتا ہے سات اعضاء پر اور بیت اللہ کا طواف سات پھیرے ہیں
اور جمار بھی سات ہیں اسی طرح اشیاء کا ذکر کیا تو عمر رضی اللہ عنہ
نے کہا کہ آج ایسی بات سمجھ میں آئی جس کے بارے میں ہم نے خیال
نہیں کیا تھا۔ اور قتادہؒ زیادہ کرتے ہیں ابن عباسؓ کی روایت میں
اُن کے اس قول پر کہ "کھاتا ہے سات سے" یہ کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول
سے ماخوذ ہے فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا وَّزَيْتُوْنًا وَّ
نَخْلًا وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا وَّفَاكِهَةً (۸۰: ۲۷ تا ۳۱) اور مروی ہے
علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا واللہ میں نے
عمرؓ کو رغبت دلائی ماہِ رمضان کی راتوں میں قیام پر۔ کہا گیا
کہ اے امیر المؤمنینؓ آپ نے کیسے رغبت دلائی تھی؟ فرمایا کہ میں نے
اُن کو خبر دی کہ ساتویں آسمان میں ایک ایوان ہے جس کو حظیرۃ
القدس (ایوانِ مقدس) کہا جاتا ہے وہاں فرشتے ہیں جن کو روح
کہا جاتا ہے اور ایک نسخہ میں "روحانیون" ہے۔ تو جب لیلۃ القدر
ہوتی ہے وہ اپنے رب سے دنیا کی طرف اُترنے کی اجازت مانگتے ہیں
تو اللہ تعالیٰ اُن کو اجازت دیدیتا ہے تو وہ جس مسجد سے بھی گزرتے
ہیں جس میں نماز پڑھی جا رہی ہو اور جس نمازی سے بھی راستہ
میں اُن کا سامنا ہو جاتا ہے وہ اُس کے لئے ضرور دعاء کرتے ہیں
اور اُن کی دعاء کی برکت اُن کو پہنچتی ہے تو اُن سے عمرؓ نے کہا کہ اے
ابوالحسنؓ تو ہم لوگوں کو نماز کا شوق دلائیں گے تاکہ اُن کو یہ برکت پہنچ جائے

Marfat.com

فامر الناس بالقیام عن ابن عباس قال جاء رجل الی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یسألہ فجعل عمر ینظر الی رأسہ مرۃ والی رجلیہ اخری ھل یری علیہ من البؤس ثم قال لہ عمر کم مالک قال اربعون من الابل قال ابن عباس قلت صدق اللہ ورسولہ لو کان لابن آدم وادیان من ذھب لابتغی الثالث ولا یملأ جوف ابن آدم الا التراب ویتوب اللہ علی من تاب فقال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ماھذا فقلت ھکذا اقرأنیہ ابی قال فمر بنا الیہ فجاء الی ابی فقال ما یقول ھذا قال ابی ھکذا اقرأنیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال أفأثبتہا فی المصحف قال نعم وعن ابن عباس قال قلت یا امیر المؤمنین ان ابیا یزعم انک ترکت من کتاب اللہ آیۃ لم تکتبہا قال واللہ لاسألن ابیا فان انکر لتکذبن فلما صلی صلوۃ الغداۃ غدا علی ابی فاذن لہ وطرح لہ وسادۃ وقال یزعم ھذا انک تزعم انی ترکت آیۃ من کتاب اللہ لم اکتبہا فقال انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لو ان لابن آدم وادیین من مال لابتغی الیہما وادیا ثالثا ولا یملأ جوف ابن آدم الا التراب ویتوب اللہ علی من تاب قال فاکتبہا قال لا انہاک قال فکان ابیا شک أقول من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او قرآن منزل

تو آپ نے لوگوں کو حکم دیا قیام کا۔ ابنِ عباس رضؓ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آکر مانگنے لگا تو عمرؓ اُس کو دیکھنے لگے کبھی سر کی طرف اور کبھی پاؤں کی طرف کہ اُس پر ناداری اور تنگ حالی کی کوئی علامت نظر آتے۔ پھر اُس سے آپ نے پوچھا کہ تیرے مال کی کیا مقدار ہے تو اُس نے کہا چالیس اُونٹ۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اور اُس کے رسولؐ نے سچ کہا لو کان لابن آدم الخ کہ اگر ابنِ آدم کے پاس سونے سے دو وادیاں بھری ہوئی ہوں تو اُس کو تیسری کی خواہش پھر بھی ضرور ہوگی اور ابنِ آدم کے پیٹ کو کوئی چیز نہیں بھر سکتی بجز مٹی کے اور اللہ اُسی کی طرف رجوع ہوتا ہے جو اللہ کی طرف رجوع ہو تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ تو میں نے کہا کہ مجھے اُبیؓ نے ایسا ہی پڑھایا ہے تو فرمایا کہ ہم کو اُبیؓ کے پاس لے چلو۔ تو اُبیؓ کے پاس پہنچے اور اُن سے فرمایا کہ یہ کیا کہتا ہے تو اُبیؓ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح پڑھایا ہے تو عمرؓ نے کہا تو پھر میں اس کو قرآن میں لکھ دوں؟ اُبیؓ نے کہا ہاں۔ اور ابنِ عباس رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے کہا اے امیر المومنینؓ اُبیؓ یہ گمان کرتے ہیں کہ آپ نے کتاب اللہ میں سے ایک آیت ترک کر دی اُس کو نہیں لکھا تو عمرؓ نے کہا کہ واللہ میں اُبیؓ سے ضرور پوچھوں گا تو اگر اُس نے انکار کیا تو تیری تکذیب کی جائیگی۔ تو جب صبح کی نماز پڑھ چکے تو اُبیؓ کے پاس پہنچے۔ اُنھوں نے اُن کو بلا لیا اور اُن کے لئے تکیہ لاکر رکھا اور عمرؓ نے کہا کہ یہ (ابنِ عباسؓ) گمان رکھتا ہے کہ آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں نے کتاب اللہ میں کی کوئی آیت چھوڑ دی جس کو نہیں لکھا تو اُبیؓ نے کہا کہ میں نے سُنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ فرماتے تھے لو ان لابن آدم وادیین من مال لابتغی الیہما وادیا ثالثا الخ (اگر ابنِ آدم کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ اُن میں تیسری کے اضافہ کا ضرور طلبگار ہوگا الخ) عمرؓ نے کہا کیا میں اس کو لکھ دوں؟ اُبیؓ نے کہا کہ میں منع نہیں کرتا آپ کو۔ ابن عباسؓ نے کہا گویا اُبیؓ کو شک ہوگیا کہ آیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے یا قرآنِ منزل (اس لئے یہ نہیں کہا کہ لکھ دو)۔

Marfat.com

عن انس قال بینما ابوبکر الصدیق یأکل مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ نزلت علیہ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝ فرفع ابوبکر رضی اللہ عنہ یدہ وقال یارسول اللہ انی لراءٍ ما عملت من مثقال ذرۃ من شر فقال یا ابابکر ما تری فی الدنیا مما تکرہ فبمثاقیل ذر الشر ویدخر لک مثاقیل ذر الخیر حتی توفاہ یوم القیامۃ وروی عن عبداللہ بن عمرو بن العاص قال انزلت اذا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا وابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ قاعد فبکی فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یبکیک یا ابابکر قال یبکینی ہذہ السورۃ فقال لولا انکم تخطئون وتذنبون فیغفر لکم لخلق اللہ امۃ یخطئون ویذنبون فیغفر لہم وعن ابی ایوب الانصاری قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر یأکلان اذ نزلت علیہ ہذہ السورۃ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ فامسک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدہ عن الطعام ثم قال من عمل منکم خیرا فجزاءہ فی الآخرۃ ومن عمل منکم شرا یرہ فی الدنیا مصیبات وامراض ومن یکن فیہ مثقال ذرۃ

از سورۃ زلزال

انس رض سے مروی ہے کہ اس دوران میں کہ ابوبکر رض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ آپ پر یہ سورت نازل ہوئی (جس میں یہ آیات ہیں) فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ الخ (۹۹: ۷-۸) سو جو شخص (دنیا میں) ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ (وہاں) اس کو دیکھ لے گا اور جو شخص ذرہ برابر بدی کرے گا وہ اس کو دیکھ لیگا۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (کھانے سے) ہاتھ اٹھایا اور کہا یا رسول اللہ کیا میں نے جو ایک ذرّے کے برابر کوئی برا کام کیا ہے اس کو ضرور دیکھونگا تو آپ نے فرمایا کہ اے ابوبکر رض دنیا میں تم کو جو مکروہات پیش آتے ہیں وہ اُن ذرات شر کی مقداروں کے عوض میں ہی تو پیش آتے ہیں اور جو ذرّوں کی مقداروں کے برابر نیکیاں ہوتی رہتی ہیں وہ تمہارے لئے جمع ہوتی رہتی ہیں۔ یہاں تک کہ قیامت کے دن اُن سب کا پورا بدلہ تم کو دیا جائے گا۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے بیان کیا کہ سورۃ اذا زلزلت الارض ایسے وقت نازل ہوئی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے اس کر رونے لگے تو اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر رض کیوں روتے ہو تو انھوں نے کہا کہ یہی سورت مجھے رُلا رہی ہے تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم خطائیں اور گناہ نہ کرتے جن سے (توبہ کرنے پر) معافی ملتی رہتی ہے، تو اللہ تعالے دوسری ایسی امت پیدا کرتا جو خطائیں اور گناہ کرتی اور پھر اُن کی مغفرت کی جاتی۔ اور ابو ایوب انصاری رض سے مروی ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رض کھانا کھا رہے تھے کہ اسی درمیان میں آپ پر یہ سورت نازل ہوئی (جس میں یہ آیتیں ہیں فمن یعمل مثقال ذرۃ الخ (یعنی جو ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اس کو دیکھے گا اور جو ذرہ برابر بدی کرے گا وہ اُس کو دیکھ لے گا) تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ کھانے سے روک لیا پھر فرمایا کہ تم میں سے جو شخص نیک عمل کریگا تو اُن کا بدلہ آخرت میں پائیگا اور جو شخص تم میں سے برے اعمال کریگا وہ اُن کو دنیا میں دیکھے مصیبتوں اور بیماریوں کی صورت میں۔ اور جس شخص میں ایک ذرہ

Marfat.com

خیراً دخل الجنۃ ۔ وعن ابی ادریس الخولانی نحو من ذلک ۔ وعن جعفر بن برقان قال بلغنا ان عمر بن الخطاب أتاہ مسکین و فی یدہٖ عنقود من عنب فناولہ منہ حبۃ ثم قال فیہ مثاقیل ذرٍ کثیر ۔

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ فی لیلۃ الف آیۃ لقی اللہ و ہو ضاحک فی وجہہ قیل یا رسول اللہ و من یقوی علی الف آیۃ فقرأ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ الی آخرہا ثم قال والذی نفسی بیدہ انہا لتعدل الف آیۃ ۔ عن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ سئل عن قولہ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ قال من اکل خبز البر و شرب ماء الفرات مبرّداً و کان لہ منزل یسکنہ فذاک من النعیم الذی یسأل عنہ ۔ وعن جابر بن عبد اللہ قال جاءنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما فاطعمناہم رطباً و سقیناہم ماءً فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذا من النعیم الذی تسألون عنہ ۔ وعن ابی ہریرۃ قال خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم فاذا ہو بابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فقال ما اخرجکما من بیوتکما ہذہ الساعۃ قالا الجوع یا رسول اللہ قال والذی نفسی بیدہ لاخرجنی الذی اخرجکما

کی برابر بھی خیر موجود ہوگی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور ابو ادریس خولانی سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ اور جعفر بن برقان سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ ہمیں یہ بات پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب کے ہاتھ میں ایک خوشۂ انگور تھا تو آپ کے سامنے ایک غریب آگیا تو اُس میں سے ایک دانہ توڑ کر آپ نے اُس کو دیا اور فرمایا کہ اس میں خیر کے بہت سے ذرے ہیں۔

سورہ تکاثر

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک رات میں ہزار آیتیں پڑھیگا وہ اس طرح ملیگا اللہ تعالیٰ سے کہ اس کی طرف متوجہ ہو کر وہ ہنستے ہوتے ہوں گے۔ کہا گیا کہ یا رسول اللہ اور ہزار آیات پڑھنے کی قوت کس میں ہوگی تو آپ نے پڑھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ آخر سورۃ تک پھر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ یقیناً ہزار آیتوں کے برابر ہے۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُن سے لَتُسْـَٔلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ (۱۰۲: ۸ - اُس دن تم سے نعمتوں کی پوچھ ہوگی) کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ جس نے گیہوں کی روٹی کھائی اور فرات کا پانی ٹھنڈا کر کے پیا اور اُس کے پاس گھر بھی ہے جس میں رہتا ہے یہ سب اُن نعمتوں میں سے ہیں جن کے بارے میں پوچھا جائیگا۔ اور جابرؓ بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ ہمارے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما آئے تو ہم نے ان کو کھجوریں کھلائیں اور پانی پلایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ان نعمتوں میں سے ہیں جن کے بارے میں تم سے پوچھا جائیگا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے دیکھتے کیا ہیں کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی آپ کے پاس آگئے۔ آپ نے فرمایا ایسے وقت میں تم دونوں کو کس نے گھر سے نکالا؟ دونوں نے کہا کہ یا رسول اللہ بھوک نے۔ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے بھی اسی چیز نے باہر نکالا ہے جس نے تم دونوں کو

فقوموا فقاما معہ فاتے رجلاً
من الانصار فاذا ہو لیس فی
بیتہ فلما رأتہ المرأۃ قالت مرحباً
فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم این
فلان قالت انطلق یستعذب لنا
الماء اذ جاء الانصاری فنظر الی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصاحبیہ
فقال الحمد للہ ما احد الیوم اکرم
اضیافا منی فانطلق فجاء بعذق
فیہ بسر وتمر فقال کلوا من
ہذا واخذ المدیۃ فقال لہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ایاک
والحلوب فذبح لہم فاکلوا
من الشاۃ ومن ذلک العذق
وشربوا فلما شبعوا ورووا قال
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
لابی بکر وعمر والذی نفسی
بیدہ لتسئلن عن ہذا النعیم یوم
القیامۃ عن ابن عباس انہ سمع
عمر بن الخطاب یقول ان رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم خرج یوما عند الظہیرۃ
فوجد ابا بکر فی المسجد جالسا فقال ما
اخرجک ہذہ الساعۃ قال اخرجنی الذی
اخرجک یا رسول اللہ ثم ان عمر بن الخطاب
جاء فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم یا ابن الخطاب ما اخرجک ہذہ الساعۃ
فقال اخرجنی الذی اخرجکما فقال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ہل بکما من قوۃ فتنطلقان
الی ہذا النخل فتصیبان من طعام وشراب فقلنا

نکالا ہے تو ہمارے ساتھ رہو۔ تو یہ دونوں آپ کے ساتھ چلے پھر
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے مکان پر پہنچے جو
انصار میں سے تھے۔ دیکھا تو وہ گھر میں نہیں تھے۔ جب اُن کی
بیوی نے آپ کو دیکھا تو مرحبا کہا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے
پوچھا کہ فلاں کہاں ہے؟ اُن بی بی نے کہا کہ وہ ہمارے لئے
میٹھا پانی لانے کے لئے گئے ہیں۔ اتنے میں وہ انصاری بھی
آگئے۔ جب اُنھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں
رفیقوں کو دیکھا تو کہا الحمد للہ آج بزرگترین مہمانوں کے بارے
میں مجھ سے کوئی بڑھا ہوا نہیں ہے۔ پھر وہ کھجور کا ایک گچھا
لائے جس میں گدری کھجوریں لگی ہوئی تھیں اور کہا کہ آپ
اس میں سے کھائیے اور اُنھوں نے (بکری ذبح کرنے کے لئے)
چھری سنبھالی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا
کہ دودھ دینے والی مت ذبح کر دینا۔ تو اُنھوں نے بکری ذبح
کی اور سب نے اس میں سے کھایا اور اس خوشہ میں سے کھجوریں
بھی کھائیں اور پانی پیا پھر جب کہ سب اچھی طرح
شکم سیر اور سیراب ہو گئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
ابو بکرؓ و عمرؓ سے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری
جان ہے تم سے اس نعمت کے بارے میں قیامت کے دن ضرور
پوچھا جائیگا۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے اُنھوں نے عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ سے سُنا فرماتے تھے کہ ایک دن دوپہر کے وقت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو آپ نے ابو بکرؓ کو مسجد
میں بیٹھا ہوا پایا تو فرمایا تمھیں ایسے وقت میں کس (ضرورت) نے
باہر نکالا۔ اُنھوں نے کہا جس ضرورت نے آپ کو باہر نکالا اُسی
یا رسول اللہ مجھے بھی نکالا۔ پھر عمرؓ بن الخطاب بھی آگئے۔ تو
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن الخطاب ایسے وقت
تمھیں کس چیز نے باہر نکالا۔ اُنھوں نے کہا مجھے بھی اُسی چیز نے
باہر نکالا جس نے آپ دونوں کو نکالا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم میں اتنی قوت ہے کہ اس کھجور کے باغ
تک میرے ساتھ جا سکو وہاں کھانا اور پانی سب مل جائیگا۔ تو ہم نے کہا

Marfat.com

نعم یا رسول اللہ فانطلقنا حتی اتینا منزل مالک بن التیھان ابی الھیثم الانصاری و عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال انطلقت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم و معنا عمر الی رجل یقال لہ الواقفی فذبح لنا شاۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایاک وذات الدر فاکلنا ثریدا و لحما و شربنا ماءً فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھذا من النعیم الذی تسئلون عنہ و عن عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کل شیء سوی ظل بیت و جلف الخبز و ثوب یواری عورتہ والماء فما فضل عن ھذا فلیس لابن آدم فیھن حق عن عکرمۃ قال مر عمر بن الخطاب برجل مبتلی اجذم اعمی اصم ابکم فقال لمن معہ ہل ترون فی ھذا من نعم اللہ شیئا قالوا لا قال بلی الا ترونہ یبول فلا یعتصر و لا یلتوی یخرج بولہ سھلا فھذہ نعمۃ من اللہ تعالیٰ۔

عن قتادۃ بن النعمان انہ وقع بقریش فکانہ نال منھم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا قتادۃ لا تسبن قریشا فانہ لعلک ان تری منھم رجالا تزدری عملک مع اعمالھم و فعلک مع افعالھم و تغبطھم اذا رأیتھم لولا ان تطغی قریش لاخبرتھم بالذی لھم عند اللہ و عن معاویۃ

ہاں یا رسول اللہ۔ تو ہم چل کر مالک بن التیہان ابو الہیثم انصاری کے مکان پر پہنچے۔ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا اور ہمارے ساتھ عمرؓ بھی تھے ایک شخص کی طرف جس کو واقفی کہا جاتا تھا اس نے ہمارے لئے بکری ذبح کی تھی اور اس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ دودھ دینے والی بکری نہ ذبح کرنا تو ہم نے ثرید کھایا اور گوشت کھایا اور پانی پیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اُن نعمتوں میں سے ہے جن کے بارے میں تم سے پوچھا جائے گا۔ اور عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چیز بھی ہے بجز گھر کے سایہ کے (جس میں آدمی گرمی سردی وغیرہ سے اپنا بچاؤ کر سکے) اور خشک روٹی کے ٹکڑے کے اور کپڑے کے جس سے ستر کو چھپا لے اور پانی کے جو چیز بھی ان سے زائد ہے ابن آدم کا ان میں حق نہیں ہے۔ عکرمہؒ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کا گزر ایسے شخص پر ہوا جو جذامی، اندھا، بہرا اور گونگا تھا تو آپ نے اپنے ساتھ والوں سے کہا کہ تم اس میں اللہ کی نعمتوں میں سے کوئی نعمت دیکھتے ہو؟ انھوں نے کہا نہیں! فرمایا ہاں کیا تم یہ خیال نہیں کرتے کہ پیشاب کرتا ہے تو وہ نہ تھوڑا تھوڑا گرتا ہے اور نہ بند ہوتا ہے بلکہ سب آسانی سے نکل جاتا ہے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت ہے۔

باب سورۂ قریش یعنی لایلاف

قتادہؒ بن النعمان سے مروی ہے کہ وہ قریش کو برا کہنے لگے غالباً ان کی طرف سے انھیں کچھ نقصان پہنچا تھا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے قتادہ قریش کو گالیاں ہرگز نہ دو کیونکہ امید ہے کہ تم ان میں ایسے مرد بھی دیکھو گے جن کے اعمال کے مقابلہ پر تمھیں اپنا عمل اور ان کے افعال کے مقابلہ پر اپنا فعل حقیر نظر آنے لگے اور جب تم ان کو دیکھو تو تم کو رشک آنے لگے۔ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ قریش میں سرکشی بڑھ جائے گی تو جو مرتبہ ان کا اللہ کے نزدیک ہے وہ میں ان کو بتا دیتا۔ اور معاویہ

Marfat.com

سمعتُ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول الناسُ تبعٌ لقریش فی ہذا الامر خیارُہم فی الجاہلیۃ خیارہم فی الاسلام اذا فقہوا واللہِ لولا ان تبطر قریش لاخبرتُہا بما لہا عند اللہِ قالَ وسمعتُ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول خیر نسوۃٍ رکبْن الابلَ صالح قریش اَرْعاہُ علے زوج فی ذات یدہ اجناہ احفظہ علے ولدِہ فی صغرٍ وعن انس قال کُنّا فی بیت رجل من الانصار فجاء رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حتے وقف فاخذ بعُضادَتے الباب فقالَ الائمۃُ من قریش ولہم علیکم حقٌ ولکم مثل ذلک ما ان استُحکموا عدلوا وان استرحموا رحموا و اذا عاہدوا وفَوْا فمن لم یفعل ذلک منہم فعلیہ لعنۃ اللہِ والملٰئکۃ والناسِ اجمعین لا یُقبل منہم صرفٌ ولا عدل عن جبیر بن مطعم قال قالَ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انّ لِلقُرشے مثلَے قوۃ الرجلِ من غیر قریش قیل للزہری ما عنےَ بذلک قال نُبلُ الرأے وعن سہل بن ابے حثمۃ انّ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال تعلّموا مِن قریش و لا تعلّموہا وقدّموا قریشًا ولا تؤخّروہا فان للقرشے قوۃ الرجلین من غیر قریش وعن ابے جعفر رضے اللہ تعالےٰ عنہ قالَ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تقدّموا قریشًا فتضلّوا ولا تأخّروا عنہا

مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے کہ لوگ اس امر (امامت) میں قریش کے تابع ہیں۔ ان میں کے جو لوگ جاہلیت کے زمانہ میں اچھے تھے وہ اسلام میں اچھے ہیں جب سمجھ سے کام لیتے ہیں۔ واللہ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ قریش اترا جائیں گے تو جو اُن کی فضیلت اللہ کے نزدیک ہے وہ میں ان کو بتا دیتا۔ (معاویہؓ نے) کہا اور میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی سُنا آپؐ فرماتے تھے کہ اچھی عورتیں جو اُونٹوں پر سوار ہوتی ہیں (یعنی عرب اقوام میں سے) قریش کے نیک لوگوں کی ان میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو سب سے زیادہ حفاظت کرنے والی ہو اپنے شوہر کے مال کی اور سب سے زیادہ شفقت کرنے والی ہو اس کے کم عمر بچوں پر۔ اور انسؓ سے مروی ہے بیان کیا کہ ہم ایک انصاری شخص کے مکان میں تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آئے اور دروازے کے دونوں بازو پکڑ کر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ ائمہ قریش میں سے ہوں گے اور ان کا تم پر حق ہے۔ اور اسی طرح تمھارا ان پر کہ اگر ان کو حکم بنایا جائے تو عدل کریں اور اگر ان سے رحم کی درخواست کی جائے تو رحم کریں اور جب وہ معاہدہ کریں تو اس کو پورا کریں تو ان میں سے جو ایسا نہ کرے اُس پر اللہ کی لعنت اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی۔ ان لوگوں کی نہ توبہ قبول ہوگی اور نہ فدیہ۔ جُبیرؓ بن مطعم سے مروی ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شک ایک قریشی میں غیر قریش کے دو مردوں کے برابر قوت ہے۔ زُہری سے پوچھا گیا کہ اس سے کیا مراد ہے تو انھوں نے کہا کہ اصابت رائے۔ اور سہل بن ابی حثمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریش سے سیکھو اُنھیں سکھانے کا فکر نہ کرو اور قریش کو آگے رکھو اور ان کو پیچھے نہ کرو کیونکہ ایک قریشی میں غیر قریش کے دو مردوں کے برابر قوت ہے۔ اور ابو جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ قریش سے آگے نہ بڑھو کہ تم بھٹک جاؤ گے اور نہ ان سے پیچھے ہٹو یعنی

Marfat.com

فتعلموا خیار قریش خیار الناس و شرار قریش شرار الناس والذی نفس محمد بیدہ لولا ان تبطر قریش لاخبرتہا بما لہا عند اللہ ؏ و عن جابر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الناس تبع لقریش فی الخیر والشر الی یوم القیمۃ ؏ و عن اسمٰعیل ابن عبداللہ بن رفاعۃ عن جدہ قال جمع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قریشًا فقال ہل فیکم من غیرکم قالوا لا الا ابن اختنا و مولٰینا و حلیفنا فقال ابن اختکم منکم و مولاکم منکم ان قریشًا اہل صدق و امانۃ فمن بغٰی لہم العواثر کبّہ اللہ علٰی وجہہ ؏ و عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الناس تبع لقریش فی ہذا الامر خیارہم تبع لخیارہم و شرارہم تبع لشرارہم ؏ و عن ابی موسٰی قال قام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی باب فیہ نفر من قریش فقال ان ہذا الامر فی قریش ؏ و عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لقریش ان ہذا الامر فیکم وانتم ولاتہ ؏ و عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لایزال ہذا الامر فی قریش ما بقی من الناس اثنان وحرک اصبعیہ ؏ و عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلے

اُن کا ساتھ نہ چھوڑنا) ورنہ راہ کھو بیٹھو گے۔ قریش کے اچھے لوگ تمام لوگوں سے اچھے، اور قریش کے بُرے لوگ تمام لوگوں سے بدتر۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ قریش اِترا جائیں گے تو میں ان کو خبر کردیتا کہ اللہ کے نزدیک اُن کا کیا مرتبہ ہے۔ اور جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ قیامت تک قریش کے پیچھے رہیں گے خیر میں بھی اور شر میں بھی۔ اور اسمٰعیل بن عبداللہ بن رفاعہ نے اپنے دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قریش کو جمع کیا پھر پوچھا کہ کیا تم میں کوئی تمہارا غیر بھی ہے؟ اُنھوں نے کہا نہیں بجز اُن کے جو ہماری بہنوں کی اولاد ہیں اور جو ہمارے آزاد کردہ ہیں اور جو ہمارے حلیف ہیں۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری بہن کی اولاد تم میں ہی سے ہے اور تمہارے آزاد کردہ بھی تم میں سے ہیں بیشک قریش اہل صدق واہل امانت ہیں جو اُن کے لئے ایسی جستجو کرے گا کہ وہ سختیوں میں مبتلا ہوں خدا اُس کو اوندھے مُنہ گرا دے گا۔ اور ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگ اس امر (خلافت) میں قریش کے تابع رہیں گے جو اُن میں اچھے ہیں وہ اچھوں کے تابع رہیں گے اور جو اُن میں بُرے ہیں وہ بُروں کے تابع رہیں گے۔ اور ابوموسٰے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک (مکان کے) دروازے پر کھڑے ہوئے جس میں قریش کے چند لوگ موجود تھے اور فرمایا کہ یہ امر (خلافت) قریش میں رہے گا۔ اور ابن مسعودؓ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قریش سے فرمایا کہ یہ امر تم میں رہے گا اور تم ہی اس کے والی ہو۔ اور ابن عمرؓ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ امر (خلافت) ہمیشہ قریش میں رہے گا جب تک لوگوں میں دو آدمی بھی باقی رہیں گے اور اپنی دو اُنگلیوں کو آپ نے حرکت دی۔ اور ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم الملک فی قریش و القضاء فی الانصار و الاذان فی الحبشۃ عن سعدٍ قال سمعت النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من یُرِدْ ہوانَ قریش یُہِنْہُ اللہ ۔ و عن عبید بن عمیر قال دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقریشٍ فقال اللّٰھم کما اذقتَ اولھم عذابًا فاذِقْ اخرھم نوالاً ۔ و عن سعد بن ابی وقاص ان رجلاً قُتِل فقیل للنبیّ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اَبعدہ اللہ انہ کان یُبغض قریشًا۔

علیہ وسلم نے فرمایا کہ حکومت قریش میں رہے گی اور قضاء انصار میں اور اذان اہل حبش میں۔ سعد روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جو شخص قریش کو بے آبرو کرنے کا ارادہ کرے گا خدا اُس کو ذلیل کردے گا۔ اور عُبید بن عمیر سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے قریش کے لئے دُعا کی کہ یا اللہ جس طرح آپ نے ان کے پہلے لوگوں کو عذاب کا مزہ چکھایا ان کے بعد والوں کو عطا و کرمت کا مزا چکھا دیجئے۔ اور سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ ایک شخص قتل کردیا گیا۔ اس کا ذکر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ خدا اُس کو (اپنی رحمت سے) دُور کرے وہ قریش سے بُغض رکھتا تھا۔

بابت سورۃ کوثر

عن انسٍ انّ رجلاً قال یا رسولَ اللہ ما الکوثر قال نہرٌ فی الجنۃ اعطانیہ ربّی اشدّ بیاضًا من اللبن و احلی من العسل و طولہٗ ما بین المشرق و المغرب لا یشرب منہ احدٌ فیظمأ و لا یتوضأ منہ احدٌ فیتشعّث ابدًا لا یشرب منہ من اَخفر ذمّتی و لا من قتل اہل بیتی۔

انس رض سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ کوثر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ایک نہر ہے جنت میں جو میرے پروردگار نے مجھے عطا فرمائی ہے وہ (یعنی اس کا پانی) یقیناً بہت سفید ہے دودھ سے اور بہت میٹھا ہے شہد سے اور اُس کا طول مشرق و مغرب کے فاصلہ کے برابر ہے جو کوئی اُس میں سے ایک بار پی لے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا اور جو کوئی اُس سے وضو کرلے گا وہ کبھی پراگندہ (مُو) نہ ہوگا۔ وہ اُس میں نہ پی سکے گا جس نے میری ذمہ داری کو توڑا ہوگا (یعنی اُس عہد کو جو آپ نے کسی سے کیا) اور نہ وہ جس نے میرے اہل بیت کو قتل کیا۔

بابت سورۃ نصر

عن ابن عباسٍ قال کان عمر یُدخلنی مع اشیاخ بدرٍ فقال لہٗ عبد الرحمٰن بن عوف لِمَ تُدخل ہذا الفتی معنا و لنا ابناءٌ مثلہٗ فقال انہ ممن قد علمتم قال فدعاھم ذات یوم و دعانی معھم و ما رأیتُہٗ دعانی یومئذٍ

ابن عباس رض سے مروی ہے فرمایا کہ عمر رض مجھے بدر کے اشیاخ (یعنی بڑے بوڑھوں) میں داخل کیا کرتے تھے۔ اس پر اُن سے عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کہ اس جوان کو آپ ہمارے ساتھ کیوں شامل رکھتے ہیں اور ہمارے بیٹے اس کے برابر ہیں تو اُنھوں نے کہا کہ وہ اُن ہی میں سے (یعنی جوانوں کی صف میں سے) ہے جیسا کہ تم جانتے ہو۔ پھر ایک دن عمر رضی اللہ عنہ نے اُن کو بُلایا اور مجھے بھی اُن کے ساتھ بُلایا اور میں اُس دن اپنے بلانے کی

Marfat.com

الّا لیریہم منی فقال ما تقولون فی قولہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ حتی ختم السورۃ فقال بعضہم امرنا اللہ ان نحمدہ و نستغفرہ اذا جاء نصر اللہ و فتح علینا و قال بعضہم لا ندری و بعضہم لم یقل شیئا فقال لی یا ابن عباس اکذاک تقول قلت لا قال فما تقول قلت ہو اجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلمہ اللہ اذا جاء نصر اللہ والفتح فتح مکۃ فذاک علامۃ اجلک فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا فقال عمر ما اعلم منہا الا ما تعلم وعن ابن عباس قال لما نزلت اذا جاء نصر اللہ والفتح جاء العباس الی علی رضی اللہ تعالی عنہ فقال انطلق بنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان کان ہذا الامر لنا من بعدہ لم تشاحنا فیہ قریش وان کان لغیرنا سألناہ الوصاۃ بنا قال لا قال العباس فجئت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرا فذکرت ذلک لہ فقال ان اللہ جعل ابابکر خلیفتی علی دین اللہ و وحیہ وہو مستوص فاسمعوا لہ واطیعوا تہتدوا وتفلحوا واقتدوا بہ ترشدوا

غرض سمجھ گیا تھا کہ اس سے صرف یہ مقصود ہے کہ وہ اُن کو میری کوئی بات (یعنے تفقہ) دکھانا چاہتے ہیں۔ اب فرمایا کہ آپ کیا کہتے ہیں اس سورت کے بارے میں اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ ختم سورت تک (۱۱۰: ۱ تا ۳) جب خدا کی مدد اور (مکہ کی) فتح آ پہنچے اور آپ لوگوں کو دیکھیں کہ اللہ کے دین میں جوق جوق داخل ہو رہے ہیں تو اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیجئے اور اس سے استغفار کی درخواست کیجئے وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے؛ تو بعض نے تو یہ کہا کہ ہم کو اللہ نے حکم دیا کہ ہم اُس کی حمد کریں اور اُس سے استغفار کریں جب اللہ کی مدد آجائے اور ہم کو فتح دیدی جائے اور بعضوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے اور بعضوں نے کچھ نہ کہا۔ پھر عمرؓ نے مجھ سے کہا اے ابن عباسؓ کیا ایسا ہی تم بھی کہو گے؟ میں نے کہا نہیں! فرمایا کہ پھر تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا یہ تو اللہ تعالٰی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اُن کا وقتِ وفات بتایا ہے کہ جب اللہ کی مدد اور فتح یعنے فتح مکہ آ پہنچے تو یہ علامت ہے آپؐ کے وقتِ وفات کی فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا تو عمرؓ نے کہا کہ میں بھی صرف اتنا ہی جانتا ہوں جتنا تم جانتے ہو۔

اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب نازل ہوئی اذا جاء نصر اللہ والفتح تو عباسؓ (اس کا مطلب وہی سمجھ کر جو پچھلی روایت میں ابھی تحریر ہوا ہے) علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہا کہ ہم دونوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں (اور آپؐ سے معلوم کریں) تو اگر یہ امر (یعنے خلافت) اُن کے بعد ہمارے لئے ہے تو اس میں قریش ہم سے مناقشہ نہیں کریں گے اور اگر کسی دوسرے کے لئے ہے تو ہم اپنے حق میں اُن سے وصیت کا سوال کریں گے۔ علیؓ نے کہا نہیں۔ عباسؓ نے بیان کیا میں خفیہ طور پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا اور میں نے اُن سے یہ تذکرہ کیا تو آپؐ نے فرمایا اللہ تعالٰی نے دینِ الٰہی اور وحی الٰہی پر میرا خلیفہ ابوبکرؓ کو بنایا ہے اور وہی وصیت کا حقدار ہے تو تم اُس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو تو ہدایت اور فلاح پاؤ گے اور اُس کی اقتدا کرو تو بھلائی حاصل کرو گے۔

Marfat.com

وقال ابنُ عباسٍ فما وافق ابابکر علٰی رأیہ ولا وآزرہ علٰی امرہ ولا اعانہ علٰی شانہٖ اذ خالفہ اصحابہ فی ارتدادِ العرب الّا العباسُ قال فواللہ ما عدل رأیہما وحزمہما رأے اہل الارض اجمعین۔

اور ابن عباس رضؓ نے کہا تو جب ارتداد عرب کے مسئلہ میں ابوبکرؓ کے اصحاب نے ان کی رائے کی مخالفت کی تھی اور کسی نے بھی تائید نہیں کی اُن کے حکم کی اور نہ اُن کے ہم امر میں اُن کی کسی نے اعانت کی بجز عباسؓ کے (کہ وہ ہر موقعہ میں ابوبکرؓ کے مؤید ومُعین رہے) ابن عباسؓ کہتے ہیں تو واللہ تمام کے تمام اہل ارض کی رائے ان دونوں کی رائے اور ان دونوں کی تدبیر کی برابری نہ کرسکی۔

سورۃ اخلاص

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ قرأ اللہُ الواحد الصمد ؞

روایت ہے عمرؓ بن الخطاب کے بارے میں کہ انھوں نے پڑھا اَللّٰہُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ (بجائے اللہ احد۔ اللہ الصمد کے) ؞

Marfat.com

فصل ہفتم

در اقامتِ دلیلِ عقلی بر خلافتِ خلفاء

وچون وجود اشخاص معینہ وصفاتِ ایشان بمجردِ عقل ثابت نمی شود بلکہ بنقلِ متواتر یا مشہور یا خبرِ واحد صحیح لابد مراد از دلیلِ عقلی اینجا آنست کہ یک مقدمہ از مقدمات آن عقلی باشد ودیگر متواتر یا مشہور وآن مقدمہ کہ عقلی باشد دو قسم تواند بود قسم اول عقلی محض کہ بغیرِ استنادِ بشرع ثابت شود لیکن میباید کہ شرع تصدیق آن فرماید تا اعتماد را شاید قسم دوم عقلی ماخوذ از استقراءِ دلائلِ شرعیہ یا ماخوذ از امرے کہ نقیضِ او مستلزم محالِ شرعی باشد مثلاً صدور چیزی از پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم کہ صدور آن جائز نیست وآنچہ بآن ماند وہٰذا این فصل را منقسم میسازیم بدو مقصد۔

مقصد اول حاصل آن تنقیح معنے خلافتِ خاصہ است زیرا کہ لفظ خلافت حقیقۃ شرعی است ومدعیان تشرع آراء مختلفہ دارند ہر یکے از لفظ خلافت معنے ادراک مینماید وصفاتِ لازمۂ خلیفہ بنوعی تقریر می کند مثلاً فرقہ خلافتِ پیغامبر را صلے اللہ علیہ وسلم بمعنے امامت میگیرند ودر صفاتِ خلیفہ ہاشمیت وفاطمیت وعصمت ومانند آن اعتبار مے کنند وشک نیست کہ ہیچ عاقلے این معنے را برائے خلفائے ثلٰثہ رض

فصل ہفتم

خلافتِ خلفاء پر دلیلِ عقلی کے بیان میں

چونکہ اشخاص معینہ کا وجود اور اُن کی صفات محض عقل سے ثابت نہیں ہوتیں بلکہ نقل متواتر یا مشہور یا خبر واحد صحیح سے ثابت ہوتی ہیں اس لئے ضروری ہے کہ ایسی جگہ پر دلیل عقلی سے ایسی دلیل مراد لی جائے جس کے مقدمات میں سے ایک مقدمہ عقلی ہو اور دوسرا متواتر یا مشہور۔ اور وہ مقدمہ جو عقلی ہوگا دو قسم کا ہوسکتا ہے۔ پہلی[1] قسم عقلی محض جو کہ استناد شرعی کے بغیر ثابت ہوجائے لیکن ضروری ہے کہ شریعت اُس کی تصدیق کرے تاکہ قابل اعتماد سمجھا جائے۔ دوسری[2] قسم عقلی جو ماخوذ ہو دلائل شرعیہ کے استقراء سے یا ایسے امر سے ماخوذ ہو جس کی نقیض محال شرعی کو مستلزم ہو مثلاً ایسی چیز کا صدور (لازم آجائے) کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کا صدور جائز نہیں ہے اور جو اس کے مشابہ ہو۔ لہٰذا اس فصل کو ہم دو مقصد پر منقسم کرتے ہیں۔

مقصد اول جس کا حاصل ہے خلافتِ خاصہ کے معنے کی تنقیح، کیونکہ لفظ خلافت ایک حقیقتِ شرعی (پر دلالت کرتا) ہے اور مدعیانِ تشرع مختلف آراء رکھتے ہیں۔ ہر ایک لفظ خلافت کے ایک خاص معنے سمجھ رہا ہے اور خلیفہ نبوی کی صفاتِ لازمہ کی ایک خاص نوع کے ساتھ تقریر کر رہا ہے۔ مثلاً ایک فرقہ کے لوگ خلافتِ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو امامت کے معنے میں لیتے ہیں اور خلیفہ کی صفات میں ہاشمیت اور فاطمیت اور عصمت اور اس کے مانند صفات کا اعتبار کرتے ہیں۔ اور اس میں شک نہیں ہے کہ اس معنے کو خلفاء ثلاثہ (صدیق اکبر رض، فاروق اعظم رض،

Marfat.com

اثبات نمی تواند کرد و ما در خلافت مفہوم سلطنت و فرمانروائی مسلمین اخذ مینمائیم و در خلافت خاصہ ہجرت و سوابق اسلامیہ معتبر میدانیم و ہیچ عاقلے این معنے را برائے ائمہ اثنا عشر غیر مرتضیٰؓ اثبات نخواہد کرد پس شنیعے کہ درمیان فریقین واقع است منشأ آن عدم تنقیح معنے مراد بودہ است اختلاف اصطلاحات حق را مختفے ساخت پس معنے خلافت باعتبار لغت جانشینی است کہ یکی بجائے دیگرے بنشیند و بہ نیابت او کار کند و در شرع مراد از وے بادشاہی است برائے تصدی اقامت دین محمد علےٰ صاحبہ الصلوٰۃ والتسلیمات بہ نیابت آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پس اگر کسے بادشاہ نباشد و حکم او نافذ نبود خلیفہ نیست ہرچند فرض کنیم کہ افضل امت باشد و معصوم و مفترض الطاعت و فاطمی واگر کافرے بادشاہ باشد یا تحکیم کند سیف را نہ شرع را و کارِ او اخذ خراج و باج باشد و باقامت دین مثل جہاد و اقامت حدود و فصل قضایا اصلاً نہ پردازد خلیفہ نخواہد بود مانند اکثر متغلبہ در زمانِ ما و پیش از ما۔

نکتہ۔ اینجا نکتہ باید فہمید کہ گفتگوی امامیہ درین مبحث نزاع لفظی است بلکہ شغب محض است نزاع لفظی ہم نیست زیرا کہ خلافت غیر امامت است عند الامامیہ و مرادف اوست عند اہل السنت یکی از خلافت بمعنی بادشاہی و صفاتِ خلیفہ بمعنے صفاتے کہ نزدیک وجود آنہا بادشاہی معصیت نباشد یا حکم او نافذ شود افضل امت باشد یا نہ سخن میگوید دیگرے از افضلِ امت کہ در حکم اللہ تم

عثمانؓ ذی النورین) کے حق میں کوئی عاقل ثابت نہیں کر سکتا۔ اور ہم "خلافت" میں سلطنت اور فرمانروائی مسلمین کا مفہوم اخذ کرتے ہیں اور "خلافتِ خاصہ" میں ہجرت اور سوابق اسلامیہ کو معتبر جانتے ہیں۔ اور کوئی صاحب عقل اس معنے کو بارہ اماموں میں بجز حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ثابت نہ کرے گا۔ تو فریقین میں جو اختلاف واقع ہوا ہے اُس کا منشا معنے مراد کی تنقیح نہ ہونا ہے اصطلاحات کے اختلاف نے حق کو چھپا دیا ہے۔ اس کے بعد (ہم کہتے ہیں کہ) باعتبارِ لغت خلافت کے معنے ہیں "جانشینی" کہ کوئی دوسرے کی جگہ بیٹھ جائے اور اس کا نائب بن کر کام کرے اور شریعت میں اُس سے مراد ایسی بادشاہی ہے جو اقامتِ دین محمدی (علےٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) کی انجام دہی کے لئے ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نیابت کے طور پر۔ تو اگر کوئی بادشاہ نہ ہو اور اس کا حکم نافذ نہ ہو وہ خلیفہ نہیں ہے کتنا ہی ہم فرض کرلیں کہ وہ افضلِ اُمت بھی ہو اور معصوم اور مفترض الطاعت بھی اور فاطمی بھی۔ اور اگر کوئی کافر بادشاہ بن جائے (یا مومن بادشاہ ہو جائے مگر) تحکیم (یعنے نظامِ عدل) تلوار سے کرتا ہے شریعت سے نہیں، اُس کا کام خراج اور محصول لینا ہو اور اقامت دین سے جیسے جہاد اور حدود کا قائم کرنا اور مقدمات کے فیصلوں میں قطعاً مشغول نہ ہو تو خلیفہ نہیں ہوگا جیسے اکثر متغلبہ (زور زبردستی سے بادشاہ بن جانے والے) ہمارے زمانہ کے اور ہم سے پہلے گزر چکے ہیں۔

نکتہ۔ یہاں ایک نکتہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اس مبحث میں فرقہ امامیہ کی گفتگو نزاعِ لفظی ہے بلکہ محض شور و غل ہے نزاعِ لفظی بھی نہیں ہے کیونکہ امامیہ کے نزدیک خلافت غیر ہے امامت کی۔ اور اہلِ سنت والجماعت کے نزدیک دونوں ہم معنے ہیں۔ ایک تو یہ بات کہہ رہا ہے کہ خلافت بمعنے بادشاہی ہے اور صفات خلیفہ سے مراد ایسی صفات ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے بادشاہی معصیت نہ ہو سکے یا اُس کا حکم نافذ ہو جائے، وہ شخص امت میں افضل ہو یا نہ ہو۔ اور دوسرا ذکر کر رہا ہے کسی افضلِ امت کا کہ اللہ کے

Marfat.com

منقاد شدن باو بر تمام امت فرض است بادشاہ باشد یا نباشد ذکر میکند و امامت باین معنے سخنے است کہ ہیچ فرقہ از فرق اسلامیہ بآن نطق نہ کردہ است و نہ از کتاب و سنت این معنے مفہوم شدہ و نہ اولاد حضرت مرتضی رضی در عصری از اعصار بران اتفاق کردہ اند و بحکم عادت مستحیل است کہ در شرع دلالت بر این معنے باشد و کسے آن را نداند و بگوش کسے نہ رسد بہمان میماند کہ شخصے گوید امروز در بازار سیلے آمد کہ چند ہزار کس را غرق ساخت و غیر او ہیچکس این را نمی داند و اثرے از باران ہم دیدہ نشد سبحانک ہذا بہتان عظیم واگر باور کنیم این را سوفسطائی باشیم و امامیہ بامامت زین العابدین و محمد باقر و جعفر صادق رضوان اللہ تعالے علیہم قائل اند حالانکہ ایشان باتفاق بادشاہ نبودند آری خلافت را ضمیمہ امامت میدانند بمعنے آنکہ چون امام موجود باشد خلافت حق اوست دیگری را نمی سزد کہ اقدام بران کند و ظاہر آن است کہ این مسئلہ از فروع فرضیت انقیاد است مراد اپس اگر معصومی مفترض الطاعت بادشاہی را بامر سلطنت قائم گرداند بادشاہی او صحیح باشد و خودش امام باشد و آن منصوب خلیفہ مانند آنکہ حضرت شموئیل ع طالوت را خلیفہ ساخت و خود ایشان نبی بودند و طالوت ملک و اگر عصیان امام در حکم نکاح یا غیر آن بوجود آید آن نیز معصیت باشد پس خصوصیت خلافت تاثیرے ندارد پس در مسئلہ خلافت رایت خلاف افراشتن و از ہر دو جانب

حکم میں اُس کا مطیع ہونا تمام امت پر فرض ہے وہ بادشاہ ہو یا نہ ہو۔ اور امامت باین معنے ایسی بات ہے کہ فرق اسلامیہ میں سے کوئی فرقہ کبھی اس کا قائل نہیں ہوا اور نہ کتاب و سنت سے امامت کے یہ معنے مفہوم ہوتے ہیں اور نہ حضرت مرتضیٰ رضی کی اولاد نے زمانوں میں سے کسی زمانہ میں اس پر اتفاق کیا ہے اور بسبیل عادت یہ بات محال ہے کہ شریعت میں اس معنے پر دلالت موجود ہو اور کوئی اس کو نہ جانے اور نہ کسی کے کان تک پہنچے۔ یہ ایسی ہی بات ہے کہ کوئی یوں کہے کہ آج بازار میں ایسا سیلاب آیا کہ جس نے کئی ہزار آدمیوں کو غرق کر دیا۔ اور بجز اس کہنے والے کے اور کسی کو بھی اس سیلاب کی خبر نہ ہو اور بارش کا بھی کوئی نشان نظر نہ آئے سبحانک ہذا بہتان عظیم۔ اگر ہم اس کو باور کریں تو ہم سوفسطائی[1] ہوں گے۔ امامیہ زین العابدین اور محمد باقر اور جعفر صادق رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی امامت کے قائل ہیں حالانکہ یہ حضرات بالاتفاق بادشاہ نہیں تھے۔ البتہ یہ لوگ خلافت کو امامت کا ضمیمہ سمجھتے ہیں باین معنے کہ جب امام موجود ہوگا تو خلافت اُس کا حق ہے دوسرے کے لئے سزاوار نہیں کہ اُس کی طرف اقدام کرے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ مسئلہ (اُن کے نزدیک) فرضیت اطاعت کی فروع میں سے ہے۔ تو اگر کوئی معصوم جس کی اطاعت فرض ہے امور سلطنت کی انجام دہی کے لئے خود کسی کو بادشاہ مقرر کر دے تو اُس کی بادشاہی صحیح ہوگی اور وہ خود اُس بادشاہ کا امام رہے گا اور وہ بادشاہ خلیفہ ہوگا۔ جیسا کہ حضرت شموئیل ع نے طالوت کو اپنا خلیفہ بنایا اور وہ خود نبی تھے اور طالوت بادشاہ۔ اور اگر حکم نکاح وغیرہ میں امام کی نافرمانی وجود میں آئے گی تو وہ بھی معصیت ہوگی تو خلافت کی خصوصیت کوئی بھی تاثیر نہیں رکھتی۔ تو ان کا مسئلہ خلافت میں ہمارے خلاف جھنڈا بلند کرنا اور دونوں جانب سے

[1] سوفسطائی فلاسفہ کا ایک گروہ ہے جو اس بات کا قائل ہے کہ تمام موجودات جو مشاہدے میں آرہے ہیں یہ سب بھی وجود میں نہ ان کا کوئی فنا ہے۔ نیک اعمال بد اعمال کچھ نہیں نہ جزا و سزا کی کوئی حقیقت نعوذ باللہ منہ ۱۲ مترجم

Marfat.com

بُرد و مات درمیان آوردن معنے ندارد فتأمّل ہذہ النکتۃ حقّ التأمّل۔

چون این نکتہ مذکور شد بر اصل سخن رویم خلافت را چون بوصفِ راشدہ مقیّد کنیم معنیش آن باشد کہ نیابت پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم در کارہائی کہ پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم بنا بر وصفِ پیغمبری میکردند از اقامتِ دین وجہادِ اعداء اللہ و امضائے حدود اللہ و احیاء علوم دینیۃ و اقامتِ ارکانِ اسلام وقیام بقضاء و افتاء و آنچہ باین قبیل تعلق دارد بوجہے کہ از عہدۂ آن باذنب برآید و عاصی نباشد و مقابلِ آن خلافت جابرہ است کہ در بسیارے از احوال مخالفِ شرع بعمل آرد و از عہدۂ واجب بر نیاید و معطّل گزارد بسیارے از انچہ میباید تا آنکہ عاصی باشد در خلافتِ خود مثلاً اقامت حدود میکند واحیاء علوم دین نمی نماید یا اقامت بوضعے میکند کہ شرع بآن حکم نہ فرمود بجائی رجم میسوزد و بجائے قصاص رجم می نماید و این خلافتِ راشدہ لوازمے چند دارد کہ بدون آن لوازم قیام شخصے بخلافتِ راشدہ متصوّر نیست مانند عقل و بلوغ و ذکورت و سلامت سمع و بصر و حرّیت و علم و عدالت و شجاعت و رائے و کفایت در حرب و سلم و غیر آن و این صفات ببداہت عقل معلوم مے شود کہ تحقق مقصود از خلافت بغیر آنہا ممکن نیست و سُنّتِ سنیّۃ

بُردؔ اور ماتؔ[1] کو درمیان میں لانا کوئی معنے نہیں رکھتا۔ اس نکتہ پر خوب اچھی طرح غور کرلو۔

نکتہ سے فارغ ہو کر اب ہم اصل بات کی طرف چلتے ہیں جب ہم خلافت کو وصفِ راشدہ کے ساتھ مقید کریں گے (یعنے خلافتِ راشدہ کہیں گے) تو اُس کے معنے ہوں گے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی نیابت اُن کاموں میں جو بربناء وصفِ پیغمبری پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم انجام دیتے تھے یعنے اقامتِ دین اور دشمنانِ خدا کے ساتھ جہاد اور حدود اللہ کا جاری کرنا اور علومِ دینیّۃ کا اِحیاء۔ اور ارکانِ اسلام (یعنے نماز روزہ حج زکوٰۃ) کا قائم کرنا اور قضاء و اِفتاء کا قائم کرنا اور جو امور اس ذیل میں آتے ہیں اُن کی انجام دہی ایسے احسن طور پر کہ گناہ سے محفوظ رہتے ہوئے اُس کی ذمہ داری سے سبکدوش ہوجائے اُس (خلافتِ راشدہ) کے مقابل "خلافتِ جابرہ" ہے کہ بہت احوال میں شریعت کے برخلاف عمل کرے اور ضروری ذمہ داریوں سے سبکدوش نہ ہو اور بہت سے امور جن کا کرنا ضروری تھا اُن کو معطّل چھوڑدے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی خلافت میں عاصی ہوجائے۔ مثلاً اقامت حدود کرتا ہے مگر علوم دینیہ کا احیا نہیں کرتا۔ یا اقامتِ حدود ایسے طریقے سے کرتا ہے جس کا شریعت نے حکم نہیں فرمایا۔ مثلاً رجم (سنگسار کرنا) کے بجائے پھونک دیتا ہے اور بجائے قصاص کے رجم کرڈالتا ہے۔ اور یہ خلافتِ راشدہ چند لوازم رکھتی ہے جن کے بغیر کسی شخص کا خلافتِ راشدہ پر متمکّن ہونا متصوّر نہیں جیسے عقل اور بلوغ اور مرد ہونا اور سلامتی سمع و بصر و حرّیت اور علم و عدالت و شجاعت و رائے اور کفایت (یعنے کفایت مہمّات امور مملکت) جنگ اور صلح کے مواقع میں۔ اور اس قسم کے ضروری اوصاف بغیر کسی دلیل کے ہی یہ بات واضح ہے کہ خلافت سے جو مقصود ہے اُس کا حصول ان صفات کے بغیر ممکن نہیں ہے اور سُنّتِ سنیّۃ

[1] یہ شطرنج کی اصطلاح ہے۔ جب مقابل کے تمام مہرے اُٹھالئے جائیں اس کو بُرد کہتے ہیں یہ بھی ایک قسم کی ہار ہوتی ہے۔ اور جب بادشاہ پٹ جائے اور اس شہ سے بچنے کے لئے اس کے پاس کوئی گھر نہ رہے تو اس کو "مات" کہتے ہیں ۱۲ مترجم عفی عنہ

Marfat.com

وصفے دیگر برین صفات مزید کردہ است و آن
قریشیت است تاتشبہ واقع شود بافعل اللہ
در بنی اسرائیل کہ انبیاء نمی بودند الاّ از بنی اسرائیل
از سبطِ لاوی باشند یا یہودا یا غیر آن ہمچنان
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لازم گردانید کہ
خلیفہ از قریش باشد از بنی ہاشم باشد یا غیر بنی ہاشم
و در اشتراطِ قریشیت حکمتہا است کہ این موضع
تفصیل آن را بر نمی تابد۔

سؤال اگر صبی را یا زنے یا جاہلے یا غیر مجرّب
غیر کافی را بعد موتِ پدر او خلیفہ سازیم و علماء
را برائے احیاء علوم دین و برائے قضاء و افتاء
منصوب گردانیم و امیرے حاذق را در فوج
کشی و مجرّب را در شکست دادنِ اعداء امیر غزاۃ
گردانیم و شخصے را کہ طریق اخذ زکوٰۃ و خراج می
داند و نصب عمّال بر شرط می شناسد و
تقسیم بیت المال در مستحقین می تواند وزیرُ
الوزراء سازیم امور سلطنت منتظم شود بغیر
وجود این صفات در خلیفہ۔

جواب گوئیم بنقض اوّلاً اگر این
صبی را یا این زن را از میان برداریم و
این علماء و امراء و وزراء باہم متفق
شوند و با یک دیگر مخالفت نہ نمایند و
عہودِ مؤکدہ درمیان آرند امور سلطنت
بغیر خلیفہ منتظم مے تواند شد پس
نصبِ خلیفہ چہ ضرور و بحلّ ثانیاً اجتماع
نفوس بغیر جامعے کہ بشوکتِ
خود ہمہ را در یک سلک
منسلک گرداند پا بر ہوا است
نزدیک است کہ

(یعنے ارشادِ رسول ؐ) نے ان صفات پر ایک اور صفت کا اضافہ
کردیا ہے اور وہ قریشیت ہے تاکہ اللہ کے فعل سے مشابہت واقع
ہوجائے جو بنی اسرائیل میں نمایاں ہوا کہ انبیاءؑ صرف بنی اسرائیل
میں سے ہی ہوتے تھے لاوی کی اولاد میں سے ہوں یا یہودا وغیرہ
کی۔ اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لازم کردیا کہ
خلیفہ قریش میں سے ہونا چاہیئے بنی ہاشم میں سے ہو یا غیر بنی ہاشم
میں سے۔ اور قریشیت کو شرط قرار دینے میں بہت سی حکمتیں
ہیں۔ یہ موقع ان کی تفصیل کا متحمل نہیں۔

سوال اگر لڑکے کو یا کسی عورت جاہل یا کسی ناتجربہ کار کو جو
کفایت مہمات کا اہل نہیں ہے اُس کے باپ کی موت کے بعد
ہم خلیفہ بنادیں اور احیاء علوم دین اور قضاء و افتاء کے مناصب
پر علماء کو قائم کردیں اور کسی تجربہ کار امیر کو فوج کشی پر اور اہلِ
تجربہ (جرنیل) کو دشمنوں کو شکست دینے کے لئے امیر مجاہدین
بنادیں اور کسی دانشمند شخص کو جو زکوٰۃ و خراج وصول کرنے
کے طریقے جانتا ہو اور عاملوں کو تفویض مناصب کے لئے جو
شرائط ہیں ان سے واقف ہو اور بیت المال میں سے تقسیم اموال
مستحقین پر کرنے کی قدرت رکھتا ہو وزیر الوزراء بنادیں تو
(اس طرح کا نظم بنادینے کے بعد) امور سلطنت کا انتظام
ہوجائے گا خلیفہ میں ان صفات کے پائے جانے کے بغیر دیکھیے
مذکورہ بالا صفات کو عقلاً لوازم میں سے کیسے قرار دیا جاسکتا ہے)

جواب اولاً بطریق نقض ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر اس لڑکے
یا اس عورت کو ہم درمیان سے ہٹادیں اور یہ علماء اور امراء
اور وزراء باہم متفق ہوجائیں اور ایک دوسرے کی مخالفت
نہ کریں اور آپس میں مضبوط عہد کرلیں تو امور سلطنت خلیفہ
کے بغیر بھی منتظم ہوسکتے ہیں تو خلیفہ کا نصب کرنا ہی کیا ضرور
ہے۔ ثانیاً بطریق حل ہم کہتے ہیں کہ نفوس کا اجتماع بغیر
ایک جامع شخص کے جو کہ اپنی شوکت سے سب کو ایک سلک
میں (تسبیح کے دانوں کی طرح) منسلک کرلے ممکن الوقوع سمجھ
لینا ہوا پر کھڑے ہونے کی امید کرنا ہے۔ قرین قیاس ہے کہ

Marfat.com

اندک خشونتے درمیان ایشان افتد وآن مخالفت
برہم خورد لہذا حکماء گفتہ اند سببِ تالیفِ ناس
وجوہ متعددہ می باشد رہبت ورغبت وحاجت
واتفاقِ طبائع واتفاق برصفاتِ کسبیہ و
رسم وعقل واجتماعے کہ بیک وجہ یا دو وجہ پیدا
شود پا برہوا دارد وبران بنا کردہ جنگہا وکارہائے
عمدہ صورت نمی بندد واین مبحثے است از
اجلّے مباحثِ حکمت سیاست مدن چون مدار
این امور براحتمالاتِ عقلیہ نیست بلکہ برآنچہ
در عادت موجب رفع مفسدہ باوجود مصلحت
باشد باید دانست کہ این عزیز ناقص یا این زن
ہیچ کارے نمی آید وجود و عدم او مساوی است
او خود نمی داند کہ شریعت ومصلحت چیست تا در
آنچہ موافق شریعت ومصلحت است ومخالف
آن است تمیز نماید یکے را ترجیح دہد واز دیگرے
نہی فرماید واعتماد در ہر فن براہلِ آن فن کردن و
خود مقلّد محض بودن ہرگز راست نمی آید وکارے
نمے کشاید اکثر مفاسد در عالم ازہمین جہت ناشی
شدہ واگر تسلیم این شخص ضرور افتد الضرورات
تبیح المحظورات بالجملہ شک نیست کہ خلیفہ
چون متصف باین صفاتِ فاضلہ باشد نوعے
از تشبہ باپیغمبر علیہ السلام پیدا کردہ است ہم
در ملکات وہم در افعال چون بر خلافتِ راشدہ
وصفے دیگر زیادہ کنیم وگوئیم خلافتِ راشدہ
خاصّہ مرجع آن تشبہ خلیفہ است بہ پیغامبر
علیہ السلام زیادہ ازانچہ در خلافتِ راشدہ
شرط کردیم در تفصیل آن زیادہ می باید افتاد
تحریر سخن این است کہ آن خلیفہ
مین پیغامبر نہ خواہد بود

معمولی تلخی گفتار واقع ہوکر اس حلف باہمی کو توڑ پھوڑ ڈالے لہٰذا حکماء نے کہا ہے کہ لوگوں کے باہمی میل جول کے متعدد وجوہ ہوتے ہیں۔ رہبت (یعنی خوف) رغبت وحاجت اور طبائع کا یکساں ہونا، اور صفاتِ کسبیہ پر اتفاق (یعنی ہم پیشگی) اور رسم وعقل۔ اور جو اجتماع ایک یا دو وجہ سے ہوجاتے گا وہ ناپائدار ہوگا اور ایسے اتفاق کو بنیاد بنا کر بڑی لڑائیاں اور بڑے کام صورت پذیر نہیں ہوتے اور یہ ایک ایسا مبحث ہے جو سیاستِ مُدن کی ان مباحثِ حکمت میں سے ہے جو بہت واضح ہیں۔ چونکہ مدار ان امور کا احتمالاتِ عقلیہ پر نہیں ہے بلکہ ان چیزوں پر ہے جو عادۃً رفع مفسدہ کی موجب ہوتی ہیں مصلحت کے پائے جانے کے ساتھ تو سمجھ لینا چاہیے کہ یہ ناقص عزیز یا یہ عورت کسی کام میں نہیں آتے گی اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ شریعت کیا چیز ہے اور مصلحت کیا۔ وہ اس چیز میں جو موافق شریعت اور مصلحت کے ہے اور اس چیز میں جو خلافِ شریعت ومصلحت ہے کیا تمیز کرسکے گا کہ ایک کو ترجیح دے اور دوسرے سے منع کرے اور کسی فن میں بھی اس فن والوں پر اعتماد کرکے خود مقلِد محض رہ جانا ہرگز درست نہیں ہوتا اور اس سے گرہ کشائی نہیں ہوتی۔ عالم میں اکثر مفاسد اسی جہت سے پیدا ہوتے۔ اور اگر ایسے شخص کو سپرد کرنے پر کوئی مجبوری ہو تو الضروراتُ تبیح المحظوراتِ (ضرورتیں ممنوعات کو مباح کردیتی ہیں) الغرض اس میں شک نہیں ہے کہ خلیفہ جب ان صفاتِ فاضلہ سے متصف ہوگا تو اس نے ایک قسم کی مشابہت پیغمبر علیہ السلام سے پیدا کرلی ہے ملکات میں بھی اور افعال میں بھی۔ جب خلافتِ راشدہ پر ہم ایک صفت اور بڑھا کر یہ کہیں کہ "خلافتِ راشدہ خاصّہ" تو اس کا مآل ہوگا خلیفہ کا زیادہ مشابہ ہونا پیغمبر علیہ السلام سے بہ نسبت اُس مشابہت کے جس کو ہم نے خلافتِ راشدہ کے لئے شرط قرار دیا ہے۔ اس کی تفصیل ہمیں زیادہ کرنی ضروری معلوم ہوتی ہے۔
چوٹی کی بات یہ ہے کہ وہ خلیفہ مین پیغمبر نہیں ہوگا کہ اس کا

Marfat.com

تا نزول وحے وافتراضِ طاعت صفتِ او باشد بلکہ از صفاتِ اُمتیان وصفے کہ اقرب است بصفاتِ پیغامبر از جہتِ پیغامبری ونمونہ او وظل اوست اخذ باید کرد باز تشبہ معتبر اینجا تشبہ در اوصافی است کہ پیغامبر را باعتبار پیغامبری باشد مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اجمل ناس بودند وپیغامبرانِ دیگر در جمال متفاوت پس اجملیت وصف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باعتبار پیغامبری نباشد وہاشمی بودند وسائر انبیاء از اسباط بنی اسرائیل پس ہاشمیت باعتبار پیغامبری نخواہد بود وقولِ ما باعتبار پیغامبری شامل است جہاد را مثلاً حالانکہ اکثر پیغامبران بجہاد مامور نہ بودند زیرا کہ جہاد ناشی است از جہت وحے وپیغامبری آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آنحضرتؐ را بجہاد آورد باز تشبہ بجمیع آنچہ از لوازم پیغامبر است مطلوب است یا اکثر آن نہ تشبہ باعتبار بعض اوصافِ قلیل زیرا کہ ہر مسلمانے کہ ہست با پیغمبر تشبہے درست کردہ است اگرچہ در نماز پنجگانہ وتلاوتِ قرآن ومانند آن باشد وافاضل اُمت تشبہ درستے داشتند در بعض اوصاف کما قال حذیفہ[ف] فی عبد اللہ بن مسعود واین خلافت در شئے واحد است دون آخر مقصود از خلافتِ خاصہ خلافتِ مطلقہ است باعتبار جمیع آنچہ از پیغامبر صادر می شد از جہتِ پیغامبری باز تشبہ با پیغامبر

یہ وصف ہو کہ اس پر نزول وحی بھی ہو اور اس کی طاعت کو (نبی کی طرح) فرض قرار دیا جائے۔ بلکہ اُمتیوں کی صفات میں سے (اس کے لئے ہم کو) ایسا وصف اخذ کرنا چاہیئے جو پیغمبر کی ایسی صفات سے قریب تر ہو جو پیغمبری کی جہت سے مخصوص ہیں (یہ وصف) نمونہ ہو اس وصفِ پیغمبری کا اور اس کا ظل ہو۔ پھر سمجھ لیا جائے کہ معتبر تشبّہ یہاں وہی تشبہ ہے جو ایسے اوصاف میں ہو جو پیغمبر کو باعتبار پیغمبری حاصل ہوں مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ خوب صورت تھے اور دوسرے پیغمبر جمال میں متفاوت تھے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وصفِ اجملیت باعتبار پیغمبری نہ ہوگا۔ آپؐ ہاشمی تھے اور تمام انبیاء اسباطِ بنی اسرائیل (یعنے یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کی اولاد) میں سے تھے۔ پس آپؐ کا وصف ہاشمیت بھی باعتبارِ پیغمبری نہ ہوگا۔ اور ہمارا قول "باعتبار پیغمبری" شامل ہے جہاد کو مثلاً حالانکہ اکثر پیغمبر مامور بجہاد نہیں ہوتے۔ کیونکہ جہاد ناشی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری اور وحی کی اُس جہت سے جو آپؐ کو جہاد میں لائی۔ پھر تشبّہ ان تمام اوصاف سے مطلوب ہے جو لوازم پیغمبر میں سے تھے یا اکثر اوصاف سے۔ تشبہ باعتبار اوصاف قلیل مطلوب نہیں ہے۔ کیونکہ جو مسلمان بھی ہے وہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کچھ نہ کچھ تشبہ لئے ہوئے ہے اگرچہ نماز پنجگانہ اور تلاوتِ قرآن وغیرہ (عام عبادات) میں ہو۔ اور افاضلِ اُمت تو آپؐ کے ساتھ بعض اوصافِ کمال میں بہت تشبہ رکھتے تھے جیسا حذیفہ[لہ]رضؓ نے کہا ہے عبد اللہ بن مسعودؓ کے بارے میں۔ اور یہ خلافت شئے واحد میں ہے نہ کہ اور چیزوں میں بھی۔ مقصود خلافتِ خاصہ سے خلافتِ مطلقہ ہے باعتبار اُن تمام چیزوں کے جو پیغمبری کی حیثیت سے پیغمبرؐ سے صادر ہوتی تھیں۔ پھر (ہم کہتے ہیں کہ) پیغمبرؐ کے ساتھ

لہ یہ تلمیح ہے عبد الرحمٰن بن زید کی حدیث کی طرف۔ اُنھوں نے فرمایا کہ میں نے حذیفہؓ سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روش اور آپؐ کی عادت اور طریقہ سے قریب تر کون ہے کہ ہم یہ صفات اُس سے حاصل کریں۔ حذیفہؓ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کسی شخص کو کہ ان صفات میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہو سوائے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ۱۲

Marfat.com

باین صفت کہ تقریر کردیم نمی تواند شد الاّ آنکہ آن شخص از طبقۂ علیائے اُمّت باشد نہ از طبقۂ سفلےٰ و وسطےٰ واز طبقۂ علیا بودن بدو وجہ تواند بود یکے[۱] باعتبار تشبہ نفس با پیغمبر در عبادات و مقاماتِ سنیہ و اخلاقِ حمیدہ دیگر باعتبار سوابقِ اسلامیہ مثل ہجرت و جہاد و نمی تواند شد مگر آنکہ این شخص در دو قوت نفس خود یعنے قوتِ عاقلہ و عاملہ جبلّۃً و کسبًا با پیغمبر مناسبت داشتہ باشد و ثمرات ہر دو را جدا جدا و مجموعًا از وے دیدہ شود و نیز نمے تواند شد مگر آنکہ داعیہ آلہی برائے اتمام مواعید آلہی در قلب او ریزند بواسطۂ نفس پیغمبر و برکت صحبتِ او و آثار برکاتِ داعیہ آلہیہ در افعال و اطوار او دیدہ شود و نمے تواند شد مگر آنکہ واسطہ باشد درمیان پیغامبر و امتِ او در افاضۂ علوم و معنے حقیقتِ خلافتِ خاصّہ وقتے واضح گردد کہ حقیقتِ تشریع را اوّلاً دانستہ شود بعد ازان حقیقتِ نبوّۃ را زیرا کہ خلافتِ خاصّہ نمونۂ نبوّت است و تشبہ است باو پس لابد نکتہ چند میباید کہ بنویسیم۔

نکتۂ اولے تشریع تتمہ تقدیر است معنے تقدیر اندازہ نہادن خدائے تعالے برائے ہر نوع اندازہ نہادہ است ہر نوع را خلقتے است خاص و صورتے است خاص و افعالے و اخلاقے است و الہاماتِ جبلّیہ کہ درمیان صورتِ نوعیہ و

ایسا تشبہ جو اس صفت کے ساتھ ہو جس کی ہم نے تقریر کی ہے کسی میں نہیں ہوسکتا بجز ایسے شخص کے جو اُمّت کے طبقۂ علیا (یعنے سب سے بلند طبقہ) میں سے ہو نہ کہ طبقۂ زیرین و طبقۂ درمیانی سے۔ اور طبقۂ عُلیا میں سے ہونا دو صورتوں سے ہوسکتا ہے۔ ایک[۱] یہ کہ اس اعتبار سے ہو کہ نفس میں تشبہ موجود ہو پیغمبر کے ساتھ عبادات میں اور مقاماتِ عالیہ میں اور اخلاقِ حمیدہ میں۔ دُوسری یہ کہ تشبہ باعتبار سوابق اسلامیہ کے ہو جیسا ہجرت اور جہاد۔ اور (پیغمبر کے ساتھ نفس میں تشبہ) نہیں ہوسکتا مگر اس صورت میں کہ یہ شخص اپنے نفس کی دو قوّتوں میں پیغمبر کے ساتھ پیدائشی اور اکتسابی مناسبت رکھتا ہو یعنے قوّتِ عاقلہ اور عاملہ۔ اور دونوں قوّتوں کے ثمرات جُدا جُدا اور مجموعی طور پر اس سے دیکھے جائیں۔ اور (وہ مناسبت جبلۃً وکسبًا پیدا) نہیں ہوسکتی مگر اس صورت میں کہ نفس پیغمبر کے ذریعہ سے اور اس کی صحبت کی برکت سے مواعید الٰہی[۱] کی تکمیل کے لئے خدا کی طرف سے ایک داعیہ اس کے قلب میں ڈالیں۔ اور داعیہ الٰہی کے آثار اور برکات اُس کے افعال و اطوار میں دیکھے جائیں۔ اور (وہ آثار و برکات) پیدا نہیں ہوسکتی مگر اس صورت میں کہ یہ شخص افاضۂ علوم میں پیغمبر اور اُس کی اُمت کے درمیان واسطہ ہو۔

اور خلافتِ خاصّہ کے معنے اُس وقت واضح ہوں گے جب کہ پہلے تشریع کی حقیقت کو سمجھ لیا جائے، اس کے بعد نبوّت کی حقیقت کو۔ کیونکہ "خلافتِ خاصّہ" نبوّت کا نمونہ ہے اور اُس کے ساتھ مشابہ ہے اس بناء پر ضروری ہوگیا کہ ہم چند نکتے لکھیں

نکتۂ اُولیٰ۔ تشریع تتمّہ ہے تقدیر کا۔ تقدیر کے معنے ہیں اندازہ مقرر کر دینا۔ خدا تعالےٰ نے ہر نوع کے لئے ایک اندازہ مقرر کر دیا ہے۔ ہر نوع کی ایک خاص فطرت ہے اور خاص صورت ہے اور اُس کے خاص افعال اور خاص اخلاق ہیں اور الہامات جبلّیہ (یعنے قدرتی غیر کسبی) ہیں جو کہ صورتِ نوعیہ اور

[۱] مواعید آلہی سے حق تعالےٰ کے وہ وعدے مراد ہیں جو اس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کئے۔ مثلاً ملک فارس اور شام وغیرہ مسلمانوں کو دیا جائیگا وغیرہ ۱۲ مترجم

Marfat.com

حاجتِ طاریہ متولّد میشود واین قصہ بس دراز است و آدمی افضل انواع حیوان است
عقل و ذکا و اہتدا بانواعِ غریبہ از ارتفاقات مقتضے نوعِ اوست و در نفس آدمی دو قوت نہادہ اند قوتِ ملکیہ و قوتِ بہیمیہ اگر آدمی خود را بقوتِ ملکیۃ دہد و ہمہ آن کند کہ سبب زیادت قوت ملکیہ است در عداد ملائکہ داخل شود گویا ملکے است از ملائکہ واگر خود را بقوتِ بہیمیہ دہد در عداد بہائم داخل گردد گویا بہیمہ است از بہائم و حالتے ہست کہ اعتدال نوع آدمی آن را اقتضا مے کند و آن امتزاج است در ہر دو قوت از افعالِ بہیمیہ آن کند کہ با ملکیت مضادّ نداشتہ باشد و از افعالِ ملکیہ آن کند کہ با بہیمیۃ بہ تزاحم بر نہ خیزد پس ہر دو قوت صلح کنند و اصل صورتِ نوعیۃ انسان ہمین ہیئتِ اعتدالیہ را تقاضا میکند اگر عصیانِ مادہ مانع آن نباشد فِطْرَۃَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْہَا اشارہ بہمان ہیئت است و برائے این ہیئتِ اعتدالیہ ملکات است و احوال است وافعال و آن را کاسبات است و آن را منقصات است و کفاراتِ آن منقصات است و این قصہ بہمان می ماند کہ

حاجتِ طاریہ کے درمیان پیدا ہوتے ہیں۔ اور یہ قصہ بہت طویل ہے۔ اور انواع میں سے سب سے افضل نوع انسان ہے۔ عقل و ذکاوت اور عجیب و غریب طریقوں سے بتدریج رہنمائی حاصل کرتے رہنا اُس کی نوع کا مقتضےٰ ہے اور آدمی کے نفس میں دو قوتیں رکھی ہیں قوتِ ملکیۃ اور قوتِ بہیمیّۃ۔ اگر آدمی اپنے کو قوتِ ملکیہ کے حوالے کر دے اور وہ سب کام کرتا ہے جو قوتِ ملکیہ میں ترقی کا سبب ہوتے ہیں تو وہ فرشتوں کے شمار میں داخل ہو جائے گا گویا یہ بھی فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوگا۔ اور اگر اپنے کو قوتِ بہیمیّہ کے حوالے کر دے گا تو بہائم کے شمار میں داخل ہو جائے گا گویا بہائم میں سے ایک بہیمہ یہ بھی ہے۔ اور ایک حالت اعتدال کی ہے کہ نوعِ انسان اُس کا تقاضا کرتی ہے اور وہ ہے دونوں قوّتوں کا امتزاج کہ انسان افعالِ بہیمیّہ میں سے وہ کام کرے جو ملکیّت سے تضاد کی نسبت نہ رکھتے ہوں اور افعالِ ملکیہ میں سے وہ کام کرے کہ بہیمیّت کے ساتھ اُن کا ٹکراؤ نہ ہو۔ پس دونوں قوّتیں صلح کر لیں۔ اور انسان کی صورتِ نوعیّت دراصل اسی ہیئتِ اعتدالیہ کا تقاضا کرتی ہے۔ اگر مادّے کا نافرمانی کی حد تک پہنچ جانا آڑے نہ آجائے فِطْرَۃَ اللّٰہِ الخ (۳۰:۳۰) اللہ کی دی ہوئی قابلیت کا اتباع کرو جس پر اللہ تعالےٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے؛ اشارہ اسی ہیئت کی طرف ہے۔ اور اس ہیئتِ اعتدالیہ کے لئے ملکات ہیں اور احوال و افعال ہیں اور اس کے لئے کاسبات (یعنی مخصوص طریقے جن سے وہ حاصل ہو) ہیں اور منقّصات ہیں (یعنے وہ کام جو اس ہیئتِ اعتدالیہ میں نقص پیدا کر دیں) اور ان منقّصات کے کفّارات بھی ہیں (یعنے اس ہیئتِ اعتدالیہ میں جو نقص واقع ہو اس کی تلافی کے طریقے) اور یہ قصہ اس سے مشابہت رکھتا ہے کہ

۵ حاجتِ طاریہ وقتی اور ہنگامی ضرورت جو جسم پر آ پڑے۔ ایک نو مولود بچّے کو کون سکھا سکتا ہے کہ ماں کی پستان میں تیری غذا ہے اور اس کے حاصل کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اس کو منہ میں لے کر اس طرح کھینچ اور دودھ پی جا رہ۔ لیکن جب اس پر ضرورت غذا طاری ہوئی تو الہام ربانی نے جس کو الہام جبلی کہئے سب کچھ بتا دیا۔ اسی پر جملہ حیوانات کو قیاس کر لیا جائے۔ ہر حیوان کا میلان اور رجحان الگ ہے تفصیل کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ اسی لئے یہ فرما کر چھوڑ دیا کہ این قصہ بس دراز است سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم ۱۲ مترجم

Marfat.com

صاحب طب می شناسد کہ برای ہیئتِ اعتدالیہ کہ مسمّٰے بصحت است اسباب است و منقصات است پس امر میکند و نہی مینماید چون در ازل الآزال خدای تعالےٰ جمیع مقتضیاتِ نوعیہ را تقدیر نمود در ذیل آن بمقتضے حکمت واجب شد کہ ہیئتِ اعتدالیہ نفسانیہ کہ در شرع مسمّٰے بفطرۃ است و ملکات و احوال کہ ازان مے خیزد و کواسب و منقصاتِ او معیّن فرماید و آن را شریعتِ بنی آدم گویند بعض اشیاء را واجب ساخت و بعض آخر را مندوب و مباح و مکروہ و حرام و تعلیم آن بشر را نے باشد مگر شبیہ بالہاماتِ جبلیہ و قابلِ تعلیم بے واسطہ نے باشد الا اعدلِ انسان باعتبار قُوائے نفسانیہ و آن شرع واحد است تغیر و تبدیل را راہ بآن نیست لیکن قابل آن است کہ بوضع خاص مقیّد کنند مانند آنکہ طبیب برائے صحتِ آدمی نسخۂ خاص بعد ملاحظہ سن و فصل و بلد معیّن مے نماید از میان چندین محتملات و این را شرعۃ و منہاج گویند لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَ مِنْهَاجًا۔

نکتۂ دوم۔ گمان مکن کہ ارسال رسل فرستادن پیغامبر است از بالا بپست یا از مشرق بمغرب یا از بلدے بہ بلدے بلکہ معنئ ارسال رسول از جانب حق جلّ وعلا آن است کہ ارادۂ آلٰہیہ متعلق شود بآنکہ

ایک ماہر طبیب پہچانتا ہے کہ ہیئتِ اعتدالیہ جس کو صحت کہتے ہیں اُس کے قائم رکھنے کے لئے کچھ اسباب ہوتے ہیں اور کچھ منقصات (یعنے صحت کو ناقص کرنے والی چیزیں) ہوتی ہیں اس لئے وہ امر کرتا ہے (اُن باتوں کا جو اعتدالِ مزاج کو قائم رکھتی ہیں) اور نہی کرتا ہے (منقصات سے)۔ جب ازل الآزال میں خدا تعالےٰ نے تمام مقتضیات نوعیہ کے اندازے مقرر فرمائے تو ان کے ذیل میں بمقتضائے حکمت ضروری ہوا کہ ہیئتِ اعتدالیہ نفسانیہ کو جس کو شرع میں "فطرت" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اور اس کے ملکات (یعنے خصائل راسخہ) کو اور ان احوال کو جو اُن ملکات سے اُبھرتے ہیں اور ان کے کواسب کو (یعنے اُن طریقوں کو جن سے وہ ملکات حاصل ہوں) اور اُن کے منقصات کو (جو ان ملکات یا ہیئتِ اعتدالیہ کو خراب کرنے والے ہیں) معیّن فرمادیں اور اس کو شریعت بنی آدم کہتے ہیں (چنانچہ) بعض اشیاء کو واجب کیا اور بعض دوسری چیزوں کو مستحب اور مباح و مکروہ و حرام۔ اور اس کی تعلیم بشر کو نہیں ہوتی مگر الہاماتِ جبلیہ کے مشابہ ہوکر۔ اور بے واسطہ تعلیم کے قابل کوئی نہیں ہوتا بجز ایسے انسان کے جو قوائے نفسانیہ (بہیمیت و ملکیت) کے اعتبار سے پورے اعتدال پر ہو۔ اور وہ شرع واحد ہے اس میں تغیّر و تبدّل کبھی نہیں ہوسکتا لیکن قابل کا کام یہ ہے کہ وہ احکام (واجب، مستحب، مباح، مکروہ، حرام) کو خاص (مناسب) موقعوں کے ساتھ مقیّد کرے جیسا کہ طبیب کسی شخص کی صحت کے لئے اُس کی اور موسم اور اس خاص شہر کی آب و ہوا کے پیشِ نظر بہت سے محتمل نسخوں میں سے ایک نسخہ تجویز کرتا ہے۔ اور اس کو شرعۃ و منہاج کہتے ہیں لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا (۵: ۴۸) تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے خاص شریعت اور خاص طریقت تجویز کی تھی۔

نکتۂ دوم۔ یہ گمان نہ کیجئے کہ ارسالِ رُسل کے معنے پیغمبروں کو اُوپر سے نیچے یا مشرق سے مغرب کو یا ایک شہر سے دوسرے شہر میں بھیجدینا ہیں۔ بلکہ اللہ جلّ شانہٗ کی طرف سے رسولوں کو بھیجنے کے معنے یہ ہیں کہ ارادۂ خداوندی کا تعلق اس امر سے ہوجائے

Marfat.com

شریعت را جمہور بنی آدم بدانند تا صلاح ایشان
باشد و از مشہوراتِ ذائعہ گردد و عقل و قوا
ایشان بآن علمِ حق ممتلے شود تا سبب حدوث
ارادۂ افعال خیر و کف از منہیات گردد در حق
بسیارے یا در میان بنی آدم انواع شرک و مظالم
شائع گردد و رفع شرک و مظالم از میان
ایشان بدون پیغامبرے مؤید از جانب
قدس میسر نباشد یا قومے از مبغوضین را وقت
عقوبت و اجلِ آن در رسد و مصلحت نباشد
کہ سنگ از آسمان اندازند یا بہ صیحہ اہلاک
نمایند بلکہ مصلحت ارسال رسولے باشد صاحب
شوکت کہ آن عزیز بمنزلۂ جبرئیلؑ واسطۂ تعذیب
آن جماعۂ ملعونہ گردد و این علم و این داعیہ
را ہمہ افراد انسان قابل نیستند بلکہ قابلِ آن
اعدل افراد و اشبہ آن بملأ اعلیٰ می
تواند شد و ہمہ اوقات قابل ظہور امرِ حق
نیست بلکہ حکمتِ الٰہیہ پیش از وجودِ افراد
معین میکند فردے را و مشخص میسازد
زمانے را چون آن زمان در رسد و آن
مرد بوجود آید نفس قدسیۂ آن فرد
معتدل را برائے خود اصطناع فرماید کہ
وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ و آن شرع در
دل او ریزد و جمیع قوائے عقلیہ و قلبیہ
آن فردِ معتدل را مسخر خود نماید
و امتے گرد وے جمع کند و او را
منصب ارشاد و تعلیم کرامت فرماید
و ایشان را توفیق تعلّم و استرشاد
بخشد و این داعیہ را درمیانِ ایشان
شائع گردانند بدان ماند کہ

شریعت کو عام بنی آدم جان لیں تاکہ اُن کی اصلاح ہوجائے اور
خوب مشہور اور شائع ہوجائے اور لوگوں کی عقل اور قوٰی
اس علمِ حق سے بھر جائیں تاکہ یہ بہت سے نیک لوگوں کے حق میں
نیک کاموں کے کرنے کا ارادہ پیدا ہوجانے کا اور بُرے کاموں
سے باز رہنے کا سبب بن جائے۔ یا بنی آدم کے درمیان بہت
سی قسموں کے شرک اور مظالم شائع ہوجائیں اور اُن کا دفع
ہونا ایسے پیغمبر کے بغیر جو عالمِ علوی کا تائید یافتہ ہو میسّر نہ
ہوسکے۔ یا مبغوض قوموں میں سے کسی قوم پر عذاب کا وقت
اور اُس کی مدّتِ مقدّرہ آپہنچے اور یہ مصلحت نہ ہو کہ آسمان
سے پتھر برسا کر یا سخت آواز سے ہلاک کریں بلکہ یہ مصلحت ہو کہ
ایک صاحبِ شوکت پیغمبر بھیجا جائے کہ وہ صاحبِ عزت شخص
بمنزلہ جبریلؑ اس جماعتِ ملعونہ کو عذاب دینے کا ذریعہ بن جائے اور اس علم
اور اس داعیہ کے قابل تمام افرادِ انسان نہیں ہیں بلکہ ان میں
سے وہ فرد ہوتا ہے جو سب سے زیادہ اَعدل ہوتا ہے (یعنے جس
کی قوتِ ملکیہ و قوتِ بہیمیہ غایتِ اعتدال پر ہوں) اور سب سے
زیادہ (صفائے باطن و جلائے نفس کی وجہ سے) ملائکہ مقربین سے
مشابہت رکھتا ہو۔ اور امرِ حق کے ظہور کے قابل تمام اوقات
نہیں ہوتے، بلکہ حکمتِ الٰہیہ افراد کے وجود میں آنے سے پہلے
ہی ایک فرد کو معین کرلیتی ہے اور ایک زمانہ کو مشخص کردیتی
ہے۔ جب وہ زمانہ آپہنچتا ہے اور وہ فرد (حسبِ مشیّتِ الٰہی)
وجود میں آجاتا ہے تو اُس فردِ معتدل کے نفسِ مقدّس کا اپنے
لئے انتخاب فرمالیتی ہے وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ (۲۰: ۴۱) اور
میں نے تم کو اپنے لئے منتخب کیا؛ اور اُس شرع کا فیضان
اُس کے دل پر فرما دیتے ہیں اور اُس فردِ معتدل کے تمام قوائے
عقلیہ اور قلبیہ کو اپنا تابع بنا لیتے اور ایک اُمت کو اُس کے
گرد جمع کردیتے ہیں اور اس کو منصبِ ارشاد و تعلیم عطا
فرماتے ہیں اور اُن (اُمتیوں) کو (اُس سے) علم و رُشد حاصل
کرنے کی توفیق بخشتے ہیں اور اس داعیہ (حصولِ علم و رُشد)
کو اُن لوگوں کے درمیان شائع کردیتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ

Marfat.com

چراغے درخانۃ افروزند و عکس آن چراغ در آئینہا کہ حوالے چراغ منصوب ساختہ اند بیفتد پس بوجود این ارشاد و استرشاد ہردو معنیٰ موجود شوند ہم کمال نفس پیغامبر و نفوس اُمّۃ اُخرِجَت لِلنَّاس وہم آن شریعت الٰہیہ کہ در ازل الآزال صورت بستہ بود ہردو حقیقت یکجا بہ نحوے از انحاء تحقق موجود گشت چنانکہ کتاب طب را مثلاً وجود خطے است و وجود لفظے و وجود ذہنی پس وجود خطی رنگے است سیاہ برصفحہ کاغذ بوضعے خاص ریختہ لیکن دال برحروف چند وحروف صوتے است خاص غیرقار دال برصُوَرِ ذہنیۃ چند وآن صور ذہنیہ تفصیل مسائل طب وحل معضلات اوست بسبب نوشتن این کتاب راہے بقواعد طب پیدا شد و درمیان مردم رواجے پدید آمد باین اسلوب آن شریعت ممثلہ در ملکوت باین تعلم وتعلیم متحقق شد پس این است معنے ارسال رسل و انزال کتب فتدبر۔ و این وجودے است در ضمن وجودے آن یک روح است وآن دیگر جسد و صورت نبی گاہے صورت بادشاہ و خلیفہ می باشد و گاہے صورت حبر و عالم و گاہے صورت زاہد و مرشد

ایک چراغ گھر میں جلا دیا جائے اور اُس کا عکس اُن آئینوں میں پڑے جو چراغ کے چاروں طرف کھڑے کر دیئے گئے ہیں۔ تو اس ارشاد اور استرشاد کے وجود سے دونوں معنے موجود ہوجائیں گے نفس پیغمبر کا کمال اور اُمّۃ اُخرِجَت لِلنَّاسِ[له] کے نفوس کا کمال اور نیز وہ شریعت آلہیہ جس کی ازل الآزال میں (بمرتبہ علم تفصیلی جس کو اعیان ثابتہ کہتے ہیں) صورت قائم ہوگئی تھی (اب خارج میں) دونوں حقیقتیں تحقق کے طریقوں میں سے ایک خاص طریق کے ساتھ موجود ہوگئیں (اب تحقق کے مختلف طریقوں کو اس مثال سے سمجھیئے) جیساکہ مثلاً کتاب طب کے لئے ایک وجود خطی ہے اور ایک وجود لفظی ہے اور ایک وجود ذہنی ہے۔ تو وجود خطی تو ایک کالا رنگ ہے جو ایک خاص وضع کے ساتھ صفحہ کاغذ پر گرا ہوا ہے۔ لیکن وہ دلالت کر رہا ہے متعدد حروف پر اور حروف ایک خاص آواز کا نام ہے جس میں ٹھہراؤ نہیں ہے (یہ وجود لفظی ہوا) جو دلالت کر رہی ہے چند ذہنی صورتوں پر (یہ وجودِ ذہنی ہوا) اور وہ صُوَرِ ذہنیہ تفصیل ہے مسائلِ طب کی اور حل ہے اُس کی مشکلات کا۔ اس کتاب کے لکھنے سے قواعد طب کی ایک راہ پیدا ہوگئی اور لوگوں کے درمیان اُس کے رائج ہونے کا ظہور ہوگیا۔ اسی اسلوب کے ساتھ (سمجھ لیجئے کہ) وہ شریعت جس کا تمثل ملکوت میں ہوا تھا اس تعلیم اور تعلّم (یعنے سکھانے اور سیکھنے) سے متحقق ہوگئی۔ حاصل یہ ہے کہ ارسالِ رُسل (یعنی رسولوں کو بھیجنے) اور انزالِ کُتُب (یعنے کُتب کے نازل کرنے) کے معنے یہ ہیں۔ اس کو اچھی طرح سمجھ لو۔ اور یہ ایک وجود ہے دوسرے وجود کے ضمن میں۔ وہ ایک وجود (یعنے پہلا وجود جس کا تمثل ملکوت میں ہوا تھا) روح ہے (یعنی روح کے مرتبہ میں) اور دوسرا (وجود جو خارج میں مشاہدہ کیا جا رہا ہے) جسد اور نبی کی صورت کبھی بادشاہ اور خلیفہ کی صورت ہوتی ہے کبھی ایک فاضل و عالم کی صورت اور کبھی زاہد اور مرشد کی صورت

له تلمیح ہے آیت کنتم خیر اُمّۃ اُخرِجَت لِلنَّاس کی جانب اور اس طرف اشارہ بھی ہے کہ امت کا کمال خیریت ظل ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کمال کا جیسا کہ چراغ کی روشن مثال سے واضح ہے اور اس طرف بھی کہ کنتم خیر امۃ کے اصل مخاطب وہی ہیں جو اس ذات سراجاً منیراً کے ہمیشہ گرد و پیش رہتے تھے ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

وہر صورت را اسبابا[1] است از بخت و حظ[2] و قوٰے و ہر صورت را افعال است و آثار چنانکہ مادۂ بدن عناصر اربعہ است و نفس ناطقہ روح مدبرۂ اوست و سبب بدن نطفہ است و اغذیہ ظاہر بینان نبوت آنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم بادشاہی دانستند و بروح این فتح کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ پے نبردند و در شقاء ابد ماندند و افضل الشرائع کہ بر افضل بشر نازل شد صورت او مرکب بود از چند چیز ہم صورت خلافت و ہم صورت حبر معلّم و ہم صورت زاہد مرشد۔

نکتۂ سوم خلافت ظہرے دارد و بطنے ظہر خلافت سلطنت و فرمانروائی است برائے اقامت دین و بطن آن تشبہ است باپیغامبر دراوصافے کہ بہ پیغامبری تعلق دارد پس نبوت آن است کہ ارادۂ الٰہیہ متعلق شود بصلاح عالم و کبتِ مفسدین و کفار و ترویج شریعت درضمن افعال و اقوال پیغامبر و خلافت آن است کہ متعلق شود ارادۂ الٰہیہ بتکمیل افعال پیغامبر و ضبط اقوال و اشاعتِ نور او و غلبۂ دین او درضمن قیام شخصے از امت بخلافتِ پیغامبر و داعیہ اعلائے دین پیغامبر درخاطر شخصے ریزند و ازانجا منعکس شود بسائر امت و این عزیز در قوتِ عاقلہ و قوتِ عاملہ نسبتے دارد بالنفس پیغامبر

ہر صورت کے لئے اسباب ہوتے ہیں یعنی بخت[1] اور حظ[2] اور قوٰے۔ اور ہر صورت کے لئے افعال اور آثار ہیں جیساکہ مادۂ بدن عناصر اربع ہیں (آگ، ہوا، پانی، مٹی) اور نفس ناطقہ اُس کی روح مدبرہ ہے، اور بدن کا سبب نطفہ ہے اور غذائیں۔ ظاہر بین لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو بادشاہی سمجھ لیا اور اِس فتح کی رُوح پر نظر نہیں کی (یعنی فتح کی حقیقت پر غور نہ کیا) اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ اور ابدی بدبختی میں پڑے رہ گئے۔ اور تمام شریعتوں سے افضل شریعت جو افضل بشر پر نازل ہوئی اُس کی صورت چند چیزوں سے مرکب تھی صورت خلافت بھی اور ایک متبحر معلّم کی صورت بھی اور زاہد مُرشد کی صورت بھی۔

نکتۂ سوم۔ خلافت کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔ ظاہر خلافت کا سلطنت اور فرمانروائی ہے اقامتِ دین کے لئے۔ اور اُس کا باطن تشبّہ ہے پیغمبر کے ساتھ اُن اوصاف میں جو کہ پیغمبری سے تعلق رکھتے ہیں۔ پس نبوّت تو (جیساکہ ابھی لکھا جاچکا ہے) یہ ہے کہ ارادۂ الٰہیہ عالم کی بھلائی اور مُفسدین و کفّار کی سرکوبی اور افعال و اقوال پیغمبر کے ضمن میں ترویج شریعت سے متعلق ہوجاتے۔ اور خلافت یہ ہے کہ ارادۂ الٰہیہ متعلق ہوا افعال پیغمبر کی تکمیل اور اقوال پیغمبر کے منضبط کرنے اور اُس کے نور کی اشاعت اور دین کے غلبہ سے (اس کا ظہور ہوگا) خلافت (یعنے نیابت) پیغمبر کے لئے اُس کی اُمت میں سے کسی شخص کے قیام کے ضمن میں۔ اور دین پیغمبر کو بالاتر کرنے کا عزم راسخ ایسے شخص کے دل میں ڈال دیں اور وہاں سے اُس کا انعکاس (یعنی اس کا اثر) تمام اُمّت پر پہنچے۔ اور یہ عزیز قوتِ عاقلہ اور قوتِ عاملہ میں نفسِ پیغمبر کے ساتھ خاص نسبت رکھتا ہوگا اس لئے

---

[1] بخت ایک نقطہ ہے جو حق تعالےٰ نے نفوس ملقہ انسانی میں ودیعت کیا ہے اور ایک قوت اُس کے ساتھ ملادی ہے کہ بموجب اپنے مقتضاء کے تمام نفوس کو جذب کرتاہے اس پر مفصل کلام حضرت مصنف قدس اللہ سرہ نے ہمعات میں کیا ہے جس کا ترجمہ بنام تفرات مرشدنا حضرت مولانا عبداللہ شاہ کرنالی نے فرمایا۔ یہ مضمون قطرہ بائیسویں میں تحریر فرمایاگیاہے ۱۲ مشتاق احمد عفا اللہ عنہ [2] حظ کے معنے ہیں حصہ یعنی جس کو جس قدر علوم دیا جاتے وہ ازل میں دیئے جاچکے۔ یہاں کسی سبب کے باعث ان پر سے حجابات مرتفع ہوتے رہتے ہیں اور جس کے چاہتے ہیں وہ حجابات خود ہی مرتفع کردیتے ہیں ۱۲ مترجم

Marfat.com

پس مُحدَّث باشد و فراستِ او موافق وحی اُفتد وانواع کرامات و مقامات کہ بآن کمال نفسِ او باعتبار قوتِ عاملہ شناختہ شود درین عزیز موجود باشد لابد صورت خلیفہ میباید کہ موافق باشد باصورتِ پیغامبر اگر پیغامبر بادشاہ است خلیفہ لامحالہ بادشاہ خواہد بود اگر حبرؔ است و زاہد لابد خلیفہ بہمان صفت خواہد بود در پیغامبر خصوصِ صورت از پیغامبری خارج است و در خلیفہ خصوصِ صورت داخلِ خلافت است کہ بمشابہت صورت و معنے ہردو استحقاق نامِ خلیفہ پیدا کردہ است چنانکہ فصل از عوارض جنس است و داخل در نوع و چنانکہ خاصہ از عوارض ماہیت نوعیہ است و از صفات نفسیہ صنف و دورانِ حکم بر علتے کہ مَظنۂ مصلحتے باشد مقتضی حکمت است کہ بعموم مصلحت تعلق دارد و خصوص آن علت مقتضے شریعت است کہ بخصوص مظنات تعلق دارد و شبہہ نیست کہ پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم چون داعیۂ آلہیہ در نفس قدسیۂ او ریختند و وے تنہا بود و برائے او اَعوان و اَنصار مطلوب شد تا در حیاتِ پیغامبر اعانت او کنند و بعد از وفاتِ او واسطہ باشند درمیانِ پیغامبر و اُمت چون در ازل الآزال در مرتبہ قدر پیغامبر و اُمتِ او ممثل گشت جمعے کالواسطہ بودند در تاثیر پیغامبر در اُمتِ خود باعتبار مناسبتِ جبلیہ و افعالِ صادرہ از ایشان چنانکہ پیغامبر بوصفِ پیغامبری دران جا معیّن شد این جماعہ بوصفِ خلافت ممثل شدند

مُحدَّث (مُلہَم) ہوگا اور اس کی فراست وحی کے موافق پڑے اور بہت قِسم کی کرامتیں اور مقامات جن سے اُس کے نفس کا کمال باعتبار قوتِ عاملہ کے پہچانا جاسکے اس عزیز میں موجود ہوں گی اس لئے لازمی طور پر یہ ہونا چاہیئے کہ خلیفہ کی صورت موافق ہو پیغمبر کی صورت کے۔ پیغمبر اگر بادشاہ ہے تو خلیفہ بھی ضرور بادشاہ ہوگا۔ اگر متبحّر عالم اور زاہد ہے تو ضروری ہے کہ خلیفہ بھی اُسی صفت پر ہوگا۔ پیغمبر میں تو صورت کی خصوصیت پیغمبری سے خارج ہے مگر خلیفہ کے حق میں صورت کی خصوصیت خلافت میں داخل ہے کہ صورت و معنی دونوں میں مشابہ ہونے کی وجہ سے ہی اُسے خلافت کے لقب کا استحقاق حاصل ہوا ہے جس طرح کہ "فصل" جنس کے عوارض میں سے ہوتا ہے (اور جنس کی ماہیت میں داخل نہیں ہوتا) اور (وہی فصل) نوع میں داخلِ (ماہیت) ہوتا ہے۔ اور جس طرح کہ "خاصّہ" ماہیت نوعیہ کے عوارض میں سے ہے اور صنف کی صفاتِ نفسیہ میں سے ہے اور دورانِ حکم ہر ایسی علت کا جو مظنّۂ ہو کسی مصلحت کا وہ ایسی حکمت کا مقتضی ہوتا ہے جس کا تعلق عموم مصلحت سے ہوتا ہے اور اس علتِ مقتضی (یعنی مقتضی عموم مصلحت) کا خصوص شریعت ہے جو (اُن) مظنّاتِ (عموم مصلحت) کو خاص کرنے سے تعلق رکھتی ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جب داعیۂ آلہیہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے نفس میں ڈالا گیا تو آپؐ تنہا تھے اور آپؐ کے لئے اعانت و مدد کرنے والے مطلوب ہوئے تاکہ پیغمبر کی حیات میں اُن کی اعانت کریں اور اُن کی وفات کے بعد واسطہ بن جائیں پیغمبر اور اُمت کے درمیان۔ جب ازل الآزال میں مرتبہ قدر میں پیغمبر اور اُن کی اُمت مثالی صورتوں میں نمایاں ہوئی تو (اُن صورتوں میں سے) ایک جماعت پیغمبر کی تاثیر کے اُمت تک پہنچنے کے لئے مثل واسطہ کے تھی قدرتی طبعی مناسبت اور افعال کی وجہ سے جو ان سے صادر ہونے والے تھے۔ جس طرح کہ پیغمبر بوصفِ پیغمبری اُس مرتبہ میں معیّن ہوا (اسی طرح) یہ جماعت بوصفِ خلافت ممثّل ہوئی۔

Marfat.com

این معنے در ازل الآزال برائے ایشان نوشتہ اند و در خارج ہمان معنے بر روی کار آمد و بعد انتقال ہمان امور در صحیفہ نفس ایشان منتقش ماند و ما احسن ما قیل وہذا المعنے ؎ دردت ز ازل آمد تا روز ابد پاید چون شکر گزارد کس این دولت سرمدرا چون خلافتِ ظاہرہ و باطنہ مجتمع شود آن را خلیفہ خاص گوئیم و خلافتِ خاصہ مرتبہ ایست از ولایت و آن مرتبہ اشبہ مراتب ولایت است بہ نبوت و علمائے امت کہ حکمتِ الٰہیہ ایشان را در ترویج دینِ محمدی علٰے صاحبہ الصلوٰت والتسلیمات و تجدید شریعتِ او قائم فرمودہ صاحب مراتب اند و خلافتِ خاصہ جامع این ہمہ مراتب است این است حقیقت خلافتِ خاصہ چون مفہوم خلافتِ خاصہ منقح شد حالا استقرائے احوال و اقوال خلفا باید کرد و از صورِ قصہا بارواح آن انتقال باید نمود و از قصصِ کثیرہ پی بمعنے مشترک باید برد تا واضح شود کہ این جماعہ بآن متصف اند و آیاتِ قرآن را و احادیثِ پیغامبر و آثار سلف صالح را تتبع باید فرمود تا در تنقیح معنے خلافت و اثبات لوازم آن در اشخاصِ معینہ مدد فرماید۔

نکتہ چہارم آنچہ تقریر کردیم معنے خلیفہ خاص پیغامبر بود مطلقاً الحال میخواہیم کہ بیان کنیم خلیفہ خاص پیغامبر ما صلے اللہ علیہ وسلم بحسبِ صورت بچہ اوصاف میباید کہ متصف باشد بدانکہ پیغامبر ما صلے اللہ علیہ وسلم افضل انبیاء بود و شریعتِ او افضل شرائع الٰہیہ و کتاب نازل بروے افضل کتبِ سماویہ و پیغامبران گاہے بصورتِ بادشاہان بروز میکردند مانند حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام

چونکہ یہ معنے ازل الآزال میں ان کے لئے لکھے جاچکے ہیں تو خارج میں بھی اس معنے کا ظہور ہوا اور انتقال کے بعد بھی وہی امور اُن کے نفس کے صحیفہ پر نقش ہوکر رہ گئے اور اس معنے میں کیا خوب کہا گیا ؎ دردت ز ازل آمد... الخ یعنے تیرا درد ازل سے آیا ہے اور ابد تک قائم رہے گا۔ اس ہمیشہ رہنے والی دولت کا شکر کوئی کیسے ادا کرے ۔ جب خلافت ظاہرہ اور باطنہ مجتمع ہوجائیں تو ہم اس کو خلیفہ خاص کہتے ہیں اور خلافت خاصہ ولایت کا ایک مرتبہ ہے اور وہ مرتبہ ولایت کے مراتب میں سب سے زیادہ نبوّت سے مشابہت رکھتا ہے۔ اور علمائے اُمت کہ حکمتِ الٰہیہ نے اُن کو دینِ محمدی علٰے صاحبہ الصلوات والتسلیمات کو رواج دینے اور آپ کی شریعت کی تجدید کے لئے قائم فرمایا صاحب مراتب ہیں اور خلافتِ خاصہ ان تمام مراتب کی جامع ہے۔ یہ ہے حقیقت خلافتِ خاصہ کی۔ جب خلافتِ خاصہ کا مفہوم منقح ہوگیا تو اب خلفاء کے احوال و اقوال کا بنظرِ غائر مطالعہ کرنا چاہیئے ۔ اور (خلفاء کے) قِصّوں کی صورتوں سے اُن قِصّوں کی روح کی طرف (خیال کو) منتقل کرنا چاہیئے اور بہت سے قِصّوں سے ایک مشترک حقیقت پالینے کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ واضح ہوجائے کہ یہ حضرات اس صفت (صفتِ خاصّہ) سے متصف ہیں۔ اور آیاتِ قرآن اور احادیث پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور سلف صالحین کے آثار کا تتبع کرنا چاہیئے تاکہ معنے خلافت کی تنقیح میں اور اشخاص معینہ میں اُس کے لوازم کا ثبوت حاصل ہونے میں مدد مل جائے۔

نکتۂ چہارم ۔ جو کچھ ہم نے تقریر کی ہے وہ مطلقاً کسی پیغمبر کے خلیفۂ خاص کے معنے تھی اب ہم یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفۂ خاص کے لئے بحسبِ صورت کیا اوصاف ہونے چاہئیں جن سے کہ وہ متصف ہو۔ جاننا چاہیئے کہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم افضل انبیاء تھے اور اُن کی شریعت تمام شرائع الٰہیہ سے افضل اور آپ پر نازل ہونے والی کتاب تمام کتبِ سماویہ سے افضل ہے۔ اور پیغمبر کبھی بادشاہوں کی صورت میں نمایاں ہوتے ہیں مانند حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے

Marfat.com

وگاہی بصورت اَحبار مانند حضرت زکریا علیہ السلام وگاہی بصورت زُہّاد مانند حضرتِ یونس و حضرتِ یحییٰ علیہما السّلام ودر ہر صورتے خدائے تعالیٰ ایشان را جاہے وغلبۂ عزّتے کرامت می فرمود واُمّت را توفیق انقیاد عطا می نمود آن غلبہ وآن انقیاد بمنزلہ بدنِ لحمی انسان می بود وعنایتِ الٰہی درمیانِ بمنزلہ نفسِ ناطقہ چنانکہ بدن آشیانہ نفس می باشد صورت این غلبہ وعزّت وجاہ وآن انقیادِ قوم ونیایش ایشان بدنِ نبوت است وعنایت الٰہی وفتح غیبی کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ روح نبوّت گویا حقیقت نبوّت در پس پردہ حرکت می فرماید مانند ظہور حرکتِ باد در ضمن حرکت شیر وماہی کہ از اَثواب میسازند ؎ ماہمہ شیران ولے شیرِ عَلَم ❊ جنبشش از باد باشد دمبدم ❊ ظہورِ نبوتِ بہترین پیغامبران جمع بود در بادشاہی وجبریت وزُہد پس صورت نبوّت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم آمدنِ مسلمین بود گردِ وی صلے اللہ علیہ وسلم این معنے در مکہ متزاید شدن گرفت تا آنکہ صورت اقبال بہم رسید مانند رئیسِ مدینہ از مُدن یا قریۂ از قریٰ بعد ازان مامور شدند بہجرت ومسلمین از ہر جانب موفق گشتند بہجرت وتہیا برائی جہاد پدید آمد ومعنے ریاست وجمع فوج وفرمان روائی افزون شدن گرفت تا آنکہ فتح مکہ بوقوع آمد ووُفودِ عرب از ہر طرف بخدمت آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم شتافتند وسورۂ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ

اور کبھی احبار (متبحر علماء) کی صورت میں مانند حضرت زکریا علیہ السّلام کے اور کبھی زاہدوں کی صورت میں مانند حضرت یونس و حضرت یحییٰ علیہما السّلام کے اور ہر صورت میں خدا تعالےٰ ان کو ایک جاہ اور غلبہ اور عزّت عطا فرماتا رہا ہے اور امّت کو ان کی فرمانبرداری کی توفیق بخشتا رہا ہے۔ وہ غلبہ اور وہ اطاعت اس مرتبہ میں تھی جیسے ایک انسان کا گوشت، پوست سے بنا ہوا بدن ہوتا ہے اور اس کے اندر عنایت الٰہی نفس ناطقہ کے مرتبہ میں۔ جس طرح کہ بدن آشیانہ ہوتا ہے نفس کا اسی طرح (پیغمبروں کے) اس غلبہ اور عزّت وجاہ اور ان کی قوم کی اطاعت و فرمانبرداری کی صورت نبوّت کا بدن ہے اور عنایتِ الٰہی اور فتح غیبی جس کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے نبوت کی روح اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا الخ یوں کہیے کہ حقیقت نبوّت پس پردہ سے حرکت فرماتی رہتی ہے جس طرح ہوا کی حرکت کا ظہور ہوتا ہے شیر اور مچھلی کی حرکت کے ضمن میں جو کپڑوں سے بناتے ہیں (اور مکان کی سب سے بلند منزل پر ہوا کا رُخ معلوم کرنے کے لئے لگا دیتے ہیں) ؎ ماہمہ شیراں الخ ہم سب شیر ہیں مگر جھنڈے کے شیر۔ جن کو دمبدم ہوا سے جنبش ہوتی رہتی ہے ❊ اس پیغمبر کی نبوت کا ظہور جو تمام پیغمبروں سے بہتر ہے جامع ہو گا بادشاہی کا اور جبریت یعنے تبحر علم کا اور زُہد کا۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کی صورت ہو گی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد مسلمانوں کا جمع ہونا یہ حقیقت مکہ میں ترقی پذیر ہونا شروع ہوئی یہاں تک کہ اقبال مندی کی صورت اس حد تک پہنچی جیساکہ شہروں میں سے کسی شہر کا یا قریات میں سے کسی قریہ کا رئیس ہوتا ہے۔ اس کے بعد آپ کو ہجرت کا حکم ہوا اور مسلمانوں کو بھی ہر جانب سے ہجرت کی توفیق ملی اور جہاد کے سامان فراہم ہونے لگے اور معنے ریاست اور فراہمی فوج اور فرمانروائی کے ترقی پذیر ہوئے یہاں تک کہ فتح مکہ وقوع میں آ گئی اور ہر طرف سے عرب کے وفود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دوڑ پڑے اور سورۃ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ

Marfat.com

وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا نزول یافت و در غزوہ تبوک چہل ہزار کس و بروایتے ہفتاد ہزار کس در رکابِ آن جناب صلی اللہ علیہ وسلم حاضر بودند و در حجۃ الوداع صد ہزار و بست و پنجہزار کس بملازمتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حاضر شدند و یمن و تہامہ و نجد و بعض نواحِ شام در تصرف وے صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم داخل شد و جزیہ و زکوٰۃ ازان بلدان مے گرفتند و عاملانِ آنجناب در ہر مکان نشستند تا آنکہ صورت سلطان ناحیہ از نواحی پدید آمد چنانکہ جسدِ طفل در جمیع اقطار در ضمن نمو متزاید میگردد و ہر لحظہ قوی نفس ناطقہ مکمل میشود ہمچنان برکاتِ نبوت و فیوض رسالت متضاعف می شد و درین صورت یک پایہ از ترقی باقی ماندہ بود کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم برفیقِ اعلےٰ انتقال فرمود و آن ہیئت ذوالقرنین است کہ جمیع بادشاہان رامطیع خود ساخت ولوائے فرمانروائی بر ہمہ افراخت و این پایہ رابالعرف بادشاہانِ پیشین شاہنشاہ میگفتند و خدای تعالی آنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم باین ترقی بہ بشاراتِ متواترہ نواخت و وے صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مرات بسیار و کرات بیشمار آن را افادہ فرمود و چون ندای يَاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ دررسید و آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم لبیک اجابت گفتند خدای تعالےٰ آن موعود را بردستِ خلفاء منجز گردانید و فارس و روم را کہ تمام ارض باجگزار ایشان بودند بردستِ ایشان مفتوح ساخت و خزائن این جمیع بمسلمانان داد و آنہمہ در پلہ حسنات آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نہاد و نعمت مکمل شد و در ضمن این ترقیات معنی نبوت منتشر گشت و مضمون هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ

نازل ہوئی۔ اور غزوہ تبوک میں چالیس ہزار شخص اور ایک روایت میں ستر ہزار اشخاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر رکاب حاضر تھے اور حجۃ الوداع میں ایک لاکھ پچیس ہزار اشخاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ظلِ عاطفت میں حاضر تھے اور یمن اور تہامہ و نجد اور بعض شام کے علاقے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرف میں داخل ہوئے اور ان شہروں سے جزیہ اور زکوٰۃ وصول کیا جاتا تھا اور آپ کے عامل ہر مقام میں تعینات ہوگئے یہاں تک کہ وہ صورت پیدا ہوگئی جو ایک علاقہ کی بادشاہی کی ہوتی ہے۔ جیساکہ بچے کا جسم جب بڑھوتری پر ہوتا ہے تو تمام اطراف میں سے بڑھا کرتا ہے اور ہر لحظہ نفسِ ناطقہ کی قوتیں کمال پذیر ہوتی ہیں، اسی طرح نبوت کی برکتیں برابر بڑھتی رہیں۔ اور اس صورت میں ترقی کا ایک مرتبہ باقی رہ گیا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رفیقِ اعلیٰ کی طرف انتقال فرما گئے اور وہ (باقی ماندہ مرتبہ) ذوالقرنین کی ہیئت کا ہے کہ انھوں نے تمام بادشاہوں کو اپنا مطیع بنایا اور فرمانروائی کا جھنڈا سب پر بلند کیا تھا اور اس مرتبہ کو پہلے بادشاہوں کے عرف میں "شاہنشاہ" کہتے تھے اور خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ترقی پر متواتر بشارتوں سے نوازا اور آنجناب علیہ الصلوات والتسلیمات نے بہت دفعہ اور بے شمار مرتبہ اس کو ظاہر بھی فرمایا اور جب ندا يَاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ الخ (یعنے اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف واپس چل) پہنچی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرماتے ہوئے لبیک کہا تو خدا تعالےٰ نے ان وعدوں کو خلفاء کے ہاتھوں پر پورا کیا اور فارس اور روم کو کہ تمام روئے زمین ان کی باجگزار تھی ان کے ہاتھوں پر فتح کرایا اور ان جملہ کے خزانے مسلمانوں کو دیدیئے اور وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنات کے پلے میں رکھدیئے اور نعمت کمال کو پہنچ گئی اور ترقیات کے ضمن میں حقیقت نبوت بہت کشادہ (یعنے ہمہ گیر) ہوگئی اور اس آیت کا مضمون عیاں ہوگیا هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ (۶۱: ۹) وہ اللہ ایسا ہے جس نے اپنے رسول کو

Marfat.com

بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ بظہور پیوست والحمد للہ رب العالمین و اما صورت جبریت[1] آن بود کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در وقتے پیدا شدند کہ عرب کلہم شعار بت پرستی داشتند راہ و رسم انبیاء سابقین بالکلیہ فراموش نمودہ نہ از معاد ایشان را خبرے و نہ از مبدأ درمیان ایشان ذکرے ظلم بریک دیگر آئین ایشان بود حلال و حرام نمے دانستند پس حق سبحانہ و تعالے آنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث فرمود و بہترین کتب الٰہیہ بروے صلے اللہ علیہ وسلم نازل نمود و بانواع احکام و حکم انطاق فرمود کہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى و جماعہ را موفق گردانید بحفظ علم و رشد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم امیین کتاب اللہ را خواندند و احادیث حکم و احکام را یاد گرفتند تا حدے کہ بادیہ نشینان احبار ملت گشتند باز درمیان امت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حفظ این سر فرمود و در ہر عصرے جمعے را بقراءت قرآن توفیق بخشید و برخے را بتفسیر قرآن میسر ساخت و طائفہ را بروایت حدیث ممتاز گردانید و قومی را بفتوی و قضاء قائم نمود و در ہر زمانے خلف را

ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کر دے۔ والحمد للہ رب العالمین۔ اب صورتِ جبریت (یعنے افاضۂ علوم کی وضاحت کی جاتی ہے جو) یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت میں پیدا ہوئے کہ سب عرب کا شعار بت پرستی بنا ہوا تھا۔ انبیائے سابقین کے طور و طریقے و کلیۃً فراموش کر چکے تھے۔ نہ اُن کو مَعاد کی خبر تھی (یعنے اس دنیوی حیات کے بعد پھر کیا گزرے گی اور لوٹ کر کہاں جانا ہوگا)۔ اور نہ اُن کے درمیان مبدأ کا کوئی ذکر تھا (کہ ہمارا خالق کون ہے ہمارے جسم کی ابتداء کیسے ہوئی کس نے جسم کو اور روح کو پیدا کیا، روح کو کس نے جسم میں داخل کیا) اُن کا آئین یہ تھا کہ ایک دوسرے پر ظلم کرتے رہیں۔ حرام و حلال کی اُنھیں کچھ خبر نہیں تھی۔ پھر حق سبحانہٗ و تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور کتبِ الٰہیہ میں کی بہترین کتاب ان سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمائی جس سے آپ نے قسم قسم کے احکام اور طرح طرح کی حکمتوں پر کلام فرمایا جیسا کہ ارشادِ باری تعالےٰ ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى الخ (۵۳: ۳-۴) اور نہ آپ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بناتے ہیں اُن کا ارشاد نری وحی ہے جو اُن پر بھیجی جاتی ہے؛ اور ایک جماعت کو اللہ تعالےٰ نے توفیق بخشدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و فلاح کے ارشادات محفوظ رکھنے کی۔ اُمّی (اَن پڑھ) لوگوں نے کتاب اللہ کو پڑھا اور احادیث حِکَم و احکام کو یاد کر لیا اس حد تک کہ وہ جنگلوں میں رہنے والے ملت کے متبحر عالم بن گئے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں اس بِرّ (یعنے کتاب اللہ و تعلیم نبویؐ) کی (اصل طرح) حفاظت فرمائی کہ ہر زمانہ میں ایک جماعت کو قراءتِ قرآن کی توفیق بخشی اور کچھ لوگوں کو تفسیر قرآن کی توفیق عطا ہوئی اور ایک گروہ کو روایت حدیث سے ممتاز فرمایا اور ایک قوم کو فتوےٰ اور قضاء پر قائم کر دیا اور زمانہ میں خلف کو سلف سے علوم

[1] دنیا میں سیکڑوں نبی آئے مگر کسی کی اُمت کو سوائے اُمتِ محمدی کے یہ توفیق عطا نہیں ہوئی کہ اپنے نبی کے ارشادات کی کماحقہٗ حفاظت کرتے۔ مترجم

Marfat.com

توفیقِ اخذ از سلف داد اگر کسے دلِ دانائی داشتہ باشد بداند کہ ماء الحیوٰۃ از منبع قلب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم منفجر شدہ است وآن را جداول وانہار پدید آمد مسلمین شرقًا وغربًا ازان جداول وانہار حصہ یافتہ اند وہمین معنے در روز حشر متمثل بکوثر خواہد شد مآؤہٗ ابیض من اللبن واحلٰی من العسل آوانیہ کعددِ نجوم السماء پیش از بعثتِ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیچ چیز ازین قبیل موجود نبودند وبعد بعثت از میان قلبِ مبارکِ وے صلے اللہ علیہ وسلم چشمہ جوشید وبتمام آفاق رسید در ضمن این تعلیم وتعلم وحفظ آن شریعتِ حقہ کہ در عنایت اولیٰ ثابت بود ودر صدور ملاء اعلیٰ متمثل گشتہ نزول فرمود ومنتشر شد این را قیاس عقل نتوان گفت از شدتِ ظہور بلکہ رأی العین باید شمرد وترقی درصورت جبریت نیز مراتب دارد تا ہنگامیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در مکہ تشریف داشتند اکثر علوم آلہیہ کہ روز وشب بر قلب مبارکِ او باران صفت نزول میفرمود ہمہ توحید عبادت بود ودانستن معاد وقصص انبیاء سالفہ صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین چون بمدینہ رسیدند دامانِ علم کشادہ ترشد پس بر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم احکام وحکم مفصل تر نازل گردید وآنجناب طریقہ ادائے صلوٰۃ وزکوٰۃ وصوم وحج وواجبات ومنہیات نکاح وبیع وطریقہ سیاستِ مدن وآدابِ معیشت علی اکمل الوجہ

اخذ کرنے کی توفیق دی۔ اگر کوئی دلِ دانا رکھتا ہوگا تو وہ جان لے گا کہ یہ آبِ حیات چشمۂ قلبِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جاری ہوا ہے اور اُس سے بہت سی نہریں اور گولیں ظہور میں آگئیں اور مسلمانوں نے مشرق سے مغرب تک اُن نہروں اور گولوں سے حصّہ حاصل کیا اور یہی حقیقت روزِ حشر میں بصورتِ کوثر متمثّل ہوگی (جس کے بارے میں ارشاد ہے کہ) اُس کا پانی دُودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اُس کے ظروف اتنے ہیں جتنے آسمان پر ستارے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت سے پہلے کوئی چیز اِس نوع و انداز کی موجود نہیں تھی۔ (یعنے علوم و حِکَم کی اشاعت کبھی اس طرح نہیں ہوئی) بعد بعثت کے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے قلبِ مبارک سے ایک چشمہ نے جوش مارا اور تمام عالم میں پہنچ گیا اس تعلیم و تعلّم اور اس حِفظ کے ضمن میں وہ شریعتِ حقّہ جو پہلی عنایت میں (جبکہ اعیانِ اُمّت بترتیب استفاضہ ملکوت میں صورتِ محمّدی صلے اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہوئے اور نبوّت و شریعتؐ کا تمثّل ہوا) ثابت ہوچکی تھی اُس نے ملاءِ اعلےٰ (ملائکہ مقرّبین) کے سینوں میں متمثّل ہوکر نزول فرمایا اور عالَم میں پھیل گئی۔ اِس کو عقل کا قیاس نہیں کہہ سکتے۔ اس کو شدّتِ ظہور کا نتیجہ بلکہ آنکھوں دیکھی بات شمار کرنی چاہیے۔ اور ترقی بصورتِ جبریّت بھی کئی مرتبے رکھتی ہے۔ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف رکھتے تھے اکثر علوم آلہیہ دن رات آپؐ کے قلب مبارک پر بارش کی طرح نازل ہوتے رہتے تھے وہ سب توحید عبادت اور علم معاد اور انبیاء سابقین صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین کے قصص تھے۔ جب آپؐ مدینہ میں پہنچے تو آپ کا دامنِ علم بہت کشادہ ہوگیا اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر احکام اور حِکَم (یعنے حکمتیں) بہت مفصّل نازل ہوئیں اور آنجنابؐ نے نماز ادا کرنے اور زکوٰۃ دینے اور روزے رکھنے اور حج ادا کرنے کے طریقے اور واجبات و منہیات نکاح و خرید و فروخت کی وضاحت اور سیاستِ شہری کے اصول اور باہمی میل جول کے آداب اکمل طور پر

Marfat.com

بیان فرمودند بعد این دو مرتبہ مرتبۂ سیوم کہ
آخر مرتبۂ جبریت است باقیماند و این مرتبۂ
سیوم دو قسم است قسمی آنست کہ بحضور پیغامبر
می توانست بوجود آمد بنوعے از عسر لیکن مشیت
الٰہیہ آن را مؤخر داشت تا خلفاء را معنیٰ خلافت
در جبریت تمام شود و آن جمع قرآن است از
عُسب و لخاف و صدور رجال تا آنکہ بین الدفتین
مجموع شد و بہمان ہیئتِ اجتماعیہ در آفاق شیوع
یافت و دروازۂ حفظ قرآن بر کافۂ مسلمین
مفتوح گردید و قسمی آنست کہ بحضور حضرت پیغامبر
صلے اللہ علیہ وسلم ممکن نبود کہ بوجود آید لاجرم
بعد وے صلے اللہ علیہ وسلم متحقق شود و آن تفتیش
احکام آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہنوز
درمیان مردم شائع نگشتہ بود خلفاء آن را تفتیش
نمودند و از صدور رجال برآوردند و حکم بر آن
فرمودند و بسبب حکم ایشان فاش شد و نیز
بعض نصوص محتمل معنے شتے بود تشخیص معنے
مراد مشکل می شد خلفاء تشخیص معنے مراد کردند
باستنباطے خفی کہ خلفاء اجماع اہل حل و عقد برآن
گردانیدند و طرق اجتہاد در آنچہ نصاً از شارع ثابت
نشود ممہد کردند و طرق روایتِ حدیث و احتیاط
دران آموختند و این مرتبہ آخر بر دستِ خلفاء رضہ
تمام شد و این قسم بے واسطہ از پیغامبر صلے اللہ
علیہ وسلم نمے توان نمود زیراکہ ہرچہ
از پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم
استفادہ کردہ شود آن داخل
سُنّت خواہد بود یا کتاب
پس پیغامبر ما را صلے اللہ
علیہ وسلم خلیفہ مے باید کہ جمع

بیان فرماتے۔ ان دو مرتبوں کے بعد تیسرا مرتبہ جو کہ جبریت کا
آخری مرتبہ ہے باقی رہ گیا۔ اور یہ تیسرا مرتبہ دو قسم پر ہے۔
ایک قسم تو وہ ہے جو کہ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور
میں بھی وجود میں آسکتی تھی کسی قدر تنگی کے ساتھ، لیکن مشیتِ الٰہی
نے اس کو مؤخر رکھا تاکہ جبریت کی جہت میں خلفاء کے لئے
خلافت کا وصف تمام ہوجائے اور وہ ہے قرآن کا جمع کرنا کھجور
کے پٹھوں اور پتھر کی تختیوں اور لوگوں کے سینوں سے یہاں
تک کہ دو گتوں کے درمیان (یعنے ایک جلد میں) جمع ہوگیا
اور اسی ہیئتِ اجتماعیہ کے ساتھ آفاق میں (یعنے تمام دنیا
میں) شائع ہوگیا اور حفظِ قرآن کا دروازہ تمام مسلمانوں
پر کھل گیا۔ اور ایک قسم وہ ہے جو کہ حضرت پیغمبر صلے اللہ
علیہ وسلم کے حضور میں اس کا وجود میں آنا ممکن نہیں تھا
اس لئے ضروری ہوا کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
بعد متحقق ہو اور وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ان احکام
کی تفتیش تھی جو کہ ابھی تک لوگوں کے درمیان شائع نہیں ہوئے
تھے، خلفاء رضہ نے ان کی تفتیش کی اور ان کو لوگوں کے سینوں
سے برآمد کرکے ان کے مطابق احکام دیئے اور ان کے احکام
کی وجہ سے ان کی اشاعت ہوگئی۔ اور نیز بعض نصوص ایسی
تھیں کہ جن میں مختلف معنوں کا احتمال تھا اور معنے مراد
کی تشخیص مشکل ہوتی تھی خلفاء رضہ نے ایک استنباطِ خفی کے
ساتھ معنۓ مراد کی تشخیص کی جن پر اہل حل عقد کا بعد میں
اجماع منعقد ہوگیا اور ان چیزوں میں جو بحیثیت نص
شارع سے ثابت نہ ہوں طریق اجتہاد واضع کردیا۔ اور روایت
حدیث اور اس میں احتیاط کا طریقہ سکھایا۔ اور یہ آخری
مرتبہ جبریت خلفاء رضہ کے ہاتھ پر پورا ہوگیا اور اس قسم کا
استفادہ براہ راست پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہوسکتا
تھا۔ کیونکہ جو کچھ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے استفادہ کیا جاتا
وہ سنت میں داخل ہوگا یا کتاب میں۔ تو (عقلاً) ہمارے پیغمبر
صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے خلیفہ کا ہونا ضروری تھا جو کہ قرآن کو

Marfat.com

کند قرآن را و تعلیم نماید استنباط شرائع و افضل انواع
فقہ بعد کتاب و سنت اجماعیات خلفاء است کہ
بمشورہ فقہای صحابہ حکم کردند و آن حکم نافذ شد در
امت و ہمہ امت آن را قبول کردند و این نوع در زمان
پیغامبری نتواند شد اما صورت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کہ زاہد و عابد و راہ نماینده مسلمین باشد
بانواع اکتساب احسان از تلبس بوظائف طاعات
و این راہ نمودن بچند نوع متصور است بتمہید
قوانین احسان مثل وظائف صلوٰۃ و ذکر و
بیان کردن حفظ لسان و اشارہ نمودن بمقامات
واحوال دیگر نمودن آن مقامات و احوال بتاثیر
صحبت و بہمین معنے اشارہ واقع شد در کلمہ
ویزکیہم و بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
در ہر عصری افاضل امت بعد اتصاف باحسان
و کمال انصباغ نفوس ایشان بمقامات و احوال
دلالت نمودند سائر ناس را و از افادہ ایشان و
استفادہ آنان خانوادہا ملتئم شد و این نیز
سری است از اسرار الٰہی کہ در بعثت
حضرت نبوی صلے اللہ علیہ
وسلم منطوی بود و اول
و اقدم این سلسلہ خلفاء
بودند کہ عالم را باین
معانی دلالت مے فرمودند قولاً
و فعلاً و تعلیم مسائل احسان قولاً
و فعلاً مراتب بسیار دارد مرتبہ
اعلیٰ دو قسم است قسمی آنست کہ مردم
بواسطہ از آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم مے توانستند گرفت بنوعی
میسر عنایت الٰہی خلفاء را

جمع کرے اور استنباط احکام شرع کی تعلیم دے۔ اور فقہ کی
انواع میں سب سے زیادہ افضل نوع کتاب و سنت کے بعد وہ
مسائل ہیں جن پر خلفاء رضہ کا اجماع ہو چکا ہے اُن کے احکام بمشورہ
فقہائے صحابہ دیتے اور ہر ایک حکم اُمّت میں نافذ ہوا اور تمام
اُمّت نے اس کو قبول کیا اور یہ نوع پیغمبر کے زمانہ میں نہیں
ہوسکتی تھی۔ اب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس صورت
پر غور کیا جاتے کہ آپ زاہد و عابد اور مسلمانوں کے راہ نما ہیں
نسبتِ احسان حاصل کرنے کے مختلف طریقوں کے ساتھ وظائف
طاعات پر عمل کرنے کے ذریعہ سے۔ اور اس راہ نمائی کے
چند طریقے مفہوم ہوتے ہیں مثلاً یہ کہ قوانینِ (حصولِ نسبت)
احسان مثل وظائف نماز و ذکر کی تشریح اور زبان کی نگہداشت
کو بیان کر دینا اور مقامات و احوال کی طرف اشارہ کر دینا۔ پھر
اُن مقامات و احوال کو تاثیر صحبت سے دکھا دینا اور اسی معنے
کی طرف اشارہ واقع ہوا ہے کلمہ وَیُزَکِّیْہِمْ میں (۲:۶۲)
اور رسول اُن کو پاک کرتا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے بعد ہر زمانہ میں افاضل اُمّت احسان سے متصف
ہونے اور ان کے نفوس اللہ کے رنگ سے منصبغ ہونے میں کامل
ہونے کے بعد مقامات و احوال پر رہنمائی کرتے رہے ہیں اور
تمام لوگوں کو ان کی فیض رسانی اور اُن کی فیضیابی کے نتیجہ
میں بہت سے خانوادے (یعنے سلوکِ طریقت کے بڑے بڑے
خاندان) بن گئے۔ اور یہ بھی ایک بھید ہے اسرارِ خداوندی میں
سے جو کہ حضرتِ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت میں پنہاں
تھا اور سب سے پہلے اور سب سے آگے اس سلسلہ میں حضرات خلفاء رضہ
تھے کہ عالم کی ان حقیقتوں کی طرف رہنمائی فرماتے تھے قول
سے بھی اور فعل سے بھی۔ اور مسائل احسان کی تعلیم جو قولاً
اور فعلاً ہو بہت سے مراتب رکھتی ہے اور اس کا آخری مرتبہ
دو قسم پر ہے۔ ایک قسم وہ ہے کہ لوگ (طالبین) اس کو
بلا واسطہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے سکتے تھے کسی
شکل کے ساتھ۔ عنایتِ الٰہی نے اس تعلیم کے لئے خلفاء رضہ کو

Marfat.com

قائم مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے این
تعلیم ساخت تا بتیسیر بدست آید تفصیل این اجمال
آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جامع بودند در
کمالاتِ شتّٰی مثل عصمت و وحی و احسان و
بعض امور از ایشان صادر می شد از جہتِ احسان
و بعض از جہتِ نبوّت مستفیدانِ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم بحیرت در ماندند کہ این فعل مثلاً
مخصوص بآنجناب است از جہتِ نبوّت صادر
شدہ پس راہ اتباع دران مسدود است و جیبِ
تمنا ازان تہی یا از جہتِ احسان است پس
محسنین اُمّت را بآن اقتدار میباید کرد و سعی
در تحصیل آن میباید نمود ہر دو باب مشتبہ می
شد و حیرت مانع کمالِ امتیاز مے گردید چون
خلفاء این طریقہ را از آنجناب صلے اللہ علیہ
وسلم اخذ نمودند و مردمان از خلفاء مشاہدۂ
آن امور کردند واضح شد کہ این ہمہ باب احسان
است ہمہ محسنینِ اُمّت را اقتدار بآن باید
کرد و معجزہ مخصوص انبیاء است و کرامت عام
برائے اولیاء و وحی مخصوصِ انبیاء است و محدّثیت
عام کشفے کہ دلیلِ قطعی تواند بود مخصوص بانبیاء است
و کشف مبشرات و فراسات عام و قسمے آنست کہ
مردم آن را بیواسطہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمی
توانستند اخذ نمود اِلّا بطریقِ رمز و اشارہ دون الفعل
والحال مانند محبتِ رسول کہ بالفعل آن را فنا فی
الرّسول گویند یا نسبتِ اُویسیہ یا انقیادِ شرائع و در
مقامِ شبہا بورع پی بردن و علٰی ہذا القیاس پیغامبر را
محبتِ رسول چہ معنے دارد و نسبتِ اُویسیہ آنجا چہ صورت
بندد این ہمہ مباحث بدون توسطِ خلفاء راست نمی آید پس
جمیع افرادِ اُمّت باعتبار این امور محتاج شدند بواسطۂ خلفاء

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قائم مقام بنا دیا تاکہ آسانی
سے حاصل ہوجائے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم مختلف کمالات کے جامع تھے جیسے عصمت
اور وحی اور احسان۔ اور بعض امور آپؐ سے صادر ہوتے تھے
احسان کی جہت سے اور بعض نبوّت کی جہت سے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے استفادہ کرنے والے متحیر ہوجاتے
تھے کہ مثلاً یہ خاص فعل آنجنابؐ کے ساتھ مخصوص ہے کہ اس کا
صدور آپؐ سے از جہتِ نبوّت ہوا ہے تو اس میں اتباع کی
راہ مسدود ہے اور جیب تمنا اس سے خالی۔ یا جہتِ احسان
سے ہے تو محسنین اُمّت کو اس کی اقتدا کرنی چاہیئے اور اس کے
حاصل کرنے میں کوشش کرنی چاہیئے مگر دونوں دروازے مشتبہ
ہیں اور حیرت کمالِ امتیاز میں مانع ہوجاتی ہے جب خلفاء
نے اس طریقہ کو آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم سے اخذ کیا اور
لوگوں نے ان امور کا مشاہدہ خلفاءؓ سے کر لیا تو واضح ہوگیا
کہ یہ سب امور باب احسان سے متعلّق تھے اُمّت کے تمام
محسنین کو اس کی اقتدا کرنی چاہیئے۔ اور معجزہ مخصوص ہے
انبیاءؑ کے ساتھ اور کرامت عام اولیاء کے لئے اور وحی مخصوص
انبیاءؑ کے ساتھ ہے اور محدّثیت عام ہے اور وہ کشف جو
کہ دلیلِ قطعی ہو سکتا ہے مخصوص ہے انبیاءؑ کے ساتھ۔ اور
کشفِ مبشرات و فراسات عام ہے۔ اور دوسری قسم وہ ہے کہ
لوگ اس کو بے واسطہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اخذ
نہیں کر سکتے تھے مگر بطریق رمز و اشارے کے نہ فعل و حال کے
طور پر مانند محبت رسول کے کہ بالفعل اُس کو فنا فی الرسول
کہتے ہیں یا نسبتِ اُویسیت یا انقیادِ شرائع اور مقامِ شبہات
میں تقوے پر عمل کرنا یعنے احوط صورت اختیار کرنا اور
اسی پر دوسری باتوں کو قیاس کر لو۔ پیغمبر کے لئے محبتِ رسول
کے کیا معنے۔ اور نسبت اُویسیت کی وہاں کیا صورت ہوگی۔
یہ تمام مباحث بغیر توسطِ خلفاءؓ ٹھکانے پر نہیں آتے تو
تمام اُمّت اِن امور کے اعتبار سے واسطہ کی محتاج ہوئی یعنی

Marfat.com

سخن کوتاہ تشبہ بآنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در صورت نبوت بغیر قیام خلیفہ بپادشاہی عالم بشکل قیام ذوالقرنین بپادشاہی ہردو جانب زمین کہ فارس و روم و ماحول آن باشد میسر نیست و ہمچنین بغیر جمع قرآن و صرف ہمت بلیغہ در اشاعت آن و حمل ناس بر تلاوت آن و بدون اجماعیات در ہر بابے از ابواب فقہ میسر نیست و ہمچنین بدون افادۂ جملہ صالحہ از مسائل احسان میسر نیست۔

نکتۂ پنجم در بیان آنکہ تشبہ باپیغامبر ما صلے اللہ علیہ وسلم باعتبار استعدادات و ملکات کہ مصدر افعال و احوال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بودہ است بچہ صفت می باید کہ باشد وایںجا دو دقیقہ است کہ فہم آن از ضروریات این مبحث است بلکہ از مہمات اکثر مباحث کلامیہ۔

دقیقۂ اولے خلق اشیاء بیواسطہ از حضرت حق است جل شانہٗ بارادہ واختیار نزدیک اہل حق پس ایجاب و تولید غلط است توقف کہ بعض اشیاء را بر بعض دیدہ می شود بر سبیل جری عادت است عادت اللہ چنین جاری شدہ کہ

اور بالاجمال یہ بھی سمجھ لیجئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صورت نبوّت میں مشابہت میسّر نہیں ہوسکتی خلیفہ کے بادشاہی عالم کی جگہ سنبھالے بغیر جس طرح ذوالقرنین نے بادشاہئ عالم پر قبضہ کیا تھا کہ خلیفہ زمین کی دونوں جانب فارس و روم اور اس کے ماحول پر متصرّف ہو اور اسی طرح بغیر جمع قرآن کے میسّر نہ ہوگی اور اُس کی اشاعت میں اور لوگوں کو اُس کی تلاوت پر رغبت دلانے میں بڑی سعی بلیغ اور ہمّت کی ضرورت تھی۔ نیز بغیر اجماعیات کے جو فقہ کے ہر باب میں موجود ہیں یہ مشابہتِ صورت کیسے میسّر ہوسکتی تھی اور اسی طرح مسائل احسان کے بارے میں بغیر ارشاداتِ صالحہ کے افادے کے صُورتِ نبوّت میں تشبّہ میسّر نہیں آسکتا تھا۔

نکتۂ پنجم۔ اس امر کے بیان میں کہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تشبُّہ کے لئے اُن استعدادات و ملکات کے اعتبار سے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افعال و احوال کے مصدر ہیں کیا صفت ہونی چاہیئے کہ یہ پیدا ہوجائے اور یہاں ایسے دو دقیقے ہیں کہ پہلے ان کا سمجھ لینا اس مبحث کے لئے ضروریات میں سے ہے بلکہ اکثر مباحث کلامیّہ کی مہمّات میں سے ہے۔

دقیقۂ اُولیٰ۔ اہلِ حق کے نزدیک تمام اشیاء کی پیدائش حضرتِ حق جلّ شانہٗ کے ارادے و اختیار سے بغیر واسطہ اُسی سے ہوتی ہے۔ اور ایجاب و تولید کا خیال غلط ہے (یعنی جب سبب وجود میں آجائے گا تو مُسبّب کا خود ہی پیدا ہوجانا ضروری ہے۔ حق تعالےٰ کی ذات علّۃ العِلَل ہے۔ ہر وجُود کی براہِ راست علّت نہیں ہے۔ اسی طرح ایک وجود سے جو افعال پیدا ہوتے ہیں اُن کا خالق براہِ راست حق تعالےٰ نہیں۔ ان افعال کے خلق کی نسبت حق تعالیٰ کی طرف اس طرح کی جاسکتی ہے کہ حق تعالےٰ نے وہ وجود پیدا کیا جس سے یہ چیزیں متولّد ہوئیں۔ اس نظریّہ کا ابطال مقصُود ہے ۱۲ مترجم) جو توقّف (یعنے موقوف ہونا) بعض اشیاء کا بعض پر دیکھا جاتا ہے یہ عادت اللہ کے جاری ہونے کی بناء پر ہے۔ عادتِ الٰہی اسی طرح جاری ہوئی کہ بعض

Marfat.com

عقیب وجود بعض اشیاء مخلوق کذا وکذا خلق فرماید اینجا قدم قومی لغزیده است در ہر استدلالے کہ باسباب بر سبب خاص کنند یا بہ مسبب بر اسباب خاص این شبہہ ہم رسانند کہ افاضۂ اشیاء بارادۂ فاعل مختار است نہ بطریق ایجاب و تولید پس استدلال باسباب خاصّہ بر مسبب خاص وبالعکس نتوان کرد این شبہ سفسطہ صِرف است مصالح دنیا وآخرت ہمہ موقوف بر استدلال است از اسباب بر مُسببات وبالعکس تخم درزمین چرا می ریزند و آن را چرا آب میدہند و استعمال دوا چرا میکنند وجہاد باعداء چرا بعمل مے آرند آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در حروب و در جمیع اُمور چرا اسباب خاصہ را ملاحظہ می فرمودند و پے بہ مُسبب خاص می بُردند واگر این استدلال از میان برخیزد عقل بیکار اُفتد وعاقل وسفیہ یکسان شوند و تحرّی خلفاء در اُمورِ ملکی واصابت ایشان دران باب فضیلتے نہ دہد و مکلّف بآن نہ شوند سُبحانک ہٰذا بُہتانٌ عَظِیمٌ حق آن است کہ توقفِ مُسببات بر اسباب امرِ حق است و خلق بے واسطہ بارادۂ فاعل مختار نیز امر حق ہر کہ تطبیق در ہر دو امر تواند داد وعقلِ او گنجایش آن کند جائز است اورا کہ درین مسئلہ سخن راند و الّا ہر دو مسلک را حق داند و از تفصیل باز ماند۔

دقیقہ ثانیہ آنکہ در بادی رای دانستہ میشود آدلّہ کہ از اسباب و مُسببات سازند پیش

اشیاء کے وجود کے پیچھے بعض اشیاء۔ جو ایسی ایسی صفت سے مخلوق ہوں پیدا فرماتے۔ یہاں ایک دوسری قوم کے قدم ڈگمگا گئے وہ ہر ایسے استدلال پر جس میں اسباب سے مُسبّب خاص پر استدلال کیا جاتے، یا مُسبب سے اسبابِ خاص پر، یہ شبہ پیدا کرتے ہیں کہ افاضۂ اشیاء۔ فاعلِ مختار کے ارادے سے ہوا ہے بطریقِ ایجاب وتولید نہیں ہوا (جس کو ہم نے مذہب اہلِ حق قرار دیا ہے۔ ایجاب وتولید کا مطلب وہی ہے جو ہم نے ابھی بیان کیا ہے) تو اسبابِ خاصّہ سے مُسبّب پر اور مُسبّب سے اسباب پر استدلال نہیں کر سکتے۔ اور یہ شُبہہ محض ایک سفسطہ (یعنی مغالطہ میں ڈالنے والی دلیل) ہے۔ دُنیا اور آخرت کی تمام مصالح میں اسباب سے مُسببات پر اور مُسببات سے اسباب پر استدلال کیا جاتا ہے۔ ایک بیج زمین میں کیوں بوتے ہیں اور اُس کو کیوں پانی دیتے ہیں۔ اور دوا کا استعمال کیوں کرتے ہیں۔ دشمنوں کے ساتھ جہاد کیوں عمل میں لایا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لڑائیوں میں اور سب کاموں میں کیوں اسبابِ خاصّہ کو ملاحظہ فرماتے تھے اور مُسبّب خاص کا پتہ چلا لیتے تھے۔ اور اگر یہ استدلال درمیان سے اُٹھ جائے تو عقل بے کار رہ جائے اور عقلمند اور احمق یکساں ہو جائیں۔ اور امورِ ملکی میں خلفاءؓ کی تدابیر کرنا اور اُن کی اصابت رائے اس باب میں ان کی کوئی فضیلت ثابت نہ کر سکے گی اور وہ اُس پر مُکلّف بھی ہوں گے سُبحانک ھٰذا بُہتَانٌ عظیمٌ۔ حق یہ ہے کہ مُسببات کا اسباب پر موقوف ہونا امرِ حق ہے۔ اور یہ بھی امرِ حق ہے کہ ہر شے کی تخلیق بارادہ فاعلِ مختار (یعنی اللہ جلّ شانہٗ کے ارادے سے) بے واسطہ ہوتی ہے۔ جو شخص ان دونوں میں مطابقت دے سکے اور اس کی عقل میں یہ گنجائش ہو اُس کے لئے تو جائز ہے کہ وہ اس مسئلہ میں کلام کرے ورنہ ہر دو مسلک کو حق سمجھے اور تفصیل میں جانے سے رُک جائے۔

دقیقہ ثانیہ۔ بظاہر یہ سمجھا جاتا ہے کہ جو ادلّہ اسباب ومُسببات سے حاصل کی جائیں گی وہ اُن لوگوں کے نزدیک جو

Marfat.com

قائلان بختار مُرید قطع را فائدہ ندہد چہ خرقِ عادت ممکن است ہمچنان پیش قائلان بایجاب نیز اکثر آن فائدہ قطع ندہد زیراکہ در عالم کون وفساد یقین بآنکہ ہمین اشیاء اسباب باشند لاغیر و بآنکہ وجود مانع و انتفاء شروط منتفی است علے کثرتہا و انتشارہا میسّر نیست معہٰذا فی نفس الامر اعتقاد جازم در بعض امور حاصل میشود بلکہ در بعض مواد یقین نیز بہم می رسد و این سخن بہان میماند کہ اغلاطِ حس بسیار است معہٰذا در بعض مواد باحساس یقین حاصل مے گردد و سلامت موادّ و صُور در اکثر انظار غیر متیقن بہ معہٰذا یقین در بعض امور پیدا میشود و احتمال مجاز و اشتراک و تخصیص عام و مانندِ آن در کلام مخبر صادق قائم معہٰذا یقین بمضمون خطاب شارع حاصل می گردد و انکار این معانی مکابرہ است و سِرّ دریجا آن است کہ حدسے خفی نفس را در بعض جا ہا حاصل میشود و یقین بآن محدوس منتج میگردد من حیث یدری او لا یدری۔

چون این دو دقیقہ مذکور شد بر اصل سخن ردیم افعال متّسقہ متقاربہ از نفس ناطقہ پیدا نمے شود،

ارادہ واختیار کے قائل ہیں قطعیت کا فائدہ نہ دیں گی کیونکہ خرقِ عادت بھی ممکن ہے۔ (تو مثلاً دھوئیں کو دیکھ کر وہ یہ یقین نہیں کریں گے کہ آگ موجود ہے وہ یہ خیال کر سکتے ہیں کہ خلافِ عادتِ جاریہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بغیر آگ کے ہی پیدا کر دیا ہو) اسی طرح جو لوگ ایجاب کے قائل ہیں (یعنے موجِب وجود سبب کو قرار دینے والے ہیں) اُن کے نزدیک بھی اکثر ایسی دلیلیں قطعیت کا فائدہ نہ دیں گی۔ کیونکہ عالم کون وفساد (بننے بگڑنے والی دُنیا) میں یہ یقین میسّر نہیں ہے کہ یہی اشیاء اسباب ہیں اور کوئی سبب نہیں اور (یہ یقین کرنا بھی دشوار ہے) کہ (سبب پیدا ہونے سے مُسبّب کے پیدا ہونے میں) کسی مانع کی موجودگی بھی نہیں ہے اور (سبب سے مسبّب کے وجود میں آنے کی جو شرطیں ہیں) ان شرائط کو توڑنے والی کوئی چیز نہیں ہے جو بہت زیادہ اور بہت پھیلی ہوئی ہوتی ہیں اس کے باوجود نفس الامر میں بعض اُمور کے بارے میں پختہ اعتقاد حاصل ہو جاتا ہے۔ بلکہ بعض مواقع میں پختہ یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ اور یہ اس قسم کی بات ہے کہ اغلاطِ حس بہت ہوتی ہیں مگر اس کے باوجود بعض مادّوں میں احساس سے یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ اور مادّوں اور صورتوں کی سلامتی اکثر لوگوں کی رائے میں قابل یقین نہیں ہوتی مگر اس کے باوجود بعض اُمور میں یقین پیدا ہو جاتا ہے اور مجاز واشتراک وتخصیص عام اور اس قسم کے احتمالات مُخبرِ صادق کے کلام میں قائم ہوتے ہیں مگر اس کے باوجود شارع کے مضمونِ خطاب کا یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ اگر ان چیزوں کا انکار کیا جائے تو یہ ہٹ دھرمی ہو گی۔ اور یہاں ایک راز ہے وہ یہ کہ بعض مقامات میں نفس کو (اسباب سے جُدا ہو کر) ایک خفی گمان حاصل ہو جاتا ہے اور اس دلیل کے نتیجہ سے منضم ہو کر "جانتے یا نہ جانتے" کے طور پر یقین حاصل ہو جاتا ہے۔

اِن دو دقیقوں کے ذکر سے فارغ ہو کر اب ہم اصل بات کی طرف چلتے ہیں۔ ایسے افعال جو ایک خاص رفتار کے ساتھ ملتے جلتے اور ایک دوسرے سے قریب ہوں نفسِ ناطقہ سے پیدا نہیں ہوتے

Marfat.com

تا آنکہ آن نفس را ملکۂ راسخہ باشد مناسب آن افعال واحوال و این بہمان میماند کہ متکلمین گفتہ اند کہ بناء عالم بر وجہ اتقان دلالت می کند بر آنکہ موجد آن عالم است و مُرید است وحکیم است وقادر است پس خلیفۂ پیغامبر ما صلے اللہ علیہ وسلم کہ مصدر این سہ قسم افعال کہ بصورت پیغامبری او تعلق دارند لابد است ازانکہ در نفس ناطقۂ او کمال ہر دو قوت ودیعت نہادہ باشند قوتِ عاقلہ وقوتِ عاملہ و در اجتماع این دو قوت و اصطلاح ہریکے بادیگری نیز براعتے داشتہ باشد تا شائستہ خلافت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شود از ثمراتِ کمال قوتِ عاقلہ در پیغامبر وحی است و در خلیفہ محدثیت و صدیقیت و فراستِ صادقہ کہ بسبب آن اصابت کند در ظنونِ خود لایظن بشیءٍ الا کان کما قال ورائی او موافق اُفتد با وحی الٰہی در واقعاتِ بسیار و از ثمراتِ کمال قوتِ عاملہ در پیغامبر عصمت است از معاصی وسمتِ صالح و در خلیفہ صلاح وعفت ومحفوظ بودن از معاصی تا آنکہ پیغامبرؐ در حق او گواہی دہد کہ اِنَّ الشَّیطَانَ یَفِرُّ مِنْ ظِلِّ فُلَانٍ و از ثمراتِ براعت ہیئتِ امتزاجیہ ہر دو قوت در پیغامبر معجزات است و وارداتِ غریبہ و واقعاتِ عجیبہ مثل معراج و در خلیفہ مقامات و احوال عالیہ است و کراماتِ خارقہ وتاثیرِ دعوات وتاثیر مواعظِ او در مردم چون این سہ صفت در خلیفہ یافتہ شود خلیفہ سہ نوع از تشبہ با پیغامبر درست کند یکے آنکہ مُرشدِ خلائق باشد

تا آنکہ اُن افعال واحوال کے مناسب نفس میں ملکۂ راسخہ پیدا ہوجائے۔ اور یہ اُسی بات کے مشابہ ہے جو متکلمین کہتے ہیں کہ بناءِ عالم بروجہ اتقان (پختگی) اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس کا پیدا کرنے والا عالم ہے، مُرید (صاحب ارادہ) ہے اور صاحب حکمت ہے، صاحب قدرت ہے۔ تو ہمارے اُن پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے جو کہ ان تین قسم کے افعال کے مُصدر تھے جو آپؐ کی پیغمبری کی صورت سے تعلق رکھتے ہیں خلیفہ کے لئے یہ ضروری امر ہے کہ اُن کے نفسِ ناطقہ میں دونوں قسم کی قوتوں کا کمال ودیعت کیا گیا ہو یعنی قوتِ عاقلہ اور قوتِ عاملہ کا کمال اور وہ دونوں قوتوں کے اجتماع میں اور ان میں سے ایک کو دوسرے کے ساتھ ملا کر بروئے کار لانے کا ملکہ رکھتے ہوں، تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کے قابل بن سکیں۔ پیغمبر میں قوتِ عاقلہ کے ثمراتِ کمال میں سے وحی ہے اور خلیفہ میں محدثیت اور صدیقیت اور فراستِ صادقہ ہے کہ جن کے سبب سے وہ اپنے ظنون میں مُصیب ہوگا اور وہ جس شے کی نسبت کوئی گمان کرے گا وہ بالکل اُس کے گمان کے مطابق ثابت ہوگی۔ اور بہت سے واقعات میں اُس کی رائے وحی الٰہی کے مطابق پڑے گی۔ اور پیغمبر میں قوتِ عاملہ کے ثمرات کمال میں سے عصمت ہے معاصی سے اور طریقۂ حسنہ اور خلیفہ میں صلاح وعفت اور معاصی سے محفوظ ہونا اس مرتبہ تک ہے کہ پیغمبرؐ بھی اُس کے حق میں یہ گواہی دے کہ اِنَّ الشَّیطَانَ یَفِرُّ الخ یعنی شیطان فلاں کے سایہ سے بھی بھاگتا ہے، اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم میں دونوں قوتوں (عاقلہ اور عاملہ) کی ہیئتِ امتزاجیہ سے جو چیز بروئے کار آتی ہے وہ معجزات ہیں اور وارداتِ غریبہ اور واقعاتِ عجیبہ مثل معراج کے، اور خلیفہ میں مقامات اور بلند احوال ہیں اور خارق عادت کرامتیں ہیں اور دعاؤں کی تاثیر اور لوگوں میں اُن کے مواعظ کی تاثیر ہیں۔ جب یہ تین صفات خلیفہ میں پائی جائیں گی تو خلیفہ پیغمبر کے ساتھ تشبّہ کی تین قسمیں درست کرلے گا۔ ایک یہ کہ پیغمبر کے بعد

Marfat.com

بعد پیغامبر دیگر آنکہ داعیۂ آلہیہ را نفس او قبول کند از سر تحقیق نہ از سرِ تقلید و چون درین داعیہ محقق باشد برکاتِ عجیبہ در کارہای او ظاہر شود سیوم آنکہ در شریعتِ محمدیہ علٰے صاحبہا الصلوات والتسلیمات چہ در احکام وچہ در حِکَم مہارتے پیدا کند و نسبتِ او با پیغامبر مانند نسبت مُخرّج باشد بمجتہد۔

واینجا دقیقہ ایست باید یاد گرفت در شرائع مقرر شدہ است کہ معجزہ مثبت نبوّتِ انبیاء است و حجۃ اللہ بر خلائق لازم میشود بمعجزہ۔ عقول اہلِ معقول درین کلمہ شذرو مذر افتاد امثل آنہا قیاس غائب بر شاہد درست کردہ بران فرود آوردند کہ چنانکہ بادشاہ را ایلچی میگوید کہ مخالف عادت خود کن بالتماس من تا مردم صدق مرا معلوم کنند ہمچنان معاملہ پیغامبر با خدای تبارک و تعالیٰ است دیگران بانواعِ مناقضات پیش آمدند سخن ناتمام ماند و حق درین باب آن است کہ صدق پیغامبر را مکلفان نمیدانند الا از جہت آنکہ علوم فطریہ کہ مقتضی نوع انسان است در صدور ایشان قائم است بشہادتِ دل قبول میکنند و بآن مقتضی نوع حجت تمام میشود اگرچہ تعنت کنند در انکار وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا و اما آنکہ این کلام صادق از تقلید علمائے پیشین اخذ نمودہ است

مُرشدِ خلائق ہو۔ دوسری یہ کہ اس کا نفس از سرِ تحقیق داعیۂ الٰہیہ کو قبول کرے از روئے تقلید نہیں۔ جب وہ اس داعیہ میں محقق ہو جائے گا تو اس کے کاموں میں برکاتِ عجیبہ کا ظہور ہوگا۔ تیسری یہ کہ شریعتِ محمدیہ علٰے صاحبہا الصلوات و التسلیمات میں احکام میں بھی اور حِکَم میں بھی پوری مہارت پیدا کرلے اور اُس کی پیغمبر کے ساتھ وہ نسبت ہو جائے جو تخریج (احکام) کرنے والے کی ہوتی ہے مجتہد سے۔

یہاں ایک دقیقہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ شریعتوں میں یہ طے شدہ امر ہے کہ معجزہ نبوّت انبیاء کا مثبت ہوتا ہے اور معجزہ سے خلائق پر اللہ کی حجت لازم ہو جاتی ہے۔ اہلِ معقول کی عقلیں اس بات میں پریشانی میں پڑی ہوتی ہیں اُن میں سے جو لوگ سمجھدار ہیں انھوں نے اس (لزوم حجت اللہ کی یہ صورت نکالی) کو محمول کیا قیاسِ غائب بر شاہد کے نظریئے پر کہ جس طرح بادشاہ سے اس کا ایک ایلچی یہ درخواست کرتا ہے کہ آپ میری گزارش پر اپنی عادت کے خلاف کچھ باتیں کردیجئے تاکہ لوگوں کو میری سچائی معلوم ہو جائے۔ خدائے تبارکُ تعالیٰ کے ساتھ پیغمبر کا ایسا ہی معاملہ ہے۔ دوسرے لوگوں نے اس پر مختلف نقیضیں پیش کردیں اور بات ناتمام رہ گئی۔ اور اس باب میں حق یہ ہے کہ پیغمبر کے صدق کو مکلّف نہیں جانتے مگر صرف اس جہت سے کہ علومِ فطریہ جن کی مقتضی نوعِ انسانی ہے وہ اُن کے سینوں میں قائم ہیں (علومِ فطریہ حسب اقتضائے نوع پر چند صفحات قبل لکھا جا چکا ہے) تو جو قبول کرنے والے ہیں وہ (اس علم کی بنا پر) دل کی شہادت سے قبول کرتے ہیں اور اس مقتضی نوع (علم فطری) سے حجت تمام ہوتی ہے اگرچہ ضد کے طور پر انکار کرتے رہیں وَجَحَدُوا بِهَا الخ (۲۷: ۱۴) اور ظلم و تکبر کی راہ سے ان (معجزات) کے منکر ہوگئے حالانکہ اُن کے دلوں نے ان کا یقین کرلیا تھا! ہاں یہ (تذبذب) کہ یہ سچا کلام پچھلے زمانہ کے علماء کی تقلید سے حاصل کرلیا

Marfat.com

ویا بنوعی از فکر دریافتہ وادعائی رسالت
نمودہ است یا تلقی نکردہ است الا بوحی
الٰہی وداعیہ نازلہ از فوق سبع سمٰوات
اگرچہ موافق شدہ باشد در اکثر آن بانبیاء
سابقین این قدر شبہ باقی ماند چون معجزات
خارقہ دیدند وبرکات صحبت ایشان معلوم
کردند حقانیت از ہر طرف جوش زد وحق
از باطل ممتاز گشت و این نیز در اصل
جبلت انسان نہادہ اند چون این دقیقہ
گفتہ شد باصل سخن برویم خلیفہ را این
قسم برکات می باید کہ ظاہر شود تا ہمگنان
بدانند کہ خدائی ما بما ارادہ خیر فرمودہ کہ
این چنین خلیفہ راشدے برما منصوب ساختہ
إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ
فِيهِ سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِمَّا
تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ آما
افعالے کہ تعلق بہ بادشاہی دارد بروجہ
اتقان صادر نشود مگر آنکہ نفس ناطقہ
خلیفہ متصف باشد بچند صفت یکے
حزم ومرتبہ شناسی ہر شخص وشناختن
حوصلہ ہر یکے تا در تفویض امور
خطا نکند وسد خلل مملکت
پیش از وقوع آن تواند نمود
دگر فراست المعیہ یظن بک
الظن کان قد رأی وقد سمعا
زیرا کہ بسیار است کہ امور متعارضہ
بہم مے آید اگر تانی کند خلل
واقع شود واگر عجلت را کار فرماید خلل عظیم
بظہور آید ع اذا کنت ذا رأی

یا ایک طرح کے غور و فکر سے پالیا اور رسالت کا دعوےٰ کر دیا ہے
یا فی الواقع یہی بات ہے کہ) ان کو کہیں سے نہیں ملا بجز وحی
الٰہی اور ایک ایسے داعیہ کے جو سات آسمانوں کے اوپر سے
آیا ہے اگرچہ اکثر حصہ اس کا انبیاء سابقین کی باتوں کے موافق
ہو گیا ہو۔ اتنا شبہہ (اس علم فطری کے باوجود) باقی رہا۔
جب معجزات خارقہ عادت دیکھے اور اُن کی صحبت کی برکات
کا مشاہدہ بھی ہوا تو حقانیت نے ہر طرف سے جوش مارا اور
حق باطل سے ممتاز ہو گیا اور یہ بات انسان کی اصل سرشت
میں رکھی ہے۔ جب یہ دقیقہ بیان کر دیا گیا تو اب ہم اصل
بات کی طرف چلتے ہیں۔ خلیفہ میں اس قسم کی برکات ہونی
چاہئیں کہ وہ ظاہر ہو جائیں یہاں تک کہ سب لوگ جان لیں
کہ ہمارے خدا نے ہمارے ساتھ خیر کا ارادہ فرمایا کہ ایسا خلیفہ
راشد ہمارے لئے مقرر کر دیا إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ الخ (۲: ۲۴۸)
اُن کے بادشاہ ہونے کی یہ علامت ہے کہ تمہارے پاس وہ
صندوق آجائے گا جس میں تسکین (اور برکت) کی چیز ہے
تمہارے رب کی طرف سے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں جن کو
حضرت موسیٰ و حضرت ہارون (علیہما السلام) چھوڑ گئے ہیں۔
اب ان افعال پر غور کیا جائے جو بادشاہی سے تعلق رکھتے
ہیں وہ پختگی کے طور پر صادر نہ ہوں گے مگر صرف اس حال
میں کہ خلیفہ کا نفس ناطقہ چند صفات سے متصف ہو۔ اول ہوشمندی
اور ہر شخص کے مرتبہ کی شناخت اور ہر شخص کے حوصلہ
کی شناخت تاکہ (عہدہ داروں کو) امور کی سپردگی میں
خطا نہ کرے اور مملکت کی رخنہ بندی اُن کے واقع ہونے
سے پہلے کر سکے۔ دوسری دقیقہ رس فہم روشن دماغی جس
ظن بھی اس درجہ کا ہو کہ گویا خود دیکھ لیا اور خود سن لیا۔
کیونکہ ایسا بہت ہوتا ہے کہ ایک دوسرے سے ٹکرانے والے
امور پیش آتے ہیں کہ اگر سستی کرو تو خلل واقع ہو اور اگر
عجلت کو کام میں لائیں تو خلل عظیم واقع ہو جاتے ہے ع إذا
كنتَ ذا رأيٍ الخ جب تو ذی رائے ہے (اور تو نے سمجھ لیا کہ

Marfat.com

فکن ذا عزیمۃ ۔ فان فساد الرأی ان تترددا ۔ اذا کنت ذا رأی فکن ذا رویۃ ۔ فان فساد الرأی ان تتعجلا ۔ ومخلص ازین اشتباہ غیر فراست المعیہ چیزے نیست واین معنے بر کسیکہ بصحبت ملوک رسیدہ باشد یا تاریخ ایشان را دیدہ مخفی نخواہد بود دیگر بخت کارکشا نہ بخت منکوس کہ چون کارے پیش آید مانند خرے در گل باز ماند فردوسی در قصۂ رائے زدن در تعیین بادشاہ بعد کشتہ شدن نوذر از زبان زال دستان میگوید

نزیبد بہر پہلوی تاج و تخت ۔
بباید یکے شاہ بیدار بخت ۔
کہ باشد برو فرۂ ایزدی ۔
بتابد ز گفتار او بخردی ۔

ومعرفت این معنے جز در پردۂ غیب نیست وجز مخبر صادق آن را تعبیر نتواند کرد و غلط بینان مجوس بر تسییرات کواکب و زائچۂ ولادت اعتمادی نمودند واین ہمہ علوم وہمیہ است کہ شارع ازان نہی فرمودہ لہٰذا غیر آنچہ از اشارات شارع آن را بفہمند اوجہے نیست دیگر شجاعت کہ توسط است درمیان تہور وجبن داشتہ باشد وحلم کہ متوسط است در جرأت وخمود وحکمت کہ حد وسط است در جربزہ وغفلت وعدالت کہ بسبب آن در ہر حالت مناسب آن حالت بر نفس قابض شود والکلام فی ھٰذہ المباحث یطول اما افعالیکہ تعلق بجبریت دارد بروجہ اتقان صادر نشود

یہ کام ہونا چاہیئے) تو پختہ ارادے والا بن (اور پورا کر ڈال) یہ فساد رائے کی دلیل ہے کہ تو تردد میں مبتلا ہو کہ کروں یا نہ کروں) اگر تو ذی رائے ہے تو صاحب حاجت بن جا (یعنے مناسب لوگوں سے مشورے کر) کیونکہ یہ فساد رائے کی بات ہے کہ تو جلدی کر جائے۔ اور اس اشتباہ سے رہائی کا آلہ بجز فہم رسا و روشن دماغی اور کوئی چیز نہیں۔ اور یہ بات ایسے شخص پر جو بادشاہوں کی صحبت میں پہنچا ہوگا یا اس نے اُن کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہوگا مخفی نہ ہوگی۔ دوسری چیز بخت کارکشا ہے نہ کہ اوندھا بخت کہ جب کوئی اہم کام پیش آجائے تو گدھے کی طرح کیچڑ میں دھنس کر رہ جائے۔ فردوسی نوذر کے مارے جانے کے بعد بادشاہ کے انتخاب پر زال دستان کی زبان سے اُس کی رائے بیان کرتا ہے ؎ نزیبد بہر پہلوالخ ہر پہلوی کے لئے تاج و تخت زیبا نہیں۔ اس کے لئے ایسا بادشاہ ہونا چاہیئے جو بیدار بخت ہو۔ جس کے اُوپر خدا کا فضل ہو، جس کے کلام سے عقل کا نور چمکتا ہو؛ اور اس (بخت) کی حقیقت پردۂ غیب کے سوا اور کہیں نہیں۔ اور سوائے مخبر صادق کوئی نہیں بتا سکتا۔ اور غلط بین مجوسی کواکب کی رفتار اور زائچۂ پیدائش پر اعتماد کرتے ہیں اور یہ سب وہمی علوم ہیں جن سے شارع نے منع کیا ہے۔ اس لئے شارع نے جو کچھ اشارات کر دیئے اُن کے سوا دوسری راہوں سے سوچنا درست نہیں ہے۔ دوسری صفت شجاعت رکھتا ہو جو کہ تہور (مقام ہلاکت میں بے پرواہی سے کود پڑنا) اور جُبن (بزدلی) کی درمیانی صفت ہے۔ اور حلم جو کہ جرأت اور پست ہمتی کی درمیانی صفت ہے اور حکمت جو عیاری اور غفلت کی درمیانی صفت ہے اور عدالت کہ اس کے سبب سے ہر حالت میں اُس حالت کے مناسب نفس پر قابو یافتہ رہے اور کلام ان مباحث میں طویل ہوتا ہے (اس لئے مشتے نمونہ از خروارے پر اکتفاء کیا جاتا ہے) رہے وہ افعال جن کا تعلق جبریت سے ہے وہ علی وجہ البصیرۃ صادر نہیں ہو سکتے

گر کہ خلیفہ عالم بکتاب و سُنّت باشد و
تلقی آن بفہم خداداد نمودہ باشد و
مصلحتِ ہر حکمے دانستہ نسبتِ او با
پیغامبر مانند نسبت مخرجین با مجتہدِ
مستقل فنِ فقہ را خوب ورزیدہ و
فن حکمت از دلِ او جوشیدہ و آنکہ خود
این علوم نداند دیگران را چہ افادہ
فرماید ؎

خشک ابرے کہ بود زاب تہی
ناید ازوے صفتِ آب دہی

و معہذا لطف او باقوم و اہتمام او در تعلیم
علوم دیدہ شود و سدِّ ابواب تحریف
منظور نظر او بود۔

و اینجا دقیقہ ایست آن را نیز باید فہمید جبر
ملتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوات والتسلیما
شخصے است کہ درانچہ شارع خوض نہ فرمود
مجمل گزارد و چیزے کہ تعمق دران نکردہ
تعمق دران نکند چنانکہ قصد فی العمل مطلوب
شدہ است قصد فی العلم نیز از اہم مہمات
آمدہ بسا دقتِ نظر و شقشقہ بیان کہ جبر
را از جبریتِ ملتِ مصطفویہ در انداخت ؎

ہر کہ دور انداز ترا و دور تر
از چنین صید است او مہجور تر

اما افعالے کہ بارشادِ امت تعلق دارد بروجہ
اتقان صادر نشود مگر آنکہ راہ متوسط را کہ
فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْہَا
عبارت ازان است شناختہ
باشد و کرامات خارقہ و
مقاماتِ عالیہ

گر صرف اس حال میں کہ خلیفہ کتاب و سُنّت کا عالم ہو اور فہم
خداداد کے ساتھ اُس کو حاصل کیا ہو اور ہر حکم کی مصلحت
جانتا ہو۔ اُس کی نسبت پیغمبر کے ساتھ ایسی ہے جیسی تخریج
احکام کرنے والوں کی مجتہد مستقل کے ساتھ۔ فنِ فقہ میں
پوری مہارت رکھتا ہو اور فنِ حکمت اُس کے دل سے جوش
مارتا ہو۔ اور جو شخص یہ علوم خود نہ جانتا ہوگا وہ دوسروں کو
کیا افادہ کرے گا ؎ خشک ابرے الخ ایک خشک بادل جو پانی
سے خالی ہوگا۔ اُس کو دوسروں کو سیراب کرنے کی صفت کیونکر
حاصل ہوگی؛ اور اس کے ساتھ قوم پر اُس کی شفقت اور
تعلیم علوم میں اُس کا اہتمام بھی دیکھا جائے اور (قرآن و
حدیث میں) تحریف کے دروازوں کا بند کرنا بھی اُس کے
پیش نظر ہو۔

اور یہاں ایک دقیقہ ہے اُس کو بھی سمجھ لیا جائے۔
جبر ملتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات وہ شخص
ہے کہ جس چیز پر شارع نے غور و خوض نہ کیا ہو وہ بھی
اُس کو مجمل چھوڑ دے اور جس کی گہرائی پر شارع نے توجہ
نہ دی ہو وہ بھی نہ دے جس طرح عمل میں میانہ روی مطلوب ہے علم میں بھی
میانہ روی اہم مہمات میں سے ہے۔ بہت سی باریک بینیاں اور
بسیار گوئیاں ہیں جنھوں نے ایک جبر کو ملتِ مصطفویہ کی جبریت کے
مقام سے گرا دیا۔ ؎ ہر کہ دور انداز تر الخ جو شخص (تیر کو)
بہت دور پھینکنے والا ہے وہ زیادہ دور ہی رہتا ہے ایسے
شکار سے وہ سب سے زیادہ ناکامیاب رہتا ہے (یعنے زیادہ
زور کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تیر شکار کے جسم سے گزر کر نکل جاتا
ہے اور شکار بھاگ جاتا ہے) رہے وہ افعال جو ارشادِ امت
سے تعلق رکھتے ہیں علی وجہ البصیرت صادر نہیں ہوتے
مگر صرف اس صورت میں کہ (مرشد) راہ متوسط کو پہچانتا ہو
جس کی تعبیر یہ ارشاد کرتا ہے فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ الخ (۳۰:۳۰)
اللہ کی دی ہوئی قابلیت کا اتباع کرو جس پر اللہ تعالیٰ
نے لوگوں کو پیدا کیا ہے؛ اور کرامات خارقہ و مقاماتِ عالیہ

Marfat.com

داشتہ باشد و اینجا نیز دقیقہ الیست مثل دقیقہ سابقہ قصد فی العمل مطلوب است درمیان بہیمیت و ملکیت صلح مے باید کرد نہ ملکیت را مطلقاً بیکار گذاشتن و نہ از بہیمیت مطلقاً منسلخ گشتن و آن حد وسط ہمان است مطمح نظیر انبیاء صلوات اللہ تعالےٰ وسلامہ علیہم اینجا غلط نہ کنی و بشقشقہ کلام مغرور نہ گردی وحدت وجود و معرفتِ تنزلاتِ خمس و خروج بسوئے فلسفہ در تقریر لمیاتِ اشیاء ہمہ از حدِ وسط بیرون است ؎

کج مج مرو بتہمتِ ہستی کہ در طریق
ما را نشانہاست ازان یار بے نشان

چون این مبحث گفتہ شد مبحثے دیگر نامعض تر ازین مبحث بشنو تہذیب نفوس کہ نجاتِ اخروی بآن منوط است بلکہ سعادتِ دارین بآن مربوط دو نوع تواند بود یکے استعداداتِ نفوس کہ شرح آن گزشت دیگر برکاتِ نازلہ از نزدیک خدائی تبارک تعالےٰ بنا بر سوابقِ اسلامیہ پیشتر از کسب بندگان و استعداداتِ ایشان انّ لربکم فی ایام دہرکم نفحات الا فتعرضوا لہا و این نوع در ہر ملت علے حدہ مے باشد و در ملتِ ما جالب اعظم آن برکات امانت پیغامبر است صلے اللہ علیہ وسلم

رکھتا ہو۔ اور یہاں بھی ایک دقیقہ ہے مثل دقیقہ سابقہ کہ عمل میں بھی میانہ روی مطلوب ہے۔ اور قوتِ بہیمیت اور ملکیت کے درمیان صلح کرنی چاہیئے نہ ملکیت کو مطلقاً بیکار چھوڑ دینا اور نہ بہیمیت سے بالکل جُدا ہو جانا اور یہی وہ درمیانی حد ہے جو انبیاء صلوات اللہ تعالےٰ وسلامہ علیہم کے مدِ نظر رہی ہے۔ یہاں بھی غلطی نہ کرنا اور (کسی کی) بسیار گوئی سے دھوکے میں نہ پڑنا۔ وحدتِ وجود اور معرفتِ تنزلاتِ خمس (یعنے وجود مطلق کے پانچ تنزلات جن پر شیخ اکبر وغیرہ نے کلام کیا ہے) اور فلسفہ کی طرف چل دینا اشیاء کی کیفیات کے سلسلہ میں، یہ سب اس درمیانی حد سے تجاوز ہے ؎

کج مج مرو الخ ٹیڑھے بینکے مت چلو (صراطِ مستقیم نہ چھوڑو) اس تہمتِ ہستی میں (حقیقی ہستی اُسی ذات کی ہے، ہم پر ہستی کا اطلاق گویا ایک تہمت ہے) کہ راستہ میں جو اس یارِ بے نشان کی طرف جاتا ہے ہماری کچھ علامتیں ہیں (سیدھی سڑک کو چھوڑ کر کجیا اختیار کروگے تو وہ علامتیں رَل جائیں گی)۔ جب اس مبحث پر (جو کہنا تھا) کہدیا گیا تو ایک اور مبحث بھی سُنو جو اس سے زیادہ دقیق ہے۔ تہذیب نفوس کہ جس سے نجاتِ اُخروی کا تعلق ہے بلکہ سعادتِ دارین اُس سے مربوط ہے اُس کی دو قسمیں ہو سکتی ہیں۔ ایک[1] نفوس کی استعدادیں کہ جس کی شرح گزر چکی ہے۔ دوسری[2] اللہ تبارک وتعالےٰ کی طرف سے نازل ہونے والی برکتیں جو سوابقِ اسلامیہ (یعنے پہلے اسلام لانا، پہلے ہجرت کرنا، پہلے جہاد کرنا، پہلے اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا وغیرہ) کی بناء پر نازل ہوتیں بندوں کے کسب اور اُن کی استعدادوں سے بھی پہلے (بفحوائے ارشاد رسول صلے اللہ علیہ وسلم، اِنَّ لِرَبِّکُمْ الخ یعنے تمہارے رب کی جانب سے تمہارے اہلِ دورِ زمان میں کچھ لطیف ہوائیں آرہی ہیں آگاہی کے ساتھ اُن کے سامنے آجاؤ! اور برکات کی یہ قسم ہر ملت میں علٰحدہ ہوتی ہے اور ہماری ملت (اسلام) میں اُن برکات کو سب سے زیادہ کھینچنے والی چیز پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم

در وقتِ غربتِ دین خدای تعالےٰ چون آنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم محض برحمتِ خود بسوئے عالم فرستاد آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام تن تنہا بود ہرکہ باعانت او صلے اللہ علیہ وسلم برخاست مشمول برکاتِ الٰہیہ گشت و ہرکہ متاخر شد از مراتب قُرب متاخر شد لہٰذا در شریعت ما مُحکم گشت کہ ہرکہ بہجرت او سابق تر در مراتبِ قرب بلند تر و ہرکہ در جہادِ اعداء مقدّم تر در صفِ سُعداء پیش قدم تر۔ قَالَ اللہُ تعالےٰ لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ؕ وقال تبارک وتعالےٰ لَا یَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ وَالْمُجٰھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ ؕ فَضَّلَ اللہُ الْمُجٰھِدِیْنَ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ عَلَی الْقٰعِدِیْنَ دَرَجَۃً ؕ وَکُلًّا وَّعَدَ اللہُ الْحُسْنٰی ؕ وَفَضَّلَ اللہُ الْمُجٰھِدِیْنَ عَلَی الْقٰعِدِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ۙ دَرَجٰتٍ مِّنْہُ وَمَغْفِرَۃً وَّرَحْمَۃً ؕ وَکَانَ اللہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۔ وسِر دریجا آن است کہ مراد حق جلّ و علا اعلاء کلمۃ اللہ بود موافقت بامُرادِ وے سبحانہٗ در یک ساعت بہتر از عبادت صد سالہ خواہد بود لہٰذا مومنین اوّلین کہ قبل از ہجرت در مکہ بہ زیورِ ایمان محلّے شدند

کی اعانت ہے اُس دَور میں جب کہ دین میں غربت تھی (یعنے اوپرا پن تھا کہ لوگ اس قول سے بدکتے تھے کہ معبود صرف ایک اللہ کی ذات ہے) خدا تعالےٰ نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو محض اپنی رحمت سے عالم کی طرف بھیجا تو آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسّلام تن تنہا تھے۔ اُس وقت جو بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اعانت کے لئے اُٹھا وہ برکاتِ الٰہیہ اُس کے شاملِ حال ہوگئیں اور جو پیچھے رہ گیا وہ مراتبِ قُرب میں بھی پیچھے رہ گیا لہٰذا ہماری شریعت میں یہ قاعدہ پختہ ہوگیا کہ جس شخص کی ہجرت سابق تر ہوتی وہ مراتبِ قرب میں بلند تر رہا اور جو اعداءِ دین کے خلاف جہاد میں سب سے مقدّم رہا وہ اہلِ سعادت کی صف میں سب سے زیادہ پیش قدم رہا۔ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ الخ (۵۷:۱۰) جو لوگ تم میں سے فتح مکہ سے پہلے (فی سبیل اللہ) خرچ کر چکے اور لڑ چکے سب کے برابر نہیں ہیں۔ وہ لوگ درجہ میں اُن لوگوں سے بڑے ہیں جنھوں نے (فتح مکہ کے) بعد میں خرچ کیا اور لڑے! اور حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا لَا یَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ الخ (۴:۹۵) برابر نہیں وہ مسلمان جو بلا کسی عذر کے گھر میں بیٹھے رہیں اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کریں اللہ تعالےٰ نے اُن لوگوں کا درجہ بہت زیادہ بنایا ہے جو اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں بہ نسبت گھر میں بیٹھنے والوں کے اور سب سے اللہ تعالےٰ نے اچھے گھر کا وعدہ کر رکھا ہے اور اللہ تعالےٰ نے مجاہدین کو بمقابلہ گھر میں بیٹھنے والوں کے بڑا اجر عظیم دیا ہے یعنے بہت سے درجے جو خدا کی طرف سے ملیں گے اور مغفرت و رحمت اور اللہ تعالےٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں! اور یہاں یہ راز ہے کہ حق تعالےٰ کی مراد اِعلاء کلمۃ اللہ تھی اور آں سُبحانہٗ و تعالےٰ کی مراد کی موافقت میں ایک ساعت بسر کرنا سَو برس کی عبادت سے بہتر ہوگا۔ یہ سبب ہے کہ مومنین اوّلین یعنے جو کہ ہجرت سے پہلے مکہ میں زیورِ ایمان سے آراستہ ہوتے۔ وہ باعتبار ثواب

Marfat.com

سر آمد عالم آمدند باعتبار ثواب وآنانکہ در مشہد
بدر واُحد وحدیبیہ حاضر بودند گوئی مسابقت
ربودند وچون باہتمام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
صورت عالم متشکل شد بشکل معنوی کہ عند اللہ
متحقق است این جماعہ در دنیا نیز سر آمد عالم
آمدند باین اعتبار واجب شد کہ خلیفۂ خاص آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم از مہاجرین اولین باشد و
از حاضرین بدر واُحد وحُدیبیہ این سری است
کہ ظاہر بینان بفہم آن نے رسند لیکن وقتے کہ
کتاب وسنت می خوانند علے کرہٍ آن را
قبول می کنند چون این قسم خلیفہ کہ متشبہ بانبیاء
باشد بوجوہ بسیار صدر عالم شود ولطف ایزد
کردگار زمام اختیار بدست او دہد رحمت تمام
شود ۔

حکمت محض است اگر لطف جہان آفرین ؎
خاص کند بندۂ مصلحت عام را ؏

نبوت وخلافت نبوت محض تہذیب نفوس این
جماعہ خاصہ نیست بلکہ برکتے است عام برائے تمام
عالم کہ در ضمن تہذیب نفوس این جماعہ پدید آمد
واز میان نفوس ایشان جوشید از باب تکوین
است نہ مطلق باب تشریع بمنزلہ ہوائی معتدل
است کہ امراض مرضٰی عالم را اصلاح فرماید یا بارانے
عظیم کہ قحط قحط زدگان را ازالہ نماید۔

نکتۂ ششم در طریق شناختن مستعدان
خلافت خاصہ از میان مردمان چنانکہ شناختن
پیغامبر برحق از میان مدعیان نبوت بغایت
عسیر است وانہ لیسیر علے من یسرہ
اللہ علیہ ہمچنان معرفت مستعد
خلافت خاصہ نبوت

تمام عالم میں بالا وبرتر رہے اور جو لوگ بدر و اُحد اور حُدیبیہ
کی لڑائیوں میں حاضر تھے وہ سب پر بازی لے گئے۔ اور
جب کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اہتمام سے عالم کی
صورت اُس شکل معنوی کے ساتھ متشکل ہو گئی جو عند اللہ
متحقق ہے تو اس جماعت کے لوگ دنیا میں بھی سربلند قرار
پائے۔ اس اعتبار سے ضروری ٹھہرا کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کا خلیفۂ خاص مہاجرین اولین میں سے ہو اور بدر
و اُحد اور حُدیبیہ کے حاضرین میں سے۔ یہ ایک ایسا راز
ہے کہ ظاہر بین لوگوں کی فہم اُس تک نہیں پہنچتی لیکن
جب کہ کتاب و سنت کو پڑھتے ہیں تو مجبور ہو کر قبول
کرتے ہیں۔ جب اس قسم کا خلیفہ جو پیغمبر کے ساتھ بہت
سی وجوہ سے مشابہت رکھنے والا ہو صدر عالم ہو جاتے گا
اور لطف خداوندی زمام اختیار اُس کے ہاتھ میں دیدیگا
تو (عالم پر) رحمت پوری ہو جاتے گی ؎ حکمت محض
است اگر الخ یہ حکمت محض ہے اگر جہان آفریں کی عنایت
کسی بندہ کو مصلحت عام کے لئے منتخب کرلے؛ نبوت اور خلافت
نبوت صرف اس جماعت خاص کی تہذیب نفوس ہی کا
فائدہ نہیں رکھتی بلکہ یہ تمام عالم کے لئے ایک برکت ہوتی
ہے جو اس جماعت کی تہذیب نفوس کے ضمن میں عیاں ہوتی
ہے اور اُن کے نفوس میں سے جوش مارتی ہے۔ یہ برکت
سلسلۂ تکوین کی ہے۔ مطلق باب تشریع میں سے نہیں ہے۔
یہ بمنزلہ ہوائے معتدل کے ہے جو تمام عالم کے بیماروں کو
تندرست کرتی ہے یا ایک عظیم بارش کے درجہ میں کہ قحط زدو
کے قحط کا ازالہ کر دیتی ہے۔

نکتۂ ششم لوگوں میں سے خلافت خاصہ کی استعداد
رکھنے والوں کو پہچاننے کے طریقے کے بیان میں۔ جس طرح کہ نبوت
کا دعوے کرنے والوں میں سے پیغمبر برحق کا پہچاننا بہت
دشوار ہے اور جس پر اللہ تعالےٰ آسان کردے اُس کے لئے
آسان بھی ہے اسی طرح خلافت خاصہ نبوت کی استعداد رکھنے

Marfat.com

نیز عسیر است تخلص ازین حیرت مظلمہ دو چیز تواند بود چنانکہ معرفت پیغامبر نیز بدو وجہ باشد یکے سابق از نبوت این نبی و دیگر لاحق بعد از نبوت اما وجہ سابق آن است کہ پیغامبران پیشین بوجود پیغامبر متاخر بشارت دہند و آن بشارت در امت ایشان شائع شود مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ - اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ و این سری است عجیب از اسرار تکوین چون خواہند کہ پیغامبرے صاحب شوکت را در آخر زمان مبعوث فرمایند بر زبان پیغامبران سابق بآن معنے اخبار نمایند و بعد ازان منامات مردم و انذارات کہنہ و مانند آن ہمہ ردیف اخبار آن پیغامبران سازند اما وجہ لاحق آنست کہ شریعت پیغامبر لاحق مُصدّقِ شریعت سابقہ باشد و معجزاتِ باہرہ بردستِ این پیغامبر ظاہر سازند و شریعتِ اورا سمحۃ بیضا گردانند تا ہلاک نشود ہرکہ ہلاک بشود اِلَّا عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ ہمچنان در خلافت خلفاء حیرت واقع است و تخلص ازین حیرت دو وجہ میباشد یکے سابق کہ اخبار پیغامبر است بانواع بسیار نخست بیان فرماید کہ فلان کس بہشتی است دوم اعلام نماید کہ فلان شخص از صدیقین و شہداء و صالحین است سیوم امارات استحقاقِ او خلافت را قولاً و عملاً ارشاد کند چون سخن تا اینجا رسید حجۃ اللہ بخلافتِ او قائم گردید و مردمان باطاعتِ او مکلف

والے کا پہچاننا بھی دشوار ہے۔ اس سخت حیرت سے رہائی پانے کی دو راہیں ہوسکتی ہیں جس طرح پیغمبر کی شناخت دو وجہ سے ہوتی ہے۔ ایک وجہ کا تعلق اس نبی کی نبوت سے پہلے کے زمانہ سے ہے اور دوسری کا بعد از نبوت آنے والے زمانے سے۔ وجہ سابق تو یہ ہے کہ پچھلے زمانے کے پیغمبر بعد میں آنے والے پیغمبر کی بشارت دیں اور وہ بشارت اُن کی اُمت کے درمیان شائع ہوجائے۔ (جیسے حضرت عیسیٰؑ کی بشارت) مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ الخ (۶:۶۱) اور میرے بعد جو ایک رسول آنے والے ہیں جن کا (مبارک) نام احمدؐ ہوگا میں ان کی بشارت دینے والا ہوں) اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً الخ (۱۹۷:۲۶) کیا ان لوگوں کے لئے یہ بات دلیل نہیں ہے کہ اس کو علماء بنی اسرائیل جانتے ہیں؛ اور اسرار تکوین میں سے یہ ایک سِر عجیب ہے کہ جب چاہتے ہیں کہ ایک صاحب شوکت پیغمبر کو آخر زمانہ میں مبعوث فرمائیں تو سابق پیغمبروں کی زبان سے اس امر کی خبر دیں اور اس کے بعد لوگوں کے خوابوں اور کاہنوں وغیرہ کی تنبیہات کے ذریعہ سے انبیاء کی خبروں کی تائید کرائیں۔ رہی وجہ لاحق تو وہ یہ ہے کہ پیغمبر لاحق کی شریعت سابقہ شریعت کی تصدیق کرنے والی بنے اور اس پیغمبر کے ہاتھ پر کھلے ہوئے معجزات کا ظہور اور اس کی شریعت کو آسان اور صاف روشن بنائیں تاکہ کوئی ہلاک نہ ہو اور جو ہلاک ہونے والے ہیں ان پر خدا کی حجت قائم ہوجائے۔ اسی طرح کی حیرت خلفاء کی خلافت میں بھی ہے اور اس حیرت سے رہائی پانے کی بھی دو صورتیں ہیں۔ ایک سابق اور وہ ہے بہت سے طریقوں سے پیغمبر کا خبر دیتے رہنا، کہ اول بیان فرمائیں کہ فلاں شخص جنتی ہے دوم لوگوں کو یہ بتائیں کہ فلاں شخص صدیقین اور شہداء و صالحین میں سے ہے سوم خلافت کے لئے اس کے استحقاق کی علامتوں کو قولاً و عملاً ارشاد فرمائیں۔ جب بات یہاں تک پہنچ گئی تو اس کی خلافت پر اللہ کی حجت قائم ہوگئی اور لوگ اس کی اطاعت کے مکلف

Marfat.com

شوند بعد ازان در وقت وفات پیغامبر طائفہ را ملہم گردانند کہ برائی خلیفہ خلافت را منعقد نمایند و بعد ازان بمدد غیب دستِ تصرفِ او در عالم بسوط فرمایند لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ و امّا وجہ لاحق آن است کہ معانی خلافتِ خاصہ در خلیفہ نمایان کنند و آیات و امارات خلافت او مثل فلق الصبح متواتر افاضہ فرمایند ہمان میماند کہ شخصے گوید من طبیبم و مہارت او در طب اوّل مرتبہ خفی باشد بعد ازان مرضے بوے رجوع کنند و ہر مریضے را باسباب و علامات حکم کند کہ فلان مرض دارد و اصابت نماید و ران بعد ازان برائے ہر مرض دوائی وصف کند و آن ادویۃ موثر افتد و عالم عالم بمعالجہ او از امراض مہلکہ خلاص شوند و طبابت او بمنزلۃ الشمس فی رابعۃ النہار واضح گردد حالا در معانی خلافت کہ ما بیان آن کردیم تأمّلِ وافی کن و مقصدِ اوّل از کتاب ما برخوان تا دلائل خلافتِ خاصہ از بیان حضرت شارع ادراک نمائی بعد ازان مقصد ثانی برخوان و دلائلِ قسمِ ثانی مشاہدہ فرما ازین جہت واجب شد کہ خلیفہ خاص مبشر بہشت باشد و مشہود بمقاماتِ عالیہ و پیغامبر با او معاملہ نماید کہ امیر با منتظر الامارت کند۔

نکتۂ ہفتم در فروع و لواحق مسئلہ خلافتِ خاصہ۔ فرعِ اوّل آنچہ بیان کردیم نوعے است از مراتبِ ولایت کہ اشبہ انواع ولایت است

ہوجائیں، اس کے بعد پیغمبر کی وفات کے وقت ایک جماعت کو یہ الہام کریں (یعنے ان کے دلوں میں یہ داعیہ پیدا کریں) کہ خلیفہ کے لئے خلافت کو منعقد کریں۔ اس کے بعد غیبی امداد سے اُس کے دستِ تصرّف کو تمام عالم پر کشادہ کردیں لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ الخ (۸: ۴۲) تاکہ جس کو برباد ہونا ہے وہ نشان آتے پیچھے برباد ہو اور جس کو زندہ ہونا ہے نشان آتے پیچھے زندہ ہوئے (یہ تو وجہ سابق تھی اب سمجھیے کہ) وجہ لاحق یہ ہے کہ خلافتِ خاصہ کے معانی کو خلیفہ میں نمایاں کریں اور خلافت کے نشانوں اور علامات کو خلیفہ صبح کی روشنی کے مانند متواتر افاضہ فرمائیں اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص کہے کہ میں طبیب ہوں۔ طب میں اُس کی مہارت اوّل مرتبہ میں خفی ہوگی۔ اس کے بعد مریض اُس کی طرف رجوع کریں اور وہ ہر مریض کے بارے میں اسباب و علامات کے پیش نظر حکم کرے کہ اس کو فلاں بیماری ہے؟ اور اُس کی رائے مصیب ہو۔ اس کے بعد وہ ہر بیماری کے لئے دوا تجویز کردے اور وہ دوا موثر پڑے اور لوگ جوق درجوق اُس کے علاج سے امراض مہلکہ سے نجات پائیں اور اُس کی طبابت دوپہر کے سورج کی طرح واضح ہوجائے۔ اب خلافت کے معنوں میں جو ہم نے بیان کئے ہیں تامّل (یعنے غور) کے ساتھ ذہن میں رکھ کر ہماری کتاب کا مقصد اوّل پڑھو تاکہ خلافتِ خاصہ کے دلائل حضرت شارع کے بیان سے سمجھ لو۔ اس کے بعد مقصد ثانی پڑھو اور قسم ثانی کے دلائل کا مشاہدہ کرو۔ اس جہت سے ضروری ہوگیا کہ خلیفۂ خاص وہ ہوگا جس کو بہشت کی بشارت دی گئی ہو اور وہ مقاماتِ عالیہ پر فائز ہو اور پیغمبر اُس کے ساتھ وہ معاملہ کرے جس طرح ایک امیر کو ولی عہد سے کرنا چاہیے۔

نکتۂ ہفتم مسئلۂ خلافتِ خاصہ کی فروع اور لواحق کے بیان میں۔ فرعِ اوّل جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے وہ مراتبِ ولایت میں کی ایک ایسی نوع ہے جو ولایت کی انواع میں سے

Marfat.com

بہ نبوت و ولایت و مراتب بسیار است کہ
خدای تعالیٰ خواص عباد خود را بآن می نوازد
اما چون تعلق بعموم ناس ندارد بحث ما دران
نیست و شریعتِ ظاہرہ چندان در اثباتِ آن
تعلق نفرمودہ اگر این قسم ولایت را در اشخاص
معین حصر نمائیم غلط نہ کنی و انکار ولایت
دیگران نہ نمائی و اگر فضیلت یکی بر دیگرے
تقرر نمائیم مراد ما افضلیت درہمین مرتبہ خواہد
بود نہ باعتبار سائر مراتب آسرارِ الٰہی بسیار
است و مقصود بالبیان ہمان است کہ شرائع
الٰہیہ تعلق بآن داشتہ باشد فرع ثانی انچہ
بیان کردیم صورتِ کاملہ خلافتِ خاصہ است
چنانکہ افراد ہر نوع در مقتضائے آن نوع مختلف
مے افتند باعتبار موادے کہ ملبسہ آن نوع
بودہ است ہمچنان لازم نیست کہ ہمہ خلفاء
درین خواص متساوی الاقدام باشند ممکن است
کہ شخصے باعتبار یک وصف اقوی و اقدم
باشد و شخص دیگر باعتبار وصفِ دیگر اثبت و اولیٰ
بعد اشتراک ہمہ در اصل این امور پس چنانکہ
انبیاء در اصل نبوت مشترک اند و در اصول
لوازم نبوت متوافق و در زیادت و قلت بعض
اوصاف متفاوت ہمچنان بعض خلفاء سوابق
اسلامیہ بیشتر دارند و بعض سلیقہ بادشاہی
زیادہ تر بعد اتفاق در اصول لوازم خلافتِ
خاصہ و لہذا حضرتِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
در مستعدانِ خلافت سخن داشت باعتبار بعض
اوصاف جبلیہ کہ بسیاستِ ملک تعلق دارد۔
فرع ثالث اگر جماعہ از کمل مؤمنین در اصل
لوازم خلافتِ خاصہ ہمعنان باشند و در زیادت

سب سے زیادہ نبوت سے مشابہ ہے اور اُس کے بعد اور بہت سے
مرتبے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو اُن سے نوازتا ہے
مگر چونکہ ان کا تعلق عام لوگوں سے نہیں ہے اس لئے ان سے
ہم نے بحث نہیں کی اور شریعتِ ظاہرہ نے اُن کے اِثبات
کے بارے میں کچھ فرمایا بھی نہیں۔ اگر اس قسم کی ولایت کو
ہم چند اشخاص مُعیّن میں حصر کردیں تو تم غلطی نہ کرنا اور
دوسروں کی ولایت سے انکار کرنا۔ اور اگر ہم ایک کی فضیلت
دوسرے پر قرار دیں تو ہماری مراد اسی مرتبہ میں افضلیت
ہو گی، تمام مراتب کے اعتبار سے نہیں۔ اسرار الٰہی بہت سے ہیں
بیان سے مقصود وہی ہے جس سے کہ شرائع (احکام) الٰہیہ
تعلق رکھتے ہوں۔ فرع ثانی جو کچھ ہم نے بیان کیا وہ خلافت
خاصہ کی صورت کاملہ ہے۔ جس طرح کہ ہر نوع کے افراد
اُس نوع کے مقتضا میں مختلف ہوجاتے ہیں اُن مادّوں کے
اعتبار سے جن پر وہ نوع مُسلّط ہوتی ہے اسی طرح یہ لازم
نہیں ہے کہ ان خواص میں تمام خُلفاء کے قدم یکساں چل رہے
ہوں۔ ممکن ہے کہ ایک شخص ان تمام اصل امور میں اشتراک
کے بعد ایک وصف کے اعتبار سے زیادہ قوی اور آگے ہو اور
دوسرا شخص دوسرے وصف کے اعتبار سے زیادہ رسوخ و پیش
اولیت رکھتا ہو۔ تو جیسا کہ سب انبیاء اصل نبوت میں مشترک
ہیں اور لوازم نبوت کے اصول میں ایک دوسرے کے موافق
اور بعض اوصاف کی کمی و زیادتی میں جدا جدا ہیں اسی
طرح بعض خُلفاء سوابق اِسلامیہ زیادہ رکھتے ہیں اور
بعض بادشاہی کا سلیقہ زیادہ رکھتے ہیں اصول لوازم
خلافت خاصہ میں متفق ہونے کے بعد' اور اسی کی بنا پر
حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت کی استعداد
رکھنے والوں کے بارے میں کچھ باتیں فرمائی تھیں جو بعض
اوصاف طبعیہ کے اعتبار سے تھیں جو سیاست حکومت سے
متعلق تھیں۔ فرع ثالث اگر مومنین کاملین کی ایک جماعت
اصل لوازم خلافت میں ہم رُتبہ ہوں اور اوصاف کی

Marfat.com

وقلت اوصاف متفاوت مقتضی خلافتِ خاصہ حضرت پیغامبر ما صلے اللہ علیہ وسلم آن است کہ صاحب زیادتِ اوصاف متعلقہ بہ بادشاہی مقدم باشد بر صاحب زیادت اوصاف متعلقہ بجبریت و زُہد بچند وجہ یکی[1] آنکہ بادشاہ ضابط بشوکتِ خود میتواند کہ احبار و زُہاد را در پایگاہ ایشان نگاہ داشتہ از ایشان امور متعلقہ بجبریت و زُہد بگیرد و در عالم بعد نصب ایشان فائدہ ہائے مطلوبہ شائع گردد چون بہ مناسباتِ ملکاتِ جبلیہ و کسبیہ خود آن ہمہ را می شناسد ع

کہ سالک بےخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

بخلاف احبار و زُہاد کہ نمی توانند تغیر دادن ملوک و اعوان ملوک را دوم آنکہ چون در ادیان ظاہرہ کہ روپوش نبوت پیغامبر ما است صلی اللہ علیہ وسلم تأمل کنیم خلافتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر تر بود از جبریت و زُہدے صلے اللہ علیہ وسلم پس رعایت جزو اظہر و اقوی اَحق و اولی است سیوم آنکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در بسیارے از اوقات رعایتِ ملکِ سیاست لشکر اسلام و ملک داری مقدم داشتہ اند مانند تامیر عتابؓ بن اُسید بہ مکہ باوجودِ بودن مہاجرین و انصار و لابد چون این ہفت نکتہ گفتہ شد باید دانست کہ مفہوم خلافتِ خاصہ بہ نہجے کہ بیان کردیم علمے است شریف کہ نور توفیق آن را در خاطر بندۂ ضعیف ریختہ فیستعظمہ من یعرفہ و ینکرہ من لا یعرفہ و ذٰلک من فضل اللہ علینا و علی الناس

زیادتی کی ہیں مختلف، تو ہمارے حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی خلافتِ خاصہ کا مقتضیٰ یہ ہے کہ جس میں بادشاہی سے تعلق رکھنے والے اوصاف زیادہ ہوں وہ مقدم ہو اُس پر جس میں اوصافِ متعلقہ جبریّت و زُہد زیادہ ہوں، اس کی کئی وجہ ہیں۔ پہلی[1] یہ کہ منتظم بادشاہ اپنی شوکت سے یہ کر سکتا ہے کہ احبار و زاہدین کو اُن کے اپنے مستقر پر پابند رکھتے ہوئے اُن سے جبریّت و زُہد سے تعلق رکھنے والی خدمات لے اور ان کے ان مناصب پر مامور ہونے کے بعد فوائد مطلوبہ شائع ہو جائیں چونکہ وہ اپنے ملکات خِلقیہ اور کسبیہ کی مناسبتوں سے اُن سب کو پہچانتا ہے ع کہ سالک بےخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا (یعنے راہ پر چلنے والا منزلوں کے راستے اور نشانیوں سے بےخبر نہیں ہوتا) بخلاف احبار و زُہاد کے کہ وہ بادشاہوں اور ان کے مددگاروں (اُمراء و وُزراء) میں تغیر پیدا نہیں کر سکتے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جب ہم ادیان ظاہرہ میں جو ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے لئے رُوپوش (نقاب) تھے تأمل کریں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت آپ کی جبریّت اور زُہد سے زیادہ ظاہر پائیں گے اس لئے ایسے جُزو کی رعایت جو زیادہ ظاہر اور زیادہ قوی ہو اَحق اور اَولیٰ ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے زیادہ تر اوقات میں لشکر اسلام اور مُلک داری کی سیاست کے ملکہ کو (اُمراء و عمّال کے تقرر میں) مقدم رکھا ہے۔ جیساکہ عتابؓ بن اُسید کو مکہ کا امیر بنانا باوجود مہاجرین و انصار کے موجود ہونے کے۔ ایک ضروری بات یہ ہے کہ جب یہ سات نکتے بیان کر دیئے گئے ہیں تو جاننا چاہیئے کہ خلافتِ خاصہ کا مفہوم جس اسلوب سے ہم نے بیان کیا ہے یہ ایک علمِ شریف ہے کہ نورِ توفیق نے اس بندۂ ضعیف کے دل پر اُس کا فیضان کیا ہے جو اس کو سمجھ لے گا وہ اس کی قدر کرے گا اور جو نہیں سمجھے گا وہ اس کا انکار کرے گا۔ و ذٰلک من فضل اللہ الخ اور یہ ہم پر اور سب لوگوں پر اللہ کا فضل ہے

Marfat.com

وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ۔

مقصدِ ثانی

در دلائلِ عقلیہ بر خلافتِ خلفاء کہ ماخوذ باشند از استقراءِ احوال و افعال پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم یا ماخوذ باشند از مقدمات مسلمہ عند المسلمین از انجہت کہ نقیض آن مقدمات مستلزم محال شرعی است مثلاً خُلفِ وعدۂ الٰہی لازم آید یا قادحے در عصمتِ پیغامبر بہم رسد یا اجماعِ امتِ مرحومہ بر ضلال ظاہر گردد و این مبحث منحصر است در دو مقدمہ **مقدمہ نخستین** آنکہ بدلائل عقلیہ یقین میکنیم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لابد خلیفہ برائے امت خود معین فرمودہ است و انقیادِ آن عزیز در آنچہ بخلافت تعلق دارد لازم نمودہ **دوم** آنکہ بدلائل عقلیہ یقین مینمائیم کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائی امت خود خلیفہ معین ساختہ است آن خلیفہ صدیقِ اکبر است لاغیر ثم الفاروق بعدہٗ ثم ذو النورین بعد الفاروق۔

وہٰذا اٰوانُ الشروع فی المقدمۃ الاُولٰی

وپیش از شروع در تقریر آن نکتہ الیست مہمہ کہ ترتیب دلائل و تقریب آن بمسائل بر معرفت او موقوف است و آن نکتہ آن است کہ مرادِ ما از تعیین خلیفہ کہ بوجوب و لزوم آن زبان مے کشائیم نہ آن است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک بوفات خود مسلمانان را جمع فرماید و ببیعت آن خلیفہ امر نماید یا فعلے از افعال مُفہمہ استخلاف درین حالت بعمل آرد چنانچہ

مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

فصلِ ہفتم کا مقصدِ ثانی

خلافتِ خلفاء پر ایسے دلائلِ عقلیہ کے بیان میں جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے احوال و افعال کے استقراء سے ماخوذ ہوں یا اُن مقدمات سے ماخوذ ہوں جو مسلمانوں کے نزدیک مسلّمہ ہیں اس جہت سے کہ اُن مقدمات کی نقیض محال شرعی کو مستلزم ہو۔ مثلاً وعدۂ الٰہی کا خلاف ہونا لازم آجاتے یا عصمت پیغمبر پر اعتراض واقع ہوجائے یا اُمّتِ مرحومہ کا اجتماع گمراہی پر ظاہر ہوجاتے۔ اور یہ مبحث منحصر ہے دو مقدمہ میں۔ **پہلا مقدمہ** یہ ہے کہ دلائلِ عقلیہ سے ہم یقین کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمّت کے لئے ضرور کوئی خلیفہ معین فرمایا ہے اور اُس صاحب عزت کی فرمانبرداری اُن باتوں میں جو خلافت سے تعلق رکھتی ہیں لازم کی ہے۔ **دوسرا مقدمہ** یہ ہے کہ دلائلِ عقلیہ سے ہم یقین کرتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمّت کے لئے خلیفہ معین کیا ہے تو وہ خلیفہ صدّیقِ اکبرؓ ہیں اور کوئی دوسرا نہیں پھر اُن کے بعد فاروقؓ ہیں پھر بعد فاروقؓ کے ذوالنورینؓ ہیں۔

پہلا مقدمہ اب یہاں سے پہلا مقدمہ شروع ہوتا ہے اُس کی تقریر شروع کرنے سے پہلے ایک اہم نکتہ کا بیان کرنا ضروری ہے کہ دلائل کی ترتیب اور مسائل کا ان سے ثابت کرنا اُس کے سمجھنے پر موقوف ہے اور وہ نکتہ یہ ہے کہ ہماری مراد تعیین خلیفہ سے کہ جس کے واجب اور لازم ہونے پر ہم زبان کھول رہے ہیں یہ نہیں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے قریب مسلمانوں کو جمع فرمائیں اور اُس خلیفہ سے بیعت کے لئے حکم دیں یا اس حالت میں کوئی ایسا کام کریں جو خلافت کو سمجھانے والے کاموں میں سے ہو جیسا کہ

Marfat.com

اجمال بر تخت نشاندن و چتر بر سر نہادن مفہم استخلاف نباشد بلکہ مراد ما ایجاب شرعی است مثل سائر شرعیات چنانکہ بوضو و غسل و نماز و زکوٰۃ و سائر عبادات و مناکحات و مبایعات واقضیہ و جراحات در عمر شریف خود امت را مکلف ساخت بنص قرآن و اشارۂ آن تارۃً و بنص حدیث و اشارۃ آن اُخرٰی و بتشریع اجماع و قیاس صحیح جلی مرۃً ثالثۃً ہمچنین واجب است کہ بخلیفہ خاص مکلف سازد بآن انواع تکلیف کہ تقریر کردیم و بفہم این نکتہ شغبی عظیم مندفع میگردد طائفۃ از اہل سنت در صدد آنکہ خلافتِ خلفا بنص ثابت شدہ و حدیثے چند درین باب روایت کنند و اکثر از متکلمین و محدثین در پے آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم استخلاف نکردہ و نقلے چند درین باب روایت میکنند چون بنظر انصاف می بینیم این نقول محمول است بر نفی ہیئت خاصہ کہ در وقتِ عقد ولایت عہد میباشد و آن احادیث دال بر خلافت مثل دلالت سائر ادلہ شرعیہ بر ثبوتِ موجب آن قال محمد بن اسحٰق حدثنی محمد بن ابراہیم عن القاسم بن محمد اَنَّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال حین سمع تکبیرَ عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ فی الصلوٰۃ این ابوبکر یأبَی اللہ ذلک والمسلمونَ فلولا مقالۃٌ قالہا عمر عند وفاتہ لم یَشُکَّ المسلمونَ اَنَّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد استخلف ابابکر ولٰکنہ قال عند وفاتہ اِنْ

اس زمانہ میں تخت پر بٹھانا اور سر پر چتر رکھنا جانشین قرار دینے کی رسم ہوتی ہے بلکہ ہماری مراد ایجاب شرعی ہے تمام شرعیات کی طرح۔ جس طرح کہ آپؐ نے اپنی عمر شریف میں اُمت کو وضو اور غسل کے لئے نماز اور زکوٰۃ اور تمام عبادات کے لئے اور امور نکاح و خرید فروخت اور جھگڑوں کے فیصلے اور امور قصاص کے لئے مکلف کیا نصِ قرآن سے اور کبھی اشارۂ نص سے اور نصِ حدیث اور کبھی اُس کے اشارے سے اور بمرتبہ ثالثہ اجماع اور قیاس صحیح جلی کو حجتِ شرعی قرار دینے سے، اسی طرح واجب ہے کہ خلیفۂ خاص سے آپ مکلف بنائیں مکلف بنانے کی اُن انواع سے جن کی ہم نے تقریر کی ہے اور اس نکتہ کے ذہن نشین کرنے سے ایک بڑا شور و غوغا بند ہو جائے گا۔ اہلِ سُنت میں سے ایک جماعت تو اس کے درپے ہے کہ خلافتِ خلفاء نص سے ثابت ہے اور اس بارے میں چند حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ اور اکثر لوگ متکلمین اور محدثین میں سے اس کے درپے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا اور اس بارے میں چند منقولات روایت کرتے ہیں۔ جب ہم بنظرِ انصاف دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ نقول محمول ہیں ہیئتِ خاصّہ کی نفی پر جو کہ ولی عہد قرار دینے کے وقت ہوتی ہے حالانکہ وہ احادیث خلافت پر اسی طرح دلالت کرتی ہیں جس طرح تمام ادلۂ شرعیہ اپنے ثبوت موجب پر دلالت کرتی ہیں۔ محمد بن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے روایت کی محمد بن ابراہیم نے قاسم بن محمد سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تکبیر (کی آواز) نماز میں سُنی تو فرمایا کہ ابوبکرؓ کہاں ہے۔ اللہ اس کو قبول نہیں کرتا ہے اور نہ (جماعتِ) مسلمانان۔ تو اگر ایک بات نہ ہوتی جس کو عمرؓ نے اپنی وفات کے نزدیک کہا تھا تو مسلمان اس بات میں شک نہ کرتے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو خلیفہ بنایا ہے۔ لیکن انھوں نے اپنی وفات کے وقت یہ فرمایا تھا کہ اگر میں (کسی کو) خلیفہ

Marfat.com

استخلف فقد استخلف من ہو خیر
منی و ان اترکہم فقد ترکہم من
ہو خیر منی نعرف الناس ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یستخلف
احدًا فکان عمر رضی اللہ عنہ غیر متہم
علیٰ ابی بکر رضی اللہ عنہما و مراد ما
از نص جلی نہ آن است کہ یک آیہ
صریح درین باب نازل شدہ باشد یا حدیثے
صریح بتواتر رسیدہ باشد بلکہ می تواند بود
کہ آیات و احادیث بسیار از اخبار در
قدر مشترک استخلاف متحد باشند در بعض
نام این خلفاء بطریق رمز و ابہام بردہ باشند
و باسم خلافت تصریح کردہ باشند کما
قال عز من قائل وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ
الآیہ یا نام خلفاء بطریق تعیین و تصریح
بردہ باشند و معنی خلافت بکنایہ ادا
کردہ باشند کما قال النبی صلی
اللہ علیہ وسلم اقتدوا بالذین من
بعدی ابی بکر و عمر و در بعض
ہر دو بطریق رمز و ابہام بیان نمودہ
باشند کما قال عز من قائل الَّذِيْنَ
اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ
اَقَامُوا الصَّلٰوةَ الآیہ و در بعض
لوازم خلافت باین عزیزان صریح
اثبات کردہ باشند و در بعض
بطریق ایما و اشارہ و اقتضا
بآن معنی کنایت نمودہ باشند
چون ہمہ

بناؤں تو (میرے لئے گنجائش ہے کہ) اس شخص نے اپنا خلیفہ
بنایا ہے جو مجھ سے بہتر تھے (یعنے ابوبکر رضی اللہ عنہ) اور اگر لوگوں
پر چھوڑ دوں تو (اس کی بھی گنجائش ہے) اُن پر اس شخص نے
چھوڑ دیا تھا جو مجھ سے بہتر تھا (یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے) تو لوگوں نے یہ جان لیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا تھا تو عمر رضی اللہ عنہ ابوبکر
رضی اللہ عنہ کے بارے میں غیر متہم رہے (یعنی یہ فرما کر کہ اگر
میں بھی کسی کو خلیفہ قرار دیدوں تو مجھ سے بہتر شخص یعنی
ابو بکر رض ایسا کر چکے ہیں یہ بات صاف کر دی کہ ابوبکر رض کے
خلیفہ بنانے پر ان کو اعتراض نہ تھا) اور ہماری مراد نص جلی
سے یہ نہیں ہے کہ کوئی صریح آیت اس باب میں نازل ہوئی ہو
یا کوئی صریح حدیث ہو جو تواتر کے مرتبہ پر پہنچی ہوئی ہو
بلکہ یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اخبار میں سے بہت سی احادیث
استخلاف کی قدر مشترک میں متحد ہوں۔ بعض میں ان
خلفاء کا نام بطریق رمز و ابہام کے لیا گیا ہو اور اسم خلافت
کی تصریح کر دی ہو جیسا کہ سب سے زیادہ عزت والے کا ارشاد
ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ (۲۴: ۵۵) تم میں جو
لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ہے کہ ان کو زمین میں ضرور خلافت عطا فرماتے گا الخ۔
یا خلفاء کا نام تعیین اور تصریح کے ساتھ لیا گیا ہو اور خلافت
کے معنے کنایۃً ادا کئے گئے ہوں جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ اقتداء کرو اُن کا جو میرے بعد ہوں گے یعنی
ابوبکر رض و عمر رض۔ اور بعض میں دونوں باتیں اشارہ اور
ابہام کے طور پر کی گئی ہوں جیسا کہ حق تعالیٰ نے ارشاد
فرمایا اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ الخ (۲۲: ۴۱) یہ لوگ ایسے
ہیں کہ اگر ہم اُن کو دنیا میں حکومت دیدیں تو یہ لوگ نماز
کی پابندی رکھیں الخ اور بعض میں لوازم خلافت کا ان عزیزوں
کے حق میں صریح اثبات کیا ہو اور بعض میں ایماء اور اشارے
اور اقتضاء سے اُس معنے کی جانب کنایہ کیا گیا ہو۔ جب یہ سب

Marfat.com

ہیئت اجتماعیہ بہم آید در مدعای خود دلیل قاطع گردد وحجت تکلیف بآن قائم شود وباین نکتہ شغبے دیگر نیز مندفع میگردد طائفۂ درصدد آنکہ خلافت این بزرگواران بنص ثابت است لیکن بنص خفی وجمعے دربیان آنکہ اینجا نص جلی است چون بنظر انصاف می بینیم اگر یک حدیث یا یک دلیل ازمیان برداریم آن خود جلی نیست لیکن انچہ از شارع بما رسیدہ است قاطع وجلی است دانندگان فن استنباط می دانند کہ اکثر احکام قطعیہ مسلمہ بین المسلمین مانند جمعہ وعیدین بغیر این طریق کہ گفتیم نص جلی ندارند چون این نکتہ ممہد شد بر سر اصل سخن رویم دلیل اول استقراء احادیث کہ درباب فتن روایت میکنند دلالت ظاہر دارد برآنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر وقائع آتیہ تقریر فرمودہ است وہر واقعہ را بلفظے ادا کردہ کہ رضای خدای تعالیٰ یا سخط آن ازان مفہوم شود چون این مقدمہ را بشناسیم بحدس قوی یقین می نمائیم کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلیفہ اول وثانی وثالث کہ بر نزدیک بودند ودر اختلاف قوم در استخلاف ایشان فتنہ برمی خاست وکارہاے عظیم مثلاً فتح فارس وروم برہم منوط بستہ تعیین فرمودہ اند عاقل می تواند تجویز کرد کہ اہم مہمات را بگزارند و در بیان امور جزئیہ اہتمام نمایند سبحانک ہذا بہتان عظیم درین مبحث جواد قلم اگر یک دو شرفین استنان نماید چہ ضرور کہ عنان او کردہ شود۔

بدان اسعدک اللہ تعالیٰ

ہیئت اجتماعیہ سے بہم پہنچ جائیں گی تو اپنے مدعا میں دلیل قطعی بن جائیں گی اور مکلف بنانے کی حجت اُن سے قائم ہوجائیگی۔ اور اس نکتہ سے ایک اور شغب بھی مندفع ہوجاتا ہے۔ ایک گروہ اس کے پیچھے ہے کہ ان بزرگواروں کی خلافت نص سے ثابت ہے لیکن بنص خفی اور ایک جماعت یہ بیان کرتی ہے کہ یہاں نص جلی ہے۔ جب ہم بنظر انصاف دیکھتے ہیں اگر ایک حدیث یا ایک دلیل درمیان سے اُٹھائیں تو وہ خود جلی نہیں ہے لیکن جو کچھ شارع سے ہم تک پہنچا ہے وہ قطعی اور جلی ہے۔ اور فن استنباط کو جاننے والے جانتے ہیں کہ اکثر احکام جو سب مسلمانوں کے نزدیک قطعیہ ہیں جیسے جمعہ اور عیدین بغیر اس طریق کے جو ہم نے بیان کیا ہے نص جلی نہیں رکھتے۔ جب یہ نکتہ مفصل مذکور ہوچکا تو اب ہم اصل بات شروع کرتے ہیں۔ دلیل اول اُن احادیث کا استقراء ہے جن کو باب فتن میں روایت کرتے ہیں اس بات پر دلالتِ ظاہرہ رکھتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ آنے والے اکثر واقعات کی تقریر فرمائی ہے اور ہر واقعہ کو ایسے الفاظ سے ادا کیا ہے کہ خدا تعالےٰ کی رضا یا اُسکا عتاب اُن سے مفہوم ہوتا ہے۔ جب اس مقدمہ کو ہم پہچان لیں گے تو ظن قوی سے ہم اس یقین پر پہنچ جاتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ اول وثانی وثالث کا جو کہ نہایت قریب تھے اور قوم میں ان کے خلیفہ بنانے میں اختلاف کی بنا پر فتنہ بھی اُٹھتا رہا اور بڑی بڑی مہمات مثلاً فارس اور روم کی فتح میں رکاوٹیں پیدا ہوگئی تھیں ضرور تعیّن فرمایا ہے۔ کیا کوئی صاحب عقل اس بات کو جائز رکھے گا کہ آپ اہم مہمات کو چھوڑدیں اور امور جزئیہ کے بیان میں اہتمام فرمائیں! سُبحانک ہٰذا بُہتانٌ عظیمٌ۔ اس مبحث میں اگر قلم کا اسپ تیز رو ایک دو بلند مقامات پر بھاگ دوڑ کرے تو کیا ضرورت ہے کہ اُس کی باگ کھینچ لی جائے (کہ وہ رُک جائے)۔ اللہ تعالےٰ تم کو سعادت عطا کرے

Marfat.com

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین است بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیغامبرے نخواہد بود پس حکمتِ آلٰہیہ تقاضا کرد کہ علم وقایعے کہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تا روز قیامت بودنی است بر زبانِ وے صلے اللہ علیہ وسلم جاری شود و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رضای حق جلّ و علا بہ نسبت بعض آن وقایع و سخطِ او تعالیٰ بہ نسبت بعض بیان فرماید تا نعمت تمام شود و حجّت قائم گردد پس بر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمہ آن وقایع منکشف گشت و رضا و سخط بہ نسبت ہر یکے از انہا نمودار گردید و وی صلے اللہ علیہ وسلم ہمہ آن در بعض اوقات خبر دادند مانند کسیکہ بچشم ظاہر مے بیند باز بحسب تقریبات واحدۃً بعد واحدۃٍ بیان فرمودند و حکمت مقتضے آن است کہ ہمہ آن وقایع مبیّن شدہ بالاستیعاب اجمالاً و تفصیلاً اگر امروز خفائے واقع شدہ باشد بسبب نسیان رُواۃ یا بسبب صعوبت تطبیق وصف کل بر صورتِ خاصہ واقع شدہ است اما بیانِ اجمال پس از حدیث حذیفہؓ قال قام فینا رسول اللّٰہ صلے اللہ علیہ وسلم مقاماً ما ترک شیئاً یکون فی مقامہ ذٰلک الی قیام السّاعۃ الا حدّث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ قد علمہ اصحابی ہؤلاء وانہ لیکون منہ الشیٔ قد نسیتہ فاراہُ فاذکرہ کما یذکر الرجلُ وجہَ الرجل اذا غاب عنہ ثم اذا راٰہُ عرفہٗ متفق علیہ۔

و امّا بیان آن وقایع تفصیلاً آنحضرت صلے اللہ

یہ جان لو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النّبیین ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہوگا۔ تو حکمتِ الٰہیہ نے تقاضا کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے روزِ قیامت تک ہونے والے اہم واقعات کے حکم حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر جاری ہو جائیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہ نسبت بعض واقعات کے اللہ جلّ شانہٗ کی رضا اور بہ نسبت بعض واقعات کے اللہ تعالےٰ کی ناراضی بیان فرما دیں تاکہ نعمت تمام ہو جائے اور حجّت قائم ہو جائے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ تمام واقعات منکشف ہو گئے اور ہر واقعہ کے ساتھ جو رضا یا ناراضی تھی وہ بھی نمودار ہو گئی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات میں اُن سب کی اس طرح خبر دیدی جس طرح کوئی شخص چشمِ ظاہری سے دیکھتا ہے۔ پھر آپ نے سلسلہ وار ایک کے بعد ایک بیان فرماتے۔ حکمت اس کی مقتضی ہے کہ اجمالاً و تفصیلاً تمام واقعات بیان فرما دیئے ہیں۔ اگر آج کوئی خفا واقع ہو گیا تو اُس کی وجہ راویوں کا نسیان ہے یا کل واقعات میں سے ہر ایک کی صورتِ خاصّہ پر تطبیق میں دشواری واقع ہوئی ہے۔ بیانِ اجمال کا حال حدیث حذیفہؓ سے سُنو۔ فرماتے ہیں کہ ہم میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک مقام پر کھڑے ہوتے اور اسی جائے قیام پر کھڑے کھڑے آپ نے قیامت تک ہونے والی کوئی بات نہیں چھوڑی مگر یہ کہ سب ہی کو بیان کر دیا جو اُن کو یاد رکھ سکا اُس نے یاد رکھے اور جو یاد نہ رکھ سکا وہ بھول گیا۔ میرے ساتھی ان کو جانتے ہیں اور ان میں سے کوئی بات ہوتی ہے جس کو میں بھول چکا تھا پھر میں اس کو دیکھتا ہوں تو مجھے اس طرح یاد آجاتی ہے جیسا کوئی شخص دوسرے شخص کے چہرے کو یاد رکھتا ہے جب وہ اُس سے غائب ہو، پھر جب اُس کو دیکھے گا تو اُس کو پہچان لے گا۔

اب اُن وقائع کا تفصیلاً بیان کیا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم از خلافتِ صدیق رضی اللہ عنہ خبر دادند در احادیث بسیار از منامات وغیر آن مِنْ ذٰلک قولہٗ لامرأۃٍ ان لم تجدینی فأتی ابابکر و این حدیث دلالت میکند بر صحتِ خلافتِ حضرتِ صدیق رض زیراکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم این ماجرا را بطریق وحی معلوم فرمودند و تقریر نمودند و اظہار کراہیت نکردند و اگر اصولی درین استدلال با ما مناقشہ کند گوئیم بیہقی روایت میکند عن الحسن ان عمر اُتی بسوارَی کسرٰی فألبسہما سُراقۃ بن مالک فبلغا منکبیہ فقال الحمد للہ سِوارَی کسرٰی بن ہرمز فی یدَی سُراقۃ بن مالک اعرابی من بنی مدلج قال الشافعی انما ألبسہما سراقۃ لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لسراقۃ ونظر الی ذراعیہ کأنی بک قد لبست سواری کسرٰی ومنطقتہ وتاجہٗ و معلوم است کہ این سوار از ذہب بود ولبس ذہب مَردان را حرام است وشافعی کہ رأس و رئیس اصولیان است خبردادنِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باعدم انکار بران مخصصِ آن عموم داشتہ است و بخاری از جابر رض نقل میکند کہ زن خود را می گفت اَخّری عنا انماطک و وی استدلال میگیرد بخبردادنِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوجودِ انماط

علیہ وسلم نے صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی خبر دی ہے بہت سی احادیث میں خوابوں وغیرہ کے سلسلہ میں۔ آپ کا یہ ارشاد بھی اسی امر سے متعلق ہے ایک عورت کو کہ اگر تو مجھے نہ پاتے تو ابوبکر رض کے پاس آجانا[۱]۔ اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے حضرت صدیق رض کی خلافت کے صحیح ہونے پر کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ماجرا بطریق وحی معلوم فرمالیا اور تقریر کردی اور اظہار کراہت نہ فرمایا۔ (جیساکہ آنے والے زمانہ کی ناپسندیدہ خبروں میں آپ کرتے رہے) اور اگر کوئی اصولی اس استدلال میں ہم سے جھگڑا[۲] کرے تو ہم کہیں گے کہ بیہقی رح روایت کرتے ہیں حسن رح سے کہ عمر رض کے سامنے کسرٰی کے کنگن لاتے گئے تو انھوں نے اُن دونو کو سراقہ بن مالک کو پہنادیا تو وہ اس کی کہنیوں تک پہنچے۔ پھر فرمایا الحمد للہ کسرٰی بن ہرمز کے کنگن بنی مدلج میں کے ایک اعرابی سراقہ بن مالک کے ہاتھوں میں۔ شافعی رح نے فرمایا کہ سراقہ بن مالک کو اس لئے وہ کنگن پہنائے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ سے فرمایا اور آپ اس کے بازوؤں کو دیکھ رہے تھے کہ گویا میں تیرے ساتھ ہوں تو نے پہن رکھے ہیں کسرٰی کے کنگن اور اس کا پٹکا اور اس کا تاج؛ اور معلوم ہے کہ یہ کنگن سونے کے تھے اور سونے کا پہننا مردوں کے لئے حرام ہے اور شافعی رح نے جو کہ اصولیوں کے سردار اور رئیس ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خبر دینے کو اس پر انکار کے بغیر اس عموم کا مخصص رکھا ہے۔ اور بخاری جابر رض سے نقل کرتے ہیں کہ وہ اپنی بیوی سے کہتے تھے کہ ہم سے اپنے گدّوں کو دُور رکھ اور وہ استدلال لیتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خبر دینے سے گدّوں کے

---

[۱] بحرین سے مال آنے والا تھا یہ خبر سن کر ایک حاجتمند عورت آپ کے پاس آئی تھی آپ نے اُس سے یہ فرمایا تھا۔ [۲] اصولی کا مناقشہ یہ ہے کہ کراہت کے اظہار نہ کرنے سے صحت خلافت کیسے لازم آگئی۔ جیسے کسرٰی کے کنگن سراقہ کو پہنا دینے سے مردوں کے لئے سونے کے زیور کا استعمال صحیح نہیں ہوجاتا۔ خلاصہ جواب یہ ہے کہ شافعی رح کنگن پہنانے کی وجہ حضور م کا خاص ارشاد بتا رہے ہیں یہ ارشاد ان کے نزدیک بھی مخصص ہے تو اس واقعہ کو استدلال میں پیش کرنا غلط ہے ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

Marfat.com

وسکوت فرمودن از انکار بران پس این اصولی نہ استدلالات صحابہ را یاد گرفتہ است و نہ مذہب شیخ خود واللہ اعلم۔ و این سخن بنا بر تبرّع است و اِلاّ اَقتَدُوا بِالَّذِین من بعدی ابی بکر و عمر صریح است در ایجابِ اقتداء بہ شیخین و نظائر آن بسیار یافتہ میشود بعد ازان خبر دادند باآنکہ در انعقاد خلافت صدیقِ اکبر رض خلاف گونہ واقع خواہد شد و یأبَی اللّٰہ والمسلمونَ اِلاّ ابابکر بعد ازان خبر دادند بقصۂ ردّت بہ تبلیغ آیت یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ و اظہار کمالِ رضا باین قتال فرمودند بعد ازان خبر دادند بقتالِ فارس و رُوم در حدیث شیخین رض اِذا ہلک کسرٰے فلا کسرٰے بعدہٗ و اِذا ہلک قیصر فلا قیصر بعدہٗ والذی نفسی بیدہٖ لتنفقنّ کنوزہما فی سبیل اللّٰہ و خبر دادند بجمع قرآن در مصاحف بہ تبلیغ آیت اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ و خبر دادند بخلافتِ فاروقِ اعظم رض در احادیث بسیار در حدیث نزع ذنوب

وجود پر اور اس پر انکار سے سکوت فرمانے پر۔ تو اس اصولی نے نہ صحابہ رض کے استدلالات کو یاد رکھا ہے اور نہ اپنے شیخ کے مذہب کو، واللہ اعلم۔ اور یہ بات بنا بر تبرّع (مزید افادہ) ہے ورنہ اِقْتَدُوْا بِالَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِی اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ (اقتدا کرو ان دونوں ابوبکر رض و عمر رض کی میرے بعد) صریح ہے اقتداء شیخین رض کے واجب کرنے میں۔ اور اس کی نظیریں بہت پائی جاتی ہیں۔ اس کے بعد، آپ نے خبر دی کہ خلافت صدیق اکبر رض کے انعقاد میں کچھ اختلاف واقع ہوگا ویأبَی اللّٰہ والمسلمون اِلاّ ابابکر (یعنے اور اللہ انکار کرتا ہے یعنی ناپسند کرتا ہے ابوبکر رض کے سوا اور کسی کو) اس کے بعد، خبر دی (اللہ تعالےٰ نے آئندہ آنے والے) قصۂ ردّت کی اس آیت کی تبلیغ سے: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ الخ (۵:۵۴) "اے ایمان والو! جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جاوے تو اللہ تعالےٰ بہت جلد ایسی قوم کو لے آئے گا جن سے اللہ تعالےٰ کو محبت ہوگی اور ان کو اللہ تعالےٰ سے محبت ہوگی" اور اس قتال سے کمالِ رضا کا اظہار فرمایا۔ اس کے بعد، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فارس اور رُوم سے قتال کی خبر دی حدیث شیخین رض میں ہے، جب کسرٰے ہلاک ہوجائے گا تو اس کے بعد کوئی کسرٰے نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہوجائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم ان دونوں کے خزانوں کو اللہ کے راستہ میں ضرور خرچ کروگے۔ اور خبر دی مصاحف میں قرآن جمع ہونے کی اس آیت کی تبلیغ سے اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ۔ اور آپ نے بہت سی حدیثوں میں خبر دی فاروق اعظم رض کی خلافت کی۔ حدیث نزع ذنوب (یعنی ڈول کھینچنا۔ آپ نے خواب دیکھا کہ میں کنویں میں سے پانی کھینچ رہا ہوں۔ پھر آپ نے حضرت ابوبکر رض کو ڈول دے دیا۔ انھوں نے چند ڈول کھینچ کر حضرت عمر رض کو دیا تو انھوں نے اتنے زیادہ

Marfat.com

و نوبتِ بعض با بعض وا مر کردند باقتداءِ او
در حدیث اقتدوا و خبر دادند بخلافت
حضرت عثمان رض و بآنکہ در آخر ایام او
بلائے خواہد آمد و خبر دادند بآنکہ
ازو نزع قمیص خلافت خواہند
خواست و وے آن روز بر حق
خواہد بود و اعدائے او ظالم و فاسق
و فرمودند آن قمیص را نزع مکن
و خبر دادند کہ مرتضٰی را با قریش
مناقشات خواہد افتاد و با ناکثین
و مارقین و قاسطین جنگ واقع خواہد
شد و خبر دادند کہ یکے از امہاتِ
مؤمنین را فلان جا کلابِ نباح
خواہند کرد و وے در بلائے خواہد
افتاد و در آخر خلاص خواہد شد
و عمار بن یاسر را فئۃ باغیہ خواہند
کشت و بر دستِ اولی الناس
بالحق جماعۂ مارقہ ہلاک خواہند شد
آیتہم رجلٌ مشدون و بہ قتل
حضرت مرتضٰی نیز خبر دادند
و در حق قاتل او فرمود اشقی
الناس و معاویہ را فرمود انْ
ملکت فاحسن و فرمود کیف
بک لو قد قمصک اللہ قمیصا
یعنی الخلافۃ قالت امّ حبیبۃ او
انّ اللہ مقمصٌ اخی قال نعم
ولکن فیہ ہنات و ہنات و
ہنات و این کلمہ اشعار است بآنکہ
خلافتِ او منعقد خواہد شد بجہتِ تسلّط

ڈول کھینچے کہ زمین کو سیراب کر دیا)۔ اور بعض کا تعلق بعض کے
ساتھ۔ اور آپ نے ان کی اقتداء کا حکم دیا اقتدُوا والی حدیث
(مذکورہ بالا) میں۔ اور آپ نے حضرت عثمان رض کی خلافت کی
خبر دی اور اس بات کی کہ آخر ایام میں اُن پر ایک بلا آئیگی۔
اور آپ نے خبر دی کہ اُن سے قمیص خلافت کو اُتروانا چاہیں گے
اور وہ اُس دن حق پر ہوں گے اور اُن کے دشمن ظالم و
فاسق ہوں گے۔ اور فرمایا کہ اس قمیص کو نہ اُتارنا۔ اور آپ نے
خبر دی کہ علی مُرتضٰے کے قریش کے ساتھ جھگڑے ہوں گے۔ اور
عہد توڑنے والوں اور اسلام سے نکل جانے والوں (یعنے
خوارج) اور ظالموں کے ساتھ جنگ واقع ہوگی۔ اور آپ نے
خبر دی کہ اُمہات المؤمنین میں سے ایک پر فلاں جگہ کتے بھونکیں گے
اور وہ مصیبت میں پڑ جاتے گی اور آخر میں رہا ہو جائیگی۔
اور عمار بن یاسر کو باغی جماعت کے لوگ قتل کر دیں گے۔ اور
جو سب سے زیادہ حق پر ہوگا اُس کے ہاتھ پر جماعت مارقہ کے
لوگ (یعنے خوارج) ہلاک ہو جائیں گے۔ اُس جماعت کی نشانی
ایک مشدون شخص ہوگا (یعنی جس کا ایک ہاتھ ناقص الخلقت
عورت کی پستان جیسا ہو، چنانچہ جنگ نہروان کی لاشوں
میں تلاش کرنے سے اس شخص کی لاش ملی جس کا یہی حلیہ تھا
کہ مونڈھے کے قریب اُس کے ایک ہاتھ کے بجائے صرف ایک
گوشت کا لوتھڑا سر پستان کے مشابہ لگا ہوا تھا جس پر چند لمبے
بال بھی تھے۔ ۱۲ مترجم) اور آپ نے حضرت مُرتضٰے رض کے قتل کی
خبر دی اور اُن کے قاتل کے بارے میں فرمایا کہ وہ سب سے زیادہ
بدبخت شخص ہوگا۔ اور معاویہ رض سے فرمایا کہ اگر تو بادشاہ ہو جائے
تو نیک کام کرنا اور فرمایا کہ اُس وقت تیرا کیا حال ہوگا اگر اللہ
نے تجھے قمیص پہنائی۔ اس سے آپ خلافت مراد لے رہے تھے (ام
المؤمنین) اُمّ حبیبہ رض نے کہا کہ کیا اللہ میرے بھائی کو قمیص
پہنانے والا ہے؟ فرمایا کہ ہاں! اور لیکن اس میں فسادات
ہوں گے اور فسادات اور فسادات اور اس کلمہ میں اس طرف
اشارہ ہے کہ اُن کی خلافت تسلّط کے ذریعہ سے منعقد ہوگی

Marfat.com

نہ حسبِ بیعت و سیرتِ او موافق سیرتِ شیخینؓ نہ باشد و آن خلافت بعد بغی بر امامِ وقت باشد و لہٰذا سہ بار لفظ ہنات فرمود و نیز بامعاویہ فرمود اِن وَلِیتَ اَمْرًا فَاتَّقِ اللّٰہَ وَاعْدِلْ و آن اشارہ بامارتِ شام و خلافت است جمیعًا وعن الحسن بن علی قال سمعت علیا یقول سمعت رسولَ اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم یقول لاتذ الایامُ واللیالی حتے یملکَ معاویۃُ عزاہ فی الخصائص للدیلمی و فرمود لن یُغلبَ معاویۃُ ابدًا و بصلح امام حسنؓ خبر دادند وَلَدِی ہٰذا سیدٌ وَسَیُصْلِحُ اللّٰہُ بِہٖ بین فئتینِ عظیمتین من المسلمین و بقتل حُسَین بن علے خبر دادند و فرمودند جبرئیل تربت آن زمین نمود و در حدیث حضرتِ مرتضےٰ درباب عاشورا مذکور است وسیتوبُ اللّٰہُ علے قومٍ آخرین و بوقعۂ حرہ خبر دادند و امر کردند اہلِ مدینہ را بکف از قتال قال کیف بک اَبا ذرٍّ اذا کان بالمدینۃ قتل تغمرُ الدماءَ الخ و بخروج عبداللّٰہ ابن الزبیر خبر دادند و آن در مسند حضرتِ فاروق و ذی النورین و مرتضےٰ ہر سہ یافتہ میشود و آن را بلفظے تعبیر کردند کہ مشعر باشد بآنکہ خروج او سبب سفک دماء و ہتکِ حرمات حرم گردد و منتج مصالح نشود پس اشارہ شد بسخط و از خروج بنی مروان خبر دادند کہ رأیتُ فی النوم بنی الحکم ینزُون علے منبری

بیعت کے ذریعہ سے نہ ہوگی اور اُن کی سیرت شیخینؓ کی سیرت کے موافق نہ ہوگی اور وہ خلافت امام وقت سے بغاوت کے بعد منعقد ہوگی اسی لئے آپؐ نے تین مرتبہ لفظ ھنات (فسادات) فرمایا۔ اور نیز معاویہؓ سے فرمایا اگر تو والی امر بن جائے تو اللہ سے ڈر اور انصاف کر اور یہ اشارہ امارت شام اور خلافت دونوں کی طرف ہے۔ اور مروی ہے حسنؓ بن علیؓ سے فرماتے تھے میں نے سُنا علیؓ سے وہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپؐ فرماتے تھے کہ دن اور رات نہیں گزریں گے کہ معاویہ بادشاہ ہوجائے گا۔ اس روایت کو خصائص میں دیلمی کی طرف منسوب کیا ہے اور فرمایا کہ معاویہ کبھی مغلوب نہ ہوگا۔ اور امام حسنؓ کے صلح کرنے کی خبر دی کہ میرا یہ بیٹا سیّد (سردار) ہے اور عنقریب اللہ تعالےٰ اس کے سبب سے صلح کرائے گا مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں۔ اور آپؐ نے حسینؓ بن علیؓ کے قتل کی خبر دی اور فرمایا کہ جبرئیلؑ نے مجھے اُس زمین کی مٹی دکھائی۔ اور حضرت مرتضےٰؓ کی حدیث میں باب عاشوراء میں مذکور ہے اور اللہ تعالےٰ رحمت سے متوجہ ہوگا دوسری[1] قوم پر بھی۔ اور آپؐ نے واقعہ حرہ کی خبر دی اور اہل مدینہ کو قتال سے رُکنے کا حکم دیا۔ فرمایا کیا حال ہوگا تیرا اے ابوذرؓ جب مدینہ میں ایسا قتل واقع ہوگا جو لوگوں کے خون سے بھر جائے گا۔ اور عبداللہ بن الزبیرؓ کے خروج کی آپؐ نے خبر دی اور یہ حضرات فاروقؓ اور ذی النورینؓ و مرتضےٰؓ تینوں کی سند میں ملتی ہے اور اس کو ایسے الفاظ سے تعبیر کیا ہے جو کہ اس طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اس کا خروج خون بہنے اور حرماتِ حرم کی ہتک کا موجب ہوگا اور بھلائیوں کا نتیجہ پیدا کرنے والا نہ ہوگا۔ تو اشارہ ہوا ناراضی کی جانب۔ اور آپؐ نے بنی مروان کے خروج کی خبر دی کہ میں نے خواب میں بنی حکم کو دیکھا کہ میرے منبر پر

[1] یعنے اس تاریخ میں قوم موسےٰ پر متوجہ ہوا تھا کہ ان کو فرعون سے رہائی بخشی اور اسی تاریخ میں ایک اور قوم کو مراتب عظیمہ عطا فرمانے والا ہے۔ یہ اشارہ ہے حضرت حسینؓ اور ان کے رفقاء کی طرف ۱۲ مترجم

Marfat.com

کما تنزوا القردۃ ۔ و این تعبیر اشارہ بسلطنت است
و عن الحسن بن علی قال ان رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم رای ملک بنی امیۃ فساءہ ذلک فانزل
اللہ تعالیٰ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ
وَمَا اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ لَیْلَةُ الْقَدْرِ
خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۔ یملکہا بنو امیۃ قال
بعضہم فحسبناہ مدۃ ملک بنی امیۃ فاذا ہی الف
شہر لا یزید ولا ینقص و در اخبار بسیار آمدہ است
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بنو العباس
را بشارت خلافت دادند و در تواریخ مشہور
است کہ علی بن عبد اللہ بن عباس این
معنی برملاء گفت و بادشاہ بنی امیہ
اورا باین سبب ایذا داد و اہانت کرد
و فی حدیث ابن عباس عن امہ لما
ولد عبد اللہ قال اذہبی بابی الخلفاء
فاخبر بذلک العباس فاتاہ فذکر لہ
فقال ہو ما اخبرت ہذا ابو الخلفاء حتی
یکون منہم من یصلے بعیسیٰ علیہ السلام
عزاہ فی الخصائص لابی نعیم و خبر
داد از خروج ابو مسلم خراسانی
قال تخرج رایات سود من
خراسان لا یردہا شیئ حتی
تنصب بایلیا و عن ابن عباس
عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم
قال منا السفاح و المنصور و المہدی
و اخرج الزبیر بن بکار من
علی بن ابی طالب انہ اوصی حین
ضربہ ابن ملجم فقال فی وصیتہ

اُچھل رہے ہیں جس طرح بندر اُچھلتے ہیں۔ اور یہ تعبیر بھی ناگواری
کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اور حسنؓ بن علیؓ سے مروی ہے
کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی اُمیہ کی بادشاہی
کو دیکھا (یعنی خواب میں) تو آپؐ کو اس سے ناگواری ہوتی
تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ
وَمَا اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ
اَلْفِ شَهْرٍ کہ اس مدت تک بنو اُمیہ حکومت کریں گے۔ بعض نے
کہا کہ ہم نے زمانہ حکومت بنی اُمیہ کا حساب کیا تو وہ پورے
ہزار ماہ ثابت ہوئی نہ زیادہ نہ کم۔ اور بہت خبروں میں یہ آیا
ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بنو عباس کو خلافت
کی بشارت دی ہے۔ اور تواریخ میں مشہور ہے کہ علی بن عبد اللہ
ابن عباس یہ بات برملا کہا کرتے تھے اور بادشاہ بنی اُمیہ نے
اس سبب سے اُن کو ایذا دی اور توہین کی۔ اور ایک حدیث
ابن عباسؓ میں اُن کی والدہ سے مروی ہے کہ جب عبد اللہ
(ابن عباسؓ) پیدا ہوئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے اُن سے فرمایا کہ خلفاء کے باپ کو لیجا۔ اس کی خبر عباسؓ کو
ہوئی تو وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے
اور آپؐ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ تمھیں جو بتایا
گیا ٹھیک ہے وہ خلفاء کا باپ ہے یہاں تک کہ اُن میں سے
ایسا شخص بھی ہوگا جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھے گا۔
خصائص ابی نعیم میں یہ ذکر کیا گیا ہے۔ اور آپؐ نے ابو مسلم
خُراسانی کے خروج کی خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ خراسان سے سیاہ
جھنڈے نکلیں گے اُن کو کوئی شے نہیں لوٹا سکے گی یہاں تک
کہ وہ ایلیا (شہر بیت المقدس) پر نصب کر دیتے جائیں گے۔ اور
مروی ہے ابن عباسؓ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ ہم میں سے سفاح[1] ہوگا اور منصور اور مہدی۔ اور یہ حدیث
اخذ کی زبیر بن بکار نے، روایت ہے علیؓ بن ابی طالب سے
کہ جب ابن ملجم نے اُن پر ضرب لگائی تو آپ نے وصیت کی

[1] ابو العباس سفاح آل عباس میں کا پہلا خلیفہ تھا

Marfat.com

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخبرنی
بما یکون من اختلاف بعدہ وامرنی
بقتال الناکثین والمارقین والقاسطین و
اخبرنی بہذا الذی اصابنی واخبرنی
انہ یملک معاویۃ وابنہ یزید ثم
یصیر الی بنی مروان یتوارثونہا و
ان ہذا الامر صائر الی بنی امیۃ ثم
الی بنی العباس وارانی التربۃ التی یقتل
بہا الحسین ذکر ذالک فی الخصائص
و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبرداد
از اہل خروج کہ بر بادشاہان اسلام
خروج کنند قال حذیفۃ واللہ ماترک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قائد
فتنۃ الی ان تنقضی الدنیا یبلغ
من معہ ثلثمائۃ فصاعدا الا قد سماہ
لنا باسمہ واسم ابیہ واسم قبیلتہ
رواہ ابوداود و خبرداد از بادشاہی
ترکان عن ابن مسعود قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اترکوا
الترک ما ترکوکم قال اول من یسلب
امتی وما خولہم اللہ بنو قنطورا عزاہ فی
الخصائص الی الطبرانی وابی نعیم واز
واقعہ ہلاکو خان وکشتن مستعصم خبرداد
عن ابی بکرۃ قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ان ارضا تسمی بالبصرۃ
او البصیرۃ ینزلہا ناس من المسلمین
عندہم نہر یقال لہ دجلۃ یکون
لہم علیہا جسر ویکثر اہلہا فاذا کان
فی آخر الزمان جاء بنو قنطورا

اور اسی وصیت میں یہ بھی فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو اختلاف اُن کے بعد ہونے والا تھا اُس کی مجھے خبر دی اور مجھے حکم دیا کہ عہد شکنوں، دین سے خارج ہونے والوں، ظالموں سے لڑوں اور آپؐ نے مجھے اس حادثہ کی خبر بھی دی تھی جو مجھ پر پڑا ہے اور آپؐ نے مجھے خبر دی کہ معاویہ اور اُس کا بیٹا یزید بادشاہ بنیں گے پھر حکومت بنی مروان کی طرف پہنچ جائے گی، اور وہ اس کے وارث ہوں گے اور یہ کہ یہ امر بنی اُمیہ میں قائم رہے گا پھر بنی عباس کی طرف چلا جائے گا اور مجھے وہ مٹی دکھائی جس پر حسینؓ قتل ہوگا اس کا ذکر کیا گیا ہے خصائص میں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی اُن اہلِ خروج کی جو بادشاہانِ اسلام کے مقابلہ پر نکلیں گے۔ حذیفہؓ نے کہا واللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی سردارِ فتنہ کا ذکر نہیں چھوڑا دنیا کے خاتمہ تک۔ جن کا ذکر آپؐ نے فرمایا اُن کی شمار تین سَو سے بڑھی ہوئی ہے۔ ہمارے سامنے آپؐ نے اُن سب کے نام لئے اور اُن کے باپ کے نام اور اُن کے قبیلہ کے نام۔ اس کو روایت کیا ابوداؤد نے۔ اور آپؐ نے خبر دی ترکوں کی بادشاہی کی۔ ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ترکوں سے تعرض نہ کرنا جب تک وہ تم سے تعرض نہ کریں۔ فرمایا سب سے پہلے میری اُمت سے جو لوگ حکومت اور جو کچھ اللہ نے اُن کو دیا ہے چھینیں گے وہ بنو قنطورا ہوں گے (یعنی ترک)، خصائص میں اس کو منسوب کیا گیا طبرانی اور ابونعیم کی طرف۔ اور آپؐ نے ہلاکو خان کے واقعہ کی اور مستعصم کے مارے جانے کی خبر دی۔ ابوبکرہ سے مروی ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک زمین ہے جس کا نام بصرہ یا بصیرہ ہے وہاں مسلمانوں میں کے بہت سے لوگ رہنے لگیں گے۔ اُن کے قریب ایک نہر ہوگی جس کو دجلہ کہا جائے گا اُس پر اُن کا ایک پل ہوگا اور اُس کی آبادی بہت ہو جائے گی۔ جب آخر زمانہ ہوگا تو بنو قنطورا آئیں

Marfat.com

عِراضُ الوجوہ صغارُ الاعین حتے نزلوا شاطئ النھر فتفرق الناسُ عند ذٰلک ثلاث فرقٍ فرقۃٌ تلحقُ باصلھا فکفروا و فرقۃٌ تاخذ علٰے انفسھا فکفروا و فرقۃٌ تقاتلھم قتالاً شدیداً فیفتح اللہ علٰے بقیتھم عزاہ فی الخصائص الٰی ابی نعیم والمراد بالبصرۃ بغداد لانَّ بغدادَ ارضٌ ذات بصرۃٍ ای حجارۃٍ کذّان و بالفتح الظفر فی تلک المقتلۃ فقط و عن بریدۃ سمعتُ النبی صلے اللہ علیہ وسلم یقول ان امّتی یسوقھا قومٌ عِراضُ الوجوہ صِغار الاعین کان وجوھھم الحجف ثلاث مراتٍ حتے یلحقوھم بجزیرۃ العرب اما الاولٰے فلینجو من ھرب منھم و اما الثانیۃ فینجو بعضٌ و یہلک بعض و اما الثالثۃ فیصطلون من بقے منھم قالوا یا رسولَ اللہ من ھُم قال الترک والذی نفسی بیدہ لیربطُنّ خیولھم الٰی سواری مساجدِ المسلمین عزاہ فی الخصائص لاحمد والبزار والحاکم وظاہر آن است کہ مراد از مرۃ اولٰے فتنۂ سلاجقہ است کہ حکم خلیفہ عباسی بسبب ایشان مغلوب شد و در بلاد ماوراء النھر و خوارزم و خراسان بجز نامے از خلافتِ ایشان نماند و از مرۃ ثانیہ فتنۂ چنگیزیہ کہ خلیفۂ عباسی را کشتند و بعض عباسیہ بمصر رفتند و خلافت خواستند و ہنوز در دیارِ عرب خلافتِ ایشان باقے ماندہ بود و از مرۃ ثالثہ غلبۂ عثمانیہ بر بلادِ عرب و

جن کے چوڑے چہرے ہوں گے اور چھوٹی آنکھیں۔ وہ اُس نہر کے کنارے پر اُتر پڑیں گے تو شہر کے لوگ اُس وقت تین فرقوں میں بٹ جائیں گے۔ ایک فرقہ اپنی اصل سے مل جائے گا۔ وہ کافر ہو جائے گا۔ اور ایک فرقہ صرف اپنی جان کی فکر کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا اور ایک فرقہ اُن سے شدت کے ساتھ لڑے گا تو اللہ تعالیٰ اُن کے بقیہ کو فتح دے گا۔ اس کو منسوب کیا خصائص میں ابو نعیم کی طرف۔ اور مراد بصرہ سے بغداد ہے کیونکہ بغداد نرم پتھروں والی زمین ہے۔ بصرہ نرم پتھر کو کہتے ہیں۔ اور فتح سے مراد کامیابی ہے صرف ایک قتال کے موقع میں۔ اور بُریدہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ میری امت کو تین مرتبہ ایسی قوم ہانک لیجائے گی جن کے چوڑے مُنہ ہوں گے اور چھوٹی آنکھیں ہوں گی اُن کے چہرے ڈھال کی طرح ہوں گے یہاں تک کہ وہ جزیرۃ العرب میں ان سے ملیں گے۔ پہلی مرتبہ والے تو بھاگ کر اُن سے نجات پالیں گے۔ اور دوسری جماعت والوں میں سے بعض نجات پالیں گے اور بعض ہلاک ہو جائیں گے تیسری جماعت کا یہ حال ہو گا کہ جو ان میں سے باقی رہے ہوں گے وہ صلح کر لیں گے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ وہ کون ہیں؟ فرمایا کہ ترک۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ مسلمانوں کی مسجدوں کی چہار دیواریوں کے اندر اپنے گھوڑے باندھیں گے۔ منسوب کیا اس کو خصائص کبریٰ میں احمد و بزار و حاکم کی طرف۔ اور ظاہر یہ ہے کہ پہلی مرتبہ سے مراد سلجوقیوں کا فتنہ ہے کہ حکم خلیفہ عباسی اُن سے مغلوب ہو گیا اور بلاد ماوراء النہر اور خوارزم اور خراسان میں اس کی خلافت کے نام کے سوا کچھ باقی نہ رہا اور دوسری مرتبہ سے مراد فتنہ چنگیزیہ ہے جنھوں نے خلیفہ عباسی کو قتل کر دیا اور بعض عباسیہ مصر چلے گئے اور خلافت قائم کر لی اور ابھی تک دیار عرب میں ان کی خلافت باقی تھی۔ اور تیسری مرتبہ سے مراد ہے غلبہ عثمانیہ کا بلادِ عرب پر اور

Marfat.com

تموریہ بربلادِ فارس تا آنکہ ریاستِ قریش کان لم یکن گشت واصطلام کلّی روی داد و عن معاویۃ قال سمعتُ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول لیظہرنّ الترکُ علی العرب حتّٰی تلحقہا بمنابتِ الشیح والقیصوم عزاہ الی ابی یعلٰی بعد ازان خبر دادند بخلافتِ مہدی وخروج دجّال ونزول حضرت عیسیٰؑ و برآمدن یاجوج وماجوج الی آخر ما ذکر وشرحہ یطول و چنانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از احوال ملوک وخلفاء خبر دادند ہمچنان از تفرّقِ اُمتِ خود خبر دادند فرمودند کہ اصل ومنشاء نوعی از اختلاف خوارج خواہند بود و واقع شد این حادثہ زیرا کہ چون خوارج بسعی حضرتِ مرتضیٰ برہم خوردند مذہب ایشان درمیان سہ قوم ظہور نمود معتزلہ واصحابُ الرأی وغلاۃ متصوّفہ و فرمودند کہ درباب مرتضیٰ افراط وتفریط خواہند کرد واین اختلاف سبب شیوع مذاہب باطلہ خواہد شد وہمچنین واقع شد زیرا کہ امامیہ وزیدیہ واسماعیلیہ ازمیان ایشان پیدا شدند وشغب ایشان بسیار پیدا شد وعروق خفیہ از ایشان در جمیع طوائف ناس درآمد الّا ماشاء اللہ و از ائمۂ اہلِ سُنّت خبر دادند فرمودند یُوشِکُ النّاسُ ان یضربوا اکبادَ الابل فلا یجدوا عالماً اعلمَ من عالم المدینۃ قال سفیان نُریٰ ہٰذا العالمَ مالک بن انس رواہ الحاکم وصحّحہ و عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لاتسبّوا قریشاً فانّ عالمہا یملأ الارض علماً قال الامام احمدؒ وغیرہ ھذا العالم

تموریہ کا بلادِ فارس پر یہاں تک کہ قریش کی ریاست کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ ہوگئی (یعنے گویا کبھی تھی ہی نہیں) اور بالکل ہی استیصال ہوگیا۔ اور معاویہؓ سے مروی ہے کہا کہ میں نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ ضرور غالب ہوں گے ترک عرب پر یہاں تک کہ شیح اور قیصوم کے (عرب کی خاص سبزیوں کے نام ہیں) اُگنے کی جگہ تک جا ملیں گے۔ منسوب کیا اس روایت کو ابو یعلےٰ کی طرف۔ اس کے بعد آپ نے خبر دی مہدیؑ کی خلافت کی اور خروجِ دجّال اور نزول عیسیٰ علیہ السّلام کی اور یاجوج وماجوج کے نکلنے کی آخر واقعات مذکورہ تک اور اس کی تفصیل لمبی ہے۔ اور جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں اور خلفاء کے حالات کی خبر دی اسی طرح اپنی اُمت کے تفرقہ کی بھی خبر دی اور فرمایا کہ اصل اور منشاء اختلاف کی ایک نوع کا خوارج ہوں گے اور یہ حادثہ واقع ہوچکا۔ کیونکہ جب خوارج حضرت مرتضےٰؓ کی سعی سے تہ وبالا ہوگئے تو اُن کے مذہب نے تین قوموں میں ظہور کیا معتزلہ اور اصحاب الرّای اور غالی متصوفین نے اور فرمایا کہ لوگ مُرتضےٰؓ کے بارے میں افراط وتفریط کریں گے اور یہ اختلاف باطل مذاہب کے شائع ہونے کا سبب بن جائے گا۔ اور ایسا ہی واقع ہوا کیونکہ امامیہ اور زیدیہ اور اسماعیلیہ ان میں سے پیدا ہوگئے اور ان کا شر بہت ظاہر ہوا اور ان کی باریک رگیں سب ہی لوگوں کی جماعتوں میں پہنچ گئیں، اِلّا ماشاء اللہ۔ اور آپ نے ائمۂ اہلِ سنّت کی خبر دی۔ فرمایا کہ قریب وقت آئے گا کہ لوگ اُونٹوں پر (علم کی طلب میں) سفر کرتے پھریں گے تو عالمِ مدینہ سے بڑا کوئی عالم نہ پائیں گے۔ سفیانؒ نے کہا کہ ہماری رائے میں یہ عالم مالک ابن انسؒ ہیں۔ اس کو حاکم نے روایت کیا اور صحیح کہا۔ اور ابنِ مسعودؓ سے مروی ہے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریش کو گالیاں نہ دو کیونکہ قریش کا عالم زمین کو علم سے بھردے گا۔ امام احمدؒ وغیرہ نے کہا کہ یہ عالم

Marfat.com

ہوالشافعی لانہ لم ینتشر فی طباق الارض من
علم عالم قریشی من الصحابۃ وغیرہم ما انتشر
من الشافعی معزوٌ الی البیہقی فی کتاب المعرفۃ
و خبر دادند کہ از فارس رجال علماء پیدا خواہند
شد کبار محدثین بخاری و مسلم و ترمذی و ابوداؤد
و نسائی و ابن ماجہ و دارمی و دارقطنی و حاکم
و بیہقی وغیر ایشان ہمہ از فارس پیدا شدند و
از فقہاء ابوالطیب و شیخ ابوحامد و شیخ ابواسحٰق
شیرازی و جوینی و امام الحرمین و امام غزالی
وغیر ایشان از فارس پیدا شدند بلکہ امام ابوحنیفہ
و یاران ماوراء النہر و خراسانی او نیز از اہل
فارس اند و در میان این بشارت داخل و
خبر دادند از آنکہ برراس ہر مائۃ مجددے
پیدا خواہد شد و ہمچنان واقع شد و بر
سر ہر مائۃ مجددے کہ از سر نو احیائے دین
نمود پدید آمد بر مائۃ اول عمر بن عبدالعزیزؒ
جور ملوک را برانداخت و رسوم صالحہ بنیاد
نہاد و بر مائۃ ثانیہ شافعی تاسیس اصول و
تفریع فقہ کرد و بر مائۃ ثالثہ ابوالحسن اشعری
احکام قواعد اہل سنت نمود و با مبتدعان
مناظرہ ہا کرد و بر مائۃ رابعہ حاکم و بیہقی
وغیر ایشان احکام علم حدیث نمودند
و ابوحامد وغیر ایشان تفریعات فقہیہ آوردند و در
مائۃ خامسہ غزالی راہے جدید پیدا کرد و فقہ و
تصوف و کلام را برہم آمیخت و از میان حقائق
این فنون نزاع برخاست و در مائۃ سادسہ امام
رازیؒ اشاعت علم کلام کرد و امام نووی احکام
علم فقہ و ہمچنان تا حال بر سر ہر مائۃ مجددے پیدا
شدہ آمدہ است بالجملہ نصیب متفطن فقیہ

امام شافعیؒ ہیں کیونکہ روئے زمین پر کسی عالم قریشی کا علم
صحابہ اور غیر صحابہ میں سے نہیں پھیلا ہے جس قدر شافعیؒ کا
سے پھیلا ہے۔ کتاب المعرفہ میں یہ حدیث بیہقی کی طرف منسوب
ہے۔ اور آپؐ نے خبر دی کہ فارس سے رجال علماء پیدا ہوں گے
بڑے بڑے محدثین بخاری، مسلم، ترمذی و ابوداؤد، نسائی
اور ابن ماجہ، دارمی اور دارقطنی و حاکم اور بیہقی اور ان کے
علاوہ اور بھی سب فارس سے پیدا ہوئے۔ اور فقہاء میں
سے ابوطیب اور شیخ ابوحامد اور شیخ ابو اسحٰق شیرازی اور
جوینی و امام الحرمین اور امام غزالیؒ اور دوسرے حضرات
فارس سے پیدا ہوئے بلکہ امام ابوحنیفہؒ اور ان کے یاران
ماوراء النہر و خراسانی بھی اہل فارس میں سے ہیں اور اس
بشارت میں داخل ہیں۔ اور آپؐ نے اس امر کی خبر دی کہ ہر
صدی کے سرے پر ایک مجدد پیدا ہوگا اور ایسا ہی واقع
ہوا اور ہر صدی کے سرے پر کوئی ایسا مجدد ظاہر ہوتا
رہا کہ جس نے از سر نو دین کا احیاء کیا۔ پہلی صدی میں
عمر بن عبدالعزیزؒ نے بادشاہوں کی زیادتیوں کی بیخ کنی
کی اور رسوم صالحہ کی بنیاد ڈالی۔ دوسری صدی میں امام
شافعیؒ نے اصول و فروع فقہ کی بنیاد ڈالی۔ اور تیسری
صدی میں ابوالحسن اشعریؒ نے قواعد اہل سنت کو محکم کیا
اور اہل بدعت کے ساتھ بہت سے مناظرات کئے۔ اور چوتھی
صدی میں حاکم اور بیہقی اور دوسرے حضرات نے علم حدیث
کو مضبوط کیا اور ابوحامد (اسفرائینی) اور دوسرے علماء نے
تفریعات فقہیہ کو واضح کیا۔ اور پانچویں صدی میں غزالی
(یعنے امام محمد غزالیؒ) نے ایک نئی راہ پیدا کی اور فقہ
و تصوف اور کلام کو آپس میں ملا دیا اور ان فنون کی
حقائق میں جو نزاع تھا اُس کو برطرف کیا۔ اور چھٹی صدی
میں امام رازیؒ نے علم کلام کی اشاعت کی۔ اور امام نوویؒ
نے علم فقہ کو مضبوط کیا۔ اور اسی طرح اب تک ہر صدی کے
سرے پر ایک مجدد ہوتا آیا ہے۔ بہرکیف دین کی سمجھ رکھنے والے

Marfat.com

ازین احادیث آن است کہ از فحواو ایمائی این احادیث تعلق رضا بہ بعض وقائع و سخط ببعض دیگر ادراک نماید و این احادیث را بر مجرد قصہ خوانی حمل نکند و من تعجب میکنم از کسیکہ استدلال حضرت فاروق از حدیث کیف بک اذ تعدو بک قلوصک بر مشروعیت اجلاء یہود از جزیرۃ عرب و بر آنکہ اقرار یہود در سرزمین خیبر علی التابید نبود ملاحظہ کردہ باشد بعد ازان در صحت تمسک باخبارات مستقبلہ باظہار استحسان و بشاشت در مشروعیت آن واقعات و تقریر آنہا توقف نماید فانہ العجب العجاب عند اولی الالباب

عن ابن عمر قال قام عمر خطیباً فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان عامل یہود خیبر علی اموالہم و قال نقرکم ما اقرکم اللہ و قد رأیت اجلاءہم فلما اجمع عمر علی ذلک اتاہ احد بنی ابی الحقیق فقال یا امیر المؤمنین اتخرجنا و قد اقرنا محمد و عاملنا علی الاموال فقال عمر اظننت انی نسیت قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف بک اذا اخرجت من خیبر و تعدو بک قلوصک لیلۃ بعد لیلۃ فقال ہذہ کانت ہزیلۃ من ابی القاسم فقال کذبت یا عدو اللہ

ذہین شخص کا خاص کام ان احادیث سے یہ ہے کہ اندازِ بیان و ایمائے احادیث سے بعض وقائع سے رضامندی (الٰہی) کے تعلق کو اور بعض دیگر واقعات سے ناراضی (غصہ خداوندی) کا ادراک کریں اور ان احادیث کو محض قصہ خوانی پر محمول نہ کریں۔ اور میں تعجب کرتا ہوں اُس شخص پر جو حضرت فاروق رضؓ کے استدلال کو حدیث "کیف بک اذ تعدو بک قلوصک" سے جزیرۂ عرب سے یہودیوں کو نکال دینے کی مشروعیت کو اور اس بات کو ملاحظہ کرے کہ یہود کو سرزمین خیبر میں ٹھہرانا بنا بر خوشنودی نہیں تھا حالانکہ آپؐ کا وہ ارشاد مستقبل میں ہونے والی بات کی اطلاع دینے کے اسلوب پر تھا مگر حضرت عمرؓ نے سیاق کلام سے اس پیش آنے والی بات پر آپؐ کی رضا کو سمجھ لیا تھا)۔ اور اس کے بعد بھی ایسی آئندہ کی خبروں کو جن کے ساتھ بشاشت و استحسان کا اظہار ہو رہا ہو اُن سے دلیل پکڑنے کی صحت میں اور اُن واقعات اور اُن کی تقریر کی مشروعیت میں توقف کرے تو یہ اہلِ عقل کے نزدیک یقیناً ایک بڑی تعجب خیز بات ہوگی۔ مروی ہے ابن عمرؓ سے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر تقریر کی۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہود کو اُن کے اموال پر عامل بنایا تھا اور فرمایا تھا کہ ہم تم کو مقرر کرتے ہیں جب تک تم کو اللہ تعالیٰ مقرر رکھے اور اب میری رائے یہ ہے کہ ان کو نکال دیا جائے۔ جب عمرؓ نے اس پر اجماع کر لیا تو بنی ابی الحقیق میں سے ایک شخص اُن کے پاس آیا اور بولا کہ اے امیر المؤمنینؓ کیا تم ہم کو نکالتے ہو حالانکہ ہم کو محمدؐ نے مقرر کیا اور ہم کو اموال پر عامل بنایا تو عمرؓ نے فرمایا کیا تو نے یہ گمان کر لیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول بھول گیا ہوں کہ "اُس وقت کیا حال ہوگا جب تو خیبر سے نکالا جائے گا اور راتوں رات اپنے جوان اونٹوں کو بھگاتا ہوا لے جا رہا ہوگا۔ تو اُس نے کہا کہ یہ تو ابوالقاسم کی (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) ایک ہنسی کی بات تھی۔ تو عمرؓ نے فرمایا تو جھوٹ بول رہا ہے اے دشمنِ خدا۔

Marfat.com

فاجلاہم عمر و اعطاہم قیمۃ ما کان لہم من الثمر مالاً و ابلاً و عروضاً من اقتاب و حبال و غیر ذٰلک رواہ البخاری۔

دلیل ثانی ہر کہ کتاب فضائل الصحابہ از اصول خواندہ باشد و فن معرفۃ الصحابہ را تتبع نمودہ باشد البتہ میداند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حق ہر یکے از اصحاب خود کہ نشست و خاست با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داشتند نفس رانی فرمودہ است و کلمہ کہ مرآت حاصل عمر او تواند بود بر زبان شریف جاری شدہ و این قصص بیرون از شمار است ہرگاہ برائے ہر کسے کلمہ رواں ساختہ است بر کبار اصحاب خود در زمان حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ وزیر و مشیر او بودند و بعد وے صلی اللہ علیہ وسلم تحمل اعباء خلافت نمودند چرا نفس رانی نفرمودہ باشد و خلافت ایشان از دو حالت بیرون نیست یا خیر است یا شر اگر خیر است بہترین جمیع خیرات است کہ من سن سنۃ حسنۃ فی الاسلام کان لہ اجرہا و اجر من عمل بہا و این بزرگواران را مثل اجور جمیع مجاہدین و جمیع آنانکہ بسعی ایشان مہتدی شدہ اند حاصل است و اگر شر است بدترین شرہا است زیرا کہ دین محمدی را برہم زدند و امام معصوم را ترسانیدند بہر تقدیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امور جزئیہ اصحاب خود را کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بآن متصف شدند بیان می فرماید چرا امر عظیم را اما الی الخیر و اما الی الشر بیان نفرماید اگر خیر است لطف خدائی تعالےٰ و رافت حضرت پیغامبر

تو عمرؓ نے اُن کو نکال دیا اور اُن کو اُن کا جو کچھ پھل اور مال تھا اور اونٹ اور اُن کے پالان اور رسّیاں وغیرہ تھیں اُس سب کی قیمت دیدی۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

دوسری دلیل جس نے اصول میں سے کتاب فضائل الصحابہ پڑھی ہوگی اور فن معرفۃ الصحابہ کا تتبع کیا ہوگا وہ یقیناً جانتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اُن اصحاب میں سے ہر ایک کے حق میں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نشست و برخاست رکھتے تھے کچھ ارشاد فرمایا ہے اور اُن کے بارے میں ایسا کلمہ زبانِ شریف پر جاری ہوا جو کہ اُن کے حاصلِ عمر کا آئینہ ہوسکتا ہے اور ایسے واقعات اتنے زیادہ ہیں کہ اُن کو شمار کرنا مشکل ہے۔ جب کہ آپ نے ہر شخص کے متعلق کوئی بات ضرور فرمائی ہے تو آپ نے اپنے بڑے اصحاب کے بارے میں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وزیر اور مشیر تھے اور آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جنہوں نے خلافت کا بوجھ بھی سنبھالا کیوں ایسے کلماتِ حسنہ ارشاد نہ فرمائے ہوں گے۔ اُن کی خلافت دو حال سے باہر نہیں ہو سکتی خیر ہے یا شر۔ اگر خیر ہے تو تمام خیرات سے بہتر ہے کہ (ارشاد فرمایا گیا) مَنْ سَنَّ سُنَّۃً الخ یعنی جو شخص اسلام میں کوئی اچھی ڈگر ڈال دے گا اُس کو اُس کا اجر ملے گا اور اُس کا اجر بھی ملے گا جو اس پر عمل کرے گا۔ ان بزرگوارں کو تمام مجاہدین اور تمام اُن لوگوں کے برابر کا اجر حاصل ہے جو ان کی کوشش سے ہدایت یافتہ ہوتے ہیں۔ اور اگر شر ہے تو بدترین شر ہے کیونکہ اُنھوں نے دینِ محمدی کو زیر و زبر کر دیا اور امام معصوم کو خوف زدہ کر دیا۔ تو ہر صورت میں جب کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے امور جزئیہ تک کو جن سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد متصف ہوتے بیان فرمائیں اور ایک امرِ عظیم کو خواہ وہ خیر میں سے ہو یا شر میں سے کیوں نہ بیان فرمائیں۔ اگر خیر ہے تو خدا تعالےٰ کا لطف اور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت

Marfat.com

تقاضا مینماید کہ بران خیریت مطلع سازند تا مردم آن خیر را خیر دانند و بآن اہتمام نمایند و اگر شر است لطف الٰہی و رافتِ حضرت رسالت پناہی تقاضا می فرماید کہ بر شریت آن مطلع سازند تا مردم آن را شر بدانند و حجت اللہ بر ایشان قائم شود و اگر نوعِ ثانی مے بود آن نیز بیان امرِ خلافت است و نوعی از تعیین خلفاء است کہ فلان و فلان بخلافت حقیق نیستند وحقیق غیر ایشان است بالجملہ استقراءِ سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در تکلّم بر احوال صحابہ دلالت ظاہرہ دارد کہ خلفاء را بیان فرمودہ است و تعیین خلفاء بوجہ اتم کردہ واین نکتہ را نیز تفصیلے دہیم۔

باید دانست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ترجمانِ غیب بود درانچہ از مناقب ہر یکے از صحابہ بیان فرمود و ہر کسے را بفضیلے کہ درو بود و عاقبۃ الامر ہمان فضیلت بروے کار آمد اختصاص داد اُبَیّ بن کعب را سیّد القراء گفت وفرمود کہ خدای تعالیٰ مرا فرمودہ است کہ سورۃ لم یکن را تعلیم تو کنم اُبَیّ گفت آوَ سَمَّانِیَ اللہ قال نعم فذرفت عینا اُبَیّ و سِرّ در تخصیص سورۃ لم یکن آنست کہ دران سورہ تلاوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قرآن را و اشتغال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باین امر جلیل الشان بطریق مدح و الزامِ حجت بر اہل کتاب مذکور فرمودہ اند رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ واللہ اعلم ہیچ میدانی کہ نکتہ در تخصیص اُبَیّ چیست آنست کہ سلسلہ جماعۃ عظیمہ از قراء امتِ مرحومہ را بواسطۂ او بجنابِ رسالت رسیدن مقدّر بود

تقاضا کرتی ہے کہ اُس خیریت پر مطلع فرمائیں تاکہ لوگ اُس خیر کو خیر سمجھیں اور اُس کا اہتمام کریں اور اگر شر ہے تو لطفِ الٰہی اور شفقت حضرت رسالت پناہی تقاضا کرتی ہے کہ اُس کے شر ہونے پر مطلع فرمائیں تاکہ لوگ اُس کو شر سمجھ لیں اور اُن پر اللہ کی حجت قائم ہو جائے۔ اور اگر نوع ثانی ہوتی (یعنے شر) اور وہ بھی (اتنی اہم کہ) امرِ خلافت کا بیان ہے اور تعیینِ خلفاء سے وہ نوع متعلق ہے کہ فلاں فلاں خلافت کے حقدار نہیں ہیں۔ حقدار دوسرا شخص ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سیرت کا تفصیلی مطالعہ جو احوال صحابہ پر تکلّم سے تعلق رکھتا ہے اس بات کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ آپ نے خلفاء کا بیان فرمایا ہے اور خلفاء کی تعیین پورے طور پر فرمائی ہے۔ اور اس نکتہ کو بھی ہم مفصّل کر دینا چاہتے ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ترجمانِ غیب تھے۔ جو کچھ بھی آپ نے صحابہؓ کے مناقب کے بارے میں بیان فرمایا اور جس شخص میں جس فضیلت کا اظہار کیا انجام کار وہی فضیلت بروئے کار آئی۔ آپ نے اُبَیّ بن کعب کو اختصاص بخشا سید القراء کہا اور فرمایا کہ خدا تعالےٰ نے مجھ سے فرمایا ہے کہ تم کو سورۃ لم یکن تعلیم کروں۔ اُبَیّ نے کہا آوَ سَمَّانِیَ اللّٰہُ (یعنے کیا اللہ نے میرا نام لیا؟) فرمایا کہ ہاں! تو اُبَیّ کی آنکھیں بھر آئیں اور سورۃ لم یکن کی تخصیص میں یہ راز ہے کہ اس سورت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تلاوتِ قرآن کا اور اس امر جلیل الشان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشغول رہنے کا مدح کے طور پر اور اہلِ کتاب پر حجت قائم کرنے کے لئے ذکر فرمایا ہے رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ الخ (۹۸: ۳) ایک اللہ کا رسول جو اُن کو) پاک صحیفے پڑھ کر سناتے جن میں درست مضامین لکھے ہوں؛ واللہ اعلم۔ اور کچھ یہ بھی جانتے ہو کہ اُبَیّؓ کی تخصیص میں کیا نکتہ ہے؟ وہ یہ ہے کہ تقدیر الٰہی میں یوں تھا کہ اُمّتِ مرحومہ کے قراء کی عظیم جماعت کا سلسلہ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم تک اُن کے واسطے سے پہنچے۔ اور

Marfat.com

و عبد اللہ بن مسعود را چرا فرمود کہ ما امرکم
ابن ام عبد فخذوہ و ما اقرأکم فاقرؤہ برائے
آنکہ سلسلۂ فقہ و قراءت جمّ غفیر از امت بجناب
رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پیوستن مقدر بود
در حق خالدؓ چرا فرمود سیفٌ من سیوف اللہ
برائے آنکہ فتوح بسیار بر دست او بہم آمدنی بود
و در حق سعدؓ چرا فرمود عسیٰ ان تبقیٰ حتی
ینتفع بک اقوام ویضر بک آخرون برائے
آنکہ فتح عراق و حکومت آن بر دست او
شدنی بود در حق ابو عبیدہؓ چرا گفت امین ہذہ
الامۃ ابو عبیدۃ برائے آن گفت کہ حل و
عقد شام بر دست او افتادن بود در حق عمرو
ابن العاص گفت نعم المال الصالح للرجل الصالح
برائے آنکہ ایالت مصر بطور او بودنی بود
در حق معاویہؓ گفت ان ولیت امر الناس
فاحسن الیہم برائے آن گفت کہ خلافت
آخر باو رسیدنی بود در حق ابن عباسؓ دعا
کرد اللہم علمہ الکتاب برائے آنکہ تفسیر قرآن
بر دست او شائع شدنی بود و در حق انسؓ
گفت اللہم اکثر مالہ و ولدہ، ہمچنان ظہور نمود
کہ فرمودہ بود و در حق ابوذرؓ فرمود شبیہ
عیسیٰ فی الزہد زیرا کہ این صفت در وے
کامل بود و ابوہریرہؓ را حثیات علم
در دامان ریخت کہ در بخت
او اکثار روایت حدیث مشاہدہ
نمودہ بود و در حق شیخینؓ
چرا گفت اقتدوا بالذین
من بعدی

عبد اللہ بن مسعودؓ کے بارے میں آپ نے کیوں فرمایا کہ جو کچھ
تم کو ابن ام عبد حکم دے اس کو قبول کرو اور جو کچھ وہ تم کو
پڑھاتے اس کو پڑھو؟ یہ بھی اسی لئے تھا کہ سلسلۂ فقہ
اور قراءت کے ایک بہت بڑے گروہ کو ان کے واسطے سے
بارگاہِ رسالت صلے اللہ علیہ وسلم سے پیوستہ ہونا مقدر تھا۔
آپ نے خالدؓ کے حق میں کیوں فرمایا سیفٌ من سیوف
اللہ (یعنی خالد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے) اس لئے
کہ بہت سی فتوحات ان کے ہاتھ پر ہونے والی تھیں۔ آپ نے
سعدؓ بن ابی وقاص کے حق میں یہ کیوں فرمایا کہ امید ہے کہ
تو باقی رہے گا یہاں تک کہ تجھ سے کچھ قومیں نفع اٹھائیں
اور کچھ دوسرے لوگ نقصان اٹھائیں؟ یہ اس لئے فرمایا
تھا کہ عراق کی فتح ان کے ہاتھ سے ہونے والی تھی اور ان کو
وہاں حکومت کرنا تھی۔ آپ نے ابو عبیدہؓ بن الجراح کے حق میں
کیوں فرمایا کہ اس امت کا امین ابو عبیدہؓ ہے؟ اس لئے
فرمایا کہ شام کے حل وعقد کا معاملہ ان کے ہاتھ میں پڑنے والا
تھا۔ آپ نے عمروؓ بن العاص کے حق میں فرمایا کہ مالِ صالح
مردِ صالح کے حق میں بہتر ہے؟ اس لئے کہ مصر کی حکومت ان کے
نظم میں آنے والی تھی۔ آپ نے معاویہؓ کے حق میں فرمایا اگر
تو والی امر بن جائے تو لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا؟ اس لئے
فرمایا کہ خلافت آخر میں ان کے ہاتھ میں پہنچنے والی تھی۔ اور
آپ نے ابن عباسؓ کے حق میں فرمایا اے اللہ اس کو کتاب
(یعنی قرآن) سکھا دے؟ اس لئے کہ قرآن کی تفسیر ان کے
ہاتھ پر شائع ہونے والی تھی۔ آپ نے انسؓ کے حق میں فرمایا
الٰہی اس کو مال و اولاد زیادہ دے؛ جیسا آپ نے فرمایا ویسا ہی
ظاہر ہوا۔ اور ابوذرؓ کے حق میں فرمایا کہ زہد میں عیسیٰؑ
کے مشابہ ہے؛ اس لئے کہ یہ صفت ان میں کامل تھی۔ ابوہریرہؓ
کے دامن میں علم کی مٹھیاں ڈال دیں کہ ان کے نصیب میں
آپ نے روایت حدیث کی کثرت مشاہدہ فرمائی تھی۔ شیخینؓ
کے حق میں کیوں فرمایا اقتداء کرو ان دونوں کی میرے بعد

Marfat.com

ابی بکر و عمر زیرا کہ خلافتِ ایشان مقدر بود۔

دلیل ثالث ہر کہ فنِ مغازی را تتبع نمودہ باشد البتہ میداند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہرگاہ برائی غزوہ از مدینہ شریفہ سفر می فرمودند شخصے را حاکم مدینہ مینمودند امرِ مسلمین را گاہی مہمل نگذاشتہ اند پس چون کوس رحلت از دنیا نواختند و غیبت کبری پیش آمد آن سیرتِ مرضیہ خود را چرا مراعات نہ فرمایند اگر تأمل کنی در رافت تامہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شند رو مذر گذاشتن اُمت بغیر نسق محال دانی و اگر اصلاح عالم کہ سبب بعثتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بودہ است پیش نظر داری شاغر گذاشتن بنی آدم بعد سعی بلیغ در تربیت و اصلاح آنہا تہافت و تناقض انکاری و اگر بر سیرتِ علیّۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در نصب حکّام و قُضاۃ و تفویض ہر امری بمستحق آن نظر بگماری بغیر استخلاف پدرود کردن دنیا مستنکر و مستبعد شماری استقراء اکثر افراد و احوال و حکم کردن بموجب آن در افراد و احوالِ باقیہ کی از ادلّۂ خطابیہ است کہ در معرفتِ احکام بآن اکتفاء میتوان کرد و قصصِ نصب نوّاب بعد برآمدن در غزوات ازان واضح تر است کہ بنقل شمہ ازان احتیاج افتد۔

دلیل رابع اگر شریعتے را کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم برائے دفع مفاسد عالم و اصلاح جہانیان بما آوردہ بچشم عبرت تتبع کنی شک نداری در آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آن مقربات کہ افراد بنی آدم را از حضیضِ بہیمیت

یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ کی۔ کیونکہ ان کی خلافت مقدر تھی۔

تیسری دلیل۔ جس نے فنِ مغازی کا تتبع کیا ہوگا وہ ضرور جانتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ کے لئے مدینہ شریفہ سے سفر فرماتے تھے تو کسی شخص کو مدینہ کا حاکم بنا دیتے تھے۔ امرِ مسلمین کو کبھی آپ نے مہمل نہیں چھوڑا ہے۔ تو جب آپ نے دنیا سے رخصت ہونے کا عزم فرما لیا اور سب سے بڑی مفارقت پیش آگئی تو آپؐ اپنی سیرتِ پسندیدہ کی مراعات کیوں نہ فرمائیں۔ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شفقتِ کاملہ پر غور کروگے تو تم کو آپؐ کا اُمت کو منتشر حالت میں چھوڑ دینا بغیر انتظام کئے محال معلوم ہوگا اور اگر عالم کی اصلاح کو تم پیش نظر رکھو جو کہ آنحضرتؐ کی بعثت کا سبب تھی تو بنی آدم کو اُن کی تربیت و اصلاح میں سعی بلیغ کے بعد خالی چھوڑ دینا تخالف اور تناقض شمار کروگے (یعنے دو متضاد قسم کے کام) اگر حکّام اور قُضاۃ کے تقرّر میں اور ہر امر کو اُس کے مستحق کو سپرد کرنے میں آپؐ کی سیرتِ عالیہ پر نظر کروگے تو بغیر کسی کو خلیفہ بنائے دنیا کو رُخصت کر دینا تم کو بالکل اوپری اور مستبعد بات معلوم ہوگی۔ اکثر افراد و احوال کی تفصیل کو پیش نظر رکھ کر اُس کے بموجب افراد اور احوالِ باقیہ میں حکم لگا دینا ادلّۂ خطابیہ میں سے ہے کہ معرفتِ احکام میں اُس پر اکتفاء کرسکتے ہیں۔ اور غزوات میں تشریف لیجانے کے وقت قائم مقاموں کو نصب کرنے کے قصے اتنے زیادہ واضح ہیں کہ اُن میں سے کچھ واقعات نقل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

چوتھی دلیل۔ اگر اس شریعت کا جس کو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عالم کے مفاسد کو دفع کرنے اور جہان والوں کی اصلاح کے لئے ہمارے پاس لائے ہیں چشم عبرت کے ساتھ تتبع کروگے تو تم کو اس بات میں کوئی شک نہ ہوگا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تقربِ خداوندی پر پہنچانے والے ایسے اعمال جو کہ افرادِ بنی آدم کو بہیمیت کی پستی سے

Marfat.com

با وجِ کُلّیت رساند بیان فرموده بعد ازان هرچه حاجت بآن ماس است از آداب معیشت و مکاسب و معاملات و تدبیر منازل و سیاستِ مُدن همه را مشروح ساخته و هر نا بایستی که در انجا بود ازان منع و زجر نموده و ازان همه گذشته تحسینات و سدّ ذرائع مفاسد و دَواعی اثم را بوجه اتم مبین گردانید و هر چیزے بیان کرده ارکان و شروط و آداب مُفصّل ساخته مثل این حکیم دانا و مشفق مهربان عقل تجویز میکند که اُمت خود را در مین مهلکه سپارد و تدبیر خلاص ایشان نه فرماید در غزوهٔ تبوک متوجه شام شود و اشارهٔ قوتِ غضبیهٔ رومیان کند و ایشان را تخویف نماید و نامه بکسریٰ نویسد که آتش غیرت بسببِ آن بدماغ او رسد و وے از کمال رعونتِ خود قاصدے پیش آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم فرستد و قصد اہانت کند و مُتنبّیان مانند مسیلمہ کذّاب و اَسود عنسی از زمینِ عرب برخاسته باشند و مردم ضعیف الاسلام در پے ترویج کفر اُفتاده باشند و سُوَرِ قرآن مانند عصافیر در دستِ مردم پراگنده باشد بحکمتِ این حکیم دانا و رافتِ این مشفق مهربان مناسبت دارد که تدبیر اصلاح عالم ناکرده و امت خود را زیر نسق خلیفه نه سپرده از عالم بگذرد۔
سوال اگر گوئی همه احکام در شرع مبین نشده است

نکال کر کُلّیت کی بلندی پر پہنچادیں بیان فرماتے ہیں۔ اس کے بعد جن چیزوں کی حاجت واقع ہوتی ہے جیسے اچھی زندگی بسر کرنے اور روزی کمانے کے آداب و معاملات گھریلو اصلاحات، شہری سیاست سب کو آپؐ نے مشرّح فرمادیا اور جو نامناسب باتیں ان مواقع میں تھیں اُن سے روکا اور دھمکایا اور اُن سب سے گزر کر قابل تحسین امور کو اور مفاسد کے ذرائع اور گناہوں کی طرف رغبت پیدا کرنے والے اسباب کی راہیں بند کرنے کے طریقوں کو اچھی طرح کھول کر ظاہر فرمایا اور ہر چیز بیان کردی، ارکان اور شروط و آداب کو آپؐ نے مفصّل کردیا۔ کیا ایسے صاحبِ حکمت دانشمند اور شفیق و مہربان کے بارے میں عقل اس بات کو جائز رکھتی ہے کہ آپؐ اپنی امّت کو خاص مقامِ ہلاکت میں چھوڑ دیں اور اُن کی اس سے رہائی کی کوئی تدبیر نہ کریں۔ غزوۂ تبوک میں آپؐ شام کی طرف متوجّہ ہوں اور رومیوں کی قوتِ غضبیہ کو بھڑکادیں اور اُن کو دھمکائیں، اور کسریٰ (شاہِ فارس) کو خط لکھیں کہ جس کے سبب سے غیرت کی آگ اُس کے دماغ میں پہنچ جائے، اور وہ کمال رعونت کے ساتھ اپنا قاصد بھی آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے پاس بھیجے اور آپؐ کی توہین کا ارادہ کرے۔ اور کئی نبوّت کا دعوےٰ کرنے والے مانند مُسیلمہ کذّاب اور اسوَدِ عنسی[1] کے سرزمین عرب سے اُٹھ کھڑے ہوئے ہوں اور ضعیف الاسلام لوگ کفر کو رواج دینے کے پیچھے پڑ گئے ہوں۔ اور قرآن کی سورتیں چڑیوں کی طرح لوگوں کے ہاتھوں میں پراگندہ ہوں۔ کیا (ایسے نازک وقت میں) اس حکیم دانا کی حکمت اور اس شفیق مہربان کی شفقت سے بات مناسبت رکھتی ہے کہ اصلاح عالم کی تدبیر کئے بغیر، اور اپنی اُمت کو اپنے کسی قائم مقام کے زیر انتظام تجویز کئے بغیر عالم سے گزر جاتے ؟۔ (جبکہ دنیا سے گزرنے کا وقت بھی آپ کو وحی الٰہی سے معلوم ہوچکا ہو)
سوال اگر تم یہ کہو کہ تمام احکام شرع میں بیان نہیں ہوئے

[1] یہ مدعی نبوت آنحضرتؐ کی وفات سے تقریباً ایک دن قبل فیروز کے ہاتھ سے قتل ہوا آپؐ نے اصحاب کو اس سے مطلع فرمادیا تھا ۱۲ مترجم

Marfat.com

بلکہ بسیارے از احکام بقیاس مجتہدین حوالہ گذاشتہ اند
نصب خلیفہ ہم از احکام غیر مُبَیَّنَہ باشد۔

جواب۔ گوئیم چیزیکہ در زمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم واقع بود خبر آن بآن حضرت رسیدہ لابد اصلاح آن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ است اگر خیر است تقریر نمودہ واگر شر است منع فرمود والّا تقریر بر معصیت لازم آید وآن محال است و مُصادِم عصمت و چیزے کہ قریب الوجود و قریب الحصول بود آن را بیان فرمود آری آنچہ بعید الوقوع است اِثارتِ شبہات بآن نکرد وآن عین رحمت است احکامی کہ بقیاس مجتہدین حوالہ کردہ اند آن وقائع بعید الوقوع است نہ قریب الوقوع وواقعہ کہ تقریر آن کردیم قریب الوقوع است پیش پا افتادہ کہ ہر عاقلی وقوع آن را غدًا او بعدَ غدٍ میداند شتّان بین القبیلتین باز بر قیاس مجتہدین آن را حوالہ کرد کہ عقل تحقیق آن مُستقل باشد نہ آنچہ تعبّدے محض باشد وتعیین خلیفہ کہ در زمان آیندہ تغیر و تبدیل نہ کُند وسعی او مفید مطالب مقصودہ باشد امرے موکول بترجمان لسانِ غیب کہ عقل را مدخل نتوان بُود۔

دلیل خامس غلبہ برجمیع ادیان در رسالتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم منطوی بود کما قال عزّ من قائل
هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

بلکہ احکام کا بہت سا حصہ مجتہدین کے قیاس پر چھوڑ دیا گیا ہے تو نصب خلیفہ بھی احکام غیر مُبَیَّنَہ میں سے ہوگا۔

جواب ہم کہتے ہیں کہ جس چیز کا وقوع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا اور اُس کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچ گئی تو ضرور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس کی اصلاح فرمائی ہے۔ اگر خیر ہے تو آپ نے اُس کو قائم رکھا اور اگر شر ہے تو اُس سے آپ نے منع فرما دیا۔ ورنہ معصیت پر برقرار رکھنا لازم آئے گا اور یہ محال (شرعی) ہے اور منافی عصمت۔ اور جو چیزیں قریب الوجود اور قریب الحصول تھیں اُن کو آپ نے بیان فرما دیا۔ ہاں جو باتیں بعید الوقوع تھیں اُن سے ازالۂ شبہات کے درپے آپ نہیں ہوتے اور یہ عین رحمت ہے۔ تو جو احکام قیاس مجتہدین کے حوالے کئے گئے ہیں وہ بعید الوقوع واقعات ہیں نہ کہ قریب الوقوع۔ اور جس واقعہ کی ہم نے تقریر کی ہے وہ قریب الوقوع اور پیش پا اُفتادہ ہے، ایسا کہ ہر صاحب عقل اُس کے وقوع کو ہر زمانہ میں جانتا ہے۔ دونوں باتوں کے محل و مواقع میں بڑا بُعد ہے۔ پھر قیاس مجتہدین کے حوالے بھی صرف اُن چیزوں کو کیا گیا ہے کہ جن کی تحقیق میں عقل مستقل ہو، نہ ایسی چیزیں جو تعبّدی محض ہوں اور ایسے خلیفہ کی تعیین جو کہ آئندہ زمانہ میں کوئی تغیر و تبدیل نہ کرے اور مطالب مقصودہ کے لئے اُس کی سعی مفید ہو، یہ ایک ایسا امر ہے جس کا انحصار لسان غیب کے ترجمان پر ہے کہ جس میں عقل کے دخل دینے کا موقع نہیں ہے۔

پانچویں دلیل تمام ادیان پر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت میں مُضمر تھا جیسا کہ اُس عزیز و حکیم کا ارشاد ہے هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ الخ (۶۱: ۹)

وہ اللہ ایسا ہے جس نے رسول کو ہدایت (کا سامان یعنی قرآن) اور سچا دین (یعنی اسلام) دے کر بھیجا ہے تاکہ اس (دین) کو تمام (بقیہ) دینوں پر غالب کر دے گو مشرک

Marfat.com

وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ و کما رُوِیَ من النبی صلے اللہ علیہ وسلم بالتواتر انّہٗ بَشَّرَ بفتح فارس و الروم فی اوّل مبعثہ بمکۃ و فی اول قدومہ بالمدینۃ و عند وفاتہ و اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تقریب عباد بآن فریضۂ محتومہ نکنند اداے واجب نکردہ باشند حاشاہ من ذٰلک زیراکہ فتوح فارس و رُوم ازان قبیل نیست کہ بدون نصب خلیفہ راشد میسّر شود و مطلق ایجاب خلیفہ اَیَّ خلیفۃٍ کان کفایت نے کند زیراکہ براے امر قوت ہر نفسے مساعد نیست مستحق با غیر مستحق مُشتبہ است و قرعۂ اختیار براے کسے زدن کہ براے آن موفق باشد و آن امر بروے میسّر گردد از علوم اُمّتیان بیرون است و مُقدّمۃ الواجبِ واجبۃٌ و فتنۂ ردّت معلوم آنحضرت بود صلے اللہ علیہ وسلم کہ پیدا شدنی است بنزول يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ و اوائل این فتنہ در زمان شریف ظہور کرد کہ مسیلمہ کذاب و اسود عنسی سر برداشتند و بالقطع معلوم بود کہ آن متنبّیان و مرتدان اگر دست یابند ملّت اسلام را برہم زنند و مسلمانان را مستاصل سازند و دفع این فتنہ سواے نصب خلیفۂ راشد ممکن نیست و نہ ہر خلیفہ کہ باشد بلکہ شخصے عزیز القدرے کہ بتدبیرِ غیب براے این امرِ عظیم معیّن فرماید و دفع ضرر واجب است

کیسے ہی ناخوش ہوں۔ اور جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ مروی ہے کہ آپ نے فارس اور رُوم کی فتح کی بشارت دی مکہ میں ابتدائی زمانۂ بعثت میں اور مدینہ تشریف لانے کے شروع زمانہ میں اور اپنی وفات کے قریب بھی اور اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بندوں کو اس یقینی فریضہ کو پورا کرنے کے قابل نہ بنائیں تو لازم آئے گا کہ آپؐ نے جو امر واجب تھا اُس کی ادائگی نہ کی جو آپؐ کی نسبت ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ فارس اور رُوم کا فتح کرنا اس درجہ کی بات نہیں جو خلیفۂ راشد کے نصب کئے بغیر میسّر ہوجائے۔ اور مطلقًا خلیفہ مقرر کر دینا کہ کسی کو بھی کر دیا جائے کافی نہیں ہوسکتا کیونکہ حکم رانی کی صلاحیت ہر نفس میں نہیں ہوتی، مستحق غیر مستحق کے ساتھ ملے جلے ہیں اور قرعۂ اختیار کسی ایسے شخص کے نام پر متعین کر دینا جو اس کیلئے (اللہ کی طرف سے) موفق ہو اور یہ (اہم کام) اُس پر آسان ہو، اُمّتیوں کے علوم سے باہر ہے۔ اور واجب کا مقدمہ بھی واجب ہوتا ہے۔ اور فتنۂ رِدّت (جو پیش آنے والا تھا) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس آیت کے نزول سے معلوم تھا کہ پیدا ہونے والا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ (۵: ۵۴)

اے ایمان والو جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے الخ

اور اس فتنہ کی شروعات آپ کے زمانۂ شریف میں ظاہر ہوگئی تھیں کہ مسیلمہ کذّاب اور اسودِ عنسی سر اُٹھا چکے تھے۔ اور یہ بات قطعی طور پر معلوم تھی کہ وہ مدعیانِ نبوّت اور مرتدین اگر قابو پالیں تو ملّتِ اسلام کو برباد کردیں گے اور مسلمانوں کی بیخ کنی کر ڈالیں گے۔ اور اس فتنہ کا دفع کرنا خلیفۂ راشد کے نصب کئے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اور یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ کوئی بھی خلیفہ بن جائے۔ بلکہ (ایسے نازک وقت میں) ایک صاحبِ عزت اور صاحبِ قدرت شخص کی ضرورت تھی جس کو تدبیرِ غیب اس امرِ عظیم کے لئے معین فرمائے۔ اور دفع ضرر واجب ہے (تو یہ ضرر جو اسلام اور مسلمانوں کے سروں پر منڈلا رہا تھا

Marfat.com

وحقیقت حَرِیصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ ۵ بغیر تقریب بخیر و تبعید از شر متحقق نمے شود قال اللہ تعالےٰ اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّھُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِکًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ اگر درین آیہ فہم خودرا کارفرما شوی بدانی کہ مقاتلہ با کفار ابتداءً و دفعاً بغیر نصب خلیفہ امکان نیست و ہر خلیفہ بآن قائم نمے تواند شد بل واحدٌ بعدَ واحدٍ و تمیز این واحد از معقول عامّہ خارج است پیغامبرے باید کہ از تلقّی غیب تعیین آن فرماید و فتنہ اختلاف ظاہر بینان در تعیین خلافت فرو نشاند و آتش شغب قدح کنندگان بہ بعض معائب عُرفیّہ و مثالب رسمیّہ بآب زلال معارف حقّہ انطفا نماید و اگر تاریخ ملوک را بخوانی البتہ بدانی کہ در مثل این حالات مضطر شدہ اند بنصب بادشاہ عزیز الوجود و در تعیین آن بادشاہ گاہی بذیل نجوم متمسک می شدند وگاہی بہ رؤیا و استخارہ و گاہی بفراست حکیمے کہ بر کہانت او اعتماد داشتہ باشند و جزئیات این قصص از حد شمار بیرون است و اگر یاد نداری گر قصّہ رای زدن زال دستان بعد قتل نوذر و گفتن او ؎

نہ زیبد بہر پہلوی تاج و تخت

اس کا دفع بھی واجب تھا) اور حقیقت حَرِیصٌ عَلَیْکُمْ الخ (۱۲۸:۹) جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں۔ ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں! بغیر مسلمانوں کو خیر سے قریب کرنے اور شر سے بعید کرنے کے متحقق نہیں ہوتی۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّھُمُ ابْعَثْ الخ (۲۴۶:۲) جب کہ ان لوگوں نے اپنے پیغمبر سے کہا کہ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دیجئے کہ ہم اللہ کی راہ میں (جالوت سے) قتال کریں! اگر تم اس آیت میں اپنی فہم کو کام میں لاؤ تو جان لوگے کہ کفار کے ساتھ مقاتلہ خواہ ابتداءً ہو (کہ جارحانہ طور پر تم خود ان پر حملہ کرو) یا دفعاً ہو (یعنی بطور مدافعت کہ وہ حملہ آور ہیں اور تم اپنا بچاؤ کرنے والے) بغیر نصب خلیفہ ممکن نہیں ہے اور ہر خلیفہ اس کے لئے قائم (یعنی صاحب صلاحیت) نہیں ہو سکتا، بلکہ ایک کے بعد دوسرا کرنا پڑے گا اور اس ایک کو متمیز کرنا معقول عامہ سے خارج ہے۔ اس لئے پیغمبر کی ضرورت ہے جو غیبی حکم سے اس کی تعیین کرے اور ظاہر بینوں کے اختلاف کے فتنہ کو جو تعیین خلافت میں پیدا ہو دبا دے۔ اور بعض معائب عرفیہ اور عیوب رسمیہ کے پیش نظر اس پر جرح و قدح کرنے والوں کی آتش فساد کو معارف حقّہ کے مصفّا پانی سے بجھا دے۔ اور اگر تم بادشاہوں کی تاریخ کو پڑھوگے تو ضرور جان لوگے کہ اس قسم کے حالات میں لوگ کسی عزیز الوجود بادشاہ کے نصب کرنے پر بے چین ہو گئے ہیں اور ایسے بادشاہ کی تعیین میں کبھی قواعد نجوم سے دلیل لیتے تھے اور کبھی خوابوں اور استخارے سے اور کبھی کسی ایسے حکیم کی فراست سے جس کی کہانت پر اعتماد رکھتے ہوں۔ اور اس قصہ کی جزئیات حد شمار سے باہر ہیں اگر تمہیں یاد نہیں تو (شاہنامہ فردوسی میں ہے) زال دستان کا رائے دینے کا قصہ نوذر کے قتل ہونے کے بعد اور اس کا یہ کہنا ؎ نہ زیبد بہر پہلوی تاج و تخت الخ ہر پہلوی کے لئے تاج و تخت زیبا نہیں ہے۔ اس کے لئے

Marfat.com

بباید کہ شاہ فرخندہ بخت ؛
کہ باشد برو فرۂ ایزدی
بتابد ز گفتار او بخردی

ودر آخر کار برزو و طہماسپ اتفاق نمودن و قصۂ ضعف سلطنتِ کاؤس در وقت پیری او وخواب دیدنِ گودرز کہ اصلاح سلطنتِ فارس بخلافتِ کیخسرو خواہد بود وگیو را فرستادن برائے آوردن کیخسرو از اقصے توران این نیز کفایت میکند و اینجا دقیقہ ایست کہ اگر فہم کنی اکثر معضلا آسان شود سنۃ اللہ جاری است بر آنکہ چون اکثر خلق بشدتے درمانند مدبر السموات و الارض الہامے یا تقریبے می فرستد تا اصلاح عالم بآن تدبیر و رفع شدت صورت گیرد بعث رسل و نصب مجددین بر سر ہر مائۃ وچیزہائے بسیار متفرع بر ہمین اصل است سر بعثت آنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم در وقتِ غلبۂ کفر در آفاق تقاضا کردہ است کما جاء فی الحدیث القدسی ان اللہ مقت عربہم وعجمہم الا بقایا من اہل الکتاب وانی اردت ان ابتلیک بہم وابتلیہم بک الحدیث ہمان سر چون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از عالم ادنےٰ بعالم اعلےٰ انتقال فرمود و ہنوز ظہور دین حق چنانکہ مے بایست نشدہ و اسباب اختلال دین حق بہم رسیدہ بار دیگر برقع از روئے خود گشاد و تعیین خلیفۃ ثم خلیفۃ نمود تا آنکہ مراد حق تمام شد و موعود او منجز گشت و چنانکہ معرفت شخصے کہ متحمل اعباء نبوت

ایسا بادشاہ ہونا چاہیئے جو مبارک بخت والا ہو۔ ایسا کہ اس پر خدا کا دبدبہ ہو۔ اُس کے کلام سے عقل کا نور چمکتا ہو۔ آخرکار برزو اور طہماسپ کا اتفاق کرنا اور کاؤس کی ضعفِ سلطنت کا قصہ اُس کے بڑھاپے کے زمانہ میں اور گودرز کا خواب دیکھنا کہ سلطنتِ فارس کی اصلاح کیخسرو کی خلافت سے ہوگی اور اقصائے توران سے کیخسرو کو لانے کے لئے گیو کو بھیجنا، یہ قصہ بھی کافی ہوجائے گا۔ اور یہاں ایک دقیقہ ہے اگر اُس کو سمجھ لو تو اکثر دشوار باتیں آسان ہوجائیں گی عادتِ الٰہی اس طرح جاری ہے کہ جب اکثر مخلوق کسی شدت میں مبتلا ہوجاتی ہے تو اللہ مدبر السموات والارض کوئی الہام یا تقریب بھیجتا ہے (جو قلوبِ عامہ کو کسی خاص راستے کی طرف مائل کردے) تاکہ عالم کی اصلاح اُس تدبیر سے ہوجائے اور سختی دفع ہونے کی صورت پیدا ہو۔ رسولوں کی بعثت اور ہر صدی کے سرے پر مجددین کا نصب کرنا اور بہت سی چیزیں اسی اصل پر متفرع ہیں۔ وہ راز کہ جس نے آفاق میں غلبۂ کفر کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا تقاضا کیا تھا یہی ہے جیسا کہ ایک حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے (تمام روئے زمین کے لوگوں کو دیکھا) تو ناپسند کیا اُن میں کے عرب والوں کو بھی اور عجم والوں کو بھی بجز چند اہلِ کتاب کے جو باقی رہنے والے تھے (اپنے دین پر) اور (کہا) کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ تیری آزمائش کروں اُن سے اور اُن کی آزمائش کروں تجھ سے، آخر حدیث تک۔ اسی راز نے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عالمِ ادنےٰ سے عالمِ اعلےٰ کو انتقال فرمایا اور ابھی تک دین کا غلبہ جیسا کہ چاہیئے تھا نہیں ہوا تھا اور دینِ حق میں خلل واقع ہونے کے اسباب جمع ہوگئے دوبارہ اپنے چہرے سے برقع اٹھایا اور ایک خلیفہ کی پھر (دوسرے) خلیفہ کی تعیین کی تاآنکہ اللہ نے جس چیز کا ارادہ کیا تھا وہ پوری ہوگئی اور اُس کا وعدہ پورا ہوگیا۔ اور جس طرح کہ ایسے شخص کا پہچاننا جو بارِ نبوت کا

Marfat.com

میشود از علوم بشر خارج است و لہٰذا جاہلان گفتند لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ہمچنان معرفتِ شخصے کہ اعباء خلافت حمل نماید و آن مراد حق را بکمال رساند مقدور بشر نیست این ہمہ تدبیر غیب است کہ از پس پردہ کارہا میکند و لابد است کہ پیغامبر بآن شخص معین ارشاد فرماید و اگر فرض کنیم کہ بعض انواع تعیین بگذارد و آن نخواہد بود الا از جہت اعتماد بر تکفل الٰہی کہ یأبی اللہ و المؤمنون الا ابابکر ظاہر بینان معنے خلافت را تصدر شخصے بر ابناء نوع خود بفرمانروائی فہم میکنند و ازین معنے میکاہند و برین تصدر حسد می ورزند و یأبی اللہ الا ان یتم نورہ و حقیقت شناسان تدبیر غیب برائے اصلاح عالم و انجاز موعود می بینند و این استخلاف را یکے از نعم عظیمہ می شمارند ؎ حکمت محض است اگر لطف جہان آفرین ؛ خاص کند بندۂ مصلحت عام را ؛

مقدمہ ثانیہ آنکہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تنصیص بخلیفہ فرمودہ است آن خلیفہ صدیق اکبر است لاغیر ثم عمر بعدہٗ ثم عثمانؓ بعد عمر دلیلش آنکہ بتواتر معلوم شد کہ صدیقؓ و فاروقؓ و ذو النورینؓ بادشاہان زمین بودند و فرمان روائی مے کردند و مردمان ہمہ بایشان معاملۂ رعیت با خلیفہ بجا مے آوردند

متحمل ہو جاتے بشر کے علوم سے خارج ہے اور اسی بناء پر جاہلوں نے کہا لَوْلَا نُزِّلَ الخ (۴۳: ۳۱) یہ قرآن (اگر کلام الٰہی ہے تو) ان دونوں بستیوں (مکہ اور طائف کے رہنے والوں) میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں نازل کیا گیا؛ اسی طرح اس شخص کا پہچاننا جو بارِ خلافت کو اٹھائے اور مراد حق کو کمال کو پہنچا دے بشر کی قدرت میں نہیں ہے۔ یہ سب غیب کی تدبیر ہے جو پردوں کے پیچھے سے بہت سے کام کرتی ہے اور لازمی ہے کہ پیغمبر اس شخص معین کے بارے میں ارشاد فرمائے۔ اور اگر ہم فرض کر لیں کہ تعیین کی بعض انواع کو چھوڑ دے تو ایسا صرف خدا کے متکفل ہونے کے اعتماد کی بناء پر ہی ہوگا کہ یأبی اللہ الخ یعنی اللہ تعالےٰ اور مومنین بجز ابوبکرؓ دوسرے سے انکار کرتے ہیں۔ ظاہر بین لوگ خلافت کے معنے یہ سمجھتے ہیں کہ ایک شخص کو اپنی نوع کے لوگوں میں سے فرماں روائی کے لئے صدر بنا دیا جائے اور اس معنے سے کڑھتے ہیں اور اس صدر نشینی پر حسد کرنے لگتے ہیں و یأبی اللہ الخ اور اللہ تعالےٰ اپنا نور پورا کر کے چھوڑتا ہے؛ اور جو تدبیرِ غیب کے حقیقت شناس ہیں وہ دیکھتے ہیں کہ یہ اصلاح عالم اور ایفائے وعدہ کے لئے کی جاتی ہے، اور اس خلیفہ بنانے کو ایک بڑی نعمت شمار کرتے ہیں ؎ حکمت محض است الخ خالص حکمت ہے اگر جہان کو پیدا کرنے والے کی عنایت کسی بندے کو مصلحتِ عام کے لئے خاص کر لے۔

دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحت کے ساتھ کسی خلیفہ کو نامزد کیا ہے تو وہ خلیفہ صدیق اکبرؓ ہیں اور کوئی دوسرا نہیں پھر ان کے بعد عمرؓ پھر بعد عمرؓ کے عثمانؓ۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ بات تواتر سے معلوم ہے کہ صدیقؓ اور فاروقؓ اور ذی النورینؓ ملک کے بادشاہ تھے اور فرمانروائی کرتے تھے اور سب لوگوں کا معاملہ ان کے ساتھ وہی تھا جو رعیت کا خلیفہ کے ساتھ ہوتا ہے

Marfat.com

و بلفظ یا خلیفۃ رسول اللہ و یا امیر المومنین
ندا میکردند این قدر را خود موافق و مخالف
ہمہ میدانند پس یک جزو خلافت کہ فرمانروائی
است ایشان را ثابت شد نہ غیر ایشان را پس
از غیر این حضرات اسم خلافت منتفی شد گفتگوے
سنی و شیعی دران است کہ ایشان درین فرمانروائی
مطیع بودند یا عاصی شارع بخلافت ایشان
نص کردہ بود یا بخلافت دیگرے یا بر خلافت
ہیچ کس نص نہ فرمود پس میگوئیم اگر نص
شارع برہمین عزیزان بود و ایشان موافق
آن نص خلیفہ شدند فبہا و اگر نص برائے
دیگری بود و ایشان بسینہ زوری خلیفہ شدند و
عاصی گشتند در تصدی خلافت قباحتہائے
بسیار لازم می آید تدلیس در کلام رب العزت
جل و علا و کلام افضل الصلوات والتسلیمات
و کذب متواترات مرویہ از صادق مصدوق
و اجماع امت مرحومہ بر ضلالت و ارتفاع
امن از احکام شرع و عدم قیام حجت تکلیف
بہیچ یکے از احکام بر ہیچ یک از امت و
مخالفت حکم عقل صراح و تناقض در
مقصود شارع اما تدلیس در کلام رب
العزت بر تقدیرے کہ ایشان عاصی
باشند در خلافت ازان جہت لازم
مے آید کہ در قرآن عظیم بشارت
بہشت و مدح و ثنا و اخبار برضاے
اہل بیعت شجرہ و سابقین اولین از
مہاجرین و انصار آمدہ است لَقَدْ رَضِيَ
اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ
تَحْتَ الشَّجَرَةِ

اور سب لوگ ان کو یا خلیفۃ رسول اللہ اور یا امیر المومنین کہہ کر
پکارتے تھے۔ اتنی بات موافق اور مخالف سب جانتے ہیں، تو
خلافت کا ایک جزو جو کہ فرمانروائی ہے وہ تو اُن کے لئے ثابت
ہوگیا نہ دوسروں کے لئے اس لئے ان حضرات کے سواجن کے
نام لئے گئے ہیں دوسرے ناموں کے ساتھ خلافت کا لقب
نہیں لگایا جائے گا اس کی نفی ہوگئی۔ اب گفتگو سُنی اور شیعی
کی اس میں ہے کہ وہ اس فرمانروائی میں مطیع تھے یا عاصی۔
شارع نے ان کی خلافت پر نص کی تھی یا کسی دوسرے
کی خلافت پر۔ یا کسی شخص کی خلافت پر نص نہیں فرمائی۔
اب ہم کہتے ہیں کہ اگر نص شارع ان ہی بزرگواروں پر تھی
اور وہ اس نص کے موافق خلیفہ ہوئے تو فبہا۔ اور اگر
نص کسی دوسرے کے لئے تھی اور یہ صاحبان سینہ زوری سے
خلیفہ بن کر عاصی ہوگئے تو اِس تعرّض خلافت (یعنے اس
حیثیتِ خلافت) میں بہت سی قباحتیں لازم آتی ہیں۔ کلام
رب العزت جل شانہ، اور کلام افضل الانبیاء علیہ افضل الصلوات
والتسلیمات میں تدلیس (یعنے عیب کو چھپالینا) حضرت صادق
و مصدوق سے متواترات مرویہ کا جھوٹا ہونا اور امت مرحومہ
کا اجماع گمراہی پر۔ احکام شرع سے امن (اطمینان) کا اٹھ
جانا۔ احکام میں سے کسی بھی حکم پر مکلف بنائے جانے کی
حجت کا کسی بھی اُمتی پر عدم قیام۔ حکم عقل صریح کی مخالفت
مقصود شارع میں تناقض۔ کلام رب العزت میں تدلیس
کا بیان اس صورت میں کہ ان بزرگواروں کو خلافت میں
عاصی مانا جائے اس جہت سے لازم آتی ہے کہ قرآن مجید
میں ان حضرات صحابہؓ کے حق میں جو مہاجرین و انصار میں
سے سابقین اولین میں سے تھے جو بیعت شجرہ میں شامل
تھے، جنت کی بشارت اور مدح و ثنا اور (اللہ تعالےٰ کے اُن
سے) راضی ہونے کی خبر دی گئی ہے لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ الخ
(۱۸:۴۸) بیشک اللہ تعالےٰ ان مسلمانوں سے خوش ہوا
جب کہ یہ لوگ آپ سے درخت (سمرہ) کے نیچے بیعت کر رہے تھے

Marfat.com

فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا ۝ وَّ مَغَانِمَ كَثِیْرَةً یَّاْخُذُوْنَهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا ۝ وشیخین ازاں جملہ اند پس اگر ایشان غاصب و جابر می بودند تدلیس عظیم باشد و خدای تعالےٰ از تدلیس منزّہ است و غیر شیخین از دو حالت بیرون نیستند یا اعانت نمودند یا سکوت ورزیدند اگر اعانت کردند ہمہ ظالم و فاسق باشند زیراکہ اعانت ظالم ظلم است قال اللّٰہ تعالےٰ اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ و اگر سکوت کردند سکوت بنابر خوف بود یا بغیر خوف اگر بغیر خوف بود ہمہ عاصی شدند و اگر خوف بود آن خوف در جمیع مہاجرین وانصار و اہلِ بیعت رضوان یا اکثر ایشان بود یا قلیلے را از ایشان اگر جمیع را بود یا اکثر را این مقدمہ باطل است بالبداہت زیراکہ چون مہاجرین یا اکثر ایشان بر صرف خلافت از شیخین کمر می بستند استخلافِ ایشان صورت نمی بست و شیخین را بجز مہاجرین وانصار ناصری نبود و اگر اقل را خوف لاحق شدہ بود اکثر عاصی شدند بمخافتِ آن اقل پس این بشارات بصیغہ جمع ہزلِ صرف باشد و از آن جہت کہ اگر صدیق در خلافتِ خود جابر و غاصب بود درحق او آیاتِ دالہ برکمال مدح و ثنا و مبشرہ بدخولِ جنت نازل نمی شد لیکن آیات بسیار باین صفت نازل شد

اور ان کے دلوں میں جو کچھ تھا اللہ کو وہ بھی معلوم تھا پس اللہ تعالےٰ نے اُن میں اطمینان پیدا کر دیا اور ان کو ایک لگے ہاتھ فتح دیدی اور (اس فتح میں) بہت سی غنیمتیں بھی (دیں) جن کو یہ لوگ لے رہے ہیں اور اللہ تعالےٰ بڑا زبردست بڑا حکمت والا ہے! اور اُن (بیعت کرنے والوں میں) شیخین بھی تھے تو اگر یہ حضرات غاصب اور جابر تھے تو یہ بہت بڑی تدلیس ہوگی اور خدا تعالےٰ تدلیس سے منزّہ ہے اور شیخین رض کے علاوہ دوسرے لوگ (جو اس بیعت میں شریک تھے) دو حال سے باہر نہیں ہو سکتے۔ یا تو اُنھوں نے (اس غصب پر) اعانت کی یا چپ ہو رہے۔ اگر اعانت کی تو سب ظالم و فاسق بن جائیں گے کیونکہ ظالم کی اعانت ظلم ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ (۳۷:۲۲) جمع کرو ظالموں کو اور ان کے ہم مشربوں کو۔ اور اگر سکوت کیا تھا تو یہ سکوت بنا بر خوف تھا یا بغیر خوف کے اگر بغیر خوف تھا تو سب عاصی ہوگئے۔ اور اگر خوف تھا تو وہ تمام کے تمام مہاجرین وانصار اور اہلِ بیعت رضوان کو تھا، یا اُن میں اکثر لوگوں کو تھا، یا ان میں سے تھوڑے لوگوں کو۔ اگر سب کو یا اکثر کو تھا تو یہ مقدمہ باطل ہے بالبداہت۔ اس لئے کہ اگر مہاجرین یا اُن کے اکثر لوگ خلافت کے ہٹانے پر کمر باندھ لیتے تو اُن کے استخلاف کی پھر کوئی صورت ہی نہ بنتی۔ اور شیخین رض کا بجز مہاجرین و انصار کے اور کوئی مددگار ہی نہیں تھا۔ اور اگر تھوڑے لوگوں کو خوف لاحق ہوا تھا تو (دوسری پارٹی والے) "اکثر" لوگ عاصی ہوئے اُن قلیل التعداد لوگوں کو ڈرانے کی وجہ سے تو یہ بشارات جمع کے صیغے کے ساتھ ایک مذاق بن جائیں گی۔ اور اس جہت سے لازم آتی ہے کہ اگر صدیق رض اپنی خلافت میں جابر اور غاصب ہوتے تو اُن کے حق میں ایسی آیتیں نازل نہ ہوتیں جو اُن کے حق میں بڑی مدح و ثنا پر دلالت کرنے والی اور اُن کو دخول جنّت کی بشارت دینے والی ہیں۔ لیکن اس طرح کی بہت سی آیتیں نازل ہوئیں

Marfat.com

پس خلافت او حق است اما ملازمت پس ازان جہت کہ مدح و ثنائی شخصے کہ مبدا فساد عام شود تدلیس است وخدای تعالیٰ از تدلیس منزہ است وبشارت کسیکہ مرتکب کبیرہ باشد وبغیر توبہ بمیرد نزدیک اشاعرہ قلیل الوقوع است و نزدیک معتزلہ ممتنع الوقوع وبہر تقدیر در تنویہ امرے بغیر بیان جلیۃ الحال تلبیس عظیم است و اگر شارع قصۂ از قصص بنی اسرائیل ذکر فرماید وانکار بران نکند دلیل باشد برجواز آن کار از جہت آنکہ تقریر او تدلیس است فکیف ثنا و مدح وبشارت بہشت شخصے را کہ در آخر عمر چنین کارہای شنیعہ ازوی بظہور آید سبحانک ہٰذا بہتانٌ عظیمٌ اما بطلان لازم پس ازان جہت کہ جمعے غفیر از مفسرین در آیات بسیار ذکر کردہ اند کہ در حق صدیق نازل شدہ اند و این روایات طرق بسیار دارد بحیثیتے کہ نزدیک اجتماع یقین بقدر مشترک حاصل شود وچون در حق صدیق وارد باشند دخول صدیق دران قطعی باشد در بعض آیات بجز روایات سلف قرائن بسیار یافتہ میشود کہ سبب نزول آن حضرت صدیق بودہ است اول اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا وصاحب در غار باتفاق موافق و مخالف غیر صدیق نبود

تو ان کی خلافت حق ہے۔ رہی ملازمت (تدلیس) تو وہ اس جہت سے ہے کہ کسی ایسے شخص کی مدح وثنا جو فساد عام کا مبدا ہو تدلیس ہے اور خدا تعالیٰ تدلیس سے منزہ ہے اور کسی ایسے شخص کو بشارت دینا جو کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوا اور بغیر توبہ مرجائے اشاعرہ کے نزدیک قلیل الوقوع اور معتزلہ کے نزدیک ممتنع الوقوع ہے (یعنی ایسی بشارت کا وقوع محال ہے) اور بہر صورت ان کی رفعت قدر کا ظاہر کرنا اور جو حال جلی اور واضح ہے اس کو نہ بیان کرنا بڑی تلبیس ہے۔ اور اگر شارع بنی اسرائیل کے قصوں میں سے کوئی ذکر فرمائے اور اس پر انکار نہ کرے تو وہ دلیل ہوگا اس کام کے جواز پر۔ مگر اس صورت میں کہ اس کی تقریر میں تدلیس کا ظن بھی موجود ہو کیسے جواز نکل سکے گا۔ غرض ایسے شخص کی ثنا۔ و مدح کا اور اس کو بہشت کی بشارت کا کیا وزن ہے جس سے آخر عمر میں ایسے بدترین افعال کا ظہور ہوا ہو۔ سبحٰنک ھٰذا بھتانٌ عظیمٌ۔ رہا بطلان لازم آنے کا حال تو وہ اس جہت سے ہے کہ مفسرین کی ایک بڑی جماعت نے بہت سی آیات کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں وارد ہوئی ہیں اور یہ روایات بہت سے طرق رکھتی ہیں اس حیثیت سے کہ جب اُن کے اجتماع پر نظر کرتے ہیں تو امر مشترک کا یقین ہو جاتا ہے اور جب کہ وہ سب حضرت صدیق کے حق میں وارد ہیں تو صدیق رضی اللہ عنہ کا دخول اس میں قطعی ہو جاتا ہے اور بعض آیات میں علاوہ روایات سلف بہت سے قرائن بھی اس امر کے پائے جاتے ہیں کہ ان کا سبب نزول حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ہوتے ہیں۔ اول اِلَّا تَنْصُرُوْهُ الخ (۹ : ۴۰) اگر تم لوگ رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کی مدد نہ کروگے تو اللہ تعالیٰ آپ کی مدد اس وقت کر چکا ہے جب کہ آپ کو کافروں نے جلا وطن کر دیا تھا جب کہ دو آدمیوں میں ایک آپ تھے جس وقت کہ دونوں غار میں تھے جب کہ آپ اپنے ہمراہی سے فرما رہے تھے کہ تم (کچھ) غم نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ہمراہ ہے؛ اور غار کے رفیق موافق و مخالف سب کے نزدیک صدیق رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی نہ تھا

Marfat.com

دوم وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ اشارت است بصدیق رضی اللہ عنہ باتفاق سیوم لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ قال الواحدی قال الکلبی فی روایۃ محمد بن الفضل نزلت فی ابی بکر رضی اللہ عنہ تدل علی ہذا انہ کان اول من انفق المال علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واول من قاتل علی الاسلام وقال ابن مسعود اول من اظہر اسلامہ بسیفہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر وقد شہد لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بانفاق مالہ قبل الفتح فی احادیث کثیرۃ چہارم فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ ۖ قال الواحدی قال عطاء عن ابن عباس یرید ابابکر وعمر والیاں للنبی صلی اللہ علیہ وسلم علی من عاداہ وینصرانہ وعن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ وصالح المؤمنین قال صالح المؤمنین ابوبکر وعمر پنجم وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ۚ حَتَّىٰ إِذَا

دوم وَلَا يَأْتَلِ الخ (۲۴: ۲۲) اور جو لوگ تم میں (دینی) بزرگی اور (دنیوی) وسعت والے ہیں وہ اہل قرابت کو اور مساکین کو اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے سے قسم نہ کھا بیٹھیں اور چاہیئے کہ یہ معاف کردیں اور درگزر کریں۔ کیا تم یہ بات نہیں چاہتے کہ اللہ تعالے تمہارے قصور معاف کردے بیشک اللہ تعالے غفور رحیم ہے؛ بالاتفاق اشارہ ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف۔ سوم لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ الخ (۵۷: ۱۰) جو لوگ تم میں سے فتح مکہ سے پہلے (فی سبیل اللہ) خرچ کرچکے اور لڑ چکے سب برابر نہیں ہیں۔ الخ؛ واحدی نے کہا کہ کلبی کا قول ہے محمد بن الفضل کی روایت میں کہ یہ آیت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر مال خرچ کیا اور پہلے شخص ہیں جس نے اسلام کے لئے جہاد کیا۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سب سے پہلے جس نے اسلام کی مدد اپنی تلوار سے کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ اور بہت سی احادیث میں اُن کے حق میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح سے پہلے اُن کے مال خرچ کرنے کی شہادت دی۔ چہارم فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ (۶۶: ۴) تو (یاد رکھو) پیغمبر کا رفیق اللہ ہے اور جبریل ہے اور نیک مسلمان ہیں؛ واحدی نے کہا کہ کہا عطاء نے مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ مراد ہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ جو نگہداشت کرنے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہر دشمن کے مقابلہ پر اور یہ دونوں آپ کی مدد کرتے تھے۔ اور روایت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ روایت کرتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے قول حق تعالیٰ وصالح المؤمنین میں کہ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ پنجم وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ (۴۶: ۱۵) اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اُس کی ماں نے اُس کو بڑی مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا اور بڑی مشقت کے ساتھ اُس کو جنا اور اُس کو پیٹ میں رکھنا اور دودھ چھوڑانا تیس مہینے (میں پورا ہوتا ہے) یہاں تک کہ جب وہ

Marfat.com

بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚۛ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَ اِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

قال الواحدی قال مقاتل وعطاء والکلبی عن ابن عباس هذه الآیة نازلة فی الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنه وکان حمله وفصاله هذا القدر ویدل علی صحة هذا قوله حتی اذا بلغ اشده الی آخر الآیة وقد علمنا ان کثیرا من الناس من بلغ هذا المبلغ لم یکن منه هذا القول وهو ما ذکر اللہ عنه قال رب اوزعنی الآیة فدل انه فی انسان بعینه وهو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنه ومعنی قوله بلغ اشده قال عطاء ثمانی عشرة سنة وذلک انه صحب النبی صلی اللہ علیه وسلم وهو ابن ثمانی عشرة سنة والنبی صلی اللہ علیه وسلم عشرین سنة فی تجارته الی الشام فکان لا یفارقه فی اسفاره وحضوره فلما بلغ اربعین سنة ونبی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم دعا ربه فقال رب اوزعنی الهمنی ان اشکر نعمتک علی من الهدایة والایمان حتی لم اشرک بک وعلی والدی ابی قحافة عثمان بن عمرو وام الخیر بنت صخر بن عمرو قال علی بن ابی طالب

اپنی جوانی کو پہنچ جاتا ہے اور چالیس برس کو پہنچتا ہے تو کہتا ہے اے میرے پروردگار مجھ کو اس پر مداومت دیجئے کہ میں آپ کی ان نعمتوں کا شکر کیا کروں جو آپ نے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہیں اور میں نیک کام کروں جس سے آپ خوش ہوں اور میری اولاد میں بھی میرے لئے صلاحیت پیدا کر دیجئے۔ میں آپ کی جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں فرمانبردار ہوں"۔ کہا واحدی نے کہ کہا مقاتل اور عطاء وکلبی نے کہ مروی ہے ابن عباس رضی سے اس آیت کے بارے میں کہ یہ نازل ہوئی صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں اور ان کے حمل اور دودھ چھوڑانے کی مقدار یہی (تیس ماہ) تھی۔ اور اس بات کی صحت پر یہ قول بھی دلالت کرتا ہے حتی اذا بلغ اشدہ آخر آیت تک اور ہم جانتے ہیں کہ بہت سے جو عمر کی اس حد کو پہنچتے ہیں اُن سے یہ قول صادر نہیں ہوتا اور وہ جو اللہ نے ذکر فرمایا اُن کی بات کا قال رب اوزعنی الآیہ تو یہ دلالت کرتا ہے کہ ایک فرد معین انسان کے بارے میں اور وہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور اس ارشاد بلغ اشدہ کے معنے میں عطاء نے کہا اٹھارہ سال اور یہ اس لئے کہ وہ مصاحب ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جب کہ وہ اٹھارہ سال کے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیس سال کے تھے جب شام کی طرف تجارت کے لئے گئے تھے پھر وہ کبھی کسی سفر اور حضر میں آپ سے جدا نہیں ہوتے تھے۔ پھر جب چالیس سال عمر ہو گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی بنائے جا چکے تو انھوں نے اپنے رب سے دعا کرتے ہوئے کہا رب اوزعنی یعنی الہمنی ان اشکر نعمتک علی اے میرے رب مجھے الہام کر دیجئے کہ میں آپ کی نعمت کا شکر کروں جو مجھ پر ہوئی ہدایت اور ایمان کی توفیق سے یہاں تک کہ میں نے تیرے ساتھ شرک نہیں کیا وعلی والدی اور میرے والدین پر ہوئی یعنی ابو قحافہ عثمان بن عمرو اور ام الخیر بنت صخر بن عمرو۔ فرمایا علی رضی بن ابی طالب نے

Marfat.com

فی ہذہ الآیۃ فی ابی بکر اسلم
ابواہ جمیعا ولم یجتمع لاحد من
الصحابۃ المہاجرین ابواہ غیرہ
اوصاہ اللہ بہما ولزم ذلک
من بعدہ وان اعمل صالحا
ترضاہ قال ابن عباس اجابہ
اللہ تعالی فاعتق تسعۃ من
المؤمنین یعذبون فی اللہ
ولم یرد شیئا من الخیر الا اعانہ
اللہ سبحانہ واستجاب لہ فی
ذریتہ اذ قال واصلح لی
فی ذریتی ولم یبق لہ ولد
ولا والد ولا والدۃ الا آمنوا
باللہ وحدہ ہفتم والذی جاء
بالصدق محمد صلی اللہ
علیہ وسلم وصدق بہ
ابوبکر واصحابہ وہم المؤمنون
الذین صدقوا محمدا صلی
اللہ علیہ وسلم بما جاء بہ من الاسلام
اولئک ہم المتقون ہشتم الذین
ینفقون اموالہم باللیل والنہار
سرا وعلانیۃ فی الکشاف قیل
نزلت فی ابی بکر الصدیق رضی اللہ
تعالی عنہ حین تصدق باربعین
الف دینار عشرۃ باللیل و
عشرۃ بالنہار وعشرۃ فی
السر وعشرۃ فی العلانیۃ
وخدائے تعالی مے فرماید
وسیجنبہا الاتقی

اس آیت کے متعلق کہ یہ ابوبکرؓ کے بارے میں ہے۔ ان کے ماں
اور باپ دونوں اسلام لائے اور صحابہ مہاجرین میں سے
کسی کے ماں باپ اسلام پر مجتمع نہیں ہوئے بجز ابوبکرؓ کے
اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی خدمت کا ان کو حکم دیا اور ان کے
علاوہ اور سب پر بھی لازم کر دیا وان اعمل صالحا ترضاہ
یعنی میں ایسے نیک عمل کروں جن سے آپ خوش ہوں
کہا ابن عباسؓ نے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی تو
انھوں نے ایسے نو مومنین کو (خرید کر) آزاد کیا ہے جن کو
اللہ پر ایمان لانے کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا تھا اور کسی
سبب خیر کا انھوں نے ارادہ نہیں کیا مگر اللہ سبحانہ نے
ان کی مدد کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد کے بارے
میں بھی ان کی دعا قبول کی جو انھوں نے کی تھی واصلح
لی فی ذریتی (اور میری اولاد میں بھی میرے لئے صلاح
پیدا کر دیجئے) اور ان کی اولاد اور والدہ میں سے کوئی باقی
نہیں رہا سب اللہ واحد پر ایمان لے آئے۔ ہفتم والذی
جاء بالصدق الخ (۳۳:۳۹) اور جو سچ لے کر آیا محمد
صلے اللہ علیہ وسلم، اور جس نے اس کی تصدیق کی ابوبکرؓ
اور ان کے اصحاب اور وہ سب ایسے مومنین ہیں جنھوں نے
اس کی تصدیق کی جو اسلام کے بارے میں محمد صلے اللہ علیہ
وسلم لے کر آئے اولئک ہم المتقون ○ (یہی لوگ اہل
تقویٰ ہیں)، ہشتم الذین ینفقون الخ (۲:۲۷۴) جو
لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو رات میں اور دن میں
پوشیدہ اور آشکارا۔ کشاف میں ہے کہ کہا گیا کہ یہ
آیت نازل ہوئی صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں جب
انھوں نے چالیس ہزار دینار صدقہ کئے دس ہزار رات میں
اور دس ہزار دن میں، دس ہزار پوشیدہ اور دس
ہزار علانیہ۔ اور خدا تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وسیجنبہا
الاتقی الخ (۹۲: ۱۷-۱۸) اور اس (جہنم) سے ایسا شخص
دور رکھا جائے گا جو بڑا پرہیزگار ہے۔ اپنا مال (محض اس

Marfat.com

الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَہٗ یَتَزَکّٰی مفسران متفق اند بر آنکہ مراد ازین اَتْقٰی صدیق اکبر است چون اربعین الف در راہِ اسلام صرف نمود و آیت مکیہ است باتفاق مفسرین و در مکہ غیر صدیقؓ کسے انفاق باین اسلوب نکردہ است و وجوہ بسیار دلالۃ میکند بر آنکہ حضرت مرتضیٰ مورد آیت نبود زیراکہ مرتضیٰ صغیر بود در کفالتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ومال نداشت تا انفاق کند و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بر مرتضیٰؓ منّت تربیت داشت بخلاف صدیق اکبرؓ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بروے نعمتِ تعلیم اسلام داشت لاغیر و آن نعمت را جزائی نیست کما قال الانبیاء علیہم السلام وَمَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ و چون مراد ازان صدیق باشد معلوم شد کہ عاقبتِ او محمود است لقولہ تعالیٰ وَلَسَوْفَ یَرْضٰی واتقیٰ و مرضے من عند اللہ فی الحال والاستقبال اکرم است و اکرم بہترین اُمت است و بہترین امت احق بالخلافت است و اگر کسے گوید کہ مراد اینجا جنس اتقیٰ است گوئیم دخول موردِ نص در عموم آیت قطعے است بر تقدیر تنزل میگوئیم کہ صدیق را خلافت باعتبار ظاہر حاصل بود بالاتفاق بحث دران است کہ این خلافتِ حقہ بود یا نہ و بشہادتِ قصہ ہائی بسیار صدیق

غرض سے دیتاہے کہ (گناہوں سے) پاک ہوجائے: مفسرین اس پر متفق ہیں کہ اس اَتْقٰی سے مراد صدیق اکبرؓ ہیں جب آپ نے چالیس ہزار اسلام کی راہ میں صرف کئے۔ اور باتفاق مفسرین یہ آیت مکیہ ہے اور مکہ میں بجز صدیقؓ کے کسی نے اس ڈھنگ سے خرچ نہیں کیاہے۔ اور بہت سے وجوہ اس پر دلالت کرتے ہیں کہ اشارہ حضرت مرتضیٰؓ کی طرف نہیں ہے کیونکہ حضرت مرتضیٰؓ کم عمر تھے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کفالت میں تھے اور مال نہیں رکھتے تھے کہ خرچ کرتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت مرتضیٰؓ پر تربیت کا احسان تھا (اس لئے وہ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَہٗ مِنْ نِّعْمَۃٍ تُجْزٰی کے مصداق نہیں ہوسکتے) بخلاف صدیق اکبرؓ کے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زیر نعمت صرف تعلیم اسلام کی بناء پر تھے اور کوئی (مالی) وجہ نہ تھی۔ اور اس نعمت کی کوئی جزاء نہیں ہے جیساکہ انبیاء علیہم السلام کا قول ہے وَمَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ (۲۶: ۱۰۹ وغیرہ) اور میں تم سے اس پر کوئی صلہ نہیں مانگتا۔ میرا صلہ تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے! اور جب (یہ متعین ہوگیاکہ) اس سے مراد صدیق اکبرؓ ہیں تو معلوم ہوگیاکہ ان کی عاقبت محمود ہے اس لئے کہ (اس کے بعد) اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَسَوْفَ یَرْضٰی (۹۲: ۲۱) اور یہ شخص ضرور خوش ہوجائیگا! اور جو اتقیٰ اور مرضی من عند اللہ ہو (یعنے جس کو اللہ کی رضا حاصل ہو) حال میں اور استقبال میں وہ اکرم (بزرگ تر) ہے اور اکرم بہترین اُمت ہے اور بہترین اُمت احق بالخلافت ہے (یعنی خلافت کا سب سے زیادہ مستحق)۔ اگر کوئی یہ کہے کہ یہاں جنس اتقیٰ مراد ہے تو ہم جواب دیں گے کہ عموم آیت میں موردِ نص کا داخل ہونا یقینی ہوتاہے برتقدیر تنزل ہم کہتے ہیں کہ حضرت صدیقؓ کو خلافت باعتبار ظاہر تو حاصل ہی تھی جس پر سب کا اتفاق ہے۔ اب تو اس میں بحث ہے کہ یہ خلافتِ حقہ تھی یا نہیں اور بہت سے قصوں کی شہادت سے حضرت صدیقؓ کا

Marfat.com

متصف باین صفات بود پس بشارت
بروی صادق باشد و باید کہ آخر کار وے
محمود بود و آخر کار خلیفہ بود غاصب
وجائر نباشد درین خلافت و ازان
جہت کہ دو آیت استخلاف اعنی آیہ
وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ وآیہ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ
فِی الْاَرْضِ ہردو دریک واقعہ فرود
آمدہ اند مطلق یکے را دیگرے تقیید
مے نماید وانچہ از ہر دو حاصل شد
استخلاف مہاجرین اولین است و
مدح خلافتِ ایشان و بیان آنکہ
اگر تمکین فی الارض نصیب ایشان
گردد لابد جزء دیگر کہ بآن خلافت
راشدہ شود بآن منضم خواہد بود
و تقریر این مباحث گزشت و
ازان جہت کہ خدائی تعالے مے
فرماید قُلْ لِّلْمُخَلَّفِیْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ
سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ
شَدِیْدٍ تُقَاتِلُوْنَھُمْ اَوْ یُسْلِمُوْنَ فَاِنْ
تُطِیْعُوْا یُؤْتِکُمُ اللّٰہُ اَجْرًا حَسَنًا وَ
اِنْ تَتَوَلَّوْا کَمَا تَوَلَّیْتُمْ مِّنْ قَبْلُ
یُعَذِّبْکُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۔ قال الواحدی
اکثر المفسرین علی ان ہؤلاء بنو حنیفۃ اتباع
مسیلمۃ قال رافع بن خدیج کنا نقرأ
ہذہ الآیۃ ولا نعلم من ہم حتی دعا ابوبکر
رضی اللہ تعالے عنہ الی قتال بنی حنیفۃ فعلمنا
انہم ہم قال ابن جریج سیدعوکم عمر الی قتال
فارس تقاتلونہم او یسلمون او یکون

ان صفات سے متصف ہونا ثابت ہے تو بشارت اُن پر صادق
ہوگئی اور چاہیئے کہ اُن کا انجام محمود ہو اور آخر نتیجہ یہ کہ
خلیفہ (برحق وجائز) ہوں اور غاصب و جائر (ظالم) نہ
ہوں۔ اور اس جہت سے (کہ کلام حق میں تدلیس لازم آتی
ہے) کہ دو آیت استخلاف یعنی وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور آیت اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ
دونوں ایک ہی واقعہ میں نازل ہوئی ہیں۔ ایک کے مطلق کو
دوسری مقیّد کرتی ہے اور دونوں کے مجموعہ سے جو حاصل ہوا
وہ مہاجرین اولین کا استخلاف ہے اور اُن کی خلافت کی مدح
اور اس بات کا بیان ہے کہ اگر تمکین فی الارض (یعنی ملک پر
حکومت) اُن کے حصہ میں آجائے تو ضروری ہے کہ دوسرا
جزء کہ جس سے مل کر یہ خلافتِ راشدہ ہوجائے اُس کے ساتھ
منضم ہوجائے گا۔ اور ان مباحث کی تقریر (جلد اول میں)
گزر چکی ہے۔ اور اس جہت سے کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے قُلْ
لِّلْمُخَلَّفِیْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ الخ (۱۶:۴۸) آپ ان پیچھے
رہنے والے ان دیہاتیوں سے یہ کہدیجئے کہ عنقریب تم لوگ
ایسے لوگوں (سے لڑنے) کی طرف بلائے جاؤ گے جو سخت لڑنے
والے ہوں گے کہ یا تو ان سے لڑتے رہو یا وہ مطیع (اسلام)
ہوجائیں سو اگر تم اطاعت کروگے تو تم کو اللہ تعالیٰ نیک
عوض (یعنی جنت) دیگا اور اگر تم (اس وقت بھی) روگردانی
کروگے جیسا اس کے قبل روگردانی کرچکے ہو تو وہ دردناک
عذاب کی سزا دے گا۔ واحدی نے کہا کہ اکثر مفسرین اس
رائے پر ہیں کہ یہ لوگ (جن کو سخت کہا گیا ہے) بنو حنیفہ تھے
مسیلمہ کذاب کے متبعین۔ رافع بن خدیج نے کہا کہ ہم یہ آیت
پڑھا کرتے تھے اور یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کون ہیں یہاں
تک کہ ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ہم کو بنو حنیفہ کے قتال
کی طرف بلایا تو ہم سمجھے کہ وہ یہ لوگ ہیں۔ کہا ابن جریج نے
(کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ) تم کو عمرؓ بلائیگا قتال فارس کی طرف
کہ تم اُن سے لڑتے رہو یا وہ مطیع ہوجائیں یعنی یا اُن سے

Marfat.com

منہم الاسلام فَإِنْ تُطِيعُوا ابابکر و عمر يُؤْتِكُمُ اللّٰہُ أَجْرًا حَسَنًا یعنے الجنۃ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا تعرضوا عن طاعتہما كَمَا تَوَلَّيْتُمْ اعرضتم عن طاعۃ محمد صلے اللہ علیہ وسلم فی المسیر الی حدیبیۃ يُعَذِّبْكُمْ فی الآخرۃ عَذَابًا أَلِيمًا والآیۃ تدل علے خلافۃ الشیخین فان اللہ تعالےٰ وعد علے طاعتہما الجنۃ و علے مخالفتہما العذاب الالیم انتہےٰ وعدہ فرمود کہ در زمان مستقبل البتہ داعیے خواہد بود اعراب را بسوئے جہاد کفار و دعوت این داعی سبب وجوب قبول دعوت خواہد بود پس اگر قبول کنند ثواب یابند واگر قبول نکنند معاقب شوند و این لازم بین استخلاف حق است و دعوت بجہاد اشہر و اعظم صفات خلیفہ است وخالی نیست ازانکہ این داعی یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یا خلفائے ثلثہ یا مرتضےٰ یا بنی امیہ یا بنی عباس وآنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم البتہ داعی نبودند زیراکہ خدای تعالےٰ مے فرماید لَنْ تَخْرُجُوا مَعِيَ أَبَدًا وَلَنْ تُقَاتِلُوا مَعِيَ عَدُوًّا واین آیہ در قصۂ حدیبیہ نازل شدہ است و غزوات آنحضرت بعد حدیبیہ محصور و معلوم است بعدازان بغزوۂ خیبر برآمدند و کسے از اعراب را دعوت نہ نمودند و بغزوۂ فتح مکہ وحنین این قتال بقوم اولی باس نبود زیراکہ این کلمہ دلالت میکند برمغایرت این قوم با قوم اول کہ قریش و حوالی ایشان

اسلام ظاہر ہو جائے سو اگر تم اطاعت کروگے ابوبکرؓ اور عمرؓ کی تم کو اللہ نیک عوض دے گا یعنی جنت اور اگر تم روگردانی کروگے یعنے ان دونوں کی اطاعت سے اعراض کروگے جیسا اس کے قبل روگردانی کر چکے ہو یعنے اعراض کر چکے ہو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے حُدَیبیہ کی طرف چلنے میں تو وہ تم کو عذاب دے گا آخرت میں سخت عذاب۔ اور آیت خلافت شیخینؓ پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ان دونوں کی طاعت پر جنت کا وعدہ کیا اور ان دونوں کی مخالفت پر عذاب الیم کا۔ ابن جریج کا قول ختم ہوا۔ وعدہ فرمایا کہ زمانہ مستقبل میں البتہ کفار کے ساتھ جہاد کے لئے ایک داعی تم کو بلائے گا اور اس داعی کی دعوت سبب ہوگی قبول دعوت کے وجوب کی پس اگر قبول کریں گے تو ثواب پائیں گے اور اگر قبول نہیں کریں گے تو مُعذّب ہوں گے اور یہ استخلاف حق کا لازم بیّن ہے اور جہاد کی طرف دعوت خلیفہ کی سب سے زیادہ کھلی ہوئی اور سب سے بڑی صفات میں سے ہے۔ اور دعوت ان احتمالات سے باہر نہیں کہ یہ داعی یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے یا خلفاء ثلاثہؓ یا حضرت مرتضےٰؓ یا بنی امیہ یا بنی عباس۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً داعی نہیں تھے کیونکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے لَنْ تَخْرُجُوا مَعِيَ أَبَدًا وَلَنْ تُقَاتِلُوا مَعِيَ عَدُوًّا (۹:۸۳) تو آپ یہ کہہ دیجئے کہ تم کبھی بھی میرے ساتھ نہ چلوگے اور نہ میرے ہمراہ ہوکر کسی دشمن (دین) سے لڑوگے! اور یہ آیت قصۂ حدیبیہ میں نازل ہوئی ہے اور بعد حُدَیبیہ کے جو غزوات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہیں اُن سب کا پورا حال منضبط اور معلوم ہے۔ اس کے بعد آپ غزوۂ خیبر کے لئے نکلے ہیں اور آپ نے اعراب میں سے کسی کو دعوت نہیں دی اور غزوہ فتح مکہ اور حُنین کے لئے آپ نکلے تو یہ قتال کسی قوم اولی باس (صاحب قوت شدیدہ) کے ساتھ نہ تھا کیونکہ یہ کلمہ دلالت کرتا ہے اس قوم کی مغایرت پر قوم اول سے جو کہ قریش اور اُن کے گرد و پیش کے

باشند۔ و ظاہر از اولی بأس شدید آنست کہ بہ نسبت قریش شدّت بأس داشتہ باشند و این معنے در غیر روم و عجم یافتہ نشد و نہ در مرتضٰی زیراکہ مقاتلات وے رضی اللہ عنہ برائی طلب خلافت بود نہ بجہت اسلام و تقاتلونہم او یسلمون دلالت میکند بر آنکہ آن دعوت کفار است بجہت اسلام و بنو امیہ و بنو عباس دعوت نکردند اعراب حجاز را بقتالِ کفار کما ہو معلوم من التاریخ قطعاً و دعوت صدیقِ اکبر بسوئے قتال اہلِ شام و عراق بود و دعوت فاروق نیز بقتال عراق و شام و مصر بود و دعوت ذی النورین بقتال اہل خراسان و افریقہ و مغرب واقع شد کما ہو مبسوط فی التاریخ پس دعوت ایشان واجب الامتثال بود و این صفت خلیفۂ حق است و چون حقیتِ ایشان در دعوت بجہادِ روم و عجم ظاہر شد جمیع احکام ایشان واجب الامتثال باشند زیراکہ مسلمان تمام بکلمۂ اسلام مجمع اند بر دو قول جمعے اثبات وجوب انقیادِ ایشان کردہ اند در جمیع احکام و جماعہ نفی وجوب انقیادِ ایشان می کنند در جمیع احکام فلما بطل الثانی تعین الاول و ازان جہت کہ خدائے تعالٰی مے فرماید یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَنۡ یَّرۡتَدَّ مِنۡکُمۡ عَنۡ دِیۡنِہٖ فَسَوۡفَ یَاۡتِی اللّٰہُ بِقَوۡمٍ یُّحِبُّہُمۡ وَ یُحِبُّوۡنَہٗۤ ۙ اَذِلَّۃٍ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الۡکٰفِرِیۡنَ ۫ یُجَاہِدُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ لَا یَخَافُوۡنَ لَوۡمَۃَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ

لوگ ہیں اور اُولی بأس شدید کے لفظ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ بہ نسبت قریش کے یہ زیادہ طاقت رکھتے ہوں اور یہ معنے روم و فارس کے سوا اوروں میں نہیں پائے گئے۔ اور نہ وہ داعی حضرت مرتضٰی تھے کیونکہ آپ کے مقاتلات طلب خلافت کے لئے ہوتے جہت اسلام سے نہیں اور تقاتلونہم او یسلمون اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ قتال کفار کے ساتھ اسلام کی طرف دعوت کے لئے ہوگا۔ اور بنو امیۃ و بنو عباس نے اعراب حجاز کو کفار سے قتال کے لئے کبھی دعوت نہیں دی یہ بات تاریخ سے قطعی طور پر ثابت ہے۔ اور صدیق اکبرؓ کی دعوت اہل شام و عراق سے قتال کے لئے تھی اور حضرت فاروقؓ کی دعوت بھی عراق اور شام اور مصر سے قتال کے لئے تھی۔ اور ذی النورین کی دعوت اہلِ خراسان و افریقہ و مغرب سے قتال کے لئے واقع ہوئی جیساکہ تاریخ میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔ تو اُن کی دعوت کی تعمیل کرنا واجب تھا اور یہ صفت خلیفۂ برحق کی ہے۔ اور جب ان کی حقیت روم و عجم سے جہاد کے لئے دعوت دینے میں ظاہر ہوگئی تو ان کے تمام احکام واجب الامتثال ہوں گے۔ کیونکہ جتنے کلمہ گو ہیں وہ دو قول پر متفق ہیں ایک جماعت تمام احکام میں اُن کی اطاعت کے وجوب کو ثابت کرتی ہے اور دوسری جماعت تمام احکام میں ان کی دعوت کے وجوب کا انکار کرتی ہے۔ تو جب کہ دوسرا قول باطل ہوگیا تو پہلا متعین ہوگیا۔ اور اس جہت سے کہ خدا تعالٰی فرماتا ہے یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَنۡ یَّرۡتَدَّ الخ (۵:۵۴) اے ایمان والو جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جاوے تو اللہ تعالٰی بہت جلد ایسی قوم کو لے آئے گا جن سے اللہ تعالٰی کو محبت ہوگی اور ان کو اللہ تعالٰی سے محبت ہوگی۔ مہربان ہوں گے وہ مسلمانوں پر تیز ہوں گے کافروں پر جہاد کرتے ہوں گے اللہ کی راہ میں اور وہ لوگ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے۔ یہ اللہ تعالٰی کا فضل ہے جس کو چاہیں عطا فرمائیں اور اللہ تعالٰی

Marfat.com

وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ واین آیت دلالت می کند برآنکہ جماعہ محبوبین کاملین مرضیین جہاد خواہند کرد بامرتدین واین معنے درزمان شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ظاہر نہ شد زیراکہ اسود عنسی خروج نکردہ بود وآن جناب بسوی وے لشکری روان نہ کردہ و نہ درایام حضرت مرتضےٰ رضی اللہ عنہ زیراکہ قتال ایشان بابغات یاخوارج اتفاق افتاد نہ مرتدین و خلفائے بنی عباس وبنی امیہ نیز باہیچ یکے از مرتدین بطریق فوج کشی قتال نکردند و مفہوم از فحوائے آیت جمع رجال ونصب قتال است پس متعین شد کہ آن موصوفین صدیق و فاروق وجیوش ایشان بودند و درعرف عام قتال منسوب میشود بخلیفہ ہرچند وے خود حاضر واقعہ نباشد واگر صدیق و فاروق خلیفہ نباشند جمعے کہ بامر ایشان جہاد کردند یا بیعت نمودند و باستخلاف ایشان راضی شدند محبین و محبوبین نمے بودند وباز این آیت دلالت می کند برآنکہ این جماعہ محبین و محبوبین اند و بر مومنین رُحَمَاء اند و بر کافرین أَشِدَّاءُ و مجاہد باشند و از کسی نہ ترسند و این ہمہ اوصاف کمال است باز فرمود ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ واین دلالت میکند برکمال فضل وتناہی درثنا پس ثابت شد کہ شیخین در ایام خلافت خود باجماعہ کہ اتباع ایشان بودند موصوف بودند بصفات کاملہ کہ ورائے شریعت بہتر ازان وصفے نیست و ممدوح و مشمول فضل الٰہی بودند واین معنی لازم استخلاف

بڑی وسعت والے ہیں بڑے علم والے ہیں! اور یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ محبوبین کاملین کی جماعت جن سے اللہ تعالےٰ خوش ہوں گے مُرتدین کے ساتھ جہاد کریں گے اور یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں ظاہر نہیں ہوئی۔ کیونکہ اسود عنسی نے خروج نہیں کیا تھا اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف لشکر روانہ نہیں کیا تھا۔ اور نہ حضرت مرتضےٰ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کیونکہ ان کو قتال کا اتفاق باغیوں اور خارجیوں کے ساتھ ہوا ہے نہ کہ مُرتدین کے ساتھ۔ اور خلفائے بنی عباس وبنی امیہ نے بھی مُرتدین کی کسی جماعت سے بطریق فوج کشی قتال نہیں کیا۔ اور فحوائے آیت سے لوگوں کا جمع ہونا اور قتال کا قائم ہونا مفہوم ہورہا ہے تو متعین ہوگیا کہ جن لوگوں کا وصف اس آیت میں مذکور ہے وہ صدیق اور فاروق اور ان کے لشکر تھے اور عرف عام میں قتال منسوب ہوتا ہے خلیفہ کی طرف اگرچہ وہ موقع جنگ میں موجود نہ ہو[1]۔ اور اگر صدیق و فاروق خلیفہ نہ ہوں تو جس جماعت نے ان کے حکم سے جہاد کیا یا بیعت کی اور ان کے خلیفہ بنانے پر راضی ہوئے محبین اور محبوبین نہیں ہوسکتے حالانکہ یہ آیت اس پر دلالت کررہی ہے کہ یہ جماعت محبین اور محبوبین ہیں اور مومنین پر شفقت کرنے والے ہیں اور کافرین کے ساتھ تیز ہیں اور یہ سب مجاہد ہوں گے اور کسی سے نہ ڈریں گے اور یہ تمام اوصاف کمال ہیں۔ پھر فرمایا ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ (یعنی یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے) اور یہ آیت دلالت کرتی ہے کمالِ فضل اور انتہا درجہ کی ثنا پر تو ثابت ہوگیا کہ شیخین اپنے ایامِ خلافت میں مع اس جماعت کے لوگوں کے جو ان کے تبع تھے ان صفاتِ کاملہ کے ساتھ موصوف تھے جن سے بالا ورائے شریعت میں کوئی صفت نہیں ہے اور ممدوحِ خدا تھے، اللہ کا فضل اُن کا شاملِ حال تھا اور یہ بات استخلاف حق کیلئے

[1] یعنی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے تو ان مرتدین کا مقابلہ جنھوں نے مدینہ کو گھیر لیا تھا بنفس نفیس خود کیا تھا۔ مرتدین کے ساتھ یہ سب سے پہلی جنگ تھی جس نے ان کے چھکے چھڑا دیئے تھے ۱۲ مترجم

ودال بر افضلیت ایشان است۔ واما لزوم تدلیس در کلام افضل انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام بر تقدیرے کہ خلافت شیخین رضؓ بل مشائخ ثلاثہ جور باشد ازان جہت است کہ بشارت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہ بہشت برائے این بزرگواران در احادیث بشمار روایت کردہ شد از جماعۃ عظیمہ فی کلّ طبقۃ و ہمہ آن احادیث علےٰ کثرۃ طرقہا وتشعب اسانیدہا دلالت میکند بر یک معنی کہ بشارت است بہ بہشت پس این معنے بالقطع ثابت شد واگر ایشان فاسق و جائر باشند لائق بشارت نباشند و بشارت تدلیس بود و بشارت ایشان مبین میشود در دہ فصل کہ تقریر آن سابقا گذشت

واما کذب متواترات مرویۃ از صادق مصدوق ازان جہت کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دراحادیث بسیار خلافت این بزرگواران را اثبات فرمودہ نصًّا تارۃً واشارۃً اخرٰی مجملاً تارۃً ومفصلاً اخرٰی پس این احادیث اگرچہ ہر یکے خبر واحد است اما چون آن ہمہ را ملاحظہ کنیم غیر محصور باشد متفق در یک معنے وآن صحت خلافت ایشان است در وقت خلافت خویش بیانِ این مجمل آنکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رؤیا قلیب ذکر نمود بعد ازان فرمود لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابے بکر وعمر مراد آن است کہ بالذین یقومانِ من بعدی

ہے اور اُن کی افضلیت پر دلالت کرنے والی ہے رہا لزوم تدلیس افضل انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں اس صورت میں کہ خلافتِ شیخین رضؓ بلکہ مشائخ ثلاثہ (حضرت ابو بکرؓ وحضرت عمرؓ وحضرت عثمانؓ) جور (ظلم) ہو وہ اس جہت سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان بزرگواروں کو بہشت کی بشارت دینا بہت بڑی جماعت کی طرف سے ہر طبقہ میں بیشمار احادیث میں روایت کیا گیا ہے۔ اور یہ تمام احادیث اپنے طریقوں کی کثرت اور اسنادوں کے پھیلاؤ کے ساتھ ایک ہی معنے پر دلالت کرتی ہیں یعنے بہشت کی بشارت پر اس لئے اس معنے کا ثبوت قطعی طور پر ہے اور اگر یہ حضرات فاسق اور ظالم ہوں تو بشارت کے لائق نہیں ہوں گے اور یہ بشارت تدلیس ہوگی اور اُن کی بشارت کو دس فصلوں میں بیان کیا گیا ہے جن کی تقریر گزر چکی ہے۔

اور رہا کذب متواترات کا لازم آنا جو حضرت صادق ومصدوق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہیں وہ اس جہت سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی احادیث میں ان بزرگواروں کی خلافت کا اثبات فرمایا ہے۔ کبھی نص کے طور پر، کبھی اشارے کے طور پر، کبھی مجمل اور کبھی مفصّل۔ تو یہ احادیث اگرچہ ہر ایک ان میں سے خبر واحد ہے لیکن جب ہم ان سب کو ملاحظہ کریں تو وہ غیر محصور ہو جاتیں گی، ایک معنی میں متفق اور وہ (معنے ہیں) ان حضرات کی خلافت کی صحت اپنی خلافت کے زمانہ میں۔ اِس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قلیب (یعنی پُرانے کنویں) والے خواب کا ذکر کیا (جس میں اپنے اور ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کے ڈول کھینچنے کا ذکر فرمایا) اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ میرا تم میں باقی رہنے کا کتنا زمانہ ہے تو تمہیں چاہیئے کہ میرے بعد ان دونوں یعنے ابو بکرؓ وعمرؓ کی اقتداء کرو۔ مراد یہ ہے کہ ان دونوں کی جو میرے بعد

Marfat.com

فی مقامی زیراکہ صلہ مخصص و معیّن موصول
باشد و وجود ایشان بغیر قیام بمقام آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم مخصص و معیّن این ہردو
نمی تواند شد وصلہ باید کہ مخاطبین موصول را
بآن شناختہ باشند پس دانستہ شد کہ ذکر
رؤیا قلیب و مانند آن مخاطبان شنیدہ بودند
و مراد از اقتدا۔ اقتدا۔ در امور خلافت است
زیراکہ تعلیق اقتدا۔ بلفظے کہ مشعر بخلافت باشد
ایما است بآنکہ اقتدا۔ رعیت بخلیفہ مراد داشتہ
اند در ہمین حدیث تعلیم قرآن وغیر آن بدیگران
حوالہ کردہ شد پس مراد از اقتدا۔ غیر فتوے
تعلیم است و آن نیست الا استخلاف پس حدیث
دال است بر ایجاب انقیاد قوم ایشان را من
جہۃ الخلافۃ و ہمین است معنی تشریع استخلاف
و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در خطبۂ تودیع
کہ امت را بآن تودیع کردند فرمودند
علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین
من بعدی عضوا علیہا بالنواجذ بعد
از آنکہ رؤیا۔ چند مذکور کردند کہ دال باشد
بر آنکہ ولاۃ امر بعد آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم خلفائے ثلثۃ خواہند بود
پس گویا فرمودند علیکم بسنتی و سنۃ
ابی بکر و عمر و عثمان پس این قول ایجاب
انقیاد قوم است در انچہ بخلافت متعلق
باشد بایشان و ہو المطلوب و آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم در احادیث مستفیضہ
خبر دادند کہ بعد وفات وے
صلے اللہ علیہ وسلم خلافت نبوت
و خلافت رحمت خواہد بود

میرے قائم مقام ہوں گے۔ اس لئے کہ صلہ تخصیص اور تعیین
کیا کرتا ہے موصول کی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
قائم مقام ہوتے بغیر صرف ان حضرات کا وجود ان دونوں کا
مخصّص اور معیّن نہیں ہوسکتا اور صلہ کو ایسا ہونا چاہیئے کہ
اس کے ذریعہ سے مخاطبین موصول کو پہچان لیں تو معلوم
ہوگیا کہ (اقتدوا کا حکم سننے سے پہلے) مخاطبین رؤیائی
قلیب اور اس جیسی باتیں سن چکے تھے اور (امر اقتدوا میں)
اقتدا۔ سے مراد امورِ خلافت میں اقتدا۔ ہے کیونکہ اقتدا۔ کو
متعلق کرنا ایسے لفظ کے ساتھ جو خلافت کی جانب اشارہ کرتا ہو
اس بات کی طرف ایما ہے کہ یہاں اقتدا۔ سے وہ اقتدا مراد
ہے جو رعیت خلیفہ کی کرتی ہے۔ اسی حدیث میں تعلیم قرآن
وغیرہ کو دوسروں کے حوالے کیا گیا ہے پس ان کی اقتدا۔ سے
جو مراد ہے وہ تعلیم اور فتوٰی کی اقتدا۔ سے جداگانہ ہے اور
وہ استخلاف کے سوا اور کچھ نہیں۔ اس لئے یہ حدیث اس پر
دلالت کر رہی ہے کہ قوم پر اُن کی انقیاد و اطاعت بجہتِ
خلافت واجب ہے اور استخلاف کی تشریع کے یہی معنے ہیں۔
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے (آخری خطبہ) خطبۂ
وداع میں جس میں آپ نے اُمت کو رخصت کیا فرمایا ہے
عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الخ یعنی میرے بعد تمہارے
لئے ضروری ہے کہ میرے طریقہ پر اور خلفاء راشدین کے طریقہ
پر چلو۔ اُس کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لو۔ (یہ فرمایا) بعد
چند رؤیا ذکر فرمانے کے تاکہ اس پر دلالت کرے کہ بعد آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے والی امر تینوں خلفاء ہوں گے۔ تو گویا
یوں فرمایا ہے کہ تم کو لازم ہے میرے طریقہ پر چلنا اور ابوبکرؓ
اور عمرؓ اور عثمانؓ کے طریقہ پر چلنا۔ تو یہ قول قوم پر
اطاعت اُن جملہ امور میں واجب کرتا ہے جن کا تعلق اُن کی
خلافت سے ہے اور وہی مطلوب ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے احادیثِ مستفیضہ میں اس بات کی خبر دی کہ
آپ کی وفات کے بعد خلافتِ نبوت و خلافتِ رحمت ہوگی

Marfat.com

و بعد ازان ملکِ عضوض وانچہ متصل وفات
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم واقع شد خلافت
خلفائے اربعہ بود پس خلافتِ ایشان خلافت
نبوت ورحمت باشد واگر سیر این خلفار مشابہ
سیر انبیار نمی بود یا ایشان بغصب خلافت را
گرفتہ بودند خلافتِ نبوت ورحمت نمی بود و
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در احادیث
مستفیضہ اعلام فرمودند باآنکہ خلافت تا سی سال
سال است وسفینہ تفسیر کرد آن را بخلافتِ
خلفائے اربعہ وعقل نیز بران دلالت میکند زیرا کہ
مطلق ریاست موقت بسی سال نیست پس
این خلفار متصف بخلافتے بودند کہ غیر ملک
عضوض باشد پس این خلافت ممدوح بود و
خلافتے کہ بغصب وجور باشد ممدوح نمی شود
و در احادیث مستفیضہ وارد شدہ است کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رؤیا قلیب دیدند و
جماعہ از صحابہ نیز با نواعِ مختلفہ رؤیا ہا دیدند
ازان جملہ حدیث سبب واصل از آسمان
تا زمین و حدیث تنوط بعض ایشان بہ بعض
و حدیث آشامیدن آب بترتیب و تشویش
یافتن عثمان و باز جمع شدن اسباب برای
او و حدیث وزن بترتیب الی غیر ذالک
و این ہمہ معبر است بخلافت و این تفسیر
در بعض بتصریح وارد شدہ و در بعض باشارہ
و در بعض ازان سکوت کردند از اظہار
سخط بلکہ بآن مبتہج شدند پس ازینجا دانستیم
کہ خلافتِ ایشان ظلم وجور نبود و آن
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم در مرض آخر
صدیق رضی را امام نماز ساختند

اور اس کے بعد مُلکِ عضوض (دار کاٹ کی بادشاہت) اور جو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے متصل واقع ہوتی
وہ خلفاء اربعہ کی خلافت تھی تو اُن کی خلافت خلافتِ نبوت
ورحمت ہوتی اور اگر ان خلفاء کی سیرت انبیاءؑ کی سیرت کے
مشابہ نہ ہوتی یا انہوں نے غصب سے خلافت کو لیا ہوتا تو خلافتِ
نبوت ورحمت نہ ہوتی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
احادیث مستفیضہ میں یہ علم عطا فرمایا ہے کہ خلافت کا زمانہ تیس
سال ہے اور سفینہ نے اس کی تفسیر خلفاء اربعہ کی خلافت
کی ہے اور عقل بھی اسی پر دلالت کرتی ہے کیونکہ مطلق ریاست
کی میعاد تو تیس سال نہیں ہے۔ تو یہ خلفاء ایسی خلافت سے
متصف تھے جو مُلکِ عضوض سے مغایرت رکھتی تھی۔ پس یہ
خلافت ممدوح تھی اور جو خلافت کہ غصب وجور کی ہوتی ہے
وہ ممدوح نہیں ہوتی۔ اور احادیثِ مستفیضہ میں وارد ہوا
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قلیب (پرانے کنویں)
والا خواب دیکھا۔ اور صحابہ میں سے ایک جماعت نے بھی مختلف
قسم کے خواب دیکھے۔ ان میں سے وہ حدیث ہے جس میں رسّی کا
ذکر ہے جو آسمان سے لٹک کر زمین سے ملی ہوئی تھی اور وہ
حدیث ہے جس میں بعض کا بعض سے لٹکنے کا ذکر ہے (دیکھا تھا
کہ ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
لٹکے ہوتے یعنی جُڑے ہوتے ہیں ۱۲ مترجم) اور وہ حدیث
جس میں ترتیب وار پانی پینے اور عثمانؓ کی تشویش اور پھر
اُن کے لئے اسباب کے جمع ہونے کا ذکر ہے۔ اور وہ حدیث
جس میں ترتیب وار وزن کئے جانے کا ذکر ہے۔ ان کے علاوہ
اور بھی ہیں اور ان سب کی تعبیر خلافت لی گئی اور یہ تفسیر
بعض میں صراحت کے ساتھ وارد ہوئی اور بعض میں اشارہ
کے ساتھ اور بعض میں سکوت ہے مگر نہ اظہار ناگواری سے
بلکہ ان سے آپ بشاش ہوتے تو یہاں سے ہم نے جان لیا کہ
ان کی خلافت ظلم وجور کی نہ تھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے آخری مرض میں ابوبکر صدیقؓ کو نماز کا امام بنایا

Marfat.com

وبامامتِ دیگری راضی نشدند واین دلالت می کند بر استخلافِ صدیق عقلاً ونقلاً اما عقلاً از ان جہت کہ عادت جاری است بآنکہ بر تخت نشاندن نزدیک موت دلالت بر استخلاف میکند و عقدِ لوا دلالت بر تامیر مینماید و دوات وقلم دادن دلیل منصبِ وزارت است واین اشارات حکم عبارات دارند مثل اشارہ بدست وسر بجای لا ونعم وامامت در نماز منصب آنحضرت بود صلے اللہ علیہ وسلم وبہترین امور دین ودنیا پس تسلیم آن بصدیق دلیل باشد بر اقامتِ او مقامِ خلافت را وآما نقلاً پس ازان جہت کہ جمعے در وقت عقد خلافت بآن تمسک کردند مثل فاروق ومرتضے وابوعبیدہ وابن مسعود واز سائر حاضرین ردّی وانکاری برین استدلال ظاہر نشد پس گویا ہمہ استصواب آن استدلال نمودند واگر امروز در دلالتِ این فعل خفائی خیال کردہ شود در عصر صحابہؓ خفائی نبود ومثل این اشارات مختلف میشود دلالتِ او باختلاف عادات وعصور وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سائلہ را فرمودند إن لم تجديني فأتي أبا بكر واین نیز صریح است در آنکہ خلافت بعد آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بصدیق راجع شود زیرا کہ تصرف در بیت المال وادای وعدہای پیغامبر کی از خواص خلیفہ است وآنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمودند لا تبقين في المسجد خوخة إلا خوخة أبي بكر واین حدیث دلالت میکند بر خلافتِ صدیق وعلماء درین دلالت دو وجہ نقل میکنند قیل لان الخليفة يحتاج الى الاكثار من دخول المسجد لشدة احتياجهم الى ملازمة المسجد كي يصلي بهم ويلم مرمتهم بهاهم

اورکسی دوسرے کی امامت پر راضی نہ ہوئے۔ اور یہ دلالت کرتی ہے صدیق اکبرؓ کے خلیفہ بنانے پر عقلاً اور نقلاً۔ عقلاً تو اس طرح کہ یہ عادت جاری ہے کہ موت کے قریب تخت پر بٹھانا خلیفہ بنانے پر دلالت کرتا ہے اور پھریرا باندھنا امیر بنانے پر دلالت کرتا ہے اور دوات و قلم دینا منصب وزارت کی دلیل ہے اور یہ اشارات عبارات کا حکم رکھتے ہیں۔ جیسے بجائے ہاں یا نہ کہنے کے ہاتھ سے اور سر سے اشارہ کردینا، اور نماز میں امام بننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب تھا اور دین و دنیا کے امور میں سب سے بہتر، تو صدیقؓ کو اس کا سپرد کردینا دلیل ہوگی ان کو مقام خلافت پر قائم کرنے کی۔ رہا نقلاً تو وہ اس جہت سے کہ ایک جماعت نے خلافت کے انعقاد کے وقت اس کو دلیل بنایا جیسے حضرات فاروقؓ و مرتضےٰؓ و ابوعُبیدہؓ اور ابن مسعودؓ۔ اور تمام حاضرین میں سے کسی کی جانب سے اس استدلال پر کوئی ردّ و انکار ظاہر نہ ہوا۔ تو گویا سب نے اس استدلال کا استصواب کیا۔ اور اگر آج اس فعل کی دلالت میں کوئی اخفا خیال کیا جائے (تو کم فہمی ہے جب کہ) صحابہؓ کے زمانہ میں کوئی اخفا نہیں تھا اور اس قسم کے اشارات میں عادات اور زمانوں کے اختلاف سے دلالت مختلف ہوجاتی ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک سائلہ سے فرمایا کہ اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکرؓ کے پاس آجانا۔ اور یہ بھی اس بات کی صریح دلیل ہے کہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلافت حضرت صدیقؓ کی طرف راجع ہوگی کیونکہ بیت المال میں تصرف اور پیغمبرؑ کے وعدوں کو پورا کرنا خلیفہ کے خواص میں سے ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد میں کوئی کھڑکی ہرگز باقی نہ رکھی جائے بجز ابوبکرؓ کی کھڑکی کے۔ اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے صدیقؓ کی خلافت پر اور علماء نے اس دلالت کی دو وجہ بیان کی ہیں۔ کہا گیا اس وجہ سے کہ خلیفہ کو بکثرت مسجد میں داخل ہونے کی ضرورت واقع ہوتی ہے تاکہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور ان میں امر و نہی کرے

Marfat.com

ویقضی لہم وکان الناس فی الزمن الاول
لایقضون الا فی المسجد وقیل لانہ اشارۃ
الی سد رغبات الناس فی الخلافۃ و حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ذکر کردہ
است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قریب
مرض موت فرمودند لقد ہممت ان ادعو اباک
واخاک الحدیث و این حدیث صریح است
درآنکہ مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
استخلاف صدیق رض بود و مکروہ میداشتند کہ غیر
صدیق بآن رغبت کند لیکن ترک کردند کتابت
خلافت بنام او و اخذ بیعت برائے او بنا بر
توکل بر وعدۂ الٰہی و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
در جواب بنی مصطلق فرمودند کہ صدقات را
بعد من بابی بکر دہند و بعد از وے بعمر و بعد
از وی بعثمان و بعد از عثمان ساکت شدند و
اخذ صدقات یکی از خواص خلافت است و
امر بایتاء صدقات امر است بانقیاد ایشان
در امور خلافت و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
خطبہ خواندند و بعد ازان امر فرمودند صدیق
و فاروق را بخواندن خطبہ بترتیب این معنے
دلالت مینماید بر خلافت ایشان بترتیب زیرا کہ
خطبہ یکی از لوازم خلافت است نہادن
احجار مسجد بترتیب و فرمودن آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہم الخلفاء دلالت
می کند بر آنکہ خلافت ایشان منعقد است
و مسلمین مامورند بانقیاد ایشان از جہت
خلافت و عجب است از کسیکہ بقولہ
تعالیٰ لِلْفُقَرَاءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِي
سَبِيْلِ اللّٰهِ استدلال میکند

اور اُن میں فیصلے کرے اور پہلے زمانہ میں لوگوں کی عادت تھی کہ مقدّمات کے فیصلے مسجد کے سوا اور کسی جگہ نہیں کرتے تھے اور کہا گیا کہ اس لئے (یہ حکم دیا تھا) کہ اس سے خلافت کی طرف لوگوں کی رغبتوں کا انسداد مقصود تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ذکر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت کے قریب فرمایا کہ میں نے قصد کر لیا ہے کہ تیرے باپ اور بھائی کو بلاؤں آخر حدیث تک۔ اور یہ حدیث صریح ہے اس امر میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود صدیق رض کو خلیفہ بنانا تھا اور آپ کو ناگوار معلوم ہوتا تھا کہ صدیق رض کے سوا کوئی دوسرا اس کی رغبت کرے لیکن اُن کے نام پر خلافت لکھدینے اور اُن کے حق میں بیعت لینے کو آپ نے وعدۂ الٰہی پر توکّل کی بنا پر ترک کر دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مصطلق کے جواب میں فرمایا کہ میرے بعد صدقات ابوبکر رض کو دیئے جائیں اور اُن کے بعد عمر رض کو اور اُن کے بعد عثمان رض کو اور بعد عثمان رض سے ساکت ہوگئے۔ اور صدقات کا وصول کرنا خلافت کے خواص میں سے ہے۔ اور ان کو صدقات دینے کے حکم سے مقصد امور خلافت میں اُن کی اطاعت کا حکم دینا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا۔ اس کے بعد حکم دیا صدیق رض و فاروق رض کو بترتیب خطبہ پڑھنے کے لئے۔ یہ بات دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ اُن کی خلافت اسی ترتیب سے ہوگی کیونکہ خطبہ بھی لوازم خلافت میں سے ہے۔ اور مسجد کے پتھروں کا ترتیب کے ساتھ رکھنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ یہ خلفاء ہیں اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ اُن کی خلافت منعقد ہے اور مسلمان اس پر مامور ہیں کہ ان کو خلیفہ جانتے ہوئے اُن کی اطاعت کریں۔ اور تعجب ہے ایسے شخص سے جو قول باری تعالیٰ لِلْفُقَرَاءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ

سے (۲:۲۷۳) (صدقات) اصل حق ان حاجتمندوں کا ہے جو مقید ہو گئے ہوں اللہ کی راہ میں الخ) استدلال کرے

Marfat.com

بانتقال املاک ایشان بکفار و بقول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہم الخلفاء۔ استدلال نکند بر ایجاب انقیا دایشان در امور خلافت و گویا مسجد از شعائر اسلام است و صورتِ دین است واساس نہادن آن کنایہ است از قیام بامر دین و این صورت را خدای تعالیٰ ظاہر فرمود تا پیغامبر بر حقیقت امر مطلع شود چنانکہ از نشستن ناقہ مطلع شدند بر آنکہ صلح باید کرد واللہ اعلم در رکن خامس در قسم دوم او در شواہد النبوۃ مذکور است قصہ شخصے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چند شتر بار خرما باو داد و فرمود بعد از من ابوبکر و بعد از ابوبکر عمر و بعد از عمر رضؓ عثمان ترا خواہند داد قصہ اعرابی کہ چند شتر بدست آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بفروخت و آنحضرتؐ بوے فرمودند اگر مرا حادثہ افتد ابوبکر ثمن آن دہد و اگر ابوبکر را حادثہ افتد عمر بدہد روز حنین جندب پرسید کہ گرامی ترین اصحاب تو کیست کہ قائم مقام تو باشد فرمود ابوبکر قائم مقام من باشد و عمر دوستِ من است براستی سخن میگوید و عثمان از من است وعلی برادر من است در شواہد النبوۃ در کرامات حضرت عثمان مذکور است ابوذر گفت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چند سنگریزہ در دست خود گرفتند آن سنگریزہا تسبیح گفتند بعد ازان در دستِ ابوبکر نہادند تسبیح گفتند بعد ازان در دست عمر نہادند تسبیح گفتند بعد ازان در دستِ عثمان نہادند تسبیح کردند

ان کی ملک کے کفار کی طرف منتقل ہونے پر اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ھُمُ الْخُلَفَاءُ سے امور خلافت میں اُن کی اطاعت کے واجب ہونے پر استدلال نہ کرے۔ اور گویا مسجد شعائر اسلام میں سے ہے اور دین کی صورت ہے اور اس کی بنیاد رکھنا کنایہ ہے امر دین کے لئے تیار ہونے سے اور اس صورت کو خدا تعالےٰ نے ظاہر کیا تاکہ پیغمبر حقیقت امر سے مطلع ہو جائیں جیساکہ اونٹنی کے بیٹھنے سے اس بات پر مطلع ہو گئے کہ صلح کر لینی چاہیئے، واللہ اعلم۔ اور رکن خامس قسم دوم شواہد النبوت[1] میں ایک شخص کا قصہ مذکور ہے جس کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چند اونٹوں کے بوجھ کی مقدار کھجوریں عطا فرمائیں اور فرمایا کہ میرے بعد ابوبکرؓ اور ابوبکرؓ کے بعد عمرؓ اور عمرؓ کے بعد عثمانؓ تجھے دیتے رہیں گے اور ایک دیہاتی کا قصہ ہے کہ اُس نے چند اونٹ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ فروخت کئے اور آنحضرتؐ نے اُس سے فرمایا کہ اگر مجھ پر کوئی حادثہ واقع ہو جائے تو ابوبکرؓ اُن کی قیمت دے گا اور اگر ابوبکرؓ پر حادثہ پڑ جائے تو عمرؓ دے گا۔ حنین کے دن آپ سے جندب نے پوچھا کہ آپ کے بزرگترین اصحاب میں سے کون ہے جو آپ کا قائم مقام ہو۔ فرمایا کہ ابوبکرؓ میرا قائم مقام ہوگا اور عمرؓ میرا دوست ہے کہ سچائی سے گفتگو کرتا ہے اور عثمانؓ مجھ سے (خاص تعلق رکھتا ہے) اور علیؓ میرا بھائی ہے۔ اور شواہد النبوت میں حضرت عثمانؓ کی کرامات میں مذکور ہے کہ ابوذرؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چند کنکریاں اپنے ہاتھ میں لے لیں تو وہ تسبیح کہنے لگیں (یعنے سبحان اللہ سبحان اللہ کی آواز اُن میں سے نکلنے لگی) اس کے بعد آپ نے ابوبکرؓ کے ہاتھ پر رکھدیں تو وہ تسبیح کہتی رہیں۔ پھر عمرؓ کے ہاتھ پر رکھدیں تو وہ تسبیح کہتی رہیں۔ اس کے بعد عثمانؓ کے ہاتھ پر رکھدیں تو وہ تسبیح کرتی رہیں

[1] شواہد النبوۃ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات میں سے مشہور کتاب ہے۔ حق تعالےٰ نے اپنے فضل ورحمت سے اس عاجز کو اس کتاب کے ترجمۂ اُردو کی توفیق عطا فرمائی، اب معمولی اردو خوان بھی اس کے مطالعہ سے مستفیض ہو سکتا ہے ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

وہم درین محل مذکور است کہ شہیدے از
شہداے یمامہ بعد مُردن تکلم کرد و
گفت محمدؐ رسول اللہ ابوبکر الصدیق
عمر الشہید عثمان ذوالنورین شیخین را
نزدیک خدای تعالٰے منزلتِ عظیمہ بود
زیادہ از منزلت سائر صحابہ پس
احق بالخلافۃ باشند اما مقدمۂ اولٰے
پس باحادیث مستفیضہ حدیث مرتضٰے
و انس وغیرہما ہٰذان سیدا کہول اہل
الجنۃ من الاولین و الآخرین الا
النبیین و المرسلین و حدیث تجلی خاص
بجہت ابوبکر و مصافحہ و معانقہ با فاروق
و حدیث منزلۂ شیخین فوق اہل درجات
عُلے باشد و اما مقدمۂ ثانیہ پس
ازان جہت کہ از ضروریاتِ دین
است کہ مقصود از عبادات و طاعات
و اشغال صوفیہ وغیر آن نیست الّا
حصول منزلت نزدیک خدای تعالٰے و انبیاء
فاضل نشدند بر غیر خود و اولیاء بہتر
نشدند از غیر خود الّا از جہتِ منزلت
عند اللہ شیخین احب بودند
از سائر صحابہ نزدیک آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم پس احق
بالخلافۃ باشند اما مقدمۂ اولٰے

اور اسی موقع میں مذکور ہے کہ شہداء یمامہ میں سے ایک شہید نے
مرنے کے بعد کلام کیا اور کہا کہ محمدؐ رسول اللہ ہیں ابوبکرؓ صدیق
ہیں عمرؓ شہید ہیں عثمانؓ ذوالنورین ہیں۔ شیخین (ابوبکر
و عمر رضی اللہ عنہما) کا خدا تعالٰے کے نزدیک بڑا مرتبہ تھا
تمام صحابہ سے زیادہ اس لئے وہ خلافت کے زیادہ حقدار
ہوں گے؛ مقدمۂ اولٰی (یعنی شیخینؓ کا مرتبہ تمام اصحابؓ
سے بڑا ہے) احادیث مستفیضہ سے ثابت ہے۔ حضرت علیؓ و انسؓ
وغیرہما کی حدیث ہٰذان سیدا کہول اہل الجنۃ الخ سے
یعنی یہ دونوں (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) نبیین اور مرسلین کے
علاوہ تمام ادھیڑ عمر والے جنتیوں کے سردار ہیں اولین میں
سے ہوں یا آخرین میں سے؛ اور اس حدیث سے جس میں ابوبکرؓ
کے لئے خاص تجلی کا ذکر ہے۔ اور فاروقؓ کے ساتھ مصافحہ
و معانقہ کرنا۔ اور وہ حدیث جس کا مضمون یہ ہے کہ تمام بلند
درجات والوں سے شیخینؓ کا مرتبہ بلند ہے۔ رہا مقدمہ ثانیہ
(یعنی عند اللہ بھی شیخینؓ کا مرتبہ سب سے بڑا ہے) وہ اس جہت
سے ہے کہ یہ بات ضروریاتِ دین میں سے ہے کہ عبادات اور
طاعات اور اشغال صوفیہ وغیرہ سے کوئی مقصد نہیں ہوتا بجز
اللہ تعالٰے کے نزدیک حصول منزلت کے اور انبیاء غیر انبیاء سے
اور اولیاء غیر اولیاء سے صرف منزلت عند اللہ ہی کی بنا پر
افضل ہوتے ہیں (تو شیخینؓ کی افضلیت بھی اسی بنا پر ہوئی
کہ وہ عند اللہ افضل ہیں۔ اور جو عند اللہ سب سے افضل ہو وہ
احق بالخلافۃ ہوگا۔ اس لئے شیخینؓ احق بالخلافت ہیں) شیخینؓ
سب صحابہؓ سے زیادہ محبوب تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
نزدیک اس لئے وہ خلافت کے زیادہ حقدار ہوں گے۔ مقدمۂ اولٰے

لہ یہ حضرت جابرؓ کی حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ سے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ اللہ تعالٰے نے تم کو رضوان اکبر عطا
کیا۔ بعض اصحاب نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ رضوانِ اکبر کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ آخرت میں اللہ تعالٰے اپنے بندوں کے لئے عام تجلی فرمائیگا اور ابوبکرؓ
کے لئے خاص تجلی فرمائے گا؛ رواہ الحاکم وصححہ ۱۲ ٹلہ حضرت علیؓ و انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعلٰی درجات
والے نیچے درجہ والوں کو اس طرح (روشن) نظر آئیں گے جس طرح تم لوگ اس ستارے کو دیکھتے ہو جو افق پر نظر آتا ہے اور ابوبکرؓ و عمرؓ ان ہی
میں سے ہیں اور ان سے زیادہ صاحب نعمت ۱۲ ترمذی۔ ابن ماجہ

Marfat.com

پس بحدیث مستفیض از عائشہ قیل لہا ای اصحاب النبی صلے اللہ علیہ وسلم کان احب الیہ قالت ابوبکر ثم عمر و از عمرو بن العاص قال عائشۃ و من الرجال ابوہا ثم عمر و از انس مثلہ و مراد از حُب اینجا حُب مقاربت است در منزلت بدلیل قول عائشۃ لوکان مستخلفًا لاستخلف ابابکر ثم عمر مقدمہ ثانیہ ازان جہت کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نطق بہوا نمے کند حبّ او خصوصًا از جہت کمال بہوا نیست پس احبّیت دلالت میکند برافضلیت - شیخین وزیران آن حضرت بودند و ایشان را بسمع و بصر خود تشبیہ داد و معلوم است کہ احذق بامر ملت کسی است کہ درزمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پست و بلند سیاست راشناختہ باشد و آنکہ عزیز ترین بمردم باشد احق است بالخلافۃ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باشیخین معاملہ کہ امیر با منتظر الامارۃ مے کند می فرمودند و این معاملات اشارت است باستخلاف ایشان ازان جملہ است مشاورت با ایشان در تبلیغ رسالت و تقدیم ایشان در جمیع امور

(یعنی شیخین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب اصحاب سے زیادہ محبوب تھے) ثابت ہے حدیث مستفیض سے جو عائشہ رض سے مروی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کون آپ کو سب سے زیادہ احب (پیارا) تھا فرمایا کہ ابوبکر رض پھر عمر رض۔ اور عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ عورتوں میں سے آپ کو کس سے زیادہ محبت ہے) فرمایا کہ عائشہ رض سے۔ اور مردوں میں سے؟ (فرمایا کہ) اس کے باپ سے پھر عمر رض سے۔ اور انس رض سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ اور حُب سے مراد یہاں پر حُب مقاربت ہے مرتبہ میں۔ اس کی دلیل عائشہ رض کا یہ قول ہے کہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی کو خلیفہ بنانے والے ہوتے تو ابوبکر رض کو بناتے پھر عمر رض کو بناتے۔ مقدمہ ثانیہ (شیخین رض اس لئے آنحضرت صلعم کو محبوب تھے کہ یہ احب الناس الی اللہ تھے) اس بناء پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام (امور دینی میں) خواہش نفسانی سے نہیں ہوتا تھا (ماینطق عن الہوٰی) آپ کی محبت بھی خصوصًا (ان کے تقرب الی اللہ میں) کمال کی جہت سے خواہش نفس سے نہیں ہے (تو ان کی احبیت للہ اللہ کی بناء پر تھی) اس لئے (آپ کی) احبیت شیخین کی افضلیت پر دلالت کرتی ہے۔ شیخین رض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وزیر تھے۔ اور آپ نے ان کو اپنی سمع و بصر سے تشبیہ دی۔ اور یہ صاف بات ہے کہ ملت کے امور میں سب سے زیادہ تجربہ کار وہی ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سیاست کی اونچ نیچ پہچان چکا ہو (اس لئے یہ حضرات عزیز ملت تھے) اور جو عزیز ترین ہوگا لوگوں میں وہ خلافت کا حقدار ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شیخین رض کے ساتھ وہ برتاؤ کرتے تھے جو امیر کا برتاؤ ہوتا ہے منتظر الامارت (ولی عہد) کے ساتھ اور یہ معاملات اشارہ ہیں ان کے استخلاف کی طرف۔ ان معاملات میں سے ہے تبلیغ رسالت میں ان کے ساتھ مشورے اور ان کو تمام امور میں

لہ مراد یہ ہے کہ رسمی طور پر مثل ولیعہدی مروجہ کے اگر اعلان خلافت فرماتے ۱۲ مترجم

Marfat.com

وتبسم بالیشان و امر کردن بامامت
در قصۂ بنی عمرو بن عوف و مانند آن
صدیق رضؓ و فاروق رضؓ صلاحیت خلافت
داشتند و خلافت ایشان حق
بود بحدیث حذیفہ ان تستخلفوا
ابابکر الخ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم گواہی دادند صدیق را بآنکہ اوّل
کسے است کہ در جنت داخل شود و
بآنکہ صاحب آنحضرت باشد بر حوض
ونداکردہ شود اورا از جمیع دروازہ ہائے
بہشت و بآنکہ وے جدّ کنندہ تر
است در انواع برّ و جبرئیل با
میکائیل در غزوۂ بدر با او بود و کسے کہ
متصف باین صفات باشد اقرب
است بآن حضرت در منزلت و
ہرکہ اقرب باشد بآنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم احق بالخلافۃ
است آن حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم خبر دادند کہ فاروق استعداد
نبوت دارد در قوت علمیہ و
عملیہ اما عملیہ جائے کہ
گفتند شیطان از وے میگریزد
ورؤیا۔ قمیص و مانند آن و
این تلو عصمت است و نائب او
است و اما علمیۃ جائے کہ گفتند
الحق ینطق علے لسان عمرؓ و
گفتند وے محدّث امت است
و رؤیا لبن و موافقت رائے او با وحی
و این خصلت تلو وحی و نائب اوست

مقدم رکھنا اور ان کے ساتھ تبسم کرنا اور قصۂ بنی عمرو بن عوف
میں ان کو امامت کا حکم دینا اور مانند ان کے (بہت واقعات ہیں)
صدیق و فاروق رضؓ خلافت کی صلاحیت رکھتے تھے اور ان کی
خلافت برحق تھی حدیث حذیفہ ان تستخلفوا ابابکر الخ سے
(یعنے تم ابوبکر رضؓ کو خلیفہ بنا لینا) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے صدیق رضؓ کے حق میں گواہی دی کہ وہ سب سے پہلا شخص ہوگا
جو کہ جنت میں داخل ہوگا اور اس بات کی کہ وہ حوض پر آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے رفیق ہوں گے اور اُن کو بہشت کے
تمام دروازوں سے پکارا جائے گا۔ اور اس بات کی کہ نیکی کی
تمام اقسام میں سب سے زیادہ ٹھیک کام کرنے والوں میں سے
ہیں۔ اور جبرئیل بمعیت میکائیل غزوۂ بدر میں ابوبکر رضؓ کے ساتھ
تھے اور جو شخص کہ ان صفات سے متصف ہوگا وہ مرتبہ میں
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہے۔ اور جو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہوگا وہ خلافت کا زیادہ حقدار
ہوگا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ فاروق رضؓ نبوت
کی استعداد رکھتے ہیں قوت علمیہ اور عملیہ میں۔ رہا عملیہ تو اس کا
وہ موقع ہے جہاں فرمایا ہے کہ شیطان اس سے بھاگتا ہے اور
قمیص والا خواب (جو کہ حضرت عمر رضؓ نے دیکھا تھا کہ وہ اتنا بڑا
کرتہ پہنے ہوئے ہیں جو قدموں سے بھی نیچے پہنچا ہوا ہے جسکی
تعبیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قوت عمل کی فراوانی
سے دی تھی) اور اس کے مانند اور چند خواب (جن کا جلد اول
میں مفصّل بیان گزر چکا ہے) اور یہ قائم مقام عصمت اور اسکا
نائب ہے۔ رہا علمیہ تو اس کا ثبوت اس ارشاد میں ہے الحق
ینطق علے لسان عمر (یعنی عمر رضؓ کی زبان سے حق جاری ہوتا
ہے) اور فرمایا کہ عمر رضؓ اس امت کا محدّث ہے۔ اور دودھ والا
خواب (جو حضرت عمر رضؓ نے دیکھا تھا کہ اتنا دودھ پیا جو انگلیوں
تک پہنچ گیا جس کی تعبیر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے علم
کی فراوانی سے دی تھی) اور ان کی رائے کا ہمیشہ وحی کے موافق
ہونا۔ اور یہ خصلت قائم مقام وحی اور اس کی نائب ہے۔

Marfat.com

پس وقتے کہ نبوت منقطع شد احق بالخلافۃ شخصے است کہ استعدادِ او شبیہ باستعداد انبیاء است آنحضرت فرمودہ است صلے اللہ علیہ وسلم ماطلعت الشمس علے رجلٍ خیرٍ من عمر پس لابد است کہ خیریت او بر ہمہ در وقتے از اوقاتِ عمر او باشد و در آخر عمر خلیفہ بود پس خلافت او حق باشد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دعاء کردند در حق فاروق عِش حمیدًا ومُت شہیدًا پس اگر غصب وجور کردہ باشد عیش حمید کجا میسرش شود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در احادیث مستفیضہ تصریح فرمودہ است خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یظہر الکذب پس اگر صدیق وفاروق وذوالنورین غاصب وجائر می بودند واکثر ناس اعانت می نمودند ایشان را بر ظلم وجور اہل حق نمی بودند وقرن ایشان بدترین قرنہا می بود واما اتفاق امت مرحومہ بر ضلالت از آن جہت کہ اجماع واقع شد بر خلافتِ صدیق وفاروق و ہمہ امت با ایشان بیعت کردند معاملۂ رعیت با خلیفہ با ایشان بجا آوردند وبلفظ خلیفہ وامیر المومنین ندا کردند پس اگر ایشان حقیق بالخلافۃ بودند فہو المطلوب واگر نبودند ہمہ عاصی وفاسق وکاذب وضال شدند وبدترین خلق اللہ باشند ولازم باطل است زیرا کہ خدائے تعالےٰ فرمودہ است کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ

توجب کہ نبوت منقطع ہوگئی تو خلافت کا سب سے زیادہ مستحق وہ شخص ہے جس کی استعداد انبیاء کی استعداد کے مشابہ ہے۔

اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے آفتاب طلوع نہیں ہوا کسی ایسے شخص پر جو عمرؓ سے بہتر ہو۔ اس لئے ضروری ہوا کہ کوئی وقت اُن کی عمر کے اوقات میں سے ایسا آئے کہ ان کی افضلیت سب پر ثابت ہو اور وہ (اُس) آخر عمر میں خلیفہ ہوں تو ان کی خلافت حق ہوگی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فاروقؓ کے حق میں دعا کی کہ تو محمود زندگی بسر کرے اور شہادت کی موت پائے، تو اگر انھوں نے غصب اور ظلم کیا ہوتا تو عیش حمید (یعنی پاکیزہ زندگی) ان کو کیسے میسر ہوجاتی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے احادیث مستفیضہ میں تصریح فرمائی ہے کہ تمام زمانوں سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر ان لوگوں کا جو میرے زمانے والوں سے ملیں گے۔ پھر اُن لوگوں کا جو اُن سے ملیں گے پھر کذب کا ظہور ہوگا۔ تو اگر صدیق و فاروق اور ذوالنورین رضی اللہ عنہم غاصب اور ظالم ہوتے اور لوگوں کی اکثریت ظلم وجور پر اُن کی مدد کرنے والی ہوتی تو وہ اہل حق نہ ہوتے اور ان کا زمانہ بدترین زمانہ ہوتا۔ رہا امتِ مرحومہ کا ضلالت پر اجتماع لازم آنا؛ تو وہ اس جہت سے ہے کہ صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما کی خلافت پر اجماع واقع ہوا ہے اور تمام اُمت نے اُن سے بیعت کی اور ان کے ساتھ سب وہی معاملہ کرتے رہے جو رعیت کا خلیفہ کے ساتھ ہوتا ہے اور سب اُن کو لفظ خلیفہ اور امیر المومنین سے پکارتے رہے تو اگر یہ صاحبان خلافت کے حقدار تھے تو وہی ہمارا مقصد ہے اور اگر نہیں تھے تو سب لوگ گنہگار اور فاسق اور جھوٹے اور گمراہ ہوتے ہیں اور (لازم آتا ہے کہ) یہ لوگ بدترین خلق اللہ ہوں۔ اور جو لازم آرہا ہے وہ باطل ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ الخ (۳: ۱۱۰) جتنی امتیں لوگوں پر ظاہر کی جاچکی ہیں تم اُن سب سے بہتر ہو تم لوگ نیک کام کرنے کا

Marfat.com

وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ، وقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تجتمع اُمتی علے الضّلالۃ وقالَ خیر القرون قرنی الحدیث وآزانجہت کہ متکلمان بکلمۂ اسلام متفق اند برآنکہ امام بحق بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صدیق بود یا مرتضٰے پس حق خارج نیست ازین دو قول و مرتضٰے ترک کرد منازعت با صدیق پس متعین شد کہ حق صدیق است زیراکہ ترکِ منازعت خالی از دو حال نیست یا این است کہ بنا بر تقیہ بود یا بغیر تقیہ تقیہ باطل است زیراکہ حضرت مرتضٰے رض بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عاجز نبود بوجہے کہ امکان مقاومت صدیق رض نداشتہ باشد ازین جہت کہ شجاع بود بالاتفاق و بنو ہاشم با او بودند و ابو سفیانِ رئیس بنی عبد الشمس با او موافق شدہ بود و زبیر با او بود و حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالٰے عنہا با علوِ منصب و قرابتِ خود زوجۂ او بود و این ادعٰی دواعی است قبولِ ریاستِ اورا و نفوس عوام مطمئن اند بآنکہ خلافت در اقاربِ خلیفۂ اوّل باشد و اگر بغیر تقیہ ترک منازعت نمود عصیان پیغامبر و خیانت در حقِ امت کردہ باشد و عاصی و خائن لائق امامت نبود و اگر شیعہ گویند کہ ہفتاد ہزار از عرب با صدیق بیعت کردہ بودند و عرب از بیعتِ خود رجوع نمی کنند باطل است زیراکہ ہفتاد ہزار با مرتضٰے رض در ایام خلافتِ او بیعت نمودہ بودند باز رجوع کردند باز بیعت ہفتاد ہزار در یک دفعہ نبود در بیعتِ اوّل بجز

حکم دیتے ہو اور بُرے کام سے روکتے ہو۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی اور فرمایا خیر القرون قرنی، الحدیث۔ اور اس جہت سے کہ جس قدر بھی کلمہ گو یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے ہیں وہ سب اس پر متفق ہیں کہ امام برحق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے یا علی مرتضٰے رضی اللہ عنہ۔ تو حق ان دو قول سے باہر نہیں ہے۔ اور حضرت مرتضٰی رض نے حضرت صدیق رض کے ساتھ امامت میں منازعت کو ترک کردیا لہٰذا متعین ہوگیا کہ صدیق رض حق پر تھے اس لئے کہ ترک منازعت دو حال سے خالی نہیں کہ یا تو بنا بر تقیہ تھا یا بغیر تقیہ۔ تقیہ باطل ہے۔ کیونکہ حضرت مرتضٰے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی طرح ایسے عاجز نہ تھے کہ صدیق رض کی مقاومت کی آپ میں طاقت نہ ہو اس لئے کہ بالاتفاق آپ بہادر تھے اور بنو ہاشم اُن کے ساتھ تھے اور ابو سفیان جو کہ بنی عبد الشمس کا رئیس تھا وہ اُن کے موافق ہوچکا تھا اور زبیر اُن کے ساتھ تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالٰے عنہا جن کا بڑا بلند مقام اور (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہونے کی وجہ سے) بلند قرابت تھی وہ آپ کی زوجہ تھیں اور یہ تمام دواعی میں سب سے بڑا داعیہ تھا عوام کے لئے آپ کی ریاست کو قبول کرنے کا اور (عادۃً) عوام کے نفوس اس امر پر مطمئن ہوتے ہیں کہ خلافت پہلے حکمران کے اقارب کی طرف جائے۔ اور اگر بغیر تقیہ کے منازعت ترک کی ہوتی تو پیغمبر کی نافرمانی اور امت کے حق میں خیانت کی ہوتی اور عاصی اور خائن امامت کے لائق نہیں ہوتا۔ اور اگر شیعہ کہیں کہ ستر ہزار عرب نے صدیق رض سے بیعت کرلی تھی اور عرب اپنی بیعت سے رجوع نہیں کرتے باطل ہے۔ کیونکہ ستر ہزار لوگوں نے حضرت مرتضٰے رض کے ساتھ اُن کے زمانہ خلافت میں بیعت کی تھی اور پھر رجوع کرلیا۔ اور پھر (صدیق اکبر رض سے) وہ ستر ہزار کی بیعت ایک ہی دفعہ میں نہیں ہوگئی تھی۔ بیعتِ اوّل میں بجز

Marfat.com

چند تن بیعت نکردہ بودند پس عاصی شد بترکِ
منازعت قبل بیعتِ اول و بعد از وی قبل
تمام امر و اگر گویند مشغول بود بماتم پیغامبر
گوئیم عاصی شد بترک مصلحت عامہ برای کارے
کہ فائدہ آن مترتب نشد و از آن جہت کہ
امت متفق است بر آنکہ امام حق بعد
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یکے ازین دو
کس بود پس میگوئیم کہ مرتضیٰؓ امام نبود
زیرا کہ متواتر شدہ کہ در ایام خلافتِ
خود کرر گفت خیر ہذہ الامۃ ابوبکر ثم
عمر و این قول او خالی از سہ احتمال
نیست قلبِ او با زبان موافق بود درین
قول و ہو الحق و بہ یثبت المطلوب یا
می دانست خلافِ او لیکن بغیر ضرورت
و بغیر تقیہ با جمعے این سخن می گفت و
با جمعے خلافِ این پس او مدلس
و خائن و اِمعہ باشد و مدلس و خائن
و اِمعہ لائق امامت نباشد یا تقیہ
بود و تقیہ در خلافت وجہے ندارد
و معہذا اگر اکراہے بودہ است
مے بایست کہ بر قدر اکراہ
اکتفا میکرد و چندین مبالغہ نہ
نمود و اگر تقیہ با وجود خلافت و
شجاعت و شوکت و قیام بقتال جمیع
اہل ارض جائز باشد می توان گفت
کہ با جمعے کہ با شیخینؓ بد مے
بودند در خفیہ بنا بر تقیہ انکار
شیخینؓ مے نمود پس کلام خیر الامۃ
متحقق است و خلافِ او

چند تن کے کسی جماعت نے بیعت نہیں کی تھی۔ تو یہ نتیجہ مترتب
ہوگا کہ وہ ترک منازعت پر عاصی ہوئے بیعتِ اول سے پہلے
بھی اور اس کے بعد بھی امر خلافت کی تکمیل سے قبل۔ اور اگر یہ
جواب دیں کہ وہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے ماتم میں مشغول
تھے تو ہم کہیں گے کہ پھر اس وجہ سے عاصی ہوئے کہ مصلحتِ
عامہ ترک کر دی ایسے کام میں مشغول ہو کر جس میں کوئی فائدہ
مترتب نہیں ہوا۔ اور (ضلالت پر امتِ مرحومہ کا اجتماع لازم
آتا ہے) اس جہت سے بھی کہ امت متفق ہے اس پر کہ امام
برحق بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ان دو آدمیوں میں سے
ایک تھا۔ تو ہم کہتے ہیں کہ حضرت مرتضےؓ امام نہیں تھے کیونکہ
یہ تواتر سے ثابت ہے کہ آپ نے اپنے ایام خلافت میں مکرر فرمایا
کہ "اس امت میں سب سے بہتر ابوبکرؓ تھے پھر عمرؓ" اور ان کا
یہ قول تین احتمال سے خالی نہیں ہے۔ اوّل قول میں اُن کا
قلب زبان کے ساتھ موافق تھا اور یہی حق ہے اور اسی سے
مطلوب ثابت ہوتا ہے۔ یا یہ کہ قلب (زبان کے موافق نہیں تھا)
وہ اس کے خلاف جانتا تھا لیکن وہ بغیر ضرورت کے اور بغیر
تقیہ کے ایک جماعت کے سامنے یہ بات کہدیتے تھے اور دوسری
جماعت کے سامنے اس کے خلاف۔ تو (نعوذ باللہ من ذٰلک)
آپ مدلس اور خائن اور اِمعہ (متلوّن مزاج) ہوئے اور جو
مدلس اور خائن اور اِمعہ ہو وہ امامت کے لائق نہیں ہوگا۔
یا یہ کہ تقیہ کر رہے تھے اور تقیہ بزمانہ خلافت کوئی وجہ نہیں
رکھتا۔ اور اس کے باوجود اگر کوئی اِکراہ تھا تو مقدار اکراہ پر
اکتفا کرتے اور اتنا مبالغہ نہ کرتے۔ اور اگر باوجود خلیفہ ہونے
کے اور شجاعت اور شوکت کے اور تمام اہل ارض کے مقابلہ
پر قتال کے لئے کھڑے ہونے کی استطاعت کے بھی تقیہ جائز
ہوگا تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس جماعت کے سامنے خفیہ طور پر شیخینؓ
کی برائی کرتے تھے وہ شیخینؓ کا انکار بنا بر تقیہ کرتے تھے
تو وہ کلام خیر امت والا (یعنی اس امت میں سب سے بہتر ابوبکرؓ
تھے پھر عمرؓ) متحقق (یعنی مظہر واقعیت) تھا اور جو اس کے خلاف تھا

Marfat.com

او تقیہ و نمیتوان گفت کہ اظہارِ اسلام و نماز پنجگانہ خواندن و از دوزخ ترسیدن ہمہ بنابر تقیہ مسلمین بود و شک نیست تنفر قوم بترکِ اسلام اشدّ بود از تنفر بسببِ انکار شیخین پس امن از اسلام او برخاست چہ جائے امامت و این ہمہ بقباحاتے مے کشد کہ ہیچ مسلمانے خیالِ آن نمے تواند کرد پس ثابت شد کہ خلافت حقِ صدیق رض بود و بعد ازان حقِ فاروق رض بہمین دلیل بعینہٖ و ازان جہت کہ خلافت خارج نیست از دو شخص صدیق رض و مرتضیٰ رض لیکن مرتضیٰ بعدِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ نبود پس متعین شد صدیق برائے خلافت دلیل برآنکہ حضرت مرتضیٰ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ نبود آن است کہ انعقاد خلافت بنصّ شارع می باشد یا بہ بیعت یا بہ تسلّط، اقوالِ امت ازین سہ بیرون نیست و ہر سہ در مرتضیٰ مفقود بود و در صدیق موجود اما بیعت و تسلّط خود ظاہر است و اما نص پس ازان جہت کہ اگر نصے در خلافتِ حضرت مرتضیٰ رض می بود نزدیک او یا نزدیک کسے از صحابہ رض چون دیدند کہ خلافت از مرتضیٰ صرف کردند و برائے غیر او منعقد ساختند البتہ اظہار آن نص میکردند و ساعی خلافت را درین کار الزام مینمودند و الا عاصی میشدند و عادت قاضیہ است بآنکہ صورت آن الزام نقل کردہ می شد خصوصاً بعد موت شیخین و قیام مرتضیٰ رض بخلافت و وقوع مشاجراتِ عریضہ

وہ تقیہ تھا۔ اور پھر یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کا ظاہر کرنا اور پنجگانہ نماز پڑھنا اور دوزخ سے ڈرنا سب مسلمانوں سے تقیہ کی بناء پر تھا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ترکِ اسلام کی وجہ سے جو تنفر ہوگا وہ بہت سخت ہوگا بہ نسبت اس تنفر کے جو شیخین رض کے انکار سے ہو سکتا ہے۔ تو اُن کے اسلام ہی کی طرف سے اطمینان اٹھ گیا چہ جائیکہ امامت۔ اور (اس تقیہ کی بدولت) اس قدر قباحتوں تک نوبت پہنچ جائیگی کہ کوئی مسلمان ان کا خیال بھی نہیں کر سکتا۔ پس ثابت ہوا کہ خلافت صدیق رض کا حق تھا اور ان کے بعد فاروق رض کا حق تھا بالکل اسی دلیل سے (کہ انکار کی صورت میں اُمتِ محمدیہ کا ضلالت پر اجتماع لازم آئے گا) اور اس جہت سے بھی کہ خلافت دو شخصوں سے خارج نہیں ہے صدیق رض اور مرتضیٰ رض۔ لیکن مرتضیٰ رض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ نہ ہوئے تو صدیق رض خلافت کے لئے متعین ہو گئے۔ اس بات پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت مرتضیٰ رض خلیفہ نہیں تھے یہ دلیل ہے کہ خلافت کا انعقاد (ان تین صورتوں سے باہر نہیں یعنی) نصِ شارع سے ہوگا یا بیعت سے یا تسلط (غلبے) سے، اقوالِ امت ان تین طریقوں سے باہر نہیں۔ اور یہ تینوں مرتبے حضرت مرتضیٰ میں مفقود تھے اور حضرت صدیق رض میں موجود تھے۔ (ان میں سے دو صورتیں) بیعت و تسلط تو خود ظاہر ہیں۔ رہی نص تو وہ اس جہت سے (نہیں ہے) کہ اگر حضرت مرتضیٰ رض کی خلافت میں موجود ہوتی، اُن کے پاس ہوتی یا کسی اور صحابی کے پاس ہوتی تو جب دیکھتے کہ خلافت مرتضیٰ رض سے ہٹائی اور دوسرے کے لئے منعقد کی جا رہی ہے البتہ اُس کا اظہار کرتے اور خلافت کی سعی کرنے والے کو الزام لگاتے؛ ورنہ گنہگار ہوتے اور عادتِ جاریہ کے مطابق اُس الزام کی صورت نقل کی جاتی خصوصاً شیخین رض کی موت کے بعد اور حضرت مرتضیٰ رض کے خلافت پر قائم ہو جانے کے بعد اور بہت کچھ پہلے ہوئے باہمی اختلافات کے زمانہ میں (کوئی تو اُس نص کا اظہار

ودرین صورت البتہ مرتضیٰ بآن نص مطلع میشد وانکار نص نمی کرد لیکن حضرت مرتضیٰ انکار نص برائے خود کردہ است واما ارتفاع امن از احکام شرع ازانجہت کہ اگر خلافت صدیق وفاروق حق نباشد وبغصب وجور آن را گرفتہ باشند ایشان ومعاونانِ ایشان فاسق وضال باشند واگر چنین باشد از قرآن وسنن امن برخیزد زیرا کہ قرآن جمع کردۂ شیخین است بردست اعوانِ ایشان وسنن اکثر از شیخین واعوان ایشان مروی است وغیر ایشان چون سکوت کردند از نہی منکر آن سکوت بناء بر تقیہ بود یا بغیر تقیہ اگر بغیر تقیہ بود افسق خلق اللہ بودند واگر بنا بر تقیہ سکوت کردند ہرچہ ایشان بران موافقت کردند دران نیز متہم بتقیہ اند وہرچہ دران مخالفت کردند وپوشیدند آن غیر مرضی است لقولہٖ تعالیٰ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا و معہذا درین صورت تعارض من غیر ترجیح عارض مے شود پس حجتے بدست امت باقی نماند پس ایشان مہمل ماندند و تبلیغے بایشان واقع نشد پس اگر شیعہ گویند حقیت قرآن را دانستیم از تلاوت ائمہ آن را گوئیم یحتمل کہ بنا بر تقیہ باشد و اگر گویند بنا بر حفظ الٰہی کما قال وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝ گوئیم

کرتا) اور اس صورت میں یقیناً حضرت مرتضیٰؓ اُس نص پر مطلع ہوتے اور انکارِ نص نہ کرتے۔ لیکن حضرت مرتضیٰؓ نے تو (یہ فرماکر کہ خیرِ امت ابوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ) اپنے حق میں خود نص کا انکار کر دیا ہے۔ اور رہا احکامِ شریعت سے اطمینان کا اُٹھ جانا تو وہ اس جہت سے ہے کہ اگر صدیقؓ و فاروقؓ کی خلافت حق نہ ہو اور انھوں نے اُس کو غصب اور جور سے لیا ہو تو وہ اور اُن کے معاون فاسق اور گمراہ ہوں گے اور اگر ایسا ہوگا تو قرآن اور حدیث سے بھی امن اُٹھ جائے گا۔ کیونکہ قرآن شیخین کا جمع کرایا ہوا ہے اپنے مددگاروں کے ہاتھوں سے اور احادیث اکثر شیخینؓ اور اُن کے مددگاروں سے مروی ہیں۔ اور دوسرے لوگوں نے نہی منکر سے سکوت کیا تو یہ سکوت یا تو تقیہ کی بنا پر تھا یا بغیر تقیہ کے۔ اگر بغیر تقیہ کے تھا تو سب لوگ خلق اللہ میں سے سب سے بڑے فاسق ہوتے۔ اور اگر بر بناء تقیہ سکوت کیا تو جس چیز پر ان لوگوں نے موافقت کی اس میں بھی تقیہ پر متہم ہوں گے اور جس چیز میں مخالفت کی اور چھپایا وہ حق تعالیٰ کے اس قول کی بنا پر غیر مرضی (ناپسندیدہ) ہے وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي الخ (۲۴: ۵۵) اور جس دین کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے پسند کیا ہے (یعنی اسلام) اس کو اُن کے (نفع آخرت کے) لئے قوت دے گا اور اُن کے اس خوف کے بعد اس کو مبدّل بہ امن کر دے گا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس صورت میں ترجیح بلا مرجح بھی عارض ہوگی۔ (کہ نہ اظہار کے لئے کوئی مرجح ہے اور نہ اخفاء کے لئے) تو اُمت کے لئے (اصولِ دین کے ثبوت کے لئے) کوئی حجت ہی باقی نہ رہی۔ نتیجہ یہ پیدا ہوگا کہ یہ لوگ مہمل ٹھہرے اور کوئی تبلیغ ان سے واقع ہی نہیں ہوئی۔ اب اگر شیعہ یہ کہیں کہ ہم نے قرآن کے حق ہونے کو ائمہ کی تلاوت سے جانا تو ہم کہیں گے کہ یہ احتمال موجود ہے کہ یہ تلاوت بنا بر تقیہ ہو رہی ہو۔ اور اگر یہ کہیں کہ حقیقت قرآن کو ہم نے حفظِ الٰہی کی بناء پر جانا جیسا کہ ارشاد ہوا ہے وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (۱۵: ۹) اور ہم اس کے محافظ (اور نگہبان) ہیں۔ ہم کہیں گے کہ

Marfat.com

ازینجا معلوم شد کہ بر حفظ الٰہی اعتماد
مے توان نمود پس امام معصوم چرا
لازم شود اگر گویند حقیت ائمہ دانستیم
بمعجزہ۔ گوئیم نقل ہیچ معجزہ بطریق
تواتر یا شہرت یا استفاضہ ثابت نشد
واگر چیزے از کرامت ثابت است
بطریق واحد بغیر تحدّی است و
مثل آن از شیخین منقول است
این سخن را اندکے کشادہ تر باید دانست
قیام حجت تکلیف بغیر معرفت مکلّف بہ
صحیح نیست وآن معرفت بدون نقل
از صاحب شرع صورت نہ بندد
وچون عقل را در پے تفصیل نقل
فرستیم بالضرورۃ حکم کند بآن کہ
نقل بردو نوع مے تواند بود نوعے
کہ در شرع آن را برہان میتوان
گفت عندکم فیہ من اللہ برہان ویقینے
کہ ماخوذ در شرائع است نہ یقینے کہ متکلمان
زبان بآن می کشایند باین نوع از نقل مربوط
است وتسنن وابتداع بر موافقت و
مخالفت آن نوع منوط و تفرقِ محرّم
واختلاف قبیح اختلاف امت است درین
نوع وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا
وَاخْتَلَفُوا الآیہ من احدث فے
دیننا مالیس منہ فہو ردٌّ محمول است برین
نوع واین نوع عبارت است از نص صحیح
کتاب اللہ وحدیث مشہور حضرت سرور انبیاء علیہ الصلٰوۃ
والسلام کہ بطریق متعددہ بروایت رجال عن رجال
فی کل طبقۃ بہم رسد ودر حکم حدیث مشہور است خبر واحدے کہ

یہاں سے معلوم ہو گیا کہ حفاظتِ الٰہی پر اعتماد کر سکتے ہیں تو امام معصوم کا وجود کیوں لازم ہوا (کہ اس سے قراءت حسن کر آپ قرآن کی حقیقت کو سمجھیں) اگر کہیں کہ ائمہ کی حقیقت کو ہم نے معجزہ سے جانا۔ تو ہم کہتے ہیں کہ کوئی معجزہ (ان حضرات ائمہ سے) بطریق تواتر، یا شہرت یا استفاضہ ثابت نہیں ہوا اور اگر کرامت کی کوئی بات ثابت ہے تو وہ بطور خبر واحد کے ہے اور بغیر تحدّی (مخالف کو للکارنے) کے۔ اور اس قسم کی باتیں شیخین رضؓ سے بھی منقول ہیں۔ اس بات کو تھوڑی وضاحت کے ساتھ سمجھ لیا جائے۔ جاننا چاہیئے کہ مکلّف قرار دینے کی حجت کا قیام، مکلّف بہٖ کی معرفت کے بغیر صحیح نہیں۔ اور یہ معرفت حاصل ہونے کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ صاحب شرع سے منقول ہو۔ جب ہم نقل کی تفصیل پر غور کرتے ہیں تو عقل ضروری قرار دیتی ہے اس امر کو کہ نقل کی دو قسمیں ہو سکتی ہیں۔ ایک قسم تو وہ ہے جس کو شریعت میں برہان کہہ سکتے ہیں۔ عندکم فیہِ من اللہِ بُرْهَانٌ (اس بارے میں تمہارے پاس اللہ کی طرف سے آئی ہوئی کوئی دلیل ہے) اور جو یقین کہ احکامِ الٰہی میں معتبر مانا جاتا ہے { نہ وہ یقین جس کو متکلمین یقین کہتے ہیں} نقل کی اسی نوع سے متعلق ہے۔ اور شریعت کے مطابق ہونا اور بدعت ہونا وہ اسی نوع کی موافقت اور مخالفت سے مربُوط ہے۔ اور وہ تفرّق جو کہ حرام کیا گیا ہے اور وہ اختلاف جو کہ بُرا ہے وہ اُمّت کا اختلاف ہے اس نوع میں وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ (۳: ۱۰۵) اور تم اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں باہم تفرق کر لی اور باہم اختلاف کیا الخ (اور یہ ارشاد کہ) مَنْ اَحْدَثَ الخ جس نے ہمارے دین میں نئی بات بڑھائی جو اس میں نہیں تھی تو وہ مردود ہے! وہ اسی نوع پر محمول ہے۔ اور یہ نوع عبارت ہے نص صریح سے جو کتاب اللہ کی ہو اور حضرت سرور انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث مشہور ہو جو کہ اسنادِ متعددہ سے ایک راوی کی روایت دوسرے راوی سے ہوتی ہوئی ہر طبقہ میں چلی آ رہی ہو، اور ایسی خبر واحد

Marfat.com

قرائن آن را بمرتبۂ یقین رساند و این قرائن مفہوم مخالف و موافق کتاب اللہ باشد یا حکم صریح عقل بر حسب مضمون خبر یا قیاس بر اصول شتے و مانند آن و اجماع امتِ مرحومہ خصوصًا اجماع طبقۂ اولیٰ از امت وقیاس جلی بر این امور مذکور و نوع دیگر در اخبار احاد کہ در دار و گیر اختلافِ علماء در تصحیح و تضعیف افتادہ واقیسۂ متعارضہ و اخبار متخالفہ کہ اُمت در تطبیق آنہا شد رو مذر رفتہ اند و استدلالات ضعیفہ کہ عقول در ردّ وقبول آن گفتگو کردہ وحکم این نوع آن است کہ درین مسائل ہمت خود را بموافقتِ صاحبِ شریعت صرف باید نمود ہر چہ بعد استفراغ جہد مظنونِ ما باشد بران عمل باید کرد این حکم کلی نیز باجماع امت دریافتیم مختلفان درین نوع ہمہ مصیب اند یا یکی مصیبٌ دیگر مخطی معذور بناءً علے اختلافہم فی ذلک علیٰ قولین تفسیق را درینجا مجال نیست و اختلافِ اُمت درین نوع رحمت است و وسعت است و این نیز بضرورت حکم عقل معلوم است کہ متأصّل در تکلیف نوع اول است وقسم رابع از نوعِ اوّل کہ قیاس جلی است متفرعست بر سہ قسمِ اول کسیکہ خلافتِ شیخین رضؓ بلکہ مشایخ ثلاثہ را منکر است و این بزرگواران را بفسق وکفر مطعون می سازد خاک در دہنِ او در حقیقت تیشہ بر پائے دین زدہ است و خلع ربقۂ دین از رقبہ خواستہ است زیرا کہ کتاب اللہ جمع شیخین است

جو حدیث مشہور کے حکم میں ہو جس کو قرائن یقین کے مرتبہ میں پہنچادیں اور (ان قرائن کی تفصیل یہ ہے کہ) یہ قرائن کتاب اللہ کا مفہوم مخالف اور موافق ہوں گے یا عقل کا حکم صریح اس خبر واحد کے مضمون کے مطابق ہو یا مختلف اصولوں وغیرہ پر قیاس کے مطابق ہو۔ اور اجماعِ اُمتِ مرحومہ خصوصًا اُمت کے طبقۂ اولے کا اجماع۔ اور ان امور مذکورہ پر قیاس جلی۔ دوسری قسم وہ اخبارِ احاد ہیں جن کے قبول وعدم قبول میں صحت وضعف روایات کی وجہ سے علماء میں اختلاف واقع ہوا اور ایک دوسرے سے تعارض اور اختلاف رکھنے والے قیاسات جو اُن اخبار کی تطبیق میں زیر بحث آئے جن میں اُمت کو اُلجھنیں پیش آئیں اور استدلالات ضعیفہ ہیں جن میں عقول نے ان کے رد یا قبول پر غور کیا۔ اور اس نوع کا حکم یہ ہے کہ ایسے مسائل میں اپنی ہمت کو صاحبِ شریعت کی موافقت میں مصروف رکھنا چاہیئے جو کچھ بھی ہماری جد وجہد کے انتہاء درجہ تک پہنچے کے بعد ظنِ غالب ہو اس پر عمل کر لینا چاہیئے۔ یہ حکم کلی بھی ہم نے اجماعِ اُمت سے پایا ہے۔ اس نوع میں اختلاف رائے رکھنے والے سب مصیب ہیں یا ایک مصیب ہے اور دوسرا مخطی معذور جیسا کہ اس مسئلہ میں علماءِ اُمت کے دو مختلف قول پائے جاتے ہیں۔ یہ وہ موقع ہے جس میں کسی کے حق میں فسق کا حکم لگانے کی گنجائش نہیں ہے۔ اور اس نوع میں اختلافِ اُمت رحمت ہے اور (اس اختلاف میں کافی) گنجائش ہے۔ اور بضرورت حکم عقل معلوم ہے کہ تکلیف شرعی کے بارے میں اصلی شئے نوع اوّل ہے۔ اور نوع اول کی قسم رابع یعنی قیاس جلی پہلی تین قسموں پر متفرّع ہے۔ جو شخص کہ خلافت شیخین بلکہ ہر سہ مشائخؓ کی خلافت کا منکر ہے اور اُس کے منہ میں خاک کہ یہ ان بزرگواروں کو فسق اور کفر سے مطعون کرتا ہے۔ درحقیقت ایسے لوگ دین کی جڑ پر کلہاڑا چلاتے ہیں اور دین کی بندش کو ان لوگوں نے اپنی گردن سے ہٹا دینا چاہا ہے۔ کیونکہ کتاب اللہ شیخین کی جمع کی ہوئی ہے

Marfat.com

وسبب اتفاق عالم بران ذو النورین است اگر ایشان خلافت را بہ غصب وجور گرفتہ بودند و منصوص علیہ بالخلافۃ را ترسانیدہ بودند و فریضہ از فرائض اللہ ترک کردہ اند افسق خلق اللہ باشند و بدترین ناس و ہمچنان معاونانِ ایشان پس نقل ہر واحد از ایشان قابل اعتماد نماند و اگر تواتر را اعتبار کنیم مطلب حاصل است زیرا کہ ثبوت خلافت این عزیزان بہ نقل متواتر متحقق است و اگر نقل چندکس کہ بزعم این ملحدانِ منکر خلافتِ خلفاء بودند بشنویم ازان نام بردہا نقل قرآن و احکام ثابت نہ شد و نہ بطریقِ خبر واحد و اگر بالفرض مروی باشد بضعیف ترین نقل خواہد بود کہ ہیچکس از مہرۂ علم آن را نمیداند و باین قدر نوع اول از نقل ہم نمی رسد و احادیثِ مشہورہ نقلِ مشایخ ثلاثہ و اعوانِ ایشان و قائلان بخلافتِ ایشان است پس نقل ہر واحد از ایشان قابل اعتماد نباشد و اگر تواتر را معتمد سازیم تیر ایشان ہم در سینۂ ایشان باز گشتہ باشد وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ و اجماع امت کلمہ ایست مجمل چون آن را بر شگافیم در غیر زمان خلفائے ثلاثہ متحقق نشدہ و بغیر حکم ایشان منعقد نگشتہ پس آن را ہیچ اعتبار نباشد بالجملہ در دست ما ہیچ چیز از شریعتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از نوع اول

اور تمام عالم اسلام کو اس پر متفق کرنے کا سبب ذو النورین ہیں۔ اگر ان حضرات نے خلافت کو غصب و جور سے لیا تھا اور جس کے حق میں خلافت منصوص تھی اُس کو خائف کر دیا تھا اور اللہ کے فرائض میں سے ایک فریضہ ترک کر دیا تھا تو یہ صاحبان اللہ کی مخلوق میں سب سے بڑے فاسق اور بدترین لوگ ہوئے اور ان کے معاون بھی ایسے ہی ہوتے۔ تو ان میں سے ہر ایک کی نقل ناقابل اعتماد ہو جاتی ہے اور اگر ہم تواتر کا اعتبار کریں تو ہمارا مطلب حاصل ہے کیونکہ ان عزیزوں کی خلافت کا ثبوت نقل متواتر سے متحقق ہے اور اگر چند ایسے لوگوں کی نقل ہم سُنیں جو کہ ان مُلحِدین کے گمان میں منکر خلافتِ خلفاء تھے تو اُن صاحبوں سے جن کے نام یہ لیتے ہیں قرآن اور احکام کی نقل ثابت نہیں ہوتی۔ اور نہ بطریق خبر واحد ان سے ثابت ہے اور اگر بالفرض مروی بھی ہو تو وہ ضعیف ترین نقل ہوگی کہ ماہرین علم میں سے کوئی شخص بھی اس کو نہ جانتا ہوگا اور اس نقل کا مرتبہ اُس نوع اول کی نقل کے مرتبہ کو کہاں پہنچتا ہے اور احادیث مشہورہ مشائخ ثلاثہ رض کی نقل کی ہوتی ہیں اور ان کے مددگاروں کی جو اُن کی خلافت کے قائل تھے۔ تو اُن (رُواۃِ شیعہ) میں کسی کی نقل اعتماد کے قابل نہ ہوگی۔ اور اگر ہم تواتر کو معتمد قرار دیں تو یہ اُن کا پھینکا ہوا تیر اُن کے سینہ میں لوٹا یا جا چکا ہے (یعنی اگر تواتر کو معتبر مانتے ہو تو نقل متواتر سے مشائخ ثلاثہ کی خلافت بھی ثابت ہے) وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ اور اجماع اُمت ایک مجمل کلمہ ہے جب ہم اس کا تجزیہ کرتے ہیں تو ثابت ہوتا ہے کہ خلفاء ثلاثہ رض کے علاوہ کسی زمانہ میں یہ متحقق نہیں ہوا اور اُن کے حکم کے بغیر کبھی منعقد نہیں ہوا۔ تو اُس کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔ حاصل یہ ہے کہ ہمارے ہاتھ میں شریعتِ محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نوع اول کی

لہ یہ شیعوں کے جواب پر تنقید ہے جواب کا حاصل یہ ہے کہ دین کا ثبوت شیخین رض اور ان کے تبعین کی روایات میں منحصر نہیں ہے۔ دین کا ثبوت تواتر سے ہے اس پر فرماتے ہیں کہ اگر تواتر کو مانتے ہو تو ان حضرات کی خلافت کا ثبوت بھی تواتر سے متحقق ہے ۱۲

Marfat.com

نباشد وامت بظنون خود اعمل کنند ثبوت عمل بمظنون در جزئیات شریعت ثابت نیست الا باجماع طبقۂ اولٰے پس آن نیز متحقق نباشد پس ہیچکس الیوم مکلف بحکم شرعی نیست لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین علٰے ہذہ العقیدۃ الباطلۃ۔ اما مخالفت حکم عقل صراح ازانجہت کہ بعثت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بشریعتِ غرّا نعمتِ عظیمہ و لطفِ جسیم است و قتال بنی آدم کہ لذاتہٖ قبیح بود برائے ہمین مصلحت تجویز کردہ شد پس اگر تمام امت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بعدِ وی از ایمان برآمدہ باشند وراہ ضلالت پیمودہ مگر جمعے اندک در غایت قلت این نعمت نعمتِ عظیمہ نباشد وقتال برائے ہمین فائدہ کہ در زمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسلمان شوند وعنقریب از ایمان برآیند یا برائے صورتِ اسلام بدون آنکہ در آخرت نفعے دہد بجز عظیم بود و قبیح فاحش و اگر ایشان یا اکثر ایشان برحق بودند چرا انکار منکر نکردند وچرا تسلیم جائر و غاصب نمودند درین مقام عقل خود را اندکے حَکَم باید ساخت آن مجاہدہا کہ جناب نبوی صلے اللہ علیہ وسلم درپے اعلاء کلمۂ اسلام کشیدند برائے ہمین قدر بود کہ جماعۂ مسلمین از یک درِ اسلام درآیند واز درِ دیگر بدر روند و این قدر آدمیان را کہ کشتند و غارت کردند و نساء و ذریۂ ایشان را اسیر گرفتند برائے ہمین بود کہ تلفظ بلفظِ اسلام کنند و در آخرت بہرہ نیابند و اگر شیعہ گویند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باستخلاف مرتضیٰ

کوئی چیز نہ ہو اور امت کے لوگ اپنے اپنے ظن و گمان پر عمل کرتے رہا کریں۔ اور ثبوت عمل مظنونات پر جزئیاتِ شریعت میں ثابت نہیں ہے مگر طبقۂ اولٰے کے اجماع سے اور وہ بھی متحقق نہ ہے تو کوئی شخص آج حکم شرعی کا مکلف نہیں ہے۔ اس عقیدہ باطلہ پر اللہ کی لعنت اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت۔

رہی عقل خالص کے حکم کی مخالفت (یعنی ایسی عقل جو تعصب اور ضد وغیرہ آلائشوں سے پاک ہو) تو وہ اس جہت سے ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو شریعتِ غرّا دے کر مبعوث فرمانا ایک نعمتِ عظیمہ اور بہت بڑا لطف ہے اور بنی آدم سے قتال کرنا جو قبیح لذاتہ تھا اسی مصلحت کے لئے جائز کیا گیا۔ تو اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام امت کے لوگ آپ کے بعد ایمان سے خارج ہو جائیں، اور گمراہی پر چلنا شروع کردیں۔ بجز ایک تھوڑی سی جماعت کے جو غایت درجہ کمی میں ہو تو یہ نعمت ایک نعمتِ عظیمہ نہ ہوگی اور قتال صرف اتنے فائدہ کے لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تو مسلمان ہو جائیں اور تھوڑے زمانہ کے بعد ایمان سے نکل جائیں۔ یا اسلام کی صرف صورت کے لئے بغیر اس کے کہ وہ آخرت میں کوئی نفع دے بہت بڑا نقصان اور کھلی ہوئی برائی ہے۔ اور اگر یہ سب لوگ یا ان میں کے اکثر حق پر ہوتے تو انکارِ منکر کیوں نہ کرتے اور کیوں جائر (ظلم کرنے والے) اور غاصب کے آگے گردن جھکا دیتے۔ اس مقام میں تھوڑی دیر کے لئے عقل کو حَکَم بنانا چاہیئے وہ بہت سے مجاہدے جو جناب نبوی صلے اللہ علیہ وسلم نے اعلاء کلمۃ اسلام کے لئے کھینچے بس اتنی سی بات کے لئے تھے کہ جماعت مسلمین ایک دروازے سے تو اسلام میں داخل ہوں اور دوسرے دروازے سے باہر نکل جائیں اور اس قدر آدمیوں کو جو قتل کیا اور غارت کیا اور ان کی عورتوں کو اور اولاد کو گرفتار کرکے قیدی بنایا بس اسی بات کے لئے تھا کہ کلمۂ اسلام کو زبان سے کہدیں اور آخرت میں کوئی حصہ نہ پائیں۔ اور اگر شیعہ یہ کہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تو حضرت مرتضیٰ رض

Marfat.com

و اولادِ او خیریت جمیع مسلمین ارادہ فرمودہ
در دنیا و آخرت و ایشان باختیار خود با خافتِ
امام برخود ستم کردہ اند جواب میگوئیم مقتضاے
صراحِ عقل آن است کہ ترتیب موجودات و
تسلّطِ بادشاہان و مانند آن برحسبِ عنایت
اولٰی اصل است بمنزلۂ طعام و الہام علومِ
حقہ وسُننِ راشدہ برائے اصلاحِ عالَم
دردل ازکی خلق اللہ و از انجا اجراے
آن علوم دردلِ حوارین و از انجا دردلِ عوام
ناس طبقۃً بعد طبقۃٍ اصلاح است بمنزلۂ
نمک در طعام پس شرائع ہمہ باندازۂ استعداد
کائنات خارجی واقع است ہرگز در حکمتِ حکیم
اعلٰی جلّ مجدہٗ گنجائش ندارد کہ مدارِ تحقق
لطف الٰہی کہ مقتضے ارسال حضرتِ پیغامبر
مابودہ است صلی اللہ علیہ وسلم بعد خلافتِ
مرتضٰی و اولاد او را عازند حال آنکہ در
عنایتِ اولٰی مقرر بود کہ ہیچ گاہ
حضرت مرتضٰیؓ و اولادِ او تا دامانِ
قیامت منصور نشوند و ہیچ گاہ
خلافتِ ایشان علٰی وجہہا صورت نگیرد
بلکہ از میانِ ایشان ہر کہ دعوت بنحو
کند و سر بقتال برآرد مخذول بلکہ
مقتول گردد خدائے تعالٰی مے فرماید
وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ۝
وللخلفاء الذین ہم خلفاء الانبیاء
حقاً اُسوۃ المرسلین فہم المنصورون
وہم الغالبون

اور اُن کی اولاد کو خلیفہ قرار دینے سے تمام مسلمانوں کے لئے
دنیا و آخرت میں خیریت کا ارادہ فرمایا اور انھوں نے اپنے
اختیار سے امام کو خائف بنا کر اپنے اُوپر ظلم کیا ہے۔ تو ہم انکے
جواب میں کہتے ہیں کہ خالص عقل کا مقتضٰی یہ ہے کہ موجودات
کی ترتیب اور بادشاہوں کا تسلّط اور مانند اُس کے جو عنایت
اولٰی کے مطابق ظاہر ہوا ہے اصل ہے طعام کے مرتبہ میں،
اور علومِ حقّہ وسُننِ راشدہ کا الہام جو اللہ کی مخلوق میں سے
سب سے زیادہ پاکیزہ قلب میں اصلاحِ عالم کے لئے ڈالا گیا اور
وہاں سے ان علوم کا اجرا۔ حوارین کے دل میں اور وہاں
سے عوام الناس کے دلوں میں ایک طبقہ کے بعد دوسرے
طبقہ کے دلوں میں ہوا یہ اصلاح ہے جو بمنزلۂ نمک کے ہے
طعام کے لئے۔ تو جتنی بھی شریعتیں آئیں سب کائناتِ خارجی
کی استعدادوں کے اندازے کے مطابق واقع ہوتیں۔ حکیم
اعلٰی جلّ مجدہٗ کی حکمت میں ہرگز یہ گنجائش نہیں ہے کہ
لُطفِ الٰہی کے تحقّق کا مدار جو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کے رسول بنانے کا مقتضٰی ہوا تھا حضرت مرتضٰیؓ اور اُن
کی اولاد کی خلافت پر متعیّن و محصور ہو جاتے۔ حالانکہ عنایت
اولٰی میں مقرر تھا کہ کسی زمانہ میں دامانِ قیامت تک حضرت
مرتضٰیؓ اور اُن کی اولاد منصور نہ ہوں گے اور کبھی بھی
اُن کی خلافت جیسی ہونی چاہیئے قائم نہ ہوگی، بلکہ ان کے
درمیان میں سے جو شخص بھی اپنی طرف لوگوں کو دعوت دیگا
اور قتال کے لئے سر اُبھارے گا مخذول (یعنی رُسوا) اور
مقتول ہوگا۔ خدا تعالٰی فرماتا ہے وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا الخ
(۳۷: ۱۷۱ تا ۱۷۳) اور ہمارے خاص بندوں کے لئے ہمارا
یہ قول پہلے ہی سے مقرر ہو چکا ہے کہ بیشک وہی غالب کئے
جائیں گے اور (ہمارا تو قاعدہ عام ہے کہ) ہمارا ہی لشکر غالب
رہتا ہے۔ اور اُن خلفاء کے لئے جو انبیاءؑ کے خلفاء برحق
ہوتے ہیں مُرسلین کی پیروی میسّر ہوتی ہے اس لئے ان کو
بھی بارگاہِ خداوندی سے نصرت ملتی ہے اور وہ بھی غالب

Marfat.com

ممکن است کہ بنماز امر فرمایند و ہزاران ہزار توفیق یابند و نماز خوانند و باین سبب بمراتب عالیہ رسند و بعض اشقیاء کہ شقوتِ او در عنایت اولی محتوم شدہ امتثال آن امر نکنند و از فیض عام محروم مانند و ممکن نیست کہ چیزے فرمایند کہ ہیچ گاہ ہیچکس آن را عمل نکند و از آنجہت کہ جریان افعال خدای تعالٰے در عالم بر نسق واحد دلالت بر بعض معانی دقیقہ مے فرماید اگر آن را بر سنۃ اللہ حوالہ نمائیم بجا است و اگر لزوم عقلے نیز تقریر کنیم روا است و لہٰذا متکلمان در الٰہیات از نظام احسن کہ در عالم مراعات ثباتِ واجب الوجود قادرِ مختار علیم قدیر کردہ اند و در نبوات ظہور معجزہ بر طبق دعوای پیغامبر مثبت نبوت قرار دادہ اند نظیر آن از محسوسات دلالت شیر پستان است بر سبق ولادت و دلالتِ خصب و ترعرع اراضی است بر سبق غیث و دلالتِ نقاہت است بر مرض و دلالتِ جراحت است بر جرح الٰے غیر ذٰلک پس لطف خدائی تعالٰی کہ سبب بعثِ پیغامبر ما صلے اللہ علیہ وسلم شدہ است در اول حال کاری کرد کہ اتفاق طائفہ بر قبول دعوت توحید و انکار شرک و مشرکان بظہور آمد پیش از ہجرت بعد ازان کارے فرمود متفرع برین کار و آن جہادِ اعداء اللہ است اوّلاً و دخول افواج بنی آدم فی دین اللہ آخراً بعد ازان کارے دیگر نمود متفرع برین کار و آن ازالۂ دولتِ کسرٰے و قیصر است بر دستِ شیخین رضہ پس دین حق از امتِ مرحومہ

رہتے ہیں۔ ممکن ہے کہ نماز کا امر فرمائیں اور لاکھوں آدمی توفیق پائیں اور نماز پڑھیں اور اس سبب سے مراتبِ عالیہ پر پہنچ جائیں اور بعض بد بخت کہ جس کی بدبختی عنایتِ اولی میں قطعی ہو چکی ہے وہ اُس حکم کی تعمیل نہ کرے اور فیضِ عام سے محروم رہے۔ اور یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی ایسی بات فرمائیں کہ کبھی بھی کوئی شخص اس پر عمل نہ کرے۔ (اور حکمِ عقل خالص کی مخالفت) اس جہت سے ہے کہ حق تعالٰے کے افعال کا عالم میں ایک خاص اسلوب پر جاری ہونا بعض معانیٔ دقیقہ پر دلالت کرتا ہے۔ اگر ہم اس کو سُنّۃ اللہ (عادت اللہ) کے حوالے کریں تو بجا ہے اور اگر لزوم عقلی کہیں تو یہ بھی جائز ہے۔ اور اسی بناء پر الٰہیات میں کلام کرنے والوں (یعنی حضرات علماء علم کلام) نے اس نہایت عجیب نظام سے جس کی مراعات عالم میں مشاہدہ کی جا رہی ہے اُس واجب الوجود کا اثبات کیا ہے جو قادرِ مختار ہے، علیم ہے، قدیر ہے۔ اور انھوں نے نبوتوں کے بارے میں دعوائے پیغمبر کے مطابق معجزات کے ظہور کو مثبت نبوت قرار دیا ہے۔ محسوسات میں سے اس کی نظیر پستان میں دودھ کی موجودگی کا دلالت کرنا ہے اس پر کہ پہلے ولادت ہو چکی ہے اور زمینوں کی سرسبزی اور زراعت کی بڑھوتری کا دلالت کرنا ہے اس پر کہ بارش ہو چکی ہے اور نقاہت کا دلالت کرنا ہے بیماری پر اور نشان زخم کا دلالت کرنا ہے زخم پر وغیرہ، تو لطفِ خداوندی نے جو کہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا سبب ہوا ہے ابتداء حال میں ایک کام کیا اور وہ یہ ہے ایک جماعت نے دعوتِ توحید کے قبول کرنے پر اتفاق کیا اور شرک کا اور مشرکوں کا انکار ہجرت سے پہلے ظہور میں آیا۔ اس کے بعد اس نے دوسرا کام انجام دیا جو اسی کام پر متفرع تھا اور وہ ہے اولاً دشمنانِ خدا کے ساتھ جہاد اور اس کے بعد دوسرے مرتبہ میں بنی آدم کی افواج کا اللہ کے دین میں داخل کرنا۔ پھر اس نے دوسرا کام انجام دیا جو اس کام پر متفرع تھا اور وہ ہے کسریٰ اور قیصر کی دولت کا ازالہ شیخین رضہ کے ہاتھ پر۔ اب دینِ حق امتِ مرحومہ سے

Marfat.com

بر جمیع ادیان ظاہر شد بعد ازانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بآن ہمہ درحال بشارت می دادند و ترغیب می فرمودند پس این نسقے است واحد مانند نہال نشانیدن و برآمدن غصان و اوراق اولاً و برآمدن ازہار ثانیاً و خروج ثمار ثالثاً و مانند طفلی و جوانی و کہولت آدمی و ترتیب ہر یکے بر دیگرے چون این نسق واحد دیدیم دانستیم ہمان لطف است کہ ساعت بساعت آثار او ظاہر می شود پس حقیت خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم ازین نسق واحد عقل بطریق حدس ادراک کرد چنانکہ از ترتیب ازہار و ثمار می شناسیم کہ قصد باغبان ثمر بود و آن لطف باغبان کہ نشاندن نہال را تقاضا کردہ بود ہمان لطف بعینہ متقاضی ازہار و ثمار گشتہ ہمچنان نزول قرآن آیات آیات بعد ازان سورہ سورہ مرتب شدن بعد ازان ہمہ در مصاحف جمع گشتن نسقی است واحد ہمچنان اصل علوم احکام از سینۂ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بروز فرمودن بعد ازان بلحوق قیاس اجماع مورق و مثمر شدن و ہمچنان علم احسان از صدر شریف آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام جلوہ نمودن و بعد ازان در خلفاء آن علوم احسانیہ گل کردن ہمہ ترتیب واحد است متناسق یبشر اولہ باخرہ و یدل آخرہ علی اولہ و ازان جہت کہ مسلمین ہمہ با خلفاء بیعت نمودند و متفق شدند بر خلافت ایشان بعد ازان بر دست ایشان

تمام ادیان پر غالب آگیا بعد اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں ان سب کی بشارت دیتے اور ترغیب فرماتے رہے ہیں۔ تو یہ ایک خاص اسلوبِ ترتیب ہے جیسے درخت کا پودا جمانا اور اس میں سے شاخوں اور پتوں کا نکلنا۔ پہلے مرتبہ میں۔ پھر کلیوں کا نکلنا دوسرے مرتبہ میں۔ پھر پھلوں کا نکلنا تیسرے مرتبہ میں اور مانند آدمی کے بچپن اور جوانی اور بڑھاپے کے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے پر مرتب ہوتا ہے۔ جب ہم نے ایک ہی نسق دیکھا تو جان لیا کہ اسی لطف کی کارفرمائی ہے کہ ساعت بساعت اس کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ بس خلافتِ خلفاء رضی اللہ عنہم کی حقیت اِس (قدرتی) نسق واحد سے عقل بطریق حدس[1] کے ادراک کر لیتی ہے جیسا کہ پہلے کلیوں کے اور پھر پھل لگنے کی ترتیب سے ہم پہچانتے ہیں کہ باغبان کا مقصد پھل تھا اور باغبان کا وہ لطف کہ جس نے درختوں کے پودے لگانے کا تقاضا کیا تھا بعینہ وہی لطف کلیوں اور پھلوں کا متقاضی ہوا تھا۔ اسی طرح قرآن کا آیات آیات نازل ہونا، اس کے بعد سورت سورت ہو کر مرتب ہونا۔ اِس کے بعد سب کا مصاحف میں جمع ہونا، یہ ایک نسق واحد ہے، اسی طرح احکام کے اصل علوم کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مبارک سے ظہور فرمانا، اس کے بعد قیاس و اجماع کے لاحق ہونے سے اس شجر پر برگ و بار کا ہویدا ہو جانا۔ اور اسی طرح سینۂ شریف آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے علم احسان کا جلوہ کرنا اور اس کے بعد خلفاء رضی اللہ عنہم میں اُن علوم احسانیہ کے پھولوں کا اظہار ہونا، یہ سب ایک ترتیب واحد ہے جو ایک نسق کے ساتھ جاری ہے جس کا اول آخر کی بشارت دیتا ہے اور اس کا آخر اول پر دلالت کرتا ہے۔ اور (حکم عقل کی مخالفت) اس جہت سے بھی ہے کہ تمام مسلمانوں نے خلفاء رضی اللہ عنہم سے بیعت کی اور اُن کی خلافت پر متفق ہو گئے۔ اس کے بعد اُن کے ہاتھ پر اولاً

[1] حدس اس کو کہتے ہیں کہ قیاس کے تمام مقدمات ذکر کئے جانے سے پہلے ہی ذہن نتیجہ پر پہنچ جائے۔ مثلاً یہ دیکھ کر کہ آفتاب کے ساتھ قرب و بُعد کے اختلاف سے چاند کی حالت میں تغیر ہوتا ہے یہ نتیجہ اخذ کر لیا کہ نورِ قمر مستفاد ہے نورِ شمس سے۔ مترجم

Marfat.com

قتال مرتدین اولاً وجہاد فارس وروم ثانیاً متحقق شد قرآن باہتمام ایشان مجموع ومتفق علیہ گشت وکفر از بلادِ شام وعراق ویمن برخاست وحدود جاری شد نماز وروزہ وتلاوتِ قرآن و اتفاقِ مسلمین ہر یکے دیگر پدید آمد وآنچہ پیش از بعثتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نامی ونشانی ازوی نشنیدہ بودیم بمحض تسبب وے صلے اللہ علیہ وسلم ظاہر شدہ بود ودر جمیع اقطارِ ارض فاش گشت درین قدر خود اتفاق واقع است پس عقلِ صراح کہ بکدورت تعصب کدر نشدہ باشد حکم مینماید کہ این خلافت حق است وعصیانِ پیغامبر درعقد آن واقع نشد ودر مقاصدِ خلافت قصوری روی نداد زیرا کہ اصل در اتفاقِ سوادِ اعظم از امتِ مرحومہ موافقتِ امر پیغامبر است وعدم عصیانِ او وپیغامبر ایشان مکی است وقرآن کہ امام ایشان است مکی اگر اختلافے درمیانِ امت واقع شود بعارض ہوا است یا بعلتِ جہل وعقلِ صراح می شناسد کہ پدید آمدنِ عارضِ ہوا بمجرد وفاتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بدون وقوع امری کہ اثارتِ قوتِ غضبیہ ایشان کند بغایت بعید است وحقد متقدم کہ سببِ این انحراف باشد غیر معلوم وجہلِ نص از سوادِ اعظم بغایت دور واگر ایشان از نص غافل بودند صاحبِ حق چرا اظہارِ حق نہ کرد وکدام خوف موجبِ سترِ آن گشت سبحانک ہذا بہتانٌ عظیمٌ وخیریت افعالِ ایشان معلوم کردیم از موافقتِ آنہا بقرآن

مرتدین سے قتال ہوا اور پھر دوبارہ فارس اور روم کے ساتھ جہاد ہوا۔ پھر قرآن اُن کے اہتمام سے جمع ہوا اور متفق علیہ ہوا اور شام اور عراق اور یمن کے شہروں سے کفر کو نکالا گیا اور حدود جاری ہوئیں۔ نماز و روزہ اور تلاوتِ قرآن اور مسلمانوں کا ایک دوسرے سے اتفاق ظاہر ہوا اور ان چیزوں کا کہ جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ہم نے ان کا کبھی نام و نشان بھی نہ سنا تھا محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب بن جانے سے ظاہر ہوگئی تھیں اور زمین کی تمام جوانب میں کھل کر سامنے آگئیں۔ اتنی بات پر سب کا ہی اتفاق ہے۔ تو عقلِ خالص جو تعصب کی کدورت سے مکدر نہ ہوئی ہوگی حکم لگاتی ہے کہ یہ خلافتِ حق ہے۔ اور اس کے منعقد ہونے میں نہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی واقع ہوتی اور نہ خلافت کے مقاصد میں کوئی قصور پیدا ہوا اس لئے کہ امتِ مرحومہ کے سوادِ اعظم کے اتفاق میں جو اصل چیز ہے وہ پیغمبر کے حکم کی موافقت ہے اور اُس کی نافرمانی نہ کرنا اور ان کا پیغمبر مکی ہے اور قرآن جو کہ اُن کا امام ہے وہ بھی مکی ہے (یعنی اس کا نزول لغتِ قریش پر ہوا ہے) اگر کوئی اختلاف امت کے درمیان واقع ہوجائے تو وہ یا تو خواہش نفسانی کے عارض ہوجانے کی وجہ سے ہوگا یا بر بنائے جہل۔ اور عقلِ خالص پہچانتی ہے کہ ہوائے نفس کے عارض کا ظاہر ہونا صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے بغیر کسی ایسی بات کے واقع ہونے کے جو ان کی قوتِ غضبیہ کو جوش میں لاتے نہایت بعید ہے اور پہلے سے ایسے کینہ کی موجودگی کا بھی علم نہیں جس کو اس انحراف کا سبب سمجھا جائے۔ اور سوادِ اعظم کا نص سے جاہل رہنا بہت مستبعدات ہے اور اگر مان لیا جائے کہ یہ سب نص سے غافل تھے تو صاحبِ حق نے کیوں نہ اظہارِ حق کیا اور کونسا خوف لاحق ہو رہا تھا جو حق کو چھپانے پر مجبور کر رہا تھا۔ سُبحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ۔ ہم نے ان کے افعال کا خیر ہونا معلوم کیا قرآن سے ان افعال کی موافقت کے ذریعہ سے؛

Marfat.com

عقل حکم می کند کہ این ہمہ خیر است وحق است قطعاً و مصلحت شرع در تاثیم این ہزار ہزار در امری کہ رشد آن بتدائر معلوم است بموافقت قرآن بسبب آنکہ متصدی آن شخصے شد غیر شخصے ہیچ نیست و ایجاب استخلاف شخصے کہ خلافت آن بجز او نی نیست کدام مصلحت است اقارب و اعوان شخصے کہ خلافت از دست او رفت بہر حشیش متعلق میشوند وہر تیرے کہ در ترکش ایشان است می اندازند و دور نیست کہ حب جاہ برادعاء غیر واقع حمل کند و بر اقدام خلاف جمہور دلالت فرماید قاعدۂ عقل صراح آن است کہ بر ظاہر اعتماد کنند مگر آنکہ قرائن قویۂ ازان ظاہر باز دارد مثلاً دیدیم کہ آتش شعلہ می زند تا آنکہ بر غلطِ حس خود مطلع نشویم باوجود جوہری کہ شبیہ بنار میناید بہ یقین بدانیم بمجرد احتمال قصدِ آن نکردن و پختن طعام را بران موقوف نہ گذاشتن محض دیوانگی است اما تناقض در مصلحتِ شرع ازان جہت کہ شیعہ می گویند لطف واجب است بر خدای تعالیٰ و لطفِ او تعالیٰ تقاضا می فرماید کہ ملت را حافظے باشد و آن حافظِ ملت لابد است ازانکہ عالم و معصوم باشد و معصوم غیر مرتضیٰ نبود پس او امام باشد و ما مساعدت می کنیم در مقدمۂ اولیٰ و ثانیہ بتغیّر تا میگوئیم کہ خدای تعالیٰ متصف است بلطف کما قال

اَللّٰہُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِہٖ

و وعدہ فرمود

عقل فیصلہ کرتی ہے کہ یہ سب خیر اور حق ہے قطعاً اور شریعت کی مصلحت ان لاکھوں آدمیوں کو گنہگار بنانے میں اور ایسے امر کے بارے میں جس کا خیر ہونا بھی معلوم ہے قرآن کی موافقت کی وجہ سے اور گنہگار بنانے کا سبب بھی صرف یہ کہ ایک شخص اس کی فکر میں لگ رہا ہے دوسرے شخص کے مقابلہ پر کچھ نہیں ہے۔ اور ایسے شخص کے استخلاف کو واجب کرنے میں جس کی خلافت ہونے والی نہیں ہے مصلحت بھی کیا ہوتی۔ البتہ ایسے شخص کے اقارب اور مددگار جس کے ہاتھ سے خلافت جا چکی ہے ہر گھاس سے لٹکنے اور سہارا لینے کی کوشش کرتے ہیں (جیسا ڈوبتا ہوا کوشش کرتا ہے۔ الغریق یتعلق بکلِ حشیش) اور جو تیر بھی ان کے ترکش میں ہوتا ہے اسی کو چلا دیتے ہیں اور بعید نہیں کہ جاہ کی محبت غیر واقعی دعوی پر ابھارے اور خلاف جمہور اقدام پر رہنمائی کرے۔ اور خالص عقل کا قاعدہ یہ ہے کہ ظاہر پر اعتماد کریں مگر یہ کہ مضبوط قرائن اس ظاہر سے روکیں مثلاً ہم دیکھ رہے ہیں کہ آگ شعلہ مار رہی ہے تو جب تک ہم اپنی غلطی حس پر مطلع نہ ہو جائیں باوجود اس کے کہ ایک جوہر ایسا چمکدار ہوتا ہے جو آگ کے مشابہ دکھائی دیتا ہے ہم اس کو یقیناً آگ ہی یقین کریں گے اور صرف اس احتمال سے (کہ یہ وہ چمکنے والا جوہر نہ ہو) اس کی طرف دھیان نہ دینا اور کھانا پکنے کو اس پر موقوف نہ سمجھنا محض دیوانگی ہوگی۔ رہا مصلحت شرع میں تناقض تو وہ اس جہت سے ہے کہ شیعہ کہتے ہیں کہ لطف واجب ہے خدا تعالیٰ پر اور اس تعالیٰ شانہٗ کا لطف یہ تقاضا فرماتا ہے کہ ملت کا کوئی محافظ ہو اور اس محافظ کے لئے ضروری ہے کہ وہ عالم اور معصوم ہو اور سوائے مرتضیٰ رضؓ کے کوئی معصوم نہیں تھا تو وہی امام ہوں گے۔ اور ہم موافقت کرتے ہیں پہلے مقدمہ میں اور دوسرے میں تھوڑے تغیر کے ساتھ۔ ہم کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ (پر لطف اگرچہ واجب نہیں ہے مگر وہ) متصف بلطف ہے جیسا کہ اس نے ارشاد فرمایا ہے اَللّٰہُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِہٖ (اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر لطف کرنے والا ہے) اور اسی نے وعدہ فرمایا ہے

Marfat.com

وحفظ قرآن را وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ؕ ووعدۂ او واجب الوقوع است و میگوئیم کہ لطف تقاضا میکند کہ ملت را حافظے باشد اما این حافظ سہ چیز میتواند شد یکی آنکہ خود متکفل حفظ باشد پس ہمیشہ دفعۃ بعد دفعۃ تقریبی احداث فرماید از غیب بالقاء در قلب مردے کہ امر کند بمعروف ونہی از منکر و القاء در قلب قوم انقیاد اورا قال اللہ تعالٰے وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ و قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یُبْعَثُ فِیْ کُلِّ مِائَۃٍ فِیْ ہٰذِہِ الْاُمَّۃِ مَنْ یُّجَدِّدُ دِیْنَہَا دوم آنکہ امت مرحومہ را من حیث المجموع خاصیتے باشد کہ بر ضلالت مجتمع نشوند کما قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَے الضَّلَالَۃِ سیوم شخصے را معین کند کہ اقامت دین فرماید و چنانکہ شیعہ میگویند کہ لطف گاہی ظہور امام معصوم است و آن اکمل انواع لطف است وگاہی وجود او با خفا و آن نیز از اصل لطف خالی نیست ما میگوئیم کہ گاہی خدا تعالے ہر سہ نوع حفظ را جمع میفرماید و آن اکمل انواع لطف است و آن در ایام خلافت رحمت و خلافت نبوت است وگاہی بر دو نوع اول اکتفا می نماید زیراکہ اصل لطف بآن مودّی مے شود و در مقدمۂ ثالثہ نیز مساعدہ می کنیم بنوعے از تغیر پس می گوئیم کہ اگر لطف الٰہی تعین شخصے را کہ حافظ ملت باشد تقاضا فرماید لابداست از ان کہ مبشر بکثرت علوم و بعلو درجہ در آخرت باشد تا لطف متحقق گردد و عصمت بمعنی کہ

قرآن کی حفاظت کا وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ؕ (اور ہم قرآن کی ضرور حفاظت کرنے والے ہیں) اور اس کا وعدہ واجب الوقوع ہے (یعنی اس کا پورا ہونا ضروری ہے) اور ہم (بھی) کہتے ہیں کہ لطف تقاضا کرتا ہے کہ ملت کا کوئی محافظ ہو۔ مگر یہ محافظ تین چیز ہو سکتی ہیں۔ اوّل یہ کہ وہ خود حفاظت کا متکفل ہو کہ وہ ہمیشہ بار بار ایسی صورت غیب سے پیدا فرماتا ہے کہ وہ کسی مرد کے قلب میں القاء فرماتا ہے کہ وہ نیک کاموں کا امر اور برے کاموں سے منع کرتا ہے اور قوم کے قلوب میں اس کی فرمانبرداری کا القاء کرتا ہے۔ اللہ تعالٰے نے فرمایا ہے وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ؕ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر صدی میں اس امت کے پاس ایک ایسا شخص بھیجا جائیگا جو اس کے دین کی تجدید کرے گا۔ دوسری چیز یہ ہے کہ امت مرحومہ میں بحیثیت مجموعی یہ خاصیت ہو کہ وہ گمراہی پر متفق نہ ہوں جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ تیسری چیز یہ ہے کہ حق تعالٰی کسی شخص کو معین فرمائیں کہ وہ اقامت دین فرماتے اور جیسا کہ شیعہ کہتے ہیں کہ "ایک لطف گاہ امام معصوم کا ظہور ہے اور وہ لطف کی کامل ترین نوع ہے اور کبھی اس کے وجود میں اخفاء ہوتا ہے اور وہ بھی اصل لطف سے خالی نہیں ہے"۔ ہم کہتے ہیں کہ کبھی حق تعالٰے حفاظت کی تینوں انواع کو جمع فرما دیتا ہے اور وہ لطف کی انواع میں کامل ترین نوع ہے اور اس کا ظہور ہوتا ہے خلافت رحمت اور خلافت نبوت کے ایام میں۔ اور کبھی دو نوع اوّل پر اکتفاء کر لیتا ہے کیونکہ اصل لطف اس سے ادا ہو جاتا ہے۔ اور تیسرے مقدمہ میں بھی ہم ان کا ساتھ دیتے ہیں تھوڑے سے تغیر کے ساتھ تو ہم کہتے ہیں کہ اگر لطف الٰہی کسی ایسے شخص کے تعین کا تقاضا فرماتے جو ملت کی حفاظت کرنے والا ہو تو ضروری ہے کہ اس کے بارے میں (دنیا میں) کثرت علم کی بشارت ہو اور آخرت میں بلند مقام کی بشارت ہو تاکہ لطف متحقق ہو۔ اور عصمت کا جس معنے میں

Marfat.com

شیعہ اثبات می کنند ضرور نیست ممکن است کہ در اوّلِ عمر کافر و فاسق باشد بعد ازان خدای تعالٰے توبہ نصیب کند و بزبانِ پیغامبر اطلاع دہد کہ آخر حال او خیریت و تصریحاً و تلویحاً حُسنِ حال و مآل او تعلیم فرماید لیکن اینجا شرطے دیگر مطلوب است و آن آن است کہ امام ظاہر و منصور بود زیراکہ اگر مختفی باشد تکلیف باتباعِ شخصے مجہول کہ نہ امر می نماید و نہ نہی می کند لازم آید و اگر مخذول بود و تقریب بخیر نباشد از نصبِ او بلکہ تقریب بشر باشد و ترکِ نصبِ او اقرب باشد بلطف از نصبِ او زیراکہ در صورتِ اُولٰے مواخذہ نباشد بترکِ واجب و فعلِ محرّم و درین صورت مواخذ خواہد بود بعد تمہید مقدمات می گوئیم کہ لابد امامِ حق بعد وفاتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موجود بود المتفق علیہ الموافقُ والمخالف و آن امام صدیقِ اکبر است رضی اللہ تعالٰی عنہ بعد ازان فاروقِ اعظم زیراکہ ہر دو مُبشر بعلم و فلاح و صلاح بودہ اند و ظاہر و منصور بودند نہ حضرتِ مرتضیٰؓ زیراکہ اگرچہ عالم بود و مُبشّر بہ بہشت بود ظاہر و منصور نہ بود و تحقیق این مسئلہ موقوف است بر تمہید نکتہ بدان اسعدک اللہ تعالٰے اشاعرہ گفتہ اند کہ احکام اللہ تعالٰے معلّل باغراض نیست و این مسئلہ را بروشے سر دادہ اند کہ مفہوم آن باشد کہ در ارسالِ رُسل و انزالِ کُتب و نسخِ شرائعِ سابقہ و برہم زدنِ عاداتِ جاہلیت

شیعہ اثبات کرتے ہیں وہ ضروری نہیں ہیں۔ ممکن ہے کہ اوائل عمر میں کافر و فاسق ہو اُس کے بعد اللہ تعالٰے توبہ نصیب کر دے اور پیغمبرؑ کی زبان سے اطلاع دیدے کہ اُس کا آخر حال اچھا ہوگا اور تصریح کے ساتھ، کبھی اشارات کے ساتھ اُس کے حال اور انجام کی عمدگی کا بیان فرماتے رہیں۔ لیکن یہاں ایک دوسری شرط بھی مطلوب ہے اور وہ یہ ہے کہ امام ظاہر اور منصور ہو۔ اس لئے کہ اگر چھپا ہوا ہوگا تو ایک ایسے شخص کے اتباع کا مکلّف ہونا لازم آئے گا جو مجہول ہو کہ وہ نہ امر کرتا ہے اور نہ نہی۔ اور اگر (منصور نہ ہوگا کہ غیب سے اس کی مدد کی جاتے بلکہ) مخذول ہوگا تو اُس کے نصب (امامت) کا انجام بخیر نہ ہوگا بلکہ انجام بہ شر ہوگا اور اُس کا ترک نصب بہ نسبت اُس کے نصب کے لطف سے قریب تر ہوگا کیونکہ پہلی صورت (یعنی ترک منصب امامت) میں اُس پر ترک واجب اور فعلِ حرام کا مواخذہ نہ ہوگا اور دوسری صورت میں اُس پر مواخذہ ہوگا۔ تمہید مقدمات کے بعد ہم کہتے ہیں کہ امام برحق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد موجود ہو۔ اس بات پر موافق اور مخالف سب کا اتفاق ہے۔ اور وہ امام صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰے عنہ ہیں اور اُن کے بعد فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ۔ کیونکہ دونوں کے حق میں علم اور فلاح اور صلاحیت کی بشارتیں واقع ہوئی ہیں اور وہ ظاہر بھی تھے اور منصور بھی۔ نہ حضرت مرتضٰے رضی اللہ عنہ کیونکہ وہ اگرچہ عالم بھی تھے اور مبشّر بہ بہشت بھی لیکن ظاہر اور منصور نہیں تھے۔ اور تحقیق اس مسئلہ کی ایک نکتہ کی تمہید پر موقوف ہے۔ جان لو اللہ تعالٰے تم کو صاحب سعادت بنائے کہ اشاعرہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالٰے کے احکام معلّل باغراض نہیں ہیں (یعنی احکام الٰہی کی علّت کوئی اغراض نہیں ہوتیں) اور اس مسئلہ کو ان صاحبان نے ایسی روش کے ساتھ منضبط کیا ہے کہ جس سے یہ بات نکلتی ہے کہ رسولوں کے بھیجنے اور کتابوں کے نازل کرنے اور پچھلی شریعتوں کے منسوخ کرنے اور عاداتِ جاہلیت کے

Marfat.com

مصلحتے منظور نیست ارادہ کہ ترجیح احد المقدورین است کارِ خود کردہ است واین قول باین صورت وہیئت مسلّم نیست آری غرضے کہ تکمیل ذات واجب کند فی نفسہٖ منتفی است ومصلحتے کہ مرجع آن لطفِ عباد باشد مربوط ساختنِ بعض مسبّبات باسبابا واقع است اصل مذہب فقہاء چہ صحابہ وتابعین وچہ من بعد ایشان معرفت عِلل احکام است باعتبارِ مناسب وشناختنِ معانے مناسبہ مثلاً حفظ نفس ومال وعقل وعرض وملّتِ ضروری دانستہ اند وقصاص وحدود سرقہ وشرب وقذف وارتداد بران دائر ساختہ اند ومشروعیت صلوٰۃ وصوم وزکوٰۃ وحج برائے تہذیبِ نفس وخروج او از اسر بہیمیت وانبساطِ او در فضائے ملکیت امرے است مقرر ومفاسدِ کبائرِ ذنوب معقول امام غزالیؒ درباب توبہ چہ قدر تصریح بآن کردہ است ازین ہمہ گذشتیم استقراءِ احکام واعمال طاعات دران بالجزم بمعرفت مصلحت مطلوبہ ومفسدۂ مطرودہ مضطر میگرداند چنانکہ در حجت بالغہ اکثر آن مطالب تقریر نمودیم ازین ہم گذشتیم در قرآن واحادیث بسیارے از مصالح ومفاسد مبین شد درباب ارسال رسل گفتہ اند

ختم کرنے میں کوئی مصلحت منظور نہیں ہے۔ بس ارادے نے جو احد المقدورین[۱] کی ترجیح کرتا ہے اپنا کام کر ڈالا ہے۔ یہ قول اس صورت وہیئت سے مسلّم نہیں ہے۔ ہاں (معلّل بالاغراض ہونا اس لحاظ سے درست ہے) جب کہ غرض سے ایسی غرض مراد لی جائے جو ذات واجب تعالیٰ شانہٗ کی تکمیل کرنے والی مانی جائے اُس کی نفی درست ہے۔ اور ایسی مصلحت جس کا مرجع بندوں پر لطف کرتا ہو اور بعض مُسبّبات کو اسباب کے ساتھ مربوط کرتا ہو واقع ہے۔ سب کا اصل مذہب فقہاء کیا اور صحابہ وتابعین کیا اور ان کے بعد والوں کا بھی احکام کی عِلّتوں کو مناسب اعتبار کے ساتھ پہچاننا ہے اور معانی مناسبہ کا پہچاننا ہے مثلاً نفس اور مال وعقل اور آبرو اور ملّت کی حفاظت ضروری سمجھی ہے اور قصاص اور حدود چوری اور شراب اور کسی پر تہمت لگانے کی اور ارتداد کو اسی پر دائر کیا ہے (یعنے حفاظت نفس کی مصلحت سے قصاص اور چوری وشراب اور تہمتوں کو روکنے کے لئے ہر ایک کی حد قائم کی گئی، حفاظتِ ملّت کے لئے ارتداد کی سزا (قتل) تجویز فرمائی) اور نماز وروزے اور زکوٰۃ وحج کی مشروعیت نفس کی تہذیب کے لئے ہے اور تاکہ وہ بہیمیت کی قید سے باہر ہو اور ملکیت کی فضا میں اس کو انبساط حاصل ہو۔ یہ سب طے شدہ باتیں ہیں اور کبائر ذنوب کے مفاسد بھی عقل کے نزدیک مسلّم ہیں۔ امام غزالیؒ نے باب توبہ میں اُسکی کس قدر تصریح کی ہے۔ اس کے ماسوا جب ہم یکے بعد دیگرے احکام کو پڑھتے ہیں اور ان اعمالِ حکمت کو جو ان سے متعلق ہیں دیکھتے ہیں تو اس میں شارع کو جو مصلحت مطلوب ہے اور جس مفسدہ کو دفع کرنا منظور ہے اُس کی معرفت مصلحت کے سمجھنے پر مضطر کر دیتی ہے جیسا کہ حجت بالغہ (یعنے حجت اللہ البالغہ) میں اکثر ان مطالب کی ہم نے تقریر کی ہے۔ اس کو بھی چھوڑ دو قرآن اور احادیث میں بہت سی مصالح اور مفاسد کی خبریں صاف طور پر بیان کی گئی ہیں۔ ارسالِ رُسُل کے بارے میں فرمایا ہے

[۱] وہ ایسی چیزیں ہیں جو تحت قدرت داخل ہیں مثلاً زید کا وجود اور اس کا عدم، ان میں سے ایک کو مثلاً وجود زید کو ترجیح دینا ارادے کا کام ہوتا ہے یہ اشیاء ان کا مجموعہ

وَلَوْ اَنَّا اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَ نَخْزٰى ۝ و در حدیث قدسی آمده ان اللہ خلق بنی آدم حنفاء و ان الشیاطین اجتالتهم و ان اللہ مقت عربهم و عجمهم و انی بعثتک لابتلیک بهم و ابتلیهم بک و در حدیث وارد شده که مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثل منذر جیش است و این مقدمات بوجهی شهرت یافته که سنی بر قاعدهٔ خود که التزام مدلول حدیث مشهور است به اثبات آن مضطر می شود بحقیقت مذهب سنت نه قول اشعری است و نه قول ماتریدی هرچه حکم نص کتاب و حدیث مشهور و اجماع امت و قیاس جلی باشد همان سنت است و قائل بآن سنی اشعری باشد یا غیر آن ظن غالب فقیر آن است که غرض اشعری درین مسائل منوع چند است که سورت مذاهب مخالف را بسبب آن منوع می شکند نه جزم بآنکه در شریعت چنین و چنین است چون این نکته بوجه اجمال مذکور شد باید دانست که سبب ارسال رسل و انزال کتب و تکلیف باحکام شرع لطف الٰهی است یعنی رسیدن افراد بنی آدم بکمال نوعی خود بدون این چیزها میسر نمی آمد همان رحمت که

وَلَوْ اَنَّا اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ الخ (۲: ۱۳۴) اور اگر ہم ان کو قبل قرآن آنے کے (سزائے کفر میں) کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو یہ لوگ (بطور عذر کے) یوں کہتے کہ اے ہمارے رب آپ نے ہمارے پاس کوئی رسول (دنیا میں) کیوں نہیں بھیجا تھا کہ ہم آپ کے احکام پر چلتے قبل اس کے کہ ہم (یہاں خود) بے قدر ہوں اور (دوسروں کی نگاہ میں) رسوا ہوں۔" اور حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو توحید خالص پر پیدا کیا اور شیاطین نے ان کو فریب میں ڈال دیا۔ اور دوسری حدیث جس میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب کو ناپسند کیا، عرب کیا اور عجم کیا۔ اور ارشاد ہوا کہ (اے محمدؐ) میں نے تم کو اس لئے بھیجا ہے کہ تاکہ (ان لوگوں کے ذریعہ سے) تمہاری آزمائش کروں اور تمہارے ذریعہ سے ان کی آزمائش کروں۔ اور ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ایک (حملہ کرنے والے) لشکر سے ڈرانے والے کی سی ہے۔ اور یہ مقدمات اس صورت سے شہرت پا چکے ہیں کہ سنتِ نبویؐ کا اتباع کرنے والے اپنے قاعدے پر کہ حدیث مشہور کے مدلول کا پابند رہنا چاہیئے ان (مصالح یا مفاسد) کے ثابت کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ مذہب سنت نہ اشعری کا قول ہے نہ ماتریدی کا۔ جو حکم منصوص ہوگا کتاب اللہ اور حدیث مشہور سے اور اجماع امت و قیاس جلی سے وہی سنت ہے اس کا قائل کوئی بھی ہو سنی اشعری ہو یا کوئی دوسرا۔ فقیر کا ظن غالب یہ ہے کہ ان مسائل میں اشعری کی غرض چند الزامی جوابات ہیں جن سے مخالف مذہبوں کے جوش کو ان کے ذریعہ سے توڑنا مقصود ہے نہ اس بات کو ثابت کرنا کہ شریعت میں ایسا اور ایسا ہوتا ہے۔ جب یہ نکتہ اجمالی طور پر مذکور ہو چکا تو جاننا چاہیئے کہ رسولوں کے بھیجنے اور کتابوں کے نازل کرنے اور احکام شرع سے مکلف کرنے کا سبب لطف الٰہی ہے۔ یعنی افراد بنی آدم کا اپنے کمال نوعی کو پہنچنا بغیر ان چیزوں کے حاصل نہیں ہوتا۔ اسی

Marfat.com

باعث خلق نوع انسان شدہ است بار دیگر برقع از روی خود کشاد و افاضہ شریعتے فرمود کہ تکمیل افراد بشر نماید و ایشان را بکمال و جمال خویش رساند ہمان میماند کہ باغبان نہال می نشاند و تربیت او میکند در اول مرتبہ اثر تربیت او نشستن تخم است در زمین و جذب کردن او آب و ہوا را از اطراف و جوانب خود و ثانیاً ہمان تربیت سبب ظہور شاخ و برگ درخت میشود و ثالثاً بعینہ ہمان تربیت موجب وجود ازہار و ثمار میگردد و نیز آن تربیت اولاً سبب زیادت اجزاء درخت است و ثانیاً بعینہ ہمان تربیت باعث تازگی اجزاء درخت و ظہور تخاطیط عجیبہ در اوراق و ازہار او میگردد و ہمچنان غذائے کہ مدبّر السموات والارض اولاً سبب زیادت اجزاء طفل ساختہ است ہمان غذا ثانیاً موجب ظہور جمال و حسن او و پدید آمدن حرکات و سکنات خاصہ بنوع او گشتہ است پس تشریع تتمہ تقدیر است و تکلیف شرع تتمہ تکوین نوع است چون این نکتہ بخاطر نشست باصل غرض پردازیم حق جل و علا در کتاب عظیم مے فرماید هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ؁ و قال تعالیٰ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔـا ۭ و قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی حدیث عدی بن حاتم و ابوذر و

جو نوع انسان کی پیدائش کا باعث ہوتی تھی دوبارہ اپنے چہرے سے برقع ہٹایا اور ایک ایسی شریعت کا فیضان فرمایا جو کہ افراد بشر کی تکمیل کردے اور ان کو اپنے کمال اور جمال پر پہنچادے۔ اس کی وہی مثال ہے کہ ایک باغبان پودے لگاتا اور اُن کی تربیت کرتا ہے۔ اُس کی تربیت کے اثر کا پہلا مرتبہ زمین میں تخم کا جمنا ہوتا ہے۔ پھر اُس کا اپنے اطراف و جوانب سے پانی اور ہوا کا جذب کرنا۔ دوسرے مرتبہ میں وہی تربیت درخت کی شاخ اور پتوں کے ظہور کا سبب بنتی ہے۔ تیسرے مرتبہ میں بعینہ وہی تربیت پھولوں اور پھلوں کے وجود کا سبب بنتی ہے۔ اور نیز وہ تربیت اوّلاً درخت کے اجزاء کی زیادتی کا سبب بنتی ہے اور ثانیاً وہی تربیت اجزائے درخت کی تازگی اور پتوں اور پھولوں میں عجیب رنگارنگی خطوط کا باعث بنتی ہے۔ اور اسی طرح جس غذا کو وہ ذات مدبّر السموات والارض اوّلاً بچے کے اجزاء کی زیادتی کا سبب بناتی ہے وہی غذا دوسرے مرتبہ میں جمال و حُسن کے ظہور اور اُن حرکات و سکنات کے پیدا ہونے کا سبب بنائی جاتی ہے جو اُس کی نوع کے ساتھ خاص ہوتی ہیں نتیجۃً تشریع تتمہ ہے تقدیر کا اور تکلیف شرع تکوین نوع کا تتمہ ہوتی ہے۔ جب یہ نکتہ ذہن نشین ہوگیا تو اب ہم اصلی غرض شروع کرتے ہیں حق تعالےٰ شانہٗ اپنی کتاب عظیم میں فرماتے ہیں هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الخ (۹:۳۳) وہ اللہ ایسا ہے کہ اُس نے اپنے رسول کو ہدایت (کا سامان یعنی قرآن) اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام (بقیہ) دینوں پر غالب کردے گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں۔ اور ارشاد فرماتے ہیں وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ الخ (۲۴:۵۵) اور جس دین کو (اللہ تعالےٰ نے) ان کے لئے پسند کیا ہے (یعنی اسلام) اس کو اُن کے (نفع آخرت کے) لئے قوت دیگا اور ان کے اس خوف کے بعد اُس کو مبدّل بہ امن کردے گا بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں اور میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے عدی بن حاتم اور ابوذرؓ اور

Marfat.com

المقداد وغیرہم حتے صار مشہوراً ولیتمن اللہ
ہذا الامر حتے یدخل فی کل بیت من
مدر او وبر بعز عزیز اوذل ذلیل انتہی
ششتے و المعنی المشترک واحد دین حق
ہمان است کہ تمکن شد و ہمان
است کہ تمام شد و ہمان است کہ
شرقاً و غرباً در بیوت وبر و مدر درآمد
وشک نیست کہ صدیق اکبرؓ و فاروق
اعظمؓ وذی النورین مسلط شدند بر روی
ارض وروم و فارس رافتح کردند و قرآن
راجمع نمودند ہمان قرآن در تمام عالم
شائع شدہ است ومسائل اجماعیہ
ایشان در جمیع آفاق منتشر گشتہ واکثر
اہل اسلام بمذہب سنت متمذہب
شدہ اند چہ محدثین وچہ فقہاء و قراء
وچہ مفسرین وچہ بادشاہان روی
زمین وبر سادات اہل بیت گاہے
خلافت منتظم نہ شد الا خلافت حضرت
مرتضیٰؓ فقط و معلوم است کہ حضرت
مرتضیٰؓ در ایام خلافت خود چہ
دیدہ و چہ کشیدہ و ایام خلافت
حضرت مرتضیٰؓ بمذہب شیعہ
ایام ابتلاء و ایام تقیہ و
خوف بودہ است و بعد از چہار
سال کہ وے رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدار
بقاء انتقال فرمود بنوامیہ در اخفاء و استیصال امر
او چہ کوششہا نمودہ اند و بعد از حضرت مرتضیٰ
ہیچگاہ خلافت برسیدے مستقر نہ شد
خروج میکردند و در اول جمع رجال و نصب قتال

مقدادؓ وغیرہم کی حدیث میں یہاں تک کہ (طرق متعددہ کی بنا
پر یہ حدیث) مشہور ہوگئی، اور اللہ تعالیٰ اس امر (اسلام)
کو ضرور پورا کرے گا یہاں تک کہ یہ (دین اسلام) ہر گھر میں
داخل ہو جائے گا یہاں تک کہ خواہ وہ گھر مٹی کا بنا ہوا ہو یا بالوں
کا (یعنی شہر اور دیہات کے سب گھروں میں) صاحب عزت
کی عزت کے ساتھ (کہ وہ بخوشی قبول کرکے اپنی عزت باقی رکھے)
یا کسی ذلیل ہونے والے کی ذلت کے ساتھ (کہ وہ مغلوب اسلام
ہو کر ذلت سے زندگی بسر کرے)۔ احادیث کے الفاظ مختلف ہیں
مفہوم مشترک سب کا ایک ہے۔ دین حق وہی ہے جو "ممکن" (یعنے
طاقتور) ہوا اور وہی ہے جو "پورا" ہوا۔ اور وہی ہے جو مشرق
سے مغرب تک بالوں اور مٹی کے بنے ہوئے گھروں میں داخل ہوا۔
اور اس میں کسی کو شک نہیں ہے کہ صدیق اکبرؓ و فاروق اعظمؓ اور
ذی النورینؓ روئے زمین پر مسلط ہوئے اور انھوں نے روم کو
فارس کو فتح کیا اور قرآن کو جمع کیا۔ وہی قرآن تمام عالم میں
شائع ہوا ہے۔ اور جن مسائل پر ان حضراتؓ کا اجماع ہوا وہ
چاروں طرف پھیل گئے۔ اور اکثر اہل اسلام نے اہل سنت ہی
کے مذہب کو اپنا مذہب قرار دیا۔ کیا محدثین اور کیا فقہاء اور
قراء اور کیا مفسرین اور کیا بادشاہان روئے زمین۔ اور سادات
اہل بیت پر کبھی امر خلافت منتظم نہیں ہوا۔ بجز خلافت حضرت
مرتضیٰؓ کے فقط اور سب کو معلوم ہے کہ حضرت مرتضیٰؓ
نے اپنے ایام خلافت میں کیا دیکھا اور کس قدر مشکلات میں
مبتلا رہے۔ اور حضرت مرتضیٰؓ کے ایام خلافت مذہب شیعہ
کے (عقائد کے) مطابق ابتلاء کے ایام اور تقیہ اور خوف کے
ایام ہوئے ہیں اور چار سال کے بعد جب کہ آپ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ دار البقاء کی طرف انتقال فرما گئے تو بنو امیہ نے
ان کے امر (خلافت) کے اخفاء اور بیخ کنی میں کس قدر کوششیں
کی ہیں۔ اور حضرت مرتضیٰؓ کے بعد کبھی کسی وقت بھی کسی سید
پر خلافت نہیں ٹھہری۔ (خلیفہ کے مقابلہ پر) خروج کرتے تھے
اور لوگوں کے جمع اور قتال کے قیام کے اول وہلہ میں ہی

Marfat.com

کشتہ میشدند الیٰ ان آذنت الدنیا بصرم قائل باین مذہب ہمیشہ مخذول و مطرود بودہ است کما ہو مصرح فی کلامہ حالا انصاف باید داد کہ دین ما ممکن و متمم است یا دین شیعہ و طریقہ ما است یا طریقہ شیعہ لطفِ الٰہی بہ بعثِ پیغامبر علیہ الصلوٰۃ والسلام و اشاعتِ دین او مطلوب بود مذہبِ اہلِ سنت را نتیجہ دادہ است یا مذہب شیعہ را افادہ فرمودہ نصب امامی مختفی خائف کہ اصلاً بر عرض مذہب خود علیٰ رؤس الاشہاد قادر نشد لطفِ الٰہی است یا تسلیط بادشاہی کہ مانندِ شمس فی رابعۃ النہار ظہور فرماید و دینِ خود را باعلان تقریر کند و شرق و غرب عالم را مسخر حکم خود گرداند مدار این لطف جسیم شیوع دین است در اقطار ارض یا نصب امام مختفی مخذول کہ سبب تاثیم جمیع عالم شود اگر بفرض مدار این بشارات متواترہ صورت اسلام باشد بغیر حقیقت آن لطف نباشد بلکہ تدلیس باشند و ارادۂ شر بطوائف بنی آدم۔

سوال اگر گوئی باین دلیل کہ تقریر کردی مدعا وقتے ثابت شود کہ مخالف در معارضہ آن دلیلہای دیگر تقریر نکند لیکن شیعہ گفتہ اند قال اللہ تعالیٰ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ و حضرت مرتضیٰ از اولوا الارحام آنحضرت بود نہ صدیق اکبرؓ وقال تعالیٰ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ الآیۃ

قتل کردیئے جاتے تھے یہاں تک کہ دنیا نے ان سے انقطاع کا اعلان کردیا (یعنی ان سے منہ موڑ لیا) اس مذہب کے قائل ہمیشہ رسوا اور ذلیل ہوتے رہے جیسا کہ مصرح ہے شیعوں کے کلام میں۔ اب انصاف کرنا چاہیئے کہ ہمارا دین ممکن (یعنی جما ہوئے ہوئے) ہے یا شیعوں کا دین، اور مکمل اور پورا کیا ہوا (حسب ارشاد لیتمن) ہمارا طریقہ ہے یا شیعہ کا۔ لطفِ الٰہی نے جو کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت اور اُن کے دین کی اشاعت سے مطلوب تھا مذہب اہل سنت کو نتیجہ (تمکین و اتمام) دیا ہے یا مذہب شیعہ کو افادہ فرمایا ہے۔ ایسے امام کا نصب کرنا جو چھپا رہنے والا، ڈرنے والا ہو کہ اپنے مذہب کو لوگوں کے روبرو پیش کرنے پر قادر نہ ہو لطفِ الٰہی ہے یا ایسے بادشاہ کو تسلط عطا کرنا جو دوپہر کے سورج کی طرح ظہور کرے اور اعلان کے ساتھ اپنے دین کی تقریر کرے اور دنیا کو مشرق سے مغرب تک اپنا فرمانبردار بنالے۔ اس بھاری لُطف کی اصل مصلحت زمین کے اطراف میں دین کا شائع ہونا ہے یا ایسے امام کا نصب کرنا جو چھپا رہے اور رسوا ہو جو کہ تمام عالم کے گنہگار بننے کا سبب ہو۔ اگر بالفرض ان بشارات متواترہ کا مدار صرف اسلام کی صورت ہے بغیر حقیقت کے تو وہ لُطف نہ ہوگا بلکہ تدلیس ہوگی اور بنی آدم کے گروہوں کے ساتھ (ارادۂ خیر کے بجائے) ارادۂ شر ہوگا۔

سوال اگر تم یہ کہو کہ اس دلیل سے جس کی تم نے تقریر کی ہے مدعا اُس وقت ثابت ہوگا جب کہ مخالف اُس کے معارضہ میں دوسری دلیلیں نہ پیش کرے۔ لیکن شیعہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاُولُوا الْاَرْحَامِ الخ (۸:۷۵) اور جو لوگ رشتہ دار ہیں کتاب اللہ میں ایک دوسرے (کی رفاقت) کے زیادہ حقدار ہیں؛ اور حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اولوا الارحام (یعنی رشتہ دار) تھے نہ صدیق اکبرؓ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (۵:۵۵) تمہارے دوست تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ اور ایماندار لوگ ہیں جو کہ اس حالت میں نماز کی پابندی رکھتے ہیں الخ

وائمہ تفسیر تصریح بآن کردہ اند کہ اشارت بمرتضےٰ است وقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم یوم الغدیر مَن کنتُ مولاہُ فعلیٌّ مولاہ وقال صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم خرج الے تبوک انتَ منّی بمنزلۃ ہارونَ من موسےٰ الاّ انہ لا نبیّ بعدی وقال صلے اللہ علیہ وسلم انی تارکٌ فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلّوا من بعدی الحدیث این ہمہ دلالت برخلافتِ حضرت مرتضےٰ مینماید و زاد صاحبُ الاساس من الزیدیۃ حدیث الحسنُ والحسینُ امامانِ قاما او قعدا و ابوہما خیرٌ منہما۔

جواب گوئیم ظاہر بجانبِ ما است زیراکہ متصل وفاتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم این عزیزان متصدّی امر خلافت شدند و جمہور اصحاب احکامِ خلافتِ ایشان را قبول نمودند و آثارِ جمیلہ برخلافتِ آن بزرگواران مترتب گشت و مخالفے رایتِ خلاف نصب نکرد اتفاقِ سوادِ اعظم البتہ برحق می باشد و عدول از حق نیست الاّ بعارضِ ہوا یا بعلّتِ جہل و وجود این ہر دو در سوادِ اعظم بغایت بعید است و آنچہ ایشان کردند ہمہ خیر بود بدلالتِ قرآن و موافقتِ آن محل اول سکوت قوم رضا و تسلیم است خصم مدعی خلاف ظاہر است زیراکہ حاصلِ مذہب خصم تفسیق یا تکفیر جمیع امتِ مرحومہ است خصوصاً طبقۂ اولےٰ از ایشان وہیچ چیز شنیع تر ازان نتواند بود و دعوےٰ نص است برائے حضرت مرتضےٰ رض

اور صاف طور پر ائمہ تفسیر نے یہ صراحت کی ہے کہ اس میں اشارہ ہے حضرت مرتضےٰ رض کی طرف۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یوم الغدیر میں فرمایا ہے۔ مَن کنتُ مولاہ الخ یعنی جس کا میں محبوب ہوں علی رض بھی اس کا محبوب ہے! اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس دن آپ تبوک کے لئے نکلے فرمایا (حضرت علی رض سے) تو میرے لئے اس درجہ میں ہے جیسے ہارون ع تھے موسےٰ ع کے لئے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں تم میں وہ چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم نے اس کو مضبوطی سے پکڑ لیا تو میرے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے آخر حدیث تک۔ یہ سب چیزیں حضرت مرتضےٰ رض کی خلافت پر دلالت کر رہی ہیں اور صاحب الاساس نے جو (فرقہ شیعہ) زیدیہ میں سے ہے اس حدیث کا اضافہ کیا کہ حسن رض اور حسین رض دونوں امام ہیں خواہ وہ دونوں کھڑے ہوں یا بیٹھے ہوں اور ان کا باپ ان دونوں سے بہتر ہے۔

جواب ہم کہتے ہیں کہ ظاہر حدیث ہماری جانب میں ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے متصل یہ معزز حضرات (شیخین رض) امر خلافت میں مشغول ہوتے اور تمام اصحاب نے ان کی خلافت کے احکام کو قبول کیا اور ان بزرگواروں کی خلافت پر عمدہ آثار بھی مترتب ہوتے اور کسی مخالف نے خلاف کا جھنڈا بلند نہیں کیا۔ سوادِ اعظم کا اتفاق یقیناً حق پر ہوتا ہے۔ اور حق سے روگردانی خواہش نفس کے آڑے آجانے سے ہی ہوتی ہے یا جہل علت سے اور ان دونوں باتوں کا پایا جانا سوادِ اعظم میں بہت بعید ہے اور جو کچھ ان حضرات نے کیا قرآن کی دلالت اور اس کی موافقت میں سب خیر تھا۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ قوم کا سکوت رضا اور تسلیم ہے اور دشمن مدعی کا دعوےٰ خلاف ظاہر ہے اس لئے کہ دشمن کے مذہب کا حاصل تمام امتِ مرحومہ کی تفسیق یا تکفیر ہے خصوصاً امت میں کے طبقۂ اولیٰ کی اور اس سے زیادہ بدترین کوئی چیز نہیں ہو سکتی اور حضرت مرتضےٰ رض کے حق میں نص کا دعوےٰ

Marfat.com

وہیچکس از صحابہ آن را روایت نہ کرد و نہ خود مرتضیٰ در خطب و محاورات خود ایرادِ آن نمود و نہ از اولادِ او اثباتِ آن ظاہر گردید و حاصل مذہبِ ایشان امامت است بمعنی حجتِ معصومہ مفترض الطاعت و اگر این معنے ثابت می بود لامحالہ فرقہ از فرقِ اسلامیہ اعتراف بآن میکرد باز میگوئیم علامتِ نو آئیت برین مذہب ہویدا است کہ در اوّلِ ملت نبود بعد ازان شیئاً فشیئاً ظاہر شدن گرفت بر صفتِ خوف و تقیہ و ہرچند زمانِ فترت پیش آمد آن عقیدہ محکم شدن گرفت - تا آنکہ کتب و دفاتر پرداختند باز میگوئیم سخافت ادلۂ ایشان پیدا است کہ متشابہات قرآن و سنت را تتبع کردہ تاویل دور از کار اختراع نمودند کہ سیاق و سباق ازان ابا مینماید باز نکتہ بیان کنیم اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بفرض اول امر فرمودہ باشند کلمہ کہ بر خلافتِ حضرتِ مرتضےٰ دلالت دارد بعد ازان متصل وفات خطبہ خواندند در مناقبِ صدیق و امامتِ صلوٰۃ بصدیق تفویض فرمودند پس این متأخر ناسخ حکم پیشین بودہ است یا صرف آن کلام از ظاہر خودش بمعنے دیگر نمودہ اند و اگر ازین مقام نیز تنزل نمائیم گوئیم کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اعقل است ازانکہ نداند کہ ذکرِ مناقبِ صدیق اکبرؓ قریب بوفاتِ وی صلے اللہ علیہ وسلم و تفویض منصب امامت صلوٰۃ بصدیق در آخر حال متمسک خلاف مدعا میتواند شد پس بایست کہ امساک فرماید ازان و الا تدلیس و تلبیس باشد چون امساک نہ فرمود دانستیم کہ

اور اصحاب میں سے کسی نے بھی اس کو روایت نہیں کیا اور نہ خود حضرت مرتضےٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبوں یا باہمی مکالمات میں اس کا ذکر فرمایا اور نہ اُن کی اولاد سے کبھی اس امر کا اثبات ظاہر ہوا اور اُن کے مذہب کا حاصل امامت ہے اس معنے میں کہ وہ ایسی حجت ہے جو معصومہ ہے (کہ اس میں خطا کا احتمال نہیں) اور اس کی فرمانبرداری فرض ہے۔ اگر یہ معنے ثابت ہوتے تو لازمی تھا کہ فرقِ اسلامیہ میں سے کوئی فرقہ تو اس کا اعتراف کرتا۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ اس مذہب کی اختراعیت کھلی ہوئی ہے کہ یہ اوّلِ ملت (یعنی دورِ اول کے مسلمانوں) میں نہیں تھا۔ آہستہ آہستہ ظاہر ہونا خوف اور تقیہ کی صفت پر شروع ہوا اور جس قدر صدرِ اوّل سے بُعد ہوتا رہا اس عقیدے نے مستحکم ہونا شروع کیا یہاں تک کہ کتابیں اور دفتر بن گئے۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ ان لوگوں کے دلائل کا پھسپھسا پن ظاہر ہے کہ ان لوگوں نے قرآن و حدیث کے متشابہات کو تلاش کر کے ایسی دُور از کار تاویلیں اختراع کیں کہ کلام کا سیاق و سباق جن کا انکار کرتا ہے (تفصیل اس کی مفصل جواب میں آگے آرہی ہے) پھر ہم ایک نکتہ بیان کرتے ہیں کہ اگر بالفرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوّل امر میں کوئی ایسا کلمہ فرمادیا ہو جو حضرت مرتضےٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر دلالت کرتا ہو اور اس کے بعد متصل وفات کے آپ نے تقریر فرمائی صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب میں اور نماز کی امامت بھی صدیق رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی تو یہ بعد کا عمل ناسخ ہوگا پہلے حکم کا یا اُس کلام کو اُس کے ظاہر (متبادر) معنے سے پھیرنا ہوگا۔ اگر ہم اس مقام سے بھی نیچے اُترآئیں تو ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عقل اس سے بالاتر ہے کہ وہ یہ نہ خیال فرمائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے قریب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مناقب کا بیان کرنا اور منصب امامت نماز اُن کے سپرد کرنا آخر حال میں خلاف مدعا دلیل بن سکتی ہے تو آپ کو چاہیئے تھا کہ آپ اس سے رُکیں ورنہ تدلیس ہو جائے گی اور تلبیس ہو جائے گی۔ لیکن جب آپ اس سے نہیں رُکے تو ہم جان گئے کہ

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم استخلاف مرتضیٰ نبود باز نکتہ دیگر میگوئیم در قرآن عظیم ذکر استخلاف مرتضیٰ بصریح لفظ واقع نہ شدہ است ونہ در حدیث مشہور وارد شدہ باعتراف موافق و مخالف باقی ماند اشارۂ خفیہ کتاب و حدیث مشہور یا صریح خبر واحد کہ مخالف بروایت آن متفرد است ہرچہ اشارہ خفیہ است قول سوادِ اعظم بصفتے کہ ذکر کردیم منع آن اشارہ وصرف کلام بغیر آن می تواند کرد باجماع منّا ومن مخالفینا وخبر واحد کہ در مقابلۂ اتفاق کذا وکذا واقع شود غیر مسموع است باجماع منّا ومن مخالفینا باز نکتۂ دیگرے گوئیم بسیارے از ادلہ صریح نص نیست در استخلاف بلکہ بیان استحقاق شخص مے کند استخلاف را وحاصل آن ادلہ آن است کہ شخص فے نفسہ کامل است وشروط خلافت درو مے متوفر اگر اتفاق بران واقع شود آن خلافتِ راشدہ خواہد بود واین نہ عین استخلاف است واین ادلہ پیش ما موجود است برائے ہریکے از صدیق و مرتضیٰ ودر مقدمۃ معاملہ آنحضرت صلعم باخلفاء آنچہ اُمراء بامنتظر الامارۃ مے کنند قولاً و فعلاً ذکر کردیم چون فرمانروائی درخارج برائے شخصے متحقق شد این ادلہ اثبات خلافتِ راشدۃ او خواہند کرد زیراکہ خلافتِ راشدہ دو جزو دارد یکے فرمانروائی و آن بالحس معلوم خواہد بود و دیگر اہلیت فرمان روائی باوصافیکہ خدائی تعالیٰ در استعدادِ این شخص

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غرض حضرت مرتضے رضی اللہ عنہ کو خلیفہ قرار دینا نہیں تھی۔ پھر ہم ایک دوسرا نکتہ ذکر کرتے ہیں کہ قرآنِ عظیم میں مرتضےٰ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ قرار دینے کا ذکر صریح لفظ کے ساتھ واقع نہیں ہوا اور نہ حدیث مشہور میں وارد ہوا موافق اور مخالف سب کو اس کا اعتراف ہے۔ باقی رہا کتاب حدیث مشہور میں کوئی اشارۂ خفیہ یا صریح خبر واحد کہ جس کی روایت میں مخالف متفرّد (یعنی تنہا) ہے۔ سو جو کچھ اشارہ خفیہ ہے سوادِ اعظم کا قول جس صفت کے ساتھ ہم ذکر کرچکے ہیں وہ اس اشارے کو منع (یعنی منسوخ) بھی کرسکتا ہے اور کلام کا رخ دوسرے معنے کی طرف بھی پھیر سکتا ہے اس پر ہمارا اور ہمارے مخالفین کا اجماع ہے۔ اور خبر واحد جو ایسے اور ایسے اتفاق کے مقابلہ میں واقع ہو (جس کی مفصّل کیفیت تحریر کی جاچکی ہے) غیر مسموع ہے اس پر بھی ہمارا اور ہمارے مخالفین کا اجماع ہے پھر ہم ایک اور نکتہ بیان کرتے ہیں کہ صریح دلائل میں سے بہت دلیلیں استخلاف کے بارے میں نص نہیں ہیں بلکہ کسی شخص کے استحقاق استخلاف کا بیان کرتی ہیں۔ اُن ادلہ کا حاصل یہ ہے کہ وہ شخص فی نفسہٖ کامل ہے اور خلافت کی شرطیں اُس میں پوری موجود ہیں اگر اس پر اتفاق واقع ہوجائے تو وہ خلیفۂ راشد ہوگا۔ اور یہ بات عینِ استخلاف نہیں ہے اور اس قسم کی دلیلیں ہمارے سامنے صدیق رضی اللہ عنہ اور مرتضے رضی اللہ عنہ دونوں کے لئے موجود ہیں۔ اور مقدمہ میں ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اُس معاملہ کا جو خلفاء رضی اللہ عنہم کے ساتھ آپ اس قسم کا کرتے تھے جو اُمراء اپنے (ولی عہد) منتظر الامارت کے ساتھ کرتے ہیں قولاً اور فعلاً ذکر کرچکے ہیں۔ جب ایسے ایک شخص کے لئے خارج میں فرمانروائی متحقق ہوگئی تو یہ ادلہ اُس کی خلافتِ راشدہ کا اثبات کریں گی۔ کیونکہ خلافتِ راشدہ کے دو جزو ہیں۔ ایک فرمانروائی اور وہ (حسّی امر ہے) حس سے معلوم ہوجائے گا۔ اور دوسرا جزو فرمانروائی کی اہلیت ان اوصاف کے ساتھ جن کو حق تعالےٰ نے اس شخص کی استعداد میں

Marfat.com

ودیعت نہادہ است و آن ہمین نصوص معلوم خواہد شد و چون فرمانروائی در شخصے متحقق نشد این ادلہ بر کمال شخص فی نفسہٖ دلالت خواہند کرد نہ بر ایجاب خلافت او پس این ادلہ خالی از غرض مستدل خواہد بود بالجملہ این مقالہ بمنزلۂ نقض اجمالی است ادلہ مخالف را و تنبیہ مجملے است بر طریق تفصے از اشکالات ایشان الحال متوجہ جواب تفصیلی می شویم قولہ تعالیٰ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ اگر انصاف را کار فرمائیم و نظر بسیاق و سباق آیہ بر گماریم کالشمس فی رابعۃ النہار معلوم خواہد شد کہ خدا تعالیٰ درین آیات فضائل مہاجرین و انصار بیان می فرماید و چون ہمہ در مرتبۂ علیا از امت واقع اند امر می نماید بتواصل بایک دیگر مانند آنکہ یک قبیلہ بایک دیگر میکنند در تاکد عیادتِ مریض و شہود جنازہ وغیر آن و این منزلت را از غیر ایشان بآن سلب میفرماید وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا الآیہ الا در یک حکم کہ اگر استنصار کنند از عامہ مسلمین بر کفار لازم است نصر ایشان اگر این نصر در میان نیاید فتنۂ عظیم برخیزد کہ غلبۂ کفار بر مسلمین است و استیصال مسلمین را شاید بعد ازین میفرماید و اولوا الارحام بعضہم اولیٰ ببعض فی کتاب اللہ یعنی وجوب تواصل بین المہاجرین والانصار ناسخ تواصل ارحام

ودیعت رکھا ہے اور وہ انھیں نصوص سے معلوم ہوگا اور جب فرمانروائی کسی شخص میں متحقق نہ ہوگی تو یہ دلائل اُس شخص کے فی نفسہٖ کمال پر دلالت کریں گی نہ اُس کی خلافت کے ایجاب پر تو اس قسم کی ادلّہ سے استدلال کرنے والے کی غرض (جو کہ ایجاب خلافت ہے) پوری نہ ہوگی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ یہ مقالہ (جو سپرد قرطاس کیا گیا ہے) ادلّہ مخالف کے مقابلہ پر نقض اجمالی کے مرتبہ میں ہے اور ایک تنبیہ مجمل ہے اُن کے اشکالات سے خلاصی کی رہ نمائی کے لئے۔ اب ہم جواب تفصیلی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ حق تعالےٰ کا ارشاد وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ میں اگر ہم انصاف کو کام میں لائیں اور آیت کے سیاق اور سباق کو پیش نظر رکھیں تو دوپہر کے سورج کی طرح واضح طور پر معلوم ہوجائیگا کہ خدا تعالےٰ ان آیات میں مہاجرین اور انصار کے فضائل بیان فرماتے ہیں اور چونکہ سب حضرات اُمت کے اونچے مرتبہ میں واقع ہوتے ہیں تو ایک دوسرے کے ساتھ اچھے میل ملاپ کا حکم دے رہے ہیں جیساکہ ایک قبیلہ کے لوگ ایک دوسرے کے ساتھ رکھتے ہیں عیادتِ بیمار اور جنازے میں شرکت وغیرہ کی پابندی کرنے میں۔ اور اس مرتبۂ تواصل یعنی اس قدر میل ملاپ کو غیر مہاجرین و انصار سے لزوم کو سلب فرماتے ہیں اس ارشاد سے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا الخ (۸: ۷۲)

اور جو لوگ ایمان تو لائے اور ہجرت نہیں کی تمھارا اُن سے رفاقت کا کوئی تعلق نہیں جب تک کہ وہ ہجرت نہ کریں الخ۔

مگر ایک حکم میں کہ اگر عام مسلمانوں میں سے کفار کے مقابلہ پر مدد طلب کریں تو ان کی مدد کرنا لازم ہے اگر یہ مدد نہ کی جائیگی تو ایک فتنۂ عظیم اُٹھ کھڑا ہوگا کہ کفار کا غلبہ مسلمانوں پر ہوجاتے اور سرے سے مسلمانوں کی بربادی واقع ہوجائے۔ اس کے بعد یہ ارشاد فرمایا ہے وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ الخ یعنے مہاجرین و انصار کے درمیان تواصل یعنی میل ملاپ کا وجوب تواصلِ ارحام (یعنی قرابت کے تعلق سے میل ملاپ)

Marfat.com

نیست نگفتیم کہ تواصل ارحام بگذارید وتواصل مہاجرین و انصار پیش گیرید بلکہ لزوم وصل ارحام بر طور خود است محکم غیر منسوخ وتواصل بین المہاجرین والانصار مزاحمت آن نمارد وہر دو واجب اند وہر دو مطلوب پس سیاق وسباق دلالت می کند کہ مراد از اَوْلٰی بِبَعْضٍ صلۂ رحم است نہ توارث وجمعی کہ توارث فہمیدہ اند آیہ را از سیاق وسباق منقطع ساختہ اند پس درین آیت مخالف را اصلاً جائی ناخن زدن نیست لیکن زیغ وہوا ایشان را بر تاویل باطل حمل کرد گفتند الآیۃ عامۃ فے الامور کلہا لصحۃ الاستثناء و منہا الامامۃ وعلی من اولے الارحام دون ابی بکر فہو اولی بخلافۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وعجب است کہ از اہل عقل این کلام صادر شود زیرا کہ غایت الامر آنست کہ مطلق باشد و پرسیدہ شود اَیّ کذا ام فی کذا چنانکہ گوئیم زید مقدم است بر عمرو وسوال متوجہ شود کہ در علم یا در نسب یا در شجاعت الی غیر ذلک پس یا با علامت اطلاق است یا نہ اول مطلق است وثانی مقید مطلق را حوالہ بر قرائن می کنند یا قید را صریحاً ذکر مینمایند وصحت استثناء بران دلالت نمی کند زیرا کہ اگر استثناء باشد مثلاً گوئیم اَوْلٰی اِلَّا فی کذا آنجا تقدیر مستثنیٰ منہ خواہیم کرد بقرینۂ مستثنیٰ مانند قرأت الا یوم الجمعۃ معناہا قرأت کل یوم الا یوم الجمعۃ ولو قلت قرأت

کا ناسخ نہیں۔ ہم نے یہ نہیں کہا کہ تواصل ارحام (رشتہ داری کا میل ملاپ) چھوڑ دو اور مہاجرین و انصار کا تواصل اختیار کر لو بلکہ تعلق قرابت کا لزوم اپنے طور پر حسب سابق محکم ہے۔ منسوخ نہیں ہوا ہے اور مہاجرین و انصار کا مجوّزہ تواصل اس کے ساتھ مزاحمت نہیں رکھتا، دونوں واجب ہیں اور دونوں مطلوب ہیں۔ تو ظاہر سیاق وسباق اس پر دلالت کرتا ہے کہ اَوْلٰی بِبَعْضٍ سے مراد صلۂ رحم ہے نہ توارث۔ جس جماعت نے اس کا مطلب توارث سمجھا ہے انھوں نے آیت کو سیاق اور سباق سے منقطع کر دیا ہے تو اس آیت میں مخالف کو قطعاً ناخن مارنے کی بھی گنجائش نہیں لیکن دلوں کی کجی اور غلبہ ہوائے نفس نے تاویل باطل پر اُبھارا۔ کہتے ہیں کہ آیت عام ہے تمام امور میں استثناء کی صحت کی وجہ سے اور اُن امور میں سے ایک امامت بھی ہے اور اولوا الارحام میں سے علیؓ ہیں نہ ابو بکرؓ، اس لئے وہ اولیٰ بخلافت یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خلافت کے زیادہ حقدار ہیں[1] اور تعجب ہے کہ اہل عقل سے یہ کلام صادر ہو کیونکہ غایت الامر یہ ہے کہ مطلق ہو اور پوچھا جائے کہ (اولٰے کس چیز میں ہیں) اس میں ہیں یا اس میں ہیں۔ جیسا کہ ہم کہیں کہ زید مقدم ہے عمرو پر۔ اور پھر سوال پیدا ہو کہ (کس چیز میں مقدم ہے) علم میں؟ یا نسب میں؟ یا شجاعت میں؟ الی غیر ذلک پس (استثناء) علامت اطلاق کے ساتھ ہے یا نہیں۔ پہلا مطلق ہے اور دوسرا مُقیّد۔ مطلق کو قرائن کے حوالے کر دیتے ہیں یا قید کو صریحاً ذکر کرتے ہیں اور صحت استثناء اس پر دلالت نہیں کرتی کیونکہ اگر استثناء ہو گا مثلاً یوں کہیں اولی اِلّا فی کذا وہاں مستثنیٰ منہ کو مقدر کریں گے بقرینہ مستثنیٰ۔ جیسا قرأتُ اِلّا یوم الجمعۃ (میں نے پڑھا بجز جمعہ کے دن کے) اس کے معنے ہیں قرأتُ کل یومٍ اِلّا یوم الجمعۃ (یعنی میں نے پڑھا ہر دن میں بجز یوم جمعہ کے) اور اگر تم صرف قرأتُ

[1] یہاں یہ نکتہ بھی ملحوظ رکھنے کے قابل ہے کہ اس معنے کے لحاظ سے حضرت مرتضےٰ رضؓ کے بجائے حضرت عباسؓ حقدار ٹھہرتے ہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے۔ جبکہ چچا موجود ہوتا ہے تو اصول وراثت میں بھتیجا محروم ہوتا ہے۔ ۱۲ مترجم

Marfat.com

كانَ إخبارًا من قراءةٍ تا كذلك هذا و اگر این كلام صحیح باشد لازم آید که چون امامی بمیرد امامت را او لوا الارحام درمیان خود ها قسمت نمایند بمنزلهٔ مال ولا قائل به و اینجا نکته ایست بغایت ثمین در عالم دو سنت مسلوک بود یکی طریقه انبیاء صلوات الله تعالیٰ علیهم که توارث در نبوت نیست حضرت موسیٰ و هارون از سبط لاوی مبعوث شدند و حضرت یوشع از سبط بن یامین باز حضرت داؤد و سلیمان از سبط یهودا هکذا و هکذا و دیگر طریقه ملوک چنانکه در تواریخ سلاطین بتواتر معلوم کرده باشی که بادشاهی می میرد و شخصے از اولاد او بر سلطنت می نشست و اگر دیگری بادشاهی میخواست وارث ملک اولاد را دانسته بجنگ بر می خاستند و او را دفع می ساختند مگر آنکه غالب آید و حینئذٍ دولت از خاندان بادشاه اول بیرون می رفت و خلافت نبوت دو احتمال دارد یکے آنکه به نبوت ملحق شود و توارث دران جاری نه گردد دوم آنکه بباد شاهی راجع شود به مقتضای طبیعت بشر توارث دران جاری کنند اگر به نبوت ملحق سازند کسی را خلیفه باید کرد که متمم کارہاے نبوت باشد و اگر از قبیل بادشاهی گیرند نفوس و طبائع ایشان باقامت وارث میل کند چون دیدیم که همه برخلاف سنت مستمره در ملوک عمل کردند دانستیم که مراد ایشان اقامت سنت صالحه انبیاء بود باین نکته عبدالرحمن بن ابی بکر ارشاد فرموده است در قصه استخلاف معاویه پسر خود را حیث قال سُنّة كسرى و قيصر لا سنة أبي بكر و عمر و اگر ازین مقام

کہو گے۔ تو یہ صرف خبر ہو گی کسی بھی قراءت کی اسی طرح یہاں سمجھ لیجئے۔ اور اگر یہ کلام صحیح ہو گا تو لازم آئے گا کہ جب کوئی امام مرجاتے تو اولوا الارحام امامت کو اپنے درمیان بطور مال کے تقسیم کر لیا کریں اور اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔ اور یہاں ایک نہایت قیمتی نکتہ ہے۔ دنیا میں دو طریق مروج ہیں ایک طریقہ انبیاء صلوات اللہ تعالیٰ علیہم کا کہ نبوت میں توارث نہیں ہے۔ حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ لاوی کی اولاد میں سے مبعوث ہوئے اور حضرت یوشعؑ بن یامین کی اولاد میں سے اور حضرت داؤدؑ اور سلیمانؑ یہودا کی اولاد میں سے۔ اسی طرح ہر ایک سبط سے انبیاء ہوتے رہے۔ اور ایک طریقہ بادشاہوں کا جیسا کہ بادشاہوں کی تاریخوں میں تواتر کے ساتھ تم نے معلوم کیا ہو گا کہ ایک بادشاہ مرتا ہے اور ایک شخص اس کی اولاد میں سے سلطنت پر بیٹھ جاتا ہے اور اگر کوئی دوسرا بادشاہی کا خواستگار ہوتا تھا تو وارث ملک اولاد کو جانتے ہوئے لوگ جنگ کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے تھے اور اس کو دفع کرتے تھے مگر یہ کہ وہ غالب آجائے اور اس حالت میں دولت پہلے بادشاہ کے خاندان میں سے باہر نکل جاتی۔ اور خلافت نبوت میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ نبوت کے ساتھ ملحق ہو اور اس میں توارث جاری نہ ہو، دوسرا یہ کہ بادشاہی کی طرف راجع ہو اور بمقتضائے طبیعت بشر اس میں توارث جاری کر دیں۔ اگر نبوت کے ساتھ ملحق کریں گے تو کسی کو خلیفہ بنانا چاہئے جو نبوت کے کاموں کو پورا کرنے والا ہو۔ اور اگر بطور بادشاہی کے لیں گے تو لوگوں کے نفوس اور طبائع وارث کے قائم کرنے کی طرف رغبت کریں گی۔ جب ہم نے دیکھا کہ سب لوگوں نے اس طریق کے خلاف عمل کیا جو بادشاہوں میں جاری تھا تو ہم نے جان لیا کہ ان کی مراد انبیاءؑ کی سنت صالحہ کو قائم کرنا تھا۔ اس نکتہ کی طرف عبدالرحمن بن ابی بکرؓ نے اشارہ فرمایا تھا اس قصہ میں جب معاویہؓ نے اپنے بیٹے کو خلیفہ قرار دینا چاہا تھا تو انھوں نے کہا تھا کہ یہ کسریٰ اور قیصر کی سنت ہے۔ ابوبکرؓ اور عمرؓ کی سنت نہیں ہے۔ اور اگر ہم اس مقام سے

Marfat.com

تنزیل نمائیم گوئیم کہ ترکِ عادت مستمرہ نمودن
دلیل است برآنکہ اینجا دلیلے قوی تر یافتند
برخلاف عادت مستمرہ باوجود رغبت طبائع دران
قولہ تعالیٰ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَ
الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ الخ
سیاق آیت ذکر مرتدین است وجہاد با ایشان و
این معنے باتفاق مفسرین درحق صدیق اکبر است
قالہ قتادۃ والضحاک والحسن البصری وحوادثے
کہ درعالم پیدا شد اَدَلّ دلیل است بران از میان
مورخین کیست کہ یاد دارد کہ کسی درین مُدد متطاولہ
بوصفِ جمع رجال نصب قتال با مرتدین نمودہ
باشد سوائے صدیق اکبر و لفظ اِنَّمَا درکلام عرب
برائے دلیل جملہ سابقہ و تحقیق و تثبیت او
مے آید یعنی اے مسلمانان از ارتداد عرب و جموع
متجمعہ ایشان چرا می ترسید غیر ازین نیست کہ
کارسازِ شما درحقیقت خدا است کہ الہام مے
کند و تدبیر امور بآن الہام مے فرماید و رسول
او کہ سررشتہ ترغیب بر جہاد او درعالم آوردہ
است و بدعائے خیر دستگیر اُمّت خود است
ودر ظاہر محققین اہلِ ایمان کہ باقامت صلوٰۃ
و ایتاء زکوٰۃ بوصف نیایش و خشوع
متصف اند و اہلیت تحمل داعیۂ الٰہیہ
دارند و خدای تعالیٰ بر دستِ ایشان اتمام
اصلاح عالم مے فرماید پس اِنَّمَا وَلِیُّکُمْ
بشہادت سیاق و سباق نازل است درباب
صدیق اکبر و تعریض است باو و متابعان
او و اگر بعموم صیغہ متمسک شویم
جمیع محققین را شامل است
و لہٰذا

تنزل کریں تو کہیں گے کہ عادتِ مستمرہ کا ترک کرنا دلیل ہے
اس بات پر کہ ان کو کوئی ایسی دلیل مل گئی جو عادتِ مستمرہ کے
خلاف اور اس سے زیادہ قوی ہے۔ باوجودیکہ اس کی طرف
طبیعتیں رغبت رکھتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد اِنَّمَا
وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ (المائدہ: ۵۵۔ جس کو شیعہ نے حضرت مرتضےٰ علیہ السلام
کے حق میں بیان کیا) اس آیت کا سیاق مرتدین کا ذکر اور
ان کے ساتھ جہاد ہے اور یہ معنے باتفاق مفسرین حضرت صدیق
اکبرؓ کے حق میں ہیں۔ اس کے قائل ہیں قتادہؒ اور ضحاکؒ اور
حسن بصریؒ اور سب سے بڑی دلیل اس پر وہ حوادث ہیں
جو کہ عالم میں پیدا ہوتے تھے۔ مؤرخین میں سے کون ہے جو
یہ یاد رکھتا ہے کہ اس لمبی اور دراز مدت میں صدیق اکبرؓ کے
سوا کوئی اور بھی تھا جو یہ وصف رکھتا تھا کہ اس نے لوگوں
کو جمع کرکے مرتدین کے ساتھ قتال کیا۔ اور لفظ اِنَّمَا کلام عرب
میں جملۂ سابقہ کی دلیل اور اس کی تحقیق و تثبیت کے لئے
آتا ہے۔ معنے یہ ہوئے کہ اے مسلمانو! عرب کے ارتداد اور ان
کے اجتماع سے تم کیوں ڈرتے ہو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ
تمہارا کارساز درحقیقت خدا ہے جو کہ الہام کرتا ہے اور الہام
کے ذریعہ سے تدبیر امور فرماتا ہے اور اس کا رسول کہ جہاد
پر ترغیب کا سلسلہ عالم میں اسی کی ذات سے وابستہ ہے اور
وہ دعائے خیر سے اپنی اُمت کی مدد کرتا ہے اور ظاہر (اسباب
کے درجہ) میں محققین اہلِ ایمان ہیں جو کہ اقامتِ صلوٰۃ اور
ایتاء زکوٰۃ اور اس کی حمد و ثنا کرنے کے اوصاف اور خشوع
سے متصف ہیں اور داعیہ الٰہیہ کے تحمل کی اہلیت رکھتے ہیں
اور خدا تعالیٰ ان کے ہاتھ پر اصلاحِ عالم کی تکمیل فرماتا ہے۔ الغرض
آیتِ مذکورہ اِنَّمَا وَلِیُّکُمْ سیاق و سباق کی شہادت سے
صدیق اکبرؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور ان کی اور ان کے
متابعین کی طرف تعریض کرتی ہے۔ اور اگر صیغہ کے عموم سے
ہم دلیل پکڑیں تو تمام محققین کو (یعنے ان سب کو جن سے اس
سلسلہ میں مساعی متحقق ہوئیں) شامل ہے۔ اور اسی بنا پر

Marfat.com

قال ابو جعفر محمد بن علے الباقر حین قیل لہٗ انہا
نزلت فی علیؓ قال ہو من المؤمنین اخرجہ
البغوی وقال جابر بن عبداللہ نزلت فی عبداللہ
ابن سلام لما ہجرہ قومہ حالا زیغ این مبتدعان
را تماشا کن کہ این سیاق وسباق را گذاشتہ
درپے ترویج ہوای باطل خود افتادہ اند قال
الزیدی فی الاساس المعنے لقولہ وَالَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا علیؓ وحدہٗ لوقوع التواتر بذلک من
المفسرین واہل التواریخ وَرَدَ بلفظ الجمع
من باب اطلاق العام علے الخاص ونظیرہٗ
قولہ تعالےٰ ھُمُ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا
عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ والمعنے بہا
ابن اُبی وحدہٗ۔ اما تواتری کہ آن تفوہ می کند
ممنوع است معنی تواتر آن است کہ جماعۃ
عظیمہ کہ تواطؤ ایشان عادۃً برکذب ممتنع باشد
بحس ادراک کردہ باشند چیزے را وخبر دہند از آن
ادراک خویش اینجا حس غیر سمع از صادق
مصدوق نمی تواند بود ہیچ حدیث مرفوع ثابت
نیست چہ جای تواتر واگر بمسامحہ از لفظ تواتر
اتفاق ارادہ کردہ شود آن در حیز منع است
لما مرّ من جابر والباقر بلکہ این تاویل امریست
مختلف فیہ تامل می باید کرد دران اگر بر قاعدہ
باشد اخذ کنیم واگر خلاف قاعدہ است رد نمائیم
باز میگوئیم کدام ضرورت پیش آمدہ کہ از لفظ
عام معنے خاص ارادہ بباید کرد بتخصیص آنکہ
از لفظ جمع مفرد را مراد باید گرفت این قسم
تاویل بعید را قرینہ قویہ ے باید وآن
قرینہ کجا است آنچہ ظن فقیر
کار می کند آن است کہ بعض

ابو جعفر محمد بن علے الباقر نے جب کہ ان سے کہا گیا کہ یہ آیت علیؓ
کے بارے میں نازل ہوئی فرمایا کہ وہ بھی اُن مؤمنین میں سے ہیں۔
اخذ کیا اس کو بغوی نے اور جابرؓ بن عبداللہ کا یہ قول ہے کہ
یہ عبداللہؓ بن سلام کے حق میں نازل ہوئی جب کہ اُن کو اُن کی
قوم نے چھوڑ دیا تھا۔ اب مبتدعین کی کج روی کا تماشا دیکھو کہ
اس سیاق وسباق کو چھوڑ کر اپنی ہوائے باطل کی ترویج کے
کس طرح پیچھے پڑے ہیں۔ زیدی نے اساس میں کہا کہ قول باری
تعالےٰ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے تنہا علیؓ مراد ہیں کیونکہ اس پر مفسرین
واہل تواریخ کا تواتر واقع ہوا ہے۔ صیغۂ جمع سے آیت کا ورود
ہوا۔ یہ اطلاق العام علے الخاص کی قسم میں سے ہے اور اس
کی نظیر یہ ارشاد ہے ھُمُ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ الخ (۶۳: ۷) یہ
وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے پاس (جمع) ہیں ان پر کچھ خرچ مت کرو؛ اور مراد اس سے
تنہا ابن اُبی ہے۔ (ہم کہتے ہیں کہ) یہ شخص جس تواتر کو مُنہ سے
نکال رہا ہے وہ یہاں نہیں ہو سکتا۔ تواتر کے معنے یہ ہیں کہ ایک
جماعتِ عظیم کہ اتنے لوگوں کا عادۃً کذب پر جمع ہونا محال ہو وہ
کسی چیز کو حس سے ادراک کر لیں اور اس اپنے ادراک کی خبر دیں۔
یہاں پر حس کوئی نہیں ہو سکتی بجز "سمع" کے صادق ومصدوق
صلے اللہ علیہ وسلم سے۔ اور اس بارے میں کوئی حدیث مرفوع
بھی ثابت نہیں تواتر تو کہاں سے آجائے گا۔ اور (تواتر کے یہ
اصطلاحی معنے مُراد نہ لئے جائیں) بطور مسامحت لفظ تواتر
بول کر "اتفاق" مراد لیا جائے تو یہ بھی منع ہی کی حد میں داخل
ہے جیسا کہ حضرت جابرؓ اور باقرؒ سے روایت گزر چکی ہے۔ بلکہ یہ
تاویل خود ایک امر مختلف فیہ ہے اس میں تامل کرنا چاہیئے۔ اگر قاعدے
کے مطابق ہو تو ہم لے لیں اور خلاف قاعدہ ہو تو رد کریں۔ پھر
ہم کہتے ہیں کہ کونسی ضرورت پیش آئی کہ لفظ عام سے معنے خاص
مراد لینے چاہئیں بالخصوص جب کہ لفظ جمع کو مفرد مُراد لینا ہو تو
اس قسم کی تاویل بعید کے لئے قرینہ تو یہ ہونا چاہیئے اور ایسا
قرینہ کہاں ہے۔ فقیر کا ظن جو کچھ کام کر سکا ہے وہ یہ ہے کہ بعض

Marfat.com

مردم بطریق تعریض حضرت مرتضیٰؓ را ازین لفظ فہمیدہ باشند و تعریض امر جدائی است غیر تخصیص عام اینجا عام بر معنے عموم خود باقی است معہٰذا قرائن دلالت مینمایند بر دخول فردِ واحد در عام بلکہ بر آنکہ سوق کلام برائی او لوۂ است چنانکہ در فصل تعریضات بسط نمودیم لیکن این شخص بسببِ قلتِ معلوماتِ خود بآن معنے آشنا نیست بر تخصیص فرد و می آرد باز می گوئیم کہ اینجا تعریض وقتے راست بیاید کہ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ حال واقع شود از يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ تنہا و آن قصہ مخترعہ کرراز مرتضیٰ واقع شد و کلاہما ممنوعان بسہ وجہ یکے آنکہ وَ ہُمْ رَاكِعُوْنَ حال واقع شدہ بعد دو جملہ متناسقہ داخلہ در حیز صلہ و مبتنی بر ضمیر جمع کہ فاعل آن ہر دو است پس ظاہر آن است کہ از ہر دو جملہ حال واقع شدہ باشد و چنینذ معنے مربوط نگردد کہ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ ہُمْ رَاكِعُوْنَ بخلاف آنکہ گوئیم وَ ہُمْ خَاشِعُوْنَ لِلّٰہِ فِیْ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ یا گوئیم يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ المفروضۃ و يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ المكتوبۃ و ہم راكعون مُوَاظِبُوْنَ عَلَی النوافل دوم آنکہ يؤتون صیغہ مضارع است دلالت مے کند بر استمرار تجددی پس اگر مقید شود بحال مے باید کہ چندین دفعہ ایتار زکوٰۃ در حین رکوع بعمل آمدہ باشد یک بار کفایت نمے کند و لا قائل بہ سیوم آنکہ توجیہے کہ ما اختیار کردیم ادخل است

لوگ بطریق تعریض اس لفظ سے حضرت مرتضیٰؓ کو سمجھے ہوں اور تعریض ایک جُدا امر ہے تخصیص عام سے۔ اس جگہ عام اپنے عموم پر باقی رہتا ہے اس کے باوجود قرائن دلالت کرتے ہیں عام میں صرف فرد واحد کے داخل ہونے پر بلکہ اس بات پر کہ بات کا یہ اندازِ بیان اُسی کے لئے تھا جیساکہ تعریضات کی فصل میں ہم نے مفصل لکھا ہے۔ لیکن یہ شخص اپنی قلت معلومات کے سبب اس معنے کا آشنا نہیں ہے اس لئے تخصیص پر محمول کر رہا ہے۔ ہم پھر کہتے ہیں کہ یہاں تعریض اُس وقت صادق آئیگی جب کہ وَھُمْ رٰكِعُوْنَ حال واقع ہو تنہا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ سے اور وہ قصہ مخترعہ حضرت مرتضیٰؓ سے مکرر واقع ہوا ہو اور دونوں باتیں ممنوع ہیں تین وجہ سے ایک یہ کہ وَھُمْ رٰكِعُوْنَ حال واقع ہوا ہے بعد ایسے دو جملوں کے جو ایک ہی نسق پر ارشاد ہوئے (یعنی یقیمون الصلٰوۃ اور یؤتون الزکوٰۃ) جو صلہ (الَّذِیْنَ) کے احاطہ میں داخل ہیں اور جو مبتنی ہیں ضمیر جمع پر جو کہ اُن دونوں کی فاعل ہے تو ظاہر یہ ہے کہ دونوں جملہ سے حال واقع ہوا ہو اور اس صورت میں معنے مربوط نہیں ہوتے کہ یہ صورت ہوگی کہ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۰ بخلاف اس کے کہ یوں کہا جائے کہ وَهُمْ خٰشِعُوْنَ لِلّٰہِ فِیْ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ (اللہ کے لئے عاجزی کرنے والے ہیں نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے میں) یا یوں کہیں يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَھُمْ رَاكِعُوْنَ مواظبون علی النوافل (فرض نمازیں قائم رکھتے ہیں اور فرض زکوٰۃ ادا کرتے ہیں دراں حالیکہ وہ رکوع کرنے والے ہیں یعنی نوافل پر مواظبت رکھنے والے ہیں)۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ يُؤْتُوْنَ صیغہ مضارع ہے جو دلالت کرتا ہے استمرار تجددی پر، تو اگر یہ حال سے مقید ہوگا تو چاہیئے کہ بار بار زکوٰۃ دینا رکوع کے وقت عمل میں آیا ہو اور ایک بار کا عمل (استمرار تجددی کے لئے) کافی نہیں ہوتا۔ اور کوئی اس کا قائل نہیں۔ (ممنوع ہونے کی) تیسری وجہ یہ ہے کہ جو توجیہ ہم نے اختیار کی ہے وہ تہذیب نفس میں بڑا داخل

Marfat.com

در تہذیب نفس وا وفق است بکتاب و سنت زیراکہ خشوع در وقتِ صلوٰۃ و صدقہ مطلوب شرعی است و ہزاران دلیل شرعی بر طلب آن دلالت مینماید و ہمچنان اقامت بر فرائض یا مواظبت بر نوافل ممدوح است در شریعت و مدار افضلیت واکملیتِ افرادِ بشر واقع شدہ بخلاف صدقہ دادن در وقتِ رکوع کہ ہیچ مناسبت با مقاصد شرعیہ پیدا نمی کند الا آنکہ فی الجملہ دلالت دارد بر مسارعت در صدقات وحینئذ حُسنِ عبارت آن باشد کہ گویند وَہُمْ یُسَارِعُونَ فِی الصَّدَقَۃِ خصوصیتِ رکوع را دخلے نیست کہ مدح دائر گردد بران باز اگر تسلیم نمائیم کہ آیت نازل شدہ است در شانِ حضرت مرتضٰے غایت دلالت آن آیت کہ حضرت مرتضٰےؓ ناصرِ مسلمین است والامر کذلک زیراکہ خدائی تعالیٰ مرتضٰے را در مشاہد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم توفیق عظیم کرامت فرمود تا امور عجیبہ ازوے بظہور آمد مثل مبازرت در روز بدر و جنگِ اُحد و قتل عمرو بن عبدود در غزوۂ خندق و فتح حصن در وقعہ خیبر الٰے غیر ذٰلک و این نصرِ مسلمین بود خلافت از کجا مفہوم شد و اگر شیعہ گویند وَلِی بمعنی متصرف است در امور مانند ولیِ مرأۃ در نکاح و ولیِ صبی در معاملات او و ضمیر خطاب برائی اُمّت است و ولیِ اُمت نمی باشد مگر امام جواب گوئیم اوّلاً بنقضِ اجمالی اگر این آیت دال است بر امامت او فی الحال پس در حالِ حیاتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم امام باشد ولا قائل بہ و اگر معنیٰ وَلَوْ بَعْدَ حِینٍ تفہیم بر ما ناہض گردد زیراکہ در وقتے

رکھتی ہے اور کتاب و سنت کے ساتھ پوری موافقت رکھتی ہے اس لئے کہ خشوع نماز کے وقت میں اور صدقہ (دونوں) مطلوبِ شرعی ہیں اور ہزاروں دلائل شرعیہ اُن کے مطلوب ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور اسی طرح فرائض کو قائم رکھنا اور نوافل پر مواظبت شریعت میں ممدوح ہے اور افرادِ بشر کی افضلیت واکملیت کا ان پر مدار واقع ہوا ہے، بخلاف رکوع کے وقت صدقہ دینے کے کہ کوئی مناسبت مقاصد شرعیہ کے ساتھ اس میں واضح نہیں ہے۔ بجز اس کے کہ صدقات میں مسارعت پر فی الجملہ دلالت رکھے اور اس صورت میں حُسنِ عبارت یہ ہوگی کہ یوں کہیں وَہُمْ یُسَارِعُونَ فِی الصَّدَقَۃِ۔ خصوصیتِ رکوع کا اس میں کوئی دخل نہیں کہ مدح اُس پر دائر ہو۔ پھر اگر ہم تسلیم کرلیں کہ آیت حضرت مرتضٰےؓ کی شان میں نازل ہوتی ہے تو زیادہ سے زیادہ دلالت اس بات پر ہوگی کہ حضرت مرتضٰےؓ مسلمانوں کو مدد دینے والے ہیں اور یہ بات حسب واقعہ ہے کیونکہ خدا تعالٰے نے مرتضٰےؓ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مواقع قتال میں توفیق عظیم عطا فرمائی تھی یہاں تک کہ اُن سے امورِ عجیبہ کا ظہور ہوا جیسا کہ روز بدر اور جنگِ اُحد میں آپؓ کا مقابلہ کرنا اور عمرو بن عبدود کو قتل کرنا اور غزوۂ خندق میں اور واقعہ خیبر میں قلعہ کا فتح کرنا اور اس طرح کے بہت واقعات ہیں اور یہ نصرِ مسلمین (یعنی مسلمانوں کی مدد) تھی، خلافت کہاں سے مفہوم ہوگئی۔ اور اگر شیعہ یہ کہیں کہ ولی کے معنے امور میں تصرف کرنے والے کے ہیں جیسا عورت کا ولی نکاح کے بارے میں اور لڑکے کا ولی اُس کے معاملات کے بارے میں، اور ضمیر خطاب کی اُمت کے واسطے ہے اور اُمت کا ولی صرف امام ہی ہوتا ہے۔ تو ہم جواب دیں گے اوّلاً بنقض اجمالی اگر یہ آیت حضرت مرتضٰےؓ کی امامتِ فی الحال پر دلالت کرنے والی ہے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کی حالت میں بھی امام ہوں گے اور اس کا کوئی قائل نہیں۔ اور اگر اس کے معنے وَلَوْ بَعْدَ حِینٍ سمجھیں (یعنی خلافت کا ظہور ہوگا اگرچہ کچھ زمانہ گزرنے کے بعد ہو) تو یہ تو ہماری تائید کرے گی کیونکہ اوقات میں

Marfat.com

از اوقات و ہو وقتُ قیامہٖ بالخلافۃ امام
بحق بود و ثانیاً بحل ہرجا در قرآن ولایت
آمدہ معنے آن نصرت است فی الانفال اِنَّ
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ ھَاجَرُوْا وَجٰھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ
وَ اَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ
اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْٓا اُولٰٓئِکَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ
بَعْضٍ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یُھَاجِرُوْا
مَا لَکُمْ مِّنْ وَّلَایَتِھِمْ مِّنْ شَیْءٍ حَتّٰی
یُھَاجِرُوْا وَ اِنِ اسْتَنْصَرُوْکُمْ فِی
الدِّیْنِ فَعَلَیْکُمُ النَّصْرُ الاٰیۃ - و فی
المائدۃ لَا تَتَّخِذُوا الْیَھُوْدَ وَ النَّصٰرٰٓی
اَوْلِیَآءَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ الٰی
غیر ذٰلک خصوصاً درین آیت سیاق
وسباق جہرۃً برمعنے نصرت دلالت
مے نماید زیراکہ در اوّل مے فرماید
یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ
عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ
یُّحِبُّھُمْ وَ یُحِبُّوْنَہٗٓ الاٰیۃ واین اشارت
بنصرت است بعد ازان میفرماید وَ مَنْ
یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ و
این صریح است در نصرت انصاف بدہ کہ
این دلیل فے نفسہٖ دلالت بر وجوب خلافت
حضرت مرتضیٰ مے نماید یا بعارض ہوا دفعاً
بالصدر بر مدعا دور و درازی
فرود آوردہ اند قولہ تعالیٰ
لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ
یعنی الخلافۃ و ابوبکرؓ کان
ظالماً لانہٗ

سے کسی وقت (سے ہم وہ وقت مراد مانتے ہیں) جو آپ کے خلافت
پر قیام کا وقت تھا اور آپ امام برحق تھے۔ اور دوسرا تحقیقی قرآن
میں جس جگہ لفظ ولایت آیا ہے اُس کے معنے نصرت (یعنی مدد)
لئے گئے ہیں۔ سورۃ انفال میں ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا
الخ (۸:۷۲) بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے ہجرت
کی اور اپنے مال اور جان سے اللہ کے راستہ میں جہاد بھی کیا
اور جن لوگوں نے رہنے کو جگہ دی اور مدد کی وہ ایک دوسرے
کے رفیق ہیں اور جو ایمان لائے اور گھر نہیں چھوڑا تم کو اُن کی
رفاقت سے کچھ کام نہیں جب تک وہ گھر نہ چھوڑ آئیں اور
اگر وہ تم سے مدد چاہیں دین میں تو تم کو لازم ہے اُن کی مدد کرنی الخ
اور سورۃ مائدہ میں ہے لَا تَتَّخِذُوا الْیَھُوْدَ الخ (۵:۵۱) اے
ایمان والو مت بناؤ یہود اور نصاریٰ کو دوست وہ آپس میں
یار و مددگار ہیں ایک دوسرے کے؛ ان کے علاوہ اور بھی ہیں
خصوصاً اس آیت میں سیاق وسباق نصرت کے معنے پر صاف
صاف دلالت کر رہا ہے کیونکہ اول یہ فرماکر پھر آگے یہ فرماتے ہیں
یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ الخ (۵:۵۴) اے ایمان
والو جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جاوے تو اللہ تعالےٰ
بہت جلد ایسی قوم کو پیدا کردے گا جن سے اللہ تعالےٰ کو محبت
ہوگی اور اُن کو اللہ تعالےٰ سے محبت ہوگی الخ؛ اور یہ نصرت
ہی کی طرف اشارہ ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں وَمَنْ یَّتَوَلَّ
اللّٰہَ الخ (۵:۵۶) اور جو شخص اللہ سے دوستی رکھے گا اور اُس
کے رسول سے اور ایماندار لوگوں سے سو اللہ کا گروہ بلاشک
غالب ہے؛ اور یہ نصرت کے معنے میں صریح ہے۔ انصاف کرو کہ
یہ دلیل فی نفسہٖ حضرت مرتضیٰؓ کی خلافت کے وجوب پر دلالت
کرتی ہے؛ یا ہوائے نفس کی بیماری سے اپنے سینہ کو ہلکا کرنے کے لئے
دُور دراز سے کھینچ کر اپنے مدعا پر آیت کو ڈال دیا ہے (زیدی کہتا
ہے) قولہ تعالےٰ لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ ۝ (۲:۱۲۴)
ارشاد ہوا کہ میرا (یہ) عہدہ (نبوت) خلاف ورزی کرنے
والوں کو نہ ملے گا؛ یعنی خلافت، اور ابوبکرؓ ظالم تھا کیونکہ

Marfat.com

کان کافرًا فی اوّلِ عمرہٖ حتے بُعِثَ النبی صلے اللہ علیہ وسلم ودعاہ الی الاسلام اصل قصّہ آنست کہ خدای تعالےٰ خطاب فرمود بحضرت ابراہیم علیہ صلوات اللہ وسلامہٗ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ۝ اگرچہ معنی امام پیشوا است نبی باشد یا خلیفہ یا عالم مُقتدا لیکن مُراد درینجا نبی است بلاشک پس معنے کلام این است کہ خدای تبارک و تعالےٰ حضرت ابراہیمؑ رانبی ساخت برائے مردمان ومبعوث گردانید اورا بسوئے مردمان وے صلوات اللہ علیہ سوال نمود کہ بار خدایا از ذرّیتِ من جمعے را انبیاء گردان حق سبحانہٗ فرمود نہ رسد وحی من یا نبوّتِ من ظالمان را ودر حکایت این ماجرا رد است بر مشرکانِ عرب بابلغ وجوہ کہ میگفتند لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ۝ چون معنی آیت دانستہ شد میگوئیم اینجا اصلا ذکرِ خلافت نیست ومدلولِ آیت با مسئلہ ما مساسے ندارد وذکر نبوّت ووحی است وعلی التسلیم لفظ ظالم حقیقۃً بر شخصے منطلق است کہ در وقتِ وقوعِ مضمونِ جملہ ظالم باشد نہ بر شخصے کہ در زمانے کہ قبل اوست یا بعد اوست ظالم بود اطلاقِ عصیر بر خمر یا خمر بر عصیر مجاز است بالاتفاق وابوبکر صدّیق در وقتِ نیلِ خلافت ظالم نبود قولہ صلے اللہ علیہ وسلم اَلَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ اصل قصّہ آن است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متوجّہ شد بغزوۂ تبوک

وہ اوّل عمر میں کافر تھا یہاں تک کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوتے اور اُن کو اسلام کی طرف دعوت دی۔ اصل قصّہ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو خطاب فرمایا اِنِّیْ جَاعِلُكَ الخ (۲: ۱۲۴) کہ میں تم کو لوگوں کا مقتدا بناؤنگا اور اُنھوں نے عرض کیا اور میری اولاد میں سے بھی کسی کسی کو (نبوّت دیجئے) ارشاد ہوا کہ میرا یہ عہد (نبوّت) خلاف ورزی کرنے والوں کو نہ ملے گا۔ اگرچہ امام کے معنے پیشوا ہیں نبی ہو یا خلیفہ یا عالم مُقتدا۔ لیکن بغیر کسی شک کے یہاں نبی مراد ہے تو کلام کے معنے یہ ہیں کہ خدائے تبارک و تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو لوگوں کے لئے نبی بنایا اور ان کو لوگوں کی طرف مبعوث کیا اور آپ نے صلوات اللہ وسلامہٗ علیہ سوال کیا کہ خدایا میری اولاد میں سے بھی ایک جماعت کو انبیاء بنائیے۔ حق سُبحانہٗ نے فرمایا کہ میری وحی یا میری نبوّت ظالموں کو نہیں پہنچے گی۔ اور اس ماجرا کے بیان کا مقصد مشرکین عرب کے اس قول کا ابلغ طور پر رد کرنا مقصود ہے جو وہ کہتے تھے لَوْلَا نُزِّلَ الخ (۴۳: ۳۱) اور وہ کہنے لگے کہ یہ قرآن (اگر کلام الٰہی ہے تو) ان دونوں بستیوں (مکہ وطائف کے رہنے والوں) میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں نازل کیا گیا۔ جب آیت کے معنے معلوم ہو گئے تو ہم کہتے ہیں کہ یہاں قطعًا خلافت کا کوئی ذکر نہیں اور آیت کے مدلول نے مسئلہ خلافت کو چھوا بھی نہیں۔ یہاں مقصد نبوت اور وحی کا ذکر ہے۔ اور بنا بر تسلیم ہم کہتے ہیں کہ لفظ ظالم حقیقۃً ایسے شخص پر بولا جاتا ہے جو کہ مضمون جملہ کے واقع ہونے کے وقت ظالم ہو نہ ایسے شخص پر جو کسی زمانہ میں اُس سے پہلے یا بعد میں ظالم ہوا ہو۔ شیرے کا اطلاق خمر پر یا خمر کا شیرے پر بالاتفاق مجاز ہے اور ابوبکر صدیقؓ خلافت ملنے کے وقت ظالم نہیں تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اَلَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ الخ یعنی کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ تیرا مرتبہ میرے ساتھ وہ ہو جو ہارونؑ کا مرتبہ تھا موسیٰؑ کے ساتھ الخ۔ اصل قصّہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کی طرف متوجہ ہوئے

Marfat.com

وحضرت مرتضیٰ را در خانہ گذاشت بجہت مصلحت خانۂ خود ازین وجہ گونہ ملالے بخاطر حضرت مرتضیٰ بہم رسید کہ وقت جنگ چرا ہمراہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نباشد آنحضرت فرمود الا ترضیٰ ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ اخرج الترمذی والحاکم من حدیث سعد سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول لعلیّ وخلّفہ فی بعض مغازیہ فقال لہ علیّ یارسول اللہ تخلفنی مع النساء والصبیان فقال لہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اما ترضیٰ ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لانبوۃ بعدی حاصل آنست کہ حضرت موسیٰؑ در وقت غیبت خود از بنی اسرائیل بسوے طور حضرت ہارونؑ را خلیفہ ساخت پس حضرت ہارونؑ جمع کرد درمیان سہ خصلت از اہل بیت حضرت موسیٰ بود و خلیفہ او بود بعد غیبت وے و نبی بود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چون مرتضیٰ را خلیفہ ساخت در غزوۂ تبوک مرتضیٰ تشبہ پیدا کرد بحضرت ہارونؑ در دو خصلت اول خلافت در وقت غیبت و دوم بودن از اہل بیت نہ در خصلت ثالثہ کہ نبوۃ است این معنیٰ با خلافت کبریٰ کہ بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باشد ہیچ ربطے ندارد زیراکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در ہر غزوہ شخصے را امیر مدینہ مقرر مے ساخت خلافت کبرے دیگر است وخلافت صغرای در وقت غیبت از مدینہ واگر دلالت کند بر آنکہ مرتضیٰ حقیق است بآنکہ تفویض امور باو فرمایند

اور حضرت مرتضیٰؓ کو اپنی خانگی مصلحتوں کی وجہ سے گھر میں چھوڑا اس کی وجہ سے ایک گونہ ملال حضرت مرتضیٰؓ کے دل میں پیدا ہوا کہ جنگ کے وقت وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ ہوں گے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ تمہارا مرتبہ میرے ساتھ وہ ہو جو ہارونؑ کا مرتبہ تھا موسیٰؑ کے ساتھ۔ اخذ کیا ترمذی اور حاکم نے سعد کی حدیث سے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ علی رضی اللہ عنہ سے فرما رہے تھے اور بعض غزوات میں آپ نے اُن کو اپنا نائب بنا کر چھوڑ دیا تھا تو آپ سے علیؓ نے کہا کہ یا رسول اللہؐ آپ مجھے عورتوں اور لڑکوں کے ساتھ چھوڑ رہے ہیں تو اُن سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ تمہارا مرتبہ میرے ساتھ وہ ہو جو ہارونؑ کا مرتبہ تھا موسیٰؑ کے ساتھ بجز اس کے کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے۔ حاصل یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے طور کی طرف جاتے وقت اپنی غیر حاضری تک بنی اسرائیل پر حضرت ہارونؑ کو اپنا خلیفہ بنایا تھا تو حضرت ہارونؑ میں تین خوبیاں جمع ہو گئی تھیں (پہلی) یہ کہ وہ حضرت موسیٰؑ کے اہل بیت میں سے تھے۔ (دوسری) یہ کہ اُن کی عدم موجودگی میں اُن کے خلیفہ ہوتے۔ (تیسری) یہ کہ نبی تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب مرتضیٰؓ کو خلیفہ بنایا غزوۂ تبوک میں تو حضرت مرتضیٰؓ نے حضرت ہارونؑ کے ساتھ دو خوبیوں میں مشابہت حاصل کر لی اول (نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی) غیبت کے وقت اُن کی خلافت دوسری اہل بیت نبوت میں سے ہونا۔ تیسری خوبی جو نبوت تھی اُس میں مشابہت نہ ہوئی۔ یہ مفہوم خلافت کبرٰی کے ساتھ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہو گی کوئی ربط نہیں رکھتا کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہر غزوے میں کسی شخص کو امیر مدینہ مقرر کرتے تھے خلافت کبرٰی اور بات ہے اور خلافت صغرٰی مدینہ سے غیر حاضری کے وقت میں اور بات۔ اور اگر (یہ ارشاد نبوی) اس بات پر دلالت کرے کہ مرتضیٰؓ اس بات کے حقدار ہیں کہ امور مہمہ اُن کے سپرد فرما

Marfat.com

این معنے با مذہب ما خلاف ندارد واگر مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خلافت کبرے می بود تشبیہ داد بیوشع کہ خلیفہ حضرت موسے بعد وفات او بود نہ بحضرت ہارونؑ زیراکہ حضرت ہارونؑ در وقت غیبت حضرت موسیٰؑ بجانب طور خلیفہ او بود نہ بعد وفات او و موت حضرت ہارونؑ قبل حضرت موسیٰؑ است بچند سال حالا تعنت شیعہ باید دید کہ برای تصحیح این دلیل گفتہ اند ہذا یدل علے ان جمیع المنازل الثابتۃ لہارون من موسے ثابتۃ لعلی من النبی صلے اللہ علیہ وسلم والا لما صح الاستثناء ومن المنازل الثابتۃ لہارون من موسیٰ استحقاقہ للقیام مقامہ بعد وفاتہ لو عاش لانہ لو عزل کان منفرا وذلک غیر جائز علے الانبیاء ونیز گفتہ اند من جملۃ منازل ہارون من موسے انہ کان شریکا لہ فی الرسالۃ ومن لوازمہ استحقاق الطاعۃ بعد وفاۃ موسیٰ لو بقی فوجب ان یثبت ذلک لعلی الا انہ امتنع الشرکۃ فی الرسالۃ فوجب ان یبقے مفترض الطاعۃ علے الامۃ من غیر رسالۃ وھذا معنے الامامۃ جواب میگوئیم بمنزلۃ ہارون من موسے نوعے از تشبیہ است ومعتبر در تشبیہ اوصاف مشہورہ مذکورہ علے الالسنۃ است نہ اوصاف دور ودراز ہمان است مانند کہ شخصے از زید بمنزلۃ الاسد انیاب و وبر بفہمد

تو اس خیال کا ہمارے مذہب کے ساتھ کوئی اختلاف نہیں۔ اور اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مراد خلافت کبرے ہوتی تو آپ حضرت یوشع علیہ السّلام کے ساتھ تشبیہ دیتے جو حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے خلیفہ ہوئے اُن کی وفات کے بعد، حضرت ہارونؑ سے تشبیہ نہ دیتے کیونکہ حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کی بجانب طور غیبت کے وقت میں اُن کے خلیفہ ہوتے تھے نہ اُن کی وفات کے بعد حضرت ہارونؑ کی وفات حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے چند سال قبل ہوئی۔ اب شیعوں کی ہٹ دھرمی دیکھنے کے قابل ہے کہ اس دلیل کو صحیح بنانے کے لئے کہتے ہیں کہ یہ (کلام) دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ تمام منازل (مراتب) جو ہارونؑ کے لئے ثابت ہیں موسیٰؑ کی جانب سے وہ علیؓ کے لئے ثابت ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔ اگر ایسا نہ ہوگا تو استثناء صحیح نہ ہوگا اور اُن منازل میں سے جو ہارونؑ کے لئے موسیٰ علیہ السّلام کی جانب سے ثابت ہیں وہ اُن کا استحقاق ہے موسیٰؑ کی وفات کے بعد ان کا قائم مقام بننے کا اگر زندہ رہیں کیونکہ موسےؑ نے اگر ان کو برخاست کر دیا ہوتا تو اُن سے نفرت دلانے والے ہوتے اور انبیاءؑ کے حق میں یہ جائز نہیں ہے۔ اور نیز کہا ہے کہ ان منازل میں سے جو ہارونؑ کے لئے موسیٰ علیہ السّلام کی جانب سے ثابت ہیں ایک یہ ہے کہ وہ ان کے شریک تھے رسالت میں اور اس کے لوازم میں سے ہے استحقاق طاعت کا موسیٰ علیہ السّلام کی وفات کے بعد اگر وہ باقی رہیں تو ضروری ہوا کہ یہ سب مناصب ثابت کئے جائیں حضرت علیؓ کے لئے بھی سوائے اس کے کہ رسالت میں اُن کی شرکت ممتنع ہو گئی تو واجب ہوا کہ بغیر رسالت کے اُن کو اُمت پر اس حیثیت کے ساتھ کہ اُن کی اطاعت واجب ہو باقی رکھا جائے اور یہی معنے امامت کے ہیں۔ ہم جواب میں کہتے ہیں کہ ہارونؑ کے مرتبہ میں ہونا بہ نسبت موسیٰؑ کے تشبیہ کی ایک نوع ہے اور تشبیہ میں وہی اوصاف معتبر ہوتے ہیں جو مشہور ہوتے ہیں اور زبانوں پر اُن کا ذکر آتا رہتا ہے نہ کہ دُور دراز کے اوصاف یہ ایسی ہی بات ہے کہ کوئی شخص "زیدٌ بمنزلۃ الاسد" سے (زید شیر کے مرتبہ میں ہے) زید کے شیر جیسے دانت اور لمبے بال ہی سمجھ لے

Marfat.com

یاشرکت در سبعیت ادراک نماید مشہود از خصال حضرت ہارونؑ ہمان خصال ثلث است ہیچ عاقلے از مثل این کلام معنے استحقاق خلافت بعد وفات نمی تواند فہمید خصوصًا باین علاقہ کہ از عدم استحقاق خلافت عزل لازم می آید واز عزل تنفر خلائق متحقق می شود بلکہ میتوان گفت کہ اگر ہارونؑ بعد موسےٰؑ زندہ می بود خلیفہ نمی شد بخلافت اصطلاحے زیراکہ خلافتِ اصطلاحی غیر پیغامبر را لائق است نہ پیغامبر را و میتوان گفت کہ انقطاع کارے کہ بشرطِ غیبت تفویض نمودہ باشند عزل نیست بلکہ تمامی آن کار است مثل آنکہ گویند فلان کار کردہ بیاد وی کردہ آمد و میتوان گفت استحقاق طاعت در انبیاء بجہتِ نبوت است چون نبوت را از میان مستثنیٰ ساختند ہرچہ بجہت نبوت باشد آن ہم مستثنیٰ شد واکثر اُمت مرتبہ کہ امامت است بمعنے معصوم مفترض الطاعت اثبات نمی کنند بل مفہوم آن محصل نمی شود بنائی کلام بران نہادن چہ قدر از انصاف دُور است قولہٗ صلے اللہ علیہ وسلم یوم غدیرِ خم مَنْ کُنتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اصل قصہ آنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مرتضےٰؓ را بجانب یمن فرستاد وآنجا درمیان حضرت مرتضےٰ ولشکریانِ او خشونتی واقع شد چون در حجۃ الوداع بخدمت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وے واصحاب او مشرف شدند لشکریان او پیش آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شکایت عرض نمودند وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چند روز توقف فرمود واز حضرت مرتضےٰ حقیقتِ حال استفسار نمود چون اصل قصہ بخاطر شریف ممتنع شد

یا سبعیت میں زید کی شرکت کا ادراک کرے حضرت ہارونؑ کی مشہود خوبیوں میں سے وہی تین خوبیاں ہیں (جو ہم نے ذکر کی ہیں) کوئی ذی عقل اِس قسم کے کلام سے بعدِ وفات خلافت استحقاق کے معنے نہیں سمجھ سکتا خصوصًا اس جوڑ کے لگا دینے کی وجہ سے (جو مضحکہ خیز ہے) کہ خلافت کے عدم استحقاق کی وجہ سے عزل (یعنی خلافت سے معزولی) لازم آتی ہے اور معزولی سے تنفر خلائق متحقق ہوتا ہے۔ بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر ہارونؑ بعد موسےٰؑ کے زندہ رہتے تو وہ خلافتِ اصطلاحی کے ساتھ خلیفہ نہ ہوتے۔ کیونکہ خلافتِ اصطلاحی غیر پیغمبر کے لئے سزاوار ہے نہ کہ پیغمبر کے لئے اور کہہ سکتے ہیں کہ اس کام کا منقطع (یا ختم) ہوجانا جس کو بشرطِ غیبت سپرد کیا گیا ہو عزل (یعنے اس عہدے سے برخاست کرنا) نہیں ہے بلکہ اس کام کا مکمل ہوجانا ہے جیسا کسی کو کہا جاتے کہ فلاں کام کرکے آجاؤ اور وہ کرکے آگیا۔ اور کہہ سکتے ہیں کہ انبیاءؑ میں استحقاق طاعت نبوّت کی جہت سے ہوتا ہے۔ جب نبوّت کو درمیان سے مستثنےٰ کردیا تو جو وصف نبوت کی جہت سے آنے والا ہے وہ بھی مستثنیٰ ہوگیا۔ اور امت کی اکثر امامت کے (اس مخترعہ) مرتبہ کو یعنی معصوم مفترض الطاعت کو ثابت نہیں کرتی بلکہ اِس کا مفہوم حاصل ہوتا ہی نہیں ایسی چیز پہ کلام کی بنیاد رکھنا انصاف سے کِس قدر بعید ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد یوم غدیر خم میں کہ مَنْ کُنتُ مولاہ فعلیٌّ مولاہ، اصل قصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضےٰؓ کو یمن کی جانب بھیجا تھا وہاں اُن کے اور اُن کے لشکر والوں کے درمیان کچھ ناگواری واقع ہوگئی۔ جب حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت مرتضےٰؓ اور آپ کے اصحاب حاضری سے مشرف ہوئے تو آپ کے لشکر والوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شکایت پیش کی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چند روز توقف فرمایا اور حضرت مرتضےٰؓ سے حقیقت حال دریافت کی۔ جب اصل قصہ آپ کے خیال مبارک میں منقح

ے۵ خم خا کے پیش اور میم کی تشدید کے ساتھ ایک موضع ہے مکہ اور مدینہ کے درمیان جحفہ سے تین میل کے فاصلہ پر اور اس کے قریب پانی کا ایک چشمہ

وتعنّت لشکریان معلوم گردید دراثنای رجوع از حجۃ الوداع خطبہ برخواند درامر برعایۃ صلۂ اہل بیت ودر آخر خطبہ در بعض روایات مروی است کہ زجر فرمود از خشونت بامرتضےٰ وامر نمود بدوستی او

اخرج مسلم من طریق اسمٰعیل بن ابراہیم عن ابی حیان عن یزید بن حیان قال انطلقتُ انا وحُصَین بن سبرۃ وعمر بن مسلم الی زید بن ارقم فلما جلسنا الیہ قال لہ حُصَین لقد لقیتَ یا زید خیرًا کثیرًا رأیتَ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وسمعتَ حدیثہ وغزوتَ معہ وصلّیتَ خلفہ لقد لقیتَ یا زید خیرًا کثیرًا حدّثنا یا زید ماسمعتَ من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال یاابن اخی واللہ لقد کبرتْ سِنّی وقدم عہدی ونسیتُ بعض الذی کنتُ اعی من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فماحدثتکم فاقبلوا ومالا فلا تکلفونیہ ثم قال قام رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یومًا فینا خطیبًا بماءٍ یُدعی خُمًّا بین مکۃ والمدینۃ فحمداللہ واثنٰی علیہ ووعظ وذکّر ثم قال امابعد الا یاایہا الناسُ فانما انا بشر یوشک ان یاتی رسول ربی فاُجیبَ وانا تارک فیکم ثقلین اولہما کتابُ اللہ فیہ الہدٰی والنورُ فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحثّ علٰی کتاب اللہ ورغّب فیہ ثم قال واہلُ بیتی اُذکّرکم اللہَ فی اہل بیتی اُذکّرکم اللہ فی اہل بیتی

تو آپ کو لشکر والوں کی آپؓ کے ساتھ سرکشی معلوم ہوگئی تو حجۃ الوداع سے واپسی کے دوران میں آپ نے اہل بیت کے ساتھ حُسنِ سلوک کے بارے میں ایک خطبہ پڑھا اور آخر خطبہ میں بعض روایات میں مروی ہے کہ آپ نے حضرت مرتضےٰؓ کے ساتھ تُند کلامی پر لوگوں کو جھڑکا اور اُن کے ساتھ دوستی رکھنے کا حکم دیا۔ اخذ کیا مسلم نے بروایت اسمٰعیل بن ابراہیم از ابی حیان از زید بن حیان، اُنھوں نے بیان کیا کہ میں اور حُصَین بن سبرہ اور عمر بن مسلم، زیدؓ بن ارقم کے پاس گئے۔ جب ہم ان کے پاس بیٹھ گئے تو اُن سے حُصَین نے کہا کہ اے زیدؓ آپ کو خیر کثیر نصیب ہوئی کہ آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ کا کلام سُنا اور آپ کے ساتھ جہاد کیا اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی بیشک اے زید آپ کو خیر کثیر نصیب ہوئی۔ اے زید آپ ہم سے کوئی ایسی بات بیان کیجئے جو آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنی۔ زیدؓ نے فرمایا کہ اے بھتیجے واللہ میری عمر بڑی ہوگئی اور میرا زمانہ پُرانا ہوگیا اور میں بعض وہ باتیں جو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُن کر یاد کی تھیں بھُول گیا ہوں تو جو کچھ میں نے تم سے بیان کی ہیں اُن کو قبول کرو اور جو نہیں کہیں اُن پر مجھے تکلیف نہ دو۔ پھر کہا کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے خطبہ دینے کے لئے اُس مقام پر کھڑے ہوتے جس کو خُم کہا جاتا ہے جو کہ اور مدینہ کے درمیان ہے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور وعظ ونصیحت کی پھر فرمایا امابعد یاد رکھو اے لوگو! میں ایک بشر ہوں وہ وقت قریب ہے کہ میرے رب کا قاصد آجائے اور میں اُس کی دعوت قبول کروں اور میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں اُن میں سے پہلی کتاب اللہ ہے جس میں ہدایت اور نور ہے تو کتاب اللہ کو پکڑو اور اُس کو سنبھالے رہو تو آپ نے کتاب اللہ پر لوگوں کو اُبھارا اور اس کی طرف رغبت دلائی۔ پھر فرمایا اور (دوسری چیز) میرے اہل بیت ہیں۔ میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمھیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں۔ میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمھیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں (کہ اللہ کی رضا حاصل کرنے کیلئے

Marfat.com

فقال لہ حصین و من اہل بیتہ یا زید الیس
نساءہ من اہل بیتہ قال نساءہ من اہل
بیتہ ولکن اہل بیتہ من حرم الصدقۃ بعدہ
قال ومن ہم قال ہم آل علی وآل عقیل
وآل جعفر وآل عباس قال کل ہولاء
حرم الصدقۃ قال نعم و من طریق محمد
ابن فضیل و جریر عن ابی حیان نحو حدیث
اسمٰعیل و من طریق سعید بن مسروق عن
یزید بن حیان نحوہ این قدر خود صحیح
است مذکور در صحیح مسلم در زیادۃ قصۃ
امر ناس بموالاۃ مرتضیٰ اینجا مذکور نیست
واہل حدیث دران زیادۃ مختلف اند
طائفہ صحیح دانند و طائفہ غریب
مطلق ومیل بندہ ضعیف بآن است کہ
این زیادۃ نیز صحیح است لیکن نہ
بدرجۂ حدیث مسلم اخرج الحاکم من
طریق سلیمان الاعمش عن حبیب بن
ابی ثابت عن ابی الطفیل عن زید بن
ارقم قال لما رجع رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من حجۃ الوداع ونزل غدیر خم
امر بدرجات فقممن قال کانی قد
دعیت فاجبت انی قد ترکت فیکم
الثقلین احدہما اکبر من الآخر کتاب اللہ
تعالیٰ وعترتی فانظروا کیف تخلفونی
فیہما فانہما لن یتفرقا حتی یردا
علیّ الحوض ثم قال ان اللہ عز
وجل مولای و انا ولی کل
مومن ثم اخذ بید علی رضی
اللہ عنہ فقال من کنت ولیہ

میرے اہل بیت کے ساتھ نیک برتاؤ کرو) تو اُن سے حصین نے کہا کہ اے زید اہل بیتِ نبی کون ہیں۔ کیا آپ کی بیبیاں آپ کی اہل بیت میں سے نہیں۔ زید بن ارقمؓ نے کہا کہ آپ کی بیبیاں آپ کے اہل بیت میں سے ہیں۔ لیکن (درحقیقت) آپ کے اہل بیت وہ ہیں کہ آپ کے بعد جن پر صدقہ لینا حرام کیا گیا۔ حصین نے کہا کہ وہ کون ہیں؟ زیدؓ نے فرمایا کہ وہ آلِ علیؓ اور آلِ عقیل وآلِ جعفر اور آلِ عباس ہیں۔ حصین نے کہا کہ کیا ان سب پر صدقہ لینا حرام ہے؟ زیدؓ نے کہا ہاں! اور بروایت محمد بن فضیل اور جریر از ابی حیان مثل حدیث اسمٰعیل (مذکورہ بالا)۔ اور بروایت سعید بن مسروق از یزید بن حیان۔ اُسی طرح۔ اتنی بات تو بلاشبہ صحیح ہے جو صحیح مسلم میں مذکور ہے اور حضرت مرتضیٰؓ کی موالاۃ کے قصہ کا اضافہ یہاں مذکور نہیں ہے۔ اور اس اضافہ کے بارے میں اہلِ حدیث مختلف الرائے ہیں ایک جماعت نے صحیح قرار دیا اور ایک جماعت نے غریب مطلق۔ اور بندۂ ضعیف کا رجحان یہ ہے کہ یہ اضافہ بھی صحیح ہے۔ لیکن حدیث مسلم کے درجہ میں نہیں۔ اخذ کیا حاکم نے بروایت سلیمان الاعمش از حبیب بن ابی ثابت از ابی الطفیل از زید بن ارقم۔ کہا جب کہ واپس ہوتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے اور اُترے غدیرِ خم میں، تو آپ نے حکم دیا سیڑھیوں کے متعلق تو اُن کو صاف کر دیا گیا۔ (جن پر آپ نے مع اصحاب آرام فرمایا پھر آپ نے ایک خطبہ دیا جس کے دوران میں) آپ نے فرمایا گویا کہ میں پکار لیا گیا ہوں اور جواب قبول بھی دے چکا ہوں میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں ان میں سے ایک دوسرے سے بڑی ہے۔ کتاب اللہ اور میرے اہل بیت۔ تو دیکھو کہ ان دونوں کے ساتھ میرے بعد تمہیں کیا معاملہ کرنا ہے۔ یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض پر وارد ہوں گے۔ پھر آپ نے فرمایا بیشک اللہ عزوجل میرا مولا (محبوب) ہے اور میں دوست قریبی ہوں ہر مومن کا پھر آپ نے علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا پھر فرمایا کہ جس کا دوست میں

Marfat.com

ہٰذا ولیہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ و ذکر الحدیث بطولہٖ و اخرج الحاکم من طریق سلمۃ بن کہیل عن ابیہ عن ابی الطفیل انہ سمع زید بن ارقم یقول نزل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بین مکۃ و المدینۃ عند سمرات خمس درجات عظام فکنس الناس ماتحت السمرات ثم راح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عشیۃ فصلے ثم قام خطیبًا فحمد اللہ واثنے علیہ و ذکر و وعظ فقال ماشاء اللہ ان یقول ثم قال ایھا الناس انی تارک فیکم امرین لن تضلوا ان اتبعتموہما وہما کتاب اللہ واہل بیتی عترتی ثم قال اتعلمون انی اولے بالمؤمنین من انفسہم ثلاث مرات قالوا نعم فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ و اخرج الحاکم عن بریدۃ الاسلمی قال غزوت مع علی الی الیمن فرایت منہ جفوۃ فقدمت علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فذکرت علیا فتنقصتہ فرایت وجہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تغیر فقال یا بریدۃ الست اولے بالمؤمنین من انفسہم قلت بلی یارسول اللہ فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ و اخرج

یہ بھی اُس کا دوست ہے اے اللہ آپ اس سے محبت کیجئے جو علیؓ سے محبت کرے اور اُس سے دشمنی کا معاملہ کیجئے جو اُس سے دشمنی کرے اور ذکر کیا (زید بن ارقم نے) حدیث کو اُس کی تفصیل کے ساتھ۔ اور اخذ کیا حاکم نے بروایت سلمہ بن کہیل از کہیل از ابی الطفیل کہ اُنھوں نے زید بن ارقم سے سُنا وہ کہتے تھے کہ اُترے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ اور مدینہ کے درمیان نزدیک سمرہ[۱] کے درختوں کے پانچ بڑے درجات میں تو لوگوں نے سمرات کے نیچے کی زمین پر جھاڑو دیدی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آرام فرمایا عشاء تک پھر نماز پڑھی پھر آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا۔ اور اللہ کی حمد و ثناء کی اور اللہ کا ذکر اور وعظ کہا۔ اور جو اللہ کو منظور تھا کہ آپ کہیں وہ آپ نے کہنے کے بعد فرمایا اے لوگو! میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں اگر تم نے ان دونوں کا اتباع کیا تو کبھی گمراہ نہ ہوگے اور وہ دونوں کتاب اللہ ہیں اور میرے اہل بیت اور عترت[۲] یعنی خاص اقرباء ہیں پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ میں مؤمنین کے ساتھ اُن کے نفسوں سے بھی زیادہ تعلق رکھتا ہوں۔ یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا (ہر مرتبہ) لوگوں نے کہا "نعم" یعنی بیشک۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جس کا مولا ہوں علیؓ بھی اُس کا مولیٰ ہے (یعنے ولی اور محبوب) اخذ کیا حاکم نے۔ بُریدہ اسلمی سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ میں نے یمن کی طرف علیؓ کی معیت میں جہاد کیا وہاں میں نے اُن سے لغزش دیکھی پھر جب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو میں نے علیؓ کا ذکر کیا اور اُن کی بُرائی بیان کی۔ تو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو متغیر ہوتے ہوئے دیکھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے بُریدہ کیا میں مؤمنین کے ساتھ ان کے نفسوں سے زیادہ تعلق والا نہیں ہوں! میں نے کہا کہ بیشک یارسول اللہ پھر آپ نے فرمایا کہ میں جس کا مولا ہوں علیؓ بھی اُس کا مولیٰ ہے۔ اور اخذ کیا

[۱] سمرہ ایک خاردار درخت ہے کیکر کے مشابہ جس پر پھل بھی لگتا ہے جو اہل عرب کھاتے ہیں ۱۲ مترجم [۲] نہایہ میں ہے کہ مشہور قول یہی ہے کہ عترت آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اُن اہل بیت کو کہتے ہیں جن پر زکوٰۃ لینا حرام ہے ۱۲

Marfat.com

الحاکم والترمذی نحوه عن عمران بن حصین قال
بعث رسولُ الله صلے الله علیه وسلم سریۃً
واستعمل علیهم علیَّ بن ابی طالبٍ رضی الله عنه
فمضے علیٌّ فی السریة فاصاب جاریةً فانکروا
ذلک علیه فتعاقد اربعةٌ من اصحاب رسول الله
صلے الله علیه وسلم اذا لقینا النبیَّ صلے الله علیه
وسلم اخبرناه بما صنع علیٌّ قال عمرانُ وکان
المسلمون اذا قدموا من سفرٍ بدأوا برسول الله
صلے الله علیه وسلم فنظروا الیه وسلّموا علیه
ثم ینصرفون الی رحالهم فلما قدمت
السریةُ سلّموا علی رسول الله صلی الله علیه وسلم
فقام احدُ الاربعة فقال یا رسول الله الم تر
انّ علیاً صنع کذا فاعرض عنه ثم قام الثانی
فقال مثلَ ذلک فاعرض عنه ثم قام
الثالثُ فقال مثل ذلک فاعرض عنه ثم
قام الرابعُ فقال یا رسول الله الم تر
انّ علیاً صنع کذا وکذا فاقبل علیه
رسولُ الله صلے الله علیه وسلم و
الغضبُ فی وجهه فقال ما تریدون من
علیٍّ انّ علیاً منّی وانا منه وانا
ولیُّ کلِّ مؤمنٍ واخرج الحاکم عن عمرو
شاش الاسلمی وکان من اصحاب الحدیبیة
قال خرجنا مع علیٍّ رضی الله عنه الی الیمن
فجفانی فی سفره ذلک حتی وجدتُ
فی نفسی فلما قدمتُ اظهرتُ شکایتَه
فی المسجد حتی بلغ ذلک
رسولَ الله صلی الله علیه
وسلم قال فدخلت المسجد

حاکم نے اور ترمذی نے بھی اُسی طرح۔ مروی ہے عمران بن حصین
سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ بھیجا
اور اُس پر امیر بنایا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اور علیؓ
سریہ میں بڑھے جا رہے تھے کہ انھوں نے ایک جاریہ پر اپنا قبضہ
کر لیا۔ اُن کی یہ بات لوگوں کو ناگوار ہوئی اس کے بعد اصحاب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں سے چار نے باہم یہ طے کر لیا
کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملیں گے تو جو کچھ علیؓ
نے کیا ہے اُس کی ہم آپ کو خبر دیں گے۔ عمران کہتے ہیں اور مسلمانوں
کا یہ معمول تھا کہ جب سفر سے آیا کرتے تھے تو رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم سے شروع کرتے اور آپ کی طرف دیکھتے اور آپ کو سلام
کرتے پھر اپنے کجاووں کی طرف واپس ہوتے تو جب سریہ آیا تو
لوگوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو اُن چار
میں سے ایک کھڑا ہوا اور بولا یا رسول اللہ کیا آپ کو علم نہیں
ہے کہ علیؓ نے ایسا کیا تو آپ نے اُس سے منہ پھیر لیا۔ پھر دوسرا کھڑا
ہوا تو اُس نے بھی ایسا ہی کہا تو آپ نے اُس سے بھی منہ پھیر لیا
پھر تیسرا کھڑا ہوا اور اُس نے بھی وہی کہا، اُس سے بھی آپ نے
منہ پھیر لیا۔ پھر چوتھا کھڑا ہوا اور اُس نے کہا یا رسول اللہ علیؓ نے
ایسا اور ایسا کیا تو اُس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
متوجہ ہوئے اور آپ کے چہرے پر غضب کے آثار تھے اور آپ نے
فرمایا کہ تم لوگ علیؓ کے بارے میں کیا ارادہ رکھتے ہو۔ بیشک علیؓ
مجھ سے ہے اور میں اُس سے (یعنی نہ میں علیؓ کو چھوڑ سکتا ہوں
اور نہ علیؓ مجھے چھوڑ سکتا ہے) اور میں ہر مومن کا قریبی دوست
ہوں۔ اور اخذ کیا حاکم نے، روایت ہے عمرو شاش الاسلمی سے
اور وہ اصحاب حدیبیہ میں سے تھے کہا کہ ہم علی رضی اللہ عنہ کے
ساتھ یمن کی طرف نکلے۔ تو انھوں نے اس سفر میں مجھے تکلیف
پہنچائی یہاں تک کہ میرے دل میں رنج پیدا ہو گیا۔ جب میں مدینہ
آیا تو میں نے مسجد میں (لوگوں کے سامنے) اُن سے جو شکایت
تھی اُس کا اظہار کیا۔ یہاں تک کہ یہ بات رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم تک پہنچ گئی۔ عمرو نے کہا کہ میں اگلے دن صبح کو مسجد میں

Marfat.com

ذاتَ غداةٍ و رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم
فی ناسٍ من اصحابہ فلمّا رآنی ابدّنی
عینیہ قال یقولُ حدّدَ الیّ النظرَ حتے
اذا جلستُ قال یا عمرو اَما واللّٰہ لقد
آذیتنی فقلتُ اعوذُ باللّٰہ ان اُوذیکَ
یا رسولَ اللّٰہ قالَ بلٰی من اٰذی علیاً
فقد اٰذانی واخرج الحاکم عن ابی سعید
الخدریؓ شکے الناس علےؓ بن ابی طالب
الٰے رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم فقام
فینا خطیباً فسمعتہٗ یقولُ ایہاالناس لا
تشکوا علیاً فواللّٰہ انہ لاَخیشنٌ فی
ذات اللّٰہ او فی سبیل اللّٰہ واخرج
الترمذیؒ عن البراء قال بعث النبیؐ
صلے اللّٰہ علیہ وسلم جیشین وامّر
علے احدہما علےؓ بن ابی طالب وعلی
الآخر خالدَ بن الولید وقال اذا کانَ
القتال فعلیؓ قال فافتتح علےؓ حصناً فاخذ
منہ جاریۃً فکتبَ معی خالدٌ کتاباً
الی النبیؐ یشی بہ قال فقدمتُ علے
النبیؐ صلے اللّٰہ علیہ وسلم فقرأ الکتاب
فتغیّر لونہٗ ثم قال ماتریٰ فی رجلٍ
یحبُّ اللّٰہَ و رسولَہٗ ویحبّہ اللّٰہُ و
رسولُہٗ قال قلتُ اعوذ باللّٰہ من
غضب اللّٰہ و غضب رسولہ و انّ
انا رسولٌ فسکتَ وآنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم
برائی معالجہ این داء عضال مبالغہا بکار
برد و تہدیدات شدیدہ فرمود ازاں جملہ
فرمود مَن سبَّ علیاً فقد
سبّنی

داخل ہوا اور رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کی
ایک جماعت میں موجود تھے تو جب آپ نے مجھے دیکھا تو اپنی دونوں
آنکھوں کو مجھ پر جما دیا۔ راوی نے کہا کہ ان کا یہ کہنا تھا کہ آپ نے
میری طرف تیز نظر سے دیکھا۔ یہاں تک کہ جب میں بیٹھ گیا تو آپ نے
فرمایا کہ اے عمرو! خبردار بخدا تو نے مجھے اذیت پہنچائی۔ میں نے
کہا کہ میں اللّٰہ کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ آپ کو اذیت
پہنچاؤں یا رسول اللّٰہ آپ نے فرمایا کیوں نہیں جس نے علیؓ کو اذیت
پہنچائی اس نے مجھے اذیت پہنچائی۔ آخذ کی حاکم نے، روایت ہے
ابوسعید خدریؓ سے کہ لوگوں نے علیؓ بن ابی طالب کی رسول اللّٰہ
صلے اللّٰہ علیہ وسلم سے شکایت کی تو آپ ہمارے سامنے بحیثیت
خطیب کھڑے ہوئے تو میں نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے کہ لوگو علیؓ
کی شکایت نہ کرو۔ واللّٰہ وہ اللّٰہ کی ذات' یا فرمایا کہ اللّٰہ کی
راہ کے بارے میں کچھ متشدد ہے۔ آخذ کیا ترمذی نے، مروی
ہے براءؓ سے، کہا کہ نبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم نے دو لشکر بھیجے اور
ان میں سے ایک پر امیر بنایا علیؓ بن ابی طالب کو اور دوسرے پر
خالد بن الولید کو اور فرمایا کہ جب قتال ہو تو علیؓ (پورے لشکر
کے) امیر ہوں گے (براءؓ نے) کہا کہ پھر علیؓ نے ایک قلعہ فتح کیا
اور (غنیمت میں سے) ایک جاریہ لے لی اس کے بعد خالدؓ نے نبی
صلے اللّٰہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک خط لکھ کر میری معرفت بھیجا
جس میں علیؓ کی مخبری کی تھی۔ براءؓ نے کہا کہ میں نبی صلے اللّٰہ علیہ
وسلم کی خدمت میں (وہ خط لیکر) پہنچا۔ جب آپ نے وہ خط پڑھا
تو آپ کا رنگ بدل گیا۔ پھر فرمایا کہ تو اس شخص کے بارے میں کیا رائے
رکھتا ہے جو محبت کرتا ہے اللّٰہ اور اس کے رسول سے اور اللّٰہ تم
اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں اللّٰہ
کی پناہ چاہتا ہوں اللّٰہ کے غضب سے اور اس کے رسولؐ کے غضب سے
میں تو صرف ایک ایلچی ہوں۔ تو آپ خاموش ہو گئے۔ اور آنحضرت
صلے اللّٰہ علیہ وسلم نے اس لاعلاج بیماری کے معالجہ کے لئے بڑی
کوششیں فرمائی ہیں اور سخت تنبیہات بھی کی ہیں۔ ان میں سے
یہ ہے کہ فرمایا جس نے علیؓ کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی۔

Marfat.com

اخرجہ الحاکم من حدیث اُمِّ سلمۃ وازان جملہ خطاب فرمود بحضرت مرتضیٰ من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن اطاعک فقد اطاعنی ومن عصاک فقد عصانی اخرجہ الحاکم من حدیث ابی ذرؓ وازان جملہ حبّ علیؓ آیۃ الایمان وبغض علیؓ آیۃ النفاق اخرجہ البخاری و فرمود یا علیؓ طوبیٰ لمن احبک و صدق فیک وویلٌ لمن ابغضک وکذب فیک واین ہمہ الفاظ متقارب المعنے است واوقات ورودِ آن نیز متقارب بودہ است چون این حدیث وسبب ورودِ آن منقح شد حالاً باصل سخن متوجہ شویم اما حق اہل بیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ است ان ابرّ البرّ صلۃ الرجل اہل ودّ ابیہ اخرجہ مسلم من حدیث ابن عمرؓ شک نیست چون صلہ اہلِ ودّ پدر مطلوب شد صلہ اقاربِ حضرت پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم بالاولی مطلوب است ومعقول المعنے است کہ کلم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم البتہ بآن فرماید و عباسؓ واولادِ او وازواجِ طاہراتِ آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم ہمہ درین امر داخل اند عن عبد المطلب ابن ربیعۃ ان العباس دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مُغضبًا و انا عندہٗ فقال ما اغضبک قال یارسول اللہ مالنا و لقریش اذا تلاقوا بینہم تلاقوا بوجوہٍ مُبشرۃٍ و اذا لقونا لقونا بغیر ذٰلک فغضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی

اس کو اخذ کیا حاکم نے حدیث اُمِّ سلمہؓ سے۔ اور ان میں سے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضیٰؓ کو خطاب فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے تیری اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے تیری نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی۔ اس کو حاکم نے اخذ کیا حدیث ابوذرؓ سے۔ اور ان میں سے یہ ہے کہ علیؓ کی محبت ایمان کی علامت ہے اور علیؓ سے بغض نفاق کی علامت ہے اس کو بخاری نے اخذ کیا۔ اور فرمایا اے علیؓ مبارک ہے وہ شخص جس نے تجھ سے محبت کی اور بدانجام ہے وہ شخص جس نے تجھ سے بغض رکھا اور تجھ پر جھوٹ بولا۔ اور یہ تمام الفاظ قریب قریب معنے کے ہیں اور ان کے فرمانے کے اوقات بھی قریب قریب تھے۔ جب یہ حدیث اور اس کا سببِ ورود منقح ہو گیا تو اب ہم اصل بات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ بہرحال اہلِ بیت کے حق کے بارے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت بڑی نیکی ہے نیک برتاؤ کرنا اپنے باپ سے محبت کرنے والوں کے ساتھ اس کو اخذ کیا مسلم نے حدیثِ ابن عمرؓ سے۔ اور اس میں شک نہیں کہ جب باپ سے محبت کرنے والوں کے ساتھ نیک برتاؤ مطلوب شرعی ہے تو حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدرجۂ اولیٰ مطلوب ہے اور یہ بات قرینِ عقل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد فرمائیں اور حضرت عباسؓ اور آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور ازواجِ طاہرات سب اس امر میں داخل ہیں۔ عبد المطلب ابن ربیعہ سے مروی ہے کہ (ایک مرتبہ) عباسؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں غصہ سے بھرے ہوئے آئے اور میں آپؐ کے پاس موجود تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ آپ کو کس بات پر غصہ آرہا ہے۔ انھوں نے کہا یارسول اللہ ہمارے ساتھ قریش کا یہ کیا معاملہ ہے کہ جب یہ لوگ باہم ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو بخندہ پیشانی ملتے ہیں اور جب ہم سے ملتے ہیں تو ان کا حال بدل جاتا ہے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو غصہ آگیا یہاں تک

Marfat.com

احمر وجهه ثم قال والذى نفسى بيده
لايدخل قلب رجل الايمان حتى يحبكم
لله ولرسوله ثم قال ايها الناس من
آذى عمى فقد آذانى فانما عم الرجل
صنو ابيه اخرجه الترمذى وعن عائشة
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
كان يقول لنسائه ان امركن مما يهمنى
من بعدى ولن يصبر عليكن الا
الصابرون الصديقون قالت عائشة
يعنى المتصدقين ثم قالت عائشة
لابى سلمة بن عبد الرحمن سقى
الله اباك من سلسبيل الجنة وكان
ابن عوف قد تصدق على امهات
المؤمنين بحديقة بيعت باربعين الفا
اخرجه الترمذى وعن ام سلمة قالت سمعت
رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول
لازواجه ان الذى يحنو عليكن بعدى هو
الصادق البار اللهم اسق عبد الرحمن ابن عوف
من سلسبيل الجنة رواه احمد ومعنى جمع در
كتاب وغيره آن است تا وقتے كه ايمان
بكتاب الله واجب است صلهٔ اقارب ازواج
آنحضرت صلى الله عليه وسلم نيز واجب است سياق
اين كلمه قريب بسياق اين حديث است من
كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه
واين معنے از لفظ مسلم در حديث زيد بن ارقم كه
اصح الفاظ اوست ظاهر است لا خفاء
واما غضب براے مرتضےٰ رضؓ

آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ پھر فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کسی شخص کے قلب میں ایمان داخل نہ ہوگا یہاں تک کہ وہ تم سے اللہ اور اُس کے رسول کے لئے محبت کرے۔ پھر آپ نے (عوام سے) فرمایا کہ اے لوگو! جس نے میرے چچا کو اذیت پہنچائی اُس نے مجھے اذیت پہنچائی کیونکہ کسی شخص کا چچا باپ کی ایک شاخ (یعنی باپ کے مرتبہ میں) ہے۔ اس کو اخذ کیا ترمذی نے۔ اور مروی ہے حضرت عائشہ رضؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ) اپنی بی بیوں سے فرماتے تھے کہ تمہارا معاملہ میرے بعد میرے لئے اہم امور میں سے ہے تمہاری خدمت پر کمربستہ ہرگز کوئی نہ ہوگا بجز صابروں کے اور صدیقوں کے عائشہ رضؓ نے کہا کہ آپ کی مراد (لوجہ اللہ) دینے والوں سے تھی۔ پھر فرمایا عائشہ رضؓ نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن (بن عوف) سے کہ اللہ نے تیرے باپ کو جنت کی (نہر) سلسبیل سے سیراب کیا اور ابن عوف رضؓ نے اُمہات المومنین رضؓ پر ایک بڑا باغ صدقہ کیا تھا جو چالیس ہزار میں فروخت ہوا تھا اخذ کیا اس کو ترمذی نے۔ اور ام سلمہ رضؓ سے مروی ہے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ اپنی ازواج سے فرماتے تھے کہ جو شخص میرے بعد تم سے سخاوت کا معاملہ کریگا وہ صادق اور نیک کردار ہوگا۔ اے اللہ عبدالرحمن بن عوف کو سلسبیل جنت سے سیراب کر۔ روایت کیا اس کو احمد نے۔ اور کتاب اللہ اور اس کے ساتھ دوسروں کو جمع کرنے کے معنے یہ ہیں کہ جب تک کتاب اللہ پر ایمان لانا واجب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقارب و ازواج کے ساتھ حسن سلوک بھی واجب ہے۔ اور اس کلام کا سیاق اس حدیث کے سیاق کے قریب ہے کہ جو شخص تم میں سے اللہ اور یوم قیامت پر ایمان لاتا ہے اُس کو چاہیے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔ اور یہ معنے زید بن ارقم کی حدیث میں مسلم کے الفاظ سے جو اُس کے سب سے زیادہ صحیح الفاظ ہیں ظاہر ہیں۔ اس میں کوئی اخفا نہیں ہے۔ رہا حضرت مرتضےٰ رضؓ

ف۵ یہ تشریح اس حدیث سے متعلق ہے جو گزر چکی ہے کہ میں تم میں دو بڑی بھاری چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں کتاب اللہ اور اپنے اہل بیت کو جو زید بن ارقم نے روایت کی ہے ۱۲ مترجم

Marfat.com

وتاکید در نہی ایذاء او نیز معقول المعنے است چون حق مرتضےٰ ظاہر شد و لعنت بدگویان در حق او واضح گردید از متبع حق بغیر این تاکیدات چہ آید و از جارحۂ عدلِ الٰہی بغیر این تشدید چہ بروز نماید جوشیدن ملکوت ہنگام افک حضرت عائشہ رض دانستہ و قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وقتے کہ ملالے درمیان صدیق اکبر رض و فاروق اعظم رض رفت ہل انتم تارکون لی صاحبی الحدیث خواندہ وصیت دوستی مرتضےٰ را باین کلمہ نمود الست اولی بکم من انفسکم قالوا بلے قال فمن کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ و معنی ابتداء این کلمہ آن است کہ حق پیغامبر صلوات اللہ وسلامہ علیہ بر امت آن است کہ جمیع مصالح خود را تفویض بحساب وے صلے اللہ علیہ وسلم نمایند وایشان را با پیغامبر خیرتے و استقلالے نباشد مانند طفل در دست دایہ یا مانند اعمے در دست قائد بے اختیار بایہ بود پس آنانکہ با مرتضےٰ عداوت داشتہ باشند و وجوہ شکایت او تقریر کنند بر نفس و عقل خود اعتماد نہ نمایند و تابع حکم پیغامبر

کے لئے آپ کا غصہ کرنا اور ان کو ایذاء سے باز رہنے کی تاکید کرنا یہ سب قرین عقل ہے - جب حضرت مرتضےٰ رض کا حق پر ہونا ظاہر ہوگیا اور ان کے حق میں بدگوئی کرنے والوں کا جھوٹا ہونا واضح ہوگیا تو حق کا اتباع کرنے والے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے بغیر ان تاکیدات کے اور کیا چارۂ کار ہوتا اور جارحۂ[1] عدلِ الٰہی سے اِس سختی کے علاوہ اور کیا ظاہر ہوتا۔ ملکوت کا جوش میں آجانا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائے جانے کے وقت تمھیں معلوم ہی ہوچکا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمانا جب کہ صدیق اکبر اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما کے مابین ایک گونہ رنجش پیدا ہوئی تھی کہ کیا تم میرے رفیق کا میری خاطر پیچھا نہ چھوڑو گے الخ تم پڑھ ہی چکے ہو (اسی طرح آپ نے) دوستی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ کے لئے اس کلمہ سے وصیت کی الست اولی بکم الخ یعنی کیا میں تم سے تمھاری جانوں کی بہ نسبت قریب تر نہیں ہوں۔ سب نے کہا کہ کیوں نہیں تو آپ نے فرمایا کہ فمن کنت مولاہ الخ تو میں جس کا مولےٰ ہوں علی رض بھی اُس کا مولےٰ ہے۔ اے اللہ جو علی رض سے محبت کرے اُس سے آپ محبت کیجئے اور جو علی رض سے عداوت کرے اُس سے آپ عداوت کیجئے۔ اور اس کلمہ (الست اولی بکم) سے ابتداء کے یہ معنے ہیں کہ پیغمبر صلوات اللہ وسلامہ علیہ کا حق اُمت پر یہ ہے کہ اپنی تمام مصالح کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مصالح کے سپرد کردیں (سپردم بتو مایۂ خویش را، تو دانی حساب کم وبیش را) اور اُن کو پیغمبر کے ہوتے ہوتے کوئی اختیار اور استقلال رہے گا جس طرح بچہ دایہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے یا اندھا راہبر کے ہاتھ میں، اس طرح خود بے اختیار ہوجانا چاہیئے۔ تو جو لوگ حضرت مرتضےٰ رض کے ساتھ عداوت رکھتے ہوں اور اُن سے شکایت کے وجوہ بیان کریں وہ اپنے نفس وعقل پر اعتماد نہ کریں اور پیغمبر کے

[1] اس لفظ سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ حضرت مرتضےٰ کرم اللہ وجہہٗ کے حق میں عدل وانصاف اور بدگوئی کرنے والوں کو ڈانٹ ڈپٹ درحقیقت فعل الٰہی تھا جس کا ظہور ذات نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔ آپ بمنزلہ جارحہ وآلہ تھے اور حقیقۃً یہ سب فعل خداوندی تھا جس طرح ہاتھ پاؤں کے افعال اگرچہ اُن سے صادر ہوتے ہیں مگر وہ سب قلب کے محکوم ہوتے ہیں ۱۲ مترجم

Marfat.com

باشند و معنی مولیٰ دوست است بقرینہ اللّٰھم والِ مَن وَالَاہُ وعادِ مَن عَادَاہُ و بقرینہ احادیث بسیار کہ مذکور کردیم لا تبغض ولا تشکوا حُبُّ علی آیۃُ الایمان مَن سَبَّ علیاً فقد سبّنی الیٰ غیرذالک چون این معنیٰ واضح شد باید دانست کہ این حدیث با مسئلۂ ایجاب استخلاف مساسے ندارد اینجا تعظیم صلۂ اہلِ بیت مراد است و امر بدوستی حضرت مرتضٰے و نہی از دشمنی او است و این نوع در حق مرتضٰے تنہا نہ فرمودہ اند بلکہ در حق عباسؓ و اولادِ او و در حق ازواج طاہرات نیز وارد شدہ و در حق صدیقِ اکبرؓ نیز ہل انتم تارکون لی ابابکر الحدیث تعنت شیعہ را تماشا کن چون درین حدیث ہم جائی ناخن زدن ندیدند گفتند مولٰے بمعنے اولٰے است و اولی متصرف درحق تمام امت می گیریم و اولی بتصرف درحق جمیع امت امام است پس مرتضٰے امام باشد گوئیم مولٰے بمعنیٰ محبوب است از جہتِ قرینۂ اسباب متقدمہ و از جہتِ احادیثے کہ قریب بمضمون این حدیث و نزدیک بزمانِ او وارد شدہ و از جہت قرینہ اللّٰھم والِ مَن وَالَاہُ و عَادِ مَن عَادَاہُ باز میگوئیم مولیٰ بمعنے مُعتِق و معتَق مشہور است و بمعنیٰ ناصر و مالک نیز آمدہ لیکن بمعنی ولیِ امر نیامدہ و ہیچ افعل بمعنی فعیل نخواندہ ایم باز میگوئیم

حکم کے تابع رہیں، اور مولیٰ کے معنے ہیں دوست۔ اس کا قرینہ ہے اللّٰھم والِ مَن والاہ الخ اور بہت سی احادیث اس کا قرینہ ہیں جن کا بیان ہم کر چکے ہیں (مثلاً) لا تبغض ولا تشکو (یعنی نہ بُغض رکھ نہ شکایت کر)۔ علیؓ کی محبت ایمان کی علامت ہے۔ جس نے علیؓ کو گالی دی اُس نے مجھے گالی دی" وغیر ذالک جب یہ معنے واضح ہو گئے تو جاننا چاہیئے کہ اس حدیث کا مسئلۂ ایجاب استخلاف سے کوئی دور کا علاقہ بھی نہیں۔ یہاں صرف اہلِ بیت کے ساتھ حُسنِ سلوک کی عظمت بیان کرنا مقصود ہے اور حضرت مرتضیٰؓ کی دوستی کا حکم اور ان سے دشمنی رکھنے کی ممانعت مراد ہے۔ اور اس قسم کی گفتگو آپ نے تنہا حضرت مرتضٰےؓ ہی کے حق میں نہیں فرمائی بلکہ عباسؓ اور اُن کی اولاد اور ازواجِ طاہرات کے حق میں بھی فرمائی ہیں اور صدیقِ اکبرؓ کے حق میں بھی ہل انتم تارکون لی ابابکر الخ (کیا تم میری خاطر ابوبکرؓ کو نہ چھوڑو گے) شیعوں کی دروغ بیانی کا تماشا دیکھو جب اُن کو اس حدیث میں بھی ناخن رکھنے تک کی جگہ نہ ملی تو کہنے لگے کہ مولیٰ بمعنے اولٰے ہے اور اولٰے کو ہم تمام اُمت کے حق میں تصرّف کرنے والے کے معنے میں لیتے ہی ہیں (آیۃ النبی اولٰے بالمؤمنین الخ میں) اور جو تمام اُمت کے حق میں اولٰے بتصرّف ہے وہ امام ہے پس مرتضٰےؓ امام ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ مولٰے کے معنے ہیں محبوب، اُن اسباب کے قرینہ سے جو بیان ہو چکے اور اُن احادیث کے قرینہ سے جو اس حدیث کے مضمون سے قریب ہیں اور اس حدیث کے زمانہ کے نزدیک ہی وارد ہوئی ہیں اور ان کلمات کے قرینہ سے اللّٰھم والِ مَن والاہ الخ۔ ہم پھر کہتے ہیں کہ مولیٰ مُعتِق (آزاد کرنے والے) اور مُعتَق (آزاد کردہ غلام) کے معنے میں مشہور ہے اور ناصر و مالک کے معنے میں بھی آیا ہے (انّ اللّٰہ مولَی الّذین آمنوا وانّ الکٰفرین لا مولٰے لھم) ولیِ امر کے معنے میں نہیں آیا۔ اور کوئی افعل بمعنیٰ فعیل ہم نے نہیں پڑھا (یعنی یہ لوگ اولٰے کے جو بروزن اَفعَل ہے اور ولی کے جو بروزنِ فعیل ہے ایک معنے بنا رہے ہیں)، ہم پھر کہتے ہیں

Marfat.com

اگر مولے بمعنی اولے باشد یا در لفظ ذکر اولے آمدہ باشد ہنوز دارو گیر جاری است از کجا کہ ولایت در تصرّف امورٌ ملکیہ مراد است ؛	(بالفرض) اگر مولے بمعنی اولے ہو یا کسی حدیث کے) لفظ میں ذکر ولی کا آ بھی گیا ہو تو پھر بھی یہ گرفت کرنے کا موقع موجود ہے کہ " ولایت " کو امور ملکیہ میں تصرّف کرنے معنے میں مراد کہاں سے لے لیا گیا ؛

Marfat.com

فصلِ ہشتم

در تفضیلِ شیخین رض

واین مطلب مبیّن می شود بادلۂ نقلیہ وادلۂ عقلیہ ولہذا این فصل را بدو قسم منقسم ساختیم۔

مقصدِ اوّل

در ادلۂ نقلیہ باید دانست کہ تفضیل شیخین رض بر سائر صحابہ ثابت است بدلالتِ کتاب وبتصریح و تلویح سنّتِ سنیہ وباجماعِ امت وبملازمتِ استخلافِ شخص بخلافتِ خاصہ افضلیت اورا بر رعیتِ خویش ولہذا مقصد اوّل را منقسم ساختیم بر چہار مسلک۔

مسلکِ اوّل در دلالتِ کتاب اللہ بر افضلیۃ صدیقِ اکبر رض بر سائر امت خدای تعالی تمام صحابہ را یک مرتبہ نہ نہادہ است بلکہ بعض را بر بعض فضل دادہ واز استقراء ادلۂ شرع معلوم می شود کہ این فضیلت بدو وجہ در شریعت معتبر است یکی باعتبار سوابق اسلامیہ ودیگر باعتبار صفاتِ نفسانیہ کہ صدیقیت وشہیدیت وحواریت از انجملہ است تا این مراتب سابقین وابرار بآن سبب ست نیز از آیات واحادیث بسیار مستنبط می شود کہ براعتِ جمال و کثرتِ مال وفوقیتِ نسب مانند آن در این فضیلت بے اثر است قال اللہ تعالیٰ فما اموالکم ولا اولادکم

فصلِ ہشتم

فضیلتِ شیخین رض کے اثبات میں

اور اس مطلب کو واضح کیا جائے گا ادلۂ نقلیہ اور ادلۂ عقلیہ[1] سے اور اسی بنا پر اس فصل کو ہم دو قسموں پر منقسم کرتے ہیں۔

مقصدِ اوّل

(جو پہلی قسم کا عنوان ہے) ادلۂ نقلیہ میں۔ جاننا چاہیے کہ شیخین رض کی فضیلت تمام صحابہ رض پر ثابت ہے بدلالتِ قرآن وبدلالتِ سنّتِ سنیہ تصریح کے ساتھ اور اشارات کے ساتھ اور اجماعِ امت سے اور کسی شخص کے بخلافتِ خاصہ استخلاف اور اس کے اپنی رعیت پر افضل ہونے میں لازم وملزوم کی نسبت ہونا لہٰذا مقصدِ اوّل کو ہم نے چار مسلک پر منقسم کیا۔

مسلکِ اوّل کتاب اللہ کا دلالت کرنا اس پر کہ صدیقِ اکبر رض کو تمام امت پر افضلیت ہے۔ خدا تعالیٰ نے تمام صحابہ رض کو ایک مرتبہ میں نہیں رکھا ہے بلکہ بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ دلائلِ شرعیہ پر تفصیلی نظر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فضیلت دو وجہ سے شریعت میں معتبر ہے۔ ایک سوابقِ اسلامیہ کے اعتبار سے اور دوسری نفسانی صفات کے اعتبار سے جن میں سے صدیقیت اور شہیدیت اور حواریت ہیں۔ اور سابقین وابرار کے مراتب کا جدا جدا ہونا اسی سبب سے ہے اور نیز بہت سی آیات اور احادیث سے مستنبط ہوتا ہے کہ جمال کی خوبی اور مال کی کثرت اور نسب کی فوقیت اور ان جیسی اور صفات اس فضیلت میں بے اثر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَمَا اَمْوَالُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ الخ (۳۴: ۳۷) اور

[1] دوسری قسم ادلۂ عقلیہ کسی مطبوعہ نسخہ میں موجود نہیں ہے۔ اس کو طبع کرنے والوں نے آخر جلد میں اس کا اظہار کیا ہے۔ جس کو انشاء اللہ آخر میں درج کیا جائے گا۔ مترجم

Marfat.com

بِالَّتِیْ تُقَرِّبُکُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰۤی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وقال وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ وقال اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّکَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ اَمَلًا عن سهل ابن سعد قال مرّ رجلٌ على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لرجل عنده جالسٌ ما رأيك في هذا فقال رجلٌ من اشراف الناس هذا والله حريٌّ ان خطب ان ينكح وان شفع ان يشفّع قال فسكت رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم مرّ رجلٌ فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم ما رأيك في هذا فقال يا رسولَ الله هذا رجل من فقراء المسلمين هذا حريٌّ ان خطب ان لا ينكح وان شفع ان لا يشفّع وان قال ان لا يسمع لقوله فقال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم هذا خيرٌ من ملأ الارض مثل هذا متفق عليه اما وجه سوابق اسلامیه پس خدای تعالی می فرماید لَا یَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِیْنَ بِاَمْوَالِهِمْ

تمہارے اموال اور اولاد ایسی چیز نہیں جو درجے میں تم کو ہمارا مقرب بنادے (یعنی موثر ملت قرب کی بھی نہیں) مگر ہاں جو ایمان لاوے اور اچھے کام کرے (یہ دونوں چیزیں البتہ سبب قرب ہیں) اور فرمایا وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا الخ (۴۹ : ۱۳) اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرسکو اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو؛ اور فرمایا اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ الخ (۱۸ : ۴۶) مال اور اولاد حیات دنیا کی ایک رونق ہے اور جو اعمال صالحہ باقی رہنے والے ہیں وہ آپ کے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بھی (ہزار درجہ) بہتر ہیں اور امید کے اعتبار سے بھی (ہزار درجہ) بہتر ہیں؛ سہل بن سعد سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گزرا تو آپؐ نے ایک شخص سے جو آپؐ کے پاس بیٹھا تھا فرمایا کہ اس شخص کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے تو اس نے کہا کہ یہ شریف لوگوں میں سے ہے۔ یہ واللہ اس قابل ہے کہ اگر پیغام نکاح بھیجے تو اس سے نکاح کردیا جاتے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جاتے۔ کہا کہ یہ سنکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے۔ پھر ایک اور شخص گزرا تو اس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے تو اس نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ فقراء مسلمین میں سے ہے یہ اس قابل ہے کہ اگر پیغام نکاح بھیجے تو نہ کیا جاتے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش نہ قبول کی جاتے اور اگر کچھ کہے تو اس کی بات کو نہ سنا جاتے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس جیسے آدمیوں سے زمین بھر جاتے تو یہ ان سب سے افضل ہوگا یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ رہی وجہ سوابق اسلام تو خدا تعالے فرماتا ہے لَا یَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ الخ (۴ : ۹۵-۹۶) برابر نہیں وہ مسلمان جو بلا کسی عذر کے گھر میں بیٹھے رہیں اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کریں اللہ تعالے نے ان لوگوں کا درجہ بہت زیادہ بنایا ہے جو اپنے مالوں

Marfat.com

وَ اَنۡفُسِهِمۡ عَلَى الۡقٰعِدِيۡنَ دَرَجَةً ؕ
وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الۡحُسۡنٰى ؕ وَ فَضَّلَ
اللّٰهُ الۡمُجٰهِدِيۡنَ عَلَى الۡقٰعِدِيۡنَ اَجۡرًا
عَظِيۡمًا ۙ دَرَجٰتٍ مِّنۡهُ وَمَغۡفِرَةً وَّ
رَحۡمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا

خدائے تعالیٰ درین آیت افادہ مے فرماید کہ صحابہ بریک طبقہ نیستند بلکہ بعض ایشان افضل از بعض اند و مدار فضل جہاد ست فی سبیل اللہ یا نفس خویش یعنی مباشرت قتال کفار و با موالِ خویش یعنی بانفاق فی سبیل اللہ ازین آیت واضح گشت کہ مجاہدان بانفس خود و باموالِ خود سر دفتر امت اند و از طبقۂ علیائے امت و ایشان افضل اند از غیر خود باز در احادیث مشہورہ کہ تکلیف بآن قائم است و بعد ثبوت آنہا عذرے باقی نمے ماند ثابت شد کہ ہمہ این عزیزان در جمیع مشاہد خیر برکاب سعادات آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم حاضر بودند الا آنکہ بعض لا وقات لعذرے و از جمعے مباشرت قتال زیادہ تر بوقوع آمد و از بعض دیگر انفاق بیشتر بظہور انجامید و از جمعے ہر دو بروجہ کمال متحقق گشت قال اللہ تعالیٰ

وَمَا لَكُمۡ اَلَّا تُنۡفِقُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ
اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيۡرَاثُ السَّمٰوٰتِ
وَالۡاَرۡضِ ؕ لَا يَسۡتَوِىۡ مِنۡكُمۡ مَّنۡ
اَنۡفَقَ مِنۡ قَبۡلِ الۡفَتۡحِ وَقٰتَلَ ؕ
اُولٰٓـئِكَ اَعۡظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيۡنَ اَنۡفَقُوۡا
مِنۡۢ بَعۡدُ وَقٰتَلُوۡا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الۡحُسۡنٰى ؕ
وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ ۝ وعن مجاہد فی قولہ لا یستوی منکم۔

اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں بہ نسبت گھر میں بیٹھنے والوں کے اور سب سے اللہ تعالیٰ نے اچھے گھر کا وعدہ کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو بمقابلہ گھر میں بیٹھنے والوں کے بڑا اجر عظیم دیا ہے یعنی بہت سے درجے جو خدا کی طرف سے ملیں گے اور مغفرت اور رحمت اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں۔

خدا تعالیٰ اس آیت میں افادہ فرماتے ہیں کہ تمام صحابہؓ ایک طبقہ کے نہیں ہیں بلکہ بعض ان میں سے بعض سے افضل ہیں اور افضلیت کا مدار جہاد ہے اللہ کے راستہ میں اپنی جانوں سے کفار کے خلاف قتال میں شریک ہوں اور اپنے اموال کے ساتھ یعنی اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے سے۔ اس آیت سے واضح ہو گیا کہ اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کرنے والے امت کے سر دفتر (یعنی اوّل درجہ پر) ہیں اور امت کے طبقۂ علیا میں سے۔ اور یہ حضرات اوروں سے افضل ہیں۔ پھر احادیث مشہورہ میں کہ جن سے مکلف ہونا وابستہ ہے اور ان کے ثابت ہونے کے بعد کوئی عذر باقی نہیں رہتا ثابت ہو چکا ہے کہ یہ بزرگ حضرات تمام مشاہد خیر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رکاب سعادت کے ساتھ حاضر رہے ہیں الا یہ کہ بعض اوقات کسی عذر کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے ہوں اور ایک جماعت سے قتال میں بذات خود شرکت زیادہ وقوع میں آئی اور بعض دوسرے لوگوں سے مال کا خرچ زیادہ ظہور میں آیا اور ایک جماعت سے دونوں باتیں کامل صورت میں متحقق ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوا الخ (۵۷: ۱۰) اور تمہارے لئے اس کا کیا سبب ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ سب آسمان زمین اخیر میں اللہ ہی کا رہ جائے گا۔ جو لوگ فتح کے سے پہلے (فی سبیل اللہ) خرچ کر چکے اور لڑ چکے برابر نہیں ہیں۔ وہ لوگ درجہ میں ان لوگوں سے بڑھے ہیں جنہوں نے (فتح مکہ کے) بعد میں خرچ کیا اور لڑے اور (یوں) اللہ تعالیٰ نے بھلائی (یعنی ثواب) کا وعدہ سب سے کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے۔ اور مجاہد سے مروی ہے اس ارشاد کے بارے میں برابر نہیں تم میں سے وہ لوگ

Marfat.com

مَنۡ انفق من قبل الفتح یقول من اسلم
و قاتل اُولٰئِکَ اعظم درجۃ من الذین
انفقوا من بعد یعنی اسلموا یقول لیس مَنۡ
ہاجَرَ کمن لم یہاجر وَکُلًّا وَّعَدَ اللہُ الحُسۡنٰی و
من قتادۃ فی قولہ لا یستوی منکم من انفق
من قبل الفتح و قاتل قال کان قتالان احدہما افضل
من الآخر وکانت نفقتان احدہما افضل من الآخر کانت
النفقۃ والقتال قبل الفتح فتح مکۃ افضل من
النفقۃ والقتال بعد ذٰلک وَکُلًّا وَّعَدَ
اللہ الحُسۡنٰی قال الجنۃ این آیہ
نص است در آن کہ جمعے کہ قبل
فتح مکہ قتال و انفاق فی سبیل اللہ
ازایشان بظہور آمد بہتر اند ازان جما
کہ بعد فتح مکہ قتال و انفاق بعمل
آوردہ اند و این آیت بطریق مفہوم موافق
دلالت می کند بآنکہ درمیان جمعے کہ انفاق
و قتال قبل الفتح متفق اند نیز تباین مراتب
واقع است ہرچند اعانت پیغامبر
علیہ الصلوٰۃ والسلام باعتبار قتال و
انفاق سابق تر فضیلت زیادہ تر و این
مفہوم موافق شاہد بسیارے دارد
از کتاب و سنت ازان جملہ آیت سورۃ
انفال وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَہَاجَرُوۡا وَ
جٰہَدُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللہِ وَالَّذِیۡنَ
اٰوَوۡا وَّنَصَرُوۡۤا اُولٰٓئِکَ ہُمُ
الۡمُؤۡمِنُوۡنَ حَقًّا لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ
وَّرِزۡقٌ کَرِیۡمٌ ۔ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا
مِنۡۢ بَعۡدُ وَہَاجَرُوۡا وَجٰہَدُوۡا
مَعَکُمۡ فَاُولٰٓئِکَ

جنھوں نے خرچ کیا فتح سے پہلے فرماتا ہے وہ جو اسلام لاتے اور قتال
کیا وہ لوگ بڑے ہیں اُن لوگوں سے جنھوں نے خرچ کیا بعد میں
یعنی جو اسلام لاتے فرماتا ہے کہ جس نے ہجرت کی وہ مثل اس کے
نہیں جس نے ہجرت نہیں کی اور سب سے اللہ نے وعدہ کیا ہے نیک
اجر کا۔ اور قتادہؓ سے مروی ہے اس ارشاد کے متعلق برابر نہیں
تم میں سے وہ لوگ جنھوں نے خرچ کیا فتح سے پہلے اور قتال کیا
کہا کہ دو (طرح کے) قتال تھے اُن دونوں میں کا ایک دوسرے سے
افضل تھا اور دو (طرح کے) خرچ تھے ایک اُن میں کا دوسرے سے
افضل تھا اور جو خرچ اور قتال قبل فتح یعنی قبل فتح مکہ تھا وہ
افضل تھا اُس خرچ اور قتال سے جو اس کے بعد ہوا اور سب
سے اللہ نے وعدہ کیا ہے نیک اجر کا، کہا کہ جنت کا۔ یہ آیت نص
ہے اس بارے میں کہ جس جماعت سے کہ فتح مکہ سے پہلے فی سبیل اللہ
قتال اور مال کا خرچ کرنا ظہور میں آیا وہ لوگ بہتر ہیں اس جما
کے لوگوں سے جو کہ بعد فتح مکہ قتال اور انفاق عمل میں لاتے
اور یہ آیت مفہوم موافق کے طور پر اس بات پر دلالت کرتی
ہے کہ اس جماعت میں بھی جو فتح سے پہلے انفاق اور قتال میں
متفق ہیں اختلافِ مراتب موجود ہے۔ جس قدر بھی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی اعانت باعتبار قتال اور انفاق کے زیادہ پہلے ہوگی
اتنی ہی فضیلت زیادہ تر ہوگی اور اس مفہوم موافق کے ثبوت
کے لئے کتاب اللہ اور حدیث میں بہت سی شہادتیں موجود
ہیں۔ اُن میں سے سورۃ انفال کی یہ آیت ہے وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا
وَہَاجَرُوۡا الخ (۸: ۷۴-۷۵) اور جو لوگ (اوّل) مسلمان
ہوئے اور انھوں نے (ہجرت نبویہ کے زمانہ میں) ہجرت کی
اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہے اور جن لوگوں نے ان مہاجرین
کو اپنے یہاں ٹھہرایا اور ان کی مدد کی یہ لوگ ایمان کا پورا حق
ادا کرنے والے ہیں اُن کے لئے (آخرت میں) بڑی مغفرت اور
(جنت میں) بڑی معزز روزی ہے۔ اور جو لوگ (ہجرت نبویہ
کے) بعد کے زمانہ میں ایمان لاتے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ
جہاد کیا سو یہ لوگ (گو فضیلت میں برابر نہیں لیکن تاہم) تمہارے

Marfat.com

مِنكُمْ۔ این کلمہ فَاُولٰئِكَ مِنكُم دلالتِ صریحہ دارد بر آنکہ ہجرت و جہادِ جماعتہ کہ متقدم است فضیلتِ ایشان فائق تر۔ و از انجملہ حدیث بخاری من ابی الدرداء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فاروقِ اعظم را کہ از مہاجرین اولین بود ارشاد نمود کہ ہل انتم تارکون لی صاحبی معلل ساخت ترکِ اورا بہ تقدم او در تصدیق پیغامبر۔ و از انجملہ حدیث انس کان بین خالد بن الولید و بین عبد الرحمٰن ابن عوف کلامٌ فقال خالد لعبد الرحمٰن بن عوف تستطیلون علینا بایام سبقتمونا بہا فبلغ النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال دعوا لی اصحابی فوالذی نفسی بیدہٖ لو انفقتم مثل احد او مثل الجبال ذہبًا ما بلغتم اعمالہم۔ و از انجملہ حدیث مستفیض بروایتِ ابوسعید خدری وغیرہ لا تسبّوا اصحابی فوالذی نفسی بیدہ لو انّ احدکم انفق مثل احدٍ ذہبًا ما ادرک مُدّ احدہم ولا نصیفہ۔ و ظاہر است کہ خطاب برائے جمہور حاضرین است پس بلفظِ اصحاب قدمائے صحابہ را ارادہ کردہ اند لامحالۃ۔ چون این مقدمہ بوضوح پیوست باید دانست کہ صدیقِ اکبر رض پیش از ہجرت قتال و انفاق فی سبیل اللہ کردہ است و فاروقِ اعظم رض پیش از ہجرت قتال فی سبیل اللہ نمودہ بخلافِ صحابہ دیگر چہ حضرت مرتضےٰ رض و چہ غیر او قبل از ہجرت قتال و انفاق از ایشان واقع نشدہ پس شیخین رض افضل باشند از حضرت مرتضےٰ

ہی شمار میں ہیں! یہ کلمہ فَاُولٰئِكَ مِنكُمْ اس بات پر صریح طور پر دلالت کر رہا ہے کہ جس جماعت کی ہجرت اور جہاد متقدم ہے اُن کی فضیلت زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔ اور اُن میں سے بخاری کی حدیث ہے جو ابو درداء رض سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاروقِ اعظم رض کو جو کہ مہاجرین اولین میں سے تھے ارشاد فرمایا کہ کیا تم میری وجہ سے میرے صحابی کو چھوڑ دو گے۔ اس میں اُن کے چھوڑنے کی علت اُن کے تقدم کو بنایا ہے تصدیق پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم میں۔ اور اُن میں سے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ خالد رض بن الولید اور عبد الرحمٰن رض بن عوف کے درمیان کچھ کہا سنی ہو گئی تو خالد رض نے عبد الرحمٰن رض بن عوف سے کہا کہ تم اپنے کو ہم سے اونچا بنا رہے ہو چند ایام پہلے ہم سے سبقت کر جانے کی وجہ سے۔ یہ بات نبی صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی تو آپ نے فرمایا کہ میرے لئے میرے اصحاب کو چھوڑ دو۔ قسم ہے اُس ذات کی میرا نفس جس کے ہاتھ میں ہے کہ اگر تم مثل اُحد (پہاڑ) کے یا مثل پہاڑوں کے (فرمایا یہ شک راوی ہے) سونا خرچ کردو گے تو تم ان کے اعمال تک نہ پہنچو گے۔ اور اُن میں سے وہ حدیث مستفیض ہے جس کے راوی ابوسعید خدری رض وغیرہ ہیں کہ میرے اصحاب کو گالیاں نہ دو۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اگر اُحد (پہاڑ) کی برابر سونا خرچ کردے گا تو وہ اُن میں کے ایک مُد کو نہ پہنچ سکے گا اور نہ اس کے آدھے کے برابر (مُد دو رطل کا پیمانہ ہے امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک) اور ظاہر ہے کہ یہ خطاب جمہور حاضرین سے فرمایا (جو سب اصحاب میں سے تھے) تو آپ نے لامحالہ لفظ اصحاب سے قدماء صحابہ رض کا ارادہ فرمایا۔ جب کہ یہ مقدمہ واضح ہو گیا تو جاننا چاہیے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہجرت سے پہلے اللہ کے راستہ میں لڑائی بھی کی اور مال بھی خرچ کیا ہے اور فاروقِ اعظم رض نے ہجرت سے پہلے اللہ کی راہ میں لڑائی کی ہے۔ بخلاف دوسرے صحابہ رض کے خواہ حضرت مرتضےٰ رض ہوں یا دوسرے حضرات اُن سے ہجرت سے پہلے لڑائی اور انفاق واقع نہیں ہوا، تو شیخین رض افضل ہوئے حضرت مرتضیٰ رض اور

Marfat.com

وغیراو بمقتضای فحوائے این آیت قال الواحدی لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ یعنی فتح مکۃ قال مقاتل لایستوی فی الفضل مَنْ اَنْفَقَ مالہ وقاتل العدوّ من قبل فتح مکۃ مع من انفق من بعد وقاتل قال الکلبی فی روایۃ محمد بن الفضیل نزلت فی ابی بکر تدلّ علی ہذا انہ کان اوّل مَنْ انفق المال علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی سبیل اللہ و اوّل مَن قاتل علی الاسلام قال ابن مسعود اوّل من اظہر الاسلام بسیفہ النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم وابوبکر وقد شہد لہ النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم بانفاقِ مالہ قبل الفتح فیما اخبرنا عبداللہ ابن اسحٰق باسنادہ عن ابن عمر قال بینا النبی صلے اللہ علیہ وسلم جالسٌ وعندہٗ ابوبکر الصدیق علیہ عبَاءۃ قد خلّہا علے صدرہ بخلال اذ نزل علیہ جبریلُ فاقرأہ من اللہ السلام فقال یا محمد مالی اَرٰی ابا بکر علیہ عباءۃٌ قد خلّہا علے صدرہ بخلال قال یا جبریلُ اَنفق مالہ قبل الفتح علیّ قال فاقرأہ من اللہ السلام وقل لہٗ یقول لک ربک اَراضٍ انتَ عنّی فی فقرک ہذا ام ساخط فالتفت النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم الے ابی بکر فقال یا ابا بکر ہذا جبریل یقرئک من اللہ السلام و یقول لک ربک أراضٍ انت عنّی فی فقرک ہذا ام ساخطٌ قال فبکے ابوبکر فقالَ علے ربّی

دیگر اصحاب سے حسب تقاضائے مفہوم آیت (مذکورہ) واحدی نے کہا برابر نہیں ہیں تم میں سے وہ لوگ جنھوں نے خرچ کیا فتح سے یعنی فتح مکہ سے پہلے اور قتال کیا مقاتل نے کہا وہ لوگ جنھوں نے فتح مکہ سے پہلے اپنا مال خرچ کیا اور قتال کیا فضیلت میں اُن لوگوں کے برابر نہیں ہیں جنھوں نے بعد میں اِنفاقِ مال اور قتال کیا۔ کلبی نے کہا محمد بن الفضیل کی روایت میں کہ یہ آیت نازل ہوئی ابوبکرؓ کے بارے میں اور اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ ان میں کے پہلے شخص تھے جنھوں نے اللہ کے راستہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر مال خرچ کیا اور سب سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے اسلام کے لئے قتال کیا۔ ابن مسعودؓ نے کہا سب سے پہلے جس نے اسلام کی پُشت پناہی اپنی تلوار سے کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے حق میں انفاقِ مال کی جو قبل فتح انھوں نے کیا شہادت دی اس کا ذکر اس خبر میں ہے جس کو عبداللہ بن اسحٰق نے اپنی اسناد سے ابن عمرؓ سے روایت کیا کہ اس دوران میں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے اور آپ کے پاس صدیقِ اکبرؓ اس حالت میں موجود تھے کہ ان کے جسم پر ایک جُبّہ تھا جس کے کناروں کو اپنے سینہ پر (لوہے یا لکڑی کے) کانٹوں سے جوڑ رکھا تھا کہ آپ کے اوپر جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور اللہ کی طرف سے سلام پہنچایا۔ پھر کہا اے محمدؐ کیا بات ہے کہ میں ابوبکرؓ کو اس حال میں دیکھتا ہوں کہ ان پر ایک عبا (جوغہ) ہے جس کو سینہ پر کانٹوں سے جوڑ رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا اے جبریلؑ انھوں نے فتح سے قبل اپنا مال مجھ پر خرچ کر دیا۔ جبریلؑ نے کہا کہ ان کو اللہ کی طرف سے سلام پہنچا دیجئے اور اُن سے کہئے کہ آپ کا رب آپ سے یہ کہتا ہے کہ تو اپنے اس فقر میں مجھ سے راضی ہے یا ناراض ؟ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کی طرف التفات کر کے فرمایا کہ یہ جبریلؑ ہیں تم کو اللہ کی طرف سے سلام کہتے ہیں اور اللہ تعالٰی تم سے فرماتا ہے کہ کیا تو اپنے اس فقر میں مجھ سے راضی ہے یا ناراض ہے؟ راوی نے کہا کہ اس پر ابوبکرؓ روئے اور کہا کہ کیا اپنے رب پر

Marfat.com

أَغْضَبُ أَنَا مِن رَبِّي رَاضٍ انا من ربي راضٍ
وقوله أُولَئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا
مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا قال عطاء درجات الجنة
يتفاضل فالذين انفقوا من قبل الفتح في
افضلها قال الزجاج لان المتقدمين نالهم من
المشقة اكثر مما نال من بعدهم وكانت بصائرهم
ايضا انفذ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ يعني الفريقين
وعد الله الجنة اما قتال ابي بكر صديق
پیش از ہجرت پس ثابت ست بطرق
بسیار اخرج البخاري عن عروة قال
قلت لعبد الله بن عمرو بن العاص اخبرني
بأشد شيء صنعه المشركون برسول الله صلى
الله عليه وسلم قال بينا رسول الله صلى
الله عليه وسلم يصلي بفناء الكعبة
اذ اقبل عقبة بن ابي معيط فاخذ
بمنكب رسول الله صلى الله عليه وسلم
ولوى ثوبه في عنقه فخنقه خنقا شديدا
فاقبل ابوبكر فاخذ بمنكبيه ودفعه
من النبي صلى الله عليه وسلم ثم
قال أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَن يَقُولَ رَبِّيَ
اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُم بِالْبَيِّنَاتِ وعن عمرو
ابن العاص قال ما تنوّل من رسول الله
صلى الله عليه وسلم بشيء
كان أشد من ان طاف بالبيت
ضحى فلقوه حين فرغ فاخذوا بمجامع ردائه
وقالوا انت الذي تنهانا عما كان يعبد
آباؤنا قال انا ذاك فقام ابوبكر
فالتزمه من ورائه ثم قال
أَتَقْتُلُونَ

میں غصہ کروں گا؟ میں اپنے رب سے خوش ہوں۔ میں اپنے رب
سے خوش ہوں۔ ارشاد باری تعالیٰ اُولٰئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً الخ عطاء
نے کہا جنت کے درجات ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں تو جن لوگوں
نے انفاق کیا فتح سے قبل وہ اُس کے افضل درجہ میں ہوں گے۔
زجاج نے کہا اس لیے کہ جو (اسلام میں) پیش قدمی کرنے والے
ہیں ان کو زیادہ مشقتیں پہنچیں اپنے بعد والوں کی بہ نسبت اور
اسلام پر ان کی بصیرتیں بھی زیادہ گہری ہیں۔ اور سب سے
اللہ نے نیک اجر کا وعدہ کیا یعنی دونوں فریق سے اللہ تعالیٰ نے
جنت کا وعدہ کیا۔ رہا ابوبکر صدیقؓ کا قتال ہجرت سے پہلے تو
بہت طریقوں سے ثابت ہے۔ اخذ کیا بخاری نے مروی ہے عروہ
سے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے کہا کہ مجھے بتائیے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشرکین نے سب سے
زیادہ کون سا سخت معاملہ کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اس دوران
میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے صحن میں نماز پڑھ
رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا مونڈھا پکڑا اور ان کا کپڑا ان کی گردن میں ڈال کر
سختی کے ساتھ گلا گھونٹنے لگا تو ابوبکرؓ آگئے اور انہوں نے
اس کے مونڈھے پکڑ کر اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے
دھکیل دیا پھر کہا اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَقَدْ
جَآءَکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ (کیا تم ایک شخص کو اس بات پر قتل کرتے ہو
کہ وہ یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے پاس
واضح دلیلیں لایا ہے)۔ اور عمرو بن العاص سے مروی ہے
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی چیز سے سخت تکلیف
نہیں پہنچائی گئی جو اس سے زیادہ شدید ہو کہ آپ دن چڑھے
بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ جب آپؐ فارغ ہوگئے تو
مشرکین آپؐ سے ملے اور آپؐ کی چادر کے پلوں کو پکڑ کر کہنے
لگے کہ تو ہی ہے وہ جو ہم کو ان سے منع کرتا ہے جن کو ہمارے
باپ دادا پوجتے آئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں میں وہی ہوں تو
ابوبکرؓ اُٹھے اور آپؐ کو پیچھے سے لپٹ گئے پھر کہا کہ اَتَقْتُلُوْنَ

Marfat.com

رَجلاً ان یقولَ رَبِّیَ اللّٰہُ و قدجَاءَکُم
بالبیّنٰتِ من رَّبِّکُم و اِنْ یک کاذِبًا
فعلیہ کذبہ و اِنْ یَّکُ صادِقًا یُّصِبکُم بعض
الذی یعدکُم اِنَّ اللّٰہَ لایہدی مَن
ہُوَ مُسرِفٌ کذّابٌ رافِعًا صوتہٗ بذٰلک
و عیناہٗ تَسِیحَانِ حتّٰی اَرسَلُوہُ
و عن انس بن مالک قال قد ضربوا
رسولَ اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم
حتّٰی غُشِیَ علیہ فقام ابوبکر فجعل ینادی
ویلکم اَتقتلونَ رَجُلاً ان یقول ربّی اللّٰہ
قالوا مَن ہٰذا قالوا ہٰذا ابن ابی قُحافۃ
و عن اَسماءِ بنت ابی بکرٍ انّہم قالوا
لہا ما اشدَّ ما رَأیتِ المشرکین بلغوا
مِن رسولِ اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم قالت
کانَ المشرکونَ قعودًا فی المسجدالحرام
فتذاکروا رسولَ اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ
وسلّم فی آلہتہم ومایقول فی آلہتہم فبیناہم
کذٰلکَ اذ دخل رسولُ اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ
وسلّم المسجدَ فقاموا الیہ وکانَ اذا
سألوہ عن شیئٍ صَدَقَہم فقالوا اَلستَ تقول
فی آلہتنا کذا و کذا قال بلیٰ فتشبثوا بہٖ باجمعہم
فاتی الصَّرِیخُ الیٰ ابی بکرٍ فقیل لہٗ اَدرِکْ
صاحبَکَ فخرج ابوبکر حتّٰی دخل المسجدَ فوجدَ
رسولَ اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم و
النّاسُ مجتمعون علیہ فقال ویلکم اَتقتلونَ
رجلاً ان یقول ربّی اللّٰہ و قد جاءکم
بالبیّنٰتِ مِن رَّبِّکُم قال فلَہَوا
عن رسولِ اللّٰہ صلے اللّٰہ
علیہ

رجلاً الخ کیا تم ایک شخص کو اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے حالانکہ وہ تمھارے پاس واضح دلیلیں لایا ہے تمھارے رب کے پاس سے اور اگر وہ جھوٹا ہوگا تو اس کا جھوٹ اسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچا ہوا تو وہ جو کچھ پیشگوئی کر رہا ہے اس میں سے کچھ تو تم پر ضرور ہی آپڑے گا اللہ تعالےٰ ایسے شخص کو مقصود تک نہیں پہنچاتا جو اپنی حد سے گزر جانے والا بہت جھوٹ بولنے والا ہو۔ یہ اونچی آواز سے کہہ رہے تھے اور اُن کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے یہاں تک کہ انھوں نے آپ کو چھوڑ دیا۔

اور انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہا کہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اتنا مارا کہ آپ پر غشی طاری ہوگئی تو ابوبکرؓ کھڑے ہوئے اور یہ ندا کرنے لگے ویلکم اتقتلونَ رجلاً الخ۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ کون ہے تو بعضوں نے کہا کہ یہ ابو قحافہ کا بیٹا ہے۔

اور اسماء بنتِ ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ لوگوں نے اُن سے کہا کہ مشرکین کی طرف سے جو سب سے زیادہ سختی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر پہنچی وہ تم نے کیا دیکھی ہے؟ اُنھوں نے کہا کہ مشرکین مسجد الحرام میں بیٹھے ہوئے تھے پھر اُنھوں نے باہم ذکر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اُس گفتگو کا جو اُن کے معبودوں کے بارے میں آپ کرتے تھے۔ اسی دوران میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو یہ لوگ آپ کے مقابل ہوئے اور جب یہ لوگ آپ سے کسی بات کو پوچھتے تھے (کہ کیا تو یہ کہتا ہے؟) تو آپ اُس کی تصدیق کرتے تھے چنانچہ اُنھوں نے کہا تو ہمارے معبودوں کے بارے میں ایسا اور ایسا نہیں کہتا۔ آپ نے فرمایا کہ بیشک۔ تو ایک ساتھ سب کے سب آپ کو لپٹ گئے تو ایک چیخنے والا ابوبکرؓ کے پاس آیا اور اُن سے کہا گیا کہ اپنے ساتھی کے پاس پہنچو تو ابوبکرؓ نکلے اور مسجد میں پہنچے تو اُنھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسی حالت میں پایا کہ لوگ آپ کو لپٹے ہوئے تھے تو اُنھوں نے کہا کہ تم پر افسوس ہے کہ تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے واضح دلیلیں بھی لے کر آیا تو وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم واقبلوا علی ابی بکر یضربونہ قالت فرجع الینا فجعل لا یمس شیئا من غدایرہ الا جاء معہ وھو یقول تبارکت یا ذا الجلال والاکرام رواہ ابو عمر فی الاستیعاب وعن علیؓ انہ قال ایھا الناس اخبرونی باشجع الناس قالوا لا نعلم فمن قال ابو بکر لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واخذتہ قریش فھذا یجبّہ وھذا یتلتلہ وھم یقولون انت الذی جعلت الآلھۃ الھا واحدا قال فواللہ ما دنا منا احد الا ابو بکر یضرب ھذا ویجبّ ھذا ویتلتل ھذا وھو یقول ویلکم اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ ثم رفع علیٌّ بردۃ کانت علیہ فبکی حتی ابتلت لحیتہ ثم قال انشدکم باللہ أمؤمن آل فرعون خیر ام ابو بکر فسکت القوم فقال الا تجیبونی فواللہ لساعۃ من ابی بکر خیر من مثل مؤمن آل فرعون وذاک رجل یکتم ایمانہ وھذا رجل اعلن ایمانہ عن ابن جریج قال حدثت ان ابا قحافۃ سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصکہ ابو بکر صکۃ فسقط فذکر ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال أفعلت یا ابا بکر فقال واللہ لو کان السیف قریبا منی لضربتہ فنزلت لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر

وسلم کو چھوڑ کر ان کے سامنے آئے اور ان کو مارنا شروع کر دیا۔ اسماءؓ نے کہا جب ابو بکرؓ ہمارے پاس واپس آئے تو وہ اپنے بالوں کی جس لٹ کو بھی چھوتے تھے وہ ہاتھ میں ہی (اکھڑی ہوئی) چلی آتی تھی اور وہ یہ کہتے تھے تبارکت یا ذا الجلال والاکرام۔ اس کو ابو عمر نے روایت کیا استیعاب میں۔ اور علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا اے لوگو مجھے سب سے زیادہ بہادر کی خبر دو، لوگوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے، آپ بتائیے۔ فرمایا کہ ابو بکرؓ، واللہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا ہے کہ آپ کو قریش نے پکڑ رکھا ہے کوئی گردن دبائے ہوئے ہے کوئی جھنجھوڑ رہا ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ تو ہی ہے وہ جس نے بہت سے معبودوں کے بجائے ایک ہی معبود بنا دیا۔ علیؓ نے کہا واللہ ہم میں سے کوئی قریب بھی نہ گیا بجز ابو بکرؓ کے کہ کسی کو مارتے تھے کسی کو اوندھا گرا دیتے اور کسی کو جھنجھوڑتے تھے اور کہتے جاتے تھے تمہارا ناس ہو کیا تم اس شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ پھر علیؓ نے جو چادر اوڑھے ہوئے تھے اس کو اٹھایا (یعنی پلہ منہ پر کر لیا) اور رونے لگے یہاں تک کہ ان کی ڈاڑھی بھیگ گئی، پھر بولے میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں بتاؤ کیا آلِ فرعون والا مؤمن بہتر تھا یا ابو بکرؓ۔ پھر قوم چپ ہی رہی پھر فرمایا کیا تم مجھے جواب نہیں دو گے۔ خدا کی قسم ابو بکرؓ کی ایک ساعت بہتر ہے مؤمن آل فرعون کی مانند بہت سے لوگوں سے اور یہ وہ شخص تھا جو اپنے ایمان کو چھپاتے ہوئے تھا اور ابو بکرؓ وہ شخص تھا جو اپنے ایمان کا اعلان کئے ہوئے تھا۔ ابن جریج سے مروی ہے کہ مجھ سے کہا گیا کہ ابو قحافہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دی تو ابو بکرؓ نے اتنے زور سے طمانچہ مارا کہ وہ گر پڑے پھر اس کا ذکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو آپ نے پوچھا کیا تم نے ایسا کیا ہے اے ابو بکرؓ؟ تو انھوں نے کہا واللہ اگر تلوار میرے قریب ہوتی تو میں اس کے ضرور مار دیتا تو یہ آیت نازل ہوئی: لَا تَجِدُ قَوْمًا الخ (۵۸: ۲۲) جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں آپ ان کو

Marfat.com

لَا یُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْآ اٰبَآءَہُمْ الآیۃ و اما انفاق ابوبکر صدیق رض پیش از ہجرت پس ثابت ست بطرق بسیار چنانکہ عنقریب ذکر می کنیم و اما قتال فاروقِ اعظم رض پیش از ہجرت قال ابن اسحٰق ولمّا قدم عمرو بن العاص وعبد اللہ بن ربیعۃ علی قریش ولم یدرکوا ماطلبوا وردّہم النجاشی بما یکرہون واسلم عمر بن الخطاب وکان رجلاً ذاشکیمۃ لا یرام ماوراء ظہرہ امتنع بہ اصحاب رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم وبحمزۃ حتی عازّوا قریشًا فکان عبد اللہ بن مسعود یقول ماکنّا نقدر علی ان نصلی عند الکعبۃ حتی اسلم عمر بن الخطاب فلما اسلم قاتل قریشا حتی صلی عند الکعبۃ وصلینا معہ و اخرج الحاکم عن عبد اللہ بن عمر ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جآء والصلوٰۃ قائمۃ و نفرٌ ثلثۃ جلوس احدہم ابوجحش اللیثی قال قوموا فصلوا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقام اثنان وابٰی ابوجحش ان یقوم فقال لہ عمر صلّ یاباجحش مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا اقوم حتی یاتینی رجل ہو اقوی منی ذراعین و اشد منی بطشا فیصرعنی ثم یدسّ وجہی فی التراب قال عمر فقمت الیہ فکنت اشد منہ ذراعا و اقوی بطشا فصرعتہ ثم دسست وجہہ فی التراب فاتی عثمان فحجزنی فخرج عمر بن الخطاب

نہ دیکھیں گے کہ ایسے شخصوں سے دوستی رکھتے ہیں جو اللہ اور رسول کے برخلاف ہیں گو وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ ہی کیوں نہ ہوں؛ رہا ابوبکر صدیق رض کا مال خرچ کرنا ہجرت سے پہلے تو بہت سی اسناد سے ثابت ہے جن کا عنقریب ہم ذکر کرتے ہیں۔ رہا فاروقِ اعظم رض کا قتال ہجرت سے پہلے۔ کہا ابن اسحٰق نے اور جب عمرو بن العاص اور عبد اللہ بن ابی ربیعہ (حبشہ سے) قریش کے پاس آگئے اور اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوتے اور ان کو نجاشی نے ایسی صورت سے واپس کیا جو ان کو ناگوار تھی۔ اور عمر بن الخطاب نے اسلام قبول کرلیا۔ اور وہ ایک طاقتور بہادر تھے خطرات کی پرواہ نہ کرتے تھے تو اس سے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوصلے بڑھ گئے اور حمزہ رض (کے اسلام لانے) سے یہاں تک کہ وہ قریش کا مقابلہ کرنے لگے۔ عبد اللہ بن مسعود رض کہا کرتے تھے کہ ہم کعبہ کے نزدیک نماز پڑھنے پر قادر نہیں تھے یہاں تک کہ عمر بن الخطاب اسلام لے آئے جب وہ اسلام لے آئے تو انھوں نے قریش کے ساتھ قتال کیا یہاں تک کہ انھوں نے کعبہ کے نزدیک نماز پڑھی اور ہم نے بھی ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ اخذ کیا حاکم نے، مروی ہے عبد اللہ بن عمر رض سے کہ عمر رض بن الخطاب (مسجد الحرام میں) آئے اور نماز تیار تھی اور تین شخص (دروازے میں) بیٹھے ہوئے تھے ان میں کا ایک ابوجحش اللیثی تھا۔ عمر رض نے ان سے کہا کہ اٹھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھو۔ تو دو آدمی تو کھڑے ہوگئے اور ابوجحش نے اٹھنے سے انکار کردیا۔ عمر رض نے اس سے کہا کہ ابوجحش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ۔ اس نے کہا کہ میں تو اس وقت تک نہیں اٹھوں گا جب تک کوئی ایسا شخص میرے پاس نہیں آئے گا جو میرے بازوؤں سے زیادہ طاقت رکھتا ہوا اور مجھ سے زوردار پکڑ رکھتا ہو وہ مجھ سے کشتی لڑے اور میرے منہ کو مٹی میں رگڑ دے۔ عمر رض نے بیان کیا کہ بس میں اس کی طرف بڑھ گیا۔ میں اس سے زیادہ مضبوط بازو رکھتا تھا اور قوی گرفت والا تھا اور میں نے اس کو پچھاڑ دیا اور اس کے منہ کو مٹی میں رگڑ دیا اتنے میں عثمان رض آگئے اور انھوں نے مجھے ہٹادیا تو عمر رض یہاں سے

Marfat.com

مغضباً حتے انتہیٰ الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فلما رآہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم ورای الغضب فی وجہہ قال ما رابک یا اباحفص فقال یارسول اللہ اتیت علی نفر جلوس علی باب المسجد وقد اقیمت الصلوٰۃ وفیہم ابوجحش اللیثی فقام الرجلان فاعاد الحدیث ثم قال عمر واللہ یارسول اللہ ماکانت معونۃ عثمان ایاہ الا انہ ضافہ لیلۃ فاحب ان یشکر لہ فسمعہ عثمان فقال یارسول اللہ لاتسمع مایقول لنا عمر عندک فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان رضا عمر رحمۃ واللہ لوددت انک کنت جئتنی برأس الخبیث فقام عمر فلما بعد ناداہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال ہلم یا عمر این اردت ان تذہب فقال اردت ان آتیک برأس الخبیث فقال اجلس حتے اخبرک بغنی الرب عن صلوٰۃ ابی جحش اللیثی ان للہ فی سماء الدنیا ملائکۃ خشوعا لایرفعون رؤسہم حتے تقوم الساعۃ فاذا قامت الساعۃ رفعوا رؤسہم ثم قالوا ربنا ماعبدناک حق عبادتک فقال لہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وما یقولون یارسول اللہ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اما اہل السماء الدنیا فیقولون سبحان ذی الملک والملکوت واما اہل السماء الثانیۃ فیقولون سبحان الحی الذی لا یموت فقلہا یا عمر فی صلوٰتک فقال یارسول اللہ فکیف بالذی علمتنی وامرتنی ان اقولہ فی صلوٰتی

غصہ میں بھرے ہوئے یہاں تک کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔ جب اُن کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور اُن کے چہرے سے غصہ محسوس کیا تو آپ نے فرمایا کہ اے ابوحفص رضؓ کیا بات پیش آئی تو انھوں نے کہا یارسول اللہؐ میں چند لوگوں کے پاس آیا جو مسجد کے دروازے پر بیٹھے ہوتے تھے اور نماز کھڑی ہوچکی تھی اور ان میں ابوجحش لیثی بھی تھا تو دو آدمی تو کھڑے ہوگئے الغرض پورا قصہ بیان کردیا۔ پھر عمر رضؓ نے کہا واللہ یارسول اللہ عثمان رضؓ نے جو اُس کی مدد کی وہ صرف اس وجہ سے کی کہ اُس نے ایک رات اُن کی دعوت کی تھی اس لئے اُنھوں نے چاہا کہ اب اس کو شکریہ کا موقع دیں۔ عثمان رضؓ نے یہ سُنکر کہا یارسول اللہؐ آپ اس کا خیال نہ فرمائیے کہ ہمارے متعلق عمر رضؓ آپ کے سامنے کیا کہہ رہے ہیں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک عمر رضؓ کی رضا رحمت ہے (یعنی تمھیں ان کو رضامند کرلینا چاہیئے) واللہ میں خوش ہوتا اگر تم میرے پاس اُس خبیث کا سر لیکر آتے۔ یہ سُنتے ہی عمر رضؓ اُٹھ کر چلدیئے جب کچھ دُور پہنچ گئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو پکارا اور فرمایا کہ عمر رضؓ یہاں آؤ۔ تم نے کہاں جانے کا ارادہ کیا تو عمر رضؓ نے کہا کہ میں نے ارادہ کیا کہ آپؐ کے پاس اُس خبیث کا سر لیکر آؤں۔ فرمایا کہ بیٹھ جاؤ کہ میں تم کو بتاؤں، خدا کو ابوجحش لیثی کی نماز کی کوئی پرواہ نہیں۔ آسمانِ دنیا پر اللہ کے بہت فرشتے سر جھکائے ہوتے ہیں وہ اپنا سر نہیں اُٹھائیں گے قیامت قائم ہوجانے تک جب قیامت قائم ہوجائیگی تو وہ اپنا سر اُٹھائیں گے اور کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم آپ کی وہ عبادت نہ کرسکے جو آپ کی عبادت کا حق ہے۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ وہ (اس حالت میں) کیا کہتے ہیں؛ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ملائکہ آسمانِ دنیا والے ہیں وہ کہتے ہیں سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ اور جو دوسرے آسمان والے ہیں وہ کہتے ہیں سُبْحَانَ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ اے عمر رضؓ یہ تسبیحات تم بھی اپنی نماز میں کہہ لیا کرو تو عمر رضؓ نے کہا کہ یارسول اللہ پھر جو آپ نے مجھے سکھایا تھا اور حکم دیا تھا کہ میں اپنی نماز میں یہ کہا کروں اُس کا کیا ہوگا

Marfat.com

قال قل ہذہ مرۃ و ہذہ مرۃ وکان الذی امر بہ ان قال اعوذ بعفوک من عقابک و اعوذ برضاک من سخطک و اعوذ بک منک جل وجہک و عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قاتل عمر المشرکین فی مسجد مکۃ فلم یزل یقاتلہم منذ غدوۃ حتی صارت الشمس حیال رأسہ قال و اعیی و قعد فدخل رجل علیہ برد احمر و قمیص موشی حسن الوجہ فجاء حتی افرجہم فقال ما تریدون من ہذا الرجل قالوا لا واللہ الا انہ صبا قال فنعم رجل اختار لنفسہ دینا دعوہ وما اختار لنفسہ ترون بنی عدی ترضی ان یقتل عمر واللہ لا ترضی بنو عدی قال وقال عمر یومئذ یا اعداء اللہ واللہ لو قد بلغنا ثلثمائۃ لقد اخرجناکم منہا قلت لابی بعد من ذاک الرجل الذی ردہم عنک یومئذ قال ذاک العاص بن وائل ابو عمرو بن العاص و عن عکرمۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لما اسلم عمر رضی اللہ عنہ قال المشرکون الیوم انتصف منا و حضرت مرتضی رض درین ایام صغیر بود در حجر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و کفالت او و قادر نبود بر قتال و انفاق بخلاف شیخین رض و اسلام او نکایت در ملت کفر نہ کرد بخلاف شیخین رض

فرمایا کہ کسی مرتبہ یہ کہہ لو اور کسی مرتبہ وہ کہہ لو۔ اور جس چیز کے پڑھنے کا حکم دیا تھا وہ یہ ہے اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ جَلَّ وَجْهُكَ [1] - اور مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ عمر رضؓ نے مشرکین سے مسجد مکہ میں قتال کیا۔ ایک مرتبہ صبح سے برابر اُس وقت تک لڑتے رہے جب تک سورج سر کے مقابل نہ آ گیا۔ کہا کہ اور تھک گئے اور دم لینے کے لئے) بیٹھ گئے تھے کہ ایک شخص آیا جس کے بدن پر سرخ چادر تھی اور منقش کپڑے کی قمیص تھی خوبصورت تھا۔ وہ آیا اور اُس نے مشرکین کو ہٹایا اور ان سے کہا کہ اس شخص سے تم کیا چاہتے ہو۔ اُنھوں نے کہا نہیں واللہ (اس لڑائی کی کوئی وجہ نہیں) بجز اس کے کہ یہ بے دین ہو گیا۔ اُس نے کہا کہ (ان کے لڑنے کی کیا بات ہے) ایک شخص نے اپنی ذات کے لئے ایک دین پسند کر لیا۔ چھوڑ دو اُس کو اور اس کو جو اس نے اپنے نفس کے لئے پسند کیا۔ تم سمجھتے ہو کہ بنی عدی (حضرت عمر رضؓ کے قبیلے والے) گوارا کریں اس بات کو کہ عمر رضؓ قتل کر دیا جائے۔ واللہ بنو عدی اس کو برداشت نہیں کریں گے۔ ابن عمر رضؓ نے کہا اور عمر رضؓ نے اُس دن پکار کر کہدیا اے خدا کے دشمنو اگر ہماری تعداد تین سو تک پہنچ گئی تو ہم تم کو اس (مکہ) سے نکال دیں گے۔ میں نے اپنے والد سے بعد میں پوچھا کہ وہ شخص کون تھا جس نے لوگوں کو آپ سے اُس دن ہٹایا تھا تو اُنھوں نے کہا عاص بن وائل تھا عمرو بن العاص کا باپ۔ اور مروی ہے عکرمہ سے جو روایت کرتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ جب عمر رضؓ اسلام لائے تو مشرکین نے کہا کہ آج ہم میں سے آدھا حصہ نکل گیا۔ اور حضرت مرتضیٰ رضؓ ان ایام میں کم سن تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی گود میں یعنی زیر پرورش و کفالت تھے نہ قتال پر قادر تھے نہ انفاق پر بخلاف شیخین رضؓ کے۔ اور ان کے اسلام نے ملت کفر میں کوئی رخنہ نہیں ڈالا تھا بخلاف شیخین رضؓ کے

[1] شروع زمانہ میں یہ تسبیحات و استعاذات رکوع و سجود میں پڑھے جاتے تھے اور ان کے علاوہ اور بھی احادیث میں مذکور ہیں اس کے بعد جب سورۃ حاقہ میں آیہ فسبح باسم ربک العظیم نازل ہوتی تو آپ نے فرمایا کہ اس کو اپنے رکوع میں رکھو اور سبح اسم ربک الاعلی نازل ہوئی تو فرمایا کہ اس کو سجدے میں رکھو۔ اس حکم کے بعد سے یہ عمل جاری ہو گیا ۱۲ مترجم [2] میں آپ کے عفو کی پناہ چاہتا ہوں آپ کے عذاب سے اور آپ کی رضا کی پناہ چاہتا ہوں آپ کے غصہ سے اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں آپ (کے جلال) سے آپ کی ذات عظیم الشان ہے ۱۲ مترجم

واگر کسے در اطلاق قتال در جنگ عصا و مشت
اشکالے داشتہ باشد استعمالِ شائع عرب آن
اشکال را بالغ وجوہ دفع خواہد نمود و استعمال
علی مرتضٰی و ابن مسعود و غیر ایشان از صحابہ
لفظ قتال را برین معنی اول دلیل است برآں
واگر این ہمہ کفایت نکند قول تعالی اُذِنَ
لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا در شان
مہاجرین حال آنکہ آنجا استعمالِ سلاح نبود
حاسم شبہ است آما وجہ مقربیت پس
خدائے تعالی در سورۂ فاتحہ کہ بر
آلسنۂ مسلمین نازل فرمودہ است
مے فرماید اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ
صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ
جمہور مسلمین مے باید در نمازِ خود از
جنابِ حق جل و علا طلب کنند ہدایت
براہ مُنعَم علیہم شک نیست جماعہ کہ
راہِ ایشان اعظم مطلوبات است افضل
اند نزدیک خدائے تعالی والّا طلب راہ
مفضول یا مساوی معقول نمے شود
بعد ازآن تفسیر فرمود مُنعَم علیہم را وَ
مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ
مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ
النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ
وَالصّٰلِحِیْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا
بعد ازآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در احادیث
مستفیضہ کہ حجت بآن قائم شود فرمودند کہ
ابوبکر صدیق است و عمر و عثمان شہید پس ازینجا
مبرہن گشت کہ این عزیزان افاضلِ اُمت اند و
ایشان را ریاستِ معنوی بر سائر مسلمین متحقق است

ذکر ان کے اسلام نے مشرکین میں ہلچل ڈال دی تھی)۔ اور اگر کوئی
لاٹھی اور مکے کی لڑائی پر لفظ قتال کے اطلاق میں اشکال
رکھتا ہو تو عرب میں جو استعمال شائع ہے وہ اس اشکال کو بخوبی
دفع کردے گا اور علی مرتضیٰؓ اور ابن مسعودؓ وغیرہ صحابہ کا اس
معنے میں لفظ قتال کو استعمال کرنا اس پر مضبوط دلیل ہے اور
اگر یہ سب اطمینان کے لئے کافی نہ ہو تو اللہ تعالےٰ کا یہ ارشاد
پڑھو اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ الخ (۲۲:۳۹) (اب) لڑنے
کی ان لوگوں کو اجازت دی گئی جن سے قتال کیا جاتا ہے اس
وجہ سے کہ ان پر (بہت) ظلم کیا گیا ہے" یہ مہاجرین کی شان
میں فرمایا گیا ہے حالانکہ وہاں ہتھیار کا استعمال نہیں ہوا تھا۔
یہ آیت اس شبہ کو قطع کردینے والی ہے۔ رہی وجہ مقربیت تو
خدا تعالےٰ نے سورۂ فاتحہ میں جو کہ مسلمانوں کی زبانوں پر نازل
فرمائی ہے فرماتے ہیں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ صِرَاطَ
الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ (یعنی) تمام مسلمانوں کو چاہیئے کہ
اپنی نماز میں حضرت حق جلّ و علا سے طلب کریں مُنعَم علیہم کی
راہ کی ہدایت (یعنی جن بندوں پر انعام کیا گیا اُن کے راستہ پر
چلنے کی ہدایت) اور اس میں شک نہیں ہے کہ اُس جماعت کے
لوگ جن کی راہ اعظم مطلوبات میں سے ہے اللہ تعالےٰ کے نزدیک
افضل ہیں ورنہ مفضول یا مساوی کی راہ کا طلب کرنا تو کوئی
معقول بات نہ ہوگی۔ اس کے بعد (خود حق تعالےٰ ہی) تفسیر
فرماتے ہیں مُنعَم علیہم کی وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ الخ
(۴:۶۹) اور جو شخص اللہ اور رسولؐ کا کہنا مان لے گا تو ایسے
اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے
انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحاء۔ اور
یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں"۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے احادیث مستفیضہ میں کہ جن سے حجت قائم ہوتی ہے
فرمایا کہ ابوبکرؓ صدیق ہے اور عمرؓ اور عثمانؓ شہید۔ تو یہاں سے
مدلل طور پر یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ بزرگ اُمت میں سب سے
افضل ہیں۔ اور ان کی معنوی ریاست تمام مسلمانوں پر متحقق ہے

Marfat.com

ودر معنی این آیت آیات واحادیث بسیار است
متفق درین مضمون کہ امتِ مرحومہ منقسم است
بسہ قسم اوّل مقربین وسابقین دوم ابرار ومقتصد
سوم ظالم لنفسہ ومقربین وسابقین سرِ دفتر مسلمین اند
وصدیقان وشہیدان از جملہ مقربان وسابقان اند واین
عزیزان از جملہ صدیقان وشہیدان اند تاجائی کہ تواتر
در ہر مقدمہ متحقق شدہ است وباین نوع استدلال اشارہ
منقول است از حسن بصریؒ وابو العالیہ قالا فی قولہ
تعالیٰ اِہْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ رسول اللہ وصاحباہ
باز در سورۂ تحریم قراءۃ اُبَیّ بن کعب این بود کہ
وصالح المؤمنین ابوبکر وعمر عن ابن عباس قال
کان اُبَیّ یقرءہا وصالح المؤمنین ابوبکر وعمر و
سوادِ اعظم از مفسرین صالح المؤمنین را باین ہر دو
بزرگ تفسیر کردہ اند قال ذٰلک مِنَ الصَّحَابَۃِ ابن
مسعود وابن عباس وبریدۃ الاسلمی وابو امامۃ
ومن التابعین سعید بن جبیرؒ وعکرمۃ ومیمون بن
مہران والحسن البصری ومقاتل بن سلیمانؒ وکفٰے
بہم قدوۃً وحاصلِ ایشان برین تفسیر آن است
کہ ہر چند کہ کلمہ وصالح المؤمنین عام است امّا
قصّہ کہ سبب نزول آیت شدہ است دلالت
دارد بالقطع کہ صدیقؓ وفاروقؓ داخل اندر
آن عام بے شبہ آیین یہمان مے ماند کہ در
زمانِ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابن لُتبیہ گفتہ
بود ہٰذا لکم وہٰذا اُہْدِیَ لِیْ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم خطبہ خواندند مابالُ اقوامٍ نولّیہم علی عمل
ممّا ولانا اللہ ثم یقولُ احدہم ہٰذا لکم وہٰذا
اُہْدِیَ لِیْ ہلّا جلس فی بیتِ
اَبیہ و اُمّہ فینظر اَیُہْدٰی
لہٗ اَمْ لا

اور اس آیت کے معنے میں بہت آیات اور احادیث ہیں جو اس
مضمون میں متفق ہیں کہ امتِ مرحومہ تین قسموں پر منقسم ہے
اوّل مقربین وسابقین دوم ابرار ومقتصد سوم ظالم لنفسہ (یعنی
گناہوں کے ارتکاب سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے)۔ اور مقربین
وسابقین مسلمانوں کے سرِ دفتر ہیں (یعنی سب سے بڑے درجے والے ہیں)
اور صدیقین اور شہداء مقربین اور سابقین میں سے ہیں اور یہ
بزرگ صدیقوں اور شہیدوں میں سے ہیں اس حد تک کہ (اس
دلیل کے) ہر مقدمہ میں تواتر متحقق ہو چکا ہے اور اسی نوع کے
استدلال کی طرف اشارہ ملتا ہے حسن بصریؒ اور ابو العالیہ سے
جو منقول ہے کہ اہدنا الصراط المستقیم میں رسول اللہؐ اور آپ کے
دونوں صحابیوںؓ کا طریقہ مراد ہے۔ پھر سورۂ تحریم میں قراءۃ اُبَیّ
ابن کعب کی یہ تھی کہ و صالح المؤمنین ابوبکرؓ وعمرؓ۔ ابن عباسؓ
سے مروی ہے کہ اُبَیّ پڑھا کرتے تھے وصالح المؤمنین ابوبکر
وعمر اور مفسرین کے سوادِ اعظم نے صالح المؤمنین کی تفسیر ان
ہی دونوں بزرگوں سے کی ہے۔ صحابہؓ میں سے یہی کہا ہے ابن مسعودؓ
نے اور ابن عباسؓ نے اور بریدۃ الاسلمیؓ نے اور ابو امامہؓ نے اور
تابعین میں سے سعید بن جبیرؒ اور عکرمہؒ اور میمونؒ بن مہران اور
حسن بصریؒ اور مقاتل بن سلیمانؒ نے اور پیروی کے لئے یہ حضرات
کافی ہیں۔ اور ان کی اس تفسیر کا باعث یہ ہے کہ اگرچہ کلمہ "وصالح
المؤمنین" عام ہے مگر جو قصہ کہ اس آیت کا سبب نزول ہوا
ہے وہ قطعی دلالت رکھتا ہے کہ صدیقؓ و فاروقؓ بے شبہ اس
عام میں داخل ہیں۔ یہ اسی قسم کی بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ میں ابن لتبیہ نے (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی طرف سے عامل تھے) کہا تھا یہ تمہارے لئے ہے اور یہ مجھے
ہدیہ دیا گیا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا کہ ایسی
اقوام کو کیا ہو گیا جن کو ہم متولی بناتے ہیں ایسے عمل پر جس پر ہم
کو اللہ نے متولی بنایا ہے پھر ان میں کا ایک شخص کہتا ہے کہ یہ
تمہارا ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے وہ کیوں نہ بیٹھ رہا اپنے ماں
باپ کے گھر میں پھر ہم دیکھتے کہ اس کو ہدیہ دیا جاتا ہے یا نہیں

Marfat.com

درین صورت قرآن بسیار دلالت کردند بر آنکہ این لتبیہ داخل است درین معاتبہ بالقطع از آنجملہ آنکہ سوقِ کلام و تقریب سخن قصہ او بودہ است با بیان لفظ کہ وی گفتہ بود حکایت کردند و آن را محل انکار گردانیدند ہیچ عاقلی در دخولِ او توقف نمی تواند کرد ہمچنان در قصہ کہ درمیان ازواج طاہرات و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رفتہ است امور بسیار واقع شد کہ سامعان مضطر شدند بحکم دخول این ہر دو عزیز در صالح المؤمنین عن عائشۃ قالت انزلَ اللہُ عذری وکادتِ الامۃُ تہلک فی سببی فلما سُرّیَ من رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وعرج الملکُ قال رسولُ اللہِ صلے اللہ علیہ وسلم لابی اذہب الی ابنتِکَ فاخبِرْہا ان اللہ قد انزل عذرہا من السماء قالت فاتانی ابی وہو یعدُو ویکادُ ان یَعثر فقال اَبشری یا بُنیّۃ بابی و اُمّی فانّ اللہ قد انزلَ عذرکِ قلتُ بحمدِ اللہ لا بحمدِکَ و لا بحمدِ صاحبِک الذی ارسلکَ ثم دخلَ رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فتناولَ ذِراعی فقلتُ بیدہ ہکذا فاخذ ابوبکر النعلَ لیعلُوَنی بہ فمنعتُہ فضحِکَ رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال اقسمتُ لاتفعل و فی سورۃ التحریم قال عمر فانّی اظنّ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ظنّ انی جئتُ من اجل حفصۃَ واللہ لئن امرنی رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بضرب لاضربنّ عنقَہا و اما وجہ نفع مسلمین بسبب ایشان قال اللہ تعالے کُنتُم خَیرَ اُمّۃٍ اُخرِجَت لِلنّاسِ

اس صورت میں بہت سے قرائن نے اس بات پر دلالت کی کہ ابن لتبیہ قطعی طور پر اِس معاتبہ میں داخل ہے ان میں سے ایک قرینہ یہ ہے کہ سیاقِ کلام اور بناء گفتگو اسی کا قصہ ہوا ہے پھر اُسی لفظ کی حکایت کی جو اُس کا کہا ہوا تھا اور اُسی پر گرفت فرمائی کوئی صاحبِ عقل اُس کے داخل ہونے میں توقف نہیں کرسکتا۔ اسی طرح اُس قصہ میں جو ازواجِ طاہرات رض اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کے مابین پیش آیا تھا بہت سی ایسی باتیں پیش آئیں کہ سُننے والوں کے اذہان بے اختیار ان دونوں بزرگوں کے "صالح المؤمنین" میں داخل ہونے کی طرف گئے۔ حضرت عائشہ رض سے مروی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے میری بے گناہی کی شہادت نازل فرمائی اور امت میرے سبب ہلاکت کے قریب پہنچ گئی تھی تو جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کیفیتِ نزولِ وحی زائل ہوگئی اور فرشتہ عروج کرچکا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے باپ سے کہا کہ اپنی بیٹی کے پاس جاکر خبر کردو کہ اللہ تعالےٰ نے آسمان سے اُس کی بے گناہی کو نازل فرمایا ہے۔ عائشہ رض نے کہا پھر میرے پاس میرے باپ دوڑتے ہوئے آئے قریب تھا کہ گر پڑیں اور کہا کہ میری بیٹی خوشخبری سُن میرے ماں باپ تیرے قربان اللہ تعالےٰ نے تیری بے گناہی نازل کردی ہے۔ میں نے کہا اللہ کا شکر ہے مگر تمھارا اور تمھارے ساتھی کا نہیں جنھوں نے تمھیں بھیجا، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم داخل ہوتے تو انھوں نے میرے بازو کو پکڑا۔ میں نے اس طرح آپ کے ہاتھ کو ہٹایا تو ابوبکر رض نے اپنا جوتا پکڑا اور مجھ پر اُٹھایا میں اُس سے بچنے لگی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے اور آپ نے فرمایا کہ تم کو قسم دیتا ہوں ایسا نہ کرو۔ اور سورۃ تحریم کے بیان میں عمر رض نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ گمان کیا ہے کہ میں حفصہ رض کی وجہ سے آیا ہوں واللہ اگر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مارنے کا حکم دیں تو میں اُس کی گردن ماردوں۔ رہی اُن کے سبب سے مسلمانوں کے نفع کی صورت، حق تعالےٰ نے فرمایا کُنتُم خَیرَ اُمّۃٍ الخ (۳: ۱۱۰) تم لوگ اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت

Marfat.com

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ الآیہ ازین آیہ منطوقاً معلوم می شود کہ اُمتِ مرحومہ بہتر است از سائرِ اُمم از جہتِ کمالِ این صفت کہ امر بمعروف و نہی از منکر باشد و مفہوماً دلالت می کند بر آنکہ ہر کہ ازین اُمت بکمالِ امر معروف و نہی از منکر متصف باشد افضل است از ما دونِ خود شاہد این مفہوم قول خدای عزّ و جلّ است وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ باز در آیہ دیگر میفرماید در شانِ مہاجرین اوّلین اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ و در خارج تمکین واقع نشد الّا مشائخ ثلٰثہ را پس واجب شد کہ وصفِ مذکور کہ مدارِ خیریت است درین بزرگواران متحقق شدہ باشد این آیات دلالت کردند بر تفضیلِ این جماعہ بر سائر مسلمین و تقلیل کثرکا جدًّا متحقق شد آمدیم بر سر تعیینِ صدیق اکبر از میانِ ایشان پس میگوئیم خدای تعالےٰ در سورۃ وَالّیل فرمود وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۝ الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۝ و سورۃ لیل از آن جملہ است کہ در اوّلِ بعثت نازل شدہ وقتے کہ کفّار ضُعفاءِ مسلمین را ایذا میدادند و صدّیقِ اکبرؓ مالِ خود را

لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی ہے تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بُرے کاموں سے روکتے ہو۔ اس آیت کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جہت سے اُمتِ مرحومہ تمام اُمتوں سے بہتر ہے کہ وہ اس صفت میں کمال رکھتی ہے کہ نیک کام کا حکم کرتی اور بُرے کاموں سے روکتی ہے اور اس کا مفہوم اس پر دلالت کرتا ہے کہ جو شخص کہ اس اُمت میں سے امر بمعروف اور نہی از منکر کے کمال سے متصف ہے وہ دوسرے لوگوں سے افضل ہے۔ اس مفہوم کی شہادت حق تعالےٰ کے اس ارشاد سے ملتی ہے وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ الخ (۳: ۱۰۴) اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضرور ہے کہ خیر کی طرف بُلایا کریں اور نیک کام کرنے کو کہا کریں اور بُرے کاموں سے روکا کریں اور ایسے لوگ پورے کامیاب ہوں گے۔ پھر دوسری آیت میں مہاجرین اوّلین کی شان میں فرماتے ہیں اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ الخ (۲۲: ۴۱) یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم اُن کو دُنیا میں حکومت دیدیں تو یہ لوگ (خود بھی) نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور (دوسروں کو بھی) نیک کاموں کے کرنے کو کہیں اور بُرے کاموں سے منع کریں۔ اور خارج میں تمکین (یعنی قیامِ حکومت) واقع نہیں ہوا مگر مشائخ ثلاثہ یعنی صدّیقِ اکبر و فاروقِ اعظم و ذی النورین رضی اللہ عنہم کے لئے تو واجب ہوا کہ وصف مذکور جو خیر ہونے کا مدار ہے ان بزرگواروں میں متحقق ہو گیا ہو۔ یہ آیتیں دلالت کرتی ہیں اس پر کہ اس جماعت کو تمام مسلمانوں پر فضیلت ہے اور شرکاء کی بہت کمی متحقق ہے۔ اب ہم ان میں سے صدیق اکبرؓ کی تعیین پر کلام کرتے ہیں۔ تو ہم کہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ سورۃ والّیل میں فرماتا ہے وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الخ (۹۲: ۱۷-۱۸) اور اس سے ایسا شخص دُور رکھا جائے گا جو بڑا پرہیزگار ہے اپنا مال (محض) اس غرض سے دیتا ہے کہ (گناہوں سے) پاک ہو جائے۔ اور سورۃ لیل اُن سورتوں میں سے ہے جو بعثتِ نبوی کے ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئیں جب کہ کفّار ضُعفاءِ مسلمین کو ایذا دے رہے تھے اور اُن کو کفّار کی ایذاؤں سے رہائی کے لئے صدّیق اکبرؓ اپنے مال کو

Marfat.com

وسیلہ استخلاص ایشان از تعذیب کفار میساخت تا آنکہ سامعان را اشکالی نماند در آنکہ یا لفظ اَتقٰی الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَہٗ یَتَزَکّٰی عام است حضرت صدیق رضؓ را البتہ اوّل مرہ در گرفتہ است پیش از دیگران از جہت قیام قرائن یا این است کہ الاَتقٰی معہود است و شخصِ معیّن مراد است و آن شخصِ معیّن صدیقِ اکبرؓ است عن ابنِ مسعود قال انّ ابابکر الصدیق رضی اللہ عنہ اشترٰی بلالاً من اُمیّۃ بن خلف و اُبَیّ بن خلف بِبُردۃ وعشرِ اَواقٍ فاعتقہ لِلّٰہ فانزل اللہ وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی الٰی قولہ اِنَّ سَعْیَکُمْ لَشَتّٰی ابوبکر و اُمیّۃ و اُبَیّ الٰی قولہ وَکَذَّبَ بِالْحُسْنٰی قال لا الٰہ الّا اللہ الٰی قولہ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْعُسْرٰی قال النّار عن عروۃ انّ ابابکر الصدیق اعتق سبعۃ کلّہم یُعذَّب فی اللہ بلالاً و عامر بن فُہیرۃ والنہدیۃ وابنتہا وزِنّیرۃ واُمّ عیسٰی واَمۃ بنی المؤمّل و فیہ نزلت وَسَیُجَنَّبُہَا الْاَتْقَی الٰی آخر السورۃ عن عامر بن عبد اللہ بن الزبیر عن اَبیہ قال ابو قحافۃ لابی بکر اراک تعتق رقاباً ضعافاً فلو انّک اذا فعلت ما فعلت اعتقت رجالاً جلداً یمنعونک ویقومون دونک فقال یا اَبتِ انّما ارید وجہ اللہ فنزلت ہٰذہ الآیۃ فیہ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی الٰی قولہ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَہٗ مِنْ نِّعْمَۃٍ تُجْزٰی اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْہِ رَبِّہِ الْاَعْلٰی وَلَسَوْفَ یَرْضٰی عن سعید بن المسیّب قال نزلت وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَہٗ مِنْ نِّعْمَۃٍ تُجْزٰی فی ابی بکر اعتق ناسا لم یلتمس منہم جزاءً ولا شکوراً ستّۃ او سبعۃ منہم بلالؓ و

وسیلہ بنا رہے تھے۔ یہاں تک کہ سننے والوں کو اس میں کوئی اشکال نہیں رہا کہ یا لفظ اَتقٰی الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَہٗ یَتَزَکّٰی عام ہے اور قرائن کی موجودگی کی بناء پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ دوسرے لوگوں سے پہلے البتہ اس نے حضرت صدیق اکبرؓ کو اوّل مرتبہ اپنے احاطہ میں لیا ہے اور یا "الاَتقٰی" معہود ہے (اور اس پر الف لام عہد کا ہے) اور شخص معیّن مراد ہے اور وہ شخص معیّن صدیق اکبرؓ ہیں۔ ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بلالؓ کو اُمیّہ بن خلف اور اُبَیّ بن خلف سے ایک غلام اور دس اوقیہ (سونا) دے کر خریدا پھر اس کو اللہ ہی کے واسطے آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی سے اِنَّ سَعْیَکُمْ لَشَتّٰی تک ابوبکرؓ (کے بارے میں) اور اُمیّہ و اُبَیّ (کے بارے میں آگئے) وَکَذَّبَ بِالْحُسْنٰی سے کہا کہ (الحسنٰی سے) لا الٰہ الا اللہ مراد ہے۔ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْعُسْرٰی تک کہا کہ (العسرٰی سے) نار مراد ہے۔ مروی ہے عروہ سے کہ ابوبکر صدیقؓ نے سات کو آزاد کیا سب ایسے تھے کہ اللہ پر ایمان لانے کی وجہ سے) ستائے جاتے تھے۔ بلالؓ اور عامر بن فہیرہ اور نہدیہ اور اس کا بیٹا اور زنیرہ اور اُمّ عیسٰی اور بنی مؤمّل کی باندی اور ان کے بارے میں نازل ہوئی وَسَیُجَنَّبُہَا الْاَتْقَی سے آخر سورت تک۔ اور مروی ہے عامر ابن عبد اللہ بن الزبیر سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ (عبد اللہ) سے انھوں نے کہا کہ ابو قحافہ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تو ضعیف گردنوں کو آزاد کرتا ہے تو اگر تجھے ایسا ہی کرنا تھا جو تو نے کیا تو یہ کرتا کہ بہادر لوگوں کو آزاد کرتا جو (دشمنوں سے) تیرا بچاؤ بنتے اور تیری حمایت کے لئے کھڑے ہوتے۔ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ میرے ابا میں صرف اللہ کی رضا کا طلبگار ہوں۔ تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی سے وَلَسَوْفَ یَرْضٰی تک۔ اور مروی ہے سعید بن المسیّب سے انھوں نے کہا کہ نازل ہوئی وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَہٗ مِنْ نِّعْمَۃٍ تُجْزٰی ابوبکرؓ کے بارے میں۔ انھوں نے بہت اشخاص کو آزاد کیا اور کسی بدلے اور شکریے کے طلبگار نہ ہوتے چھ یا سات کو، ان میں سے بلال اور

Marfat.com

عامر بن فہیرہ عن ابن عباسؓ فی قولہ وسیجنبہا الاتقی قال ہو ابو بکر الصدیقؓ وقال عمار ابن یاسر فی ذٰلک شعراً ؎ جزی اللہ خیرا عن بلالؓ وصحبہ ٭ عتیقاً واخزی فاکہا وابا جہل ٭

بالجملہ چون این مقدمہ ثابت گشت خدای تعالٰی جای دیگر میفرماید اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ پس صدیق اکبرؓ اتقی امت است واتقی امت اکرم امت است وہو المطلوب باین اسلوب کہ تقریر نمودیم کتاب اللہ بوجوہ بسیار بر افضلیت صدیق و فاروق دلالت مینماید۔

مسلک دوم

در تصریح وتلویح سنت سنیہ بافضلیت صدیق بر سائر امت ثم فاروق ثم ذو النورین وپیش از آنکہ در روایت احادیث شروع کنیم بر دو نکتہ مطلع سازیم نکتہ اولی مسئلہ افضلیت شیخین در ملت اسلامیہ قطعی است واینجا قطع حاصل می شود بدو وجہ یکے تعدد طرق حدیث تا آنکہ اصل مسئلہ متواتر بالمعنی شود مانند سخاوت حاتم وشجاعت رستم دیگر حفوف قرائن زیرا کہ خبر واحد بسبب حفوف قرائن بسر حد یقین مے رسد مانند آنکہ بیماری را دیدیم کہ صاحب فراش شدہ واقارب وپیش اطبا می روند وآخر یاس از حیات او ہم رسانیدند وبانواع ہم والم گرفتار شدند بعد ازان روزے دیدہ شد کہ در خانہ او نوحہ منکرہ می کنند وجنازہ بر دروازہ نہادہ اند و از ہر جانب مردم غمگین و ساکت بخانہ او می در آیند درین حالت اگر شخصے خبر دہد کہ آن بیمار مردہ است این خبر واحد بسبب حفوف قرائن

عامر بن فہیرہ ہیں۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ وسیجنبہا الاتقی کے بارے میں انھوں نے کہا کہ وہ ابو بکر صدیقؓ ہیں۔ اور عمارؓ بن یاسر نے اس کے بارے میں یہ شعر کہا ؎ (ترجمہ) اللہ عتیق (یعنی ابو بکرؓ) کو جزائے خیر عطا کرے بلالؓ اور اُس کے ساتھیوں کی طرف سے اور رُسوا کرے فاکہہ اور ابوجہل کو۔

الغرض جب یہ مقدمات ثابت ہوگئے اور خدا تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (یعنی تم میں سب سے زیادہ مرتبہ والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے) اور صدیق اکبرؓ اُمت کے سب سے زیادہ متقی ہیں اور جو اُمت میں اتقٰی ہے وہ اکرم اُمت ہے اور یہی مطلوب ہے۔ جس اسلوب سے ہم نے تقریر کی ہے کتاب اللہ بہت سی وجوہ کے ساتھ صدیقؓ اور فاروقؓ کی افضلیت پر دلالت کرتی ہے۔

مسلک دوم

احادیث نبویہ کی تصریحات واشارات سے صدیق اکبرؓ کی افضلیت کے بیان میں تمام امت پر پھر فاروقؓ کی پھر ذی النورینؓ کی۔ اور روایات حدیث شروع کرنے سے پہلے ہم دو نکتوں پر مطلع کرنا چاہتے ہیں پہلا نکتہ افضلیت شیخینؓ کا مسئلہ ملت اسلامیہ میں قطعی ہے اور اس جگہ قطعیت حاصل ہوتی ہے دو وجہ سے ایک روایات حدیث کا تعدد یہاں تک کہ اصل مسئلہ متواتر بالمعنٰے ہوجاتے حاتم کی سخاوت اور رُستم کی شجاعت کی طرح سے۔ دوسری صورت ہے قرائن کا چھا جانا کیونکہ خبر واحد قرائن کے محیط ہوجانے سے یقین کی حد میں پہنچ جاتی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ہم نے ایک بیمار کو دیکھا کہ صاحب فراش ہوگیا ہے اور اُس کے اقارب اطباء کے پاس جاتے ہیں۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی زندگی سے سب ناامید ہوگئے اور بہت کچھ رنج و غم میں گرفتار ہوگئے۔ اس کے بعد ایک دن دیکھا گیا کہ اس کے گھر میں بُری طرح نوحہ کیا جارہا ہے اور جنازہ دروازے پر رکھا ہے۔ اور ہر جانب سے لوگ غمگین اور خاموش اُس کے گھر میں جارہے ہیں۔ اس حالت میں اگر کوئی شخص خبر دے کہ وہ بیمار مرگیا ہے تو وہ خبر واحد قرائن کے چھا جانے کی وجہ

Marfat.com

بسر حد یقین خواہد رسانید ہمچنین احادیث افضلیت شیخین محفوف است بقرائن بسیار و این قرائن دو نوع تواند بود یکی آنکہ ظنیہ و خطابیہ کہ موافق باشند در اصل مقصد با این خبر واحد از آنجملہ عمومات کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در فضیلت مہاجرین و مجاہدین مانند حدیث رفاعہ در واقع جاء جبریل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما تعدون اہل بدر فیکم قال من افضل المسلمین وقال رافع بن خدیج خیارنا قال وکذلک من شہد بدرا من الملائکۃ و مانند حدیث جابر کنا یوم الحدیبیۃ الفا واربع مائۃ فقال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتم الیوم خیر اہل الارض و این ہر دو حدیث تقلیل شرکا جدًا در افضلیت حاصل گردانیدند و تعریضات کتاب اللہ و سنت رسول اللہ بہ فضیلت شیخین رضی اللہ عنہما ہرچند فضیلت بر جمیع امت از آنجا مفہوم شود لیکن در معنی فضیلت موافقت میکند و تقلیل شرکا جدًا بعمل می آرد دیگر فروع افضلیت کہ امت مرحومہ قولاً و فعلاً بآن آشنا شدہ اند و در ہر محل و ہر موطن افضل ہذہ الامۃ گفتہ اند و این مقالہ را بوجہی سر دادہ اند گویا پیش ازین متیقن بودہ است و تجدید فکر را در ان دخل نہ و این ہر دو مبحث طولی دارد و بسیارے از آن مذکور کردیم اینجا استحضار آن مقالات باید نمود۔

نکتہ ثانیہ چون استقرا کنیم احادیث را کہ در افضلیت شیخین وارد شدہ مدار افضلیت چہار خصلت را می یابیم یکے در مرتبہ علیا از مراتب امت بودن صدیقیت و شہیدیت

سر حد یقین میں پہنچا دے گی۔ ایسے ہی افضلیت شیخین کی احادیث بہت سے قرائن سے لپٹی ہوتی ہیں۔ اور یہ قرائن دو قسم کے ہوسکتے ہیں ایک اولہ ظنیہ اور خطابیہ جو کہ اصل مقصد میں اس خبر واحد کے موافق ہوں۔ اُن میں سے ہیں مہاجرین اور مجاہدین کی فضیلت کے عمومات جو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ میں مذکور ہیں جیسی کہ حدیث رفاعہ اس واقعہ میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیل آئے اور کہا کہ تم اپنے میں اہلِ بدر کو کیسا سمجھتے ہو۔ آپ نے کہا کہ افضل مسلمین میں سے اور رافع بن خدیج نے "خیارنا" روایت کیا (یعنی ہم میں کے بہترین مسلمان) جبرئیل نے کہا اور ایسے ہی وہ فرشتے ہیں جو بدر میں حاضر ہوئے تھے اور مانند حدیث جابرؓ کے کہ ہم یوم (صلح) حدیبیہ میں چودہ سو تھے تو ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم آج تمام زمین والوں سے بہتر ہو اور ان دونوں حدیثوں سے یہ بات حاصل ہوتی ہے کہ جو افضلیت میں بڑھے ہوتے ہیں وہ زیادہ کم ہیں اور کتاب اللہ و احادیث رسول اللہ کی فضیلت میں شیخین رضی اللہ عنہما پر جو تعریضات ہیں اگرچہ وہاں سے بھی تمام اُمت پر اُن کی فضیلت مفہوم ہوتی ہے لیکن انتہائی درجہ کی فضیلت کا مفہوم اسی کی موافقت میں ہے جو شرکاء افضلیت کی بہت کمی عمل میں لاتا ہے۔ دوسرے قرائن فروع افضلیت کے ہیں کہ امت مرحومہ کے لوگ قولاً اور فعلاً اُن سے آشنا ہونے کی بناء پر ان کو "اس امت میں سب سے افضل" اور "اس اُمت میں کے سب سے بہتر" الفاظ کہتے رہے ہیں اور یہ کلام اس انداز سے ادا کرتے رہے ہیں گویا اس سے پہلے یہ بات متیقن ہو چکی ہے اور اس میں جدتِ فکر کا کوئی دخل نہیں ہے۔ اور یہ دونوں مبحث طویل ہیں اور اُن میں سے بہت سا حصہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ یہاں اُن مقالات کو مستحضر کر لیا جائے۔

دوسرا نکتہ جب ہم اُن احادیث پر تفصیلاً غور کرتے ہیں جو کہ شیخین کی افضلیت میں وارد ہوئی ہیں تو مدارِ افضلیت ہم چار خصلتوں کو پاتے ہیں پہلی ان کا امت کے مراتب میں سے سب سے اونچے مرتبہ پر ہونا جس کو صدیقیت اور شہیدیت کے الفاظ

Marfat.com

عبارت است ازان دوم امانت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وترویج اسلام در وقت غربت او اَمَنُّ النَّاسِ عَلَیَّ ابوبکر و آسانے بمالہ ونفسہ وعزت اسلام کہ از خصائص عمر است اشارہ است بآن سوم اتمام کارہای مطلوب از نبوت بدست این ہر دو عزیز رؤیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در قصہ مقالید وقصہ آب کشیدن از بیر نمائش است ازان چہارم علو درجات ایشان در معاد سیدا کہول اہل الجنۃ واقامت در غرف عالیہ واولیت حشر وتجلی خاص برای صدیق ومعانقہ حق برای عمر بیانی ست ازان و این خصلت ہرگز جدا نمی تواند شد از یکے از خصال ثلثہ زیراکہ اکثریت ثواب یا بسبب صفات نفسانی است یا بسبب اعزاز اسلام ونصرت او یا بسبب اتمام کارہای نبوت لیکن ممکن است کہ شخصے صحبت پیغامبر نداشتہ باشد بلکہ آخر ہمہ ایمان بیارد و ہیچ مشہدے از مشاہد خیر ادراک ننماید معہذا افضل امت باشد باعتبار اتمام کارہای مطلوب از بعثت پیغامبر بدست او یا باعتبار صدیقیت وشہیدیت ومناسبت قوت عاملہ وعاقلہ او بالنفس قدسیہ پیغامبر وممکن است کہ در اعزاز اسلام ونصرت پیغامبر اقصی الغایۃ سعی بجا آرد ودر آخر ایام آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم متوفی شود کارہای مطلوب پیغامبر را نداند فضلاً از آنکہ مباشرت آن نماید باعتبار قوت عاقلہ وعاملہ

تعبیر کیا جاتا ہے۔ دوسری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت کرتے رہنا اور ترویج اسلام اُس کی غربت کے زمانہ میں۔ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والا ابوبکرؓ ہے اُس نے میرا ساتھ دیا اپنے مال سے اور اپنی جان سے اور عزتِ اسلام جو کہ عمرؓ کی خصائص میں سے ہے اسی خصلت کی طرف اشارہ ہے۔ تیسری جو کام نبوت سے مطلوب تھے ان دونوں بزرگوں کے ہاتھوں سے ان کا پورا ہونا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خواب جس میں تالیوں کا ذکر ہے اور وہ خواب جس میں کنویں سے پانی کھینچنے کا قصہ مذکور ہے اسی کی ایک نمائش تھی۔ چوتھی عالم آخرت میں ان کے درجات کا بلند ہونا۔ یہ ارشاد کہ یہ دونوں تمام ادھیڑ عمر والے اہل جنت کے سردار ہوں گے اور جنت کے بالاخانوں میں اُن کے قیام کی خبر دینا اور حشر میں ان کی اولیت اور صدیق کے لئے تجلی خاص اور حق تعالیٰ کا معانقہ کرنا عمرؓ سے اُسی کا بیان ہے۔ اور یہ خصلت تینوں خصال میں سے کسی ایک سے کبھی جدا نہیں ہو سکتی کیونکہ ثواب کی اکثریت یا تو صفاتِ نفسانی کے سبب سے ہے یا اسلام کو عزت اور مدد دینے کے سبب سے یا نبوت کے کاموں کو پورا کرنے کے سبب سے۔ لیکن ممکن ہے کہ کسی شخص کو پیغمبر کی صحبت حاصل نہ ہوئی ہو بلکہ وہ سب سے آخر میں ایمان لائے اور غزوات میں سے کسی غزوہ کو بھی وہ نہ پائے اس کے باوجود جو کام بعثتِ پیغمبر سے مطلوب تھے اُس کے ہاتھ سے پورے ہونے کے اعتبار سے وہ افضل اُمت ہو یا باعتبار صدیقیت اور شہیدیت کے اور اُس کی قوتِ عاقلہ اور عاملہ کو پیغمبر کے نفس قدسیہ سے مناسبت ہونے کے اعتبار سے اور ممکن ہے (ایسے شخص کی افضلیت) کہ اسلام کو عزیز بنانے اور پیغمبر کی مدد دینے میں وہ انتہائی کوششیں کرتا رہا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری ایام میں اُس کی وفات ہو جائے اور وہ یہ بھی نہ جانتا ہو کہ پیغمبر سے کون کونسے کام مطلوب ہیں چہ جائیکہ وہ ان کی انجام دہی میں مشغول ہو۔ یا باعتبار قوت عاقلہ اور عاملہ کے

Marfat.com

با پیغامبر مناسبت معتد بہ ندارد ونہایتِ مرمیٔ ہمت او حالی ست از احوال ابرار این است مقتضائے امکان عقلی لیکن سُنّۃ اللہ جاری شدہ است بآنکہ دوامی بزرگ نریزند مگر بر نفوسِ قدسیہ کہ سالہا زیر تربیتِ پیغامبر پرورش یافتہ باشند وتشریفِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقاضا مینماید کہ خلیفہ او نباشد الا اکملِ امت باعتبار این خصال اربع جمیعًا بالجملہ در احادیث این باب تأملی وافی بکار باید برد ومدارِ افضلیت از ہر حدیثی جدا استنباط باید نمود چون این ہمہ گفتہ شد بر روایات احادیث مشغول شویم۔

اما باعتبار کارہائی کہ پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم آن را از جہت پیغامبری می کردند پس شیخین را افضلیت ثابت است باحادیثِ بسیار۔

اوّل حدیث ابی ہریرۃ رض قال سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بینا انا نائم رأیتُنی علی قلیب علیہا دلوٌ فنزعتُ منہا ما شاء اللہُ ثم اخذہا ابنُ ابی قحافۃ فنزعَ منہا ذَنوبًا او ذَنوبین وفی نزعہ واللہُ یغفر لہ ضعفٌ ثم استحالت غربًا فاخذہ ابنُ الخطاب فلم اَرَ عبقریًا من الناس ینزِع نزعَ عمر ابن الخطاب حتی ضرب الناس بعطنٍ و حدیث عبد اللہ بن عمر انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

پیغمبر کے ساتھ معتد بہ مناسبت نہ رکھتا ہو مگر اس کی ہمت کی بلندی کی انتہا ابرار کے احوال میں سے کسی حال تک ہو جاتی ہے۔ یہ ہے امکانِ عقلی کا مقتضیٰ لیکن عادتِ خداوندی اس امر پر جاری ہو چکی ہے کہ بڑے بڑے دوامی (جیسے کفار کی طاقتور جماعتوں اور سلطنتوں سے مقابلہ) کا افاضہ صرف اُن نفوسِ قدسیہ ہی پر ہوتا ہے جنھوں نے برسوں تک پیغمبر کے زیرِ تربیت رہ کر پرورش پائی ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مرتبہ کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کا خلیفہ کوئی نہ ہو بجز ایسے شخص کے جو اُمّت میں کامل ترین ہو ان تمام ہر چہار خصائل کے اعتبار سے۔ الحاصل اس باب کی احادیث میں پورے غور و فکر کو کام میں لانا چاہیئے اور ہر ایک حدیث سے مدارِ افضلیت جداگانہ استنباط کرنا چاہیئے۔ جب یہ سب بیان کر دیا گیا تو اب ہم روایاتِ احادیث میں مشغول ہوتے ہیں۔

اُن کاموں کے اعتبار سے جن کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبری کی حیثیت سے انجام دیتے تھے شیخین رض کی افضلیت بہت سی احادیث سے ثابت ہوتی ہے۔

پہلی حدیث ابو ہریرہ رض کی کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ جب میں سو رہا تھا تو میں نے اپنے کو ایک پُرانے کنوئیں پر دیکھا جس پر ایک ڈول موجود تھا جتنے ڈول اللہ نے چاہے مَیں نے اس میں سے کھینچے پھر اُس کو (ابوبکر رض) ابن ابی قحافہ نے پکڑ لیا تو اُس نے اُس میں سے چند ڈول یا دو ڈول کھینچے اور اُس کے کھینچنے میں اور اللہ اُس کو معاف کرے ضُعف تھا پھر وہ ڈول چرس[1] بن گیا تو اس کو ابن الخطاب رض نے لے لیا تو میں نے لوگوں میں کسی طاقتور شخص کو اس طرح ڈول کھینچتے ہوتے نہیں دیکھا جس طرح عمر رض بن الخطاب کھینچ رہا تھا یہاں تک کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو پانی پلا کر پانی کے گرد بٹھا دیا (کہ دوبارہ پانی پیئیں)۔ اور حدیث عبد اللہ ابن عمر رض کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

[1] چرس اس بڑے ڈول کو کہتے ہیں جس سے کاشتکار زمینوں کی سینچائی کرتے ہیں ۱۲ مترجم

أُرِيتُ كَأَنِّي أَنْزِعُ بِدَلْوِ بَكْرَةٍ عَلَى قَلِيبٍ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ نَزْعًا ضَعِيفًا وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ فَاسْتَقَى فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِي فَرِيَّهُ حَتَّى رَوِيَ النَّاسُ وَضَرَبُوا بِعَطَنٍ رواهما البخاري ومسلم وغيرهما وعن أبي الطفيل عن النبيّ صلى الله عليه وسلم قال بينا أنا أنزع الليلة إذ وردت على غنم سودٌ وغنم عفر فجاء أبو بكر فنزع ذنوبًا أو ذنوبين فيهما ضعفٌ والله يغفر له ثم جاء عمر فاستحالت غربًا فملأ الحياض وأروى الواردة فلم أر عبقريًّا من الناس أحسن نزعًا منه فأوّلت أنّ الغنم السود العرب والعفر العجم۔

مجھے دکھلایا گیا گویا کہ میں ڈول کھینچ رہا ہوں ایک گھیرٹی کے اوپر جو ایک کنوئیں پر لگی ہوتی ہے۔ پھر ابوبکرؓ آیا اور اُس نے چند ڈول یا دو ڈول کھینچے اُس کے کھینچنے میں ضُعف تھا اللہ اُس کو معاف کرے پھر عمرؓ آگیا اور اُس نے پانی کھینچنا چاہا تو وہ ڈول چرس بن گیا تو میں نے لوگوں میں کوئی ایسا طاقتور نہیں دیکھا جو اُس کی طرح کام کرتا ہو یہاں تک کہ اُس نے سب لوگوں کو سیراب کردیا اور لوگوں نے اپنے اونٹوں کو پانی پلاکر پانی کے گرد بٹھادیا۔ ان دونوں کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا۔ اور ابوطفیل سے مروی ہے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اس دَوران میں کہ میں آج کی رات (خواب میں) ڈول کھینچ رہا تھا کہ مجھ پر وارد ہوئیں کچھ بکریاں سیاہ رنگ کی اور کچھ بکریاں سفید (مائل بہ سُرخ) رنگ کی۔ پھر ابوبکرؓ آیا اور اُس نے چند ڈول یا دو ڈول کھینچے جن میں ضُعف تھا اور اللہ اس کو معاف کرے۔ پھر عمرؓ آیا تو وہ ڈول چرس بن گیا۔ تو اُس نے سب حوض بھر دیئے اور ہر آنے والے کو سیراب کردیا تو میں نے لوگوں میں کوئی ایسا طاقتور نہیں دیکھا جو اُس سے اچھا کھینچتا ہو۔ میں نے یہ تاویل کی ہے کہ سیاہ بکریوں سے مراد عرب ہے اور سفید سے عجم۔

دوم حديث ابن عمر في الموازنة مع الأمّة

أخرج ابن مردويه عن ابن عمر خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات غداة بعد طلوع الشمس قال رأيت قبل الفجر كأنّي أُعطيتُ المقاليد والموازين فأمّا المقاليد فهي المفاتيح وأمّا الموازين فهذه التي يوزن بها فوُضعتُ في كفّة ووُضعت أمّتي في كفّة فوُزنتُ بهم فرجحت ثم جيء بأبي بكر فوُزن بهم فرجح ثم جيء بعمر فوُزن بهم فرجح ثم جيء بعثمان فوُزن بهم

دوسری حدیث ابن عمرؓ کی اُمت کے ساتھ وزن کیے جانے کے مضمون کی۔ اخذ کیا ابن مردویہ نے روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ ایک صبح کو طلوع شمس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ فرمایا کہ میں نے فجر سے پہلے دیکھا کہ گویا مجھے بہت سی مقالید اور موازین دی گئی ہیں۔ مقالید تو یہی مفاتیح یعنی چابیاں ہیں اور موازین یہ بھی ویسی ہی ترازوئیں یعنی جن سے تولا جاتا ہے۔ پھر ترازو کے ایک پلّے میں مجھے رکھا گیا اور میری اُمت کو دوسرے پلّے میں رکھا گیا اور اُن کے ساتھ تولا گیا تو میں اُن سے بھاری رہا۔ پھر ابوبکرؓ کو لایا گیا اور اُن کے ساتھ وزن کیا گیا تو ابوبکرؓ کا پلّا جھک گیا (یعنی وہ بھی بھاری رہے) پھر عمرؓ کو لایا گیا اور اُن کے ساتھ تولا گیا تو ان سے عمرؓ کا پلّا بھی جھک گیا۔ پھر عثمانؓ کو لایا گیا اور اُن کے ساتھ تولا گیا

Marfat.com

فرج ثم رفعت۔

سوم حدیث جابر بن عبداللہ انہ کان یحدث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رئی اللیلۃ رجل صالح ان ابابکر نیط برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونیط عمر بابی بکر ونیط عثمان بعمر قال جابر فلما قمنا من عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلنا اما الرجل الصالح فرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اما تنوط بعضہم ببعض فہم ولاۃ ہذا الامر الذی بعث اللہ بہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

چہارم حدیث سمرۃ بن جندب ان رجلا قال یا رسول اللہ انی رایت اللیلۃ کان دلوا دلی من السماء فجاء ابوبکر فاخذ بعراقیہا فشرب شربا ضعیفا ثم جاء عمر فاخذ بعراقیہا فشرب حتی تضلع ثم جاء عثمان فاخذ بعراقیہا فشرب حتی تضلع ثم جاء علی فاخذ بعراقیہا فانتشطت وانتضح علیہ منہا شئی۔

پنجم حدیث ابن عباس وابی ہریرۃ کہ تسمیہ خلفاء آنجا بتصریح مذکور شدہ شاہد عدل این احادیث می تواند شد ان ابن عباس کان یحدث ان رجلا اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی رایت اللیلۃ فی المنام ظلۃ تنطف منہا السمن والعسل فاری الناس یتکففون منہا فالمستکثر و المستقل و اذا سبب واصل من الارض الی السماء فاراک اخذ بہ فعلوت

تو اس کا پلا بھی جھکا رہا۔ پھر ترازو اٹھالی گئی۔

تیسری حدیث جابرؓ بن عبداللہ کی وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج ایک مرد صالح کو خواب میں دکھایا گیا کہ ابوبکرؓ لٹکے ہوئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور عمرؓ لٹکے ہوئے ہیں ابوبکرؓ کے ساتھ اور عثمانؓ لٹکے ہوئے ہیں عمرؓ کے ساتھ۔ تو جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھ آئے تو ہم نے کہا کہ مرد صالح تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور رہا بعض کا بعض کے ساتھ لٹکنا تو اس سے اس امر کے والی مراد ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا۔

چوتھی حدیث سمرۃؓ بن جندب کی کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ میں نے آج کی رات میں دیکھا گویا ایک ڈول آسمان سے لٹکا اور ابوبکرؓ آئے اور انھوں نے اس کے دونوں عرقوے پکڑے (چمڑے کے ڈول کا منہ کھلا رکھنے کے لئے جو لکڑی باندھی جاتی ہے اس کو عرقوہ کہتے ہیں) اور کچھ آہستہ آہستہ پیا۔ پھر عمرؓ آئے اور انھوں نے اس کے دونوں عرقوے پکڑے پھر خوب شکم سیر ہو کر پیا۔ پھر عثمانؓ آئے اور انھوں نے اس کے دونوں عرقوے پکڑے اور پیا یہاں تک کہ شکم سیر ہوگئے۔ پھر علیؓ آئے اور انھوں نے اس کے عرقوے پکڑے تو وہ عرقوہ یعنی لکڑی کھل گئی اور اس میں سے کچھ پانی ان کے اوپر بکھر گیا۔

پانچویں حدیث ابن عباسؓ اور ابوہریرہؓ کی کہ خلفاءؓ کے ناموں کا ذکر وہاں تصریح کے ساتھ مذکور ہوا وہ ان احادیث کی شاہد عدل ہو سکتی ہے۔ یہ کہ ابن عباسؓ بیان کرتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ ایک سائبان ہے جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے۔ میں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ اس میں سے ہتھیلیوں میں لے رہے ہیں۔ بہت لینے والے بھی ہیں اور کم لینے والے بھی اور اچانک دیکھتا ہوں کہ ایک رسی ہے زمین سے آسمان تک تنی ہوئی آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ نے اس کو پکڑا اور اوپر بلند ہوگئے

Marfat.com

ثم اخذ بہ رجلٌ آخر فعلا بہ ثم اخذ بہ رجلٌ آخر فعلا بہ ثم اخذ بہ رجلٌ آخر فانقطع ثم وصل فعلا بہ قال ابوبکر یا رسول اللہ بابی انت واللہ لتدعنی فاعبرہا فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم اعبر قال اما الظلۃ فالاسلام واما الذی ینطف من العسل والسمن فالقرآن حلاوتہ تنطف والمستکثر من القرآن والمستقل واما السبب الواصل من السماء الی الارض فالحق الذی انت علیہ تاخذ بہ فیعلیک اللہ ثم یاخذ بہ رجلٌ من بعدک فیعلو بہ ثم یاخذ بہ رجلٌ آخر فیعلو بہ ثم یاخذ بہ رجلٌ آخر فینقطع بہ ثم یوصل لہ فیعلو بہ فاخبرنی یا رسول اللہ بابی انت اصبت ام اخطات فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم اصبت بعضا واخطات بعضا قال فواللہ یا رسول اللہ لتحدثنی الذی اخطات قال لا تقسم۔ این ہمہ احادیث دلالت می کنند بر آنکہ کارہائی مطلوب از بعثت پیغامبر بدست این مشائخ بظہور رسید بہ ترتیب و دیگری سہیم وشریک ایشان نیست دران امر پس افضلیت باعتبار تتمیم کارہا ایشان را باشد نہ غیر ایشان را۔

ششم حدیث حذیفہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر وعن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر این حدیث دلالت می کند کہ شیخین بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

(یعنی چڑھتے چلے گئے) پھر اُس کو دوسرے شخص نے پکڑا وہ اُس کے ذریعہ سے بلند ہو گیا پھر ایک اور شخص نے پکڑا وہ بھی اُس کے ذریعے سے بلند ہو گیا۔ پھر اُس کو ایک اور شخص نے پکڑا تو وہ ٹوٹ گئی، پھر جُڑ گئی اور وہ بھی اُس کے ذریعے سے بلند ہو گیا؛ ابوبکرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہؐ میرے باپ آپ پر قربان واللہ آپ مجھے اجازت دیدیجئے کہ میں اس کی تعبیر دوں۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا بیان کرو۔ کہا کہ ظلہ (یعنی سائبان) سے اسلام مراد ہے اور وہ جو شہد اور گھی ٹپک رہا ہے وہ قرآن ہے اُس کی حلاوت ٹپک ہی ہے اور زیادہ لینے والے قرآن سے مراد ہیں اور کم لینے والے بھی۔ رہی رسّی جو آسمان سے زمین تک پہنچی ہوتی ہے تو اُس سے وہ حق مراد ہے جس پر آپؐ ہیں تو آپ کو اللہ تعالےٰ بلندی عطا کرے گا۔ پھر اُس کو ایک شخص آپؐ کے بعد پکڑے گا تو وہ اس کے سبب سے بلند ہو گا۔ پھر اُس کو دوسرا آدمی پکڑے گا وہ اُس کے سبب سے بلند ہو گا۔ پھر اس کو ایک اور شخص پکڑے گا تو وہ ٹوٹ جائیگی اُس سے تو پھر اُس کے لئے جوڑی جائے گی تو وہ اس کے سبب سے بلند ہو گا۔ یا رسول اللہؐ میرے باپ آپؐ پر قربان مجھے بتائیے کہ میں نے ٹھیک تعبیر دی یا خطا کی ہے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض تو ٹھیک بیان کیا اور بعض میں خطا کی۔ انھوں نے عرض کیا تو خدا کی قسم یا رسول اللہ آپؐ مجھ سے بیان کر دیجئے جو میں نے خطا کی ہے۔ فرمایا کہ قسم نہ دو۔ یہ تمام احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جو کام پیغمبرؐ کی بعثت سے مطلوب تھے وہ ان بزرگوں کے ہاتھوں سے ظہور پذیر ہوتے ترتیب کے ساتھ اور اس امر میں کوئی دوسرا ان کا سہیم وشریک نہیں ہے تو تکمیل کار کے اعتبار سے اُن ہی کو فضیلت حاصل ہو گی کسی دوسرے کو نہ ہو گی۔

چھٹی حدیث حذیفہؓ کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد ابوبکرؓ وعمرؓ دونوں کی اقتدا کرو۔ اور مروی ہے ابن مسعودؓ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے بعد ابوبکرؓ وعمرؓ دونوں کی اقتداء کرو۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

قائم در مقام آنحضرت ؐ خواہند بود۔

ہفتم حدیث بنی مصطلق عن انس بن مالک قال بعثنی بنو المصطلق الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا سل لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی من ندفع صدقاتنا بعدک قال فاتیتہ فسالتہ فقال الی ابی بکر فاتیتہم فاخبرتہم قالوا ارجع الیہ فاسألہ فان حدث بابی بکر حدث فالی من فاتیتہ فاخبرتہ فقال الی عمر فقالوا ارجع الیہ فاسألہ فان حدث بعمر حدث فالی من فاتیتہ فسالتہ فقال الی عثمان فاتیتہم فاخبرتہم فقالوا ارجع فاسألہ فان حدث بعثمان حدث فالی من فاتیتہ فسالتہ فقال ان حدث بعثمان حدث فتبا لکم الدہر تبا۔

ہشتم حدیث وضع احجار عن عائشۃ قالت اول حجر حملہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لبناء المسجد ثم حمل ابو بکر حجرا آخر ثم حمل عمر حجرا آخر ثم حمل عثمان حجرا آخر فقلت یا رسول اللہ الا تری الی ہؤلاء کیف یساعدونک فقال یا عائشۃ ہؤلاء الخلفاء من بعدی۔

شیخینؓ آپ کے قائم مقام ہوں گے۔

ساتویں حدیث بنی مصطلق کی ہے۔ مروی ہے انسؓ بن مالک سے۔ کہا کہ مجھ کو بنو مصطلق نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور اُنھوں نے کہا کہ ہماری طرف سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کرو کہ ہم اپنے صدقات آپ کے بعد کس کو دیں۔ انسؓ نے کہا کہ میں آپ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ ابو بکرؓ کو دینا۔ میں نے جا کر بنو مصطلق سے کہدیا۔ اُنھوں نے کہا کہ پھر آپ کے پاس جاؤ اور یہ پوچھو کہ اگر ابو بکرؓ کو کوئی حادثہ پیش آجائے تو پھر کس کو دیں؟ میں نے آپ کے پاس اس سوال کی اطلاع کی۔ تو آپ نے فرمایا کہ عمرؓ کو دینا۔ (بے شک) پھر اُن لوگوں نے کہا کہ آپ کے پاس واپس جا کر یہ پوچھو کہ اگر عمرؓ کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آجائے تو کس کو دیں؟ تو میں نے پھر آپ کے پاس پہنچکر یہ سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ عثمانؓ کو۔ پھر میں اُن کے پاس آیا اور ان کو اطلاع دی۔ تو اُنھوں نے کہا کہ واپس جاؤ اور یہ سوال کرو کہ اگر عثمانؓ کو کوئی حادثہ پیش آجائے تو کس کو دیں۔ تو میں نے آپ کی خدمت میں جا کر یہ سوال[1] کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر عثمانؓ کو بھی کوئی حادثہ پیش آگیا تو پھر زمانہ دراز تک تمھارے لئے ہلاکت ہی ہلاکت ہوگی۔

آٹھویں حدیث وضع احجار والی۔ مروی ہے عائشہؓ سے مسجد کی بنیاد کے لئے سب سے پہلے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پتھر اُٹھایا تھا۔ پھر دوسرا پتھر ابو بکرؓ نے اُٹھایا۔ پھر اور پتھر عمرؓ نے اُٹھایا، پھر اور پتھر عثمانؓ نے اُٹھایا۔ تو میں نے کہا یا رسول اللہؐ کیا آپ ان لوگوں کو نہیں دیکھتے کہ کیونکر آپ کی موافقت کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ یہ لوگ خلفاء ہوں گے میرے بعد۔

[1] سوال کا منشا دراصل زکوٰۃ و صدقات نہ تھا یہ تو ایک عنوان تھا اس امر کا پتہ چلانے کے لئے کہ آپ کا خلیفہ کون ہوگا اور خلیفہ کے بعد پھر کون والی امور ہوگا اور اس کے بعد کون؟ جہاں تک پتہ چلنا ممکن ہو۔ آپ اس منشا کو بخوبی سمجھ رہے تھے، آپ نے تین مرتبہ میں تو جواب میں عنوان سوال کی پابندی کی کہ فلاں کو دینا اور پھر فلاں کو دینا۔ چوتھی مرتبہ کے سوال پر آپ نے جو اصل منشاء سوال اور دل کی بات تھی اُسی کے پیش نظر جواب دیا جس میں آپ نے عثمانؓ کے بعد ہونے والے فسادات کی خبر کردی اور صدقات کے بارے میں کچھ نہ فرمایا کہ مقصود بالذات سوال کرنے والوں کا صدقات سے متعلق ہی نہ تھا ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ ع التب الہلاک یعنی اگر بہ عثمان موت خواہد آمد پس تمام عمر برائے شما ہلاکی است

نہم حدیث جبیر بن مطعم قال اَتَتْ امرأۃٌ الی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فامرہا ان ترجع الیہ
قال رأیتَ ان جئتُ ولم اجدک کانہا
تقولُ الموتَ قال ان لم تجدینی فأتی
ابا بکر۔

دہم حدیث عرباض بن ساریۃ انہ یقولُ
وعظنا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موعظۃ
ذرفتْ منہا العیونُ ووجلت منہا القلوبُ
فقلنا یارسولَ اللہ انّ ہذہ لموعظۃ مودّع
فماذا تعہدُ الینا قال قد ترکتکم علی البیضاءِ
لیلہا کنہارہا لا یزیغ منہا بعدی الا ہالک
من یعش منکم فسیری اختلافاً کثیراً
فعلیکم بما عرفتم من سنتی وسنۃ الخلفاء
الراشدین المہدیین عضّوا علیہا بالنواجذ
وعلیکم بالطاعۃ وان عبداً حبشیاً
فانما المؤمنُ کالجمل الانِف حیثُ
ما قیدَ انقادَ بعد از آن تفسیر
کردند خلافت را بوجہی کہ منطبق
باشد بر خلفاء ثلثہ لا غیر از حدیث
ابی ہریرۃ الخلافۃُ بالمدینۃِ والملکُ
بالشام اخرجہ الحاکمُ آدیم آنکہ
صدیق بہتر بود از فاروق وفاروق بہتر
بود از ذی النورینؓ این معنی مفہوم
است از حدیث مستفیض و آن
یازدہم است از احادیث این
باب عن سفینۃ مولی امّ سلمۃ رضی
اللہ عنہا قال کان رسولُ اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی
الصبح ثم اقبل

نویں حدیث جبیر بن مطعم کی کہا کہ ایک عورت آئی نبی صلے
اللہ علیہ وسلم کے پاس تو آپ نے اُس کو حکم دیا کہ آپ کے پاس
پھر آئے (وہ مالی امداد چاہتی تھی اور مال آنے والا تھا بالفعل موجود
نہیں تھا) اُس نے کہا کہ یہ بتایئے کہ اگر میں آپ کے پاس آؤں اور
آپ کو نہ پاؤں تو؟ گویا وہ موت کے خیال سے کہہ رہی تھی۔ آپ
نے فرمایا کہ اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکرؓ کے پاس آجانا۔

دسویں حدیث عرباض بن ساریہ کی، وہ کہتے ہیں کہ ہم کو
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نصیحتیں کیں جن سے ہماری
آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور دل ان کی وجہ سے خوف زدہ ہوگئے
ہم نے کہا یا رسول اللہؐ یہ تو رخصت کرنے والے کی سی نصیحتیں
ہیں تو آپ ہمیں کس پر چھوڑیں گے؟ فرمایا کہ میں تم کو ایسے روشن
کردار والے پر چھوڑوں گا جس کی رات اُس کے دن کی طرح ہوگی
اُس سے میرے بعد کوئی سرکشی نہ کریگا مگر وہی جو ہلاک ہونیوالا ہوگا
جو تم میں زندہ رہے گا وہ عنقریب بہت اختلاف دیکھے گا تو تم پر
لازم ہے کہ میرے طریقہ کی پیروی جس کو تم پہچان گئے ہو اور خلفاء
راشدینؓ کے طریقہ کی جو ہدایت یافتہ ہیں، اُس کو دانتوں سے
مضبوط پکڑ لو اور تم پر فرمانبرداری لازم ہے اگرچہ کسی حبشی غلام
کی ہو کیونکہ مومن (یعنی فساد سے بچنے اور پُرامن رہنے والے
مسلمان) کی مثال نکیل پڑے ہوئے اُونٹ کی سی ہے جس طرف
اُس کو ہنکایا جائیگا اُدھر ہی چل پڑے گا۔ اس کے بعد آپ نے
خلافت کی ایسے طریقے سے تفسیر کی جو صرف تینوں خلفاءؓ پر ہی منطبق
ہوتی ہے اور کسی پر نہیں۔ حدیث ابوہریرہؓ میں ہے خلافت مدینہ
میں ہوگی اور بادشاہی شام میں، اخذ کیا اس کو حاکم نے۔ آپ
ہم اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ صدیقؓ بہتر تھے فاروقؓ سے
اور فاروقؓ بہتر تھے ذی النورینؓ سے۔ یہ حقیقت مفہوم ہوتی
ہے حدیث مستفیض سے اور وہ اس باب کی احادیث میں سے

گیارہویں حدیث ہے مروی ہے سفینہ سے جو امّ سلمہ رضی
اللہ عنہا کے آزاد کردہ تھے۔ انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو اس کے بعد اپنے

Marfat.com

لأصحابه فقال أيكم رأى رؤيا فقال رجل أنا يا رسول الله كأن ميزانا نزل به من السماء فوضعت في كفة ووضع أبو بكر في كفة أخرى فرجحت بأبي بكر فرفعت ونزل أبو بكر مكانه فجيء بعمر بن الخطاب فوضع في الكفة الأخرى فرجح أبو بكر ثم رفع أبو بكر ووضع عثمان فرجح عمر ثم رفع عمر ورفع الميزان قال فتغير وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال خلافة النبوة ثلثون عاما ثم يكون ملك[1] وعن أبي بكرة أن النبي صلى الله عليه وسلم قال ذات يوم من رأى منكم رؤيا فقال رجل أنا رأيت كأن ميزانا نزل من السماء فوزنت أنت بأبي بكر فرجحت أنت بأبي بكر ثم وزن أبو بكر وعمر فرجح أبو بكر ثم وزن عمر وعثمان فرجح عمر ثم رفع الميزان فرأينا الكراهية في وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم وعن عرفجة نحو من ذلك اینجا باید دانست کہ مضمون حدیث ابن عمر دیگر است وآن موازنہ با سائر امت است ومضمون حدیث ابی بکرہ وعرفجہ دیگر وآن موازنۂ خلفا است بایکدیگر وہر دو معنی صحیح است روایۃً ودرایۃً ونیز باید دانست کہ دارمی روایت میکند عن ابی ذر الغفاری قال قلت یا رسول الله کیف علمت أنك نبي حين استنبئت فقال یا أبا ذر أتاني ملكان وأنا ببعض بطحاء مكة فوقع أحدهما

اصحاب کی جانب متوجہ ہو کر فرماتے کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ تو ایک شخص نے کہا کہ میں نے یا رسول اللہ گویا ایک ترازو آسمان سے اتاری گئی اور آپ کو اس کے ایک پلے میں رکھا گیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دوسرے پلے میں تو آپ وزنی رہے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے۔ پھر آپ اٹھا لئے گئے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کی جگہ اتر گئے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب لائے گئے اور ان کو دوسرے پلے میں رکھا گیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ وزنی نکلے پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اٹھا دیا گیا اور عثمان رضی اللہ عنہ کو رکھا گیا تو عمر رضی اللہ عنہ وزنی رہے پھر عمر رضی اللہ عنہ کو اٹھا دیا گیا اور ترازو بھی اٹھا لی گئی۔ راوی نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا[1] پھر فرمایا کہ خلافت نبوت تیس سال رہے گی پھر بادشاہی ہو جائیگی۔ اور مروی ہے ابو بکرہ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا کون ہے جس نے تم میں سے کوئی خواب دیکھا ہے؟ ایک شخص نے کہا میں نے دیکھا گویا ایک ترازو آسمان سے نازل ہوئی پھر آپ تولے گئے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تو آپ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بھاری رہے۔ پھر تولا گیا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو تو ابو بکر رضی اللہ عنہ بھاری رہے۔ پھر تولا گیا عمر رضی اللہ عنہ وعثمان رضی اللہ عنہ کو تو عمر رضی اللہ عنہ بھاری رہے۔ پھر ترازو اٹھا لی گئی تو ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک سے ناگواری کا مشاہدہ کیا۔ اور عرفجہ سے بھی اسی کی طرح مروی ہے۔ یہاں یہ جاننا چاہئے کہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کا مضمون دوسرا ہے اور وہ موازنہ تمام امت کے ساتھ ہے اور ابو بکرہ اور عرفجہ کی حدیث کا مضمون دوسرا ہے اور یہ موازنہ خلفاء کا ہے ایک دوسرے کے ساتھ اور روایۃً و درایۃً دونوں معنے صحیح ہیں۔ اور نیز جاننا چاہیئے کہ دارمی روایت کرتے ہیں ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے انھوں نے بیان کیا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ جب آپ نبی بنائے گئے تھے تو کیونکر سمجھے کہ آپ نبی ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ اے ابو ذر رضی اللہ عنہ میرے پاس (خواب میں) دو فرشتے آئے جب کہ میں بطحاءِ مکہ کے بعض مقام پر تھا۔ ان دونوں میں سے

[1] بصیرت محمدی اس تنزل وزن کے سلسلہ کو دیکھتی ہوئی مستقبل کی جانب میں دور تک بڑھ گئی اور امت میں جو سخت تنزلات ہونیوالے تھے ان کے مشاہدے سے آپ کو رنج ہوا۔ ورنہ اپنا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور ذی النورین رضی اللہ عنہ کے مراتب کا تفاوت آپ کے لئے اس وقت کوئی نیا علم نہ تھا اور نہ یہ تفاوت کسی ملالِ خاطر کا موجب ہو سکتا تھا ۱۲ مترجم

Marfat.com

الارض و کانَ الآخرُ بینَ السماءِ والارضِ فقال احدہما لصاحبہ أ ہو ہو قال نعم فزِنہُ برجلٍ فوزنَ بہ فوزنتہ ثم قال زِنہُ بعشرۃٍ فوزنتُ بہم فرجحتہم ثم قال زِنہ بمائۃٍ فوزنتُ بہم فرجحتہم ثم قال زِنہ بالفٍ فوزنتُ بہم فرجحتہم کانّی انظر الیہم ینتثرونَ من خفۃِ المیزانِ قال فقال احدہما لصاحبہ لو وزنتہ بامّتہ لرجحہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آنجا از رویا وزنِ نبوتِ خود واشناختند زیراکہ وزن بر رجحانِ عنداللہ دلالت کرد اینجا ازین واقعہ خلافت و افضلیتِ خلفاءِ ثلثہ معلوم فرمودند و اما باعتبار اعانتِ اسلام در وقتِ غربتِ قیام بنصرتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم درحالتِ ایذاءِ کفار و شدتِ حال پس شیخین را افضلیت ثابت است باحادیث بسیاری ازان کہ دوازدہم است از احادیث این سلک حدیث ابی سعید خدری قال قال رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما مِنْ نبیٍّ اِلّا ولہٗ وزیرانِ من اہلِ السماءِ و وزیرانِ من اہلِ الارضِ فامّا وزیرایَ من اہلِ السماءِ فجبرئیل و میکائیل و امّا وزیرایَ من اہل الارضِ فابوبکر و عمرؓ و عن سعید بن المسیب مرسلاً قال کان ابوبکر الصدیق من النبیّ مکانَ الوزیر فکان یشاورہٗ فی جمیع امورہ و کان ثانیہ فی الاسلام و کان ثانیہ فی الغارِ و کان ثانیہ فی العریش یومَ بدرٍ

ایک تو زمین پر آ گیا اور دوسرا آسمان اور زمین کے بیچ میں ٹھہر گیا۔ پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ کیا یہ وہی ہے اس نے کہا کہ ہاں! تو اس کو ایک مرد کے ساتھ تو لو۔ پھر میں اس کے ساتھ تولا گیا تو میں وزنی نکلا پھر کہا کہ اب اس کو دس کے ساتھ تو لو پھر میں ان کے ساتھ تولا گیا تو میں ان سے بھی جھکا رہا۔ پھر کہا کہ اس کو سو کے ساتھ تو لو تو پھر مجھے ان کے ساتھ تولا گیا تو میں ان سے بھی جھکا رہا۔ پھر کہا کہ اس کو ہزار سے تو لو۔ پھر ان کے ساتھ مجھے تولا گیا تو میں ہی جھکا رہا گویا کہ میں ان لوگوں کو دیکھ رہا ہوں ترازو کے پلے سے نکل کر منتشر ہوتے ہوتے۔ کہا کہ ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اگر تو اس کو اس کی تمام اُمّت کے ساتھ تولے گا تو بھی ان سے جھکا رہے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ خواب اپنی نبوّت کا وزن پہچانا۔ کیونکہ وزن نے اللہ کے نزدیک رجحان پر دلالت کی (اسی طرح) اس جگہ آپ نے اس واقعہ سے تینوں خلفاء کی خلافت اور افضلیت معلوم کی۔ رہا اعانتِ اسلام کا اعتبار غربت کے زمانہ میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لئے کھڑے ہونے کا اعتبار ایذاءِ کفار اور شدتِ حال کی حالت میں تو شیخین رض کی افضلیت بہت سی احادیث سے ثابت ہے۔ تو ان میں سے ایک ہے جو اس سلسلہ کی احادیث میں سے بارہویں حدیث ہے حدیث ابوسعید خدری رض کی۔ کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی نبی نہیں مگر اس کے لئے دو وزیر (یعنی مددگار) ہوتے ہیں آسمان والوں میں سے اور دو وزیر ہوتے ہیں زمین والوں میں سے۔ تو میرے دو وزیر آسمان والوں میں سے جبرئیل ع اور میکائیل ع ہیں اور جو دو وزیر زمین والوں میں سے ہیں تو وہ ابوبکر رض اور عمر رض ہیں۔ اور سعید بن المسیب رض سے مرسلاً مروی ہے کہا کہ ابوبکر صدیق رض نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وزیر کے مرتبہ میں تھے تو آپ ان سے تمام امور میں مشورہ کیا کرتے تھے اور وہ آپ کے دوسرے تھے اسلام میں اور دوسرے تھے غار میں اور دوسرے تھے بدر کے دن عریش میں (بدر کی جنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے میدان

Marfat.com

وکان ثانیہ فی القبر ولم یکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یُقدِّمُ علیہ احدًا۔

سیزدہم عن ابی اروی الدوسی قال کنت جالسًا عند النبی صلے اللہ علیہ وسلم فاطلع ابوبکر وعمر فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الحمد للہ الذی ایدنی بہما وعن حذیفۃ بن الیمان قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول لقد ہممت ان ابعث الی الآفاق رجالاً یعلمون الناس السنن والفرائض کما بعث عیسی بن مریم الحواریین قیل لہ فاین انت من ابی بکر وعمر قال انہ لاغناء بی عنہما انہما من الدین کالسمع والبصر۔

چہاردہم۔ اثبات منت صدیق برخود وآن مستفیض است از حدیث ابی سعید خدری وابی ہریرۃ وحضرت مرتضے عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان امن الناس علی فی مالہ وصحبتہ ابوبکر وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مالاحد عندنا ید الا وقد کافیناہ ما خلا ابابکر فان لہ عندنا یدا یکافیہ اللہ بہا یوم القیامۃ وما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی بکر وایں اشارت است بافضلیت باعتبار اعانت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وترویج اسلام۔

پانزدہم اولیت اسلام صدیق اکبر از میان احرار بالغین و ظاہر است کہ بحکایت دو ملت کفر از غیر بالغ حر ظہور

میں ایک جگہ بنادی گئی تھی جس میں صرف ابوبکرؓ اور آپ ٹھہرے تھے عریش یعنی چھپر سے وہی مراد ہے) اور دوسرے ہوتے آپ کے ساتھ قبر میں۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی کو ان پر مقدم نہیں کرتے تھے۔

تیرھویں حدیث مروی ہے ابواروی دوسی سے کہا کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ ابوبکرؓ وعمرؓ نمودار ہوئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے کا شکر ہے جس نے ان دونوں سے مجھے تقویت بخشی۔ اور حذیفہ بن الیمان سے مروی ہے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ میں نے پختہ ارادہ کیا ہے کہ اطراف ملک میں لوگوں کو بھیجوں جو عوام کو سنن اور فرائض سکھائیں جیسا کہ عیسے ابن مریم نے حواریین کو بھیجا تھا۔ آپ سے کہا گیا کہ ابوبکرؓ وعمرؓ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ میں ان دونوں سے مستغنی نہیں ہو سکتا کہ یہ دونوں دین کے لئے سمع وبصر کی مانند ہیں۔

چودھویں فضیلت اپنے اوپر صدیقؓ کے احسان کا اثبات اور یہ مستفیض ہے ابوسعید خدریؓ اور ابوہریرہؓ اور حضرت مرتضےؓ کی حدیثوں سے۔ ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والا اپنا مال اور ساتھ دینے میں ابوبکرؓ ہے۔ اور ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم پر کسی کا احسان نہیں جس کی ہم نے مکافات نہ کردی ہو بجز ابوبکرؓ کے کیونکہ ان کے ہم پر اتنے احسان ہیں کہ ان کی مکافات بروز قیامت ان کے ساتھ اللہ کریگا اور مجھے کسی کے مال نے کبھی اتنا نفع نہیں پہنچایا جس قدر نفع ابوبکرؓ کے مال نے پہنچایا۔ اور یہ اشارہ اس افضلیت کی طرف ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت اور ترویج اسلام کے اعتبار سے ہے۔

پندرہویں فضیلت۔ احرار بالغین میں صدیق اکبرؓ کے اسلام کی اولیت۔ اور ظاہر ہے کہ ملت کفر پر بغیر بالغ اور آزاد کے اسلام کے

Marfat.com

نمی توانند نمود و این نیز مستفیض است از حدیث ابی درداء و عمرو بن عبسۃ و مقدام و عمار عن ابی الدرداء فی قصۃ مغامرۃ عمر معہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ بعثنی الیکم فقلتم کذبت و قال ابوبکر صدق و واسانی بنفسہ ومالہ فہل انتم تارکون لی صاحبی۔

شانزدہم دعای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دربارۂ فاروق اللہم اعز الاسلام وظہور اجابت این دعا بابلغ وجوہ و این نیز مستفیض است از حدیث ابن عمر و ابن عباس و عائشہ و ابن مسعود عن ابن عمر قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہم اعز الاسلام باحب ہذین الرجلین الیک بابی جہل او بعمر بن الخطاب قال وکان احبہما الیہ عمر و اما حصول عزت اسلام باسلام فاروق از حدیث ابن مسعود و ابن عباس و حذیفہ عن ابن مسعود مازلنا اعزۃ منذ اسلم عمر و فی روایۃ واللہ ما استطعنا ان نصلی عند الکعبۃ ظاہرین حتی اسلم عمر۔

ہفدہم استبشار اہل سموات باسلام فاروق و این نیز تلویح است باعانت اسلام و مسلمین از حدیث ابن عباس قال لما اسلم عمر نزل جبرئیل فقال یا محمد لقد استبشر اہل السماء باسلام عمر۔

ہیجدہم حدیث عمر غلق فتنہ است و غلق جہنم است و این حدیث مستفیض است عن حذیفۃ

کوئی چوٹ نہیں پڑ سکتی تھی اور یہ بھی مستفیض ہے ابو درداء اور عمرو[1] بن عبسہ اور مقدام اور عمار کی احادیث سے۔ اور مروی ہے ابو درداء سے حضرت ابوبکر رض کے ساتھ حضرت عمر رض کی رنجش واقع ہونے کے زمانہ میں۔ کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث کیا تو تم نے مجھے جھوٹا کہا اور ابوبکر رض نے میری تصدیق کی اور میرا ساتھ دیا اپنی جان سے اور اپنے مال سے تو کیا تم میرے لئے میرے رفیق کو چھوڑ دو گے؟

سولھویں فضیلت۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا فاروق رض کے بارے میں۔ اللہم اعز الاسلام اور اعلیٰ طریقہ پر اس دعا کی قبولیت کا ظہور اور یہ بھی مستفیض ہے ابن عمر رض اور ابن عباس رض اور عائشہ رض اور ابن مسعود رض کی حدیث سے، مروی ہے ابن عمر رض سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اے اللہ ابوجہل او عمر بن الخطاب دونوں میں سے کسی ایک سے جو آپ کو زیادہ پسند ہو اسلام کو عزت دے۔ کہا کہ ان دونوں میں سے اللہ کے نزدیک پسندیدہ عمر رض تھے۔ اور رہا عزت اسلام کا حصول فاروق رض کے اسلام سے تو یہ مستفیض ہے ابن مسعود رض و ابن عباس رض اور حذیفہ رض کی حدیث سے۔ ابن مسعود رض سے مروی ہے کہ جب عمر رض اسلام لائے ہم برابر عزت کے ساتھ رہے اور ایک روایت میں ہے کہ ہم میں یہ استطاعت نہ تھی کہ ہم کھلم کھلا کعبہ کے نزدیک نماز پڑھ لیں یہاں تک کہ عمر رض اسلام لے آئے۔

سترھویں فضیلت۔ آسمان والوں کا ایک دوسرے کو عمر رض کے اسلام سے خوشخبری دینا۔ اور یہ بھی اعانت اسلام و مسلمین کی طرف اشارہ ہے ماخوذ حدیث ابن عباس رض سے کہا کہ جب عمر رض اسلام لائے تو جبرئیل ع نازل ہوئے اور انہوں نے کہا اے محمد! اہل آسمان نے عمر رض کے اسلام لانے پر ایک دوسرے کو بشارت دی۔

اٹھارھویں حدیث عمر رض فتنہ کا بند دروازہ تھے اور جہنم کا بند دروازہ تھے اور یہ حدیث مستفیض ہے۔ مروی ہے

[1] یہ سب احادیث ان مسانید میں درج ہو چکی ہیں جو اس کتاب کے ربع اول میں لکھی جا چکی ہیں۔ عمرو بن عبسہ کی یہ حدیث صفحہ ۳۹۵ میں دیکھو ۱۲ مترجم

Marfat.com

وقد سألہا عمر من فتنۃ التی تموج کموج البحر لیس علیک منہا بأس یا امیر المؤمنین ان بینک و بینہا باباً مغلقاً ثم فسّر الباب بعمر بعد ازآن در خارج مثل الشمس فی رابعۃ النہار ظاہر شد کہ فتح فارس و روم کہ در بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ملفوف بود بدست ایشان بظہور رسید بے دخل غیری و جمع قرآن کہ در کتاب اللہ موعود بود باہتمام ایشان بعمل آمد بغیر مشارکت احدے و اجماع کہ اصل ثالث است از اصول شریعت بسعی ایشان بر روئے کار آمد بدون سعی دیگرے و ہمچنین تحقیق مقامات تصوف وغیر آن تا آنکہ بر طبق اشارۃ این احادیث تاسس برأین اختصاص این مشائخ ظاہر شد و نیز بتواتر رسید کہ صدیق پیش از ہمہ ایمان آورد و بنصرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قائم شد در مواطن بسیار و نزدیک بشش سال از نبوت فاروق اسلام آورد و عزت اسلام بسبب او ظاہر گردید و این ہمہ برہان واضح است بر افضلیت ایشان و تفسیر این احادیث است والحمد للہ آمدیم بآنکہ صدیق رض بہتر است از فاروق رض درین وصف این معنی مفہوم است از خطاب کردن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در قصۂ مناظرہ صدیق بر فاروق ہل انتم تارکون لی صاحبی و آن **نوزدہم** است از احادیث این مسلک اخرج البخاری عن ابی الدرداء قال کنتُ جالساً عند النبی صلے اللہ علیہ وسلم اذ اقبل ابو بکر آخذاً بطرف ثوبہ حتی ابدیٰ عن رکبتیہ فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم

حذیفہ رض سے اور آن سے حضرت عمر رض نے اُس فتنہ کے بارے میں سوال کیا تھا جس کی موجیں دریا کی موجوں کی طرح اُٹھیں گی (تو حذیفہ رض نے یہ جواب دیا تھا کہ) اے امیر المؤمنین رض اُس فتنہ سے آپ کو کوئی اندیشہ نہیں تمہارے اور اس فتنہ کے درمیان ایک بند دروازہ ہے پھر (مسروق رح کے پوچھنے پر) اُنھوں نے بند دروازہ کی تفسیر حضرت عمر رض کے وجود سے کی۔ اس کے بعد خارج میں دوپہر کے سورج کی طرح ظاہر ہو گیا کہ فارس اور رُوم کی فتح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت میں ملفوف تھی جس کا ظہور اُن کے ہاتھ پر ہوا بغیر کسی دوسرے کے دخل کے۔ اور جمع قرآن جس کا کتاب اللہ میں وعدہ کیا گیا تھا ان ہی کے اہتمام سے بغیر کسی کی مشارکت کے عمل میں آیا۔ اور اجماع جو کہ اصول شریعت میں کی تیسری اصل ہے اُن ہی کی کوشش سے بروئے کار آئی بغیر کسی دوسرے کی سعی کے اور اسی کی طرح مقامات تصوف وغیرہ کی تحقیق یہاں تک کہ ان احادیث کے اشارے کے مطابق ہو بہو ان مشائخ کا اختصاص ظاہر ہو گیا۔ اور نیز یہ خبر تواتر کے ساتھ پہنچی ہے کہ صدیق رض سب سے پہلے ایمان لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لئے کھڑے ہو گئے تھے بہت سے مواقع میں اور نبوت کے تقریباً چھٹے سال میں فاروق رض اسلام لائے اور اُن کے سبب سے اسلام کی عزت نمایاں ہوئی اور یہ سب اُن کی افضلیت پر واضح دلیل ہے اور ان احادیث کی تفسیر ہے، والحمد للہ۔ اب ہم اس پر آتے ہیں کہ صدیق رض افضل ہیں فاروق رض سے اس وصف (سابقیت) میں۔ یہ معنے مفہوم ہوتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس قصہ میں خطاب کرنے سے جو صدیق رض و فاروق رض کے مابین ایک جھگڑا پیش آگیا تھا، (ان الفاظ کے ساتھ) ہل انتم تارکون لی صاحبی اور اس مسلک کی احادیث میں سے یہ **اُنیسویں حدیث** ہے۔ اخذ کیا بخاری نے۔ روایت ہے ابو درداء سے کہا کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا جب کہ ابو بکر رض آئے اپنے کپڑوں کو سمیٹے ہوئے یہاں تک کہ ان کے دونوں زانو بھی ظاہر ہو رہے تھے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

Marfat.com

اما صاحبکم فقد غامر فسلم فقال انی کان بینی و بین ابن الخطاب شیٔ فاسرعت الیہ ثم ندمت فسالتہ ان یغفر لی فابیٰ علیّ فاقبلت الیک فقال یغفر اللہ لک یا ابا بکر[1] ثلثاً ثم ان عمر ندم فاتیٰ منزل ابی بکر فسال أثَمّ ابو بکر قالوا لا فاتی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسلم فجعل وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتمعر حتی اشفق ابو بکر فجثا علی رکبتیہ فقال یا رسول اللہ واللہ انا کنت اظلم مرتین فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ بعثنی الیکم فقلتم کذبت وقال ابو بکر صدق وواسانی بنفسہ ومالہ فہل انتم تارکون لی صاحبی مرتین فما اوذی بعدہا[2] اما آنکہ فاروق رضی اللہ عنہ بہتر است از ذی النورین رضی اللہ عنہ پس مفہوم است از قصۂ مغامرت ذی النورین رضی اللہ عنہ با فاروق رضی اللہ عنہ در نصر ابی جحش کہ رضاء عمر رحمۃ و آن بیستم است از احادیث این مسلک حدیث عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فی قصۃ طویلۃ فیہا مغامرۃ عمر مع ابی جحش فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تمہارے ساتھی سے کوئی جھگڑا ہوگیا۔ (انھوں نے آکر) سلام کیا پھر کہا کہ میرے اور ابن الخطاب کے درمیان کچھ بات ہوگئی تھی تو میں نے اُن کی طرف پیش قدمی میں جلدی کی پھر نادم ہوا اور اُن سے سوال کیا کہ وہ مجھے معاف کردیں مگر انھوں نے مجھ سے انکار کردیا تو میں آپ کی خدمت میں آگیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تجھے[1] معاف کرے اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تین مرتبہ فرمایا۔ پھر عمر نادم ہوئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مکان پر پہنچے اور پوچھا کہ کیا یہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود ہیں گھر والوں نے کہا نہیں۔ پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئے اور سلام کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ غصہ سے متغیر ہونے لگا یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ڈر گئے اور اپنے زانو کے بل کھڑے ہو کر کہنے لگے یا رسول اللہ میں ہی بڑا ظالم تھا (یعنے خطا میری ہی تھی) دو مرتبہ کہا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے تمہاری طرف نبی بنا کر بھیجا اور تم نے کہا تو کاذب ہے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تم سچے ہو اور میرا ساتھ دیا اپنی جان سے اور اپنے مال سے تو کیا تم میری وجہ سے میرے رفیق کو (ستانا) چھوڑ دو گے؟[2] دو مرتبہ فرمایا۔ پھر اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کبھی ایذاء نہیں دی گئی۔ (یعنی کوئی ایسی گفتگو کسی نے نہیں کی جو خلاف ادب ہو)۔ رہی یہ بات کہ فاروق رضی اللہ عنہ افضل ہیں ذی النورین رضی اللہ عنہ سے تو یہ بات مفہوم ہوتی ہے ذی النورین رضی اللہ عنہ کی اُس کہاسُنی میں جو فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آئی تھی ابوجحش کو مدد دینے کے بارے میں کہ آپ نے فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ کی رضا رحمت ہے اور وہ اس مسلک کی احادیث میں سے بیسویں حدیث ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک لمبے قصہ کے بارے میں جس میں ابوجحش سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی لڑائی کا بیان ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

[1] آپ کا یغفر اللہ لک یا ابابکر فرمانا اس بنا پر نہ تھا کہ ان سے کسی معصیت کا مشاہدہ کرکے آپ نے دعاء مغفرت کی بلکہ صرف اظہار شفقت و دلداری کے لئے ان کلمات کا استعمال کیا۔ محاورۂ کلام میں ایسے الفاظ بولے جاتے ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عفا اللہ عنک لم اذنت لہم فرمایا ۱۲ مترجم [2] آپ کا یہ کلام ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کلام پر متفرع ہے کہ اگر بالفرض ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کی زیادتی تھی تو تمہیں میری رفاقت دیرینہ اور ان کی عظیم خدمات اور سابق الی الاسلام ہونے کی وجہ سے ان کے بڑے مرتبہ کو پیش نظر رکھ کر درگزر کرنا چاہیئے تھا چہ جائیکہ یہ معافی مانگنے کے لئے سبقت کریں اور تم معاف نہ کرو اور ان کی بڑائی اور افضلیت کو بھلا دو ۱۲ مترجم عفا اللہ عنہ۔

Marfat.com

برضاء عمر رضی اللہ عنہ اخرجہ الحاکم آما باعتبار کمالِ نفسانی و بودن از طبقۂ علیائے اُمّت پس ثابت است باحادیث بسیار یکے از آنہا گواہی دادن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صدیق را بصدیقیت و فاروقِ اعظم و ذی النورین را بشہیدیت و آن بیست و یکم است از احادیث این مسلک و آن حدیث مُستفیض است بروایتِ عثمان و انس و ابوہریرہ و سعید ابن زید و صحابی مبہم در مسند احمد عن ثمامۃ بن حزن القشیری فی قصۃ طویلۃ قال عثمان انشدکم باللہ و الاسلام ہل تعلمون ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان علٰے ثبیر مکۃ و معہ ابوبکر و عمر و انا فتحرک الجبلُ حتے تساقطت حجارتہ بالحضیض قال فرکضہ برجلہ فقال اسکن ثبیر فانما علیک نبیٌّ وصدیق وشہیدانِ قالوا اللّٰہم نعم قال اللہ اکبر شہدوا لی و ربِّ الکعبۃ انّی شہیدٌ۔

بیست و دوم اثبات مرتبہ کہ تلو خلت باشد صدیق را و آن نیز حدیث مستفیض است جید الاسانید از حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ و ابن الزبیر رضی اللہ عنہ و ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ و عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود و ابو المعلّٰے عن ابن عباس عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لو کنتُ متخذًا من اُمّتی

عمر رضی اللہ عنہ کی رضا رحمت ہے۔ اس کو اخذ کیا حاکم نے۔ (ابو جحش لیثی کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پکڑ رکھا تھا اور نیچے گرا کر اس کا سر زمین سے رگڑ رہے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو انھوں نے چھوڑا دیا۔ یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ناگوار ہوئی اور انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اُس نے ایک رات ان کی دعوت کی تھی اس لئے انھوں نے اس کی حمایت کی۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا ارشاد فرمایا تھا۔ چند صفحات قبل یہ حدیث مفصّل تحریر کی جاچکی ہے) رہا کمالِ نفسانی کے اعتبار سے اور اُمّت کے طبقۂ علیا میں ہونے کے لحاظ سے افضل ہونا تو یہ بہت سی احادیث سے ثابت ہے۔ اُن میں سے ایک ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صدیقیت کی گواہی دینا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے اور شہیدیت کی گواہی دینا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اور ذی النورین رضی اللہ عنہ کے لئے اور وہ اس مسلک کی احادیث میں سے **اکیسویں حدیث** ہے اور یہ حدیث مُستفیض ہے بروایتِ عثمان رضی اللہ عنہ وانس رضی اللہ عنہ وابوہریرہ رضی اللہ عنہ وسعید رضی اللہ عنہ بن زید اور ایک اور صحابی کی روایت سے جن کا نام معلوم نہیں۔ مسند احمد میں ثمامہ بن حزن القشیری سے ایک طویل قصّہ میں مروی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تمھیں اللہ کا اور اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثبیر مکہ پر تھے (ثبیر مکہ کی ایک پہاڑی کا نام ہے) اور آپ کے ساتھ ابوبکر و عمر تھے اور میں تھا تو پہاڑ نے حرکت کی یہاں تک کہ اُس کے پتھر لڑھک کر نشیب میں گرے کہا پھر آپ نے اس پر اپنا پاؤں مارا اور فرمایا اے ثبیر ساکن ہو کیونکہ تجھ پر ایک نبی ہے اور ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ بیشک عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ اکبر سب لوگوں نے شہادت دی ربِ کعبہ کی قسم کہ میں شہید ہوں۔

بائیسویں حدیث صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے ایسے مرتبہ کے اثبات میں جو قریب ہے خلت کے اور وہ بھی حدیث مُستفیض ہے جس کی اسناد جیّد ہیں۔ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ وابن الزبیر رضی اللہ عنہ وابوسعید خدری رضی اللہ عنہ وعبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وابو المعلّے سے۔ مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اپنی اُمّت میں سے کسی کو

Marfat.com

خلیلاً لاتخذتُ ابابکر ولکن اخی وصاحبی۔

بست و سوم موافقت رأی صدیقؓ باوحی در چندین واقعہ تا آنکہ قدر مشترک متواتر بالمعنی گشتہ از آنجملہ قصّہ فنحاص یہودی کہ عکرمہ ومجاہد وسدی آن را روایت کردہ روی عن عکرمۃ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم بعث ابابکر الٰے فنحاص الیہودے یستمدہٗ وکتب الیہ وقال لابی بکر لاتفتت علیّ بشیٍ حتے ترجع الیّ فلما قرأ فنحاص الکتاب قال قد احتاج ربکم قال ابوبکر فہممتُ ان اُقرِّبہٗ بالسیف ثم ذکرتُ قول النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم لاتفتتْ علیّ بشیٍ فنزلت لَقَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّذِیْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰہَ فَقِیْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِیَآءُ وقولہٗ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وقال ابن جریج حُدِّثتُ انّ اباقحافۃ سبّ النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم فصکّہ ابوبکر صکۃً فسقط فذکر ذلک للنبیّ صلے اللہ علیہ وسلم فقال اَفعلت یاابابکر فقال واللّٰہ لوکان السیفُ قریبًا منّی لضربتہ فنزلت لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ الآیۃ وعن ابی ایوب الانصارے عن النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم قال اِنّی رأیتُ فی المنام غنمًا سودًا

خلیل بناتا (یعنی ایسا دوست جس سے زیادہ کوئی محبوب نہ ہو) تو ابوبکرؓ کو بناتا لیکن وہ میرا بھائی اور رفیق ہے۔

تیئیسویں حدیث کتنے ہی واقعات میں صدیقؓ کی رائے کی موافقت وحی کے ساتھ یہاں تک کہ قدر مشترک متواتر بالمعنی ہوگیا۔ ان میں سے ایک ہے فنحاص یہودی کا قصہ کہ عکرمہ اور مجاہد اور سدی نے اس کو روایت کیا۔ روایت ہے عکرمہ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو بھیجا فنحاص یہودی کے پاس اس سے کچھ امداد لینے کے لئے اور اس کے پاس خط لکھ کر بھیجا اور ابوبکرؓ سے یہ فرمایا کہ مجھ سے کوئی بات نہ اٹھا رکھنا (یعنی مجھ سے پوچھے بغیر کوئی کام نہ کرنا) یہاں تک کہ تم میرے پاس واپس آؤ۔ تو جب فنحاص نے خط کو پڑھا تو اس نے کہا کہ تمھارا رب بیشک محتاج ہوگیا۔ ابوبکرؓ نے کہا تو میں نے قصد کرلیا کہ اس کو تلوار سے ٹھنڈا کردوں پھر مجھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا یاد آگیا کہ کوئی کام مجھ سے پوچھے بغیر نہ کرنا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی لَقَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّذِیْنَ الخ (۳: ۱۸۱) بیشک اللہ تعالے نے سن لیا ہے ان لوگوں کا قول جنھوں نے یوں کہا کہ اللہ تعالے مفلس ہے اور ہم مالدار ہیں۔ اور یہ آیت وَلَتَسْمَعُنَّ الخ (۳: ۱۸۶) اور البتہ آگے کو اور سنو گے بہت سی باتیں دل آزاری کی ان لوگوں سے جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں۔ اور ابن جریج نے کہا کہ ہم سے نقل کیا گیا کہ ابوقحافہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دی تو ابوبکرؓ نے اس کے اتنے زور سے تھپڑ مارا کہ وہ گر گیا۔ اس واقعہ کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا تو آپ نے کہا کیا اے ابوبکرؓ تم نے ایسا کیا؟ تو انھوں نے کہا کہ خدا کی قسم اگر تلوار میرے قریب ہوتی تو اس پر چلا دیتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی لَا تَجِدُ قَوْمًا الخ (۵۸: ۲۲) جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں آپ ان کو نہ دیکھیں گے کہ ایسے شخصوں سے دوستی رکھتے ہیں جو اللہ اور رسول کے برخلاف ہیں الخ۔ ابوایوب انصاریؓ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا سیاہ بکریوں کو

Marfat.com

وخلت فیہا غنم عفرٌ یا ابا بکر اعبُرہا فقال ابوبکر یارسولَ اللہِ ہی العربُ تتبعک ثم تتبعہا العجمُ حتے تغمرہا فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ہکذا عبرہا الملک سحر عن ابن عباس قال قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم یوم بدر اللہم انشدک عہدک ووعدک اللہم ان شئت لم تعبد فاخذ ابوبکر بیدہٖ فقال حسبک فخرج وہو یقول سیُہزم الجمعُ ویُولّون الدُبر وفی الحدیبیۃ قال لعمر مثل ما قال لہ النبیُّ صلے اللہ علیہ وسلم وقال یا ایہا الرجلُ انہ رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ولیس یعصی ربّہٗ وہو ناصرہٗ فاستمسک بغرزہٖ فواللہ انہ علے الحق

بیست و چہارم تعبیر پرسیدن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از صدیق در واقعہائے بسیارے واین دلالت می نماید بر موافقت قوت عاقلہ او با قوت عاقلہ پیغامبر قال محمد بن اسحٰق وقد بلغنی انّ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قالَ لابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ وہو محاصرٌ ثقیفًا یا ابا بکر انّی رأیتُ انّی اہدیت الیّ قعبۃ مملوّۃ زبدًا فنقرہا دیک فہراق ما فیہا فقال ابوبکر ما اظنّ ان تدرک منہم یومک ہذا ما ترید فقال رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وانا لا اری ذٰلک قال ابن ہشام حدثنی بعض اہل العلم عن ابراہیم بن جعفر المحمدی قال قال رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

جن میں سفید رنگ بکریاں داخل ہوگئیں۔ اے ابوبکرؓ اس کی تعبیر دو۔ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ یہ (سیاہ بکریاں) عرب ہیں جو آپؐ کا اتباع کریں گے پھر ان کے پیچھے عجم کے لوگ آجائیں گے یہاں تک کہ اُن پر چھاجائیں گے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی تعبیر سحر کے وقت فرشتے نے اسی طرح دی تھی۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یوم بدر میں کہا اے اللہ میں آپ کو واسطہ دیتا ہوں آپ کے عہد کا اور آپ کے وعدے کا اے اللہ اگر آپ چاہیں آپ کی عبادت نہ کی جائے تو ابوبکرؓ نے آپؐ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بس کافی ہے۔ تو آپ یہ کہتے ہوئے نکلے سَیُہْزَمُ الْجَمْعُ (یعنی عنقریب اس جماعت کو شکست دی جائیگی اور یہ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے) اور ابوبکرؓ نے بھی حدیبیہ میں عمرؓ سے وہی کہا جو کچھ ان سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اور (یہ بھی) اے شخص وہ اللہ کے رسول ہیں (صلے اللہ علیہ وسلم) اور وہ ایسے نہیں کہ اپنے رب کی نافرمانی کریں اور وہ ان کا مددگار ہے۔ بس اُن کی رکاب مضبوط پکڑے رکھو۔ خدا کی قسم وہی حق پر ہیں (جو کارروائی مصالحت آپ کر رہے ہیں بالکل درست اور منشائے حق کے مطابق ہے)۔

چوبیسویں فضیلت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صدیقؓ سے بہت سے واقعات میں تعبیر پوچھنا یہ دلالت کرتا ہے ان کی قوتِ عاقلہ کی موافقت پر پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی قوتِ عاقلہ کے ساتھ محمد بن اسحٰق نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب وہ ثقیف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے کہ اے ابوبکرؓ میں نے دیکھا کہ میرے پاس ایک رکابی مکھن سے بھری ہوئی رکھی ہوئی ہے جو بطور ہدیہ میرے پاس بھیجی گئی اس پر ایک مرغ نے چونچ ماری تو جو اس میں تھا وہ سب بہہ گیا تو ابوبکرؓ نے کہا کہ میں یہ گمان نہیں کرتا کہ اس دن میں آپ جو ارادہ کئے ہوئے ہیں وہ اُن سے حاصل کرلیں گے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور مجھ کو درحقیقت یہی دکھایا جارہا ہے۔ اور ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے روایت کی بعض اہل علم نے ابراہیم ابن جعفر المحمدی سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

Marfat.com

رأیتُ انّی لقمتُ لقمۃً من حیسٍ فالتذذتُ طعمہا فاعترض فی حلقی منہا شیءٌ حین ابتلعتُہا فادخل علیٌّ یدہٗ و نزعہ فقال ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ یارسول اللہ ہذہ سریۃ من سرایاک تبعثہا فیاتیک منہا بعض ما تحب ویکون فی بعضہا اعتراض فتبعث علیاً فیسہلہ۔

بیست و پنجم نزع خُیلا از صدرِ صدیق رض و این دلالت میکند بر موافقتِ قوتِ عاملہ او با قوتِ عاملہ پیغامبر و این تلو عصمت است از حدیث عبداللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَن جرّ ثوبہ خیلاءَ لم ینظر اللہ الیہ یوم القیٰمۃ فقال ابوبکر الصدیق ان احد شقّی ثوبی یسترخی الا ان اتعاہد ذٰلک منہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انّک لست تصنع ذٰلک خیلاءً۔

بیست و ششم جمع کردنِ صدیق رض انواع بر را و آن دال است بر موافقتِ قوتِ عاملہ انبیاء از حدیثِ ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَن اصبح منکم الیوم صائماً قال ابوبکر انا قال فمن تبع الیوم منکم جنازۃً قال ابوبکر انا قال فمن اطعم الیوم مسکیناً قال ابوبکر انا قال فمن عاد منکم الیوم مریضاً قال ابوبکر انا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اجتمعن فی امرء

میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے کھجور کے مالیدے[1] میں سے ایک لقمہ کھایا اور اس سے لذت اندوز ہوا۔ پھر جب میں نے اُس کو نگلا تو اس میں سے کچھ میرے حلق میں پھنس گیا تو علی رض نے اپنا ہاتھ داخل کر کے اُس کو کھینچ لیا۔ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یارسول اللہ آپ کے سرایا میں سے یہ سریّہ جس کو آپ بھیج رہے ہیں اس سے وہ چیز جس کو آپ پسند کرتے ہیں کچھ تو آپ کو ملے گی اور اُس کے بعض میں رکاوٹ پیش آئیگی پھر آپ علی رض کو بھیجیں گے وہ اُس آسان کردیں گے۔

پچیسویں فضیلت خودبینی (گھمنڈ) کو صدیق رض کے سینہ سے نکال دینا۔ اور یہ دلالت کرتا ہے اُن کی قوتِ عاملہ کی موافقت پیغمبر کی قوتِ عاملہ کے ساتھ اور یہ صفت عصمت کے ساتھ ملحق ہے؛ یہ ثابت ہے حدیث عبداللہ بن عمر رض سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس نے اپنا کپڑا کھینچا غرور اور گھمنڈ سے اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اُس کو (بنظر رحمت) نہ دیکھے گا۔ تو ابوبکر صدیق رض نے کہا کہ میرے کپڑے کا ایک سرا لٹک جاتا ہے۔ اب میں ہمیشہ اس کا خیال رکھوں گا۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ازراہِ غرور ایسا نہیں کرتے۔

چھبیسویں فضیلت نیکی کی انواع میں صدیق اکبر رض کی جامعیت اور یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ان کی قوتِ عاملہ انبیاء کی قوتِ عاملہ کے موافق تھی۔ یہ ثابت ہے حدیث ابوہریرہ رض سے کہا کہ (ایک دن) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج تم میں سے کون روزے سے ہے۔ ابوبکر رض نے کہا کہ میں۔ پھر فرمایا کہ آج تم میں کون کسی جنازے کے ساتھ گیا۔ ابوبکر رض نے کہا کہ میں۔ پھر فرمایا کہ آج تم میں سے کس نے مسکین کو کھانا کھلایا ابوبکر رض نے کہا کہ میں نے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ آج کسی مریض کی عیادت تم میں سے کس نے کی۔ ابوبکر رض نے کہا کہ میں نے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس میں یہ خصلتیں جمع ہو جائیں گی

[1] حیس کے معنے ہیں ملانا اور اُس کھانے کو بھی کہتے ہیں جو کھجور، اور گھی اور پنیر وغیرہ سے بنایا جاتا ہے (لغات الحدیث) اس لئے احقر نے اس کا ترجمہ کھجور کا مالیدہ کیا ہے ۱۲ مترجم

Marfat.com

بالآ دخل الجنۃ۔

بیست و ہفتم ندا کردن ملائکہ صدیق رض را از ابواب ثمانیہ جنت از حدیث ابی ہریرہ رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من انفق زوجین[1] فی سبیل اللہ نودی من ابواب الجنۃ یا عبد اللہ ہذا خیر فمن کان من اہل الصلوۃ دعی من باب الصلوۃ ومن کان من اہل الجہاد دعی من باب الجہاد ومن کان من اہل الصیام دعی من باب الریان ومن کان من اہل الصدقۃ دعی من باب الصدقۃ فقال ابوبکر بابی انت و امی یا رسول اللہ ما علی من دعی من تلک الابواب من ضرورۃ فہل یدعی احد من تلک الابواب کلہا قال نعم وارجو ان تکون منہم اخرجہ البخاری ومسلم والترمذی ومالک فی الموطا۔

بیست و ہشتم وضع اللہ الحق علی لسان عمر و این فضیلتے است در فاروق رض کہ تلو وحی است در انبیاء و این حدیث مستفیض است از حدیث ابن عمر و ابی ذر و مرتضی وغیر ایشان عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال جعل اللہ الحق علی لسان عمر وقلبہ اخرجہ الترمذی۔

بیست و نہم اثبات محدثیت کہ تلو وحی است فاروق را و آن مستفیض است از حدیث ابی ہریرہ رض و عائشہ و عقبہ بن عامر عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد کان فیما کان قبلکم من الامم ناس محدثون فان یکن فی امتی منہم

وہ جنت میں داخل ہوگا۔

ستائیسویں فضیلت حضرت صدیق رض کو ملائکہ کا جنت کے آٹھوں دروازوں سے پکارنا۔ یہ ثابت ہے حدیث ابوہریرہ رض سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایک جوڑا خرچ کیا راہ خدا میں اس کو پکارا جائے گا جنت کے دروازوں سے کہ اے اللہ کے بندے یہ خیر ہے (یعنی جنت خیر کا مقام) تو جو اہل صلوۃ میں ہوگا اس کو باب الصلوۃ سے پکارا جائیگا اور جو اہل جہاد میں سے ہوگا اس کو باب الجہاد سے پکارا جائیگا اور جو اہل صیام (یعنی روزے داروں) میں سے ہوگا اس کو باب الریان سے پکارا جائے گا اور جو اہل صدقہ میں سے ہوگا اس کو باب الصدقہ سے پکارا جائے گا۔ تو ابوبکر رض نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ جو شخص ان دروازوں سے پکارا جائیگا اس پر ہر دروازے پر جانا ضروری تو نہ ہوگا تو کیا کوئی ایسا شخص بھی ہوگا جس کو ہر دروازے سے پکارا جائے گا۔ فرمایا ہاں اور میں امید کرتا ہوں کہ تو ان ہی میں سے ہوگا۔ اخذ کیا اس کو بخاری اور مسلم اور ترمذی نے اور امام مالک نے موطا میں۔

اٹھائیسویں فضیلت۔ اللہ تعالیٰ کا عمر رض کی زبان پر حق کو رکھ دینا اور فاروق رض میں یہ فضیلت ہے جو مماثل وحی ہے جو انبیاء کے حق میں ہوتی ہے۔ یہ حدیث مستفیض ہے ابن عمر رض اور ابوذر رض اور مرتضیٰ رض وغیرہم سے۔ مروی ہے ابن عمر رض سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر رض کی زبان اور اس کے قلب میں رکھ دیا ہے۔ اس کو اخذ کیا ترمذی نے۔

انتیسویں فضیلت محدثیت کا اثبات فاروق رض کے لئے جو مماثل وحی ہے۔ اور یہ مستفیض ہے حدیث ابوہریرہ رض و عائشہ رض و عقبہ بن عامر سے۔ مروی ہے ابوہریرہ رض سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم سے پہلے جو امتیں گزر چکی ہیں ان میں محدث لوگ ہوتے تھے تو اگر میری امت میں ان میں سے کوئی

[1] بخاری کی روایت میں زوجین کے بعد "من شیء من الاشیاء" بھی مذکور ہے یعنی کسی چیز کا بھی ایک جوڑا ہو مثلاً دو روپے یا دو اشرفی، دو کپڑے وغیرہ ۱۲ مترجم

Marfat.com

احدٌ فانّہٗ عمر اخرجہ البخاری۔

سی اُم فرارِ شیطان از ظلِّ عمرؓ وآن تلوِ عصمت است وآن نیز مستفیض است از حدیثِ سعد ابن ابی وقاص وابی ہریرہ وبریدہ اسلمی وعائشہ عن سعد بن ابی وقاص قال استاذن عمر علےٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وعندہٗ نساءٌ من قریش یکلمنہ ویستکثرنہ عالیۃً اصواتہن فذکر الحدیث الی ان قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لعمر والذی نفسی بیدہ مالقیک الشیطان قطّ سالکاً فجاً غیر فجّک اخرجہ البخاری ومسلم۔

سی ویکم دادنِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لبن فاروق رضا در منام از حدیثِ عبداللہ ابن عمر ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال بینا انا نائم شربتُ یعنی اللبن حتے انظر الی الریّ یجری فی ظفری او فی اظفاری ثم ناولتُ عمر قالوا فما اوّلتہ قال العلم اخرجہ البخاری ومسلم۔

سی ودوم موافقتِ رای فاروق رضا با وحی الٰہی وآن تلوِ وحی است و این حدیث مستفیض است از حدیثِ عمر رضی اللہ عنہ قال وافقتُ ربّی فی ثلثٍ فی مقام ابراھیم وفی الحجاب وفی اُساریٰ بدر اخرجہ مسلم والبخاری نحوہ

سی وسوم دیدنِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زیادتِ دین فاروق رضا عن ابی سعید الخدری قال سمعتُ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول بینا انا نائم رأیتُ الناس عُرِضُوا عَلَیَّ

شخص ہے تو وہ عمرؓ ہے۔ اس کو اخذ کیا بخاری نے۔

تیسویں فضیلت شیطان کا بھاگنا عمرؓ کے سایہ سے اور یہ عصمت کے مماثل ہے اور یہ بھی مستفیض ہے سعدؓ بن ابی وقاص اور ابوہریرہؓ اور بریدہ اسلمیؓ اور عائشہؓ کی احادیث سے۔ مروی ہے سعدؓ بن ابی وقاص سے کہا کہ عمرؓ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہی اور قریش کی عورتیں آپؐ سے باتیں کر رہی تھیں اور بہت بول رہی تھیں اور اُن کی آوازیں اونچی ہو رہی تھیں۔ اس حدیث کا بیان کرتے کرتے اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ جب شیطان کا کسی گلی میں چلتے ہوئے تم سے سامنا ہوجاتا ہے تو وہ گلی سے ہٹ کر دوسری گلی میں چلنے لگتا ہے۔ اس کو اخذ کیا بخاری اور مسلم نے۔

اکتیسویں فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فاروقؓ کو خواب میں دودھ عطا کرنا۔ یہ ثابت ہے عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے سوتے ہوئے (خواب میں) پیا یعنی دودھ یہاں تک کہ میں اُس کی تراوٹ کو دیکھتا تھا کہ میرے ناخن یا ناخنوں میں (فرمایا) جاری ہو رہی تھی۔ پھر وہ میں نے عمرؓ کو دیدیا۔ لوگوں نے کہا کہ پھر آپؐ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ فرمایا کہ علم۔ اس کو اخذ کیا بخاری اور مسلم نے

بتیسویں فضیلت۔ فاروقؓ کی رائے کا وحی الٰہی کے موافق ہونا اور وہ مماثل وحی ہے اور یہ حدیث مستفیض ہے حدیثِ عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تین امور میں میری رائے موافق رہی میرے رب کے حکم سے مقام ابراہیم کے بارے میں اور پردے اور بدر کے قیدیوں کے بارے میں۔ مسلم اور بخاری نے ایسی روایات اخذ کی ہیں۔

تینتیسویں فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فاروقؓ میں دین کی زیادتی کو دیکھنا۔ مروی ہے ابوسعید خدریؓ سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے کہ میں نے سوتے ہوئے (خواب میں) لوگوں کو دیکھا جو میرے سامنے پیش کیے گئے

Marfat.com

وعلیہم قمص فمنہا ما یبلغ الثدی ومنہا ما یبلغ دون ذلک وعرض علیّ عمر وعلیہ قمیص یجرہ، قالوا فما اولتہ یا رسول اللہ قال الدین اخرجہ البخاری ومسلم۔

اما فضیلت شیخین رض باعتبار اکثریت ثواب و اعلیٰ بودن درجۂ ایشان در بہشت پس ثابت است باحادیث بسیار یکی حدیث سیدا کہول الجنۃ وآن سی وچہارم است از احادیث این مسلک وآن مستفیض است از حدیث انس ومرتضیٰ وابی جحیفہ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابی بکر وعمر ہذان سیدا کہول اہل الجنۃ من الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین لا تخبرہما یا علی اخرجہ الترمذی وعن علیؓ بطرق مختلفۃ منہا طریق علی بن الحسین بن علی عن علی بن ابی طالب قال کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ طلع ابوبکر وعمر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذان سیدا کہول اہل الجنۃ من الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین یا علی لا تخبرہما۔

سی وپنجم اختصاص ایشان بغرف جنت از حدیث ابی سعید خدری رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اہل الدرجات العلی لیراہم من تحتہم کما ترون النجم الطالع فی افق السماء وان ابابکر

اس حالت میں کہ وہ قمیصیں پہنے ہوئے تھے۔ ان میں سے بعض کی قمیص چھاتی تک تھی اور بعض کی اس سے نیچے پہنچی ہوئی تھی اور میرے سامنے عمر رض کو پیش کیا گیا اور اس کے اوپر ایسی قمیص تھی جس کو وہ کھینچتا ہوا جا رہا تھا۔ لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ فرمایا کہ دین۔ اس روایت کو بخاری اور مسلم نے ذکر کیا۔

رہی فضیلت شیخین رض کی اکثریت ثواب اور بہشت میں اُن کا اعلیٰ مقام ہونے کے اعتبار سے تو یہ بہت سی احادیث سے ثابت ہے۔ ایک حدیث ہے سیدا کہول اہل الجنۃ (کہ یہ دونوں ادھیڑ عمر والے اہل جنت کے سردار ہیں) اور وہ **چونتیسویں حدیث** ہے اس مسلک کی احادیث میں سے۔ اور وہ مستفیض ہے انس رض کی اور مرتضیٰ رض کی و ابو جحیفہ رض کی احادیث سے۔ مروی ہے انس رض سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رض اور عمر رض کے بارے میں فرمایا کہ یہ دونوں ادھیڑ عمر والے اہل جنت کے سردار ہیں۔ (وہ اہل جنت) اوّلین میں سے ہوں (جو اُن سے پہلے گزر چکے) یا آخرین میں سے ہوں (جو اُن کے بعد پیدا ہونے والے ہیں) بجز نبیین و مرسلین کے۔ اے علی رض ان دونوں کو خبر نہ کرنا۔ اِس کا ذکر کیا ترمذی نے۔ اور مختلف اسناد کے ساتھ حضرت علی رض سے مروی ہے اُن میں سے ایک سند ہے علی (زین العابدین) ابن الحسین بن علی از علی رض بن ابی طالب، فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا جب کہ سامنے دکھائی دیئے ابو بکر رض و عمر رض تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں بجز انبیاء و مرسلین کے تمام اہل جنت کے خواہ اوّلین میں سے ہوں یا آخرین میں سے سب کے سردار ہیں، اے علی ان کو خبر نہ کرنا۔

پینتیسویں فضیلت۔ جنت کے بالاخانوں کے ساتھ ان کا اختصاص ثابت ہے ابو سعید خدری رض کی حدیث سے۔ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ درجات عالیہ والے اہل جنت کو اُن سے نیچے درجات والے اہل جنت اِس طرح دیکھیں گے جس طرح تم اُس ستارے کو دیکھتے ہو جو آسمان کے اُفق پر طلوع ہو رہا ہو۔ اور ابو بکر رض

Marfat.com

وعمر منہم و انعما۔

سی و ششم تقدم شیخین رضی اللہ عنہما برامت در حشر از حدیث ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج ذات یوم فدخل المسجد وابوبکر وعمر احدھما عن یمینہ و الآخر عن شمالہ وھو آخذ بایدیھما وقال ھکذا نبعث یوم القیامۃ و فی روایۃ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول من تنشق الارض عنہ انا ثم ابوبکر ثم عمر۔

سی و ہفتم اول کسے کہ در بہشت آید صدیق خواہد بود از حدیث ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتانی جبرئیل علیہ السلام فاخذ بیدی فارانی باب الجنۃ الذی تدخل منہ امتی فقال ابوبکر یا رسول اللہ وددت انی کنت معک حتی انظر الیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انک یا ابابکر اول من یدخل الجنۃ من امتی۔

سی و ہشتم تجلی کردن خدائے عز وجل خاصۃ برائے صدیق رضی اللہ عنہ از حدیث جابر فی قصۃ وفد عبدالقیس قال فاجابہم ابوبکر رضی اللہ عنہ بجواب و اجاد الجواب فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابابکر اعطاک اللہ الرضوان الاکبر فقال بعض القوم و ما الرضوان الاکبر

وعمر رضی اللہ عنہ اُن ہی میں سے ہیں بلکہ ان سے زیادہ اچھے۔

چھتیسویں فضیلت۔ قبروں سے زندہ ہوکر اٹھنے میں شیخین رضی اللہ عنہما کا امت پر مقدم ہونا۔ یہ ثابت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور مسجد میں داخل ہوئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ دونوں میں سے ایک آپ کے دائیں تھا اور ایک بائیں اور آپ ان دونوں کے ہاتھوں کو پکڑے ہوئے تھے اور فرمایا کہ ہم قیامت کے دن اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔ اور ان سے ایک روایت یہ ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ پہلا شخص جس پر سے زمین پھٹے گی میں ہوں پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر عمر رضی اللہ عنہ۔

سینتیسویں فضیلت۔ اول جو شخص بہشت میں داخل ہوگا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ یہ ثابت ہے حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا پھر انھوں نے جنت کا وہ دروازہ مجھے دکھلایا جس سے میری امت داخل ہوگی۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ مجھے شوق ہے کہ میں آپ کے ساتھ ہوتا اور میں بھی اس کو دیکھتا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سمجھ لے ابوبکر رضی اللہ عنہ میری امت میں سے تو وہ پہلا شخص ہوگا جو جنت میں داخل ہوگا۔

اڑتیسویں فضیلت۔ خدائے عزوجل کا صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے خاص طور پر تجلی کرنا۔ یہ ثابت ہے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے وفد عبدالقیس[1] کے قصہ میں کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو جواب دیا اور اچھا جواب دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تم کو اللہ تعالیٰ نے رضوان اکبر عطا کیا۔ تو بعض لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ

---

[1] قبیلہ عبدالقیس کا ایک وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا جس کے شرکاء کی تعداد باختلاف روایات چودہ سے چوبیس تک تھی اُن میں سے بعضوں نے کچھ گفتگو کی اور عمدہ تقریر کی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ جو کچھ انھوں نے کہا تم نے سنا؟ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں یا رسول اللہ اور اس کو سمجھا بھی۔ پھر آپ نے فرمایا تو تم ان کو جواب دو۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب میں بہت عمدہ تقریر کی۔ یہ حدیث صفحہ ۳۲۹ ربع اول میں مذکور ہے ۱۲ مترجم

Marfat.com

یا رسول اللہ قال یتجلی اللہ لعبادہ فی الآخرۃ عامۃ و یتجلی لابی بکر خاصۃ۔

سی و نہم حاضر شدن صدیق رضی اللہ عنہ بر حوض کوثر ہمراہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از حدیث عبداللہ بن عمر ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر انت صاحبی علے الحوض وصاحبی فی الغار۔

چہلم اول کسے کہ خدای تعالیٰ با او مصافحہ و معانقہ کند فاروق رض باشد از حدیث ابی بن کعب قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اول من یصافحہ الحق عمر واول من یسلم علیہ واول من یاخذ بیدہ فیدخلہ الجنۃ وفی روایۃ آخر عنہ اول من یعانقہ الحق یوم القیمۃ عمر واول من یاخذ بیدہ فینطلق بہ الی الجنۃ عمر بن الخطاب۔ آمدیم باآنکہ افضلیت صدیق رض بر فاروق رض از کجا مفہوم می شود آن مفہوم است از حدیث عمار و عائشہ وآن چہل و یکم است از احادیث این مسلک عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا عمار اتانی جبرئیل آنفا فقلت یا جبرئیل حدثنی بفضائل عمر بن الخطاب فی السماء فقال یا محمد لو حدثتک بفضائل عمر مثل مالبث نوح فی قومہ الف سنۃ الا خمسین عاما ما انفدت فضائل عمر وان عمر لحسنۃ من حسنات ابی بکر و عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت بینا راس رسول اللہ صلے

رضوانِ اکبر کیا ہے ؟ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کے لئے ایک عام تجلی کرے گا اور ابوبکر رض کے لئے خاص طور پر تجلی کرے گا۔

اُنتالیسویں فضیلت۔ صدّیق رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حوض کوثر پر حاضر ہونا۔ یہ ثابت ہے عبداللہ ابن عمر رض کی حدیث سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رض سے فرمایا کہ تم میرے ساتھی ہوگے حوض پر اور میرے غار کے ساتھی ہو۔

چالیسویں فضیلت۔ سب سے پہلے جس شخص سے اللہ تعالیٰ مصافحہ اور معانقہ فرمائے گا وہ فاروق رض ہوں گے۔ ثابت ہے اُبی بن کعب کی حدیث سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ پہلا شخص جس سے اللہ تعالےٰ مصافحہ کریگا عمر رض ہوگا اور سب سے پہلے اُس پر سلام فرمائیگا اور سب سے پہلے اُس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کریگا۔ اور دوسری روایت میں اُبی رض سے یوں مروی ہے کہ پہلا شخص جس سے حق تعالےٰ قیامت کے دن معانقہ کریگا عمر رض ہوں گے اور پہلا شخص جس کا ہاتھ پکڑ کر جنت کی طرف لیکر چلے گا عمر رض بن الخطاب ہیں۔ اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ فاروق رض پر صدیق رض کی فضیلت کہاں سے مفہوم ہوتی ہے۔ اور یہ ثابت ہوتی ہے عمار رض اور عائشہ رض کی حدیث سے اور یہ اس مسلک کی احادیث میں سے **اکتالیسویں حدیث** ہے۔ مروی ہے عمار بن یاسر سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اے عمار میرے پاس ابھی جبرئیل ع آئے تھے۔ میں نے کہا اے جبرئیل ع مجھ سے عمر رض بن الخطاب کے فضائل جو کہ آسمان میں (مشہور) ہیں بیان کرو۔ تو انھوں نے کہا اے محمد ﷺ اگر میں تم سے عمر رض کے فضائل بیان کروں اتنے زمانہ تک جتنے زمانہ تک نوح ع اپنی قوم میں ٹھہرا تھا یعنی پچاس کم ایک ہزار سال تو عمر رض کے فضائل ختم نہ ہوں گے اور عمر رض، ابوبکر رض کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کے برابر ہے۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اس دوران میں کہ رسول اللہ صلے

---

۵ بعض روایات میں ہے کہ عمر رض تو زمین سے زیادہ آسمان میں مشہور ہے اور یہ بھی کہ خدا کے فرشتے اتنے ہیں کہ آسمان کا کوئی حصہ ان سے خالی نہیں اور جس کی محبوبیت عام ہوتی ہے اُس کے بارے میں ہر ایک کچھ تعریف کرتا ہے تو اگر اس کمر بل مخلوق کے مقولات ہی کو بیان کیا جائے تو سیکڑوں برس صرف ہونے میں کوئی عقلی استبعاد نہیں ہے۔ اس لئے اس کو مبالغہ نہ سمجھا جائے ۱۲ مترجم

اللہ علیہ وسلم فی حجری فی لیلۃ صاحیۃ اذ قلتُ یا رسول اللہ ہل یکون لاحدٍ من الحسنات عدد نجوم السماء قال نعم عمر قلتُ فاین حسنات ابی بکر قال انما جمیع حسنات عمر کحسنۃ واحدۃ من حسنات ابی بکر۔

اما افضلیت الشان مطلقاً بدون اعتبار چیزی وآن مبہم است راجع بیکے از خصال اربع پس ثابت ست باحادیث بسیار از آنجملہ حدیث عمرو بن العاص و آن **چہل و دوم** است از احادیث این مسلک عن عمرو بن العاص ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثہ علی جیش ذات السلاسل فاتیتہ فقلتُ ای الناس احب الیک قال عائشۃ فقلتُ من الرجال قال ابوہا قلتُ ثم من قال عمر بن الخطاب وآن کنایت است از افضلیت مطلقاً۔

چہل و سوم افضلیت فاروقؓ از حدیث جابر موقوفاً ومرفوعاً و از حدیث ابی سعید خدری عن جابر بن عبد اللہ قال قال عمر لابی بکر یا خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابو بکر اما ان قلتَ ذاک فلقد سمعتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقولُ ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر وعن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذاک الرجل ارفع امتی درجۃً فی الجنۃ قال ابو سعید واللہ ما کنا نرٰی ذلک الرجل الا عمر بن الخطاب حتی مضٰی بسبیلہ

اللہ علیہ وسلم کا سر میری گود میں تھا ایسی رات میں جب کہ آسمان بالکل صاف تھا (تارے چمک رہے تھے) کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا کسی کی نیکیاں اتنی ہوں گی جتنی شمار آسمان کے ستاروں کی ہے۔ فرمایا ہاں! وہ عمرؓ ہے۔ میں نے کہا پھر حسناتِ ابو بکرؓ کا کیا مرتبہ ہوگا۔ تو آپ نے فرمایا کہ یقیناً عمرؓ کی تمام حسنات کا مجموعہ ابو بکرؓ کی ایک حسنہ (یعنی نیکی) کے برابر ہے۔

رہی اُن کی فضیلت مطلقاً، کسی خاص چیز کا اعتبار کئے بغیر۔ اور وہ مبہم ہے اُن چار خصال (مذکورہ) میں سے کسی ایک خصلت کی طرف راجع ہوگی یہ (فضیلت مطلقہ) بہت سی احادیث سے ثابت ہے۔ اُن میں سے عمرو بن العاص کی حدیث ہے اور وہ اس مسلک کی احادیث میں سے **بیالیسویں** حدیث ہے۔ مروی ہے عمروؓ بن العاص سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو غزوۂ ذات السلاسل میں سردار لشکر بنا کر بھیجا۔ میں نے آپ کی خدمت میں جا کر پوچھا کہ آپ کو سب سے زیادہ محبت کس سے ہے؟ فرمایا کہ عائشہؓ سے۔ پھر میں نے کہا کہ مردوں میں سے؟ فرمایا کہ اُن کے باپ سے۔ میں نے کہا کہ پھر کس سے؟ تو فرمایا کہ عمرؓ بن الخطاب سے۔ اور یہ (اظہار محبت) کنایہ ہے مطلقاً فضیلت سے۔

تینتالیسویں فضیلت۔ افضلیت فاروقؓ کی حدیث جابرؓ سے موقوفاً اور مرفوعاً اور ابو سعید خدریؓ کی حدیث سے۔ مروی ہے جابرؓ بن عبد اللہ سے کہا کہ (ایک مرتبہ) عمرؓ نے ابو بکرؓ کو اس طرح مخاطب کیا اے سب لوگوں سے بہتر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو ابو بکرؓ نے کہا۔ اب کہ تم نے ایسا کہا ہے تو مجھ سے بھی سن لو) واللہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ کسی ایسے شخص پر جو عمرؓ سے بہتر ہو آفتاب طلوع نہیں ہوا۔ اور مروی ہے ابو سعید خدریؓ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ شخص میری اُمت میں سب سے بلند مرتبہ ہوگا جنت میں۔ ابو سعیدؓ نے کہا کہ واللہ ہم نہیں سمجھتے تھے "ذلک الرجل" (یعنی یہ شخص کا مشار الیہ) مگر عمرؓ بن الخطاب کو۔ یہاں تک کہ وہ اپنی راہ (زندگی سے) گزر گئے۔

Marfat.com

چہل و چہارم امر کردن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بامامت در حالِ مرض و نہی از امامت غیر ابی بکر و قطعاً معلوم است کہ امام می باید افضل باشد و آن حدیث مستفیض است عن عائشۃ وابن عمر و ابی موسیٰ و عبداللہ بن زمعۃ و عمر بن الخطاب و ابن عباس و ابن مسعود و علی بن ابی طالب والزبیر بن العوام وغیرہم عن عائشۃ انّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مروا ابابکر فلیصل بالناس فقالت عائشۃ یارسول اللہ انّ ابابکر اذا قام مقامک لم یسمع الناس من البکاء فأمر عمر فلیصل بالناس قالت فقال مروا ابابکر فلیصل بالناس قالت عائشۃ فقلت لحفصۃ قولی لہ انّ ابابکر اذا قام مقامک لم یسمع الناس من البکاء فأمر عمر فلیصل بالناس ففعلت حفصۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انّکن لانتن صواحب یوسف مروا ابابکر فلیصل بالناس فقالت حفصۃ لعائشۃ ماکنت لاصیب منک خیرا اخرجہ الجماعۃ وعنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینبغی لقوم فیہم ابوبکر ان یؤمہم غیرہ وعن ابن عمر لما اشتد برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجعہ قیل لہ فی الصلوٰۃ فقال مروا ابابکر فلیصل بالناس قالت عائشۃ انّ ابابکر رجل رقیق اذا قرأ غلبہ البکاء قال مروہ فلیصل فعاودتہ مروہ فلیصل انّکن صواحب یوسف اخرجہ البخاری۔

چہل و پنجم تنویہ کردن آنحضرت صلی اللہ

چوالیسویں فضیلت۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بحالت بیماری امامت کے لئے حکم دینا اور ابوبکرؓ کے سوا دوسروں کو امامت سے منع کرنا۔ اور یہ معلوم قطعی ہے کہ امام کو افضل ہونا چاہیئے اور یہ حدیث مستفیض ہے عائشہؓ اور ابن عمرؓ اور ابو موسےؓ اور عبداللہ بن زمعہ اور عمر بن الخطابؓ اور ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ اور علی بن ابی طالبؓ اور زبیر بن العوامؓ وغیرہم رضی اللہ عنہم سے۔ مروی ہے عائشہؓ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہدو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو عائشہؓ نے کہا یارسول اللہ ابوبکرؓ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو (روئیں گے اور) رونے کی وجہ سے لوگوں کو قرارت نہ سُنا سکیں گے تو آپ عمرؓ کو حکم دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہؓ نے بیان کیا کہ آپ نے پھر کہا کہ ابوبکرؓ سے کہدو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہؓ نے کہا کہ میں نے پھر حفصہؓ سے کہا کہ ان سے تم کہدو کہ ابوبکرؓ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو نہ سُنا سکیں گے آپ عمرؓ کو حکم دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو حفصہؓ نے ایسا کیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً تم عورتیں یوسفؑ والی عورتوں کی مانند ہو کہدو ابوبکرؓ کو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ تو حفصہؓ نے عائشہ سے کہا کہ کبھی مجھے تجھ سے بھلائی نہ ملی۔ اس کو ایک جماعت نے ذکر کیا۔ اور عائشہؓ سے مروی ہے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی قوم کے لئے زیبا نہیں جن میں ابوبکرؓ موجود ہو کہ ان کے سوا کسی اور کو امام بنائے۔ اور ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تکلیف شدید ہوگئی تو ان سے نماز کے بارے میں کہا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہدو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہؓ نے کہا کہ ابوبکرؓ نرم دل شخص ہیں جب قرارت شروع کریں گے تو ان پر گریہ غالب آجائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ ان سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ تم یوسفؑ والی عورتیں ہو۔ اس کو اخذ کیا بخاری نے۔

پینتالیسویں فضیلت۔ شاندار طور پر ذکر کرنا آنحضرت صلے اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم بمناقب شیخین رضی اللہ عنہما با جمعے از صحابہ وآں مستفیض است از حدیث مرتضے رضی اللہ عنہ وانس و ابی محجن عن علی رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رَحِمَ اللّٰہُ ابابکر زَوَّجنی ابنتہ وحملنی الی دار الہجرۃ و اعتق بلالاً من مالہ رحم اللّٰہ عمر یقول الحق و ان کان مُرّاً ترکہ الحق و ما لہ صدیق رحم اللّٰہ عثمان تستحیی منہ الملٰئکۃ رحم اللّٰہ علیاً اللّٰہم ادر الحق معہ حیث دار۔

علیہ وسلم کا مناقب شیخین رضی اللہ عنہما کو صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے سامنے۔ اور یہ مستفیض ہے حدیث مرتضےٰ رضی اللہ عنہ وانس رضی اللہ عنہ وابو محجن رضی اللہ عنہم سے۔ مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحم کرے اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر کہ اُس نے اپنی بیٹی مجھ سے بیاہ دی اور مجھے دار الہجرت تک سوار کر کے لایا اور بلال رضی اللہ عنہ کو اپنے مال سے (خرید کر) آزاد کیا۔ رحم کرے اللہ عمر رضی اللہ عنہ پر حق بات کہتا ہے اگرچہ کڑوی ہو۔ اس کو حق گوئی نے ایسے حال پر چھوڑا ہے کہ اس کا کوئی مخلص دوست نہ رہا۔ اللہ رحم کرے عثمان رضی اللہ عنہ پر اس سے ملائکہ بھی شرم کرتے ہیں۔ رحم کرے اللہ علی رضی اللہ عنہ پر۔ اے اللہ جس طرف وہ پھرے حق کو (بھی) اسی طرف پھیر دے۔

چہل وششم

تشبیہ دادن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شیخین را بملکین مقربین و بدو پیغامبر اولی العزم آخرج الطبرانی بسند حسن عن ام سلمۃ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال ان فی السمآء ملکین احدہما یامر بالشدۃ والآخر یامر باللین وکل مصیب و ذکر جبرئیل ومیکائیل و نبیان احدہما یامر باللین والآخر بالشدۃ وکل مصیب وذکر ابراہیم و نوحا ولی صاحبان احدہما یامر باللین الآخر بالشدۃ وکل مصیب وذکر ابابکر وعمر وعن عبداللہ بن عمرو قال جآء رفیام من الناس الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقالوا یارسول اللہ زعم ابوبکر ان الحسنات من اللہ والسیأت من العباد وقال عمر الحسنات والسیأت من اللہ فتابع ہذا قوم و تابع ہذا قوم فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لاقضین بینکما بقضآء اسرافیل بین جبرئیل ومیکائیل ان میکائیل قال

چھیالیسویں فضیلت

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا شیخین رضی اللہ عنہما کو دو مقرب فرشتوں اور دو اولوالعزم پیغمبروں سے تشبیہ دینا۔ آخذ کیا طبرانی نے بسند حسن ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ آسمان میں دو فرشتے ہیں ان میں سے ایک کے حکم میں سختی ہوتی ہے اور دوسرے کے حکم میں نرمی اور ہر ایک کا حکم درست ہوتا ہے اور آپ نے ذکر کیا جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام کا، اور دو نبی ہیں ان میں سے ایک کے حکم میں نرمی ہے اور دوسرے کے حکم میں سختی اور ہر ایک کا حکم درست ہے اور آپ نے ذکر کیا ابراہیم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کا۔ اور میرے دو ساتھی ہیں، ان میں سے ایک کے حکم میں نرمی ہوتی ہے اور دوسرے کے حکم میں سختی اور ہر ایک کا حکم درست ہوتا ہے اور آپ نے ذکر کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا۔ اور عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا کہ ایک جماعت کے لوگ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انھوں نے کہا کہ یارسول اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ گمان کرتے ہیں کہ بھلائیاں اللہ کی طرف سے ہوتی ہیں اور برائیاں بندوں کی طرف سے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہیں کہ بھلائیاں اور برائیاں سب اللہ کی طرف سے ہوتی ہیں تو ایک جماعت ان کی ہم نوا ہے اور ایک ان کی۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم دونوں کے درمیان وہ فیصلہ کروں گا جو اسرافیل نے کیا جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام کے درمیان۔ میکائیل علیہ السلام نے وہ کہا جو

Marfat.com

بقولِ ابی بکر و قالَ جبرئیلُ بقولِ عمرَ فقالَ جبرئیلُ لمیکائیل انّا متےٰ تختلفُ اہلُ السّمآءِ یختلفُ اہلُ الارض فلنتحاکم الیٰ اسرافیلَ فتحاکما الیہ فقضےٰ بینہما بحقیقۃ القدر و خیرہٖ و شرّہٖ و حلوہٖ و مُرّہٖ کلّہٗ من اللّٰہِ ثمّ قالَ یا ابابکرٍ انّ اللّٰہَ لو اراد ان لا یُعصےٰ لم یخلق ابلیسَ فقالَ ابوبکر صدقَ اللّٰہُ و رسولُہٗ و اخرج الحاکم من حدیث عبداللّٰہ بن مسعودٍ فی قصّۃِ بدرٍ و اشارۃِ ابی بکرٍ الی الفدآءِ و اشارۃ عمرَ و ابن رواحۃَ الی القتل قال رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم ما تقولونَ فی ہٰؤلآءِ ان مثل ہٰؤلآءِ کمثل اخوۃ لہم کانوا من قبلہم قال نوح رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا وقال موسےٰ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوبِهِمْ الآیۃ وقال ابراہیم فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ وقال عیسےٰ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

چہل و ہفتم حدیث ابن عمر کُنّا نُخیّرُ بینَ النّاسِ فی زمانِ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم فنخیّر ابابکر ثم عمرَ ثم عثمانَ بن عفانَ اخرجہ البخاری و فی روایۃٍ کُنّا فی زمن النبیّ صلے اللّٰہ علیہ وسلم لا نعدِل بابی بکر احدًا

ابوبکرؓ کہتے ہیں اور جبرئیلؑ نے وہ کہا جو عمرؓ کہتے ہیں۔ پھر جبرئیلؑ نے میکائیلؑ سے (یہ بھی) کہا کہ ہم آسمان والے جب کسی چیز میں اختلاف کرتے ہیں تو زمین والے بھی اختلاف کرنے لگتے ہیں۔ تو اب ہم کو اپنا حکم بنانا چاہیئے اسرافیلؑ کو تو دونوں نے ان کو حکم بنالیا۔ انھوں نے قدر کی حقیقت پر فیصلہ کیا کہ اُس کا بھلا اور بُرا، میٹھا اور کڑوا سب اللہ کی طرف سے ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ اگر اللہ تعالےٰ چاہتا کہ اُس کی نافرمانی نہ کی جائے تو وہ ابلیس کو پیدا نہ کرتا۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔ اور اخذ کیا حاکم نے عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث سے قصۂ بدر میں اور ابوبکرؓ کے اشارہ کرنے میں فدیہ کی طرف اور عمرؓ اور ابن رواحہؓ کے اشارہ کرنے میں قتل کی طرف۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کیا کہتے ہو ان لوگوں کے بارے میں۔ ان لوگوں کی مثال ان کے اُن بھائیوں جیسی ہے جو ان سے پہلے ہوچکے ہیں۔ نوحؑ نے کہا رَبِّ لَا تَذَرْ الخ (۷۱: ۲۶) اے میرے پروردگار کافروں میں سے زمین پر کوئی باشندہ نہ چھوڑ؛ اور موسےٰؑ نے کہا رَبَّنَا اطْمِسْ الخ (۱۰: ۸۸) اے ہمارے رب! ان کے مالوں کو نیست و نابود کر دیجئے اور ان کے دلوں کو زیادہ سخت کر دیجئے الخ؛ اور ابراہیمؑ نے کہا فَمَنْ تَبِعَنِي الخ (۱۴: ۳۶) پھر جو شخص میری راہ پر چلے گا وہ تو میرا ہے ہی اور جو شخص میرا کہنا نہ مانے سو آپ کثیر المغفرت اور کثیر الرحمت ہیں؛ اور عیسیٰؑ نے کہا إِنْ تُعَذِّبْهُمْ الخ (۵: ۱۱۸) اگر آپ ان کو سزا دیں گے تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرمادیں تو آپ زبردست ہیں حکمت والے ہیں؛

سینتالیسویں فضیلت۔ ابن عمرؓ کی حدیث کہ ہم لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس پر گفتگو کرتے تھے کہ سب سے بہتر کون ہے؟ تو کہا کرتے تھے کہ ابوبکرؓ سب سے بہتر ہیں۔ ان کے بعد عمرؓ، ان کے بعد عثمانؓ بن عفان۔ اس کو اخذ کیا بخاری نے۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم کسی کو (اصحابؓ میں سے) ابوبکرؓ کے برابر نہیں سمجھتے تھے

Marfat.com

ثم عمر ثم عثمان ثم نترک اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا نفاضل بینہم اخرجہ ابوداؤد و این حدیث خبر واحد است لیکن اصح شیٔ است شیخین وغیر ایشان بہ صحت آن جازم اند این را در مسالکِ سنت ہم توان آورد باعتبار آنکہ این صیغۂ تقریر است و در مسلکِ اجماع نیز باعتبارِ منطوقِ خود۔

چہل و ہشتم قبول فرمودنِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مشورۂ شیخین را در وقائع بسیار عن عبد الرحمٰن بن غنم الاشعری انّ النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر و عمر لو اجتمعتما فی مشورۃٍ ما خالفتکما رواہ احمد و اخرج مسلم فی قصۃٍ طویلۃٍ عن ابی ہریرۃ فقال یعنی عمر یارسولَ اللہ بابی انتَ و امّی اَبعثتَ ابا ہریرۃَ بنعلیک مَن لقیَ یشہد اَنْ لآ الٰہ الآ اللہ مستیقنًا بہا قلبہٗ بشّرہٗ بالجنّۃِ قال نعم قال فلا تفعل فانی اَخشٰے ان یتّکلَ النّاس علیہا فخلّہم یعملونَ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فخلّہم۔

چہل و نہم تشریفِ صدیقِ اکبرؓ بلقبِ صدیق از حدیثِ مرتضےٰ و عائشہ رضی اللہ عنہا عن النزال بن سبرۃ قال وافقنا علیًّا رضے اللہ عنہ طیّبَ النفس و ہو یمزح فقلنا حدّثنا عن اصحابک قال کلُّ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اصحابی فقلنا حدّثنا عن ابے بکرٍ فقال ذاک امرءٌ سمّاہُ اللہُ صدیقًا علے لسانِ جبرئیلَ و محمد صلے اللہ علیہ وسلم اخرجہ

اُن کے بعد عمرؓ کے اور پھر عثمانؓ کے برابر (نہیں سمجھتے تھے) پھر ہم اصحابِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مابین تفاضل چھوڑ دیتے تھے۔ اس کو ابوداؤد نے ذکر کیا اور یہ حدیث خبر واحد ہے لیکن ایک بہت صحیح چیز ہے۔ شیخین اور ان کے علاوہ دوسرے اس کی صحت کا یقین رکھتے ہیں۔ اس کو مسلکِ سُنّت میں بھی لا سکتے ہیں اس اعتبار سے کہ یہ کلام قرار پائے ہوئے امر کو بیان کرتا ہے اور اس کلام کے اعتبار سے یہ مفہوم اجماع میں شامل ہو گیا ہے۔

اڑتالیسویں فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت سے واقعات میں شیخینؓ کے مشورے کو قبول کرنا۔ مروی ہے عبد الرحمٰن بن غنم الاشعری سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ و عمرؓ سے فرمایا کہ جب تم دونوں کسی مشورے میں متفق ہو جاتے ہو تو میں تمہاری رائے کے خلاف نہیں کرتا۔ روایت کیا اس کو احمد نے اور ذکر کیا مسلم نے ایک طویل قصہ میں جو ابوہریرہؓ سے مروی ہے تو کہا یعنی عمرؓ نے یارسول اللہؐ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان کیا آپؐ نے اپنے نعلین دے کر ابوہریرہؓ کو بھیجا ہے کہ جو ملے اور اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا دل اس پر یقین رکھتا ہو تو اُس کو جنت کی بشارت دیدے۔ فرمایا کہ ہاں۔ عمرؓ نے کہا کہ (یارسول اللہؐ) یہ (اعلان) نہ کیجیے مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ اس کا سہارا لیں گے، تو ان کو رہنے دیجیے کہ اعمال کرتے رہیں۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا رہنے دو۔

انچاسویں فضیلت۔ صدیق اکبرؓ کا لقب صدیق سے مشرف ہونا۔ یہ ثابت ہے حدیث مرتضےٰ و عائشہ رضی اللہ عنہما سے۔ نزال بن سبرہ سے مروی ہے کہ ہم نے حضرت علیؓ کو پاکیزہ نفس پایا اور وہ مزاح (بھی) کرتے تھے۔ ہم نے اُن سے کہا کہ ہمیں اپنے اصحاب کا حال سُنائیے۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب میرے اصحاب تھے تو میں نے کہا کہ ہمیں ابوبکرؓ کا حال سُنائیے تو فرمایا کہ وہ ایسے شخص تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے صدیق کے نام سے موسوم کیا جبرئیلؑ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر۔ اس کو ابن منیع نے

الحاکم و عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت لما اُسری
بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المسجد الاقصیٰ اصبح
یتحدث الناس بذلک فارتد ناس ممن کان
آمنوا بہ وصدقوہ وسعوا بذلک الی ابی بکر
فقالوا ہل لک الی صاحبک یزعم انہ اُسری بہ
اللیلۃ الی بیت المقدس قال اوقال ذلک
قالوا نعم قال لئن کان قال ذلک لقد صدق
قالوا وتصدقہ انہ ذہب اللیلۃ الی بیت المقدس
وجاء قبل ان یصبح قال نعم انی لاصدقہ
فیما ہو ابعد من ذلک اصدقہ بخبر السماء
فی غدوۃ او روحۃ فلذلک سمی ابوبکر
الصدیق۔

پنجاہم اختیار کردن آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم صدیق اکبر را برائے امارت حج اخرج
الحاکم عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بعث ابابکر رضی اللہ عنہ وامرہ ان
ینادی بہؤلاء الکلمات الخ و اخرج البخاری
عن ابی ہریرۃ فی مثل معناہ۔

امارت حج یکے از امور عظیمہ است کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم آن را بنا بر نبوت بجا
می آوردند مثل امامت صلوٰۃ بلکہ
ادل است بر استخلاف از امامت
صلوٰۃ زیراکہ امامت صلوٰۃ در ہر مسجد
بشخصے راجع میگردد و امارت حج
در تمام عالم بیکے عائد می شود و امامت
صلوٰۃ تقدم است بر قوم
محصور و امارت حج تقدم بر اقوام
غیر محصورین و بحقیقت امارت
حج در ملت ما

حاکم نے۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہا کہ جب رات
میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجد اقصےٰ کی طرف لیجایا گیا اور صبح
کو آپ نے لوگوں سے اس کا تذکرہ کیا تو اُن میں سے جو آپ پر ایمان
لاچکے اور آپ کی تصدیق کر چکے تھے کچھ لوگ پھر گئے اور اس
قصہ کو لے کر ابوبکرؓ کے پاس پہنچے اور بولے کہ کیا آپ کو اپنے صاحب
کا حال معلوم ہے وہ یہ دعوٰی کر رہے ہیں کہ اُن کو آج رات بیت المقدس
لیجایا گیا۔ ابوبکرؓ نے کہا کیا اُنھوں نے ایسا کہا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ
ہاں! ابوبکرؓ نے کہا کہ اگر ایسا ہی ہے کہ اُنھوں نے یہ کہا ہے تو یقیناً
سچ کہا۔ لوگوں نے کہا اور تم ایسی بات میں اُس کی تصدیق کرتے ہو
کہ وہ رات میں بیت المقدس جاکر صبح سے پہلے واپس بھی آگیا۔
ابوبکرؓ نے کہا ہاں میں تو اُس بات میں ان کی تصدیق کرتا ہوں
جو اس سے زیادہ بعید ہے۔ میں اُن کی تصدیق آسمان کی خبروں
میں کرتا ہوں (جو) صبح یا شام میں (اُن کے پاس آجاتی ہیں)۔
اسی وجہ سے ان کا لقب صدیق ہوا۔

پچاسویں فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صدیق
اکبرؓ کو امارت حج کے لئے متعین کرنا۔ حاکم نے اخذ کی ابن عباسؓ
کی روایت کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی
اللہ عنہ کو بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ وہ ان کلمات کے ساتھ ندا
کریں (یعنی ابتدائی آیات سورۂ توبہ کے ساتھ)۔ اور بخاری
نے اخذ کی ابوہریرہؓ کی روایت جو اسی روایت کے مثل ہے۔

امارت حج ایک امور عظیمہ میں سے ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بنا بر نبوت انجام دیتے تھے نماز کی امامت کی طرح بلکہ
استخلاف پر نماز کی امامت سے یہ زیادہ قوی دلیل ہے۔ کیونکہ نماز
کی امامت تو ہر مسجد میں ایک شخص کی طرف راجع ہوتی ہے اور امارت
حج تمام عالم میں صرف ایک شخص کی طرف عائد ہوتی ہے۔ امامت
نماز میں ایک (چھوٹی) جماعت پر تقدم ہوتا ہے جو ایک محدود احاطہ
میں ہوتی ہے اور امارت حج میں تقدم غیر محصور جماعتوں
پر ہوتا ہے اور استخلاف کی طرف اشارہ ہونے کے بارے میں
درحقیقت امارت حج ہماری ملت اسلام میں تو اتنا بڑا رتبہ رکھتی ہے

Marfat.com

مانند نشستن است بر تخت یا مانند نزول در کوشک
شاہانِ بزرگ در دولتِ ساسانیان وعباسیان وغیر
ایشان در اشارہ باستخلاف لیکن صحابہ استدلال نمودند
بامامت بجہتِ قربِ عہد او بخلاف امارتِ حج۔

پنجاہ و پنجم اختیار کردن آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم فاروقؓ را بجہت اخذ بیعت از ایشان وآن اول
دلیل است بر افضلیت او۔ این است آنچہ درین
اوراق از روایت احادیثِ افضلیت میسر شد وآن
نمونہ است از احادیثِ بسیار غرض از ایرادِ این
احادیث آن است کہ خصالِ اربع کہ مدارِ افضلیت
است شناختہ شود وشناختہ شود کہ ہر یکی ازین چہار
ثابت است باحادیثِ متواتر بالمعنی اما فضیلت
باشخاص متعددہ از اہلِ فضل بتعیینِ اسماءِ آنہا
اینجا قطعی نمی باشد در قطعیتِ آن رجوع بمسالکِ
دیگر باید کرد۔

مسلکِ سوم اجماعِ اُمت است بر افضلیت
مشائخِ ثلثہ بترتیبِ خلافت واجماعِ اُمت را بدو
وجہ تقریر نمائیم حکایتِ انعقاد اجماع از زبانِ
ثقات وروایتِ اقوال جمِ غفیر از صحابہ وتابعین
تا آنجا کہ حافظہ عبدِ ضعیف کفایت نماید
ووقت گنجائش کند متفق باہم در اصل معنی افضلیت
ہر چند طرقِ دلالت متغایر باشند اما وجہِ اول
دو مرتبہ است مرتبہ اولی نقلِ صریح اجماع
از حدیث عبد اللہ بن عمر قال کنا نخیر بین الناس
فی زمان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
فنخیر ابا بکر ثم عمر ثم عثمان بن عفان
اخرجہ البخاری وفی روایۃ لانعدل
بابی بکر احدا ثم
عمر ثم

جیسے دولتِ ساسانیان وعباسیان میں تخت پر بیٹھنے یا شہنشاہوں
کے قصرِ شاہی میں نزول کرنے کا مرتبہ۔ لیکن صحابہؓ نے امامتِ نماز
سے استدلال کیا اُس کے قریب زمانہ ہونے کی وجہ سے بخلاف امارتِ
حج کے (کہ اُس پر زیادہ عرصہ گزر گیا تھا)۔

اکیاونویں فضیلت۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فاروقؓ
کو لوگوں سے بیعت لینے کے لئے مقرر کرنا اور یہ اُن کی افضلیت پر
بڑی دلیل ہے۔ یہ وہ روایاتِ احادیث ہیں جو افضلیتِ شیخین
پر ان اوراق میں آسانی سے لکھی گئیں اور یہ بہت سی احادیث
میں سے نمونہ کے طور پر ہیں۔ ان احادیث کے ایراد سے یہ غرض
ہے کہ خصالِ اربع (جن کا شروع میں ذکر کیا گیا ہے) جو کہ مدارِ افضلیت
ہیں (ان بزرگوں میں) پہچانی جاسکیں۔ اور یہ بھی پہچان لیا جائے
کہ ان چاروں میں ہر ایک خصلت احادیثِ متواتر بالمعنے سے ثابت ہے۔
رہی فضیلت اہلِ فضل میں سے اشخاصِ متعددہ پر اُن کے ناموں کے
تعین کے ساتھ تو یہ بات قطعی طور پر اس جگہ نہ ملیگی۔ اس کی
قطعیت کے لئے دوسرے مسالک کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

مسلکِ سوم مشائخِ ثلاثہؓ کی بترتیبِ خلافت افضلیت
پر اجماعِ اُمت ہے۔ اور اجماعِ امت کی تقریر ہم دو صورتوں کے
ساتھ کریں گے۔ اجماع منعقد ہونے کی حکایت ثقہ لوگوں کی
زبان سے۔ صحابہ وتابعین کے بہت بڑے گروہ کے اقوال کی روایت
جہاں تک کہ اس بندۂ ضعیف کا حافظہ کام دے سکے اور وقت
میں گنجائش نکلے۔ (یہ روایات ایسی ہوں گی) جو اصل معنے افضلیت
میں باہم متفق ہوں گی چاہے دلالت کے طریقے الگ الگ ہو جائیں
پہلی صورت کو لیجیے۔ اس کے دو مرتبے ہیں۔ پہلا مرتبہ اجماع کی
نقلِ صریح۔ یہ ثابت ہے حدیث عبد اللہ بن عمرؓ کے ایک حصہ
سے۔ انھوں نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
زمانہ میں اس پر گفتگو کرتے تھے کہ سب سے بہتر کون ہے تو کہا کرتے
تھے کہ ابو بکرؓ سب سے بہتر ہیں ان کے بعد عمرؓ ان کے بعد عثمانؓ
اس کو اخذ کیا بخاری نے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ہم ابو بکرؓ
کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے ان کے بعد عمرؓ کو ان کے بعد

Marfat.com

عثمانَ ثم نترکُ اَصحابَ رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم لانفاضل منہم اخرجہ ابوداؤد و ہرچند این حدیث خبر واحد است اصح شئ است درین باب و محفوف است بقرائن بسیار کہ نزدیک اجتماع آنہا قطع حاصل شود زیراکہ در نقلِ اجماع دلالۃً و در روایتِ اقوال جمّ غفیری بیان خواہیم کرد کہ ہر وقت کہ در استخلافِ خلیفہ سخن رفتہ است لفظ خیرُ الاُمّۃ و افضلُ النّاسِ و اَحقُّ بالخلافۃ و احقُّ بہٰذا الامرِ گفتہ اند و آن را بوجہے سر دادہ اند کہ گویا پیش ازین در نظرِ ایشان محقق بودہ است و احتیاجِ استدلال و تحقیقِ مقال نداشتہ اند مرتبۂ ثانیہ نقلِ اجماع دلالۃً و بنایِ آن بر اصلے است و آن آن است کہ سکوت قبل از تدوینِ مذاہب اجماع است و آن را در پنج نوع تقریر کنیم۔

نوعِ اوّل وقتِ انعقادِ خلافتِ صدیق جمعے از فقہائے صحابہ صدیق را افضل امت گفتند و بآن استدلال کردند بر استخلافِ او و دیگران تسلیم نمودند و موافقت کردند در اوّل حال یا بعد توقف و سکوت و تسلیم قبل تدوین مذاہب اجماع است کما بیّنّ فے محلہٖ آز حدیث فاروق رض قالَ قلتُ یا معشرَ الاَنصارِ یا معشرَ المسلمینَ انّ اولی النّاس بِاَمرِ رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم مِن بعدہٖ ثانیَ اثنینِ اِذ ہما فے الغارِ ابوبکرٍ

عثمانؓ کو برابر (کسی کو نہ سمجھتے تھے) پھر ہم اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیتے تھے اور ان میں سے کسی کو دوسرے پر فضیلت نہ دیتے تھے۔ اس کو ذکر کیا ابوداؤد نے۔ اگرچہ یہ حدیث خبر واحد ہے مگر اس باب میں بہت صحیح چیز ہے اور بہت سے قرائن اس کے ساتھ لگے ہوتے ہیں جن کے اجتماع سے قطعیت حاصل ہوجاتی ہے کیونکہ اجماع پر جو دلالت کے اعتبار سے ہم نقل کریں گے اور بہت بڑے گروہ کے اقوال کی روایت جو ہم بیان کریں گے کہ جس وقت خلیفہ کے استخلاف پر گفتگو ہوتی ہے تو لوگوں نے لفظ خیرالاُمّۃ اور افضل النّاس اور احق بالخلافۃ (یعنی خلافت کے سب سے زیادہ مستحق) اور احقّ بہٰذا الامر (اس امر کے سب سے زیادہ حقدار) کہے اور اس طرح استعمال کئے ہیں کہ گویا ان کی نظر میں پہلے ہی سے یہ بات محقق رہی ہے اور اس مقولہ پر ان کو کسی تحقیق اور استدلال کی ضرورت نہیں پڑی۔ (یہ سب قرائن مذکورہ بالا خبر واحد کو قطعیت کا مرتبہ دینے والے ہیں)۔ (پہلی صورت کا) دوسرا مرتبہ ہے نقلِ اجماع دلالۃً۔ اور اس کی بنا ایک اصل پر ہے اور وہ یہ ہے کہ سکوت قبل از تدوین مذاہب اجماع ہے (یعنی مذاہب کے بننے سے پہلے اس پر کسی کا کلام نہ کرنا بھی مسلّم اور متفق علیہ بات سمجھی جائیگی) اور اس کی تقریر ہم پانچ نوع کے ساتھ کریں گے۔

نوعِ اوّل خلافتِ صدیق کے انعقاد کے وقت فقہاء صحابہ کی ایک جماعت نے صدیق کو افضلِ اُمّت کہا اور اس سے اُن کی خلافت پر استدلال کیا اور دوسروں نے تسلیم کیا اور موافقت کی، اوّل حال میں یا بعد توقف کے۔ اور سکوت و تسلیم قبل تدوین مذاہب اجماع ہے جیساکہ اس کے موقع پر بیان کیا جا چکا ہے حضرت فاروق رض کی حدیث سے۔ فرمایا کہ میں نے کہا اے جماعتِ انصار اے جماعتِ مسلمین! تمام لوگوں سے زیادہ اولویت رکھنے والا شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کے لئے اُن کے بعد ثانی اثنین اذ ہما فی الغار (یہ آیت کی طرف تلمیح ہے یعنی دوؔ میں کا دوسرا جب کہ وہ دونوں غار میں تھے) ابوبکر رض ہے جو

Marfat.com

السبّاق المبین ثم اخذت بیده الحدیث۔ اخرجه ابن ابی شیبة من حدیث ابن عباس فی قصة سقیفة بنی ساعدة و نیز از حدیث فاروق رض در قصہ بیعت عامہ عن انس بن مالک انه سمع خطبة عمر الآخرة حین جلس علی المنبر و ذلک الغد من یوم توفی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فتشهّد ابوبکر صامت لا یتکلم قال کنت ارجو ان یعیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی یدبرنا یرید بذلک ان یکون آخرهم فان یک محمد قد مات فان اللہ عز وجل قد جعل بین اظهرکم نورا تهتدون به و به هدی اللہ محمدا و ان ابابکر صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثانی اثنین و انه اولی بالمسلمین بامورکم فقوموا فبایعوه اخرجه البخاری و نیز از حدیث فاروق رض بروایت ابن مسعود قال لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت الانصار منا امیر و منکم امیر قال فاتاهم عمر فقال یا معشر الانصار الستم تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر ابابکر ان یصلی بالناس قالوا بلی قال فایکم تطیب نفسه ان یتقدم ابابکر قالوا نعوذ باللہ ان نتقدم ابابکر و از حدیث ابو عبیدة بن الجراح فقال تاتونی و فیکم ثالث ثلثة یعنی ابابکر اخرجه

(دین پر) کھلم کھلا سبقت کرنے والا شخص ہے۔ پھر میں نے اُن کا ہاتھ پکڑا۔ آخر حدیث تک۔ اس کو اخذ کیا ابن ابی شیبہ نے ابن عباس کی حدیث سے سقیفہ بنی ساعدہ کے قصہ میں۔ اور نیز حضرت فاروق رض کی حدیث سے بیعت عامہ کے قصہ میں۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ انھوں نے عمر رض کا دوسرا خطبہ سنا جب کہ وہ منبر پر بیٹھے اور یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے اگلے دن کی بات ہے۔ عمر رض نے کلمہ شہادت پڑھا اور ابوبکر رض خاموش تھے کچھ نہیں بول رہے تھے۔ عمر رض نے کہا میں امید (یعنی آرزو) کرتا تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم زندہ رہیں گے یہاں تک کہ وہ ہمارے پیچھے ہوں اس سے مراد یہ تھی کہ ہمارے بعد اُن کی وفات ہوتی۔ لیکن ہوا یہ کہ آپ کی وفات پہلے ہوتی (اور ہم رہ گئے) اور اللہ تعالےٰ نے تمھارے درمیان اُس نور کو باقی رکھا جس سے تم ہدایت پاتے رہو اور اسی سے اللہ تعالےٰ نے ہدایت کی تھی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اور یہ کہ ابوبکر رض (کو باقی رکھا جو) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحب اور ثانی اثنین ہیں اور وہ مسلمانوں میں سے تمھارے امور کی ولایت کے لئے سب سے بہتر ہیں اس لئے اٹھو اور اُن سے بیعت کرو۔ اس کو ذکر کیا بخاری نے۔ اور نیز اس حدیث فاروق رض سے جس کے راوی ابن مسعود رض ہیں۔ کہا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے۔ کہا کہ پھر اُن کے پاس عمر رض پہنچے اور اُنھوں نے کہا اے گروہ انصار کیا تم جانتے نہیں ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رض کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اُنھوں نے کہا بیشک، کہا کہ پھر تم میں کون ہے جس کا نفس اس سے خوش ہو کہ وہ ابوبکر رض سے آگے بڑھے؟ اُنھوں نے کہا کہ خدا کی پناہ ہم ابوبکر رض سے آگے بڑھیں۔ اور ابو عبیدہ رض ابن الجراح کی حدیث سے۔ تو ابو عبیدہ رض نے کہا کہ تم میرے پاس آتے ہو اور تم میں ثالث ثلاثہ یعنی ابوبکر رض موجود ہیں۔ اخذ کیا

لہ حضرت ابوبکر رض کی غایت عظمت کا اظہار کیا کہ غار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رض سے فرمایا تھا لا تحزن ان اللہ معنا جس کا مفہوم یہ ہے کہ یہاں ہم دونوں ہی نہیں ہیں بلکہ تیسرا خدا بھی ہے۔ اسی لئے حضرت ابو عبیدہ رض نے آپ کو ثالث ثلاثہ یعنی تین میں کا تیسرا کہا ۱۲ مترجم

Marfat.com

ابن ابی شیبۃ و اخرج احمد معناہ غیر از ذکر استدلال ابی عبیدۃ لاستخلافہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الصلوٰۃ و از حدیث مرتضیٰ و زبیر رضی اللہ عنہما حین رجعا الی البیعۃ ما غضبنا الا انا اخرنا عن المشاورۃ و انا نرے ابابکر احق الناس بہا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ لصاحب الغار و ثانی اثنین وانا لنعلم شرفہ وکبرہ و لقد امرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالصلوٰۃ بالناس وھو حی اخرجہ الحاکم۔

نوعِ دوم آنکہ فاروق رضی اللہ عنہ در مجالسِ متعددہ افضلیتِ صدیق رضی اللہ عنہ بر منبر بیان می کرد و از کسے ردّے و سوالے درمیان نیامد از حدیث عبداللہ بن عباس قال عمر کان واللہ ان اقدم فتضرب عنقی لایقربنی ذلک من حیث اثم احب الیّ من ان اتامر علی قوم فیھم ابوبکر اللھم الا ان تسول لی نفسی عند الموت شیئا لا اجدہ الآن اخرجہ البخاری و نیز از حدیث ابن عباس قال عمر فی جواب من قال انما کانت بیعۃ ابی بکر فلتۃ و تمت الا انہا قد کانت کذلک ولکن اللہ وقی شرھا ولیس فیکم من تقطع الاعناق الیہ مثل ابی بکر اخرجہ البخاری حالانکہ عادتِ قوم در سوال و اعتراض در محلِ خفا معلوم است

اس کو ابن ابی شیبہ نے۔ اور احمد نے بھی اسی کے ہم معنے روایت کی ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ انھوں نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے استدلال کا بھی ذکر کیا ہے نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنانے سے۔ اور حدیث مرتضیٰ و زبیر رضی اللہ عنہما سے جب کہ ان دونوں نے بیعت کی طرف رجوع کیا کہ ہم کو غصہ صرف اس بات پر آیا کہ مشاورت سے ہم کو پیچھے کر دیا گیا حالانکہ ہماری رائے یہ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کے سب سے زیادہ مستحق تھے کیونکہ وہ آپ کے یارِ غار اور ثانی اثنین تھے اور ہم خوب اچھی طرح ان کے شرف اور بزرگی کو جانتے ہیں اور واللہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ اس روایت کو حاکم نے لیا ہے۔

نوعِ دوم یہ کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ بہت سی مجالس میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت برسر منبر بیان کرتے رہے اور کسی کی طرف سے نہ کبھی کوئی تردید پیش آئی نہ سوال۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا حال یہ تھا کہ خدا کی قسم مجھے آگے بڑھایا جاتے اور بغیر کسی گناہ کے سرزد ہوتے میری گردن ماردی جاتے تو یہ مجھے پسند ہے اس سے کہ میں ایسی قوم پر امیر بنوں جن میں ابو بکر رضی اللہ عنہ موجود ہوں یا اللہ! (اب تک تو دل کا حال یہی ہے) مگر موت کے وقت میرا نفس اور کوئی بات بنالے تو میں اب اس کو نہیں جانتا۔ بخاری نے اس روایت کو لیا۔ اور نیز حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس شخص کے جواب میں فرمایا جس نے کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت اچانک ہوئی اور پوری ہوگئی کہ یاد رکھو کہ وہ ہوئی تو اسی طرح لیکن اللہ تعالیٰ نے بچالیا اس کے شر سے (ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ہم میں باقی رکھ کر) اور تم میں کوئی ایسا شخص نہیں تھا جس کے سامنے لوگوں کی گردنیں جھکتی ہوں مثل ابو بکر رضی اللہ عنہ کے۔ بخاری نے اس روایت کو لیا۔ (کسی نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر عمر رضی اللہ عنہ سے کبھی معارضہ نہیں کیا) حالانکہ محل خفا میں سوال اور اعتراض کے بارے میں قوم کی عادت معلوم ہے[1] جو

[1] حضرت مصنف اس اعتراض کا جواب دینا چاہتے ہیں جو کوئی معترض کہہ سکتا ہے کہ قوم کے سکوت سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس سے کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا ہو کہ عمر رضی اللہ عنہ کے رعب کی وجہ سے کوئی اختلاف کی جرأت نہ کر سکا ہو، جواب میں فرماتے ہیں کہ قوم کی عادت کے پیش نظر یہ لزوم ماننا پڑے گا۔ اس بنا پر قوم کی عادت بیان کر کے اس پر ایک واقعہ بھی تحریر فرمایا۔ مزید تفصیل آگے ایک نکتہ میں کی جائے گی ۱۲ مترجم

ماخوذ از نقول بسیار تا آنکہ متواتر بالمعنی گشتہ
و در مقالات فاروق بسیارے ازآن مقالات
مذکور کردیم و روی انہ قال یوما علی المنبر
یا معاشر المسلمین ماذا تقولون لو ملت برأسی
الی الدنیا کذا و میّل رأسہ فقام الیہ رجل فاسلّ
سیفہ قال اجل کنا نقول بالسیف کذا
و اشار الی قطعہ فقال ایای تعنی بقولک قال
نعم ایاک اعنی بقولی فنہرہ عمر ثلثا و ہو
ینہر عمر فقال رحمک اللہ الحمد للہ الذی
جعل فی رعیتی اذا تعوجت قومنی۔

نوع سوم صدیق در وقت استخلاف
فاروقؓ بیان افضلیت فاروقؓ نمود و
بردی و انکارے پیش نیامد از حدیث
زبید بن الحارث ان ابابکر حین حضرہ
الموت ارسل الی عمر یستخلفہ فقال
الناس تستخلف علینا فظا غلیظا
و لو قد ولینا کان افظ و اغلظ
فما تقول لربک اذا لقیتہ
و قد استخلفت علینا عمر قال
ابوبکر ابربی تخوفونی اقول اللہم
استخلفت علیہم خیر خلقک ثم
ارسل الی عمر فقال انی
موصیک بوصیۃ الحدیث اخرجہ
ابن ابی شیبۃ و از حدیث صدیقؓ
عن جابر بن عبد اللہ قال قال عمر لابی بکر یا خیر
الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال
ابوبکر اما ان قلت ذاک فلقد سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما طلعت الشمس
علی رجل خیر من عمر اخرجہ

بہت سی نقول سے ماخوذ ہے یہاں تک کہ متواتر بالمعنیٰ ہوگئی۔ اور مقالات
فاروقؓ میں ہم نے ان میں سے بہت سے مقالات ذکر کردیے ہیں۔ اور
روایت ہے کہ ایک دن انہوں نے منبر پر کہا کہ اے مسلمانوں کی جماعت!
تم کیا کہتے ہو اگر میں اپنا سر دنیا کی طرف پھیرلوں اس طرح اور اپنے سر
کو آپ نے پھیرا تو اُن کے سامنے ایک شخص کھڑا ہوگیا اور اُس نے اپنی
تلوار کھینچی اور کہا ہاں تو ہم تلوار سے ایسا کریں گے اور اشارہ کیا
اُن کی گردن کاٹنے کی طرف۔ آپ نے کہا کہ تو اپنے قول سے میری ذات
کو مراد لے رہا ہے؟ اُس نے کہا آپ ہی کی ذات کو مراد لے رہا ہوں تو
اُس کو عمرؓ نے تین مرتبہ جھڑکا اور وہ عمرؓ کو جھڑکتا رہا۔ اس کے بعد
عمرؓ نے کہا خدا تجھ پر رحم کرے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے میری رعیت
میں ایسے لوگ رکھے کہ اگر میں ٹیڑھا ہوجاؤں تو وہ مجھے سیدھا کردیں۔

نوع سوم حضرت صدیقؓ نے فاروقؓ کو خلیفہ بنانے کے
وقت فاروقؓ کی فضیلت بیان کی اور کوئی شخص ردّ و انکار سے
پیش نہیں آیا۔ زبید بن الحارث کی حدیث ہے، کہ جب ابوبکرؓ پر
موت کا وقت آیا تو انہوں نے عمرؓ کو بلوایا وہ اُن کو خلیفہ بنانا چاہتے
تھے۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ آپ ہم پر ایسے شخص کو خلیفہ بنانا چاہتے
ہیں جو تیز کلام اور سخت مزاج ہے اور اگر وہ ہم پر حاکم بن گئے تو اور
بھی زیادہ سخت گو اور تند مزاج ہوجائیں گے تو آپ اپنے خدا کو کیا
جواب دیں گے جب اس سے ملیں گے اس صورت میں کہ آپ نے ہمارے
اُوپر عمرؓ کو خلیفہ بنادیا۔ ابوبکرؓ نے کہا کیا تم مجھے میرے رب سے
ڈراتے ہو؟ میں یہ کہوں گا کہ یا اللہ میں نے ان پر ایسے شخص کو خلیفہ
بنایا جو آپ کی مخلوق میں سب سے بہتر تھا پھر عمرؓ کو بلایا اور فرمایا
کہ میں تم کو ایک وصیت کرنا چاہتا ہوں، آخر حدیث تک۔ اخذ کیا
اس کو ابن ابی شیبہ نے۔ اور حدیث صدیقؓ سے جو جابر بن عبد اللہ رضی
سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ (ایک مرتبہ) عمرؓ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ
اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر شخص! تو ابوبکرؓ
نے کہا کہ جب کہ تم نے مجھ سے ایسا کہا تو (اب مجھ سے بھی سن لو) میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کسی ایسے
شخص پر آفتاب طلوع نہیں ہوا جو عمرؓ سے بہتر ہو۔ اخذ کیا اس کو

Marfat.com

الترمذی والحاکم والمعنے انہ خیرہم فی ایام الخلافۃ

نوع چہارم عبدالرحمٰن بن عوف در وقت استخلاف ذی النورین در مجمع عظیم شرط کرد کہ بر سیرت شیخین رض عمل کنید و حاضران تسلیم نمودند و مرتضے رضی اللہ عنہ در افضلیت ذی النورین رض بر خود مناقشہ کرد نہ برین شرط پس این معنی دلیل قاطع شد بر افضلیت شیخین رض زیراکہ حوالہ کردن احد المجتہدین بر مفضول یا مساوی غیر معقول است از حدیث مسور بن مخرمۃ فارسل یعنی عبدالرحمٰن الی من کان حاضرا من المہاجرین والانصار و ارسل الی امراء الاجناد و کانوا وافوا تلک الحجۃ مع عمر فلما اجتمعوا تشہد عبدالرحمٰن ثم قال اما بعد یا علی انی قد نظرت فی امر الناس فلم ارہم یعدلون بعثمان و لا تجعلن علی نفسک سبیلا فقال ابایعک علی سنۃ اللہ ورسولہ والخلیفتین من بعدہ فبایعہ عبدالرحمٰن وبایعہ الناس و المہاجرون والانصار و امراء الاجناد و المسلمون اخرجہ البخاری و از حدیث ابی الطفیل قال لما احتضر عمر جعلہا شوری بین علی و عثمان وطلحۃ والزبیر وعبدالرحمٰن و سعد فقال لہم علی انشدکم اللہ ہل فیکم احد اخا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بینہ و بینہ اذ آخا بین المسلمین غیری قالوا

ترمذی اور حاکم نے اور معنے یہ ہیں کہ یہ اپنے زمانہ خلافت میں سب سے بہتر ہوگا۔

نوع چہارم عبدالرحمٰن رض بن عوف نے ذی النورین کو خلیفہ بنانے کے وقت مجمع عظیم میں شرط کی کہ سیرت شیخین رض پر عمل کرو اور حاضرین نے اس کو تسلیم کیا اور مرتضے رضی اللہ عنہ نے جو مناقشہ حضرت ذی النورین رض سے کیا وہ اپنی ذات کے مقابلہ پر کیا نہ کہ اس شرط پر۔ تو یہ معنے افضلیت شیخین رض پر دلیل قاطع ہوئے کیونکہ ہر دو اجتہاد کرنے والوں (یعنی خلافت کے امیدواروں) کو مفضول (یعنی کم مرتبہ) یا برابر مرتبہ والے کا حوالہ دینا کہ تم کو ان کی سیرت پر عمل کرنا ہوگا) عقل میں آنے والی بات نہیں۔ حدیث مسور بن مخرمہ سے، پھر انھوں نے یعنی عبدالرحمٰن رض بن عوف نے جو مہاجرین و انصار موجود تھے ان کو بلوایا اور امراء جیوش کو بلوایا جو اس سال حضرت عمر رض کے پاس آئے ہوئے تھے۔ جب کہ سب لوگ جمع ہوگئے تو عبدالرحمٰن رض نے خطبہ پڑھا پھر کہا اما بعد اے علی رض! میں نے لوگوں کی رائے معلوم کرنے کی کوشش کی تو میں نے ان کو نہیں دیکھا کہ وہ کسی کو عثمان رض کے برابر سمجھتے ہوں تو آپ اپنی ذات کے لئے اب اس خیال کو چھوڑ دیجئے۔ تو (حضرت علی رض نے حضرت عثمان رض سے) کہا کہ میں آپ سے بیعت کرتا ہوں اللہ اور رسول اور ان دونوں خلیفہ کے طریقہ پر جو ان کے بعد ہوئے ہیں۔ پھر ان کے بعد ان سے عبدالرحمٰن رض بن عوف نے بیعت کی اور عام لوگوں نے بیعت کی اور مہاجرین و انصار اور امرائے جیوش اور سب مسلمانوں نے۔ اس روایت کو بخاری نے اخذ کیا۔ اور حدیث ابی الطفیل سے، کہا کہ جب عمر رض کا وفات کا وقت آیا تو انھوں نے خلافت کو علی رض اور عثمان رض اور طلحہ رض و زبیر رض اور عبدالرحمٰن رض (بن عوف) و سعد رض (بن ابی وقاص) کے مشورہ پر موقوف کر دیا۔ تو ان سے علی رض نے کہا کہ میں تم سے خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے کہ اس کے اور اپنے درمیان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مواخات قائم کی ہو میرے سوا جب آپ نے مسلمانوں کے درمیان مواخات قائم کی تھی۔ سب نے جواب دیا کہ

Marfat.com

اللّٰہم لا اخرجہ ابو عمرو اخرج البخاری فی قصۃ الاتفاق علٰی عثمان من حدیث عمرو بن میمون فلمّا فُرِغَ من دفنہ اجتمع ھٰؤلاء الرھط فقال عبد الرحمٰن اجعلوا امرکم الٰی ثلٰثۃٍ منکم قال الزُّبیر قد جعلتُ اَمری الٰی علیٍّ وقال طلحۃُ قد جعلتُ اَمری الٰی عثمانَ وقال سعدٌ قد جعلتُ اَمری الٰی عبد الرحمٰن فقالَ عبدُ الرحمٰن ایّکما تبرّأ من ھٰذا الامر فنجعلہ الیہ واللّٰہُ علیہ والاسلامُ لینظُرَنَّ افضلَھم فی نفسہ فاُسْکِتَ الشیخانِ فقالَ عبدُ الرحمٰن اَفتجعلونہ الیَّ واللّٰہُ علیَّ لا اٰلو عن افضلکم قالا نعم فاَخذَ بید احدِھما وقالَ لکَ قرابۃٌ من رسولِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم والقِدَمُ فی الاسلام ما قد علمتَ فاللّٰہُ علیکَ لئن اَمَّرتُکَ لتعدِلَنَّ ولئن اَمَّرتُ عثمانَ لتسمعَنَّ ولتُطیعَنَّ ثم خلا بالآخرِ فقالَ لہٗ مثلَ ذٰلک فلمّا اخذ المیثاقَ قالَ اِرفع یدَکَ یا عثمانُ فبایَعَہٗ وبایَعَ لہٗ علیٌّ وولجَ اھلُ الدارِ

اللہ جانتا ہے کوئی نہیں۔ اخذ کیا اس کو ابو عمر نے۔ اور بخاری نے ذکر کیا عثمان رضی اللہ عنہ پر متفق ہونے کے قصہ میں عمرو بن میمون کی حدیث میں کہ جب لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دفن سے فارغ ہوئے تو اس جماعت کے حضرات (ممبرانِ شوریٰ) مجتمع ہوئے تو عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اپنے اختیار کو اپنے میں سے تین کے سپرد کر دو۔ اس پر زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنا اختیار علی رضی اللہ عنہ کو دیا اور طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنا اختیار عثمان رضی اللہ عنہ کو دیا اور سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنا اختیار عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کو دیا۔ پھر عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم دونوں میں سے کون اس (دعویٰ سے) دست بردار ہوتا ہے۔ تاکہ ہم اس امر کا فیصلہ کرنا اُسی سے متعلق کر دیں اور اُس کے اوپر اللہ کا اور اسلام کا یہ حق ہوگا کہ وہ خود جس کو افضل سمجھے منتخب کر لے۔ اس پر دونوں بزرگ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ و حضرت علی رضی اللہ عنہ) خاموش رہے[1]۔ پھر عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم دونوں اپنا اختیار میری طرف منتقل کرتے ہو اور خدا کے واسطے یہ میرے ذمہ ہے کہ تم میں جو افضل ہو میں اس سے رُوگردانی نہ کروں دونوں نے کہا کہ ہاں! پھر انھوں نے[2] دونوں میں سے ایک (یعنی علی رضی اللہ عنہ) کا ہاتھ پکڑا اور (تنہائی میں لے جا کر) کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمھاری قرابت خاص ہے اور تم کو اسلام میں تقدّم حاصل ہے میں یہ سب جانتا ہوں تو اللہ کی قسم دے کر میں آپ سے کہتا ہوں کہ اگر میں نے آپ کو خلیفہ بنایا تو آپ عہد کریں کہ آپ عدل کریں گے اور اگر میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا تو آپ اُس کا حکم سنیں گے اور اطاعت کریں گے پھر دوسرے کو تخلیہ میں لیجا کر ویسی ہی اس سے گفتگو کی۔ پھر جب عہد لے لیا تو کہا کہ اے عثمان رضی اللہ عنہ اپنا ہاتھ اُٹھاؤ تو اُن سے عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے بیعت کی اور علی رضی اللہ عنہ نے اُن سے بیعت کی اور سب اہلِ مدینہ نے آکر

---

[1] دونوں حضرات اس لئے خاموش رہے کہ دونوں دیانۃً اس امر کا اپنے کو زیادہ اہل سمجھتے تھے۔ اب دعویٰ سے دست بردار ہو کر حَکَم بنتے تو یہ مشکل پیش آتی کہ اگر اپنے حق میں فیصلہ دیتے تو مطعون ہوتے اور دوسرے کے حق میں فیصلہ دینا اُس حق کے خلاف جاتا جس کو دونوں بجائے خود دیانۃً صحیح سمجھے ہوئے تھے اس لئے دونوں نے اس کو پسند نہ کیا ۱۲ اشتیاق احمد [2] یہاں راوی نے اختصار کر دیا ہے اس کے بعد کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے تین روز کی مہلت مانگی اور اس تین روز میں تمام مسلمانوں کا عندیہ لیا۔ اتفاق سے اُس وقت بوجہ موسم حج کے اطراف و جوانب کے بھی بہت سے مسلمان جمع تھے۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کہتے ہیں کہ میں نے کسی مسلمان کو ایسا نہ پایا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ترجیح دیتا ہو۔ مولانا عبد الشکور مرحوم مترجم جلد اوّل ازالۃ الخفاء۔

Marfat.com

فبایعوہ۔

نوعِ پنجم مرتضیٰ در ایّامِ خلافتِ خود در مجالس متعددہ افضلیتِ شیخین رضؓ را بترتیب بیان نمود و جمعے را کہ درین مسئلہ ظنِ فاسد داشتند زجر فرمود و فقہائے صحابہؓ حاضر بودند و از کسی منعے و اعتراضے ظاہر نشد و این آثار بحدِ تواتر رسیدہ اند چنانکہ عنقریب ذکر می کنیم و پیش از آنکہ بروایت آثارِ صحابہؓ و تابعین مشغول شویم بریک نکتہ مطلع سازیم صحابی یا تابعی و غیرِ ایشان از عدول و ثقات قبل از تمذہب بمذہب سلف و تعصّب ہر شخصے برای مذہب خود و قبل از جمعِ احادیث بلدان و تکلّم ہریک در تطبیق و تاویلِ آن اگر حدیثی روایت کند و بصحتِ آن جزم نماید ظاہر آنست کہ بمنطوق آن قائل است زیراکہ باوجود صحتِ حدیث نزدیکِ او اگر بمنطوق آن قائل نباشد ساقط العدالت گردد و قید قبلیت ازین جہت نمودیم کہ بعد ازین حوادث ترکِ عمل بر حدیث بعلت آنکہ عمل بحدیث نمی تواند کرد الّا مجتہدِ مطلق و درین زمانہ اجتہاد مفقود است شائع و عادتِ مستمرہ گشتہ ہرچند آن ہمہ خطا است لیکن نزدیکِ خویش عذری درست ساختہ اند و ہمچنین آرای در تطبیقِ احادیث و تاویلِ آن مختلف شدہ پس ممکن است بلکہ واقع است کہ علماء حدیثی روایت کنند و بصحتِ آن جازم باشند و بر منطوقِ آن عمل ننمایند و سبب آن خطائے اجتہادی باشد و عدالتِ ایشان ساقط نگردد بخلافِ زمانِ پیشین کہ این چیزہا آنجا نبود و قید منطوق ازین جہت کردیم کہ ممکن است کہ عدل حدیثی روایت کند و بصحتِ آن جازم باشد و آن حدیث مفہومی یا مقتضائے دارد

ان سے بیعت کی۔

نوعِ پنجم مرتضیٰ رضؓ نے اپنے ایامِ خلافت میں بہت سی مجالس میں شیخین رضؓ کی افضلیت کو ترتیب کے ساتھ بیان کیا اور اُس جماعت کو جو اس مسئلہ میں ظنِ فاسد رکھتے تھے ڈانٹا اور فقہائے صحابہؓ موجود ہوتے تھے اور کسی سے کوئی منع اور اعتراض ظاہر نہ ہوا اور یہ آثار حدِ تواتر تک پہنچ ہوئی ہیں جیساکہ ہم عنقریب بیان کریں گے اور اس سے پہلے کہ ہم صحابہؓ اور تابعین کے آثار بیان کرنے میں مشغول ہوں ایک نکتہ پر مطلع کرتے ہیں۔ سلف کے خاص خاص مذہب بننے سے پہلے اور ہر شخص کو اپنے مذہب پر تعصب پیدا ہو جانے سے پہلے اور شہروں سے احادیث کے جمع ہونے اور ہر ایک کے ان کی تطبیق اور تاویل میں کلام کرنے سے پہلے اگر کوئی صحابی یا تابعی یا ان کے سوا کوئی اور کسی حدیث کی روایت کرے اور اس کی صحت پر یقین کرے تو ظاہر ہے کہ جو کچھ اُس کلامِ مروی کا مفہوم اور منشار ہے وہ اُس کا قائل ہے اس لئے کہ اس کے باوجود کہ اُس کے نزدیک حدیث صحیح ہے اگر وہ اُس کے مفہوم کا قائل نہ ہوگا تو وہ عدالت سے ساقط ہو جائے گا۔ اور ہم نے "پہلے" کی قید اس لئے لگائی ہے کہ ان حوادث کے بعد اس علت کی بنا پر حدیث پر عمل صرف مجتہد مطلق ہی کر سکتا ہے اور اس زمانہ میں اجتہاد مفقود ہے حدیث پر عمل کا ترک کرنا شائع اور عادتِ مستمرہ ہو چکا ہے، ہرچند کہ یہ سب خطا ہے لیکن اپنے نزدیک ایک عذرِ درست بنا رکھا ہے! اسی طرح احادیث کی تطبیق اور تاویل میں لوگوں کی آراء مختلف ہو گئیں، تو یہ بات ممکن بلکہ واقع ہے کہ علماء ایک حدیث کو روایت کریں اور اس کی صحت کا یقین بھی رکھتے ہوں اور اس کے منطوق پر عمل نہ کریں اور اس کا سبب ایک خطائے اجتہادی ہوگا اور اُن کی عدالت ساقط نہ ہوگی۔ بخلاف پہلے زمانے کے کہ یہ چیزیں وہاں نہیں تھیں۔ اور "منطوق" کی قید ہم نے اس لئے بڑھائی کہ ممکن ہے کہ ایک راوی عدل کسی حدیث کی روایت کرے اور وہ اس کی صحت کا یقین بھی رکھتا ہو اور وہ حدیث ایک ایسا مفہوم یا مقتضا رکھتی ہے

Marfat.com

دقیق المأخذ و آن را اصلاً نمی فهمد و ذهن او بآن انتقال ننماید فضلاً از آنکه بآن قائل شود و مذهب خود گیرد زیراکه نفوس در ادراک مفهومات و مقتضیات مختلف اند و در ردّ و قبول آن مذاهب پراگنده دارند و این سخن بهمان می ماند که اصولیان گفته اند که سکوت قوم از ردّ قولی اجماع است برآن قول پیش از تدوین مذاهب نه بعد از آن پس هرکه حدیثی راکه بر افضلیت شیخین دلالت کند بمنطوق روایت کرده است آن را در عداد اجماع و اتفاق می توان شمرد چون این نکته ذکر کرده شد باصل غرض متوجه شویم۔

امّا حکایت اقوال فقهای صحابہؓ و تابعین در مسئلہ افضلیت شیخینؓ تفصیلاً استیعاب آن متعذر است بر نمودجی اکتفا کنیم۔ امّا اقوال صدیق اکبر رضی اللہ عنہ در افضلیت خود اخرج الترمذی عن ابی سعید الخدریؓ قال قال ابوبکر الستُ احقَّ الناس بها الستُ اوّل من اسلمَ الستُ صاحبَ کذا الستُ صاحبَ کذا و قد اختُلف فی ارسال هٰذا الحدیث و وَصْلِہ وعن عمرو ابن الحارث عن ابیہ ان ابابکر الصدّیقَ قال ایّکم یقرأ سورۃَ التوبۃ قال رجلٌ انا قال اقرأ فلمّا بلغ اِذْ یقولُ لِصاحبِہٖ لاتحزنْ بکٰی وقالَ واللہِ انا صاحبُہ۔

و امّا اقوال صدیقؓ در افضلیت فاروقؓ۔ اخرج الترمذی عن جابر بن عبد اللہ قالَ قالَ عمرُ لابی بکر یاخیرَ الناسِ بعدَ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابوبکر اَمَا اِنْ قلتَ ذاک فلقد سمعتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما طلعتِ الشمسُ علٰی رجلٍ خیرٍ من عمر

جو دقیق المأخذ ہے اور وہ اس کو قطعًا نہ سمجھے اور اس کا ذہن اس کی جانب منتقل نہ ہو چہ جائیکہ اُس کا قائل ہو اور اُس کو اپنا مذہب بنائے کیونکہ مفہومات و مقتضیات کے ادراک میں نفوس مختلف ہیں اور اُن کے ردّ اور قبول کی بناء پر الگ الگ مذاہب رکھتے ہیں اور بات اسی طرح کی ہے جو اصولی حضرات نے کہی ہے کہ قوم کا سکوت کسی قول کے رد سے اُس قول پر اجماع ہوتا ہے (بشرطیکہ وہ) قول تدوینِ مذاہب سے پہلا ہو، اُن سے بعد کا نہ ہو۔ تو جس نے کسی ایسی حدیث کی روایت کی ہے جو کہ افضلیتِ شیخینؓ پر دلالت کرتی ہو اس کو اجماع و اتفاق کے زمرہ میں شمار کر سکتے ہیں۔ یہ نکتہ ذکر کر دینے کے بعد اب ہم اصل غرض کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

رہی فقہاء صحابہؓ و تابعین کے اقوال کی حکایت افضلیتِ شیخینؓ کے بارے میں تو اُن سب کو اکٹھا کرنا تو دشوار ہے بطور نمونہ (چند اقوال) پر ہم اکتفا کرتے ہیں۔ اب صدیق اکبرؓ کے اقوال کو لیجئے اپنی افضلیت میں۔ ترمذی نے روایت کیا ہے ابو سعید خدریؓ سے کہا کہ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ کیا میں اس کا سب لوگوں سے زیادہ حقدار نہیں ہوں۔ کیا میں وہ شخص نہیں ہوں جو سب سے پہلے اسلام لایا۔ کیا میں صاحبِ فلاں وصف اور صاحبِ فلاں وصف نہیں ہوں۔ اور اس حدیث کے ارسال اور وصل میں اختلاف کیا گیا ہے۔ اور عمرو بن الحارث سے مروی ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ تم میں کون سورۃ توبہ پڑھ سکتا ہے ایک شخص نے کہا کہ میں۔ فرمایا کہ پڑھو۔ جب وہ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ پر پہنچا تو رونے لگے اور کہا واللہ وہ صاحب آپ کا میں تھا۔

اور اب لیجئے صدیقؓ کے اقوال فاروقؓ کی افضلیت میں۔ ترمذی نے روایت کیا جابر بن عبد اللہؓ سے کہا کہ (ایک مرتبہ) عمرؓ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ اے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بہتر شخص تو ابوبکرؓ نے کہا کہ جب تم نے یہ کہا تو (مجھ سے بھی سن لو) واللہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ آفتاب طلوع نہیں ہوا کسی ایسے شخص پر جو عمرؓ سے بہتر ہو

Marfat.com

وَ اخرج ابو بکر بن ابی شیبۃ عَنْ زُبید بن الحارث انّ ابابکر حین حضرہُ الموتُ ارسَلَ الیٰ عُمر لیستخلفہ فقال الناسُ تستخلفُ علینا فظّاً غلیظاً و لَو قد وَلِیَنا کانَ افظّ و اغلظ فما تقولُ لربّک اذا لقیتَہ وقد استخلفتَ علینا عُمر قال ابوبکر اَ بربّی تُخوّفونی اقول اللّٰھم استخلفتُ علیھم خیرَ خلقکَ الحدیث وَ اخرج ابوبکر بن ابی شیبۃ عَن محمّد عن رَجُلٍ من بنی زُریق فی قصّۃٍ طویلۃٍ قالَ ابوبکر لعُمر انتَ اَقوٰی منّی فقال عُمر انتَ اَفضلُ منّی۔

اما اقوال فاروق رض در افضلیتِ صدیق رض بیرون از حدّ شمار است تا آنکہ بحدّ تواتر رسیدہ است در بعض روایات خیر الناس گفتہ است و در بعض سبّاق الی الخیر و در بعض اَحقّ بالخلافۃ و معلوم است کہ خلافت مشروط است بشروطِ کمال و احقّ بالخلافۃ اکمل مردمان است درآن صفات فمن حدیث عائشۃ اخرج البخاری عن عائشۃ فی قصّۃ سقیفۃ بنی ساعدۃ فقال عمر بل نبایعک انت فانت سیّدنا وخیرنا و احبّنا الی رسولِ اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم وَ اخرج الحاکم عَن ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ عن عمر قال کان ابوبکر سیّدنا وخیرنا و احبّنا الی رسولِ اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم وَ من حدیث ابن عباس اخرج البخاری عن ابن عباس خطبۃ عمر فی قصّۃ الاتفاقِ علی ابی بکر و جواب مَن قال انما کانَ بیعۃُ ابی بکر

اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا زُبید بن الحارث سے کہ جب ابوبکر رض کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے عمر رض کو بُلوایا تاکہ اُن کو خلیفہ بنائیں تو لوگوں نے کہا کہ آپ ہم پر ایک تیز کلام اور سخت مزاج شخص کو خلیفہ بناتے ہیں اور جب کہ وہ خود ہمارا والی امور ہو جائے گا تو اور بھی زیادہ درشت کلام اور تُند خُو ہو جائے گا تو آپ اپنے رب کو کیا جواب دیں گے جب کہ آپ عمر رض کو خلیفہ بنا کر اُس سے ملیں گے تو ابوبکر رض نے کہا کہ کیا تم میرے رب سے مجھے ڈراتے ہو۔ میں کہوں گا کہ اے اللہ میں نے ایسے شخص کو اُن پر خلیفہ بنایا جو آپ کی مخلوق میں سب سے اچھا تھا، آخر تک۔ اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا محمد سے اُنھوں نے بنی زُریق کے ایک شخص سے ایک طویل قصہ میں کہ ابوبکر رض نے عمر رض سے کہا کہ تم مجھ سے زیادہ قوی ہو۔ تو عمر رض نے کہا کہ تم مجھ سے افضل ہو۔

یہ ہے فاروق رض کے اقوال صدیق رض کی افضلیت میں۔ تو وہ حدِ شمار سے باہر ہیں یہاں تک کہ حدّ تواتر پر پہنچے ہوتے ہیں۔ بعض روایات میں آپ نے خیر الناس (سب لوگوں سے بہتر) اور بعض میں سبّاق الی الخیر (خیر کی طرف سب سے زیادہ بڑھنے والے) اور بعض میں خلافت کے سب سے زیادہ مستحق کہا ہے اور معلوم ہے کہ خلافت شروطِ کمال کے ساتھ مشروط ہے، اور جو احق بالخلافت ہے وہ اِن صفات (کمال) میں سب لوگوں سے کامل تر ہے۔ حدیث عائشہ رض سے بخاری نے عائشہ رض سے روایت کیا سقیفہ بنی ساعدہ کے قصہ میں کہ پھر عمر رض نے کہا بلکہ ہم بیعت کریں گے آپ سے، صرف آپ سے، کیونکہ آپ ہمارے سردار اور ہم میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے ہیں۔ اور روایت کیا حاکم نے ہشام بن عروہ سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ (زُبیر) سے وہ (اپنی خالہ) عائشہ رض سے وہ عمر رض سے کہ اُنھوں نے کہا کہ ابوبکر رض ہمارے سردار اور ہم میں سب سے بہتر اور ہم میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے تھے۔ اور حدیث ابن عباس رض سے۔ بخاری نے ابن عباس رض سے عمر رض کا خطبہ روایت کیا ابوبکر رض پر بیعت کے متفق ہونے کے بارے میں اُس شخص کے جواب میں جس نے کہا تھا کہ ابوبکر رض کی بیعت

Marfat.com

فلتۃ و فی تلک الخطبۃ قال عمر ثم انہ بلغنی ان قائلا منکم یقول واللہ لو مات عمر بایعت فلانا فلا یغترن امرئ ان یقول انما کان بیعۃ ابی بکر فلتۃ و تمت الا و انہا قد کانت کذلک و لکن اللہ وقی شرہا و لیس فیکم من تقطع الاعناق الیہ مثل ابی بکر و فی ہذا الحدیث ایضا کان واللہ ان اقدم فیضرب عنقی لا یقربنی ذلک من اثم احب الی من ان اتامر علی قوم فیہم ابوبکر و من حدیث انس اخرج البخاری عن انس انہ سمع خطبۃ عمر الآخرۃ و فیہا فان یک محمد صلی اللہ علیہ وسلم قد مات فان اللہ قد جعل بین اظہرکم نورا تہتدون بہ ہدی اللہ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم و ان ابابکر صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ثانی اثنین و انہ اولی المسلمین باموررکم فقوموا فبایعوہ و من حدیث شیبۃ اخرج البخاری عن ابی وائل قال جلست مع شیبۃ علی الکرسی فی الکعبۃ فقال لقد جلس ہذا المجلس عمر فقال ہممت ان لا ادع فیہا صفراء و لا بیضاء الا قسمتہ قلت ان صاحبیک لم یفعلا قال ہما المرآن اقتدی بہما

اچانک ہوگئی - اور اس خطبہ میں عمر رضؓ نے کہا، پھر مجھے یہ بات پہنچی کہ تم میں سے کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ واللہ اگر عمر رضؓ کا انتقال ہوجائے تو میں فلاں سے بیعت کروں گا تو کوئی شخص ہرگز اس دھوکے میں نہ پڑے کہ ابوبکر رضؓ کی بیعت تو صرف اچانک ہوگئی اور مکمل بھی ہوگئی (یعنی اچھی طرح سوچ سمجھ کر نہیں کی گئی اور جلد مکمل ہوجانے کی وجہ سے اس پر کلام کرنے کا موقع نہ نکل سکا) یاد رکھو وہ ہوئی اسی طرح سے ہے - لیکن اللہ تعالیٰ نے بچالیا اس کے شر سے (ایک سب سے بہترین شخص پر لوگوں کو متفق بنا کر سوچنے سمجھنے کے بعد ہی کرنا پڑتا) اور تم میں کوئی ایسا شخص نہیں جس کی جانب اس طرح لوگوں کی گردنیں جھکتی ہوں جس طرح ابوبکر رضؓ کے سامنے جھکتی تھیں - اور اس حدیث میں یہ بھی ہے، حال یہ تھا واللہ کہ میں آگے بڑھایا جاؤں اور میری گردن ماردی جاتے اور اس حال پر مجھے کسی گناہ کی حیثیت نہ پہنچاتے (یعنی بے گناہ قتل ہوجاؤں) یہ مجھے پسند تھا اس سے کہ میں امیر بنوں اس قوم پر جس میں ابوبکر رضؓ موجود ہو - اور حدیث انس رضؓ سے - روایت کیا بخاری نے انس رضؓ سے کہ انھوں نے عمر رضؓ کا آخر کا خطبہ سنا اور اس میں تھا اب یہ حادثہ واقع ہوچکا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم وفات پاچکے پھر اللہ تعالیٰ نے تمہارے سامنے ایسا نور بھیج دیا جس سے تم ہدایت حاصل کرتے ہو اور اسی سے اللہ تعالیٰ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کی تھی اور یہ (نعمت بھی تم کو میسر ہے) کہ ابوبکر رضؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مصاحب (خاص موجود) ہیں اور ثانی اثنین اور تمہارے امور کے بارے میں تمام مسلمانوں سے اولیٰ ہیں تو اٹھو اور ان سے بیعت کرو - اور حدیث شیبہ سے - روایت کیا بخاری نے ابو وائل سے کہا کہ میں شیبہ کے ساتھ کعبہ میں کرسی پر بیٹھا تھا - شیبہ نے کہا کہ اس مقام پر (ایک مرتبہ) عمر رضؓ بیٹھے ہوتے تھے اور یہ فرمایا تھا کہ میں نے ارادہ کیا کہ کعبہ میں زرد اور سفید (یعنی سونا چاندی) نہ چھوڑوں وہ سب تقسیم کر ڈالوں - میں نے کہا کہ آپ کے دونوں صاحبوں (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضؓ) نے تو ایسا نہیں کیا - فرمایا وہی دونوں شخص تو ہیں جن کی اقتداء کر رہا ہوں (اور ان کو یہاں چھوڑ کے

Marfat.com

و من حدیث رجل من بنی زریق اخرج ابوبکر بن ابی شیبۃ فی قصۃ الاتفاق علی ابی بکر قال عمر فبایعوا ابابکر فقال ابوبکر لعمر انت اقوی منی فقال عمر انت افضل منی فقالاہا الثانیۃ فلما کانت الثالثۃ قال لہ عمر ان قوتی لک مع فضلک قال فبایعوا ابابکر و من حدیث جابر بن عبداللہ قال عمر لابی بکر یا خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابوبکر اما انک ان قلت ذلک فلقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر اخرجہ الترمذی و من حدیث ابن عمر قال قیل لعمر الا تستخلف قال ان استخلف فقد استخلف من ہو خیر منی ابوبکر و ان اترک فقد ترک من ہو خیر منی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخرجہ البخاری و من ضبۃ بن محصن قال قلت لعمر بن الخطاب انت خیر من ابی بکر فبکی و قال و اللہ للیلۃ من ابی بکر و یوم خیر من عمر عمر اہل لک ان احدثک عن لیلتہ و یومہ قال قلت نعم یا امیر المومنین قال اما لیلتہ فلما خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاربا من اہل مکۃ خرج لیلا فتبعہ ابوبکر فجعل یمشی مرۃ امامہ و مرۃ خلفہ و مرۃ عن یمینہ و مرۃ عن یسارہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ہذا یا ابابکر من فعلک قال یا رسول اللہ اذکر الرصد فاکون امامک و اذکر الطلب

ہوتے ہوں)۔ اور بنی زریق کے ایک شخص کی حدیث سے۔ ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا حضرت ابوبکرؓ پر اتفاق کے قصہ میں کہ عمرؓ نے لوگوں سے کہا کہ ابوبکرؓ سے بیعت کرو۔ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ تم مجھ سے زیادہ قوی ہو۔ اس پر عمرؓ نے کہا کہ تم مجھ سے افضل ہو۔ یہی بات پھر دوبارہ ہوئی۔ پھر جب تیسری مرتبہ کی نوبت آئی تو ان سے عمرؓ نے کہا کہ میری قوت آپ کے لئے آپ کی فضیلت کے ساتھ (مل جائیگی) تو لوگوں نے ابوبکرؓ سے بیعت کی۔ اور جابر بن عبداللہؓ کی حدیث سے۔ عمرؓ نے ابوبکرؓ سے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر تو ابوبکرؓ نے کہا کہ جب تم نے یہ کہا (تو مجھ سے بھی سن لو) واللہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ آفتاب طلوع نہیں ہوا کسی ایسے شخص پر جو عمرؓ سے بہتر ہو، اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور ابن عمرؓ کی حدیث سے۔ کہا کہ عمرؓ سے کہا گیا کہ آپ (کسی کو) خلیفہ نہیں بناتے۔ کہا کہ اگر میں خلیفہ بناؤں تو (گنجائش ہے کہ) جو شخص مجھ سے بہتر تھا یعنی ابوبکرؓ اس نے خلیفہ بنایا اور اگر چھوڑ دوں تو (اس کی بھی گنجائش ہے کہ) اس نے اس کام کو چھوڑا جو مجھ سے بہتر تھا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور ضبہ بن محصن سے مروی ہے کہا کہ میں نے عمر بن الخطابؓ سے کہا کہ آپ ابوبکرؓ سے بہتر ہیں تو رو پڑے اور کہا کہ واللہ ابوبکرؓ کی ایک رات اور ایک دن عمرؓ کی تمام عمر سے بہتر ہے۔ کیا میں تم سے اگلی اس رات اور اس کے اس دن کی بات بیان کروں۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا اے امیر المومنینؓ ضرور فرمایئے۔ کہا کہ ان کی رات کی بات تو یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل مکہ سے بھاگ کر نکلے تو رات کے وقت نکلے اور ابوبکرؓ ان کے ساتھ ہوئے تو چلنا شروع کیا کبھی ان کے آگے چلنا شروع کردیتے تھے اور کبھی ان کے پیچھے اور کبھی ان کے دائیں اور کبھی ان کے بائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ یہ تم کیا کر رہے ہو تو ابوبکرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ گھات لگانے والوں کا خیال آجاتا ہے تو میں آپ سے آگے ہوجاتا ہوں اور تعاقب کرنیوالوں کا خیال آجاتا ہے تو

Marfat.com

فأكون خلفك و مرة عن يمينك ومرة عن يسارك لا آمن عليك قال فمشى رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلته على أطراف أصابعه حتى حفيت رجلاه فلما رآها أبوبكر رضي الله عنه أنها قد حفيت حمله على كاهله جعل يشتد به حتى أتى به فم الغار فأنزله ثم قال له والذي بعثك بالحق لا تدخله حتى أدخله فإن كان فيه شيء نزل بي قبلك فدخل فلم ير شيئا فحمله فأدخله و كان في الغار خرق فيه حيات و أفاعي فخشي أبوبكر أن يخرج منهن شيء فيؤذي رسول الله صلى الله عليه وسلم فألقمه قدمه فجعل يضربنه وتلسعه الحيات والأفاعي و جعلت دموعه تنحدر ورسول الله صلى الله عليه وسلم يقول له يا أبا بكر لا تحزن إن الله معنا فأنزل الله سكينته الطمأنينة لأبي بكر فهذه ليلته وأما يومه فلما توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم و ارتدت العرب فقال بعضهم نصلي ولا نزكي و قال بعضهم لا نصلي ولا نزكي

آپ کے پیچھے ہوتا ہوں اور کبھی آپ کے دائیں ہوتا ہوں اور کبھی آپ کے بائیں۔ مجھے آپ کی نسبت (دشمنوں کے شر سے بچنے کا) اطمینان نہیں ہو رہا ہے۔ عمر رض نے بیان کیا کہ اس رات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (کھوج لگانے والوں کے اندیشہ سے) پنجوں پر چل رہے تھے (ننگے پاؤں سے) یہاں تک کہ آپ کے دونوں پاؤں تھک گئے۔ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس حالت کو دیکھا کہ آپ کے دونوں پاؤں تھک چکے ہیں تو آپ کو اپنے کندھے پر سوار کیا اور آپ کو لے کر تیز چلنا شروع کیا یہاں تک کہ آپ کو غار کے دہانے تک لے آئے۔ پھر آپ کو اُتارا۔ پھر آپ سے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے آپ اس میں داخل نہ ہوں جب تک اس میں مَیں نہ پہنچ جاؤں کہ اس میں اگر کوئی (موذی) چیز ہوئی تو وہ آپ سے پہلے مجھ پر آپڑے۔ تو غار میں داخل ہوئے۔ جب کوئی چیز نہ دیکھی (یعنی خطرہ باقی نہ چھوڑا) تو پھر آپ کو اُٹھا کر اندر داخل کیا۔ اور غار میں سوراخ تھے (جو کپڑا ختم ہوجانے کی وجہ سے بند نہ ہوسکے تھے) چھوٹے بڑے اور افعی کی قسم کے سانپ تھے تو ابوبکر رض کو اندیشہ ہوا کہ ان میں سے کچھ نہ نکل آئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچائے تو اُن پر اُنھوں نے اپنا قدم رکھ دیا اب ان سانپوں اور افاعی نے مُنہ مارنا اور ڈسنا شروع کر دیا اور اُن کے آنسو بہنے شروع ہو گئے[لہ] اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُن سے فرما رہے تھے اے ابوبکر رض غم نہ کر بلاشبہ اللہ تو ہمارے ساتھ ہے تو اللہ تعالے نے اپنی سکینت یعنی طمانینت ابوبکر رض پر نازل کر دی تو یہ تو آپ کی رات تھی۔ رہا دن تو اُس کا حال یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور عرب مُرتد ہو گئے کہ ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم نماز پڑھیں گے اور زکوٰۃ نہ دیں گے اور اُن میں سے بعض نے کہا کہ نہ ہم نماز پڑھیں گے اور نہ زکوٰۃ دیں گے

[لہ] احقر عرض کرتا ہے کہ مقاماتِ عالیہ کے لئے مجاہدات ضروری ہوتے ہیں حضرت ابوبکر رض کو اس عظیم الشان ریاضت اور مجاہدے کا موقع کیسے ملتا اگر غار میں داخل ہونے کا یہ ابتلاء نہ پیش آتا اور جو مقاماتِ رفیعہ اس ابتلاء کے بعد ملنے والے تھے ان پر کیونکر فائز ہوتے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اِس طرح اور ایسے خطرات سے گزارنے میں بڑی مصالح مضمر تھیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے یعنی ابوبکر رض کو ایک عظیم الشان مجاہدہ کا موقع دینا۔ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

فاتیتُہ ولا آلوہُ نُصحًا فقلتُ یا خلیفۃَ رسولِ اللّٰہ تألّف الناسَ و ارفق بہم فقالَ جبّارٌ فی الجاہلیّۃِ خوّارٌ فی الاسلام فبماذا أتألّفُہم بشعرٍ مفتعَلٍ او بشعرٍ مفترًی قُبِضَ النبیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وارتفع الوحیُ فواللّٰہِ لو منعونی عِقالاً مما کانوا یُعطونَ رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لقاتلتُہم علیہ فقاتلنا معہ وکانَ واللّٰہِ رشیدَ الامر فہذا یومُہ ومن حدیث علقمۃ بن قیس قال جاء رجلٌ الی عمرَ وہو بعرفۃَ فذکر قصۃَ عبدِاللّٰہ بن مسعودٍ وبشارۃَ النبیِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لہ قال عمرُ قلتُ واللّٰہِ لأغدُوَنَّ الیہ فلأُبشّرنّہ قال فغدوتُ الیہ لأُبشّرہٗ فوجدتُ ابابکرٍ قد سبقنی الیہ فبشّرہٗ ولا واللّٰہِ ما سابقتُہ الی خیرٍ قطُّ الّا سبقنی الیہ اخرجہ احمد ومن حدیث اسلم مولیٰ عمر قال سمعتُ عمرَ بن الخطاب یقول اَمَرَنا رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان نتصدّق فذکر الحدیثَ الی اَنْ قال قلتُ لا اسبقُہ الی شیءٍ اَبدًا اخرجہ الترمذی ومن حدیثِ مالک ابن اوس بن حدثان النضری اخرج البخاری فی قصۃِ بنی النضیر و مخاصمۃ عباس و علیّ و اللّٰہ یعلم انّہ بارٌّ راشدٌ تابعٌ

میں اُن کے پاس آیا اور میں اُن کی خیرخواہی میں کوتاہی نہ کرتا تھا۔ میں نے کہا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ! لوگوں کی دلجوئی کیجیے اور ان کے ساتھ نرمی کیجیے تو فرمایا کہ تو جاہلیت میں تو بیباک تھا اور اِسلام میں بُزدل بن گیا۔ کس بات سے میں اُن کی دِلجوئی کروں کیا (شُعراء کے) بنائے ہوئے اشعار کے ساتھ یا (خود) جھوٹے اشعا بنا کر اُن کی (دِلجوئی کروں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی اور وحی اُٹھ چکی، تو واللہ اگر ان لوگوں نے مجھ سے اونٹ باندھنے کی ایک چھوٹی سی رسّی بھی روکی ان اشیاء میں سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے تو میں اس پر ان سے قتال کروں گا تو اُن کے ساتھ مل کر ہم نے قتال کیا اور ابوبکر رض واللہ اس امر میں صائب الرّائے تھے (کہ اُنھوں نے اسلام کو ضائع ہونے سے بچالیا) تو یہ اُن کا وہ دن ہے۔ اور حدیث علقمہ بن قیس سے۔ کہا کہ ایک شخص عمر رض کے پاس آیا جب کہ وہ عرفہ میں تھے اور اُس نے عبداللہ بن مسعود رض کے قصہ کا اور اُن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بشارت دینے کا ذکر کیا۔ عمر رض نے بیان کیا کہ میں نے سوچا کہ واللہ صبح ہی میں عبداللہ بن مسعود رض کے پاس جا کر اُن کو ضرور بشارت دے کر آؤں گا۔ فرمایا کہ میں صبح کو بشارت دینے کے لئے ان کے پاس پہنچا تو میں نے وہاں ابوبکر رض کو پایا جو اُن کے پاس مجھ سے پہلے پہنچ چکے اور بشارت دے چکے تھے اور واللہ جب بھی میں نے کسی خیر میں اُن کے ساتھ دوڑ لگائی تو وہی خیر کی طرف مجھ سے سبقت لے گئے۔ اس کو روایت کیا احمد نے۔ اور اسلم مولےٰ عمر رض کی حدیث سے۔ کہا کہ میں نے سُنا عمر بن الخطاب رض سے فرماتے تھے کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ صدقہ دیں۔ اس حدیث کو ذکر کیا یہاں تک کہ عمر رض نے کہا کہ میں نے سمجھ لیا کہ میں ابوبکر رض سے کسی چیز میں کبھی آگے نہ بڑھ سکوں گا، اس کو روایت کیا ترمذی نے۔ اور مالک بن اوس بن حدثان النضری کی حدیث سے۔ روایت کیا بخاری نے بنی نضیر کے قصہ میں اور عباس رض و علی رض کی مخاصمت میں (جو اپنا جھگڑا لے کر بغرضِ فیصلہ حضرت عمر رض کے پاس آئے تھے۔ عمر رض نے کہا) اور اللہ جانتا ہے کہ وہ (یعنی ابوبکر رض) نیکی کرنے والے صائب الرّائے

Marfat.com

بالحق۔

اَمّا اقوال فاروق رض در افضلیتِ خود پس از آن جملہ است قولِ او وافَقتُ رَبِّی فی ثلٰثٍ فی مقامِ ابراہیم وفی الحجاب وفی اُساریٰ بدرٍ اخرجہ مسلم والبخاری نحوہ و در صحیح مسلم حدیث ابنِ عباس رض کہ سوال کرد عمر رض را از آن دو زن کہ صَغَتْ قلوبُکُما در شانِ ایشان نازل شدہ صریح تر مذکور است اخرجہ مسلم و اخرج محمد بن الحسن فی الموطا عن سالم بن عبد اللہ قال قالَ عُمَرُ بن الخطاب لو علمتُ انَّ احدًا اَقوٰی علٰی ہٰذا الامرِ مِنِّی لکانَ اَنْ اُقدَّم فیُضرَبُ عنقی اہونُ علیَّ فمَن وَلِیَ ہٰذا الامرَ بعدِی فلیعلم ان سیردّہ عنہ القریب والبعید وایمُ اللّٰہِ ان کنتُ لأقاتِل الناسَ عن نفسی۔

و اما اقوالِ فاروق رضی اللہ عنہ در فضیلت ستّہ کہ وصیتِ خلافت برای ایشان کردہ ازانجملہ است حدیث مسلم فان عُجِّل بی اَمرٌ فالخلافۃُ شُوریٰ بینَ ہٰؤلاءِ الستّۃِ الذین توفّی رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہُ علیہ وسلم وہو عنہم راضٍ۔

و اَمّا اقوالِ ذی النّورین رضی اللہ عنہ کہ در فضیلتِ شیخین رض و افضلیتِ خود گفتہ ازانجملہ است حدیثِ مرفوع کہ آنرا درجوابِ منکرانِ خلافت خود روایت کردہ قال عثمان اَنشُدکم باللّٰہِ والاسلام ہل تعلمونَ اَنَّ رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

حق کا اتباع کرنے والے تھے۔

اب لیجئے فاروق رض کے اقوال اپنی افضلیت میں۔ تو اُن میں سے اُن کا یہ قول ہے میری رائے تین چیزوں میں میرے رب کے (حکم کے) موافق رہی مقامِ ابراہیم کے اور پردے کے اور بدر کے قیدیوں کے بارے میں۔ روایت کیا اس کو مسلم نے اور بخاری نے بھی اسی طرح۔ اور صحیح مسلم میں ابنِ عباس رض کی حدیث مذکور ہے کہ انھوں نے عمر رض سے اُن دو عورتوں کے بارے میں سوال کیا جن کی شان میں صَغَتْ قُلُوبُکُمَا (۶۶ : ۴) وارد ہوا ہے اس میں زیادہ صریح مذکور ہے، اخرجہ مسلم۔ اور محمد بن الحسن نے موطا میں سالم بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہا کہ فرمایا عمر بن الخطاب رض نے کہ اگر میں جانتا کہ اس امر (خلافت) کے (سنبھالنے کے) لئے کوئی مجھ سے زیادہ قوی موجود ہے تو ایسا ہوتا کہ مجھے کھڑا کر کے میری گردن ماردینا مجھ پر آسان ہوتا (بہ نسبت خلافت قبول کرنے کے)، تو جو شخص والیٔ امر (یعنی خلیفہ) بنے میرے بعد اُس کو جان لینا چاہیئے کہ نزدیک اور دُور والوں کی طرف سے اُس پر ردّ و قدح (بھی) ہوگا اور خدا کی قسم میں ہوتا تو لوگوں سے لڑ بھڑ کر اپنی ذات کی طرف سے مدافعت کرلیتا۔ (اور یہ ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے)۔

اب لیجئے فاروق رضی اللہ عنہ کے اقوال اُن چھ[1] حضرات کے حق میں جن کے واسطے خلافت کی وصیت کی تھی ان میں سے حدیث مسلم ہے کہ اگر میرے ساتھ امر (الٰہی) نے جلدی کی (یعنی موت آگئی)، تو خلافت اِن چھ[1] اصحاب کے مشورے سے طے کیجائے جن کی شان یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک ان سے خوش رہے۔

اب لیجئے ذی النورین رضی اللہ عنہ کے اقوال جو انھوں نے شیخین رض کی فضیلت اور اپنی افضلیت پر فرمائے۔ ان میں سے ایک حدیث مرفوع ہے جس کو اپنی خلافت سے انکار کرنے والوں کے جواب میں روایت کیا۔ عثمان رض نے کہا میں تم کو اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[1] وہ چھ اصحاب یہ ہیں۔ علی رض بن ابی طالب۔ عثمان رض بن عفان۔ زبیر رض بن العوام۔ طلحہ رض۔ سعد رض بن ابی وقاص۔ عبدالرحمٰن رض بن عوف ۱۲ مترجم

Marfat.com

کانَ علےٰ ثَبِیرَ مَکۃ ومعہ ابوبکر وعمر وانا فتحرّک
الجبل حتّے تساقطتْ حجارتُہٗ بالحضیض قال فرکضَہٗ
برِجلہ فقال اسکنْ ثبیر فانّما علیک نبیٌّ وصدیقٌ
وشہیدان قالوا اللّٰہم نعم قال اللّٰہ اکبر شہدوا لی
وربِّ الکعبۃ انی شہیدٌ ثلٰثاً وازآں جملہ است ذکر
فضائلِ خود وبشاراتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم در حقِ خود وآن بابی است بسوط از مآثرِ
ذی النورین رض می باید جُست وازآن جملہ قولِ
او در مسئلہ جدّ چون فاروق رض بتشریک قائل
شد وان نتبع الشیخ قبلک فنعم الشیخ کان
یعنی ابابکر وقولِ او در حدیث ما نجاۃُ ہٰذا الامرِ
صدیق را گفتہ احق بہٰذا وقولِ او در
جواب تعریضاتِ عبدالرحمٰن بن عوف بطعن
او قولہ انی لم اترک سُنّۃ عمر فانی لا اطیقُہا
ولا ہو اخرجہ احمد وعبداللّٰہ بن عدی
ابن خیار روایت کردہ است قال عثمان رض
امّا بعد فانّ اللّٰہ بعث محمداً صلی اللّٰہ علیہ
وسلم بالحقِّ فکنتُ ممّن استجاب للّٰہ و
لرسولہ وآمنتُ بما بُعِثَ بہ وہاجرتُ
الہجرتین کما قلتُم وصحبتُ رسولَ اللّٰہ
صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم وبایعتُہ
فواللّٰہ ما عصیتُہ ولا غششتُہ حتّے
توفّاہ اللّٰہ عزّ وجلّ ثمّ
ابوبکر مثلہ ثمّ عمر مثلہ ثمّ
استُخلفتُ افلیس لی من الحقِّ
مثلُ الذی لہم قلتُ بلٰی
قال فما ہٰذہ
الاحادیث التی

ثبیر مکہ پر تھے (ثبیر مکہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے) اور آپ کے ساتھ ابوبکر رض اور عمر رض تھے اور میں۔ تو پہاڑ ہلنے لگا یہاں تک کہ اس کے پتھر لڑھک کر نیچے گرے۔ کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا پاؤں مار کر فرمایا کہ اے ثبیر ساکن ہو۔ بس تجھ پر ایک نبی ہے اور صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔ لوگوں نے کہا یا اللہ! بیشک آپ نے کہا اللہ اکبر لوگوں نے میری گواہی دی، قسم ہے رب کعبہ کی بیشک میں شہید ہوں۔ تین مرتبہ فرمایا۔ اور ان میں سے ہے ذکر اپنے فضائل اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں کا اپنے حق میں اور یہ ایک طویل الذیل مضمون ہے۔ ذی النورین رض کے مآثر میں مطالعہ کر لیا جائے۔ اور ان میں سے ہے آپ کا قول دادا کے مسئلہ میں مثل فاروق رض کے شریک قرار دینے کے قائل ہوتے کہ اگر ہم ان شیخ کا اتباع کریں جو آپ سے پہلے تھے تو وہ بھی بہترین شیخ تھے اس سے ابوبکر رض کو مراد لے رہے تھے۔ اور ان میں سے ہے ان کا قول ما نجاۃ ہٰذا الامر والی حدیث میں صدیق اکبر رض سے کہ آپ سب سے زیادہ اس کے مستحق تھے اور ان کا قول عبدالرحمٰن بن عوف کی تعریضات کے جواب میں جس میں ان کا طعن تھے یعنی یہ قول کہ میں نے عمر رض کا طریقہ ترک نہیں کیا (ترک تو اختیار کر کے چھوڑنے پر صادق آتا ہے لیکن میں نے اختیار ہی نہیں کیا) کیونکہ مجھ میں اس کی طاقت نہیں اور نہ ان میں (یعنی عبدالرحمٰن رض میں) ہے۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔ اور عبداللہ بن عدی ابن خیار نے روایت کیا ہے۔ عثمان رض نے کہا اما بعد اللہ تعالیٰ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا حق کے ساتھ تو میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور رسول کی دعوت کو قبول کیا اور جس چیز کے ساتھ آپ مبعوث ہوئے تھے میں اس پر ایمان لایا اور میں نے دو ہجرتیں کی ہیں جیسا کہ میں اس کو بیان کر چکا ہوں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا تو واللہ میں نے نہ کبھی ان کی نافرمانی کی اور نہ کبھی ان کے ساتھ خیانت کی یہاں تک کہ اللہ عز وجل نے ان کو وفات دی۔ پھر ابوبکر رض کے ساتھ بھی معاملہ رہا۔ پھر عمر رض کے ساتھ بھی معاملہ رہا۔ تو کیا پھر میرا ایسا حق نہیں ہے جیسا ان کا تھا۔ میں نے کہا بیشک۔ پھر یہ باتیں کیسی ہیں جو

Marfat.com

تبلغنی عنکم الحدیث۔

اما اقوال علی مرتضے رضی اللہ عنہ پس باید دانست کہ ہرچند افضلیت شیخین رض مذہب جمیع اہل حق است اما ہیچ کس آن را مصرح تر و محکم تر چون علی مرتضے بیان نمودہ است مرفوعاً و موقوفاً و ہر صحابی تصریح و تلویح کردہ است بافضلیت شیخین رض بیکے از خصائل اربع کہ سابقاً تقریر کردیم و علی مرتضے بہر چہار تصریح فرمودہ و از دیگران مستفیض است یا خبر واحد و از وی رضی اللہ عنہ و از فاروق اعظم متواتر است اما مرفوعہ فحدیث ابوبکر و عمر سیدا کہول اہل الجنۃ من الاولین والآخرین ما خلا النبیین والمرسلین لا تخبرہما یا علی اخرجہ الترمذی و ابن ماجۃ و این حدیث مصرح است بافضلیت ایشان بر جمیع صحابہ و مستفیض است از مرتضے بروایت شعبی عن الحارث عن علی عند الترمذی و ابن ماجۃ و بروایۃ الحسن بن زید بن الحسن عن ابیہ عن جدہ عن علی عند عبداللہ بن احمد فی زوائد المسند و بروایۃ الزہری عن علی بن الحسین عن علی بن ابی طالب عند الترمذی و قد وافق علیا علی ہذا الحدیث غیرہ فقد روی انس مثلہ و حدیثہ عند الترمذی و ابو جحیفۃ مثلہ و حدیثہ عند ابن ماجۃ و حدیث النجباء الرقباء اخرج الترمذی عن علی و حدیث ان تؤمروا ابابکر تجدوہ ہادیا امینا اخرجہ الترمذی و حدیث رحم اللہ ابابکر اخرج الترمذی

تمھاری طرف سے میرے پاس پہنچ رہی ہیں، آخر تک۔ (یہ اس تقریر کا ایک حصہ ہے جس میں آپ نے محاصرہ کرنے والوں کو اپنے مکان کے اوپر سے خطاب کیا تھا)۔

آب لیجئے علی مرتضے رضی اللہ عنہ کے اقوال۔ تو جاننا چاہیئے کہ اگرچہ فضیلت شیخین رض تمام اہل حق کا مذہب ہے مگر کسی نے اس کو اس قدر مصرح اور اس قدر قوت کے ساتھ بیان نہیں کیا جس قدر حضرت علی مرتضے رض نے بیان کیا ہے مرفوعاً اور موقوفاً ہر دو اسلوب کے ساتھ۔ اور ہر صحابی نے شیخین رض کی افضلیت پر خصائل اربع میں سے جن کی ہم تقریر کر چکے ہیں کسی ایک خصلت کے پیش نظر صراحت یا اشارات کے ساتھ کلام کیا ہے اور حضرت علی مرتضے رض نے چاروں خصائل کی تصریح فرمائی ہے۔ اور دوسروں سے جو روایات ہیں وہ مستفیض ہیں یا خبر واحد از حضرت علی رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی روایات متواتر ہیں۔ آپ کی مرفوع حدیث یہ ہے کہ ابوبکر رض و عمر رض دونوں سردار ہیں ادھیڑ عمر والے اہل جنت کے اولین کے بھی اور آخرین کے بھی سوائے انبیاء اور مرسلین کے اے علی رض ان کو خبر نہ کرنا۔ اس کو روایت کیا ترمذی اور ابن ماجہ نے۔ اور تمام اصحاب پر ان کی افضلیت کے بارے میں یہ حدیث مصرح ہے اور حضرت مرتضے رض سے بطریق مستفیض ثابت ہے بروایت شعبی از حارث از علی رض، ترمذی اور ابن ماجہ کے نزدیک اور بروایت حسن بن زید بن الحسن از زید از حسن از علی رض زوائد میں عبداللہ بن احمد کے نزدیک۔ اور بروایت زہری از علی بن الحسین از علی رض بن ابی طالب، ترمذی کے نزدیک۔ اور اس حدیث میں حضرت علی رض کی موافقت دوسروں نے بھی کی ہے۔ چنانچہ انس رض نے ایسی ہی روایت کی ہے ان کی حدیث کو ترمذی نے لیا ہے اور ابو جحیفہ نے بھی ایسی ہی روایت کی ہے۔ اور ان کی حدیث کو ابن ماجہ نے لیا ہے۔ اور نجباء، رقباء والی حدیث جس کو ترمذی نے حضرت علی رض سے روایت کیا۔ اور یہ حدیث کہ اگر تم ابوبکر رض کو امیر بناؤ گے تو ان کو ہادی اور امین پاؤ گے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور حدیث رحم اللہ ابابکر والی کو ترمذی نے

Marfat.com

من حدیث ابی حیان التیمی عن ابیہ عن علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحم اللہ ابابکر زوجنی ابنتہ۔

واما موقوفہ فمنہ خیر ہذہ الامۃ ابوبکر ثم عمر متواتر رواہ ثمانون نفسا عن علیؓ منہم ابنہ محمد بن الحنفیۃ عند البخاری و منہم عبد اللہ بن سلمۃ وعلقمۃ بن قیس و عبد الخیر صاحب لواء علیؓ روی ذلک عن ابی الخیر بطرق متکثرۃ ومنہم ابوجحیفۃ روی عنہ جماعات منہم عاصم عن زر عن ابی جحیفۃ والشعبی عن ابی جحیفۃ وابو اسحق عن ابی جحیفۃ ومن عون بن ابی جحیفۃ عن ابیہ ومنہم نزال بن سبرۃ عن علیؓ ومن موقوفہ سبق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصلی ابوبکر وثلث عمر وروی عن ابی جحیفۃ وجابر نحوہ ومن موقوفہ حکمہ بالتعزیر علی من فضل علیا علی الشیخین اخرج ابوعمر فی الاستیعاب عن الحکم بن حجل قال قال علیؓ لا یفضلنی احد علی ابی بکر وعمر الا جلدتہ حد المفتری واخرج ابو القاسم الطلحی فی کتاب السنۃ لہ من طریق سعید بن ابی عروبۃ عن منصور عن ابراہیم عن علقمۃ قال بلغ علیا ان اقواما یفضلونہ علی ابی بکر وعمر فصعد المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ایہا الناس انہ بلغنی ان قوما یفضلونی علی ابی بکر وعمر ولو کنت تقدمت فیہ لعاقبت فیہ فمن

روایت کیا حدیث ابی حیان تیمی سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے وہ علیؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحم کرے اللہ تعالیٰ ابوبکرؓ پر کہ اُس نے اپنی بیٹی مجھ سے بیاہ دی الخ۔

اب ان کی حدیث موقوف کو لیا جائے اُن میں سے یہ ہے اس اُمت کے سب سے بہتر فرد ابوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ۔ یہ حدیث متواتر ہے اس کو اسّی لوگوں نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے۔ اُن میں سے اُن کے بیٹے محمد بن الحنفیہ ہیں بخاری کے نزدیک اور ان میں سے عبد اللہ بن سلمہ اور علقمہ بن قیس اور عبد الخیر حضرت علیؓ کے علمبردار ہیں مروی ہے ابوالخیر سے بہت سے طریقوں سے اور ان میں سے ابو جحیفہ ہیں ان سے جماعتوں نے روایت کیا۔ اُن میں سے عاصم از زر از ابی جحیفہ ہیں اور شعبی از ابی جحیفہ اور ابو اسحٰق از ابو جحیفہ اور عون بن ابی جحیفہ سے مروی ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان میں سے ہے نزال بن سبرہ از علیؓ۔ اور اُن کی موقوف حدیثوں میں سے ہے کہ (افضلیت میں) سبقت لے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان سے ملے ہے ابوبکرؓ (یعنی آپ کے بعد ابوبکرؓ کا مرتبہ ہے) اور تیسرے درجہ پر عمرؓ ہیں۔ اور ابو جحیفہ اور جابرؓ نے بھی اسی طرح روایت کیا۔ اور اُن کی موقوف حدیثوں میں سے ایک ہے آپ کا اُس شخص پر (افتراء و بہتان کی) حد جاری کرنے کا حکم دینا جو علیؓ کو شیخینؓ پر فضیلت دے۔ اخذ کیا ابو عمر نے استیعاب میں بروایت حکم بن حجل کہا کہ فرمایا علی رضی اللہ عنہ نے کہ کوئی مجھے ابوبکرؓ و عمرؓ پر فضیلت نہ دے ورنہ میں اُس کے کوڑے لگاؤں گا مفتری کی حد کے۔

اور روایت کیا ابو القاسم الطلحی نے اپنی کتاب السنۃ میں از طریق سعید بن ابی عروبہ از منصور از ابراہیم از علقمہ۔ کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع پہنچی کہ کچھ ایسی جماعتیں ہیں جو ان کو ابوبکرؓ و عمرؓ پر فضیلت دیتی ہیں تو آپ منبر پر چڑھے اور اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا کہ اے لوگو! مجھے معلوم ہوا کہ کچھ ایسی جماعتیں ہیں جو مجھے ابوبکرؓ و عمرؓ پر فضیلت دیتی ہیں اگر مجھے پہلے اس کی اطلاع ہو جاتی تو میں اس پر گرفت کرتا تو میں جس شخص سے

Marfat.com

سمعتہ بعد ہٰذا الیوم یقول ہٰذا فہو مفتر علیہ حدّ المفتری ثم قال انّ خیر ہٰذہ الامّۃ بعد نبیہا ابوبکر ثم عمر ثم اللہ اعلم بالخیر بعدُ قال وفی المجلس الحسن بن علیؓ فقال واللہ لو سمّی الثالث لسمّی عثمانؓ و اخرج ابوالقاسم الطلحی عن عبد خیر صاحب لواء علیؓ ان علیاً قال الا اخبرکم باوّل من یدخل الجنۃ من ہٰذہ الامّۃ بعد نبیہا فقیل لہ بلیٰ یا امیرالمؤمنین قال ابوبکر ثم عمر قیل فیدخلانہا قبلک یا امیرالمؤمنین فقال علیؓ ای و الذی فلق الحبۃ و برأ النسمۃ لیدخلانہا و انی لمع معاویۃ موقوف فی الحساب۔

اما اقوال سادات اہل بیت در افضلیت شیخینؓ پس بسیار است بر نموذجی اکتفا کنیم اما عباس بن عبدالمطلب کہ اسنّ اہل بیت و اکبر ایشان بود عن ابن عباس قال لما نزلت اذا جاء نصر اللہ و الفتح جاء العباس الی علی رضی اللہ عنہ فقال انطلق بنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان کان ہٰذا الامر لنا من بعدہٖ لم تشاحّنا فیہ قریش وان کان لغیرنا سألناہ الوصاۃ بنا قال لا قال العباس فجئت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرًّا فذکرت ذٰلک لہ فقال ان جعل ابوبکر خلیفتی علیٰ دین اللہ و وحیہ و ہو مستوصی فاسمعوا لہ واطیعوا تہتدوا و تفلحوا و اقتدوا بہ ترشدوا قال ابن عباس

اس دن کے بعد سنوں گا کہ وہ ایسا کہتا ہے تو وہ مفتری ہے اس پر مفتری کی حد جاری کی جائے گی۔ پھر فرمایا کہ بیشک اس امّت کے نبیؐ کے بعد سب سے افضل ابوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ پھر اللہ سب سے بہتر جانتا ہے کہ کون اچھا ہے۔ راوی نے کہا اور اس مجلس میں حسن بن علیؓ موجود تھے انہوں نے کہا واللہ اگر وہ تیسرے کا نام لیتے تو عثمانؓ کا نام لیتے۔ اور روایت کیا ابوالقاسم طلحی نے حضرت علیؓ کے علمبردار عبدالخیر سے کہ علیؓ نے فرمایا کہ میں تم کو بتا دوں کہ اس امّت میں سے سب سے پہلے کون جنّت میں داخل ہوگا اس کے نبیؐ کے بعد تو ان سے کہا گیا کہ ضرور بتایئے اے امیرالمؤمنینؓ۔ فرمایا کہ ابوبکرؓ پھر عمرؓ۔ آپ سے کہا گیا تو کیا یہ دونوں آپ سے پہلے داخل ہوں گے اے امیرالمؤمنین تو علیؓ نے کہا ہاں قسم ہے اس ذات کی جو بیج پھاڑ کر درخت بناتا ہے اور جان پیدا کرتا ہے وہ دونوں داخل ہو جائیں گے جنّت میں اور میں معاویہؓ کے ساتھ حساب میں کھڑا ہوا ہوں گا۔

اب لیجئے اقوال سادات اہل بیت کے فضیلت شیخینؓ کے بارے میں تو وہ بہت ہیں ان میں سے چند پر بطور نمونہ ہم اکتفا کرتے ہیں۔ عباسؓ بن عبدالمطلب کو لیجئے جو ان سب سے بڑی عمر کے اور (رشتہ کے اعتبار سے) سب سے بڑے تھے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہا کہ جب نازل ہوئی اذا جاء نصر اللہ والفتح تو عباس گئے حضرت علی رضی اللہ عنہما کے پاس اور کہا کہ ہمارے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو تو اگر یہ امر (خلافت) ان کے بعد ہمارے لئے ہوگا تو قریش اس بارے میں ہم سے نہ جھگڑیں گے اور اگر کسی اور کے لئے ہو تو ہم اپنے حق میں ان سے وصیّت کر دینے کی درخواست کریں۔ علیؓ نے کہا نہیں۔ عباسؓ نے بیان کیا کہ پھر میں خفیہ طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور میں نے ان سے اس کا ذکر کیا تو کہا کہ صرف ابوبکرؓ ہی اللہ کے دین پر اور اس کی وحی سے میرے خلیفہ بنا دیئے گئے اور اس کے لئے وصیت ہو گئی ہے تو آپ ان کی بات سنو اور ان کی اطاعت کرو اور فلاح پاؤ اور ان کی اقتدا کر کے راہ صواب پر چلو۔ کہا ابن عباسؓ نے

Marfat.com

فما وافق ابابکر علے رأیہ ولا وازرہ علے امرہ و لا اعانہ علے شانہ اذ خالفہ اصحابہ فی ارتداد العرب الا العباس قال فواللہ ما عدل رأیھما وحزمھما رأی اہل الارض اجمعین و اما علی بن ابیطالب پس اقوال و آثار او ذکر کردیم۔

و اما عبداللہ بن عباس پس اقوال او ذکر خواہیم کرد و اما عبداللہ بن جعفر فقد اخرج الحاکم من جعفر بن محمد عن ابیہ عن عبد اللہ بن جعفر قال ولینا ابوبکر فکان خیر خلیفۃ اللہ وارحمہ بنا وارضاہ علینا۔

و اما حسن مجتبےٰ اخرج ابو یعلےٰ من طریق ابی مریم رضیع الجارود قال کنت بالکوفۃ فقام الحسن بن علےؓ خطیبا فقال ایھا الناس رأیت البارحۃ فی منامی عجبا رأیت الرب تعالیٰ فوق عرشہ فجاء رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حتےٰ قام عند قائمۃ من قوائم العرش فجاء ابوبکر فوضع یدہ علے منکب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثم جاء عمر فوضع یدہ علے منکب ابی بکر ثم جاء عثمان فکان بیدہ رأسہ فقال رب سل عبادک فیم قتلونی قال فانبعث من السماء میزابان من دم فی الارض قال فقیل لعلیؓ الا ترای مایحدث بہ الحسن قال یحدث بما رأی

وذکر المحب الطبری عن ابن السمان انہ اخرج فی کتابہ من الحسن بن علےؓ قال لا اعلم علیا

تو ارتداد عرب کے موقع پر ابوبکرؓ کی رائے کی موافقت اور انکی پشت پناہی اُن کے کام پر اور ان کی اعانت اُن کے مطمح نظر پر کسی نے بھی نہ کی تھی بجز عباسؓ کے جب اُن کے تمام اصحاب اُن کی رائے کے مخالف تھے۔ تو واللہ تمام اہل ارض ان دونوں کی رائے کی نہ برابری کرسکے اور نہ اُن کو ہٹا سکے۔ رہے اہل بیت میں سے علیؓ بن ابی طالب تو اُن کے اقوال اور آثار کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔

اب لیجئے عبداللہ بن عباسؓ کو تو اُن کے اقوال آئندہ ہم ذکر کریں گے۔ اور رہے عبداللہ بن جعفر تو حاکم نے روایت کی جعفر بن محمد سے وہ اپنے باپ سے وہ عبداللہ بن جعفر سے اُنھوں نے کہا کہ ہم پر والی بنے ابوبکرؓ تو وہ بہترین خلیفۃ اللہ تھے اور اللہ نے ہمارے ساتھ ان کو بڑی مہربانی کرنے والا اور ہم پر بہت شفقت کرنے والا بنایا۔

اب لیجئے حسن مجتبےٰؓ کو روایت کیا ابو یعلےٰ نے بروایت ابو مریم جو جارود کے دودھ شریک بھائی تھے کہا میں کوفہ میں تھا میں نے دیکھا کہ حسن بن علیؓ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوتے اور فرمایا کہ لوگو! آج رات میں نے عجیب خواب دیکھا۔ میں نے اللہ تعالےٰ کو عرش کے اُوپر دیکھا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آئے اور عرش کے پایوں میں سے ایک پایہ کے پاس کھڑے ہوگئے پھر ابوبکرؓ آئے اور اُنھوں نے اپنا ہاتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے شانے پر رکھا۔ پھر عمرؓ آئے اور اُنھوں نے اپنا ہاتھ ابوبکرؓ کے شانے پر رکھا۔ پھر عثمانؓ آئے اور اُن کا سر اُن کے ہاتھ میں تھا۔ پھر بولے کہ اے رب اپنے بندوں سے پوچھئے اُنھوں نے مجھے کس گناہ میں قتل کیا۔ کہا پھر آسمان سے خون کے دو پرنالے زمین کی طرف جاری ہوگئے۔ راوی نے کہا کہ پھر علیؓ سے کہا گیا کہ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ حسنؓ کیا بات کہہ رہے ہیں؟ فرمایا کہ جو کچھ دیکھا وہ بیان کررہے ہیں۔ اور محب طبری نے ذکر کیا کہ مروی ہے ابن السمان سے کہ انھوں نے اپنی کتاب میں حسن بن علیؓ سے ایک روایت درج کی کہ آپ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ علیؓ نے

Marfat.com

خالف عمرَ و لا غیّر شیئاً مما صنع حین
قدم الکوفۃ وذکر ایضاً عنہ فی کتاب الموافقۃ
عن ابی جعفر قال بینما عمرُ یمشی فی
طریقٍ من طرقِ المدینۃ اذ لقیہ علیٌّ
و معہ الحسنُ و الحسینُ رضی اللہ عنہم
واخذ بیدہٖ فاکتنفاہما الحسنُ و الحسینُ
عن یمینہما و شمالہما قال فعرض لہ من
البکاء ما کان یعرض لہ فقال لہ علیٌّ
ما یبکیک یا امیر المؤمنین قال عمر و من
احقّ منی بالبکاء یا علیُّ وقد ولّیتُ
امر ہذہ الامّۃ احکم فیہا و لا
ادری ام مسیئٌ انا ام محسنٌ فقال
لہ علیٌّ واللہ انک لتعدلُ فی کذا
وتعدل فی کذا قال فما منعہ ذلک من البکاء ثم
تکلم الحسنُ بما شاء اللہ فذکر من ولایتہٖ
وعدلہٖ فلم یمنعہ ذلک فتکلم الحسین بمثل
کلام الحسن فقال اتشہدان بذلک
یا ابنَی اخی فسکتا فنظرا الی ابیہما
فقال علیٌّ اشہدا انا معکما شہیدٌ۔
آثار اولادِ حسن مجتبٰی اخرج عبداللہ
ابن احمد فی زوائد المسند عن الحسن بن
زید بن حسن قال حدثنی ابی عن ابیہ
عن علیٍّ قال کنتُ عند النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فاقبل ابوبکر وعمر فقال
یا علیُّ ہذان سیّدا کہولِ اہلِ الجنّۃ و
شبابہا بعد النبیین و المرسلین
وذکر المحبُّ الطبری عن
عبد اللہ بن الحسن بن الحسن

کبھی عمرؓ کی مخالفت کی اور نہ انھوں نے عمرؓ کے کئے ہوئے کسی
کام میں تغیر کیا جب وہ کوفہ میں آئے۔ اور کتاب الموافقہ میں ان
سے یہ روایت بھی لکھی ہے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عمرؓ مدینہ کے
کوچوں میں سے ایک کوچہ میں جا رہے تھے کہ ان کی ملاقات علیؓ
سے ہوئی اور ان کے ساتھ حسن اور حسین رضی اللہ عنہم بھی تھے
اور عمرؓ نے علیؓ کا ہاتھ پکڑ لیا اور حسنؓ اور حسینؓ دونوں کے
دائیں اور بائیں کھڑے ہو گئے۔ کہا کہ پھر ان کو رونا آ گیا جیسا
کہ اکثر ان کو عارض ہوتا رہتا تھا تو ان سے علیؓ نے کہا کہ اے
امیر المؤمنینؓ آپ کس وجہ سے رو رہے ہیں؟ عمرؓ نے کہا کہ اے
علیؓ اور مجھ سے زیادہ رونے کے قابل کون ہے اس حال میں کہ
امت کے کاموں کا ذمہ دار بنا دیا گیا ہوں ان کے بارے میں حکم
دیتا ہوں اور نہیں جانتا کہ (اللہ کے نزدیک) میں برے کام کرنے
والا ہوں یا اچھے کام کرنے والا۔ تو علیؓ نے کہا کہ واللہ آپ تو
یقیناً عدل کر رہے ہیں فلاں کام میں اور فلاں کام میں۔ کہا کہ
اس جواب نے ان کو رونے سے نہ روکا۔ پھر حسنؓ نے گفتگو کی جو
اللہ نے چاہی ان کی ولایت اور ان کے عدل کا ذکر کیا۔ یہ بات
بھی ان کو نہ روک سکی۔ پھر حسینؓ نے مثل کلام حسنؓ کے تقریر
کی تو عمرؓ نے کہا اے میرے دونوں بھتیجو کیا تم دونوں اس کی
شہادت دیتے ہو تو دونوں نے خاموش ہو کر اپنے باپ کی طرف
دیکھا۔ تو علیؓ نے کہا کہ تم دونوں گواہی دو اور میں بھی تم دونو
کے ساتھ گواہ ہوں۔

اب لیجئے حسن مجتبٰیؓ کی اولاد کے اقوال۔ عبداللہ بن احمد
نے زوائد المسند میں یہ روایت لی ہے کہ مروی ہے حسن بن زید
ابن حسن سے انھوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا میرے باپ نے اپنے
باپ کی روایت سے وہ حضرت علیؓ سے انھوں نے کہا کہ میں نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا۔ پھر سامنے آئے ابوبکرؓ
اور عمرؓ تو آپ نے فرمایا کہ اے علیؓ یہ دونوں ادھیڑ عمر والے اور
جوان اہل جنت کے سردار ہیں انبیاء اور مرسلین کے بعد۔ اور محب
طبری نے ذکر کیا کہ روایت ہے عبداللہ بن الحسن بن الحسن

Marfat.com

ابن علی بن ابی طالب وقد سُئل عن ابی بکر
وعمر فقالَ اُفضِلہما وَاَستغفرُ لہما فقیل لہ
لعلّ ہٰذا تقیۃٌ وفی نفسک خلافہ قال
لانالنی شفاعۃُ محمدٍ صلے اللہ علیہ وسلم
ان کنتُ اقولُ خلافَ مافی نفسی وعنہ قد
سُئل عنہما فقالَ صلّے اللہ علیہما وسلّم ولا
صلّے علے من لم یصلّ علیہما۔

ومن اقوالِ اولادِ الحسین رضی اللہ
عنہ اما مرفوعاً فقد اخرج الترمذیُ عن الزہری
من علی بن الحسین عن علی بن ابی طالب
قالَ کنتُ مع رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم اذ طلع ابوبکر وعمرُ فقالَ رسولُ اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہٰذانِ سیّدا کہولِ اہل الجنۃ
من الاوّلینَ والآخرینَ الّا النّبیّینَ و
المرسلینَ لاتُخبرہما واما موقوفاً فقد
اخرج احمدُ فی مسندِ ذی الیدین عن ابی
حازم قال جاء رجلٌ الٰے علی بن الحسین
فقالَ ماکانَ منزلۃُ ابی بکرٍ وعمرُ من النبی
صلے اللہ علیہ وسلم فقال منزلتہما الساعۃَ
واخرج الحاکم من طریق عبداللہ بن عمر بن ابان
قال حدثنا سفیانُ بن عیینۃ عن جعفر بن
محمدٍ عن ابیہ عن جابر بن عبد اللہ انّ
علیّا دخلَ علے عمرُ وہو مسجّی فقالَ صلّے
اللہُ علیکَ ثم قالَ مامِن الناسِ احدٌ
احبَّ الیَّ ان القے اللہَ بما فی صحیفتہ
من ہٰذا المسجّی واخرج محمد بن الحسن
عن ابی حنیفۃ قال حدثنا ابوجعفر
محمد بن علیّ قال جاء علیٌّ بن
ابی طالب الی عمرُ بن الخطاب

ابن علی بن ابی طالب سے اور ان سے پوچھا گیا تھا ابوبکرؓ اور عمرؓ
کے متعلق تو انھوں نے کہا کہ ہم ان دونوں کے لئے دعائے رحمت
اور دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ پھر ان سے کہا گیا کہ شاید یہ قول بر
بنا تقیہ ہے اور آپ کے نفس میں جو بات ہے وہ اس کے خلاف
ہے تو فرمایا کہ مجھے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو
اگر میں نے وہ بات کہی ہو جو میرے نفس کے خلاف ہو۔ اور ان سے
مروی ہے کہ جب ان سے ابوبکرؓ وعمرؓ کے بارے میں پوچھا گیا تو
انھوں نے کہا ان دونوں پر اللہ رحمت نازل کرے اور سلام اور
جو ان پر دعائے رحمت نہ کرے اللہ اس پر رحمت نہ کرے۔

اور اولادِ حسین رضی اللہ عنہ کے اقوال میں سے مرفوعاً تو
یہ ہے جس کو ترمذی نے روایت کیا زہری سے وہ علی بن الحسین
سے وہ علی بن ابی طالبؓ سے کہا کہ میں رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ ابوبکرؓ وعمرؓ دکھائی دیئے تو رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں ادھیڑ عمر والے
اہل جنت کے سردار ہیں اوّلین کے بھی وآخرین کے بجز انبیاء
ومرسلینؑ کے۔ ان دونوں سے یہ بیان نہ کرنا۔ اور موقوفاً یہ ہے
جس کو احمد نے ذی الیدین کی مسند میں ابوحازم سے روایت
کیا ہے کہا کہ ایک شخص آیا علی بن الحسینؓ کے پاس اور اس نے
کہا کہ ابوبکرؓ وعمرؓ کا مرتبہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں
کیا تھا تو فرمایا کہ جو ان کا مرتبہ اس ساعت میں ہے (کہ دونوں
آپؐ کے برابر مدفون ہیں)۔ حاکم نے عبداللہ بن عمر بن ابان
کی سند سے اخذ کیا ہے کہا کہ ہم سے بیان کیا سفیان بن عیینہ نے
وہ روایت کرتے ہیں جعفر بن محمد سے وہ اپنے باپ سے وہ جابر بن
عبداللہؓ سے کہ علیؓ عمرؓ کے پاس پہنچے جب کہ وہ چادر
میں لپٹے ہوئے تھے اور کہا کہ اللہ تم پر رحمت نازل کرے
پھر فرمایا کہ لوگوں میں سے کوئی ایسا نہیں کہ اس کے جیسے نامۂ
اعمال کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملنا مجھے محبوب ہو اس کفن پوش سے
زیادہ۔ اور محمد بن الحسنؒ نے ابوحنیفہ سے روایت کیا کہا کہ ہم سے
بیان کیا ابوجعفر محمد بن علی نے کہا کہ علی بن ابی طالب عمر بن الخطاب

Marfat.com

حين طُعِنَ فقال رحمك الله فو الله
ما في الارض احدٌ كنتُ القى الله
بصحيفته احبَّ اليَّ منك و روي عن
ابن ابي حفصة قال سالتُ محمّدَ
ابنَ عليٍّ و جعفرَ بن محمّدٍ عن ابي بكر و
عمر فقالا اِمَامَا عدلٍ نتولّاهما ونتبرّأ من
عدوّهما ثم التفتَ اليَّ جعفر بن محمد
فقال يا سالمُ أيسبُّ الرجلُ جدَّه
ابو بكر الصديقُ جدّي لاتنالُ شفاعةُ
جدّي محمّد صلى الله عليه وسلم ان
لم اكن اتولّاهما و اتبرّأ من عدوّهما
و عن ابي جعفر انه قال من جهل
فضلَ ابي بكر وعمر جهل السُّنّة و
قيل له ما ترى في ابي بكر و عمر
فقال انّي اتولّاهما و استغفر لهما
فما رأيتُ احدًا من اهل بيتي الّا
و هو يتولّاهما وعنه قال من شكّ
فيهما كمن شكّ في السُّنّة وبغض
ابي بكر و عمر نفاقٌ وبغضُ الانصار
نفاقٌ انه كان بين بني هاشم
و بين بني عدي و بني تيم شحناءُ
في الجاهلية فلمّا اسلموا نزع الله ذلك
من قلوبهم حتى ان ابابكر اشتكى
خاصرته فكان عليٌّ يسخن يده
بالنار و يكمد بها خاصرة
ابي بكر و نزلت فيهم هذه الآية
وَ نَزَعْنَا مَا فِي صُدُوْرِهِم
مِنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ
مُتَقَابِلِيْنَ.

کے پاس آئے جب آپ مجروح کیے گئے اور کہا کہ اللہ آپ پر رحمت کرے
خدا کی قسم روئے زمین پر کوئی نہیں کہ اُس کے جیسے اعمال کے
ساتھ میں اللہ تعالیٰ سے ملوں وہ تم سے زیادہ مجھے محبوب ہو۔ اور
ابن ابی حفصہ سے مروی ہے کہ میں نے سوال کیا محمد بن علی اور
جعفر بن محمد سے ابوبکرؓ اور عمرؓ کے بارے میں تو دونوں نے کہا کہ
امام عادل تھے ہم دونوں سے محبت کرتے ہیں اور اُن کے دشمن
سے اظہار بیزاری کرتے ہیں۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئے جعفر بن
محمد اور کہا اے سالم کیا کوئی شخص اپنے دادا کو گالی دیتا ہے۔ ابوبکر
صدیقؓ میرے دادا ہیں۔ مجھے اپنے دادا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی
شفاعت نصیب ہو اگر میں ان دونوں سے محبت نہ کرتا ہوں اور
میں ان ہر دو کے دشمن سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔ اور ابو جعفر
سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ جو شخص ابوبکرؓ و عمرؓ کی
فضیلت نہیں جانتا وہ سنّت نہیں جانتا۔ اور اُن سے کہا گیا کہ
ابوبکرؓ و عمرؓ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے تو فرمایا کہ میں
ان دونوں سے محبت کرتا ہوں اور اُن کے لئے دعائے مغفرت
کرتا ہوں اور میں نے اپنے اہل بیت میں سے کسی کو نہیں دیکھا مگر یہ
وہ ان دونوں سے محبت کرتا تھا۔ اور اُن سے مروی ہے کہا کہ جس نے
ان دونوں میں شک کیا وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے سنّت میں
شک کیا اور ابوبکرؓ اور عمرؓ سے بغض رکھنا نفاق ہے اور انصار
سے بغض رکھنا نفاق ہے۔ زمانہ جاہلیت میں بنی ہاشم اور بنی عدی
اور بنی تیم میں عداوت تھی۔ پھر جب (یہ خاندان) اسلام لے
آئے تو اللہ تعالیٰ نے اس عداوت کو ان کے دلوں سے نکال دیا
یہاں تک کہ (ایک مرتبہ) ابوبکرؓ کے پہلو میں (جو بنی تیم میں سے
تھے) درد ہوا علیؓ (جو بنی ہاشم میں سے تھے) اپنے ہاتھ کو آگ سے
گرم کرتے تھے اور اس سے ابوبکرؓ کے پہلو کی سینکائی کرتے تھے
اور اُن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی وَ نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِم
(۱۵: ۴۷) اور اُن کے دلوں میں جو کینہ تھا ہم نے وہ سب دور
کر دیا کہ سب بھائی بھائی کی طرح تختوں پر آمنے سامنے ہوتے
ہیں۔

Marfat.com

واما اقوال المهاجرين الاولين فمنهم الزبير ابن العوام أخرج الحاكم من حديث ابراهيم ابن عبد الرحمن بن عوف في حديث طويل فيه خطبة أبي بكر و في آخر الحديث قال علي رضي الله عنه و الزبير ما غضبنا الا انا قد أخرنا عن المشاورة و انا نرى ابابكر احق الناس بها بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم انه لصاحب الغار وثاني اثنين و انا لنعلم بشرفه وكبره و لقد امره رسول الله صلى الله عليه وسلم بالصلوٰة بالناس و هو حي ومنهم طلحة بن عبيد الله ذكر المحب الطبري عن ابن مسعود رضي الله عنه ان عمر شاور الناس في الزحف الى قتال ملوك فارس التي اجتمعت بنهاوند فقام طلحة ابن عبيد الله وكان من خطباء الصحابة فتشهد ثم قال اما بعد يا امير المؤمنين فقد احكمتك الامور و جرستك البلايا و حنكتك التجارب فانت وشانك وانت ورأيك اليك هذا الامر فمرنا نطع وادعنا نجب واحملنا نركب و قدنا ننقد فانك ولي هذه الامور و قد بلوت واختبرت وجربت فلم ينكشف لك من شيء من عواقب قضاء الله عز وجل الا عن خيار ثم جلس ومنهم عبد الرحمن بن عوف روى حديث بشارة العشرة بالجنة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عشرة في الجنة ابوبكر في الجنة و عمر في الجنة الحديث واخرج الحاكم عن ابراهيم بن عبد الرحمن ان عبد الرحمن

رہے مہاجرین اوّلین کے اقوال تو اُن میں سے زُبیر بن العوام ہیں۔ حاکم نے ابراہیم بن عبد الرحمٰن بن عوف کی ایک طویل حدیث روایت کی ہے جس میں ابوبکرؓ کا خطبہ ہے اور آخر حدیث میں ہے کہ علی اور زُبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم ناراض نہیں ہوئے مگر صرف اس وجہ سے کہ مشاورت میں ہم کو پیچھے کر دیا گیا اور ابوبکرؓ کے بارے میں ہماری رائے یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ سب لوگوں سے زیادہ امامت کے مستحق ہیں۔ وہ صاحب غار ہیں اور ثانی اثنین ہیں اور اُن کے شرف اور بزرگی کو ہم خوب جانتے ہیں۔ اور ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا جب کہ وہ زندہ تھے۔ اور ان میں سے طلحہ بن عبید اللہ ہیں۔ ذکر کیا محب طبری نے کہ روایت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ عمرؓ نے ملوکِ فارس جو نہاوند میں جمع ہو رہے تھے جنگ کے لئے لشکر بھیجنے کے بارے میں مشورہ کیا تو طلحہؓ بن عُبَید اللہ کھڑے ہوئے اور وہ مقررینِ صحابہؓ میں سے تھے اُنھوں نے بعد کلمۂ شہادت وحمد وثنا کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ! آپ کو (پیش آنے والے) اُمور نے پختہ کر دیا اور جفاکشی آپ کے خمیر میں داخل ہو گئی اور تجربات نے آپ کو مضبوط کر دیا۔ آپ جانیں اور آپ کا کام، آپ جانیں اور آپ کی رائے۔ یہ کام آپ ہی کی ذات سے متعلق ہے۔ ہمیں تو آپ حکم دیجئے ہم اطاعت کریں گے، آپ ہمیں بلائیے ہم حاضر ہو جائیں گے۔ آپ ہمیں بھیجیں ہم فوراً اسوار ہو جائیں گے آپ ہمیں چلائیے ہم چلیں گے کیونکہ ان تمام امور کا اختیار آپ کو ہے اور آپ (ہم کو) آزما چکے اور حال معلوم کر چکے اور تجربہ کر چکے تو قضاء خداوندی عزّ وجلّ کے نتائج میں سے بجز بہترین انجام کے اور کوئی (بُری) چیز آپ پر منکشف نہیں ہوئی۔ پھر بیٹھ گئے۔ اور اُن میں سے عبد الرحمٰن بن عوف ہیں انھوں نے اُس حدیث کو روایت کیا جس میں دسؓ آدمیوں کو جنّت کی بشارت دی گئی ہے۔ کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دسؓ آدمی جنّت میں ہوں گے ابوبکرؓ جنّت میں عمرؓ جنّت میں، آخر حدیث تک۔ اور حاکم نے روایت کیا ابراہیم بن عبد الرحمٰن سے کہ عبد الرحمٰن

كانَ مع عمرَ بن الخطّاب رضى الله عنه
يعني في تفضيلِ ابي بكر والشيخين في
اقامةِ خلافته واليه رجع امر الشورى
قالَ أتجعلونه إليّ والله عليّ ان
لا آلو عن أفضلكم قالا نعم فبايع
عثمانَ ومنهم سعد بن ابي وقاص
روى حديث والذي نفسي بيده
ما لقيك الشيطانُ قطّ سالكًا فجًّا
الّا سلك فجًّا غير فجك يعني لعمر
واخرج ابوبكر بن ابي شيبة من
حديث ابي سلمة قال سعدٌ اما والله
ما كان بأقدمنا اسلامًا ولا اقدمنا
هجرةً ولكن قد عرفتُ بأيّ شيءٍ
فضلنا كانَ ازهدنا في الدنيا يعني
عمر بن الخطاب وقال عند فتنة عثمان
اشهد لسمعتُ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم
قال انها ستكونُ فتنةٌ القاعدُ فيها
خيرٌ من القائم والقائم خيرٌ من الماشي
والماشي خيرٌ من الساعي قالَ
ارأيت إن دخلَ عليّ بيتي و
بسطَ يدَهُ ليقتلني قال كن كابن
آدم ومنهم سعيد بن زيد روى
حديث بشارة العشرة بالجنة ابوبكر
في الجنة وعمر في الجنة وحديث اثبات
الصدّيقية والشهيدية اختبأنا مع
رسول الله صلى الله عليه وسلم
فوقَ الحراء فلما استوينا
رجف بنا فضربه رسولُ الله

عمر بن الخطاب کے ساتھ رہے ہیں یعنی ابوبکرؓ کی افضلیت کے اظہار میں اور اُن کی خلافت قائم کرنے کی کوشش میں اور اُن ہی کی طرف راجع ہوا معاملہ شوریٰ کا اُنھوں نے کہا تھا (عثمانؓ اور علیؓ سے) کہ کیا تم اس کو میری طرف راجع کرتے ہو اور خدا گواہ ہے کہ یہ میرے ذمہ ہوگا کہ تم میں جو افضل ہے میں اُس کے ساتھ کوتاہی نہ کروں۔ دونوں نے کہا ہاں۔ پھر بیعت کی عثمانؓ سے۔ اور ان میں سے سعد بن ابی وقاص ہیں۔ اُنھوں نے اس حدیث کی روایت کی جس میں یہ مذکور ہے کہ قسم ہے اُس ذات کی میرا نفس جس کے ہاتھ میں ہے تجھ سے (یعنی عمرؓ سے) شیطان کبھی نہیں ملتا کسی راستہ پر جاتے ہوئے مگر وہ تیرے راستے کے سوا دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔ اور اخذ کیا ابوبکر بن ابی شیبہ نے ابوسلمہ کی حدیث سے کہ کہا سعدؓ نے یاد رکھو بخدا (عمرؓ) ہم سے پہلے اسلام لانے والوں میں سے نہیں ہیں اور نہ ہم سے پہلے ہجرت کرنے والوں میں سے لیکن میں خوب پہچانتا ہوں کہ کونسی چیز ہے جس سے وہ ہم سے افضل ہوئے۔ وہ ہم سب سے زیادہ دنیا سے بے رغبت تھے یعنی عمر بن الخطابؓ۔ اور اُنھوں نے حضرت عثمانؓ کے فتنہ کے وقت کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپؐ نے فرمایا کہ ایسا فتنہ اُٹھے گا کہ جس میں بیٹھنے والا کھڑا ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ (میں نے) کہا (یا رسول اللہؐ) میں کیا کروں اگر وہ میرے گھر میں گھس کر مجھ پر آپڑے اور مجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ بڑھائے کہا کہ (بس) ابن آدمؑ (ہابیل) کی طرح بن جانا (یعنی تو ہاتھ نہ بڑھانا) اور اُن میں سے سعید بن زید ہیں اُنھوں نے روایت کی حدیث بشارت عشرہ یعنی دس آدمیوں کو (خصوصیت کے ساتھ) جنت کے لئے۔ ابوبکرؓ جنت میں جائیگا۔ عمرؓ جنت میں جائیگا الخ۔ اور وہ حدیث جس میں صدیقیت اور شہیدیت کا اثبات ہے کہ ہم چھپے (یعنی یکسو ہو کر بیٹھے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حرا کے اُوپر تو جب ہم اچھی طرح بیٹھ گئے تو پہاڑ ہلنے لگا تو اس پر رسول اللہ

Marfat.com

صلے اللہ علیہ وسلم بکفہ ثم قال اسکن حراء فانہ لیس علیک الا نبی او صدیق او شہید و علیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وابوبکر و عمر و عثمان و علی و طلحۃ والزبیر و سعد و عبد الرحمن و سعید بن زید الذی حدث الحدیث و ہو القائل لو ان احدا ارفض للذی صنعتم بعثمان لکان و منہم ابو عبیدۃ بن الجراح و کونہ مع عمر فی استخلاف ابی بکر مشہور و ہو القائل تاتونی و فیکم ثالث ثلاثۃ یعنی ابابکر و روی من النبی صلے اللہ علیہ وسلم انہ بدأ ہذا الامر نبوۃ و رحمۃ ثم کائن خلافۃ و رحمۃ ثم کائن ملکا عضوضا الحدیث و حمل قولہ خلافۃ و رحمۃ علی خلافۃ الشیخین و منہم عبد اللہ بن مسعود و روی حدیث بشارۃ الشیخین بالجنۃ و حدیث اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر و اخرج ابو عمر فی الاستیعاب عن ابن مسعود اجعلوا امامکم افضلکم فان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جعل ابابکر امامہم و اخرج ابو عمر عنہ انہ قال لان اجلس مع عمر ساعۃ خیر عندی من عبادۃ سنۃ و اخرج الحاکم عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللہم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب او بابی جہل ابن ہشام فجعل اللہ دعوۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لعمر فبنی علیہ ملک الاسلام و ہدم بہ الاوثان و اخرج الدارمی عن ابراہیم قال عبد اللہ کان عمر اذا سلک بنا طریقا وجدناہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہتھیلی ماری پھر فرمایا ساکن ہو اے حرا کیونکہ تیرے اوپر نبی یا صدیق یا شہید ہیں اور اس کے اوپر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ اور عبد الرحمن رضی اللہ عنہ اور سعید رضی اللہ عنہ ابن زید جنھوں نے حدیث بیان کی۔ اور اس قول کے کہنے والے وہی ہیں کہ اگر اُحد پہاڑ تمھاری اس حرکت سے پھر جائے (یعنی کانپ اٹھے) جو تم نے عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کی تو ہو سکتا ہے۔ اور ان میں سے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح ہیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے کے وقت ان کا عمر رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینا مشہور ہے اور وہی یہ کہنے والے تھے کہ تم میرے پاس آتے ہو اور تم میں ثالث ثلاثہ یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود ہیں اور روایت کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ یہ امر شروع ہوا نبوت اور رحمت سے، پھر ہونے والا ہے خلافت اور رحمت، پھر ہونے والا ہے بادشاہت مارکاٹ والی، آخر حدیث تک اور آپ کا قول خلافت و رحمت محمول ہے خلافت شیخین رضی اللہ عنہما پر۔ اور ان میں سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں اور وہی اس حدیث کے راوی ہیں جس میں شیخین رضی اللہ عنہما کو جنت کی بشارت دی گئی۔ اور اس حدیث کے کہ اقتدا کرو ان دونوں میرے بعد والوں ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کی۔ اور ابو عمر نے استیعاب میں یہ روایت لی ہے مروی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ اپنا امام اس کو بناؤ جو تم میں افضل ہو کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کا امام ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بنایا تھا۔ ابو عمر نے اُن سے یہ بھی روایت کیا کہ اُنھوں نے کہا یقیناً میرا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک ساعت بیٹھنا میرے نزدیک ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ اور حاکم نے روایت کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ دُعا کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اے اللہ اسلام کو غلبہ عطا کر دیجئے عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب یا ابوجہل بن ہشام کے ساتھ تو اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دُعا کو عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں قبول کر لیا اور اس پر اسلام کی حکومت کی بنیاد رکھی اور اسی سے بتوں کو منہدم کیا۔ اور دارمی نے روایت لی ابراہیم سے کہا کہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جب ہم کو ایک طریق پر چلایا تو ہم نے

Marfat.com

سهلاً و لما بلغه انهم استخلفوا عثمان قال
ما الونا عن اعلانا ذا فوق اخرجه
ابن ابی شیبة وقال و الله لو
قتلوا عثمان لا یصیبوا منه خلفا
ومنهم عمار بن یاسر روی حدیث اتانی
جبرئیل آنفاً فقلت یا جبرئیل حدثنی
بفضائل عمر بن الخطاب فی السماء فقال
یا محمد لو حدثتک بفضائل عمر مثل
مالبث نوح فی قومه الف سنة
الا خمسین عاماً ما انفدت فضائل عمر
و ان عمر لحسنة من حسنات
ابی بکر و له شعر فی سوابق
ابی بکر ۵

جزی الله خیرا عن بلال و صحبه
عتیقا و اخزی فاکها و ابا جهل
عشیة هما فی بلال بسوءة
ولم یحذرا ما یحذر المرء ذو العقل
بتوحیده رب الانام و قوله
شهدت بان الله ربی علی مهل
فان تقتلونی تقتلونی و لم اکن
لاشرک بالرحمن من خیفة القتل
فیا رب ابراهیم و العبد یونس
و موسی و عیسی نجنی ثم لا تملی
لمن ظل یهوی الغی من آل غالب
علی غیر بر کان منه و لا عدل

ومنهم حذیفة بن الیمان روی حدیث انهما من الدین
کالسمع والبصر و حدیث اقتدوا بالذین من بعدی
ابی بکر و عمر و هو القائل کان
الاسلام فی زمان عمر

اس کو نرم (صاف ستھرا) پایا اور جب اُن کو یہ خبر پہنچی کہ لوگوں نے عثمانؓ کو خلیفہ بنا لیا تو کہا کہ ہم نے اپنے اعلیٰ مرتبہ والے کے ساتھ جو صاحب فوقیت ہے کوتاہی نہیں کی۔ ابن ابی شیبہ نے یہ روایت لی، اور عبد اللہؓ نے کہا واللہ اگر لوگوں نے عثمانؓ کو قتل کر دیا تو اُن کو اُن کا جانشین نصیب نہ ہوگا۔ اور اُن میں سے عمار بن یاسر ہیں اُنھوں نے اس حدیث کی روایت کی کہ میرے پاس ابھی جبرئیل آیا تھا تو میں نے کہا اے جبرئیلؑ مجھ سے عمرؓ بن الخطاب کے فضائل بیان کرو جو آسمان میں (مشہور) ہیں تو اُنھوں نے کہا اے محمدؐ اگر میں آپ سے عمرؓ کے فضائل اتنے زمانے تک بیان کروں جتنے زمانہ تک نوحؑ اپنی قوم میں ٹھہرے تھے یعنی پچاس کم ایک ہزار برس تو عمرؓ کے فضائل ختم نہ ہوں گے اور یہ کہ عمرؓ (کے تمام فضائل) ایک نیکی (کے برابر) ہیں ابو بکرؓ کی نیکیوں میں سے۔ اور ابو بکرؓ کے حسناتِ سابقہ پر اُن کے چند اشعار ہیں (ترجمہ) ۵

اللہ تعالیٰ عتیق (یعنی ابو بکرؓ) کو جزائے خیر دے بلالؓ
اور اُن کے ساتھیوں کی طرف سے، اور رسوا کرے فاکہ اور ابو جہل
جس دن کہ ان دونوں نے پکا ارادہ کر لیا تھا بلالؓ کے بارے میں سخت
ایذا رسانی کا، اور دونوں نے اُس چیز سے نہ بچنا چاہا جس سے ہر صاحب عقل بچا کرتا ہے
اس کے پروردگار عالم کی توحید کو ماننے کی وجہ سے اور اُس کے اس قول
کی وجہ سے کہ میں بلا تامل اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ میرا رب اللہ ہے
پھر اگر یہ مجھے قتل کرنا چاہیں تو قتل کر دیں، اور میں قتل کیے جانے کے
خوف سے رحمٰن کے ساتھ شرک کرنے والا نہیں ہوں
تو اے ابراہیمؑ اور اپنے بندے یونسؑ اور موسیٰؑ
اور عیسیٰؑ کے رب! مجھے نجات دے۔
پھر اولاد غالب کے ان لوگوں کو مہلت نہ دے جو برابر گمراہی میں لگے رہتے
ہیں بغیر اس کے کہ ان سے کوئی نیکی سرزد ہوتی ہو یا انصاف کی بات

اور اُن میں سے حذیفہ بن الیمان ہیں جنھوں نے اس حدیث کی روایت کی کہ وہ دونوں (شیخینؓ) دین کے حق میں سمع و بصر کی مانند ہیں۔ اور اس حدیث کی کہ اقتدا کرو ان دونوں میرے بعد والوں ابو بکرؓ و عمرؓ کی۔ اور اُن ہی کا یہ قول ہے کہ عمرؓ کے زمانہ

Marfat.com

کالرجل المقبل لایزداد الا قربا فلما قتل عمر کان کالرجل المدبر لایزداد الا بعدا و منهم ابوذر روی حدیث الحصیات السبع و اخرج الحاکم عن ابی ذر قال مر فتی علی عمر فقال عمر نعم الفتی قال فتبعه ابوذر فقال یا فتی استغفرلی فقال یا باذر استغفر لک و انت صاحب رسول الله صلی الله علیه وسلم قال استغفر لی قال لا او تخبرنی فقال انک مررت علی عمر فقال نعم الفتی و انی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ان الله جعل الحق علی لسان عمر و قلبه و منهم بریدة الاسلمی روی حدیث اثبت حراء فانما علیک نبی او صدیق او شهیدان و حدیث رؤیا قصر فی الجنة لعمر و حدیث ان الشیطان لیفرق منک یا عمر و منهم سفینة روی رؤیا المیزان و قول النبی صلی الله علیه وسلم خلافة النبوة ثلثون عاما و منهم عبدالرحمن ابن غنم الاشعری روی حدیث قال النبی صلی الله علیه وسلم لابی بکر و عمر لو اجتمعتما فی مشورة ما خالفتکما و منهم ابوموسی الاشعری روی حدیث بشارة الثلثة بالجنة و منهم ابوامامة الباهلی فسر قوله تعالی و صالح المؤمنین ابوبکر و عمر و منهم ابو اروی الدوسی روی حدیث الحمد لله الذی

اسلام اُس شخص کی مانند تھا جو (دُور سے) آنے والا ہو کہ اُس کا قرب برابر بڑھتا ہی رہتا ہے۔ پھر جب عمرؓ قتل ہوگئے تو اِسلام اُس شخص کی مانند ہوگیا جو پُشت پھیر کر جا رہا ہو کہ اُس کا بُعد برابر بڑھتا ہی رہتا ہے۔ اور اُن میں سے ابوذرؓ ہیں۔ یہ راوی ہیں سات کنکریوں والی حدیث کے۔ اور حاکم نے ابوذرؓ سے یہ روایت لی ہے کہا کہ (ایک مرتبہ) ایک جوان عمرؓ کے سامنے سے گزرا تو عمرؓ نے کہا کہ اچھا جوان ہے (راوی نے) کہا کہ ابوذرؓ اس کے پیچھے ہو لئے اور کہا کہ اے جوان میرے لئے دُعاءِ مغفرت کر۔ اُس نے کہا کہ اے ابوذرؓ میں آپ کے لئے مغفرت کی دُعا کروں؟ حالانکہ آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ہیں۔ ابوذرؓ نے کہا کہ تو میرے لئے دُعائے مغفرت کردے۔ اُس نے کہا کہ نہیں جبتک آپ وجہ نہ بتائیں گے۔ تو ابوذرؓ نے کہا کہ تو عمرؓ کے سامنے سے گزرا تو اُنھوں نے کہا اچھا جوان ہے اور میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالےٰ نے حق کو قائم کردیا ہے عمرؓ کی زبان اور قلب پر۔ اور اُن میں سے بُرَیدہ اسلمیؓ ہیں اُنھوں نے اُس حدیث کی روایت کی جس میں ہے اے حراء ساکن رہ تیرے اوپر صرف ایک نبی ہے یا صدیق اور دو شہید۔ اور اُس حدیث کی جس میں اُس خواب کا بیان ہے جس میں جنت میں عمرؓ کا محل دیکھنے کا ذکر ہے، اور اُس حدیث کی جس میں ارشاد ہوا کہ شیطان تجھ سے الگ رہتا ہے اے عمرؓ۔ اور اُن میں سے سفینہؓ ہیں اُنھوں نے ترازو والے خواب کی روایت کی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی کہ خلافتِ نبوت تیس برس رہیگی۔ اور اُن میں سے عبدالرحمٰنؓ بن غنم الاشعری ہیں۔ اُنھوں نے وہ حدیث روایت کی جس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ و عمرؓ سے فرمایا کہ جب تم دونوں کسی مسئلہ میں متفق ہوجاتے ہو تو میں تمھارا خلاف نہیں کرتا۔ اور اُن میں سے ابوموسیٰ اشعریؓ ہیں۔ اُنھوں نے تینوں شیوخ کے لئے جنت کی بشارت والی حدیث کو روایت کیا۔ اور اُن میں سے ابوامامہؓ باہلی ہیں۔ اُنھوں نے قولہ تعالیٰ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ کی تفسیر کی ابوبکرؓ و عمرؓ۔ اور اُن میں سے ابواروےؓ دوسی ہیں۔ اُنھوں نے اس ارشاد والی حدیث کو روایت کیا اللہ کا شکر ہے جس نے ان دونوں

Marfat.com

أیّدنی بہما و منہم عرفجۃ الاشجعی روٰی حدیث الوزن۔

وَ اَمّا الانصار فمنہم مُعاذ بن جبل روٰی حدیث انّ ہٰذا الامرَ بدأ نبوّۃً و رحمۃً ثم تکون خلافۃً و رحمۃً ثم تکون مُلکًا عضوضًا و منہم اُبیّ بن کعب روٰی حدیث اوّل مَن یُعانقہ الحق یومَ القیٰمۃ عمر و منہم ابو ایوب روی حدیث رؤیا النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم ربّہ و تعبیر ابی بکر و قول النبی صلے اللہ علیہ وسلم ہٰکذا عبّرہا المَلَکُ سحرٌ و منہم ابو الدرداء روٰی حدیث ہل انتم تارکون لی صاحبی و منہم زید بن ثابت و ہو ممّن حمل الانصارَ علٰی بیعۃ ابی بکر و منہم اُسید بن حُضَیر و ہو ایضًا ممّن حمل الانصارَ علٰی بیعۃ ابی بکر و منہم رفاعۃ بن رافع و رافع بن خدیج رَوَیا حدیث فضلِ اہلِ بدر و منہم زید بن خارجۃ تکلّم بفضائل الثلاثۃ بعدَ موتہ[1] و منہم ابو سعید بن المعلّٰی روٰی خطبۃ النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم قریبًا من وفاتہ فی فضائل ابی بکر و عمر و منہم سہل بن سعد روٰی انّ اُحُدًا ارتجّ و علیہ رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و ابو بکر و عمر و

کے ذریعہ سے میری مدد کی۔ اور ان میں سے عرفجہ اشجعیؓ ہیں۔ انھوں نے وزن والی حدیث کو روایت کیا۔

اب انصار کے اقوال لیجئے۔ ان میں سے مُعاذؓ بن جبل ہیں۔ انھوں نے اس حدیث کو روایت کیا کہ یہ امر شروع ہوا نبوت اور رحمت سے پھر ہو جائے گا خلافت و رحمت پھر ہو جائیگی مار کاٹ کی بادشاہی اور ان میں سے اُبی بن کعب ہیں انھوں نے اس حدیث کو روایت کیا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے حق تعالیٰ جس سے معانقہ کرے گا وہ عمرؓ ہے۔ اور ان میں سے ابو ایوبؓ ہیں انھوں نے اس حدیث کو روایت کیا جس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خواب کا بیان ہے کہ آپؐ نے اپنے رب کو خواب میں دیکھا اور ابو بکرؓ کا تعبیر دینا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ صبح کے وقت اس کی تعبیر اسی طرح فرشتہ نے دی۔ اور ان میں سے ابو درداءؓ ہیں۔ انھوں نے اس حدیث کی روایت کی جس میں یہ ہے کہ کیا تم میری وجہ سے میرے ساتھی کو (اذیت دینا) چھوڑ دو گے۔ اور ان میں سے زیدؓ بن ثابت ہیں اور وہ اُن لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے انصار کو ابو بکرؓ سے بیعت کرنے پر آمادہ کیا۔ اور ان میں سے اُسیدؓ بن حُضَیر ہیں اور وہ بھی ان ہی میں سے ہیں جنھوں نے انصار کو ابو بکرؓ سے بیعت پر آمادہ کیا تھا۔ اور اُن میں سے رفاعہؓ بن رافع اور رافعؓ بن خدیج ہیں دونوں نے اہلِ بدر کی فضیلت والی حدیث کو روایت کیا۔ اور ان میں سے زیدؓ بن خارجہ ہیں۔ انھوں نے تینوں خلفاءؓ کے فضائل پر اپنی موت کے بعد گفتگو کی[1]۔ اور ان میں سے ابو سعیدؓ بن المعلّٰی ہیں انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اُس خطبہ کو روایت کیا جو آپؐ نے ابو بکرؓ و عمرؓ کے فضائل میں اپنی وفات کے قریب دیا تھا۔ اور ان میں سے سہلؓ بن سعد ہیں۔ انھوں نے روایت کیا کہ اُحد ملنے[2] لگا اور اس کے اوپر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ و عمرؓ اور

[1] یہ عجیب واقعہ بنو حنیفہ سے جنگ کے وقت پیش آیا تھا۔ یہ شہید ہوگئے اور بعد موت کے ان کی زبان پر خلفاء ثلاثہ کی مدح جاری ہوگئی تھی ۱۲ مترجم۔ [2] اُحد کے پہاڑ کے کانپنے کی وجہ ثابت نہیں ہوئی۔ اکابر اولیاء کے کلام سے ثابت ہے کہ انوار و تجلیات کا تحمل زمین کا ہر مقام نہیں کرسکتا موسیٰ علیہ السلام اسی لئے توریت لینے کے لئے طور پر پہنچے تھے کہ اس مقام مقدس میں انوار کا جو تحمل تھا وہ ہر مقام کو حاصل نہ تھا۔ ہوسکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خاص اصحاب کے انوار عظیمہ کی وجہ سے ان پہاڑوں کو کپکپی طاری ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ یا پاؤں مارنا ایک تصرف ہو اس میں قوت برداشت عطا کرنے کے لئے، واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

Marfat.com

عثمانُ فقال رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُثبُت اُحُد فما علیک الّا نبیٌّ او صدّیقٌ او شہیدانِ (ع) ومنہم عُوَیمُ بن ساعدۃ اخرج الحاکمُ من حدیث عبدالرحمٰن بن سالم بن عبدالرحمٰن بن عُوَیم بن ساعدۃ عن ابیہ عن جدّہٖ عن عویم بن ساعدۃ انّ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انّ اللہ تبارکَ وتعالٰی اختارَنی واختارَ لی اصحاباً فجعلَ لی منہم وُزَرَآءَ وانصاراً واَصہاراً فمَن سَبَّہم فعلیہ لعنۃُ اللہ والملٰئکۃِ والناسِ اجمعین لایُقبَلُ مِنہُ یومَ القیٰمۃِ صرفٌ ولا عدلٌ (ع) ومنہم حَسّان بن ثابت المنشدُ بین یدی النبی صلی اللہ علیہ وسلم شعراً[1] فی الثنآءِ علٰی ابی بکرٍ وثانیَ اثنینِ فی الغارِ المُنیفِ (ع) ومنہم ابوالہیثم بن التیہانِ القائلُ فانّی ارجو ان یقومَ بامرنا. واما المکثرون من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمنہم (ع) عبداللہ ابن عُمر القائلُ کُنّا نُخَیّر بین الناس فی زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنخیّر ابابکر ثم عُمر ثم عثمان وروی حدیث رؤیا القلیب وحدیث ارأفُ امّتی بامّتی ابوبکر واشدّہم فی الاسلام عُمر واصدقہم حیآءً عثمان الحدیث وروی انہما

عثمانؓ تھے تو فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قائم رہ اے اُحُد تجھ پر نہیں ہیں مگر ایک نبی یا صدیق یا دو شہید ہیں (ع) اور اُن میں سے عُوَیمؓ بن ساعدہ ہیں۔ حاکم نے اخذ کیا از روایت عبدالرحمٰن ابن سالم بن عبدالرحمٰن بن عُوَیم بن ساعدہ۔ روایت کیا اپنے باپ سے انھوں نے ان کے دادا سے۔ عویم بن ساعدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا (یعنی فضیلت بخشی) اور میرے لئے میرے اصحاب کو پسند فرمایا تو اُن میں سے بعض کو میرے لئے وزراء بنایا اور بعض کو انصار بنایا اور داماد بنائے تو جو اُن کو گالی دے اُس کے اوپر اللہ کی لعنت اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی سب کی لعنت اُس سے قیامت کے دن نہ توبہ قبول کی جائے گی اور نہ فدیہ۔ (ع) اور اُن میں سے حسانؓ بن ثابت ہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے اشعار پڑھنے والے ہیں ابوبکرؓ کی مدح میں (ع) وثانی اثنین فی الغار المُنیف وقدا (حضرت صدیقؓ غار شریف میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثانی اثنین تھے الخ) (ع) اور اُن میں سے ابوالہیثمؓ بن التیہان ہیں جو یہ کہنے والے تھے کہ میں اُمید کرتا ہوں کہ (ابوبکرؓ) ہمارے امر کے لئے قائم ہوجائیں گے۔

اب لیجئے ان حضرات کے اقوال جو اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں سے بکثرت روایت کرنے والے ہیں۔ تو اُن میں سے (ع) عبداللہ بن عمرؓ ہیں جن کا یہ قول ہے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب آپس میں لوگوں کی افضلیت پر گفتگو کرتے تھے تو سب سے افضل ابوبکرؓ کو قرار دیتے تھے پھر عمرؓ کو پھر عثمانؓ کو۔ اور انھوں نے قلیب والے خواب کی روایت کی (جس میں کنویں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے ڈول کھینچنے کا ذکر ہے) اور اس حدیث کی روایت کی کہ میری اُمت میں سے سب سے زیادہ مہربان میری اُمت پر ابوبکرؓ ہے اور اسلام کے بارے میں سب سے زیادہ سخت عمرؓ ہے اور حیاء کے لحاظ سے سب سے زیادہ صادق عثمانؓ ہے الخ۔ اور انھوں نے یہ روایت کی کہ وہ دونوں (یعنی

[1] یہ اشعار مع ترجمہ جلد اول صفحہ ۲۷۲ پر دیکھو ۱۲ مترجم

Marfat.com

يتعانقان مع النبي صلى الله عليه وسلم وروى من مناقب الشيخين شيئاً كثيراً ومنهم عبد الله ابن عباس روى حديث لو كنت متخذاً خليلاً غير ربي لاتخذت ابا بكر خليلاً وحديث لما اسلم عمر نزل جبريل فقال يا محمد استبشر اهل السماء باسلام عمر وهو القائل لعمر لما طعن لقد صحبت رسول الله صلى الله عليه وسلم فاحسنت صحبته ثم فارقته وهو عنك راض ثم صحبت ابا بكر فاحسنت صحبته الحديث وهو القائل في حديث النهي عن الركعتين بعد العصر اخبرني رجال مرضيون وارضاهم عندي عمر ومنهم عبد الله بن عمرو بن العاص روى حديث دفع الكفار عنه صلى الله عليه وسلم ومنهم ابو هريرة روى حديث القليب وحديث ما نفعني مال احد ما نفعني مال ابي بكر وحديث ارجو ان تكون منهم يعني ممن يدعى من جميع ابواب الجنة وحديث رؤيا قصر في الجنة لعمر وحديث المحدثين وانما عليك نبي او صديق او شهيد ومنهم ام المؤمنين عائشة رضي الله عنها القائلة لو استخلف ابا بكر ثم عمر والقائلة كان ابو بكر احب الناس الى رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم عمر

شیخین رضؓ) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُٹھیں گے۔ اور اُنھوں نے شیخین رضؓ کے مناقب میں بہت کچھ روایت کیا ہے۔ اور اُن میں سے عبداللہ بن عباسؓ ہیں۔ انھوں نے اس حدیث کی روایت کی کہ اگر میں کسی کو دوستِ جانی بنانے والا ہوتا بجز اپنے رب کے تو ابوبکر رضؓ کو دوست جانی بناتا۔ اور اُس حدیث کی کہ جب عمر رضؓ اسلام لائے تو جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا اے محمدؐ! اہلِ آسمان عمر رضؓ کے اسلام سے بشارت لے رہے ہیں۔ اور حضرت عمر رضؓ کے جب خنجر مارا گیا تو اُنھوں نے اُن سے کہا تھا بیشک آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور حقِ صحبت خوبی کے ساتھ ادا کیا۔ پھر آپ اُن سے جُدا ہوئے اور وہ آپ سے خوش تھے پھر آپ ابوبکر رضؓ کی صحبت میں رہے اور حقِ صحبت خُوب ادا کیا، الخ۔ اور جس حدیث میں بعد العصر دو رکعت پڑھنے سے منع کیا گیا ہے اُس میں یہ کہنے والے وہی ہیں کہ مجھے اس کی خبر دی ایسے لوگوں نے جو مقبول ہیں اور ان میں سے سب سے زیادہ مقبول میرے نزدیک ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ ہیں۔ اور اُن میں سے عبداللہ رضؓ ابن عمرو بن العاص ہیں اُنھوں نے اس حدیث کی روایت کی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (ابوبکر رضؓ کا) کفّار کو دفع کرنے کا بیان ہے۔ اور اُن میں سے ابوہریرہ رضؓ ہیں۔ اُنھوں نے قلیب والی حدیث کو (یعنی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں کنوئیں سے ڈول کھینچنے کا ذکر ہے پھر ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ کا) روایت کیا اور اُس حدیث کو کہ کسی کے مال نے مجھے اتنا نفع نہیں پہنچایا جتنا ابوبکر رضؓ کے مال نے نفع پہنچایا۔ اور اُس حدیث کو جس میں یہ ارشاد ہے کہ میں اُمید کرتا ہوں کہ تو اُن میں سے ہوگا۔ یعنی ان میں سے جن کو جنّت کے ہر دروازے سے بُلایا جائے گا۔ اور اُس خواب والی حدیث کو جس میں آپؐ نے جنّت میں عمر رضؓ کا محل دیکھا تھا۔ اور روایت کیا محدّثین والی حدیث کو اور اس حدیث کو جس میں یہ ہے کہ تجھ پر نبی ہے یا صدیق یا شہید۔ اور ان میں سے اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ جن کا قول ہے کہ اگر آپؐ خلیفہ بناتے تو ابوبکر رضؓ کو پھر عمر رضؓ کو بناتے اور جن کا قول ہے کہ ابوبکر رضؓ سب لوگوں سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھے، پھر عمر رضؓ۔ اُنھوں نے

Marfat.com

رَوَتْ حدیثَ الإمامۃ فی مرضہٖ صلی اللہ علیہ وسلم وحدیثَ تلقیبِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابابکرٍ بالعتیقِ وحدیثَ أنظُرُ الی شیاطینِ الجنِّ والانسِ قد فرّوا مِن عُمرَ وحدیثَ ہُم الخلفاءُ مِن بعدی فی قصۃِ تاسیسِ المسجدِ والقائلۃُ کان عمرُ أحوذیًّا نسیجَ وحدِہٖ خُلِقَ لإعلاءِ کلمۃِ الاسلام ومنہم انس بن مالک روی حدیثَ إنما علیک نبیٌّ وصدیقٌ وشہیدانِ وحدیثَ سیدا کہولِ اہلِ الجنۃِ وحدیثَ أرحمُ أمتی بأمتی ابوبکرٍ واشدُّہم فی امرِ اللہ عُمرُ واصدقُہم حیاءً عثمانُ وروی حدیثَ انتَ مع مَن أحببتَ ثم قالَ انا أُحبُّ النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم وابابکرٍ وعُمرَ وأرجو أن أکونَ معہم بحُبّی ایاہم وان لم أعمل مثلَ أعمالِہم ومنہم ابوسعید الخدری روی حدیثَ ان أمَنَّ الناسِ علیَّ فی صحبتہٖ ومالہٖ ابوبکر لوکنتُ متخذًا خلیلاً الحدیثَ وحدیثَ رؤیا القمیصِ لعُمرَ وحدیثَ وانّ ابابکر وعُمرَ منہم وأنعَما یعنی مِن اہلِ الدرجاتِ العُلٰی فی الجنۃِ ومنہم جابر بن عبد اللہ روی حدیثَ یا ابابکرٍ اعطاکَ اللہُ الرضوانَ الاکبرَ وحدیثَ رؤیا قصرٍ فی الجنۃِ لعُمرَ واما سائرُ اصحابِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم منہم معاویۃ بن ابی سفیان القائلُ علیکم مِن الاحادیثِ

روایت کی حدیث امامت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے زمانہ میں اور اس حدیث کی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدیق رضؓ کو عتیق کا لقب دینے کا ذکر ہے۔ اور اس حدیث کی کہ میں دیکھتا ہوں شیاطین الجن والانس کو کہ عمر رضؓ سے بھاگے۔ اور اس حدیث کی کہ یہ خلفاء ہوں گے میرے بعد۔ مسجد کی بنیاد رکھنے کے قصہ میں۔ اور ان کا قول ہے کہ عمر رضؓ بڑے ذہین، بے نظیر تھے، کلمۂ اسلام کو بلند کرنے کے لئے پیدا کئے گئے تھے۔ اور ان میں سے ہیں انس بن مالک رضؓ۔ اُس حدیث کی روایت کی کہ یہی بات ہے کہ تجھ پر نبی اور صدیق اور دو شہید ہیں۔ اور اس حدیث کی کہ یہ دونوں سردار ہیں ادھیڑ عمر والے اہل جنت کے اور اس حدیث کی کہ میری اُمت میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے میری اُمت پر ابوبکر رضؓ ہیں اور اللہ تعؔ کے معاملہ میں سب سے زیادہ سخت عمر رضؓ ہیں اور حیاء کے اعتبار سے سب سے زیادہ صادق عثمان رضؓ ہیں۔ اور اس حدیث کی کہ تو اُس کے ساتھ ہوگا جس کو دوست رکھتا ہے، پھر کہا کہ میں دوست رکھتا ہوں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اور ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ کو اور اُمید کرتا ہوں کہ اُن کے ساتھ ہوں گا اپنی محبت کی وجہ سے جو اُن سے ہے اگرچہ میں نے اُن کے جیسے اعمال نہیں کئے۔ اور ان میں سے ہیں ابوسعید خدری رضؓ، اُس حدیث کی روایت کی کہ سب سے زیادہ احسان کرنیوالا مجھ پر اپنی صحبت سے (یعنی شدائد میں ہر موقع پر ساتھ دینے سے) اور مال سے ابوبکر رضؓ ہے۔ اگر میں کسی کو دوست جانی بنانے والا ہوتا، آخر حدیث تک اور اس حدیث کی جس میں خواب میں عمر رضؓ کی قمیص کا بیان ہے۔ اور اس حدیث کی کہ ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ اُن میں سے ہیں اور ان سے زیادہ نعمت والے یعنی جنت میں بلند درجات والوں میں سے اور ان میں سے جابر رضؓ بن عبداللہ ہیں انھوں نے اس حدیث کی روایت کی کہ اے ابوبکر رضؓ اللہ تعؔ نے تجھ کو رضوان اکبر عطاء کیا اور اس رؤیا والی حدیث کی جس میں عمر رضؓ کے قصر کا جنت میں دیکھنا مذکور ہے۔ اب لیجئے دیگر اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُن میں سے معاویہ ابن ابی سفیان رضؓ ہیں، جن کا یہ قول ہے تم پر ان احادیث کا جمع کرنا ضروری

Marfat.com

ربما کان یُروٰی فی زمانِ عمر فانہ کان تخیف
الناسَ فی اللہ و منہم عمرو بن العاص القائل
واللہ لئن کان ابوبکر و عمر ترکا ہذا المالَ
وہو یحلّ لہما شیئ لقد غُبنا و نقص رأیہما
وایمُ اللہِ ماکانا بمغبونینِ و لاناقصے الرأی
ولئن کانا امرأین یحرم علیہما من ہذا
المالِ الذی اصبْنا بعدہما لقد ہلکنا و
ایمُ اللہِ ما الوہنُ الّا من قِبَلنا اخرجہ ابن
ابی شیبۃ روی احبُّ الناس الٰی رسولِ
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عائشۃُ ومن
الرجال ابوبکر ثم عمرُ و منہم عبدالرحمٰن
ابن ابی بکر روٰی حدیثَ اکتُبْ لکم
کتاباً لاتضلّوا بعدہ ابداً ثم اقبل
علینا فقال یأبَی اللہُ والمؤمنون الّا
ابابکر و منہم عمران بن حصین الراوی
حدیثَ خیر القرونِ قرنی ثم الذین یلونہم
و منہم عبداللہ بن ہشام بن زہرۃ
الراوی حدیثَ قال عمرُ یارسولَ اللہِ
انک احبُّ الیَّ من کلّ شیئٍ الّا
نفسی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لا والذی نفسی بیدہ حتّٰی اکونَ احبَّ الیکَ
من نفسکَ فقال لہ عمرُ فانہ الآنَ واللہِ
لانتَ احبُّ الیَّ من نفسی فقال النبی صلی
اللہ علیہ وسلم الآنَ یا عمرُ اخرجہ البخاری
و منہم عثمان بن ارقم الراوی حدیثَ
اللّٰہم اعزَّ الاسلامَ باحبِّ الرجلین
الیکَ عمرَ بن الخطاب او عمرو
ابن ہشام و منہم الاسود
ابن سریع الراوی

جو عمرؓ کے زمانہ میں روایت کی جاتی تھیں کیونکہ وہ اللہ کے بارے میں لوگوں
کو ڈراتے رہتے تھے۔ اور انؓ میں سے عمروؓ بن العاص ہیں جو اس
بات کے کہنے والے ہیں واللہ اگر ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں نے اس مال
کو چھوڑ دیا تھا حالانکہ وہ ان کے لئے حلال تھا تو (کہا جائیگا کہ) دونو
کو فریب دیا گیا اور دونوں کی سمجھ ناقص تھی حالانکہ خدا کی قسم
نہ وہ دونوں فریب خوردہ تھے اور نہ ناقص الرائے تھے اور واللہ
اگر وہ دونوں ایسے شخص ہوتے کہ ان پر حرام ہوتا اس مال میں سے
لینا جو اُن کے بعد ہمارے ہاتھ لگا تو ہم یقیناً ہلاک ہوگئے اور خدا
کی قسم کوتاہی جو کچھ بھی ہے وہ ہماری جانب سے ہے۔ اس کو ابن
ابی شیبہ نے اخذ کیا۔ اُنھوں نے یہ روایت کی کہ رسول اللہؐ کو سب
سے زیادہ محبوب عائشہؓ تھیں اور مَردوں میں سے ابوبکرؓ پھر عمرؓ۔
اور اُن میں سے عبدالرحمٰن بن ابی بکر ہیں۔ اُنھوں نے اس حدیث
کی روایت کی کہ میں تمھیں ایسی تحریر لکھ دوں کہ میرے بعد تم
کبھی نہ بھٹک سکو پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اللہ تعالٰے
اور مومنین کو سب سے انکار ہے بجز ابوبکرؓ کے۔ اور ان میں سے
عمران بن ابی شیبہ ہیں جو راوی ہیں اس حدیث کے کہ تمام زمانو
سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر وہ لوگ جو اس زمانہ کے لوگوں سے ملتے
ہیں۔ اور ان میں سے عبداللہ بن ہشام بن زہرہ ہیں جو اس
حدیث کے راوی ہیں کہ عمرؓ نے کہا یارسول اللہؐ آپ مجھے ہر چیز
سے زیادہ محبوب ہیں بجز میرے نفس کے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا، نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان
ہے جب تک میں تجھ کو تیرے نفس سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔ تو
آپ سے عمرؓ نے کہا کہ اب (یہ حالت پیدا ہوگئی ہے) یارسول اللہؐ
بیشک آپ مجھ کو میرے نفس سے بھی زیادہ عزیز ہیں، تو نبی صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب اے عمرؓ (تمھارا ایمان کامل ہوا)۔
اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور ان میں سے عثمان بن ارقم ہیں
جو اس حدیث کے راوی ہیں کہ اے اللہ اسلام کو عزت عطا فرما
دو آدمیوں میں سے ایک ایسے کے سبب سے جو آپ کو پسند ہو عمرؓ بن الخطاب
یا عمرو بن ہشام۔ اور ان میں سے اسود بن سریع ہیں جو اس حدیث کے

Marfat.com

حدیث لیس من الباطل فی شیٔ قالہ لعمر و منہم ابو جحیفۃ السوائی الراوی حدیث سیدا کہول اہل الجنۃ و منہم ابو بکرۃ الثقفی الراوی رؤیا المیزان و منہم سمرۃ بن جندب الراوی رؤیا الدلو و منہم ابو الطفیل الراوی رؤیا القلیب و منہم جبیر بن مطعم الراوی حدیث ان لم تجدینی فأتی ابابکر و لہٗ قصۃ فی ذہابہ الی الشام و رؤیتہ تصاویر الانبیاء فیہا تصویر النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکر آخذ بقدمیہ و اخبار اہل الکتاب انہ خلیفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من بعدہ و منہم عبداللہ بن الزبیر الراوی حدیث لوکنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا والراوی سبب نزول آیۃ لاترفعوا اصواتکم و منہم جندب بن عبداللہ الراوی حدیث لوکنت متخذا خلیلا لاتخذت الخ۔

واما علماء التابعین فمنہم سعید بن المسیب قال کان ابوبکر الصدیق من النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکان الوزیر فکان یشاورہ فی جمیع اموره وکان ثانیہ فی الاسلام وکان ثانیہ فی الغار وکان ثانیہ فی العریش یوم بدر وکان ثانیہ فی القبر ولم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقدم علیہ احدا اخرجہ الحاکم و منہم قاسم بن محمد روی ان رجلا من ابناء اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی مجلس فیہ القاسم بن محمد ابن ابی بکر الصدیق واللہ ماکان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من موطن الا وعلی معہ فیہ

راوی ہیں کہ باطل کی کوئی چیز اس میں نہیں ہے جس بات کو عمرؓ نے کہا۔ اور اُن میں سے ابو جحیفہ سوائی ہیں جو حدیث ہر دو سردار کہولِ اہلِ جنت الخ کے راوی ہیں۔ اور اُن میں سے ابوبکرہ ثقفی ہیں جو راوی ہیں ترازو والے خواب کے۔ اور اُن میں سے سمرہ بن جندب ہیں جو راوی ہیں ڈول والے خواب کے۔ اور اُن میں سے ابوالطفیل ہیں جو راوی ہیں قلیب (کنویں) والے خواب کے اور اُن میں سے جبیر بن مطعم ہیں جو راوی ہیں اس حدیث کے کہ اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکرؓ کے پاس آجانا الخ اور اُن کا شام کی طرف جانیکا ایک خاص قصہ ہے اور اُن کا دیکھنا انبیاءؑ کی تصاویر کو جن میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تصویر تھی اور اس میں ابوبکرؓ آپکے دونوں قدم پکڑے ہوئے تھے اور اہلِ کتاب کا خبر دینا کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہوں گے اُن کے بعد۔ اور اُن میں سے عبداللہ بن زبیر ہیں جو اس حدیث کے راوی ہیں کہ اگر میں کسی کو دوستِ جانی بنانے والا ہوتا تو ابوبکرؓ کو دوست جانی بناتا اور راوی ہیں اس آیت کے سببِ نزول کے لا ترفعوا اصواتکم اور اُن میں سے جندب بن عبداللہ ہیں جو راوی ہیں حدیث لو کنت متخذا خلیلا لاتخذت الخ کے۔

اب لیجئے علمائے تابعین کے اقوال۔ ان میں سے سعید ابن المسیب ہیں فرمایا کہ ابوبکر صدیقؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں وزیر کے مرتبہ میں تھے۔ آپ اُن سے اپنے تمام امور میں مشورہ کیا کرتے تھے اور آپ کے دوسرے تھے غار میں اور دوسرے تھے عریش میں (یعنی اُس عارضی قیام گاہ میں جو بدر میں آپ کے لئے بنائی گئی تھی) بدر کے دن۔ اور آپ کے دوسرے تھے قبر میں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان پر کسی کو مقدم نہیں کیا کرتے تھے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور ان میں سے قاسم بن محمد ہیں۔ مروی ہے کہ ایک شخص نے جو اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے تھا ایک مجلس میں جس میں قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق موجود تھے یہ کہا کہ واللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی مقام نہیں تھا مگر اس میں علیؓ آپکے ساتھ ہوتے

Marfat.com

فقال القاسم لاتحلف قال لِمَ قال بلٰے مالاترده قال الله عز وجل ثانی اثنین اذ هما فی الغار اخرجه ابو عمر فی الاستیعاب ومنهم مسروق قال حب ابی بکر وعمر ومعرفة فضلهما من السنة اخرجه ابو عمر ومنهم الحسن البصری روی عن یونس قال کان الحسن ربما ذکر عمر فیقول والله ما کان باولهم اسلاما ولا بافضلهم نفقة فی سبیل الله ولکن غلب الناس بالزهد فی الدنیا والصرامة فی امر الله ولا یخاف لومة لائم اخرجه ابن ابی شیبة ومنهم محمد بن سیرین قال ما اظن رجلا ینتقص ابا بکر وعمر ویحب النبی صلی الله علیه وسلم اخرجه الترمذی ومنهم عمرو بن میمون وابراهیم النخعی روی عن عمرو بن میمون انه قال ذهب عمر بثلثی العلم فذکر لابراهیم فقال ذهب عمر بتسعة اعشار العلم اخرجه الدارمی ومنهم ابو العالیة فسر الصراط المستقیم بابی بکر وعمر فصدقه الحسن البصری ومنهم عکرمة والکلبی فسرا واولی الامر منکم بابی بکر وعمر ومنهم قتادة قال کنا نتحدث ان هذه الآیة فی ابی بکر واصحابه فسوف یاتی الله بقوم یحبهم ویحبونه ومنهم الضحاک قال فی هذه الآیة ابو بکر واصحابه ومنهم الحسن قال فی هذه الآیة

یہ سنکر قاسم نے کہا میرے بھائی قسم نہ کھاؤ۔ اُس نے کہا آپ ایسے موقع کو بتائیں اُنھوں نے کہا ہاں! ایسا کہ تم اُس کو رد نہ کرسکوگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ثانی اثنین اِذ ھُما فِی الغارِ۔ اس کو ذکر کیا ابو عمر نے استیعاب میں۔ اور اُن میں سے مسروق ہیں، اُن کا قول ہے کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کی محبت اور اُن کی فضیلت کو پہچاننا سنت میں سے ہے۔ اس کو ذکر کیا ابو عمر نے۔ اور اُن میں سے حسن بصریؒ ہیں، مروی ہے یونس سے کہا کہ حسنؒ بسا اوقات عمرؓ کا ذکر کرتے اور کہتے کہ واللہ یہ اوّل اسلام لانے والوں میں سے نہیں تھے اور نہ فی سبیل اللہ خرچ کرنے میں اُن سے بڑھے ہوئے تھے لیکن (فضیلت میں) لوگوں پر غلبہ پاگئے دنیا سے بے رغبت اور اللہ کے کام میں بہادر ہونے کی وجہ سے، وہ کسی ملامت کرنے والے کا خوف نہیں کرتے تھے اس کو ابن ابی شیبہ نے ذکر کیا۔ اور اُن میں سے محمد بن سیرین ہیں، ان کا قول ہے کہ میں نہیں خیال کرتا اس شخص کے بارے میں جو ابوبکرؓ اور عمرؓ میں عیب لگاتا ہے کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے، اس کو ترمذی نے روایت کیا اور اُن میں سے عمرو بن میمون اور ابراہیم نخعی ہیں۔ روایت کیا گیا ہے عمرو بن میمون سے کہ اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ دو تہائی علم لے گئے۔ اس کا ذکر کیا گیا ابراہیم سے تو اُنھوں نے کہا کہ دس حصوں میں سے نو حصے لے گئے، اس کو دارمی نے ذکر کیا۔ اور اُن میں سے ابو العالیہ ہیں اُنھوں نے الصّراط المستقیم کی تفسیر کی ابوبکرؓ وعمرؓ (کی راہ) سے تو اُن کی تصدیق کی حسن بصریؒ نے۔ اور اُن میں سے عکرمہ اور کلبی ہیں۔ ان دونوں نے واُولی الامر منکم کی تفسیر کی ابوبکرؓ وعمرؓ۔ اور اُن میں سے قتادہ ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ ہم ایک دوسرے کو بتایا کرتے تھے کہ یہ آیت ابوبکرؓ اور اُن کے اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی فَسَوفَ یَاْتِی اللّٰہُ الخ (۵:۵۴)

تو اللہ تعالےٰ بہت جلد ایسی قوم کو لے آئے گا جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہوگی اور ان کو اللہ تعالےٰ سے محبت ہوگی۔ اور اُن میں سے ضحاک ہیں۔ اُنھوں نے اس آیت کی تفسیر میں ابوبکرؓ اور اُن کے اصحاب کہا۔ اور اُن میں سے حسن ہیں! اُنھوں نے اس آیت میں

Marfat.com

ابو بکر واصحابہ ؕ و منہم زید بن اسلم قال فی
آیۃ اَوَ مَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰہُ نزلت فی
عمر بن الخطاب و ابی جہل ومثلہ عن الحسن و
الضحاک و ابی سنان ؕ و منہم کعب الاحبار عن
ابن ابی ملیکۃ قال لما طعن عمر جاء کعب فجعل
یبکی بالباب و یقول واللہ لو ان امیر المؤمنین
یقسم علی اللہ ان یؤخرہ لاخرہ فدخل ابن
عباس فقال یا امیر المؤمنین ہذا کعب یقول
کذا وکذا قال اذًا واللہ لا اسألہ وہو القائل
فی کتب اللہ المنزل من السماء ابو بکر و
عمر و عثمان ؕ و منہم عروۃ بن الزبیر قال بعث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابا بکر امیرا
علی الناس سنۃ تسع وکتب سنن الحج وبعث
معہ علی بن ابی طالب واصل القصۃ متواتر
عن ابن عمر و جابر و انس و ابی ہریرۃ و
ابن عباس وعن الحسن انہ سئل عن یوم الحج
الاکبر فقال ذاک عام حج فیہ ابو بکر استخلفہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحج بالناس
ومن الذین ذہبوا الی ان خلافۃ ابی بکر و عمر
انما کان بنص من النبی صلی اللہ علیہ وسلم
علیؓ و ابن عباس و میمون بن مہران و
حبیب بن ابی ثابت والضحاک ومجاہد کلہم
قالوا امارۃ ابی بکر و عمر فی کتاب اللہ اسر
النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہا الی عائشۃ
ومن الذین ذہبوا الی ان ابا بکر و عمر
مرادان من قولہ تعالی و صالح
المؤمنین ابیؓ و ابن عمر و ابن
عباس و ابن مسعود و ابو امامۃ
و عکرمۃ و

ابوبکرؓ اور اُن کے اصحاب کہا۔ اور اُن میں سے زید بن اسلم ہیں۔ اُنھوں نے اس آیت میں اَوَ مَنْ کَانَ الخ (۶: ۱۲۲) ایسا شخص جو کہ پہلے مُردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ بنا دیا الخ؛ کہا کہ نازل ہوئی عمرؓ بن الخطاب اور ابوجہل بن ہشام کے بارے میں اور یہی قول ہے حسن کا اور ضحاک اور ابوسنان کا۔ اور اُن میں سے کعب الاحبار ہیں۔ مروی ہے کعب الاحبار سے کہ جب عمرؓ کو زخم پہنچایا گیا تو کعب آئے اور اُنھوں نے دروازے پر رونا شروع کر دیا اور یہ کہنا کہ واللہ اگر امیر المومنینؓ اللہ کو قسم دیں کہ وہ ان کی موت کے وقت کو مؤخر کر دے تو وہ ضرور مؤخر کر دے گا۔ اس کے بعد ابن عباسؓ اندر داخل ہوئے اور اُنھوں نے کہا اے امیر المومنینؓ یہ کعب ایسا اور ایسا کہہ رہے ہیں۔ فرمایا ایسا ہے تو واللہ میں یہ سوال نہ کروں گا۔ اور وہ کہا کرتے تھے کہ اللہ کی آسمان سے نازل کی ہوئی کتابوں میں ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ موجود ہیں۔ اور اُن میں سے عروہ بن الزبیر ہیں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو لوگوں پر امیر الحاج بنا کر بھیجا سن ۹ ہجری میں اور حج کے طریقے لکھے اور اُن کے ساتھ علیؓ بن ابی طالب کو بھیجا۔ اور اصل قصہ متواتر ہے ابن عمرؓ اور جابرؓ اور انسؓ اور ابوہریرہؓ اور ابن عباسؓ سے اور حسنؒ سے مروی ہے کہ ان سے یوم حج اکبر کے بارے میں سوال کیا گیا تو اُنھوں نے کہا کہ یہ وہ سال ہے جس میں ابوبکرؓ نے حج کیا تھا۔ اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ بنایا تھا تو اُنھوں نے لوگوں کو حج کرایا۔ اور ان لوگوں میں سے جو اس طرف گئے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کی خلافت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے منصوص تھی، وہ علیؓ ہیں اور ابن عباسؓ اور میمون بن مہران اور حبیب بن ابی ثابت اور ضحاک اور مجاہد، یہ سب کے سب اس بات کے قائل ہیں کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کی خلافت کتاب اللہ میں موجود ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے راز کے طور پر یہ بات عائشہؓ کو بتائی تھی۔ اور جو لوگ اس طرف گئے کہ قولہ تعالیٰ وَصَالِحُ المؤمنین سے ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں مراد ہیں وہ اُبیؓ ہیں اور ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ اور ابوامامہ اور عکرمہ اور

Marfat.com

میمونُ بن مہران و عبداللہ بن بُریدۃ و سعید ابن جُبیرؒ و الحسنُ و مقاتلُ بن سُلیمان و من الذین ذہبوا الٰی ان آیۃ وَ سَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى نزلت فی ابی بکر الصدیق ابن مسعود و ابنُ عباسٍ و عبداللہ و عُروۃ ابنا الزبیر و سعید بن المُسیّب۔

و من علماءِ تبع التابعین سفیان الثوری اخرج ابوداؤد و عن محمد الفریابی قال سمعتُ سفیان یقول مَنْ زعم انَّ علیّاً کان احقَّ بالولایۃ منہما فقد خطّأ ابابکر و عمرَ و المہاجرینَ والانصار رضی اللہ عنہم جمیعہم و ما اَراہ یرتفع مع ہٰذا لہ عملٌ الی السماء و منہم مالک بن انس اشتہر عنہ انّہ قائلٌ بتفضیل الشیخین و حُبِّ الختنین وقد صنّفَ الطحاوی کتاباً فی عقائد ابی حنیفۃ و صاحبیہ والبیہقی کتاباً فی عقیدۃ الشافعی فانصّا ان مذہبہم تفضیل الشیخین بعد ازان مذاہب جماہیر مسلمین مانندِ اشاعرہ و ماتریدیہ چنانکہ معلوم است کہ بہ تفضیلِ شیخین رض قائل شدہ اند بلکہ اوائل معتزلہ ہم بآن قائل بودند بعد ازان فقہاء از ہر طبقہ و متصوفین از ہر طبقہ بآن قائل اند این است آنچہ درین مسلک میسّر شد و شاید آنچہ ترک کردیم درین باب اکثر است از آنچہ ذکر کردہ ایم، واللہ اعلم بالحال می باید دانست کہ این مسلک را بر دو نکتہ مہمہ ختم نمائیم۔

نکتۂ اولیٰ حظِ متفطن لبیب آن است کہ در اقاویل صحابہ و تابعین تامل کند کہ کدام خصلت را وجہِ افضلیت نہادہ اند درین مسئلہ اگر فکرِ صائب را کار فرما شویم بدانیم

میمون بن مہران اور عبداللہ بن بُریدہ اور سعید بن جُبیر اور حسن اور مقاتل بن سلیمان ہیں۔ اور ان لوگوں میں سے جو اس طرف گئے کہ آیت وَ سَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ابوبکر صدیق رض کے بارے میں نازل ہوئی ابن مسعود رض ہیں اور ابن عباس رض اور عبداللہ بن زبیر و عروہ ابن زبیر اور سعید بن المسیب ہیں۔

اور علمائے **تبع تابعین** میں سے سفیان ثوری ہیں۔ ابوداؤد نے روایت کیا محمد الفریابی سے کہا کہ میں نے سفیان سے سنا کہ فرماتے تھے کہ جو اس بات کا گمان رکھتا ہے کہ علی رض خلافت کے زیادہ مستحق تھے اُن دونوں سے، اُس نے خطا کار بتایا ابوبکر کو اور عمر کو اور سب مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم اجمعین کو اور میں نہیں خیال کرتا کہ اس عقیدے کے ہوتے ہوئے اس کا کوئی بھی ایسا عمل ہو جو (مقبول ہوکر) آسمان کی طرف اُٹھ جائے۔ اور ان میں سے مالک ابن انس رح ہیں اور اُن سے یہ روایت مشہور ہے کہ وہ تفضیل شیخین رض اور محبتِ ختنین (یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دونوں دامادوں عثمان رض و علی رض کی محبت) کے قائل تھے۔ اور طحاوی رح نے ایک کتاب تصنیف کی ہے عقائدِ ابوحنیفہ رح وصاحبین (امام ابویوسف و امام محمد رح) کے بارے میں۔ اور بیہقی نے ایک کتاب لکھی عقیدۂ شافعی پر دونوں نے صاف صاف لکھا ہے کہ اُن کا مذہب تفضیل شیخین رض ہے۔ اس کے بعد جمہور مسلمین کے مذاہب کو لیجئے مانند اشاعرہ و ماتریدیہ کے یہ سب جیسا کہ معلوم ہے تفضیل شیخین رض کے قائل رہے ہیں۔ اس کے بعد ہر طبقہ کے فقہاء اور ہر طبقہ کے متصوفین کو لیجئے تو وہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ یہ ہے جو کچھ اس مسلک میں آسانی کے ساتھ فراہم ہوگیا اور شاید جو ہم نے اس باب میں ترک کیا ہے وہ اس سے زیادہ ہے جس کو ہم نے ذکر کیا ہے اور اللہ ہی پورے حال کا جاننے والا ہے۔ اور جاننا چاہیئے کہ اس مسلک کو ہم دو اہم نکتوں پر ختم کریں گے۔

پہلا نکتہ۔ ایک ذہین اور صاحبِ عقل کا کام یہ ہے کہ صحابہ رض اور تابعین رح کے اقوال پر غور و فکر کرے کہ کونسی خصلت کو وجہ افضلیت قرار دیا ہے اس مسئلہ میں اگر فکرِ صائب کو ہم کام میں لائیں تو جان لیںگے

کہ اکثر صحابہ و تابعین افضلیت شیخین رضہ را مبہم بیان کردہ اند و بخصلتے از خصالِ محمودہ زمامِ آن را بند نہ ساختہ اند بروشش آنچہ ذکر کردیم از وجہِ خامس در مسلکِ سنّتِ سنیہ و فقہائے ایشان کہ بمزید تفطّن مخصوص اند بوجہ افضلیت در سوقِ کلام خود اشارہ نمودہ اند بیکے از وجوہِ چہارگانہ چنانکہ علی مرتضےٰ رضہ باحکامِ خلافت و ترویجِ دین اشارہ کردہ است جائیکہ گفتہ اُستُخلِفَ ابوبکر رحمۃ اللہ علے ابی بکرٍ فاقامَ واستقامَ ثُمَّ اُستُخلِفَ عُمَرُ رحمۃُ اللہِ علے عُمَرَ فاقامَ واستقامَ حتّے ضربَ الدّینُ بجرانہٖ و بارتفاعِ مکانت در آخرت اشارہ کردہ است جائیکہ گفتہ در ثنائے فاروق رضہ مَا مِنَ النّاسِ اَحدٌ اَحَبُّ اِلَیَّ اَن اَلقَی اللہَ بما فی صحیفتہٖ مِن ہٰذا المُسَجّٰی و سوابقِ اسلامیہ صدیق رضہ روزِ موت او بصریح ترین عبارتی بیان کردہ است و عائشہ صدیقہ رضہ صدیق رضہ و فاروق رضہ را بترویجِ اسلام وصف کردہ جائی کہ گفتہ مارَأَی نُقطۃَ اِلّا طارَ اَبِی بِحَظِّہا وَغَنائِہا فِی الاسلامِ و ابنِ مسعود رضہ سوابقِ اسلامیہ فاروق رضہ تقریر کردہ است جائی کہ گفتہ مازِلنا اَعِزّۃً مُنذُ اَسلَمَ عُمَرُ و حذیفہ بن الیمان حسنِ قیام بحقوقِ خلافت بیان کردہ است جائیکہ گفتہ کانَ الاسلامُ فی زمانِ عُمَرَ کالرّجلِ المُقبِلِ لایزدادُ اِلّا قُرباً فلمّا قُتِلَ عُمَرُ رضہ کانَ کالرّجلِ المُدبِرِ لایزدادُ اِلّا بُعداً و عبداللہ بن عمر رضہ جِدّ در عبادت و زُہد بیان نمودہ جائے کہ گفتہ مارَأَیتُ اَحداً بعدَ رسولِ اللہِ صلّے اللہ علیہ وسلم اَجَدَّ و اَجوَدَ

کہ اکثر صحابہ رضہ اور تابعین نے شیخین رضہ کی افضلیت کو مبہم بیان کیا ہے اور خصالِ محمودہ میں کسی خاص خصلت پر انحصار نہیں کر دیا ہے۔ جس روش پر ہم نے ذکر کیا ہے نوع پنجم میں سنّتِ سنیہ اور ان فقہاء کے مسلک کے تحت جو مزید ذہانت کے ساتھ مخصوص ہیں انھوں نے اپنے سیاقِ کلام میں اُن وجوہ چہارگانہ میں سے کسی وجہ کی طرف اشارہ کیا ہے جیسا کہ علی مرتضےٰ رضہ نے خلافت کے مضبوط کرنے اور ترویج دین کی طرف اشارہ کیا ہے جہاں کہ یہ فرمایا گیا خلیفہ بنائے گئے ابوبکر رضہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو ابوبکر رضہ پر (نظمِ خلافت کو) قائم کیا اور جمے رہے۔ پھر خلیفہ بنائے گئے عمر رضہ انھوں نے (نظم) قائم کیا اور جمے رہے یہاں تک کہ دین نے اپنی گردن ٹیک دی (یعنی جزئیاتِ دین واضح ہوگئیں اور کوئی بات خفا میں نہ رہی) اور آخرت میں ان کے بلند مقامات کی طرف اشارہ کیا ہے جس جگہ حضرت فاروق رضہ کی تعریف میں یہ فرمایا کہ اب دنیا میں کوئی ایسا نہیں رہا جو میرا ایسا پسندیدہ ہو کہ اس کے جیسے اعمالنامے کے ساتھ میں اللہ سے ملنا چاہوں جیسے اس چادر میں لپٹے ہوئے شخص کے ہیں۔ اور حضرت صدیق رضہ کے سوابقِ اسلامیہ کو اُن کی وفات کے دن بہت واضح عبارت میں بیان کیا ہے۔ اور عائشہ صدیقہ رضہ نے صدیق رضہ اور فاروق رضہ کی تعریف میں ترویج اسلام کا وصف بیان کیا جس جگہ یہ کہا کہ کوئی نقطہ بھی نہیں دیکھا مگر میرے باپ اُس کی طرف اُڑ کر پہنچے اسلام کی طرف اُن کا بڑا حصّہ اور کارِ توجہ ہونے کی وجہ سے۔ اور ابنِ مسعود رضہ نے فاروق رضہ کے سوابقِ اسلامیہ کی تقریر کی جہاں یہ کہا جب سے عمر رضہ اسلام لائے ہم برابر عزت سے رہے۔ اور حذیفہ بن یمان نے حقوقِ خلافت پر حسنِ قیام کا ذکر کیا جس جگہ یہ ذکر کیا کہ اسلام عمر رضہ کے زمانہ میں آنے والے شخص کی مانند تھا کہ اُس کا قرب برابر بڑھتا ہی رہتا ہے۔ پھر جب عمر رضہ قتل ہوگئے تو اُس شخص کی مانند ہوگیا جو پیٹھ پھیر کر جانے والا ہو کہ اُس کا بُعد برابر بڑھتا رہتا ہے۔ اور عبداللہ بن عمر رضہ نے عبادت اور زُہد میں جدّ و جہد کا بیان کیا، جس جگہ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد (عبادت میں) بہت کوشش اور بہت

Marfat.com

بن عمر حتے انتہیٰ و علیٰ ہذا القیاس اکثر فقہاءِ صحابہؓ اشارہ بیکی ازاں خصال اربع یا دو یا سہ ازآں کردہ است و این معنیٰ بادنیٰ تامل از مقالات ایشاں فہمیدہ میشود باقی ماند آنکہ فقہائی صحابہ باوصاف دیگر نیز بیانِ افضلیت کردہ اند ازآنجملہ علم است اخرج الدارمی عن ابن مسعود ما سلک عمر طریقًا الا وجدناہ سہلاً و اخرج الدارمی عن حذیفۃ قال انما یفتی الناس ثلثۃ رجل امام و رجل یعلم ناسخ القرآن من المنسوخ قالوا یا حذیفۃ و من ذٰلک قال عمر بن الخطاب او احمق متکلف و اخرج الدارمی عن عمرو بن میمون انه قال ذھب عمر بثلثی العلم فذکر لابراہیم فقال ذھب بتسعۃ اعشار العلم و باین خصلت در حدیث نیز اشارہ واقع شدہ است قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ جعل الحق علے لسان عمر و قال لقد کان فیما کان قبلکم من الامم ناس محدثون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یکن فی امتی احد فانه عمر و قال بینا انا نائم اتیت بقدح من لبن فشربت منه حتے انی لاری الری یخرج من اظفاری ثم اعطیت فضلی عمر ابن الخطاب قالوا فما اولته قال العلم لیکن در حدیث شریف این خصلت را در تحقیق و تاکید معنی قرب باطن و محدثیت سر دادہ اند و مراد ازآن علم وہبی است کہ بفیضان حاصل شود و مراد قوم علم کتاب و سنت است واہتدا بطرق استنباط ازآن و از آنجملہ اخلاق قویہ است کہ در جبلت آدمی نہادہ اند و در حقیقت کافر و مسلم متقی و فاسق ہمہ

عطا کرنے والا عمرؓ سے زیادہ نہیں دیکھا زاہد وفات تک۔ علیٰ ہذا القیاس اکثر فقہائے صحابہؓ نے ان خصائل اربعہ میں سے ایک یا دو یا تین کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ بات اُن کے مقالات میں تھوڑا سا تامل کرنے سے سمجھ میں آجاتی ہے۔ باقی رہا یہ کہ فقہائے صحابہؓ نے دوسرے اوصاف سے بھی اُن کی افضلیت بیان کی ہے۔ اُن میں سے ایک علم ہے دارمی نے روایت لی ابن مسعودؓ سے فرمایا کہ عمرؓ نے کوئی طریقہ جاری نہیں کیا مگر ہم نے اس کو آسان پایا۔ اور دارمی نے روایت کیا حذیفہؓ سے کہا کہ لوگوں کو صرف تین قسم کے لوگ فتو دیتے ہیں کوئی شخص جو امام ہو اور ایسا شخص جو ممتاز کرلیتا ہو قرآن کے ناسخ کو منسوخ سے۔ لوگوں نے کہا کہ اے حذیفہؓ ایسا کون ہے؟ کہا کہ عمرؓ بن الخطاب۔ یا احمق تکلف کرنیوالا (یعنی آیت یا حدیث کے مصداق میں کھینچ تان کرنے والا)۔ اور دارمی نے روایت کیا عمرو بن میمون سے کہ انھوں نے کہا کہ عمرؓ دو تہائی علم لے گئے۔ یہ قول ابراہیم نخعیؒ سے ذکر کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ دس میں سے نو حصے لے گئے۔ اور اس خصلت کی طرف حدیث میں بھی اشارہ واقع ہوا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے حق کو عمرؓ کی زبان پر (قائم) کر دیا ہے۔ اور فرمایا کہ تم سے پہلی امتوں میں کچھ لوگ محدث ہوتے تھے (یعنی اہل کشف) بغیر اس کے کہ وہ انبیاء ہوں اب میری اُمت میں اگر کوئی ایسا ہے تو عمرؓ ہے۔ اور فرمایا کہ ایسے وقت جب کہ میں سو رہا تھا مجھے ایک دودھ کا پیالہ دیا گیا۔ میں نے اس کو پیا یہاں تک کہ میں اُس سے تر و تازگی کا اثر دیکھ رہا تھا کہ میرے ناخنوں میں سے نکل رہا ہے، پھر میں نے اپنا پس خوردہ عمرؓ بن الخطاب کو دیدیا۔ لوگوں نے کہا کہ آپؐ نے اس کی کیا تعبیر لی، فرمایا کہ علم۔ لیکن حدیث شریف میں اس خصلت کو قرب باطن اور محدثیت کے معنے کی تحقیق و تاکید میں داخل فرمایا گیا ہے اور اس سے مراد علم وہبی ہے جو کہ فیضان سے حاصل ہو اور قوم کی مراد کتاب و سنت کا علم ہے اور استنباط کے طریقوں سے (کام لے کر) ہدایت حاصل کرنا۔ اور اُن میں سے وہ اخلاق قویہ ہیں جو انسان کی جبلت میں رکھدیئے ہیں اور در حقیقت کافر اور مسلم اور متقی و فاسق سب

Marfat.com

بآن اخلاق فائز میشوند لیکن در سابقین مقربین مُمِد کمالاتِ معنوی ایشان میگردد و معین در اتمام حقوقِ خلافت میشود و در غیر ایشان بچیزی از کمالات ممد و معین نہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لما سُئِل عن الاکرم عَنْ مَعَادِنِ العرب تسئلونی خیارہم فی الجاہلیۃ خیارہم فی الاسلام اذا فقہوا و عقل درمی یابد کہ صدور افعال از منبع اخلاق است ہر کرا خُلق قوی افعالِ او محکم و متین ظاہر خواہند شد و تحقیق درین باب آنست کہ در خلافتِ خاصّہ اوصاف چنداست از کمالاتِ کسبیہ کہ در شریعت مدارِ فضائل آن را نہادہ اند و آن اوصاف ہفتگانہ است کہ از لوازم خلافتِ خاصہ شمردیم و اوصاف چند است از کمالاتِ جبلّیہ کہ مدارِ خلافتِ راشدہ آن را دانستہ اند مانند قریشیت و سمع و بصر و شجاعت و کفایت و اوصاف چند است از کمالاتِ جبلّیہ کہ حُسنِ سیادت قوم موقوف است برآن صحابہ و تابعین در وقتِ مشورہ خلافت و وقتِ ثنای خلفاء ذکرِ آن اوصاف کردہ اند صدیقِ اکبر رض فاروقِ اعظم رض را اقوی میگفت و فاروقِ اعظم رض حضرت صدیق رض را افضل میگفت پس افضل عبارت است از زیادتِ فضائلِ شرعیہ کہ صدیقیت و شہیدیت از آن قبیل است و سوابقِ اسلامیہ نیز از آن جملہ و اقوی عبارت است از زیادت اخلاقِ جبلّیہ کہ معین بر احکامِ خلافت و ممد بر حُسنِ سیاست امت تواند بود روایتے چند ازین باب بنویسیم اخرج ابو عمر فی الاستیعاب عن ابن عباس قال بینا انا امشی مع عمر یوما اذ تنفس نفسا ظننت انہ قد قضبت اضلاعہ فقلت سبحان اللہ

ان اخلاق سے بہرہ مند ہوتے ہیں لیکن سابقین مقربین میں یہ ان کے باطنی کمالات کے لئے مُمِد و معاون ہوتے ہیں اور حقوق کی تکمیل میں ان سے مدد پہنچتی ہے اور دوسرے لوگوں میں کوئی ایسی چیز جو کہ کمالات میں ممد و معین بنے موجود نہیں ہوتی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آپ سے پوچھا گیا' تم مجھ سے سوال کرتے ہو عرب کے خاندانوں میں بزرگتر کے بارے میں (تو سمجھ لو) کہ ان میں سے جو جاہلیت کے زمانہ میں (یعنی قبل از اسلام) اچھے تھے وہی اسلام کے دور میں بھی اچھے ہیں جب کہ وہ (دین میں) فہم سے کام لیتے ہوں۔ عقل اس کو باور کرتی ہے کہ افعال کے صادر ہونے کا تعلق منبع اخلاق سے ہے جس کا خلق قوی تر ہوگا اُس سے افعال بھی مضبوط اور سنجیدہ ظاہر ہوں گے۔ اور اس بارے میں تحقیق یہ ہے کہ خلافتِ خاصّہ میں چند اوصاف تو ہیں کمالاتِ کسبیہ میں سے کہ شریعت میں مدارِ فضائل اُن پر رکھا ہے اور یہ وہی ساتوں اوصاف ہیں جن کو خلافتِ خاصّہ کے لوازم میں سے ہم نے شمار کیا ہے اور چند اوصاف ہیں کمالاتِ جبلّیہ میں سے کہ خلافتِ راشدہ کا مدار اُن پر رکھا ہے، جیسے قریشیت اور سمع و بصر اور شجاعت و کفایت۔ اور کمالاتِ جبلّیہ میں سے چند اوصاف ایسے ہیں کہ عمدگی کے ساتھ قوم پر حکمرانی کرنا اُن پر موقوف ہے۔ صحابہ رض و تابعین نے خلافت کے مشورے کے وقت اور خلفاء کی تعریف و توصیف کے وقت ان اوصاف کا ذکر کیا ہے۔ صدیقِ اکبر رض فاروقِ اعظم رض کو اقوی کہہ رہے تھے اور فاروقِ اعظم رض حضرتِ صدیق رض کو افضل کہہ رہے تھے۔ تو افضل عبارت ہے فضائلِ شرعیہ کی زیادتی سے کہ صدیقیت اور شہیدیت اسی قسم میں سے ہیں اور تمام سوابقِ اسلامیہ اسی میں داخل ہیں۔ اور اقوی عبارت ہے اخلاقِ جبلّیہ کی زیادتی سے جو کہ خلافت کے مستحکم کرنے پر مُعین اور اُمت پر عمدگی کے ساتھ سیاست پر مُمِد ہو سکتے ہیں۔ اس بارے متعلق چند روایتیں لکھتے ہیں۔ ابو عمر نے استیعاب میں روایت کیا ہے ابن عباس رض سے کہ ایک دن میں عمر رض کے ساتھ چلا جا رہا تھا کہ اُنھوں نے کچھ اس طرح سانس لیا کہ جیسے اُن کی پسلیاں ٹوٹ گئی ہوں۔ میں نے کہا سبحان اللہ اے امیر المؤمنین

Marfat.com

واللہ ما اخرج ہٰذا منک یا امیر المؤمنین الا امرٌ عظیمٌ قال ویحک یا ابن عباس ما ادری ما اصنع بامۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قلت ولِمَ وانت بحمد اللہ قادر ان تضع ذٰلک مکان الثقۃ قال انی اراک تقول ان صاحبک اولی الناس یعنی علیاً قلت اجل واللہ انی لاقول ذٰلک فی سابقتہ وعلمہ وقرابتہ وصہرہ قال انہ کما ذکرت ولٰکنہ کثیر الدعابۃ قلت فعثمان قال واللہ لو فعلتُ لجعل بنی ابی معیط علی رقاب الناس یعملون فیہم بمعصیۃ اللہ واللہ لو فعلتُ لفعل ولو فعل لفعلوا فوثب الناس الیہ فقتلوہ قلت طلحۃ بن عبید اللہ قال الاکیسع ہو ازہی من ذٰلک ما کان اللہ لیرینی اُولیہ امر امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہو علی ما فیہ من الزہو قلت الزبیر بن العوام قال اذا کان یظل یلاطم الناس

واللہ آپ کے اندر سے یہ سانس تو کسی بڑے امر نے نکالا ہے۔ فرمایا اے ابنِ عباسؓ سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ میں اُمّتِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کروں (یعنی کس کے سپرد کروں) میں نے کہا اور کیوں (اس سے آپ پریشان ہوتے) جب کہ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس پر قادر ہیں کہ اس امر (خلافت) کو قابلِ وثوق ثقہ شخص کے سپرد کردیں۔ فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تو خیال کر رہا ہے کہ تیرا ساتھی (یعنی علیؓ) سب سے زیادہ قریب ہے اس امر سے۔ میں نے کہا ہاں اللہ میں ان ہی کا خیال کر رہا ہوں اُن کے سابق ہونے کی وجہ سے (اسلام لانے پر) اور ان کے علم کی وجہ سے اور ان کی (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے) قرابت کی وجہ سے اور آپ کا داماد ہونے کی وجہ سے۔ فرمایا کہ جیسا تو نے بیان کیا وہ ایسا ہی ہے مگر وہ بہت مزاح کرنے والا ہے۔ میں نے کہا کہ پھر عثمانؓ۔ تو کہا واللہ اگر میں نے ایسا کردیا تو وہ ابو مُعَیط کی اولاد کو لوگوں کی گردنوں پر سوار کردے گا جو اُن میں اللہ کی مَعصیت کے کام کریں گے واللہ اگر میں نے ایسا کیا تو وہ ضرور یہی کریگا اور جب وہ یہ کرے گا تو (اولاد ابو معیط) ضرور (غلط کاریاں) کریں گے۔ پھر (نتیجہ یہ ہوگا کہ) لوگ عثمانؓ پر حملہ کرکے اُسے قتل کردیں گے۔ میں نے کہا طلحہؓ بن عبیداللہ کو تجویز کرلیجیے تو فرمایا کہ اُکیسع[1] سے وہ اور آگے بڑھا ہوا ہے۔ اللہ نہ کرے کہ میری یہ رائے ہوجائے کہ میں اُمّتِ محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم پر اُس کو والی بنادوں۔ اور وہ اپنی اُسی بڑائی جتانے کی صفت پر ہو۔ میں نے کہا تو زُبیرؓ بن العوام کو تجویز کرلیجیے۔ فرمایا کہ اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ وہ (اہم کاموں کو چھوڑ کر) صاع اور مُد کے سِلسلہ میں لوگوں کو تھپڑ

[1] طلحہؓ بن عبیداللہ حضرت عثمانؓ کے مخالفین میں ابتداءً شامل ہوگئے تھے۔ پھر جدا ہوگئے اور کہا ندمتُ ندامۃ الکُسَعی یعنی میں کسعی کی طرح (عثمانؓ کے بارے میں) شرمندہ ہوں؛ انھوں نے بھی اپنے حق میں خود یہی محاورہ استعمال کیا۔ کسعی ایک شخص تھا بنی الکسع قبیلہ کا اس کا نام محارب ابن قیس تھا عرب لوگ شرمندگی اور ندامت میں اس کی مثال لاتے ہیں۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ اس نے ایک عمدہ کمان بنائی تھی اور وہ بڑا تیر انداز تھا رات کو تاریکی میں بیٹھ کر اس نے گدھوں کو تیر مارے اور ہر ایک تیر گدھے میں سے پار ہو کر پہاڑ کے پتھر پر لگا اس میں سے آگ نکلتی رہی وہ یہ سمجھا کہ میرے تیروں نے خطا کی اور نشانے پر نہ لگے اور غصہ میں آکر کمان توڑ ڈالی یا اپنی انگلی کاٹ ڈالی جب صبح کی روشنی ہوئی تو دیکھتا ہے کہ سب گدھے خون آلود پڑے ہیں اور تیر اُن کے پار ہو کر خون میں لتھڑے ہوئے ہیں اس وقت اس کو سخت ندامت ہوئی۔ اس روز سے یہ مثل ہوگئی (لغات حدیث) یہاں بھی یہی مطلب ہے کہ طلحہؓ جذبات کی رو میں بہہ کر غلط کام کر جانے والا اور پھر پچھتانے والا شخص ہے۔ واضح رہے کہ ان روایات کے پیش نظر ہمیں ان بزرگوں کے بارے میں بری رائے قائم کرنے سے پرہیز کرنا ضروری ہے ان کے محاسن کو بھی سامنے رکھنا چاہیے۔ طلحہؓ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ انھوں نے احد کے دن اپنے جسم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ڈھال بنا رکھا تھا۔ آپ کو بچانے کے لئے چوبیس زخم کھائے۔ ۲۔ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

فی الشارع واللہ قلت سعد بن ابی وقاص قال لیس بصاحب ذٰلک ذاک صاحب مِقْنَبٍ یقاتل فیہ قلت عبد الرحمٰن بن عوف قال نِعْمَ الرجلُ ذکرتَ ولٰکنہ ضعیفٌ عن ذٰلک واللّٰہِ یا ابنَ عباس مایُصلح ہٰذا الامر الّا القویُّ فی غیرِ عُنْفٍ اللّین فی غیرِ ضعفٍ الجوادُ فی غیرِ سَرَفٍ الممسک فی غیرِ بُخلٍ قال ابن عباس کانَ واللّٰہِ عمر کذٰلک واخرج ابو عمر فی الاستیعاب قیل لابن عباس اَخبِرنا عن اصحاب رسولِ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اخبرنا عن اَبی بکر قال کانَ واللّٰہ خیرًا کلّہ مع حِدّۃٍ کانت فیہ قلنا فعمر قال واللّٰہِ کانَ کیِّسًا حَذِرًا کالطیر الّذی قد نُصِبَ لہٗ فہو یراہ ویخشی ان یقع فیہ مع العُنف وشدّۃِ السِّیاق قلنا فعثمانُ قالَ واللّٰہ کان صوّامًا قوّامًا من رجلٍ غَلَبَتہٗ رقدتُہٗ قلنا فعلیٌّ قال کانَ واللّٰہِ قد مُلِیَٔ عِلمًا وحِلمًا من رجلٍ غَرَّتْہُ سابقتُہٗ وقرابتُہٗ فقلّما اَشرَفَ علٰی شیءٍ من الدنیا الّا فاتہ واخرج ابو عمر فی الاستیعاب قولَ عثمانَ ہل استطیعُ اَن اکونَ مثلَ لقمانَ الحکیم واخرج ابو یوسف عن ابی الملیح بن اسامۃ الہذلی قالَ خَطَبَ عمرُ بن الخطاب فقال ایّہا الرِّعاء انّ لنا علیکم حقَّ النّصیحۃِ بالغیب والمعونۃَ علی الخیر ایّہا الرِّعاء انّہ لیس من حلم اَحبَّ الی اللّٰہِ ولا اَعمَّ نفعًا من حلم امام ورفقہ ولیس من جہل اَبغضَ الی اللّٰہِ واَعمَّ ضررًا من جہل امام وخرقہ وانہ من یاخذ

مارتا پھرتا رہے گا۔ میں نے کہا کہ سعدؓ بن ابی وقاص کو تجویز کر لیجئے۔ فرمایا کہ وہ اس کے اہل نہیں وہ تو سواران جنگ پر افسری کے قابل ہے کہ قتال کرتا رہے۔ میں نے کہا تو عبدالرحمٰن بن عوف کو تجویز کر لیجئے۔ فرمایا کہ بہت اچھا شخص ہے جس کا تو نے ذکر کیا۔ لیکن وہ اس کام میں کمزور رہے گا۔ واللہ اے ابن عباسؓ اس امر کے قابل وہی شخص ہے جو قوی ہو بغیر اس کے کہ تند خو ہو، نرم ہو بغیر اس کے کہ کمزور ہو، جواد ہو بغیر فضول خرچی کے، مال کو روکنے والا ہو بغیر بخل کے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ واللہ عمرؓ ایسے ہی تھے۔ اور ابو عمر نے استیعاب میں روایت کیا کہ ابن عباسؓ سے کہا گیا کہ ہمیں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سنائیے، ہمیں ابوبکرؓ کے حالات بتائیے تو کہا کہ واللہ وہ مکمل خیر ہی خیر تھے باوجود اس بات کے کہ ان میں تیزی تھی۔ ہم نے کہا اور عمرؓ کیسے تھے تو انھوں نے کہا واللہ بڑے ہوشیار محتاط تھے اس پرندے کی طرح جس کے لئے جال بچھایا گیا ہو اور وہ اس کو دیکھتا ہو اور ڈر رہا ہو کہ اس میں پھنس جائے باوجود سخت مزاجی کے اور تیزی سے آگے بڑھنے کی عادت کے۔ ہم نے کہا عثمانؓ کا کیا حال تھا؟ کہا کہ بہت روزے رکھنے والے بہت نماز پڑھنے والے ایسے حال میں بھی کہ جیسے کسی شخص پر نیند کا غلبہ ہو رہا ہو۔ ہم نے کہا کہ علیؓ کا حال بتائیے کہا واللہ وہ علم اور بردباری سے بھرے ہوئے تھے، ان کی شان اس شخص سے بالا و برتر تھی کہ اس میں سوابق اسلامیہ کی صفت یا اس کی قرابت کا امتیاز غرور پیدا کر دے جب کبھی ان کو متاع دنیا حاصل کرنے کا موقع ملا اس کو چھوڑ دیا۔ اور ابو عمر نے استیعاب میں حضرت عثمانؓ کا یہ قول روایت کیا ہے کہ کیا میں یہ استطاعت رکھتا ہوں کہ مثل لقمان حکیم کے ہو جاؤں۔ اور روایت کیا ابو یوسف نے ابو الملیح بن اسامۃ الہذلی سے بیان کیا کہ خطبہ دیا عمرؓ بن الخطاب نے کہ اے حاکمو بیشک تمھارے اوپر ہمارا حق ہے پیٹھ پیچھے خیر خواہ رہنے اور خیر پر مدد کرنے کا۔ اے حاکمو (یاد رکھو) حلم سے زیادہ کوئی صفت اللہ کو پسند نہیں اور امام کے حلم اور اس کی نرمی سے کوئی چیز عام نفع نہیں رکھتی اور امام کے جہل اور اس کے حمق سے زیادہ کوئی چیز عام ضرر نہیں رکھتی اور جو شخص ان لوگوں کے حق میں

Marfat.com

بالعافیۃ فیما بین ظہرانیہ یعطی العافیۃ من فوقہ ۔ و اخرج ابو یوسف عن مسعر عن رجل عن عمر قال لا یقیم امر اللہ الا رجل لا یضارع و لا یصانع و لا یتبع المطامع و لا یقیم امر اللہ الا رجل لا ینتقص غربہ و لا یکظم فی الحق علی حزبہ ۔ و ذکر المحب الطبری عن ابی بکر العنسی قال دخلت مع عمر و عثمان و علی مکان الصدقۃ فجلس عثمان فی الظل یکتب و قام علی علی رأسہ یملی علیہ ما یقول عمر و عمر قائم فی الشمس فی یوم شدید الحر علیہ بردتان سوداوان مؤتزر بواحدۃ و قد وضع الاخری علی رأسہ و ہو یتفقد ابل الصدقۃ یکتب الوانہا و اسنانہا فقال علی لعثمان اما سمعت قول ابنۃ شعیب فی کتاب اللہ عز و جل یا ابت استاجرہ ان خیر من استاجرت القوی الامین و اشار الی عمر و قال ہذا القوی الامین ۔ و عن عروۃ بن رویم اللخمی قال کتب ابن الخطاب الی ابی عبیدۃ بن الجراح کتابا یقرأہ علی الناس بالجابیۃ اما بعد فانہ لا یقیم امر اللہ فی الناس الا حصیف العقدۃ بعید الغرۃ و لا یطلع الناس منہ علی عورۃ و لا یحنق فی الحق علی حرۃ

معافی و درگزر اختیار کرے گا جو اس کے آگے کھڑے ہوتے ہیں اُس کو (اس کی خطاؤں پر) معافی اُس کے اوپر سے (یعنی اللہ کی طرف سے) عطا کی جائیگی۔ اور ابو یوسف نے روایت لی مسعر سے انھوں نے ایک اور شخص سے روایت کی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو قائم نہیں کرسکتا مگر وہ شخص جو لاگ لپیٹ کرنیوالا نہ ہو (جو لوگوں کے مناسب و مشابہ طبع باتیں کرنے لگے) اور نہ مصنوعی افعال کرنے والا ہو اور نہ مقامات طمع کے پیچھے پڑے اور نہیں قائم کرسکتا اللہ کے امر کو مگر وہ شخص جس کے ڈول میں اوچھا پن نہ ہو (یعنی خلقِ خدا کی فیض رسانی میں کوتاہی کرنے والا نہ ہو) اور اپنی جماعت پر حق کے بارے میں خاموشی نہ اختیار کرے۔ اور محب طبری نے ذکر کیا بروایت ابوبکر عنسی کہا کہ میں داخل ہوا عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صدقہ کے (جانوروں کے) مقام میں تو عثمان رضی اللہ عنہ سایہ میں بیٹھ کر لکھنے لگے اور علی رضی اللہ عنہ اُن کے سر پر کھڑے ہوئے اُن کو بولتے جاتے تھے جو عمر رضی اللہ عنہ فرماتے رہتے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ دھوپ میں کھڑے ہوتے تھے۔ سخت گرمی کا دن تھا اور ان کے بدن پر سیاہ رنگ کی دو چادریں تھیں ایک کو لنگی بنا رکھا تھا دوسری کو اوڑھ رکھا تھا (اور سیاہ کپڑا دھوپ کی تیزی سے بہت زیادہ گرم ہوجاتا ہے) اور صدقے کے اونٹوں کو بغور دیکھتے جاتے اور اُن کے رنگ اور دانت لکھواتے جا رہے تھے تو علی رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تم نے نہیں سنا شعیب کی بیٹی کا قول کتاب اللہ عزوجل میں یٰابت استاجرہ الخ (۲۶:۲۸) اے ابا ان کو نوکر رکھ لیجئے کیونکہ اچھا نوکر وہ ہے جو قوی اور امانت دار ہو، اور عمر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ ہے قوی امین۔ اور عروہ بن رویم اللخمی سے مروی ہے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے ابو عبیدہ بن الجراح کو یہ خط لکھ کر جابیہ بھیجا کہ اس کو لوگوں کو پڑھ کر سنائیں۔ بعد حمد و صلوٰۃ لوگوں میں اللہ کے امر کو قائم نہیں کرسکتا مگر وہ شخص جو پختہ عقل و تدبیر والا ہو، غفلت سے دور رہنے والا ہو۔ لوگ اس کے کسی عیب پر مطلع نہ ہوں (یعنی عیاناً قابلِ گرفت کام نہ کرتا ہو) اور حق کے بارے میں لوگوں سے غضبناک نہ ہو بربناء ننگ[1] و ناموس اللہ کے

[1] یہ ترجمہ حضرت مصنف کی روایت اور تشریحی نوٹ کے پیشِ نظر کیا گیا ہے۔ اور ایک روایت میں علی جرتہ ہے جیم کسرہ کے ساتھ جرۃ اس کو کہتے ہیں جو اونٹ جگالی کرتے وقت پیٹ سے نکالتا ہے۔ اب معنے یہ ہوں گے کہ ہولئے نفس کے اتباع سے حق کے بارے میں غضبناک نہ ہو ۱۲ مترجم

Marfat.com

ولا یخاف فی اللہ لومۃ لائم والسلام و فی روایۃ ولا یحابی فی الحق علی قرابۃ مکان ولا یحنق فی الحق علی حرۃ قلت والحرۃ ما یحافظ علیہ الاحرار من الحمایۃ لقراباتہم والانفۃ من ما یخل فی قدرہم و عن محمد ابن علی بن الحسین عن مولی لعثمان بن عفان قال بینا انا مع عثمان فی مال لہ بالعالیۃ فی یوم صائف اذ رأی رجلا یسوق بکرین و علی الارض مثل الفراش من الحر فقال عثمان ما علی ہذا لو اقام بالمدینۃ حتی یبرد ثم یروح ثم دنی الرجل فقال انظر من ہذا فنظرت فقلت اری رجلا معتما بردائہ یسوق بکرین ثم دنی الرجل فقال انظر فنظرت فاذا ہو عمر بن الخطاب فقلت ہذا امیر المؤمنین فقام عثمان فاخرج رأسہ من الباب فاذا لفح السموم فاعاد رأسہ حتی اذ حاذاہ قال ما اخرجک ہذہ الساعۃ فقال بکران من ابل الصدقۃ تخلفا و قد مضی بابل الصدقۃ فاردت ان الحقہم بالحمی و خشیت ان یضیعا فیسألنی اللہ عنہما فقال عثمان یا امیر المؤمنین ہلم الی الماء والظل و نکفیک

بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کرے، والسلام اور ایک روایت میں یہ ہے کہ حق کے بارے میں درگزر نہ کرے قُرب مکان (یعنی پڑوس) کی بنا پر اور حق کے بارے میں لوگوں سے غضبناک ہو بر بنا ننگ ناموس۔ میں کہتا ہوں کہ حرّۃ اُس چیز کو کہتے ہیں جس کی احرار پابندی اور خیال رکھتے ہیں اپنی قرابت اور ننگ عار کی وجہ سے ایسے امور سے بچنا ضروری سمجھتے ہیں جو اُن کی قدر و منزلت میں خلل انداز ہوں۔ مروی ہے محمد بن علی بن الحسین سے وہ روایت کرتے ہیں ایک مولیٰ (آزاد کردہ) عثمانؓ بن عفان سے۔ بیان کیا کہ میں حضرت عثمانؓ کے ساتھ اُن کے کچھ مال کے سلسلہ میں ایک سخت گرمی کے دن (مدینہ طیبہ کی جانب شرق کے ایک مقام) عالیہ میں تھا کہ عثمانؓ نے ایک (دُور سے آنے والے) شخص کو دیکھا جو کہ دو جوان اُونٹوں کو ہنکاتا ہوا آرہا ہے اور حال یہ تھا کہ زمین کے اوپر سخت حرارت کی وجہ سے پروانوں کی مانند چنگاریاں اُٹھتی ہوئی نظر آرہی تھیں، تو عثمانؓ نے کہا کہ کیا ہوا اس شخص کو (ایسی سخت فضا میں چلا آرہا ہے) اس کو ٹھنڈا وقت ہوجانے تک شہر میں ٹھہرنا چاہیئے تھا پھر شام کو نکلتا۔ پھر وہ شخص کچھ اور قریب ہوا تو مجھ سے کہا کہ دیکھ تو سہی یہ کون ہے میں نے غور سے دیکھا اور کہا ایک ایسا شخص نظر آرہا ہے جو اپنی چادر کو سر پر عمامہ کے طور پر باندھے ہوئے ہے اور دو اُونٹوں کو ہنکا رہا ہے۔ پھر وہ اور قریب ہوا تو عثمانؓ نے کہا پھر دیکھ تو میں نے دیکھا کہ وہ تو عمرؓ بن الخطاب ہیں۔ میں نے عثمانؓ سے کہا کہ یہ تو امیر المؤمنینؓ ہیں۔ تو عثمانؓ کھڑے ہوگئے اور اُنھوں نے اپنا سر دروازے سے باہر نکالا ہی تھا کہ لُو کا ایک جھونکا لگا تو پھر سر کو اندر کر لیا۔ یہاں تک کہ جب عمرؓ اُن کے برابر آگئے تو اُن سے کہا کہ ایسے وقت میں کس چیز نے آپ کو باہر نکالا تو فرمایا کہ صدقہ کے اُونٹوں میں سے دو اُونٹ پیچھے رہ گئے تھے اور باقی سب آگے بڑھ گئے تو میں نے ارادہ کیا کہ ان کو محافظوں تک پہنچادوں اور مجھے یہ ڈر ہوگیا کہ اگر یہ دونوں ضائع ہوگئے تو ان کے بارے میں اللہ تعالےٰ مجھ سے بازپرس کریگا۔ پھر عثمانؓ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ پانی اور سایہ کی طرف آجایئے اور یہ کام ہمارے سپرد کر دیجئے۔

Marfat.com

قال عُدْ الیٰ ظلّک و مضٰی فقال عثمانُ مَن اَحبَّ ان ینظر الی القویّ الاَمین فلینظر الیٰ ہٰذا اخرجہ الشّافعیؒ فی مسندہٖ واوصافِ چند است از رعایتِ حقوقِ عباد و تورّع در آن کہ حضرت مرتضٰیؓ بآن اوصاف تفضیل دادہ است شیخین رضؓ را برخود بلکہ جمیع فقہاء صحابہؓ و تابعین بتفضیلِ شیخین رضؓ بآن اوصاف رفتہ اند قالَ علیؓ رضی اللہ عنہ سَبَقَ رسولُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَصَلّٰی ابوبکر و ثَلَّثَ عُمَرُ ثم خَبَطَتْنَا فِتْنَۃٌ و قیل لعلیؓ آیَدْخُلانِہا قبلک ای یدخل ابوبکر و عُمرُ الجنّۃ قبلک فقالَ علیؓ اِیْ و الّذی فَلَقَ الحَبّۃ و بَرَءَ النّسمۃ لَیَدخلانِہا و اِنّی لَمَعَ معاویۃ مَوقوفٌ فی الحساب۔

نکتۂ ثانیہ اگر سوال کنی کہ در کتاب اللہ دو صفت را سببِ تفضیلِ بعضِ صحابہ بر بعض ساختہ اند کہ سوابقِ اسلامیہ باشد و اوصافِ قربِ معنوی کہ صدّیقیت و شہیدیّت رمزی است از آن و در سنّتِ سَنیّہ چہار خصلت را سببِ تفضیلِ بعض صحابہ بر بعض اختیار کردہ اند دو صفت متقدم و دو دیگر یکے ارتفاعِ درجات در جنّت و تقدّم است روزِ حشر و دیگر قیام بموعودِ خدائے تعالیٰ برائے پیغامبرِ خود صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ اوصاف دیگر برآن زیادہ کردند یکی از آن علم بکتاب و سنّت است دیگر کفایت و حزم و حُسنِ سیاستِ اُمّت و سوم اجتناب از شبہات در قتالِ مسلمین و در رعایتِ بیت المال و مانند آن

جواب دیا کہ تم سایہ کی طرف واپس جاؤ اور چلدیئے۔ تو عثمانؓ نے کہا کہ جو قوی امین کو دیکھنا چاہے وہ اس شخص کو دیکھ لے۔ اس کو شافعیؒ نے اپنی مُسند میں ذکر کیا۔ اور چند اوصاف ہیں حقوق عباد کی رعایت اور ان میں تقوےٰ کو قائم رکھنے سے متعلق کہ ان اوصاف میں حضرت مرتضےٰؓ نے شیخینؓ کو اپنے اوپر فضیلت دی ہے، بلکہ تمام فقہاء صحابہؓ و تابعین فضیلتِ شیخینؓ کے بیان میں ان اوصاف کی طرف گئے ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا سبقت کر گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نماز پڑھائی ابوبکرؓ نے (یعنی آپؐ کے خلیفہ ہوئے) اور تیسرے مرتبہ پر رہے عمرؓ پھر ہم کو روند ڈالا فتنہ نے۔ اور پوچھا گیا علیؓ سے کیا یہ دونوں آپ سے پہلے داخل ہوں گے۔ سائل کی مراد یہ تھی کیا ابوبکرؓ و عمرؓ جنت میں آپ سے پہلے جائیں گے فرمایا علی رضی اللہ عنہ نے ہاں قسم ہے اُس ذات کی جس نے بیج کو پھاڑا (اور درخت بنایا) اور جان کو پیدا کیا وہ دونوں البتہ جنت میں داخل ہو جائیں گے اور میں معاویہؓ کے ساتھ موقفِ حساب میں کھڑا ہوں گا۔

دوسرا نکتہ اگر تم یہ سوال کرو کہ کتاب اللہ میں دو صفتوں کو بعض صحابہ کی بعض پر افضلیت کا سبب قرار دیا ہے یعنی سوابقِ اسلامیہ اور اوصاف قُربِ معنوی کہ (الفاظ) صدیقیت اور شہیدیت اُسی طرف اشارہ کرتے ہیں اور سنّتِ سنیہ (یعنی احادیث) میں بعض صحابہؓ کی بعض پر افضلیت کا سبب چار صفات کو اختیار کیا ہے، دو صفات مذکورہ اور دوسری دو میں سے ایک ہے جنت میں اونچے مقام پر ہونا اور روزِ حشر میں ان کا تقدّم اور دوسری ہے ان کا قیام اُن فتوحات کے حصول کے لئے جن کا وعدہ حق تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تھا اور صحابہؓ نے اُن پر اور اوصاف بڑھا دیئے۔ اُن میں سے ایک ہے کتاب اللہ اور سنّتِ رسول اللہ کا علم اور دوسرا وصف ہے کفایت (یعنی مہمات امور میں کافی ہو جانا) اور حزم (کہ غافل نہ ہو امورِ مہمہ کے تمام پہلوؤں پر اُس کی نظر ہو) اور اُمت پر خوبی کے ساتھ سیاست کرنا اور تیسرا وصف ہے قتالِ مسلمین اور بیت المال کی رعایت میں شبہات سے پرہیز کرنا۔ اور ان کے مانند

Marfat.com

پس تطبیق درمیان ہر سہ چگونہ باشد گوئیم تطبیق درمیانِ این اختلاف موافقِ تطبیقِ فقہاء می باید کرد در اختلافِ واقع در مسئلۂ قتل در قرآنِ عظیم قسمتِ ثنائیہ فرمودہ اند کہ قتل یا عمد است یا خطا و در سُنّتِ سنیہ قسمتِ ثُلاثیہ تقریر نمودہ اند کہ قتل یا عمد است یا خطاءِ خالص یا خطای شبہ عمد و فقہای حنفیہ بقسمتِ خماسیہ قائل شدہ اند پس این قسمتِ ثُلاثیہ را بقسمتِ ثنائیہ راجع ساختہ اند و خماسیہ را بثُلاثیہ ہمچنین اینجا میگوئیم کہ دو صفتِ زائدہ در سُنّت راجع است بآن دو صفتِ مذکور در کتاب اللہ و تفصیل اوست و شرح و بیانِ او زیراکہ ارتفاعِ مکان در جنّت بسببِ این دو خصلت است یا کمالِ نفسانیِ شخص بآن می رساند یا سعی در اعانتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و قیام بموعودِ خدای تعالےٰ نوعی از سوابقِ اسلامیہ است زیراکہ اصل در سوابقِ اسلامیہ اعانت آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم در ترویج دینِ وے صلی اللہ علیہ وسلم و این گاہی در بدأ اسلام می باشد و گاہے در آخرِ آن بعد انتقالِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برفیقِ اعلےٰ و سہ صفتِ زائدہ در اقاویلِ صحابہؓ راجع است باین خصلتِ آخرہ کہ اتمامِ موعودِ آن حضرت است صلے اللہ علیہ وسلم زیراکہ اعانت باعتبار

دیگر صفات۔ تو ان تینوں (یعنی کتابؔ و سنّتؔ اقوالِ صحابہؓ) کے درمیان تطبیق کی کیا صورت ہوگی۔ ہم کہتے ہیں کہ اس اختلاف میں تطبیق اُسی طرح کرلیجائے جس طرح فقہاء اُس اختلاف میں کرتے ہیں جو کہ مسئلۂ قتل میں واقع ہوا۔ قرآنِ عظیم میں اس کو دو قسموں پر تقسیم فرمایا ہے کہ قتل یا عمد ہے یا خطاء اور سُنّتِ سنیہ میں تین قسمیں مقرر کی گئی ہیں کہ قتل یا عمد ہے یا خطائے خالص یا خطائے شبہِ عمد اور فقہاء حنفیہ پانچ[1] قسموں کے قائل ہوتے ہیں۔ تطبیق اس طرح کی گئی کہ قسمتِ ثُلاثیہ یعنی تین کی تقسیم کو قسمتِ ثنائیہ یعنی دو قسموں والی تقسیم کی طرف راجع کیا اور خماسیہ یعنی پانچ والی تقسیم کو تین والی تقسیم کی طرف۔ اِسی طرح ہم یہاں کہتے ہیں کہ سُنّت میں جو دو صفت زائدہ ہیں وہ اُن دو صفت کی طرف راجع ہیں جو کتاب اللہ میں مذکور ہوئیں اور یہ اُن کی تفصیل اور ان کی شرح اور بیان ہے کیونکہ جنّت میں جو ارتفاعِ مکان ہے وہ ان ہی دو خصلتوں کے سبب سے ہے کہ یا تو کسی شخص کا کمالِ نفسانی وہاں پہنچا رہا ہے یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اعانت میں سعی نے پہنچایا۔ اور قیام بموعودِ خدا تعالےٰ (یعنی مذکورہ بالا چوتھی صفت) سوابقِ اسلامیہ کی ایک نوع ہے۔ کیونکہ سوابقِ اسلامیہ میں جو بنیادی بات ہے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آپ کے دین میں اعانت ہے اور یہ کبھی اسلام کے شروع میں ہوتی ہے کبھی آخر میں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیقِ اعلےٰ کی طرف انتقال فرمانے کے بعد۔ اور اقوالِ صحابہؓ میں جو تین صفات زائد ہیں وہ اسی آخری خصلت یعنی موعودِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پورا کرنے کی طرف راجع ہیں۔ کیونکہ اعانت کے (مختلف اعتبارات ہیں)، باعتبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی

[1] امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قتل کی پانچ قسمیں حسبِ ذیل ہیں قتلِ عمد جس میں قاتل نے کوئی ہتھیار تلوار، خنجر، بندوق وغیرہ کا استعمال کیا ہو یا جو ان ہتھیاروں کے قائم مقام ہو جیسے دھاردار لکڑی یا آگ وغیرہ۔ قتل شبہ عمد جس میں قاتل نے کوئی ایسی شے استعمال نہ کی ہو جس کو ہتھیار کہا جائے یا جسم کو کاٹنے میں وہ ہتھیار کے قائم مقام ہو۔ قتل خطاء یہ ہے کہ کسی نے تیر یا بندوق وغیرہ کا نشانہ شکار کا جانور سمجھتے ہوئے لگایا مگر وہ آدمی تھا اس سے وہ ہلاک ہوگیا یا نشانے کی مشق کرتے ہوئے تیر یا گولی بڑھ کر آدمی کے جا لگی۔ چوتھی قسم ہے قتل جاری مجری الخطاء جیسا کہ کوئی سوتا ہوا شخص کروٹ بدلتا ہوا دوسرے پر گر کر اس کو مار ڈالے۔ پانچویں قسم ہے قتل بالتسبب جیسا کہ کسی شخص نے کنواں کھودا کسی دوسرے کی مملوکہ زمین میں اور اس پر منڈیر نہ بنائی۔ اس میں مالک زمین اندھیرے میں چلتا ہوا گر کر فوت ہوگیا۔ آخری دونوں قسمیں قتل خطاء کی طرف راجع ہیں اور شبہ عمد قتل عمد کی طرف ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

ترویج علم آنحضرتؐ موقوف است بر اتساع علم کتاب و سنّت و اجماعیات اجماع اُمتؐ باعتبار کثرتِ فتوح و امن مسلمین از شر کفار موقوف است بر کفایت و حزم و حُسنِ سیاست و باعتبارِ تعلیم زُہد موقوف است بر اجتناب از شبہات کہ شانِ شیخین بود و چون دمارِ مسلمین اہم امور است تورّع در آن بمزید اہتمام مخصوص گشت پس این ہمہ شرح و تفصیل سُنّتِ سنیہ است و سُنّتِ سنیہ شرح و تفصیل قرآنِ عظیم۔

سوال اگر گوئی کہ در اقوالِ صحابہؓ قُربِ نسب با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و وجاہت درمیانِ ناس و مانند آن از فضائل شمردہ اند و در قرآنِ عظیم نفی فضیلت باعتبارِ نسب و وجاہت بیان کردہ شد از فضائلِ حضرتِ ذی النورینؓ ذکر کردہ اند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو جگر پارۂ خود را بوے تزویج فرمود از فضائلِ مرتضےؓ ذکر کردہ اند کہ ابنِ عم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بود و زوج بتولِ زہرا رضی اللہ عنہا و ہمچنین بعض فضائل جبلیہ مثل شجاعت و فصاحت در تضاعیفِ فضائلِ مرتضےؓ تقریر نمودہ اند پس تطبیق درمیان این دو قولِ مخالف چگونہ نمائیم۔

گوئیم فضائل دو قسم است یکی آنکہ در حدِّ ذات خود فضیلتِ آدمی و سعادتِ او ہست و تشبہ با پیغامبر بآن حاصل میشود از جہتِ پیغامبری و این قسم ہمان است کہ سُنّتِ سنیہ بآن تصریح و تلویح نمود قسم دوم آنکہ در حدِّ ذاتِ خود فضیلتِ معتبرہ در شرع نیست مثل انسب و مصاہرۃ و قوّتِ بدن و شجاعتِ دل و فصاحتِ لسان و وجاہت درمیانِ مردمان لہٰذا کافر و مسلمان را آن فضائل حاصل مے شود

ترویج کے موقوف ہے کتاب اللہ اور سُنّت اور اجماعِ اُمّت سے ثابت شدہ تمام مسائل کے وسیع علم پر۔ اور اعانت باعتبار کثرتِ فتوحات اور شرِ کفار سے مسلمانوں کے مامون و محفوظ رہنے کے موقوف ہے کفایت اور حزم اور حُسنِ سیاست پر اور اعانت باعتبار تعلیم زُہد کے موقوف ہے اجتناب از شبہات پر جو کہ شیخینؓ کی شان تھی اور چونکہ مسلمانوں کا خون اہم امور میں سے ہے اس لئے اس کے بارے میں تورّع واحتیاط کو مزید اہتمام کے ساتھ خاص کر لیا گیا۔ الغرض یہ سب شرح و تفصیل ہے سُنّتِ سنیّہ کی اور سُنّتِ سنیّہ شرح و تفصیل قرآنِ عظیم کی۔

سوال اگر تم یہ کہو کہ اقوالِ صحابہؓ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قُربِ نسب کو اور لوگوں کے درمیان وجاہت کو اور اسی طرح کی صفات کو فضائل میں شمار کیا گیا ہے اور قرآنِ عظیم میں نسب و وجاہت کے اعتبار سے فضیلت کی نفی کی گئی ہے۔ حضرت ذی النورینؓ کے فضائل میں ذکر کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو لختِ جگر (یعنی بیٹیاں) اُن کے نکاح میں دیدیں اور حضرت مُرتضیٰؓ کے فضائل میں ذکر کیا گیا ہے کہ آپ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے تھے اور حضرت (فاطمہ) بتول زہرا رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے اور اسی طرح بعض فضائلِ جبلیہ کی جیسے شجاعت اور فصاحت ہے حضرتِ مُرتضیٰؓ کے فضائل کی بہتات میں تقریر کی ہے۔ تو ان دو مخالف اقوال کے درمیان تطبیق کیسے کریں۔

ہم کہتے ہیں کہ فضائل دو قسم کے ہیں۔ ایک ایسے ہیں کہ اپنی حدِ ذات میں آدمی کی فضیلت اور سعادت ہوتے ہیں اور اُن کے سبب سے پیغمبر کے ساتھ بجہتِ پیغمبری تشبہ حاصل ہو جاتا ہے اور یہ قسم وہی ہے جس کی سُنّتِ سنیّہ نے کہیں صراحت کی ہے اور کہیں اُس کی جانب اشارات کئے ہیں۔ دوسری قسم وہ ہے کہ اپنی حدِ ذات میں شرع کے نزدیک فضیلت اعتبار نہیں کئے گئے مثل نسب اور تعلق مصاہرت کے (یعنی داماد ہونے یا خُسر ہونے یا سالا سالی ہونے کا تعلق) اور جسمانی قوّت اور دلیری اور فصاحتِ لسان اور لوگوں کے درمیان وجاہت اس لئے کافر اور مسلمان (سب کو) یہ فضائل حاصل ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

متقی و فاسق ہر دو بآن متصف می توانند شد لیکن گاہی وسیلہ فضیلتے از فضائل معتبرہ در شرع میگردد و باین اعتبار می توان از فضائل مذکور ساخت مثلاً تزویج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جگر پارہ خود را متضمن عنایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشان اوست و سنۃ اللہ چنین جاری شدہ کہ صہر بہترین انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نگردانند مگر شخصے راکہ حال او در شرع محمود باشد الطیبات للطیبین والطیبون للطیبات پس باین اعتبار بر بعض فضائل نفسانیہ دلالت میکند وہمچنین ابن عم بودن سبب عنایت آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم بہ نسبت او و اعتنا بتعلیم و تثقیف او وہمچنین شجاعت و فصاحت گاہی صرف کردہ میشود در نصرت اسلام و اعلاء کلمۃ اللہ پس باین اعتبار بافضائل معتبرہ نسبتی پیدا میکند وچہ ما نااست باین مبحث بیت مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ

؎ علم را بر تن زنی مارے بود
علم گر بر دل زنی یارے بود

پس اسقاط این صفات از درجہ اعتبار باین معنی است کہ در حد ذات خود فضیلت معتبر نیست و اثبات این معانی در ذیل مناقب بآن معنی است کہ در مادہ خاص وسیلہ کسب فضائل معتبرہ شدہ پس نام این چیزہا میگیرند و مراد ہمان فضائل معتبرہ ے دارند و بون بائن است در منازل این دو قسم قد جعل اللہ لکل شیء قدرا پس اگر ثابت شود وجود فضائل از قسم اول قسم ثانی زیادہ رونق او خواہد افزود

متقی اور فاسق دونوں اُن سے متصف ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ کبھی اُن فضائل میں سے جو شریعت میں معتبر ہیں کسی فضیلت کا وسیلہ بن جاتے ہیں۔ اس اعتبار سے کسی کا ذکر ان فضائل کے ساتھ کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی جگر پارہ (صاحبزادی) کو نکاح میں دیدینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت (خاصہ) کو متضمن ہے۔ آپ کی شان کے مناسب بھی ہے اور سُنّت اللہ بھی یوں ہی جاری ہوئی ہے کہ بہترین انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا داماد صرف ایسے ہی شخص کو بنائیں جس کا حال شرع میں محمود ہو الطیبات للطیبین والطیبون للطیبات۔ تو اس اعتبار سے بعض فضائل نفسانیہ پر دلالت کردیتے ہیں (کہ وہ دلالت معتبرہ کو متضمن ہوتے ہیں) اور اسی طرح ابن عم (چچا کا بیٹا) ہونا اُن کی نسبت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت کا سبب ہے اور اُن کی تعلیم و اصلاح کا۔ اور اسی طرح شجاعت و فصاحت کبھی نصرتِ اسلام و اعلاء کلمۃ اللہ میں صرف کی جاتی ہے تو اس اعتبار سے یہ صفات فضائلِ معتبرہ کے ساتھ نسبت حاصل کرلیتی ہیں۔ اور اس مبحث میں کس قدر مناسب بیت ہے مولانا رومی قدس سرہ کا ؎ علم را بر تن زنی الخ۔ (ترجمہ) علم کو اگر تو تن پر مارے گا (یعنی علم کا مقصد تن پروری قرار دے گا) تو یہ ایک سانپ ہوگا (جو تجھے ہلاک کردیگا) اور اگر علم کو دل پر مارے گا (یعنی اُس کو دل کی اصلاح کا ذریعہ بنائیگا کہ اس کو ذرِ معرفت حاصل ہوجائے) تو وہ تیرا یار (وہ مددگار) ہوگا (تجھ کو نفس کے فریب اور شیطان کے جال سے باخبر کرتا رہیگا)۔ تو ان صفات کا درجۂ اعتبار سے ساقط کرنا اس معنے سے ہے کہ وہ اپنی حد ذات میں فضیلتِ معتبرہ میں سے نہیں ہیں۔ اور بذیل مناقب ان کا اثبات اس معنے سے ہوتا ہے کہ مادۂ خاص میں یہ فضائل معتبرہ کے کسب کا وسیلہ ہوتے ہیں۔ یوں کہیئے کہ نام تو ان چیزوں کا لیتے ہیں اور مُراد رکھتے ہیں وہی فضائلِ معتبرہ اور ان دونوں قسموں کے مواقع میں کھلا ہوا بُعد ہے۔ قد جعل اللہ لکل شیء قدرا (اللہ نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کردیا ہے) تو اگر قسم اول کے فضائل کا وجود ثابت ہوجائے تو قسم ثانی اُس کی رونق بڑھادے گی اور

Marfat.com

دگواہی بر تحقق او خواہد داد و اگر قسمِ اوّل
ثابت نشود یا دونِ مرتبۂ دیگران ثابت شود این فضائل
در شریعت مرورا بالا نخواہد نشاند۔

مسلک رابع در اثبات افضلیتِ شیخین رضی
از جہت ملازمتِ خلافتِ خاصہ افضلیت را و
این مسلکے است دقیق المأخذ کہ محققین از صحابہ و
غیر ایشان آن را اثبات نمودہ اند و باسالیب متعددہ
بیانِ آن کردہ و اصل درین مسئلہ آنست کہ حقیقتِ
خلافتِ خاصہ ارادۂ حق است تبارک و تعالیٰ
اصلاحِ عالم را بوجہے کہ آن تلوِ اصلاح
عالم است ببعثتِ انبیاء چون عالم ممتلی شود بکفر
و فسوق و تظالم مدبّرِ حق جل شانہٗ شخصے را کہ
جوہرِ نفسِ او اشبہ باشد بملائکہ مقربین برگزیند
و از بُطنانِ عرش ارادۂ تعلیم آن شخص و
شیوعِ علم او درمیان مردم پیدا شود و
جبرئیل را ندا کنند کہ فلان بندہ مرادِ حق است
غلبۂ او بر عالم و جمع عالم بر انقیادِ علم او
و باز شیوعِ علم او در آفاق و تہذیب
نفوسِ بنی آدم بآن علم حق باز درہم
شکستنِ مخالفانِ او بعد از آن جبرئیل ندا
کند در ملکوت سمٰوات الا ان اللہ احبّ
فلاناً فاحبّوہ پس ہمہ ملائکہ محبّ او شوند
و لعنت بر مخالفانِ او نمایند و استغفار و طلبِ خیر
برائے تابعانِ او کنند کما قال اللہ تعالیٰ اَلَّذِیْنَ
یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ
بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ
لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ
کُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا
فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَ

اُس کے تحقق پر گواہی دے گی۔ اور اگر قسم اوّل ثابت نہ ہو یا دوسروں
سے کم مرتبہ ثابت ہو تو یہ فضائل شریعت میں اُس کو بلند مرتبہ پر
نہیں بٹھائیں گے۔

مسلکِ چہارم افضلیتِ شیخین رض کے اثبات میں اس جہت سے
کہ خلافتِ خاصّہ کو افضلیت لازم ہے۔ اور یہ ایسا مسلک ہے جس کا
ماخذ دقیق ہے۔ صحابہ رض اور غیر صحابہ میں سے جو محققین ہیں اُنھوں نے
اس کو ثابت کیا ہے اور کئی اسلوب سے اس کا اظہار کیا ہے۔ اور اصل
اس مسئلہ میں یہ ہے کہ خلافتِ خاصّہ کی حقیقت اصلاحِ عالم کے لئے
اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارادہ ہے اس صُورت کے ساتھ کہ وہ اِس
اصلاحِ عالم کے مماثل ہو جو بعثتِ انبیاء سے مقصود تھی۔ جب
عالم کفر اور فسق اور ایک دوسرے پر ظلم سے بھر جاتا ہے تو مدبّرِ عالم
حق جل شانہٗ ایک شخص کو جس کا جوہرِ نفس ملائکہ مقربین سے زیادہ
مشابہ ہوتا ہے شرفِ قبول عطا فرماتا ہے اور بطونِ عرش سے اس شخص
کی تعلیم دینے اور اس کے علم کو لوگوں میں شائع کرنے کا ارادہ پیدا
ہوتا ہے اور جبرئیل کو آواز دیتے ہیں کہ فلاں بندہ مقبولِ حق ہے۔
مُراد حق ہے اُس کا غلبہ عالم پر اور اس کے علم کی فرمانبرداری پر عالم
کو جمع کرنا پھر اُس کے علم کو ہر طرف شائع کرنا اور اس علمِ حق کے ساتھ
بنی آدم کے نفوس کو مہذب بنانا پھر اس کے مخالفوں کو درہم برہم
کر دینا۔ اس کے بعد جبرئیل ندا کرتے ہیں آسمانوں کے فرشتوں کو کہ آگاہ
ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں بندے کو اپنا محبوب بنایا ہے تم اُس سے
محبت کرو۔ تو تمام فرشتے اُس کے محب ہو جاتے ہیں اور اس کے
مخالفین پر لعنت کرتے ہیں اور اس کی پیروی کرنے والوں کے لئے
استغفار اور دُعائے خیر کرتے ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔
اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ الخ (۴۰: ۷) جو فرشتے کہ عرشِ الٰہی کو
اُٹھائے ہوئے ہیں اور جو فرشتے اُس کے گرداگرد ہیں وہ اپنے رب
کی تسبیح و تحمید کرتے رہتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان
والوں کے لئے اس طرح استغفار کیا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار
آپ کی رحمت (عامہ) اور علم ہر چیز کو شامل ہے سو ان لوگوں کو
بخش دیجئے جنھوں نے (شرک و کفر سے) توبہ کر لی ہے اور آپ کے

Marfat.com

اتبعوا سبیلک وقہم عذاب الجحیم بعد از آن قبولِ او نازل شود در زمین و افواج ملائکہ سفلیہ باشاعتِ دینِ او و نصرِ موافقینِ او قائم شوند تا آنکہ مرادِ حق بکمال متحقق گردد این است حقیقت نبوت و چون نبی در عالم پیدا شود و جماعہ را مہذب گرداند و مرادِ حق از بعثت پیغامبر بکمال ظاہر نا شدہ ایامِ حیاتِ پیغامبر آخر شود کما قال عز من قائل وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ تدبیرِ الٰہی شخصے را بر خلافتِ او بگمارد از یارانِ او کہ اصلِ فطرت جوہرِ نفسِ او را نزدیک بجوہرِ نفسِ پیغامبر آفریدہ باشند چنانکہ حالِ مؤمنِ آلِ فرعون و مؤمنِ انطاکیہ دانستہ باشی بعد از آن آن عزیز در اعانتِ پیغامبر سعی بلیغ بتقدیم رسانیدہ باشد و در ضمنِ آن اعانت ہا رحمتِ الٰہی مکرر شاملِ حالِ او گشتہ باشد و نفسِ پیغامبر چندین بار نفسِ او را بقوتِ قدسیہ در گرفتہ باشد و چندین بار آن را زیر و زبر ساختہ تا آنکہ بواسطۂ نفسِ قدسیہ پیغامبر نفسِ او مستعدِ الہامِ الٰہی گردد کہ محدثیت و صدیقیت شعبہا است از آن انگاہ تدبیرِ الٰہی در اتمامِ موعود برائے پیغامبر نفسِ این شخص را جارحۂ خود سازد و فوج فوج عنایتِ الٰہی در نفسِ قدسیۂ او فرود ریزند و مانندِ چراغ کہ در وسطِ خانہ نگاہ داشتہ باشند و اجسامِ صقیلۂ خانہ بواسطہ او منور گردند نفوسِ بنی آدم اثر پذیرِ آن خلیفہ باشند و ہمہ بہمان حرکت کہ مبدأ آن در غیب است متحرک شوند گاہے دادِ قتال دہند و گاہے افشاءِ علم نمایند و گاہے قولاً و حالاً

رستہ پر چلتے ہیں اور ان کو جہنم کے عذاب سے بچا لیجیے! اس کے بعد اُس کی مقبولیت زمین پر نازل ہوتی ہے اور افواج ملائکہ سفلیہ (یعنی آسمانِ دُنیا سے نیچے کے فرشتے) اُس کے دین کی اشاعت اور اُس کے ساتھ موافقت کرنے والوں کی مدد کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ جو ارادہ حق تعالےٰ نے کیا وہ متحقق ہو جائے۔ یہ ہے حقیقت نبوت کی۔ اور جب نبی عالم میں پیدا ہو جاتے اور وہ ایک جماعت کو مہذّب بنائے اور بعثتِ پیغمبر سے جو ارادہ اللہ تعالےٰ نے کیا تھا وہ پُورے طور پر ظاہر ہوئے بغیر اُس کے ایّامِ حیات ختم ہو جائیں جیساکہ سب سے بڑے صاحبِ عزّت کہنے والے نے فرمایا ہے وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ الخ (۱۰:۴۶) اور جس (عذاب) کا اُن سے ہم وعدہ کر رہے ہیں اس میں سے کچھ تھوڑا سا (عذاب) اگر ہم آپ کو دکھا دیں یا (اس کے نزول کے قبل ہی) ہم آپ کو وفات دیدیں الخ؛ تو تدبیرِ الٰہی اُس کے اصحاب میں سے ایسے شخص کو اُس کی خلافت کے لئے مقرر کرتی ہے جس کے جوہرِ نفس کو اصل فطرت میں پیغمبر کے جوہرِ نفس کے قریب پیدا کیا ہو جیساکہ مؤمنِ آلِ فرعون اور مؤمنِ انطاکیہ کا حال تم کو معلوم ہوگا۔ اِس کے بعد وہ بزرگ (خلیفہ) پیغمبر کی اعانت میں سعی بلیغ کرتا رہا ہو اور ان اعانتوں کے ضمن میں رحمتِ الٰہی دوبارہ اُس کے شاملِ حال ہو گئی ہو اور پیغمبر کا نفس بہت مرتبہ اس کو اپنی قوتِ قدسیہ کی گرفت میں لے کر کتنی ہی بار اس کو زیر و زبر کر چکا ہو یہاں تک کہ نفسِ قدسیۂ پیغمبر کے ذریعہ سے اس کے نفس میں الہامِ الٰہی کی استعداد رُونما ہو جائے کہ محدّثیت اور صدیقیت اسی کا ایک شعبہ ہے۔ اُس وقت جو وعدے پیغمبر سے کئے تھے ان کو پُورا کرنے کے لئے تدبیرِ الٰہی اُس شخص کو اپنا آلۂ کار بناتی ہے اور عنایتِ الٰہی کا فراواں فیضان اُس کے نفسِ قدسیہ پر گرتے ہیں اور اُس چراغ کی مانند جس کو وسط مکان میں رکھ دیا گیا ہو جس کے ذریعہ سے صیقل شدہ اجسام منوّر ہو جاتے ہیں، نفوس بنی آدم اُس خلیفہ سے اثر پذیر ہوتے ہیں اور پھر سب اُس حرکت سے جس کا مبدأ غیب میں ہے متحرک ہو جاتے ہیں کبھی دادِ قتال دیتے ہیں کبھی علم (حقائق) کا افشا کرتے ہیں اور کبھی قولاً و حالاً طالبین کے نفوس کو

Marfat.com

افاضہ برکات بر نفوس طالبان کنند این نفس که در خارج شبیہ بچراغ مبدأ این فیض خاص است خلیفہ پیغامبر است مانند دل بنسبت اعضاء آدمی واز لوازم خلافتِ خاصہ است نصرتِ او برعالم و اِلّا جارحہ فیض نشود و آن موعود بردستِ او ظاہر نگردد قال تعالیٰ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ٥ واز لوازم خلافتِ خاص است ظہورِ مواعیدِ الٰہی بردستِ او هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ٥ واز لوازم خلافتِ خاص است تالیفِ مسلمین فیما بینہم و عدم اختلافِ امت ورحمت درمیانِ خویش وکبت کافران و روز بروز شکست افتادن برایشان تا کلمہ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ متحقق گردد این است خلافتِ خاصہ پیغامبر کہ خلافت ورحمت کنایہ است ازآن جمعی از محققین فضیلت شیخین رضی اللہ عنہما از اصطفائے خدائے عزوجل ایشان را برائے خلافت پیغامبر خود دانستہ اند اخرج ابو عمر فی الاستیعاب عن عبد اللہ بن مسعودؓ قال اِنَّ اللہ تعالیٰ نظر فی قلوب العباد فوجد قلبَ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیرَ قلوب العبادِ فاصطفاہ وبعثہ برسالتہ ثم نظر فی قلوب العبادِ فوجد قلوبَ اصحابہ خیرَ قلوبِ العبادِ فجعلہم وزراء نبیہ یقاتلون عن دینہ وجمعی از افاضتِ خیر کہ عبارت از ایتلاف مسلمین و برہم شکستن جموع کفار است دانستہ اند اخرج الحاکم عن ابی وائل قال قیل لعلیٍّ استخلف

افاضہ برکات کرتے ہیں۔ یہ نفس جو کہ خارج میں چراغ کی مانند اس فیضِ خاص کا مبدا ہے پیغمبر کا خلیفہ ہے جیسے دل کو نسبت ہوتی ہے آدمی کے اعضاء کے ساتھ۔ اور خلافتِ خاصہ کے لوازم میں سے ہے عالم پر اس کی مدد کرنا ورنہ وہ فیضِ ربّانی کا ذریعہ نہ بنے گا اور وہ وعدہ (جو پیغمبرؐ سے کیا گیا تھا) اُس کے ہاتھ پر ظاہر نہیں ہوگا۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا الخ (۳۷: ۱۷۱ تا ۱۷۳) اور ہمارے خاص بندوں یعنی پیغمبروں کے لئے ہمارا یہ قول پہلے ہی سے مقرر ہو چکا ہے کہ بیشک وہی غالب کئے جائیں گے اور ہمارا ہی لشکر غالب رہتا ہے۔ اور خلافتِ خاصہ کے لوازم میں سے ہے اُس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا ظہور میں آنا هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ الخ (۶۱: ۹) وہ اللہ ایسا ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اُس (دین) کو تمام (بقیہ) دینوں پر غالب کردے گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں۔ اور خلافتِ خاصہ کے لوازم میں سے مسلمانوں میں باہمی اُلفت پیدا کرنا اور اُمت میں عدمِ اختلاف اور اپنے درمیان رحم کا برتاؤ کرنا اور کافروں کی سرکوبی اور روز بروز اُن پر شکست واقع ہونا تاکہ کلمہ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ متحقق ہو جائے۔ یہ ہے "خلافتِ خاصہ پیغمبرؐ" کہ "خلافت ورحمت" (کے الفاظ) سے جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ محققین کی ایک جماعت نے اپنے پیغمبر کی خلافت کے لئے ان بزرگوں کو اللہ عزوجل کے برگزیدہ کرنے کا نتیجہ سمجھا ہے۔ ابو عمر نے استیعاب میں عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے قلوب پر نظر ڈالی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کو تمام بندوں کے قلوب سے اچھا پایا تو اُن کو منتخب کیا اور اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث کیا۔ پھر بندوں کے قلوب پر نظر ڈالی تو اُن کے اصحاب کے قلوب کو تمام بندوں کے قلوب سے بہتر پایا تو ان کو اپنے نبیؐ کے وزراء بنایا جو اُس کے دین کی طرف سے قتال کرتے ہیں۔ اور ایک جماعت خیر کے افاضہ کرنے کا مطلب یہی سمجھی ہے کہ اس سے مراد ہے اتحاد فیما بین مسلمین اور جماعاتِ کفار کو درہم برہم کرنا۔ حاکم نے ابو وائل سے روایت کی ہے کہا کہ حضرت علیؓ سے کہا گیا کہ ہم پر کسی کو

Marfat.com

علینا قال ما استخلف رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاستخلف ولکن اِن یُرِدِ اللہُ بالنّاسِ خیراً فسیجمعہم بعدی علےٰ خیرہم واخرج ابو عمر فی الاستیعاب عن علیؓ قال خیرُ ہٰذہ الاُمّۃِ بعدَ نبیّہا ابو بکرٍ و عُمر ثم بیّن وجہَ الخیریّت فی حدیثٍ آخر قال استُخلِف ابو بکرٍ رحمۃُ اللہ علےٰ ابی بکرٍ فاقام واستقام ثم استُخلِفَ عُمر رحمۃ اللہ علےٰ عُمر فاقام واستقام حتےٰ ضربَ الدّینُ بِجِرانِہٖ و بعض محققین افضلیتِ شیخین رض از اجماعِ صحابہ دانستند بر استخلافِ شیخین رض قال سفیان الثوری مَن قال انّ علیًّا افضلُ مِن ابی بکرٍ فقد خطّأ المہاجرینَ و الانصارَ و لا اَرےٰ انّ عملہ یُقبلُ چون اصلِ حقیقتِ خلافتِ خاص معلوم شد ارتباطِ ہر استنباط بوصفے از آن اوصاف کہ داخل در حقیقتِ استخلاف است یا لازم اوست بادنےٰ تأمل می توان شناخت و تقریرِ این مسلک وقتی تمام شود کہ بیان سہ مقدمہ کنیم اوّل ملازمتِ خلافتِ خاص و افضلیّت بر رعیّتِ خویش ثانیہ ثبوتِ خلافتِ خاص این بزرگواران بنصّ کتاب و سُنّتِ سَنیّہ و اجماعِ اُمّت و معقول بوجہے کہ حقیقتِ خلافتِ خاص مبرہن گردد چون مقدمۂ ثانیہ سابقًا بطول و عرض مبیّن شدہ لاجرم اینجا نکتہائے چند اکتفا کنیم سوم بیان آنکہ خلافتِ خاص در ایّام حضرتِ مرتضیٰ رض منتظم نہ شد ہرچند حضرت مرتضیٰ رض متّصف بصفاتِ کمال بود کہ در خلافتِ خاص درکار است لیکن با وجود آن اوصاف

خلیفہ بنا دیجئے (یعنی اپنا ولی عہد قرار دیدیجئے) فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا کہ میں خلیفہ بناؤں لیکن اگر اللہ تعالےٰ نے لوگوں کے ساتھ خیر کا ارادہ کیا تو وہ لوگوں کو میرے بعد کسی ان میں کے بہتر شخص پر جمع کردے گا۔ اور ابو عمر نے استیعاب میں حضرت علیؓ کی روایت نقل کی ہے کہ اس اُمّت کے سب سے بہتر شخص اُس کے نبیؐ کے بعد ابو بکرؓ اور عمرؓ ہیں۔ پھر بہتر ہونے کی وجہ دوسری حدیث میں بیان کی فرمایا کہا کہ خلیفہ بنائے گئے ابو بکرؓ رحمت اللہ کی ابو بکرؓ پر انھوں نے (دین کو) قائم (یعنی مضبوط) کیا اور اس پر جمے رہے۔ پھر خلیفہ بنائے گئے عمرؓ رحمت اللہ کی عمرؓ پر انھوں نے (دین کو) قائم کیا یہاں تک کہ دین نے اپنی گردن زمین پر ٹیک دی (یعنی کامل جماؤ حاصل ہوگیا) اور بعض محققین نے شیخینؓ کی افضلیت کو اجماعِ صحابہؓ سے جانا جو شیخینؓ کے خلیفہ بنانے کے وقت منعقد ہوا تھا۔ سفیان ثوری کا قول ہے کہ جس نے یہ کہا کہ علیؓ افضل ہیں ابو بکرؓ سے اُس نے تمام مہاجرین و انصار کو خطا کار کہا۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ اُس کا کوئی عمل قبول کیا جائیگا۔ جب خلافت خاص کی اصل حقیقت معلوم ہوگئی تو ہر استنباط کا ربط کسی وصف کے ساتھ اُن اوصاف میں سے جو حقیقتِ استخلاف میں داخل ہیں یا استخلاف کو لازم ہیں ادنےٰ تأمل سے پہچانا جاسکتا ہے۔ اور اس مسلک کی تقریر اُس وقت پوری ہوگی کہ ہم تین مقدمات کو بیان کردیں۔ اوّل خلافتِ خاص اور اپنی رعیت پر (خلیفہ کی) افضلیت کا ایک دوسرے کو لازم ہونا دوم ان بزرگواروں کی خلافتِ خاص کا ثبوت کتاب اللہ اور سُنّت سنیّہ کی نص سے اور اجماعِ اُمّت سے ایسی معقول وجہ کے ساتھ کہ خلافتِ خاصہ کی حقیقت بھی واضح ہوجائے۔ اور چونکہ مقدمہ ثانیہ (کا مضمون) بسط و تفصیل کے ساتھ بیان ہوچکا ہے اِس لئے اس موقع پر ہم منتخب نکتوں پر اکتفا کریں گے سوم اِس امر کے بیان میں کہ حضرت مرتضےٰؓ کے ایّام میں خلافتِ خاص منتظم نہیں ہوئی۔ ہرچند کہ حضرت مرتضےٰؓ اُن صفاتِ کمال سے موصوف تھے جو کہ خلافتِ خاص کے لئے درکار ہیں لیکن اُن اوصاف کے باوجود

Marfat.com

درسابق ازل نصرت او منتظم نگشت و در خارج بروفق ہمان مقدر انتظام نیافت بسبب حکمت موزع برزمان واین مقدمہ ثالثہ ازین سبب ضرورت شد کہ از مہاجرین اولین ہیچ کس غیر مرتضےٰ بعد مشائخ ثلثہ مسمی بخلیفہ نشد تا بمزید بیان احتیاج افتد آنچہ محتاج بیان میشود عدم انتظام خلافت حضرت مرتضیٰ است۔

مقدمہ اولےٰ بیانِ ملازمت درمیان خلافت خاصہ افضلیت شخصی کہ باین خلافت کرمش ساختہ اند براہلِ زمان او پس این ملازمت گاہی تقریر کردہ میشود باعتبار سنۃ اللہ در وقت ارادہ رحمت خاص بہ نسبت اُمت کہ در حدیث شریف خلافت ورحمت اشارہ بآن است زیرا کہ حکیم مطلق در وقت ارادہ رحمت خاص تسلیط مفضول نمی فرماید وگاہی تقریر کردہ میشود باعتبار ظہور داعیہ در نفس شخص کہ غیر افضل اہل زمان این داعیہ را قبول نمی کند الطیّبات للطیّبین وگاہی تقریر کردہ میشود باعتبار تعین آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شخصے را برائے خلافت خاص خود کہ تعین شخصے برائے این امر عظیم از پیغامبر نمی آید مگر افضل اُمت را و گاہی تقریر کردہ می شود باعتبار اتفاق صحابہ بر شخصے خاص بوجہے کہ افضلیت اورا مبنائے اتفاق خود گردانند زیرا کہ اجماع صحابہ بلکہ مسلمین قاطبتہم نمی باشد الا بر آنچہ حق است نزدیک خدائی تعالےٰ

واین ہمہ وجوہ متوافق اند
یکے لازم دیگر است و یکے مبشر بدیگر[1]

عِبَارَاتُنَا شَتّٰی وَ حُسْنُکَ وَاحِدٌ
وَکُلٌّ اِلٰی ذَاکَ الْجَمَالِ یُشِیْرُ

ازل سابق میں اُن کی نصرت منتظم نہیں ہوئی تھی بسبب اُس خاص حکمت کے جو ہر زمانہ پر تقسیم کی گئی ہے اور وہ خارج میں اُسی مقدر کے موافق منتظم نہ ہو سکی۔ اور اس تیسرے مقدمہ کی اس سبب ضرورت ہوئی کہ مہاجرین اولین میں سے کوئی شخص بعد مشائخ ثلاثہؓ کے بجز حضرت مرتضےٰؓ کے "خلیفہ" کے ساتھ موسوم نہیں کیا گیا کہ کچھ زیادہ بیان کرنے کی ضرورت پڑے۔ جو بات محتاجِ بیان ہو رہی ہے وہ حضرت مرتضےٰؓ کی خلافت کا عدمِ انتظام ہے۔

پہلا مقدمہ۔ اُس ملازمہ[1] کے بیان میں جو خلافتِ خاصّہ اور اس شخص کی افضلیت کے درمیان ہے جس کو اُس کے اہلِ زمانہ میں سے (اللہ تعالےٰ نے) خلافت پر مکرّم کیا۔ تو اس ملازمہ کی کبھی تقریر کیجاتی ہے باعتبار سُنّت اللہ کے جو اُمّت پر رحمت کے خاص ارادے کے وقت جاری ہوتی ہے کہ حدیث شریف میں "خلافت ورحمت" اُسی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ حکیم مطلق ارادۂ رحمت خاص کے وقت (افضل کو چھوڑ کر) مفضول کو مسلّط نہیں فرماتا اور کبھی تقریر کیجاتی ہے کسی شخص کے نفس میں ایسے داعیہ کے ظہور سے کہ جو اہلِ زمانہ میں سے غیر افضل ہیں وہ اس داعیہ کو قبول نہیں کرتے الطیّبات للطیّبین (پاکیزہ یعنی عالی مقام لوگوں کے داعیے بھی عالی ہی ہوں گے) اور کبھی تقریر کیجاتی ہے کسی شخص کے متعلق اپنی خلافتِ خاص کے لئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعین کرنے کے اعتبار سے۔ کیونکہ اس امرِ عظیم کا تعین پیغمبرؐ سے صادر نہیں ہو سکتا مگر افضلِ اُمت کے لئے اور کبھی تقریر کی جاتی ہے صحابہؓ کے اتفاق کے اعتبار سے کسی خاص شخص پر اس وجہ کے ساتھ کہ اس کی افضلیت کو اپنے اتفاق کا مبنےٰ بنائیں۔ اس لئے کہ صحابہؓ کا اجماع بلکہ کُل مسلمانوں کا نہیں ہو سکتا مگر اُسی چیز پر جو خدا تعالےٰ کے نزدیک حق ہے اور یہ تمام وجوہ ایک دوسری کے ساتھ موافق اور ہر ایک دوسری کے لئے لازم ہے اور ہر ایک دوسری کے لئے مبشر ہے۔ عِبَارَاتُنَا شَتّٰی الخ (ترجمہ) ہماری عبارات مختلف ہیں اور تیرا حُسن ایک ہے اور ہر ایک (عبارت) اُسی جمال کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔

[1] ملازمہ کے معنے ہیں دو چیزوں میں باہم لزوم کا تعلق ہونا ۱۲ مترجم

Marfat.com

وجہ اوّل را از ملازمت حضرت مرتضٰی رض تقریر کردہ است اِن یُّرِدِ اللّٰہُ بالنَّاسِ خیراً فَیَجمَعُھُم علٰی خیرِھِم و وجہ ثانی را عبداللہ ابن مسعود ذکر نمودہ ثُمَّ اِنَّ اللّٰہَ نَظَرَ اِلٰی قُلُوبِ العِبَادِ فَوَجَدَ قُلُوبَ اَصحَابِہٖ خَیرَ قُلُوبِ العِبَادِ فَجَعَلَھُم وُزَرَاءَ نَبِیِّہٖ یُقَاتِلُونَ عَن دِینِہٖ و وجہ ثالث را ابوبکر صدیق رض و عبداللہ بن عباس رض بیان فرمودہ بحدیث مرفوع و مقتضائے نفس او و وجہ رابع را نیز عبداللہ بن مسعود رض تقریر کردہ است و سُفیان ثوری شرح و بیان آن نمودہ مَا رَآہُ المُسلِمُونَ حَسَناً فَھُوَ عِندَ اللّٰہِ حَسَنٌ و قَد رَأَی المُسلِمُونَ استِخلَافَ اَبِی بَکرٍ ثُمَّ قَالَ فِی استِخلَافِ عُمَرَ اَفرَسُ النَّاسِ ثَلٰثَۃٌ اِلٰی اَن قَالَ وَ اَبُوبَکرٍ حِینَ استَخلَفَ عُمَرَ وَ قَالَ سُفیَانُ الثَّورِی مَن فَضَّلَ عَلِیّاً عَلَی الشَّیخَینِ فَقَد اَخطَأَ المُھَاجِرِینَ وَ الاَنصَارَ و گاہی تقریر کردہ می شود بآنکہ در کتاب اللہ امر معروف و نہی منکر را تعلیق کردہ اند بتمکین فی الارض و مجموع تمکین این صفات حقیقت خلافت خاصہ است و جائی دیگر می فرماید کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ اُخرِجَت لِلنَّاسِ پس خیریت لازم امر بمعروف و نہی از منکر ساختہ شد و امر بمعروف و نہی از منکر داخل خلافت خاصہ است پس افضلیت از خواص خلیفہ خاص باشد و گاہی تقریر کردہ می شود بآنکہ تسلیط خلیفہ فی حکم اللہ و شریعت

ملازمہ کی پہلی صورت کی حضرت مرتضٰی رض نے تقریر فرمائی اِن یُّرِدِ اللّٰہُ بالنَّاسِ الخ اگر اللہ تعالٰی نے لوگوں کے ساتھ خیر کا ارادہ کیا تو وہ لوگوں کو اُن میں کے بہترین شخص پر جمع کر دے گا؛ اور دوسری صورت کو عبداللہ بن مسعود رض نے ذکر کیا ثُمَّ اِنَّ اللّٰہَ نَظَرَ الخ یعنی پھر اللہ تعالٰی نے نظر ڈالی بندوں کے قلوب پر تو اُس نے اصحابِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قلوب کو تمام بندوں کے قلوب سے بہتر پایا تو اُن کو اپنے نبی ؐ کے وُزراء بنایا جو اُس کے دین کی طرف سے قتال کرتے ہیں۔ اور تیسری صورت کو ابوبکر صدیق رض اور عبداللہ بن عباس رض نے[1] بیان فرمایا حدیث مرفوع اور اس کے مُقتضائے نفس کے ساتھ۔ اور چوتھی صورت کی بھی عبداللہ بن مسعود رض نے تقریر کی ہے اور سُفیان ثوری رح نے اُس کی تشریح و توضیح کی ہے مَا رَآہُ المُسلِمُونَ الخ جس کو مُسلمان حَسَن سمجھیں تو وہ اللہ کے نزدیک حَسَن ہے اور سب مسلمانوں نے اچھا سمجھا ابوبکر رض کے خلیفہ بنانے کو۔ پھر اُنھوں نے عمر رض کے استخلاف کے متعلق کہا اور سب سے بڑے اہلِ فراست تین ہیں، یہاں تک کہ آگے کہا، اور ابوبکر رض جب اُنھوں نے عمر رض کو خلیفہ قرار دیا۔ اور سفیان ثوری رح نے فرمایا کہ جس نے علی رض کو فضیلت دی شیخین رض پر اُس نے سب مہاجرین و انصار کو خطاکار ٹھہرایا۔ اور کبھی تقریر کیجاتی ہے اِس طرح کہ کتاب میں امر بالمعروف اور نہی از منکر (نیک کام کا امر کرنے اور برے کام سے روکنے) کو مُعلق کیا تمکین فی الارض کے ساتھ اور مجموعہ تمکین اور ان صفات کا حقیقت ہے خلافت خاصہ کی؛ اور دوسری جگہ فرماتے ہیں کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ اُخرِجَت لِلنَّاسِ الخ (جتنی اُمتیں نکالی گئی ہیں تم اُن میں سب سے اچھی اُمت ہو الخ) پھر خیریت (یعنی افضلیت) کو امر بمعروف اور نہی از منکر کا لازم قرار دیا اور امر بمعروف اور نہی از منکر خلافتِ خاصہ میں داخل ہیں لہٰذا افضلیت خلیفۂ خاص کے خواص میں سے ہوتی۔ اور کبھی اس طرح تقریر کی جاتی ہے کہ اللہ تعالٰی کے حکم اور شریعت کے اجراء میں خلیفہ کو مُسلط کرنا

[1] حضرت ابوبکر رض نے عمر رض کے استخلاف کے وقت فرمایا تھا کہ میں خدا سے عرض کروں گا کہ میں نے آپ کے سب سے اچھے بندے کو خلیفہ بنایا۔ یہ روایت پہلے گزر چکی ہے اور بذیل تقریر وجہ ثالث آگے آنیوالی ہے عبداللہ بن عباس رض کی روایت بھی اسی کے ذیل میں مذکور ہوگی ۱۲ مترجم

Marfat.com

ووجوبِ انقیاد قوم مراورا در آن امور کہ منسوب بخلافتِ اوست نوعی از افضلیت است این نوع افضلیت لازم خلافتِ خاصہ است والیہ الاشارۃ فی قولہ تعالیٰ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ وگاہی تقریر کردہ می شود اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ آمَنُوا الآیۃ کہ باسباق وسیاق خود اشارہ است بآنکہ ولایتِ مسلمین سزاوار نیست اِلّا قومی را کہ یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ الیٰ آخر ما قال صفتِ ایشان باشد۔

چون اصلِ ملازمت بوجوہ شتیٰ تقریر کردیم حالا باک نیست کہ مفصل تر بنگاریم۔

تقریرِ وجہ اوّل خدای تعالیٰ باستخلافِ مشائخ ثلاثہ رض ارادہ کردہ است تمکینِ دینِ مرتضیٰ و رحمت باُمتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ودفع کفار واقامتِ ارکانِ اسلام وشیوعِ امرِ معروف ونہی منکر واین معنی مستلزم خلیفہ ساختنِ افضلِ اُمت است واحقِ ایشان بخلافت واقومِ ایشان بحقوقِ او زیراکہ اگر احق را خلیفہ کنند لابُد تمکینِ دین ورحمتِ اُمت وسائر معانی مذکورہ زیادہ تر ظاہر گردد ونزدیک ارادۂ تمکینِ دینِ مرتضیٰ کہ مشعر است بکمالِ او وشیوعِ او علی الوجہ الابلغ استخلافِ غیرِ احق سفہ باشد وخدائے تعالیٰ حکیم است وافعالِ او متقن است غیر متہافت وخدائے تعالیٰ ارادہ کردہ است دفعِ دینِ مرتدین بقومے کہ صفتِ ایشان این است یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ الآیۃ

اور اُن اُمور میں جو اُس کی خلافت کی طرف منسوب ہیں قوم پر اُسکی فرمانبرداری کا وجوب افضلیت کی ایک نوع ہے اور یہ نوعِ افضلیت خلافتِ خاصہ کو لازم ہے۔ اور حق تعالےٰ کے اُس ارشاد میں اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ الخ (۴۸:۱۶) عنقریب تم لوگ ایسے لوگوں (سے لڑنے) کی طرف بلائے جاؤ گے جو سخت لڑنے والے ہوں گے۔ اور کبھی تقریر کیجاتی ہے اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ الخ (۵:۵۵) تمہارے دوست تو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول اور ایماندار لوگ ہیں۔ یہ آیت اپنے سباق اور سیاق کے ساتھ اشارہ ہے اس طرف کہ ولایتِ مسلمین کسی کو سزاوار نہیں بجز اس قوم کے جن کی یہ صفت ہو یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ الخ (۵:۵۴) جن سے اللہ تعالےٰ کو محبت ہوگی اور ان کو اللہ تعالےٰ سے محبت ہوگی، آخر تک۔

جب ہم نے اصل ملازمہ کی مختلف وجُوہ کے ساتھ تقریر کردی اب کوئی حرج نہیں ہے کہ زیادہ مفصل لکھدیں۔ **تقریرِ وجہ اوّل** خُدا تعالےٰ نے مشائخ ثلاثہ رض (صدیقِ اکبر اور فاروقِ اعظم وذی النورین رضی اللہ عنہم) کے استخلاف سے ارادہ کیا ہے دینِ برگزیدہ کی تمکین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے ساتھ رحمت کا اور کفار کو دفع کرنے اور ارکانِ اسلام کو قائم کرنے اور نیک کاموں کا امر کرنے اور بُرے کاموں سے روکنے کا اور یہ معنے مستلزم ہیں اِس امر کے لئے کہ افضلِ امّت کو خلیفہ بنایا جائے اور وہ ایسا ہو کہ سب سے زیادہ خلافت کا مستحق اور سب سے زیادہ اُس کے حقوق کو قائم رکھنے والا ہو۔ کیونکہ اگر احق کو خلیفہ بنایا جائے گا تو ضروری ہے کہ تمکینِ دین یعنی دین کا جماؤ اور رحمتِ اُمت اور تمام معانی مذکورہ زیادہ تر ظاہر ہوں گے اور دینِ برگزیدہ ومقبول کی تمکین کے ارادے کی صورت میں جو کہ اس کے کمال اور پُورے طور پر اشاعت پذیر کئے جانے پر دلالت کرتا ہے کسی غیر احق کو خلیفہ بنا دینا نادانی ہوگی اور خدا تعالےٰ حکیم ہے اور اس کے افعال پختہ ومضبوط ہیں (صُنْعَ اللّٰہِ الَّذِیْٓ اَتْقَنَ کُلَّ شَیْءٍ) بغیر اس کے کہ ان میں کوئی گراوٹ ہو اور خدا تعالےٰ نے ارادہ کیا مُرتدین کے دین کو شکست دینے کا ایسی قوم کے ذریعہ سے جن کی صفت ہے یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ الخ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے

Marfat.com

نہ مطلق دفع و ارادہ کردہ است کبتِ ملل کفر و استخلاص بلاد شام از دست کافران بسعی صالحان نہ بسعی غیر ایشان و در حدیث شریف آمدہ است استقامتکم ما استقامت ائمتکم چون استقامت امت مراد باشد لازم آمد استقامت ائمہ و آن نمی باشد مگر بتسلیط احق بالخلافۃ و آنکہ گفتیم کہ نزدیک ارادۂ تمکین و رحمت چنین می باشد از آن جہت گفتیم کہ اگر ارادۂ اضلال قوم باشد استخلاف جابر و کافر مناسب است چنانکہ در زمان جاہلیت واقع شد قال اللہ تعالے وَإِذَآ أَرَدْنَآ أَن نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا ای کثرناہم وجعلناہم الولاۃ قالہ ابن مسعود و در زمانِ ارادۂ ہدایت من وجہ و اضلال من وجہ استخلافِ مفضول جائز است قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثم یکون ملک عضوض۔

تقریر وجہ ثانی خدائے تعالے میفرماید اَللّٰهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ و عقل مضطر میگردد بجزم آنکہ الہام علوم حقہ و نزول دواعی کلیہ نمی باشد اِلّا بر نفسِ قدسیہ و ہرچند نفس پاک تر نزولِ دواعیِ الٰہیہ بروے عظیم تر و اگر نزولِ الہام نباشد و مانند سنگ و چوب تحریک کند از قبیل اِنَّ اللّٰہَ یؤید ہذا الدّین بالرجل الفاجر خواہد بود و این معنے از خلافت خاصہ بمراحل بعید است

تقریر وجہ ثالث اخرج الحاکم عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

محبت کرتے ہیں) مطلق شکست کا نہیں (بلکہ مخصوص قوم کے ہاتھوں سے شکست دینے کا) اور ارادہ کیا ہے کفر کی ملتوں کی سرکوبی کا اور شام کے شہروں کو کافروں کے قبضہ سے رہائی دلانے کا صالحین کی سعی سے غیر صالحین کی سعی سے نہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے استقامتکم ما استقامت ائمتکم (امت کا حال اس وقت تک ٹھیک رہیگا جب تک ائمہ کا حال ٹھیک رہیگا) جب کہ استقامت امت مراد ٹھہری تو ائمہ کی استقامت لازم آگئی۔ اور وہ وجود میں نہیں آتی مگر احق بالخلافت کے تسلط سے۔ اور یہ جو ہم نے کہا ہے کہ دین کی تمکین اور رحمت کے ارادے کے وقت ایسا ہوتا ہے یہ ہم نے اس لئے کہا کہ اگر کسی قوم کو گمراہ کرنے کا ارادہ ہوگا تو جابر اور کافر کا استخلاف (یعنی حاکم بنانا مناسب ہوگا۔ جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں واقع ہوا اللہ تعالے نے فرمایا وَإِذَآ أَرَدْنَآ أَن نُّهْلِكَ (۱۷:۱۶) اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اس کے خوش عیش لوگوں کو امر کرتے ہیں۔ تو وہ اس میں شرارتیں کرتے ہیں ؛ (امر کرتے ہیں) یعنی ان کی کثرت کر دیتے ہیں اور ان کو حاکم بنا دیتے ہیں۔ یہ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اور ایسے زمانہ میں جب کہ من وجہٍ ہدایت کا ارادہ ہو اور من وجہٍ گمراہ کرنے کا تو مفضول کا استخلاف جائز ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر مار کاٹ کی بادشاہت ہوجائیگی۔

تقریر وجہ ثانی خدا تعالے فرماتا ہے اَللّٰهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ (اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کہاں اپنی رسالت کو بھیجتا ہے) اور عقل مضطر ہوجاتی ہے اس امر کے یقین پر کہ علوم حقہ کا الہام اور دواعی کلیہ کا نزول نہیں ہوتا مگر نفس قدسیہ پر اور جس قدر بھی نفس پاکیزہ تر ہوگا دواعیہ الٰہیہ کا نزول اس پر اتنا ہی عظیم تر ہوگا اور اگر نزول الہام نہ ہو اور وہ پتھر اور لکڑی کی مانند تحریک کرے تو یہ بات اِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ کی قسم میں سے ہوگی (یعنے اللہ تعالے اپنے دین کی تائید ایسے شخص سے بھی کرا لیتا ہے جو بدکار ہو) اور یہ معنے خلافتِ خاصہ سے کوسوں دور ہیں۔

تقریر وجہ ثالث حاکم نے روایت کیا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے

Marfat.com

قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من استعمل رجلا
من عصابۃ وفی تلک العصابۃ من ہو ارضی للہ منہ فقد
خان اللہ وخان رسولہ وخان المسلمین این است
حکم امراءِ سرایا وبعوث پس حال خلیفہ مطلق کہ زمام اختیار
جمہور بدست او افتد ودر جمیع امور چہ دینیہ وچہ دنیویہ
تصرف او نافذ باشد چہ خواہد بود پس چون ثابت شد کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق را تصریحاً تارۃً
وتلویحاً اخری خلیفہ خود ساختند لازم شد کہ وی افضل
امت باشد وہمچنین حضرت صدیق رضی اللہ عنہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
را خلیفہ خود ساخت وی افضل امت باشد در آن زمان۔

سوال اگر گوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اسامۃ بن زید را بر مہاجرین اولین خلیفہ ساختند
گوئیم وی ثارِ پدر خود میخواست در ثارِ پدرِ وے
متفرد بود ہمچنین ہر جا استخلاف مفضول واقع
شدہ بنا بر وجہے بودہ است خاص بآن شخص اما
استخلاف مطلق کہ بنا بر خالص اعلاءِ کلمۃ اللہ
باشد غیر افضل را سزاوار نیست کیفیت واستقراءِ
سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در مجاری
احوال دلالت می کند بر آنکہ تقدیم شخصے
باستخلاف نباشد الا از جہت رجحان او بر
سائر ناس در دین چنانکہ حضرت مرتضے رضی اللہ عنہ فرمود
وکان قریبہم عندہ علے حسب الدین او کما قال
اخرجہ الترمذی فی الشمائل وقال رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کبرہ
کبرہ اے قدم الاکبر وخلافت
نبوت ریاست عامہ است در دین
ودنیا ظاہراً

کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے عامل (یعنی حاکم) بنایا جماعت میں سے کسی شخص کو اور اس جماعت میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ بہتر ہے تو اس نے اللہ کی خیانت کی اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی خیانت کی اور مسلمانوں کی خیانت کی" یہ حکم ہے سریوں[1] اور لشکروں کا تو حال خلیفہ مطلق کا کیا ہوگا جس کے ہاتھ میں جمہور مسلمین کی زمامِ اختیار پڑتی ہے اور تمام امور میں کیا دینی اور کیا دنیوی اسی کا تصرف چلتا ہے۔ تو جب یہ ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کبھی تصریحاً اور کبھی اشارۃً اپنا خلیفہ بنایا تو لازم آیا کہ وہ افضل امت ہوں اور اسی طرح حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنایا تو وہ بھی اپنے زمانہ میں افضل امت ہوئے۔

سوال اگر تم کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ رضی اللہ عنہ ابن زید کو مہاجرین اولین پر خلیفہ بنایا تھا تو ہم کہتے ہیں کہ اسامہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ[2] کے خون کا بدلہ لینا چاہتے تھے۔ وہ اپنے باپ کے خون کے معاملہ میں متفرد تھے۔ اس طرح جس جگہ بھی مفضول کا استخلاف واقع ہوا ہے کسی خاص وجہ کی بناء پر ہوا ہے جو خاص ہے اس شخص کے ساتھ۔ رہا استخلافِ مطلق جو خاص اعلاء کلمۃ اللہ کی بناء پر ہوگا غیر افضل کو سزاوار نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ جو عام حالات میں ہمیشہ معمول رہی ہے اس پر تفصیلی نظر ڈالنے سے جو کیفیت واضح ہوتی ہے وہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ کسی شخص کو استخلاف کے لئے آگے بڑھانا کبھی واقع نہیں ہوا مگر صرف اس بناء پر کہ بہ نسبت دوسرے لوگوں کے یہ شخص دین پر زیادہ رجحان رکھتا ہو۔ جیسا کہ حضرت مرتضے رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وکان قریبہم الخ یعنی مجلس میں سب سے زیادہ آپ کے قریب وہ ہوتا تھا جو دین کے اعتبار سے افضل ہوتا تھا، او کما قال اس کو ترمذی نے شمائل میں ذکر کیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبرہ کبرہ یعنی بڑے کو آگے کرو اور خلافتِ نبوت تو ایک ریاستِ عامہ ہے دین اور دنیا میں ظاہراً بھی

[1] سریۃ فوج کی ایک ٹکڑی کو کہتے ہیں جس کی تعداد چار سو تک ہو ۱۲ مترجم [2] ان کے باپ زید بن حارثہ غزوۂ موتہ میں جب یہ لشکر کے امیر تھے شہید کر دیے گئے تھے جب کہ ان کی عمر پچپن سال کی تھی اس میں اختلاف ہے ۱۲ مترجم

Marfat.com

وباطناً ۔ لہٰذا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تلویح استخلاف فرمود بتقدیم در صلوٰۃ زیراکہ صلوٰۃ بہترین عبادات است و قد بیّنہ المرتضے رضی اللہ عنہ کما مرّ و معنیٔ ریاست تبلیغ مرؤسین است بدرجۂ کمال و مکمل قوم بہتر است از رعیّتِ خود کہ مکملین اند بخلاف ملک عضوض کہ ریاست است ظاہراً فقط اگر این چنین نباشد فرقی پیدا نشود در خلافتِ نبوّت و غیرآن و خلافتِ نبوّت بسی سال موقوف نباشد و بخلفائی اربعہ مخصوص نگردد و حکیم مشفق ناصح خلیفہ نمی گرداند در حلقۂ خود مگر افضلِ جماعت را و شبیہ ایشان را بخود و اگر این چنین نبود آن ناصح نباشد یا حکیم نہ باشد پس خلیفہ گردانیدنِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہ ناصح ترین خلق و اعلم خلق است باللہ کما قال اللہ تعالیٰ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وقال حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ و قال رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اَنَا اَعْلَمُکُمْ بِاللہِ و اَخْشَاکُمْ صدیقِ اکبر را اوّل دلیل است بر آنکہ آنجناب افضلِ مسلمین بود و اشبہ ایشان بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واگر جمعی در استحقاقِ خلافت مستوی الاقدام بودند یَاْبَی اللہُ والمسلمونَ چہ معنی میداشت و اباکردنِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از امامتِ غیری باکد وجہ چرا می بود و در بعض احادیث رجحان در وزن باین ترتیب ظاہر شد و آن نہ باعتبار کثرت فتوح است زیراکہ باعتبار کثرت فتوح درباب ابوبکر صدیق رض

اور باطناً بھی اور اسی بناء پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استخلاف کی طرف اشارہ فرمایا (حضرت صدیق رض کو) نماز میں آگے بڑھایا کیونکہ نماز بہترین عبادات میں سے ہے اور حضرت مرتضے رض نے اس کی وضاحت کی ہے جیسا کہ گزر چکا اور ریاست کے معنے ہیں مرؤسین کو (یعنی رعایا کو جو محکوم ہیں) درجہ کمال پر پہنچانا اور مکمل قوم بہتر ہے اپنی رعیّت سے جو مکملین ہیں بخلاف مارکاٹ والی حکومت کے کہ ریاست فقط ظاہراً ہوتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو خلافتِ نبوّت میں اور اس کی غیر میں کوئی فرق ہی نہ رہے گا اور خلافت نبوّت تیس سال پر موقوف نہ رہیگی اور نہ خلفاءِ اربع کے ساتھ مخصوص رہیگی۔ اور کوئی دانشمند جو (اپنی جماعت پر) مہربان اور ان کا خیر خواہ ہو اپنے حلقہ میں سے بجز ایسے شخص کے کسی کو خلیفہ نہیں بنائیگا جو جماعت میں سب سے افضل ہو اور ان میں سے اس کو اپنے سے مشابہ پائے اور اگر ایسا نہ ہو تو وہ شخص یا تو جماعت کا خیر خواہ نہ ہوگا یا دانشمند نہ ہوگا تو صدیقِ اکبر رض کو خلیفہ قرار دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو کہ خلق کے سب سے زیادہ خیر خواہ تھے اور خلق میں کے سب سے زیادہ اللہ کو جاننے والے تھے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ الخ (۶:۳۳) نبی مؤمنوں کے ساتھ خود اُن کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھنے والے ہیں؛ اور فرمایا حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ الخ (۹:۱۲۸) جو تمھاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں؛ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم میں سب سے زیادہ اللہ کو پہچاننے والا اور اس سے ڈرنیوالا ہوں۔ بڑی مضبوط دلیل ہے اس بات پر کہ آنجناب رض افضل المسلمین تھے اور سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھے۔ اور اگر استحقاق خلافت میں ایک جماعت برابر کے مرتبہ کی تھی تو یَاْبَی اللہُ وَالْمُسْلِمُوْنَ کا (یعنی اللہ تعالےٰ اور مسلمان غیر ابوبکر رض کا انکار کرتے ہیں) کیا مطلب تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرے کی امامت سے بہت مؤکد صورت کے ساتھ انکار کیوں ہوا تھا۔ اور بعض احادیث میں وزن کا اسی ترتیب کے ساتھ جھکاؤ ظاہر ہوا۔ اور وہ (فضلیت) باعتبار کثرت فتوح کے نہیں ہے۔ کیونکہ کثرت فتوح کے اعتبار سے (قلیب والے رؤیا کی حدیث میں) حضرت ابوبکر

Marfat.com

آمده وفی نزعه ضعف پس این ترتیب نباشد الا از جهت افضلیت نزدیک خدای تعالیٰ۔

تقریر وجہ رابع فقہائے صحابہ مثل عمر فاروق و علی مرتضیٰ و ابن مسعود رضی اللہ عنہم استنباط کردند از استخلاف افضلیت ایشان را کما قالوا احق بہا پس ایشان کہ ائمہ امت اند در وجوہ استنباط و فہم معانی شرائع استنباط نمی کردند تا آنکہ ملازمت قویہ متحقق نمی بود قال عمر ایکم تطیب نفسہ ان یتقدم علی ابابکر و قد رویناه من قبل وقال علی والزبیر ما غضبنا الا انا قد اخرنا عن المشاورۃ و انا نرى ابابکر احق الناس بہا بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انہ لصاحب الغار ثانی اثنین و انا لنعلم بشرفہ و کبرہ و لقد امرہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بالصلوٰۃ للناس وھو حی رواہ الحاکم وقال ابن مسعود اجعلوا امامکم خیرکم فان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جعل امامنا خیرنا بعدہ رواہ ابوعمر فی الاستیعاب و اگر استقراء کردہ شود در عین عقد استخلاف ذکر افضلیت بمیان آمدہ عمر فاروق رض احق بہذا الامر گفتہ و صدیق رض در استخلاف فاروق رض گفتہ است اباللہ تخوفونی اقول استخلفت علیہم خیر خلقک و چون امر بشوریٰ بسوئے عبد الرحمٰن بن عوف راجع شد گفت واللہ علی ان لا آلو عن افضلہم

صدیق رض کے بارے میں آیا ہے کہ وفی نزعہ ضعف (یعنی ان کے ڈول کھینچنے میں کمزوری تھی) تو یہ ترتیب نہیں ہو سکتی مگر افضلیت عند اللہ کی بنا پر۔

تقریر وجہ رابع فقہائے صحابہ نے مثل عمر فاروق اور علی مرتضیٰ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم کے استخلاف سے افضلیت کا استنباط کیا چنانچہ یہ سب احق بہا کہتے ہے تو یہ حضرات جو کہ وجوہ استنباط اور معانی شرائع کے سمجھنے میں ائمہ امت ہیں وہ (استخلاف سے افضلیت کا) استنباط نہ کرتے اگر (استخلاف اور افضلیت میں) باہمی لزوم متحقق نہ ہوتا۔ حضرت عمر رض نے فرمایا کہ تم میں کون ایسا شخص ہے جس کا نفس اس سے خوش ہو کہ وہ ابوبکر رض سے آگے بڑھ کر کھڑا ہو۔ اور اس روایت کو اس سے پہلے ہم بیان کر چکے ہیں۔ اور علی رض اور زبیر رض نے یہ کہا کہ ہم ناراض صرف اس وجہ سے ہوئے کہ ہم کو مشورہ کرنے میں موخر (یعنی نظر انداز) کر دیا گیا اور ہم جانتے ہیں کہ بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر رض سب سے زیادہ خلافت کے حقدار ہیں بیشک وہ صاحب غار ہیں، ثانی اثنین ہیں اور ہم یقیناً جانتے ہیں ان کی بزرگی اور بڑائی کو اور بیشک ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھانے کا اس وقت حکم دیا تھا جب کہ آپ زندہ تھے، اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور ابن مسعود رض نے فرمایا کہ تم اپنا امام ایسے شخص کو بناؤ جو تم میں سب سے بہتر ہو، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم پر ایسے شخص کو امام بنایا تھا جو آپ کے بعد ہم میں سب سے بہتر تھا۔ اس کو روایت کیا ابوعمر نے استیعاب میں۔ اور اگر استقراء کیا جائے تو (واضح ہو جائیگا کہ) عین عقد استخلاف کے موقع پر افضلیت کا ذکر درمیان میں آیا عمر فاروق رض نے (حضرت صدیق رض کو) احق بہذا الامر (یعنی اس امر کے سب سے زیادہ حقدار) کہا۔ اور صدیق رض نے فاروق رض کے استخلاف کے موقع پر فرمایا تھا کہ کیا تم مجھے اللہ سے ڈراتے ہو۔ میں کہوں گا کہ میں نے ان پر ایسے شخص کو خلیفہ بنایا جو آپ کی مخلوق میں سب سے بہتر ہے۔ اور جب شوریٰ کا معاملہ عبد الرحمٰن رض بن عوف کی طرف راجع ہوا تو انہوں نے یہ کہا کہ بخدا مجھ پر ضروری ہے کہ میں جو ان میں افضل ہو اس سے کوتاہی کروں

Marfat.com

ثم بایع عثمان ہیچگاہ استخلاف از اعتقادِ افضلیت جدا نبودہ است۔

تقریر وجہ خامس قال اللہ تعالیٰ فی للمہاجرین الاولین اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ الآیۃ پس ثابت شد کہ اگر تمکین شخصے از مہاجرینِ اوّلین واقع شود لابد حقیقت خلافت عبارت از انضمام تمکین باوصافِ اربعہ مذکورہ خواہد بود و جائے دیگری فرماید کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ الآیۃ واین آیت را دو تاویل است یکی آنکہ خطاب بفضلای اُمت است نہ بجمیع اُمت یعنی فضلائے اُمت شما بہترین اُمتی ہستید کہ برآوردہ شدہ برائے مردمان واین تاویل اشبہ است بآیت دیگر وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ والقرآن نزل متشابہا مثانی یشبہ بعضہ بعضاً دوم آنکہ مہاجرین اوّلین اند یعنی این اُمت کہ از مہاجرینِ اوّلین اند بہترین اند از جمیع اُمتہا کہ برائی ناس برآوردہ شدہ اند وحینئذٍ بمفہوم موافق فہمیدہ میشود کہ ہر کہ ازین جماعت بمزید امر معروف ونہی منکر ودعا الی الخیر متصف باشد افضل است از مادونِ خود بہر تقدیر لازم دعائے ناس بخیر وامر معروف ونہی منکر آمد واین داخل است در حقیقتِ خلافتِ خاصّہ وجزء اوست پس افضلیت لازم خلافتِ خاصّہ آمد۔

تقریر وجہ سادس قال اللہ تعالیٰ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ الآیۃ ازینجا معلوم شد کہ

پھر عثمانؓ سے بیعت کرلی۔ کسی زمانہ میں بھی افضلیت کے اعتقاد سے استخلاف جدا نہیں ہوا۔

تقریر وجہ خامس اللہ تعالیٰ نے مہاجرینِ اوّلین کے بارے میں فرمایا اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ الخ (۲۲: ۴۱) یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم اُن کو دنیا میں حکومت دیدیں تو یہ لوگ نماز کی پابندی کریں الخ اِس سے ثابت ہے کہ اگر مہاجرین اوّلین میں سے کسی شخص کی تمکین واقع ہو تو لازمی طور پر حقیقتِ خلافت نام ہوگا ہر چہار اوصاف مذکورہ کے ساتھ تمکین کے منضم ہونے کا۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ الخ (۳: ۱۱۰) تم لوگ اچھی جماعت ہو جو کہ لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی ہے تم لوگ نیک کاموں کا حکم دیتے ہو اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہو الخ۔ اور اس آیت کی دو تاویلیں ہیں ایک یہ کہ یہ خطاب فضلاءِ اُمت سے ہے تمام اُمت سے نہیں۔ یعنی اے فضلائے اُمت تم بہترین اُمتی ہو جو لوگوں کے لئے نکالے گئے ہو۔ اور یہ تاویل ملتی جلتی ہے اس دوسری آیت سے وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ الخ (۳: ۱۰۴) اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضروری ہے کہ خیر کی طرف بلایا کریں اور نیک کام کرنے کو کہا کریں اور بُرے کاموں سے روکا کریں اور ایسے لوگ پورے کامیاب ہوں گے؛ اور قرآن نازل ہوا ہے متشابہ اور مثانی (یعنے باہم ملتی جلتی بار بار دہرائی گئی) اُس کا بعض بعض کے مشابہ ہے۔ دوسری تاویل یہ ہے کہ (مخاطب) مہاجرین اوّلین ہیں۔ یعنی یہ اُمت جو کہ مہاجرین اوّلین میں سے ہیں بہترین ہیں تمام اُمتوں سے جو لوگوں کے لئے نکالی گئی ہیں۔ اور اس صورت میں مفہوم موافق سے یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ اس جماعت میں سے جو کہ مزید امرِ معروف نہی منکر و دعوت الی الخیر سے متصف ہوگا وہ افضل ہے دوسروں سے۔ بہر صورت خیر کی طرف دعوت اور امرِ معروف اور نہی منکر لازم ہے اور یہ خلافتِ خاصّہ کی حقیقت میں داخل اور اُس کا جزو ہے تو افضلیت خلافت خاصّہ کے لئے لازم آگئی۔

تقریر وجہ سادس اللہ تعالیٰ نے فرمایا سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ الخ (۴۸: ۱۶) عنقریب تم لوگ ایسے لوگوں سے (لڑنے) کی طرف بلائے جاؤ گے جو سخت لڑنے والے ہوں گے الخ؛ یہاں سے معلوم ہوا کہ

Marfat.com

حکم خلیفۂ خاص نافذ است بر قوم زیراکہ وے نائب پیغامبر است و خلیفۂ خاص را فی حکم اللہ والشریعۃ تسلیط است بر رعیت خود و این نوع افضلیت او را ثابت است بر رعیت اگر کسے صفتِ انصاف دانستہ باشد یقین می داند کہ نبی گردانیدن شخصے را دلالت می کند بر افضلیت او بہ نسبتِ قوم مبعوث الیہم ہمچنین استخلافِ شخصے بخلافتِ خاصہ دلالت می نماید بر افضلیتِ او بر رعیت و او جامع ارادۂ انتظام است باکمل وجوہ بلکہ مردم اربابِ دل میدانند کہ ارادۂ اصلاحِ عالم بر دستِ شخصے و ایجابِ انقیادِ او بر قوم عین افضلیتِ اوست و سخن ما در ہمان فضیلت است کہ بمعنے تشبیہ بہ پیغامبر از جہت پیغامبری باشد نہ وجوہ دیگر از افضلیت۔

تقریر وجہ سابع آنست کہ خدای تعالے در آیت یا ایہا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ الآیۃ اشارہ فرمودہ است بآنکہ متولی دفع فتنۂ ارتداد نخواہد بود الا جمعے کہ یحبہم و یحبونہ اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین یجاہدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم صفت ایشان باشد و این خاص بالجماعت است کہ فتنۂ ارتداد از دستِ ایشان مندفع گردد بعد از آن فرمود انما ولیکم اللہ و رسولہ و این عام است یعنی ہمچنین ولایتِ مسلمین خاص است باافاضل امت پس افضلیت لازم خلافت خاصہ گشت واللہ اعلم۔

مقدمۂ ثانیہ خدای عزوجل فرمودہ است وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصلحت

خلیفۂ خاص کا حکم نافذ ہے قوم پر کیونکہ وہ نائب پیغمبر ہے اور خلیفۂ خاص کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تسلط دیا جاتا ہے اپنی رعیت پر اور رعیت پر افضلیت کی یہ نوع اُن کے لئے ثابت ہے۔ اگر کسی شخص میں انصاف ہوگا تو وہ جان لیگا اور یقین کرے گا کہ جس طرح کسی شخص کو نبی بنانا اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اس تمام قوم سے افضل ہے جن کی طرف وہ مبعوث ہوا ہے، اسی طرح خلافتِ خاصہ کے ساتھ کسی کو خلیفہ بنانا اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اپنی رعیت پر افضل ہے اور انتظام (عالم) کے ارادۂ (الٰہی) کا جامع ہے اکمل وجوہ کے ساتھ۔ بلکہ صاحب دل لوگ جانتے ہیں کہ کسی شخص کے ہاتھ سے عالم کی اصلاح کرنے کا ارادہ اور قوم پر اُس کی فرمانبرداری کرنے کا وجوب ہی اُس کی عین افضلیت ہے۔ اور ہماری گفتگو اُسی افضلیت میں ہے جو پیغمبر کے ساتھ تشبہ کے معنے میں ہے اُس کی پیغمبری کی جہت سے، افضلیت کی دوسری وجوہ میں نہیں۔

تقریر وجہ سابع یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یا ایہا الذین امنوا من یرتد الخ (۵: ۵۴) اے ایمان والو جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جاوے، آخر تک۔ اشارہ فرمایا ہے اِس طرف کہ فتنۂ ارتداد کے دفع کرنے کی متولی صرف وہی جماعت ہوگی جن کی صفت یہ ہوگی کہ یحبہم و یحبونہ الخ (۵: ۵۴) جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہوگی اور ان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی، مہربان ہوں گے وہ مسلمانوں پر، تیز ہوں گے کافروں پر، جہاد کرتے ہوں گے اللہ کی راہ میں اور وہ لوگ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے؛ اور یہ اُس جماعت کے ساتھ خاص ہے کہ جس کے ہاتھ سے فتنۂ ارتداد دفع ہوگا۔ اس کے بعد فرمایا انما ولیکم (۵: ۵۵) تمہارے دوست تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ؐ اور ایماندار لوگ ہیں؛ اور یہ عام ہے یعنی اسی طرح ولایتِ مسلمین خاص ہے افاضل اُمت کے ساتھ۔ تو افضلیت خلافت خاصہ کو لازم ہوگئی۔

دوسرا مقدمہ۔ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصلحت (۲۴: ۵۵) تم میں سے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے اُن سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے

Marfat.com

الیٰ ان قال وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ و مصداق این آیت مشائخ ثلاثہ آمدہ اند پس در غیب الغیب نزدیک او سبحانہ تعالیٰ تمکین دین مرتضیٰ مراد بود از استخلاف این بزرگواران وخدای تعالیٰ فرمودہ است اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ الآیۃ بعد از آن کہ در صدر مبحث فرمودہ است وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ و در سیاق آیت فرمود وَلِلّٰہِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ازین آیت دانستہ شد کہ از استخلاف این عزیزان دفع کفار و احیای اسلام مراد است وخدای تعالیٰ فرمودہ است وَلَقَدْ کَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّکْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ۝ ازین آیت دانستہ میشود کہ مراد حق در غیب الغیب پیش از بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم این بود کہ ارض شام بر دست صالحین مفتوح شود و چون فتح این دیار بر دست شیخین رض واقع شد آن صالحان ایشان بودہ اند وخدای تعالیٰ فرمودہ است یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ الآیۃ ازینجا مفہوم شد کہ پیش از وقوع فتنہ ارتداد در علم مصمم بود کہ قوم کذا و کذا این فتنہ را فرو خواہند نشانید وخدای تعالیٰ فرمودہ است سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ ازین آیت مفہوم شد کہ دعوت بجہاد فارس و روم شخصے کہ نائب پیغامبر باشد خواہد نمود و حکم او در شریعت واجب الانقیاد گردد

یہاں تک کہ فرمایا اور جس دین کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے پسند کیا ہے (یعنی اسلام)، اس کو ان کے (نفع آخرت) کے لئے قوت دیگا؛ اور بمصداق اس آیت کے خلفاء ثلاثہ رض ظاہر ہوئے۔ تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک غیب الغیب میں دین پسندیدہ کو قوت دینے کا ارادہ کیا گیا تھا ان بزرگواروں کو خلیفہ بنانے سے۔ اور خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰهُمْ (۲۲: ۴۱) یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں حکومت دیدیں الخ بعد اس کے کہ ابتداء مبحث میں یہ فرمایا وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ (۲۲: ۴۰) اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ (ہمیشہ سے) لوگوں کا ایک کا دوسرے (کے ہاتھ) سے زور نہ گھٹواتا رہتا اور سیاق آیت میں فرمایا اور سب کاموں کا انجام تو خدا ہی کے اختیار میں ہے (۲۲: ۴۱) اس آیت سے سمجھ میں آگیا ہے کہ ان عزیزوں کے استخلاف سے ارادہ الٰہی دفع کفار اور احیاء اسلام کا ہوا ہے اور خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَقَدْ کَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ (۲۱: ۱۰۵) اور ہم (آسمانی) کتابوں میں لوح محفوظ میں لکھنے کے بعد لکھ چکے ہیں کہ زمین کے مالک میرے نیک بندے ہوں گے؛ اس آیت سے معلوم ہو رہا ہے کہ مراد حق غیب الغیب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے یہ تھی کہ سرزمین شام صالحین کے ہاتھوں سے فتح ہو اور جب ان شہروں کی فتح شیخین رض کے ہاتھوں پر واقع ہوگئی تو واضح ہوگیا کہ وہ صالحین یہ تھے۔ اور خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ الخ (۵: ۵۴) اے ایمان والو جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جاویگا تو جلد اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لے آئیگا جن سے وہ محبت کرتا ہے اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں؛ یہاں سے یہ مفہوم ہوگیا ہے کہ فتنہ ارتداد کے واقع ہونے سے پہلے علم (الٰہی) میں یہ بات پختہ ہوچکی تھی کہ فلاں فلاں قوم اس فتنہ کو بٹھائیں گی۔ اور خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ الخ۔ (۴۸: ۱۶) عنقریب تم لوگ ایسے لوگوں (سے لڑنے) کی طرف بلائے جاؤ گے جو سخت لڑنے والے ہوں گے الخ اس آیت سے مفہوم ہوا کہ جہاد فارس اور روم کی طرف ایسا شخص دعوت دیگا جو نائب پیغمبر ہوگا اور اس کا حکم شریعت میں واجب الاطاعت ہوگا۔

Marfat.com

وخدای تعالیٰ فرموده وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا۔ مضمون این آیت علیٰ احد التاویلات آنست کہ بارخدایا در آر مرا بعالمِ اعلےٰ در آوردنِ نیک و برآر مرا از عالم برآوردن نیک بسازِ برِ دنیا بعدِ وفاتِ من غلبہ نصرت داده شد چون خلفا ثلثۃ غالب شدند واز غیب فوج فوج نصرت وتائید برای ایشان وتابعانِ ایشان فرود آمده رأی العین دیدیم کہ اجابتِ همان دعاء است بلکہ امر این دعاء بشارت است بخلافتِ این بزرگواران۔ بالجملہ ازین آیات وامثالِ این آیات واضح شد کہ قومی از فضلائے امت وکبرائے ایشان کہ صفتِ ایشان بهترین صفات باشد خلفای آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خواهند بود چون خلافتِ این عزیزان متحقق شد وآن موعودات بردستِ ایشان منجز گشت بہ یقین دانستیم کہ خبر ایشان است کہ بطریقِ اجمال مذکور شد لیکن تا وقتیکہ این عزیزان متصدّیٔ خلافت نشده بودند وموعودات سرانجام نیافتہ بود احتمالاتِ شتّیٰ روی می نمود خاطر بهر جانبے آمد ورفت می کرد درین حالت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بجانبِ غیب متوجہ گشتند برؤیاءِ قلیب ورؤیاءِ میزان ورؤیاءِ دلو وغیرِ آن حقیقتِ کار واضح شد وآن معمّےٰ حل گشت بعد ازآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قولاً وفعلاً رجحانِ ایشان برسائرِ قوم بیان فرمود ووصیتِ اقتدائے ایشان نمود کہ اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ

اور خدا تعالےٰ نے فرمایا وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ الخ (۱۷: ۸۰) اور آپ یوں دعاء کیجئے کہ اے رب مجھ کو خوبی کے ساتھ پہنچائیو اور خوبی کے ساتھ لے جائیو اور مجھ کو اپنے پاس سے ایسا غلبہ دیجیو جس کے ساتھ نصرت ہو۔ اس آیت کا مضمون متعدد تاویلوں میں سے ایک کے مطابق یہ ہے کہ اے خدا مجھ کو داخل کر عالمِ اعلےٰ میں خوبی کے داخلہ کے ساتھ اور نکال عالم سے خوبی کے ساتھ اور قائم کر دے میری وفات کے بعد دنیا میں غلبہ جو آپ کی مدد سے ہو۔ جب کہ خلفائے ثلاثہ رض غالب آگئے اور غیب سے فوج فوج اُن کے اور اُن کے تابعین کے لئے نصرت اور مدد نازل ہوئی تو ہم کھلی آنکھوں دیکھتے ہیں کہ یہ اُسی دعاء کی مقبولیت ہے، بلکہ اس دعاء کا حکم دینا ان بزرگواروں کی خلافت کی بشارت ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ان آیات سے اور ان کی مانند دوسری آیات سے واضح ہے کہ اُمت کے فضلاء اور کبراء میں سے ایک قوم کے لوگ کہ جن کی صفات بہترین اور اعلیٰ ہوں گی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء ہوں گے اور جب ان عزیزوں کی خلافت متحقق ہوگئی اور اللہ کے وعدے ان کے ہاتھوں پر پورے ہوگئے تو ہم نے یقین کے ساتھ جان لیا کہ جو بات بطریقِ اجمال مذکور ہوئی تھی وہ ان ہی کی خبر (یعنی پیشین گوئی) تھی۔ لیکن جب تک یہ بزرگ حضرات خلافت کی انجام دہی میں نہیں لگے اور خداوندی وعدوں نے سرانجام نہ پایا تھا تو مختلف انواع کے احتمالات پیدا ہوتے تھے اور (مفہوم آیات میں) دھیان کی ہر جگہ آمد ورفت ہو رہی تھی۔ اس حالت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم غیب کی طرف متوجہ ہوئے تو کنوئیں والے خواب سے (جس میں آپ کا اور حضرت ابوبکر رض وحضرت عمر رض کا ڈول کھینچنا مذکور ہے) اور ترازو والے خواب سے (جس میں آپ کے بعد شیخین رض کو وزن کرنا مذکور ہے) اور ڈول والے خواب سے (جس میں آسمان سے ڈول کے لٹکنے اور حضرات خلفاء رض کے پانی لینے کا ذکر ہے) اور دوسرے خوابوں سے حقیقتِ امر واضح ہوئی اور وہ معمّےٰ حل ہوگیا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قولاً وفعلاً ان حضرات کی ترجیحات کو تمام قوم پر ظاہر فرمایا اور ان کے اقتداء کی وصیت فرمائی کہ میرے بعد ان دونوں یعنی ابوبکر رض وعمر رض کا اقتدا کرو

Marfat.com

واین معنٰی از بسیارے از احادیث مبرہن و ہویدا گردید تا آنکہ ہمہ بہیئتِ اجتماعیہ درجہ تواتر بہم رسانید و بآن معنٰی یقین کلّی حاصل شد اِلّا بکلّ مارد متمرد یابٰی آن قبول الحق مع وضوحہ عنادًا وتعنتًا بعد از آن در مرض اخیر اشارات اَبلغ من التصریح بعمل آمد این ہمہ اقوال و اشاراتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تفصیل ہمان اجمال است گویا ہمہ آن اوصافِ کاملہ کہ اسم خلافتِ خاصہ بآن درست شدہ است مندرج در کلام آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم پس تعیناتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باین معنی است کہ موصوفین در قرآن این عزیزان اند لاغیر بعد از آن صحابہ موفق شدند بانقیادِ شیخین وبیعت برائے ایشان ہرچند نوعی از اجتہاد در کار فرا شد اما اجتہادے کہ اولش صورتِ ظن است و آخرش حقیقتِ یقین۔

مقدمہ ثالثہ خدای تعالیٰ حوادث خیر و شر را بر اجزاءِ زمان موزّع ساخت و در عالمِ غیب ہر حادثہ بزمانہ باز بست از آن حوادث موزعہ بر اوقات چیزی کہ در شریعت معرفتِ آن در کار بود بر السنۂ پیغامبران بیان فرمود تا آن حوادث را پیش از وقوع بدانند و در ہر حادثہ حکمی معین نمود تا حکمت ابتلاء با تمام رسد قال اللہ تعالیٰ وَقَضَيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي الْكِتَابِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيرًا ہمچنین بر لسان پیغامبر ما صلے اللہ علیہ وسلم بیان فرمودہ کہ بعد زمانِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تا مدتے زمانِ خیر خواہد بود پس از آن تغیر کلی ظہور خواہد نمود و فتن عظیمہ پیدا شوند و از جملہ آن حوادث سہ فتنہ و دو صلح کہ متخلل باشد در میان آنہا مبین ساخت و طرق این

اور یہ مفہوم بہت سی احادیث سے صاف اور واضح ہو گیا یہاں تک کہ سب نے مل کر ہیئتِ اجتماعی سے تواتر کا درجہ حاصل کر لیا اور اس معنے پر یقین کلّی (سب کو) حاصل ہو گیا۔ بجز ایسے ہر گم کردہ راہ سرکش شخص کے کہ وہ تمرّد کرنے والا ہو حق کو قبول کرنے سے اس کے واضح ہو جانے کے باوجود ازراہِ بغض وافتراء پردازی۔ اس کے بعد آپ نے مرضِ اخیر میں ایسے اشارات فرمائے جو تصریح سے زیادہ اَبلغ تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے یہ تمام اقوال واشارات اُسی اجمال کی تفصیل ہیں۔ گویا کہ وہ تمام اوصافِ کاملہ کہ جن سے خلافت کو خلافتِ خاصہ کہنا درست ہوا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کلام میں مندرج ہیں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اُن کو متعین کرنا اس معنے سے ہے کہ جن لوگوں کے اوصاف قرآن میں مذکور ہوتے وہ یہ حضرات ہیں کوئی دوسرا نہیں اس کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کو توفیق دی گئی شیخین رضی اللہ عنہما کی اطاعت اور ان کے لئے بیعت کرنے کی اگرچہ اُنھوں نے ایک گونہ اجتہاد سے (بروقت استخلاف) کام لیا مگر وہ ایسا اجتہاد تھا کہ جس کا شروع ظن کی صُورت رکھتا تھا اور اُس کا آخر یقین کی حقیقت۔

تیسرا مقدمہ خدا تعالےٰ نے حوادثِ خیر و شر کو اجزاءِ زمانہ پر تقسیم کیا اور عالمِ غیب میں ہر حادثہ کو ایک زمانہ سے مربُوط فرما دیا ہے۔ اُن اوقات پر تقسیم شُدہ حوادث میں سے ایسی چیز کو کہ جس کی معرفت شریعت میں درکار تھی پیغمبروں کی زبانوں پر بیان فرما دیا تاکہ لوگ ان حوادث کو واقع ہونے سے پہلے جان لیں اور ہر حادثہ کا ایک حکم مُعیّن کر دیا تاکہ ابتلاء کی حکمت پُوری ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَقَضَيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ الخ (۱۷:۴) اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں یہ بات (بطور پیشین گوئی) بتلا دی تھی کہ تم سرزمینِ (شام) میں دو بار خرابی کرو گے اور بڑا زور چلانے لگو گے! اسی طرح اللہ تعالےٰ نے ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر بیان فرمایا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد ایک مدّت تک خیر کا زمانہ ہوگا اس کے بعد تغیّرِ کلّی ظہور کریگا اور بڑے فتنے پیدا ہوں گے۔ اُن حوادث میں سے تین فتنوں اور دو صلحوں کو جو اِن فتنوں کے درمیان میں حائل ہوں گی واضح کیا اور ان

Marfat.com

احادیث در نہایت کثرت است تا آنکہ بحدِ تواتر رسید و علم بآن از شریعت یقینی گشت از آنجملہ حدیثِ صحیح خیر الناس قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم ینشأ اقوام یسبق ایمانہم شہادتہم و شہادتہم ایمانہم و فی اسانیدہ العدد والثقۃ رواہ عمر بن الخطاب و عمران بن حصین و سہل بن سعد وغیرہم و بعدِ تأمل واضح میشود کہ قرنِ اول زمانِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از قبیلِ ہجرت تا وفات و قرنِ ثانی خلافتِ حضرت صدیق و فاروق است و قرنِ ثالث خلافتِ حضرت عثمانؓ تا مدت ازدوازدہ سال برآمد و فتنہا برخاست بعد از آن نشاء اقوامی کہ صفتِ آنہا خواندہ پیدا شد و از آنجملہ حدیث عبد اللہ ابن مسعودؓ تزول رحی الاسلام بخمسٍ و ثلثین سنۃ فان یہلکوا فسبیلُ من ہلک الخ و حدیث ابی ہریرۃ الخلافۃُ بالمدینۃ والملکُ بالشام و حدیث حذیفۃ لاتقوم الساعۃ حتی تقتلوا امامکم و تجتلدوا باسیافکم و یرث دنیاکم شرارکم و حدیث کرز بن علقمۃ قال اعرابی ہل للاسلام منتہی قال نعم ایما اہل بیت من العرب والعجم اراد اللہ بہم خیرا ادخل اللہ علیہم الاسلام قال ثم ماذا یا رسول اللہ قال ثم تقع الفتن کانہا الظلل قال الاعرابی کلا یا رسول اللہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلی والذی نفسی بیدہ ثم تعودون فیہا اساود صبا و حدیث عتبۃ بن غزوان و انہا لم تکن نبوۃ قط الا تناسخت حتی یکون آخرہا ملکا فستخبرون و تجربون الامراء بعدنا و حدیث ابی عبیدۃ و معاذ بن جبل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

احادیث کی روایات نہایت کثرت میں ہیں یہاں تک کہ حدِ تواتر کو پہنچ گئیں اور شریعت کی رُو سے اُن کا علم یقینی ہوگیا۔ اُن میں سے یہ صحیح حدیث ہے کہ سب سے بہتر لوگ میرے زمانہ کے ہیں پھر وہ لوگ جو اُن سے ملیں گے پھر وہ جو اُن سے ملیں گے۔ پھر ایسی قومیں پیدا ہوں گی جن کی قسمیں سبقت کریں گی ان کی شہادت پر اور اُن کی شہادت سبقت کرے گی ان کی قسموں پر اور اس کی متعدد سندیں ہیں اور سب راوی ثقہ ہیں۔ اس کو روایت کیا عمر بن الخطابؓ اور عمرانؓ بن حصین اور سہلؓ ابن سعد نے اور بعد تأمل کے واضح ہوتا ہے کہ قرنِ اول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے ہجرت سے کچھ پہلے سے وفات تک اور قرنِ ثانی حضرت صدیقؓ اور حضرت فاروقؓ کی خلافت ہے اور قرنِ ثالث حضرت عثمانؓ کی خلافت مدت بارہ سال تک جب پوری ہوگئی اور فتنے اُٹھے تو اس کے بعد وہ اقوام پیدا ہوئیں جن کا حال تم نے پڑھا ہے۔ اور ان میں سے حدیث عبد اللہ بن مسعودؓ کی ہے کہ اسلام کی چکی گھومنا بند ہوجائیگا پینتیس سال میں پھر اگر لوگ ہلاک ہوں تو اپنے پیش رو مفسدین (امم سابقہ) کی راہ پر ہوں گے (فی سبیل اللہ نہ ہوں گے) الخ۔ اور ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے کہ خلافت مدینہ میں اور بادشاہی شام میں۔ اور حدیث ابو حذیفہ کی کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تم اپنے امام کو قتل کرو اور اپنی تلواریں چلاؤ اور تمہارے بدکردار تمہاری دُنیا کے وارث ہوجائیں۔ اور حدیث کرزؓ بن علقمہ کی کہ اعرابی نے کہا کیا اِسلام کے لئے کوئی آخری حد ہے۔ فرمایا کہ ہاں جتنے بھی گھر والے عرب و عجم میں ہیں جن کے ساتھ اللہ نے خیر کا ارادہ کیا اللہ ان پر اِسلام کو داخل کر دیگا۔ اُس نے کہا پھر کیا ہوگا یا رسول اللہ؟ فرمایا پھر فتنے بارش کی طرح برسیں گے تو اعرابی نے کہا ہرگز نہ ہو (یعنی خدا کرے ایسا کبھی نہ ہو) یا رسول اللہ۔ تو فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ضرور ہوگا قسم ہے اُس ذات کی کہ میری جان جس کے قبضہ میں ہے تم عنقریب (حملہ کرنیوالے) سانپوں کی طرح اُس میں جا پڑوگے۔ اور حدیث عتبہؓ بن غزوان کی کہ کبھی کوئی نبوت قائم نہیں ہوئی مگر بدل ڈالی گئی جب کہ اُس کا انجام بادشاہی ہوگیا تو عنقریب تم کو خبر ہوجائیگی اور ہمارے بعد کے اُمراء کا تم تجربہ کروگے۔ اور حدیث ابو عبیدہؓ اور معاذؓ بن جبل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

Marfat.com

بدأ ہذا الامر نبوۃً ورحمۃً ثم کائن خلافۃً ورحمۃً ثم کائن ملکاً عضوضاً ثم
کائن عتوًّا وجبریۃً وفساداً فی الامۃ الخ وحدیث
عبداللہ بن عمرو ان امتکم جعلت عافیتہا فی
اولہا وان آخرہم یصیبہم بلاءٌ وامور تنکرونہا
ثم تجیئ فتن ترقق بعضہا بعضاً الخ وحدیث
ابی بکرۃ ثقفی قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
من رای منکم رؤیا قال رجل انا رأیت کان
میزاناً نزل الٰی ان قال ووزن عمر وعثمان
فرجح عمر ثم رفع المیزان وحدیث سمرۃ
بن جندب قال رجل رأیت کان دلوًا
دُلّی من السماء الٰی ان قال ثم جاء
علیٌّ فاخذ بعراقیہا فانتشطت فانتضح علیہ
منہا شیئٌ وحدیث انس و سوال
بنی مصطلق الٰی من ندفع صدقاتنا بعدک
الٰی ان قال فان حدث بعثمان حدث
فتبًّا لکم الدہر تبًّا وحدیث سہل بن حثمہ
وربیع الاعرابی منہ صلے اللہ علیہ
وسلم وقولہ من یقضیہ الٰی ان
قال اذا اتٰی علٰی ابی بکر
اجلہ وعمر اجلہ وعثمان اجلہ
فان استطعت ان تموت
فمُت وحدیث عمر رفعہ
رأیت عمودًا من نورٍ خرج
من تحت رأسی

کہ شروع ہوا یہ امر (یعنی نظم ملت) نبوت اور رحمت ہوکر پھر ہونیوالا ہے خلافت اور رحمت پھر ہونیوالا ہے مارکاٹ کی بادشاہی پھر ہونیوالا ہے تکبر اور ظلم و فساد امت میں، آخر تک۔ اور حدیث عبداللہ بن عمرو کی کہ تمہاری امت کے اول حصہ میں عافیت رکھی گئی ہے اور ان کے آخر کا یہ حال ہوگا کہ ان پر بلائیں پڑیں گی اور ایسے امور جن کو تم برا سمجھتے ہو۔ پھر فتنے آئیں گے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر۔[1] اور حدیث ابوبکرہ ثقفی کی کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ ایک شخص نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ گویا ایک ترازو آسمان سے اتری .... یہاں تک کہ اس نے بیان کیا اور وزن کئے گئے عمرؓ اور عثمانؓ تو عمرؓ راجح رہے پھر ترازو اٹھالی گئی۔ اور حدیث سمرہ بن جندب کی کہ ایک شخص نے (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے) کہا کہ میں نے دیکھا کہ ایک ڈول آسمان سے لٹکا.... یہاں تک کہ بیان کیا پھر علیؓ آئے پھر انھوں نے ڈول کی دونوں لکڑیاں (جن میں رسی باندھی جاتی ہے) پکڑیں تو وہ کھل گئیں پھر اس میں سے کچھ چھینٹے ان کے اوپر گرے۔ اور حدیث انسؓ کی اور سوال بنی المصطلق کا کہ آپؐ کے بعد ہم اپنے صدقات کس کو دیں..... یہاں تک کہ ذکر کیا کہ آپؐ نے فرمایا کہ اگر کوئی حادثہ عثمانؓ پر آپڑے تو پھر ہمیشہ کے لئے تمہاری ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ اور حدیث سہل بن حثمہ کی اور ربیع اعرابی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مکالمہ اور اس کا پوچھنا کہ اس کی قیمت کون ادا کریگا .... یہاں تک کہ فرمایا کہ جب ابوبکرؓ کی موت آجائیگی اور عمرؓ کی موت آجائیگی اور عثمانؓ کی موت بھی آجائیگی تو اگر تجھ سے یہ ہوسکے کہ تو مرجائے تو تو بھی مرجانا۔ اور حدیث مرفوع عمرؓ کی (کہ آپؐ نے فرمایا) کہ میں نے ایک نور کا ستون دیکھا جو میرے سر کے نیچے سے نکلا

[1] اس کا ترجمہ کئی طرح کیا گیا ہے۔ پھر فتنے آئیں گے اس میں طرح طرح کے فسادات ہوں گے اور ایک فساد دوسرے فساد کا شوق دلائیگا۔ بعض نے کہا کہ ایسا فساد جو دوسرے فساد کو بے حقیقت اور بے قدر کردیگا کیونکہ دوسرا فساد پہلے فساد سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہوگا۔ بعض نے کہا کہ ایک فساد دوسرے فساد سے ملتا جلتا ہوگا۔ بعض نے کہا کہ ایک فساد دوسرے فساد میں دورہ کریگا۔ خود جائیگا اس کو لیکر آئیگا۔ بعض نے کہا کہ ایک فساد دوسرے فساد کے لئے محرک ہوگا۔ ایک روایت میں ہے فیزلق یعنی ایک فساد دوسرے فساد کا رفیق بنے گا۔ ایک روایت میں ہے فیدفق یعنی ایک فساد دوسرے فساد کو دھکیل دیگا (یا دوسرے فساد کے بعد کود کر آئیگا) ماخوذ از لغات حدیث ۱۲ مترجم

Marfat.com

حتے استقرت بالشام وحدیث عرفجۃ ثم رُفع المیزان بعد عثمان وحدیث ابی ہریرۃ ہلاک اُمتی علٰے ایدی غلمۃ من قریش وحدیث اُمّ بہز الاسدیۃ ذکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فتنۃ فقربہا قلت یا رسول اللہ من خیر الناس فیہا قال رجلٌ فی ماشیتہ الخ ومن حدیث سعد بن ابی وقاص قال عند فتنۃ عثمان اشہد انّ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال انہا ستکونُ فتنۃ القاعدُ فیہا خیر من القائم الخ وحدیث اہبان صیفی جاءہ علیّ بن ابی طالب فدعاہ الی الخروج معہ فقالَ انّ خلیلی و ابن عمّک عہد الیّ اذا اختلف الناسُ ان اتّخذ سیفًا من خشب وحدیث ابی موسٰی قولہ صلے اللہ علیہ وسلم فی الفتنۃ کسّروا فیہا قسیّکم واقطعوا فیہا اوتارکم وحدیث خبّاب بن الارت ذکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فتنۃً القاعدُ فیہا خیرٌ من القائم والقائم خیرٌ من الماشی وحدیث عبد اللہ بن مسعودؓ رفعہ تکون فتنۃ المضطجعُ فیہا خیر من القاعد والقاعد خیر من القائم الخ وحدیث ابی ہریرۃ ایہا الناسُ اظلّکم فتنٌ کانّہا قطع اللیل المظلم الخ وحدیث ابی بکرۃ الا انہا ستکون فتن الا ثم تکون فتنۃ القاعد فیہا خیرٌ من القائم وحدیث محمد بن مسلمۃ قلتُ یا رسولَ اللہ کیف اصنعُ اذا اختلف المصلّون قال تخرج بسیفک الی الحرّۃ فتضربہا بہ ثم تدخل بیتک الخ وحدیث حسن بن علیّ ان رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رای بنی امیۃ یخطبون علے منبرہ رجلًا رجلًا فساءہ ذلک فنزلتْ اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ وحدیث وائل بن حُجر رفع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم راسہ نحو المشرق

اور شام میں جاکر ٹھہر گیا۔ اور حدیث عرفجہ کی کہ پھر عثمانؓ کے بعد ترازو اُٹھالی گئی۔ اور حدیث ابوہریرہؓ کی کہ میری اُمت کی ہلاکت واقع ہوگی قریش کے لڑکوں کے ہاتھوں سے۔ اور حدیث اُمّ بہز اسدیہ کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کا ذکر کیا اور اس کا نزدیک ہونا بیان کیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ اس میں سب لوگوں سے اچھا کون رہیگا؟ فرمایا کہ وہ شخص جو اپنے مویشیوں کے ساتھ (جنگل میں) ہوگا، آخر تک۔ اور حدیث سعدؓ بن ابی وقاص سے، انھوں نے حضرت عثمانؓ کے فتنہ کے وقت کہا تھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ایسا فتنہ اُٹھے گا کہ اس میں بیٹھنے والا بہتر ہوگا کھڑے ہونے والے سے الخ۔ اور حدیث اہبان صیفیؓ کی کہ اُن کے پاس علیؓ بن ابی طالب آئے اور اُن کو دعوت دی ان کے ساتھ (لڑائی کے لئے) نکلنے کی تو اُنھوں نے کہا کہ میرے محبوب اور آپ کے چچا کے بیٹے (یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) نے مجھ سے عہد لیا کہ جب لوگوں میں اختلاف واقع ہو جائے تو میں لکڑی کی تلوار بنالوں۔ اور حدیث ابو موسٰیؓ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فتنہ کے بارے میں کہ اُس زمانہ میں تم اپنی کمانیں توڑ دینا اور کمانوں کے چلّے کاٹ ڈالنا۔ اور حدیث خبّاب بن الارت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر کیا جس میں بیٹھنے والا بہتر ہوگا کھڑا ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا بہتر ہوگا چلنے والے سے۔ اور حدیث مرفوع عبد اللہ بن مسعودؓ کی کہ (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کہ ایسا فتنہ اُٹھے گا جس میں لیٹنے والا بیٹھنے والے سے اور بیٹھنے والا کھڑا ہونے والے سے بہتر ہوگا۔ اور حدیث محمد بن مسلمہ کی کہ میں نے کہا یا رسول اللہ میں کیا کروں جب نماز پڑھنے والوں میں اختلاف پڑجائے، فرمایا کہ اپنی تلوار حرّہ (پتھریلے مقام کا نام) کی طرف لیجا اور اس کو پتھروں پر مار پھر اپنے گھر میں داخل ہو جا الخ۔ اور حدیث حسن بن علیؓ کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا بنو اُمیّہ کو کہ آپ کے منبر پر اُن میں کا ایک ایک شخص خطبہ دے رہا ہے یہ آپ کو ناگوار ہوا تو نازل ہوئی اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ۔ اور حدیث وائل بن حُجر کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مشرق

Marfat.com

فقال اتتكم الفتن كقطع الليل المظلم فشدد امرها
وعجله وقبحه فقلت له من بين القوم يا رسول
الله وما الفتن قال يا وائل اذا اختلف سيفان
في الاسلام فاعتزلهما وحديث مرة بن كعب ذكر
يعني رسول الله صلى الله عليه وسلم فتنة فقربها
فمر رجل مقنع في ثوب فقال هذا يومئذ على
الهدى فاذا هو عثمان وحديث علي مرتضى ما عهد
الى النبي صلى الله عليه وسلم ان الامة ستغدر بي
بعده وحديث ابن عباس قال النبي صلى
الله عليه وسلم لعلي انك ستلقى بعدي جهدا
قال في سلامة من ديني قال في سلامة من
دينك ونيز از حديث مرتضى رضي الله عنه آخره
وان تؤمروا عليا ولا اراكم فاعلين تجدوه
هاديا مهديا يأخذ بكم الطريق المستقيم وحديث
جابر بن سمرة قال صلى الله عليه وسلم لعلي
انك مؤمر مستخلف وان هذه مخضبة من
هذه يعني لحيته من رأسه وحديث حذيفة
ذكر فتنتين وهدنة فقال في الفتنة
الاولى جاءنا الله بهذا الخير فهل
بعد هذا الخير من شر قال نعم دعاة
الى ابواب جهنم وكلام سعيد بن المسيب
ثارت الفتنة الاولى فلم يبق
ممن شهد بدرا احد ثم كانت الثانية
فلم يبق ممن شهد الحديبية احد
قال البغوي اراد بالفتنة الاولى
مقتل عثمان وبالثانية
الحرة وحديث عبد الله بن
مسعود انكم سترون بعدي
اثرة و

کی طرف اُٹھایا اور فرمایا کہ تم پر فتنے اندھیری رات کے ٹکڑوں کی
طرح آئیں گے پھر آپؐ نے اُن کی سختی کا بیان کیا اور اُن کے جلد
آنے اور بدتر ہونے کا ذکر کیا تو قوم (حاضرین) میں سے میں نے
کہا کہ یا رسول اللہؐ کیسے فتنے۔ فرمایا کہ اے وائل جب دو تلواریں
ایک دوسرے پر اسلام میں چلیں تو تُو دونوں سے الگ رہ۔ اور
حدیث مُرّہ بن کعب کی، ذکر کیا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ایک فتنہ کا اور اُس کے قریب آنے کا پھر ایک شخص سر پر
کپڑا لپیٹے ہوئے گزرا تو فرمایا کہ یہ اُس دن ہدایت پر ہوگا۔ دیکھا تو
وہ عثمانؓ تھے۔ اور حدیث علی مرتضیٰؓ کی کہ جن امور کی مجھ کو
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ اُمت
اُن کے بعد مجھ سے نفرت کرے گی۔ اور حدیث ابن عباسؓ کی کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ سے فرمایا کہ تجھ پر میرے بعد پریشانیاں
آئیں گی۔ علیؓ نے کہا کہ کیا میرے دین کی سلامتی کی حالت میں؟
فرمایا کہ تیرے دین کی سلامتی میں (نقصان نہ ہوگا) اور نیز حدیث
مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جس کے آخر میں یہ ہے اور اگر تم امیر بناؤ گے علی
کو اور میں نہیں سمجھتا کہ تم ایسا کرنے والے ہوگے تو تم اُس کو ہدایت کرنے
والا ہدایت یافتہ پاؤ گے وہ تم کو سیدھی راہ پر چلائیگا۔ اور حدیث جابر
ابن سمرہ کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ سے فرمایا کہ بیشک
تجھ کو امیر بنایا جائیگا خلیفہ بنایا جائیگا اور بیشک یہ خضاب کیجائیگی
اس سے یعنی اُن کی ڈاڑھی اُن کے سر (کے خون) سے (رنگین ہوگی)۔
اور حدیث حذیفہ کی، اُنھوں نے دو فتنوں اور ایک وقفہ صلح
کا ذکر کیا اور کہا کہ پہلے فتنہ کے بعد اللہ تعالیٰ ہمارے پاس خیر کو
لائے گا۔ اُن سے پوچھا گیا کہ کیا اس خیر کے بعد پھر کوئی شر آئیگا؟ فرمایا
کہ ہاں جہنم کے دروازوں کی طرف دعوت دینے والے (فتنے) آئیں گے
اور کلام سعید بن المسیب کا کہ پہلا فتنہ اُٹھے گا تو اُن لوگوں میں سے کوئی
باقی نہ رہے گا جو بدر میں حاضر تھے۔ پھر دوسرا فتنہ اُٹھے گا تو حدیبیہ
میں حاضر ہونے والوں میں سے کوئی باقی نہ رہے گا۔ بغوی کا قول ہے
کہ پہلے فتنہ سے مراد ہے قتل عثمانؓ کا فتنہ اور دوسرے سے فتنہ حرہ
اور حدیث عبداللہ بن مسعودؓ کی کہ تم عنقریب میرے بعد حق تلفیاں اور

Marfat.com

امورًا تنکرونہا الخ و حدیث ابی ذرؓ کیف انت اذا کانت علیک امراء یمیتون الصلوٰۃ و یؤخرونہا عن وقتہا و حدیث ابی ذرؓ ایضًا کیف انت اذا غمر الدم احجار الزیت الخ و حدیث ابی سعید الخدری یوشک ان یکون خیر مال المسلم الغنم یتبع بہا شعف الجبال و حدیث ابی ثعلبۃ الخشنی فی تفسیر قولہ تعالٰی علیکم انفسکم و حدیث صلی اللہ علیہ وسلم فی آخرہ فان ورائکم ایام الصبر فمن صبر فیہن کان کمن قبض علی الجمرۃ و حدیث عبداللہ بن عمرو کیف انت اذا بقیت فی حثالۃ من الناس مرجت عہودہم واماناتہم واختلفوا فکانوا ہکذا وشبک بین اصابعہ الخ و حدیث ذی الزوائد فی خطبۃ حجۃ الوداع الا ہل بلغت قالوا اللہم نعم ثم قال اذا تجاحفت قریش الملک فیما بینہا وعاد العطاء رسامۃ فدعوہ و حدیث ابن مسعود رفعہ ما من نبی بعثہ اللہ فی امتہ فی قبلی الا کان لہ من امتہ حواریون واصحاب یاخذون بسنتہ ویقتدون بامرہ ثم انہا تخلف من بعدہم خلوف یقولون مالا یفعلون ویفعلون مالا یؤمرون فمن جاہدہم بیدہ فہو مؤمن الخ و حدیث عرباض بن ساریۃ ذکر خطبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیہا وستروْن من بعدی اختلافًا شدیدًا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین

ایسے امور دیکھوگے جن کو تم برا سمجھتے ہوگے الخ۔ اور حدیث ابوذرؓ کی کہ تمہارا کیا حال ہوگا جب تم پر ایسے امراء مسلط ہوں گے جو نماز کو فوت کرنے والے اور اس کو اس کے وقت سے مؤخر کردینے والے ہوں گے۔ اور ابوذرؓ ہی کی ایک حدیث میں ہے کہ تمہارا کیا حال ہوگا جب خون بھر دے گا احجار الزیت کو الخ (یہ ایک مقام کا نام ہے)۔ اور حدیث ابوسعید خدریؓ کی وہ زمانہ قریب ہے جب مسلمان کا اچھا مال بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہے۔ اور حدیث ابوثعلبہ خشنی کی آیت علیکم انفسکم کی تفسیر میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے جس کے آخر میں ہے کہ بیشک تمہارے پیچھے (یعنی آئندہ) صبر کے ایام (آنیوالے) ہیں۔ جس نے ان میں صبر کرلیا ایسا ہوگا کہ جیسے کسی نے انگارے پر قبضہ کرلیا۔ اور حدیث عبداللہ بن عمروؓ کی کہ تیری کیا کیفیت ہوگی جب تو کمینہ لوگوں میں رہ جائے گا جن کے عہد و امانتیں سب فاسد ہوں گی اور آپس میں مختلف ہوکر ایسے ہوجائیں گے۔ اور اپنی انگلیوں کے درمیان جالی کرکے دکھائی الخ۔ اور حدیث ذی الزائد کی حجۃ الوداع کے خطبہ میں کہ فرمایا لوگو! کیا میں نے تم کو (پیغام حق) پہنچادیا؟ لوگوں نے کہا اللہ اللہ! بیشک۔ پھر فرمایا کہ جب قریش میں بادشاہی پر آپس میں قتال ہونے لگے اور عطیات رسمی (برائے نام) رہ جائیں تو تم ان کو چھوڑ دینا۔ اور حدیث مرفوع ابن مسعودؓ کی کہ کوئی نبی جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کی امت میں بھیجا مجھ سے پہلے نہیں ہوا مگر اس کی امت میں اس کے حواری اور اصحاب ہوتے ہیں جو اس کی سنت کو اخذ کرتے اور اس کے امر کی اقتدار کرتے رہے ہیں۔ پھر یہ ہوا کہ ان کے بعد ان کے ایسے جانشین ہوئے کہ وہ جو کچھ کہتے تھے ویسا خود نہیں کرتے تھے۔ اور ایسے کام کرتے تھے جن کا ان کو حکم نہیں دیا گیا تھا تو جو ایسے لوگوں کے ساتھ اپنے ہاتھ سے جہاد کرے تو وہ مومن ہے۔ اور حدیث عرباض بن ساریہ کی، انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خطبہ کا ذکر کیا جس میں یہ ہے کہ اور تم عنقریب میرے بعد سخت اختلاف دیکھوگے تو تم پر لازم ہے میرے طریقے پر عمل کرتے رہنا اور میرے خلفائے راشدین کے طریقے پر عمل کرنا جو ہدایت یافتہ ہوں گے

Marfat.com

عضوا علیہا بالنواجذ بالجملہ ما نماز و روزہ و زکوٰۃ
و حج را بیقین میدانیم کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم بعد زمانِ خود مدتی بخیریت وصف نمود و
خلافتِ آن ایام را خلافت و رحمت گفتہ وآن را
زمانِ عافیت شمردہ و بعد ازان از فتنۂ عظیمہ
انذار کرد وآن را ملک عضوض خواندہ و زمانِ
بلا شمردہ در زمانِ اوّل مردمان را ترغیب بجہاد
فرمود و بقتال تحت رایت امامِ وقت تاکید نمود
و در زمانِ ثانی بتکسیر قِسِیّ و قطعِ اوتار و دور بودن
از میانِ مردمان ارشاد فرمود چنانکہ بیقین می
دانیم کہ معراج البتہ بودہ است و عذابِ قبر البتہ
بودنی است و دجال پیدا شدنی است و امام مہدی
خلیفہ خواہد بود و حضرت عیسیٰؑ نزول خواہد نمود
و در ہمین وزن بیقین می دانیم کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم بقتل حضرت عثمانؓ و آنچہ مترتب
است بروی اشارہ کردہ وآن را زمانِ فتنۂ اولیٰ
نام نہادہ و این معنی از جہت قرائن بسیار بوضوح
پیوست تعیینِ زمان نمودہ اند کہ تدور رحی الاسلام
بخمس وثلثین سنۃ و تعیینِ مکان فرمودہ کہ شرقی
مدینہ خواہد بود چنانکہ گفتہ الا ان الفتنۃ ہہنا حیث
یطلع قرن الشیطان وصورتِ فتنہ بیان کردہ اند
حتے تقتلوا امامکم وتجتلدوا باسیافکم ویرث دنیاکم
شرارکم و سہ کس را نام بردہ اند کہ در زمانِ خیر متولی
خلافت خواہند بود صدیقِ اکبرؓ و عمر فاروقؓ
و ذی النورینؓ و در زمانِ فتنہ بحضرت مرتضےٰؓ
بیعت کنند لیکن خلافتِ او منتظم نشود
و قوم بروے مجتمع نشوند الے غیر
ذلک تا آنکہ بہ رأی العین دانستیم
کہ مراد ہمین حالت است

اُس کو دانتوں سے پکڑ لینا۔ الحاصل ہم نماز اور روزے اور زکوٰۃ اور حج کو یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس کا امر فرمایا اور اسی مرتبہ میں ہم یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ کے بعد کی ایک خاص مدت کو خیریت کے ساتھ موصوف فرمایا اور ان ایام کی خلافت کو خلافت اور رحمت فرمایا اور اُس کو عافیت کا زمانہ شمار کیا اور اس کے بعد ایک فتنۂ عظیمہ سے آپ ڈراتے رہے اور اس کو آپ نے "ملک عضوض" فرمایا اور بلا کا زمانہ شمار کیا۔ زمانۂ اوّل میں آپ نے لوگوں کو جہاد کی ترغیب دی اور امام وقت کے جھنڈے کے نیچے قتال کی تاکید فرمائی اور زمانہ ثانی کے بارے میں آپ نے کمانوں کو توڑ دینے اور چلّوں کو کاٹ ڈالنے اور لوگوں کے درمیان سے دُور رہنے کا ارشاد فرمایا۔ جیسا کہ ہم یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ البتہ معراج ہوئی ہے اور عذابِ قبر ضرور ہونیوالا ہے (اس کے مستحقین کو) اور دجال ظاہر ہونے والا ہے اور امام مہدی خلیفہ ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے اسی مرتبہ میں ہم یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی اور اس پر جو نتائج مترتب ہونیوالے تھے اُن کی طرف اشارہ کر دیا اور اُس کا زمانہ فتنۂ اُولیٰ نام رکھا اور بہت سے قرائن سے یہ معنے واضح ہو چکے ہیں آپ نے تعین زمانہ بھی فرما دیا ہے کہ "اسلام کی چکی پینتیس سال گھومیگی"۔ اور مکان (یعنی مبدأ فتنہ) کا تعین بھی فرما دیا کہ وہ مدینہ کی مشرقی جانب ہوگا جیسا کہ فرمایا کہ "یاد رکھو کہ فتنہ وہاں ہے جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوتا ہے" اور فتنہ کی صورت بھی بیان کر دی کہ یہاں تک ہوگا کہ تم اپنے امام کو قتل کر دوگے اور اپنی تلواریں چلاؤگے اور تمہاری دنیا کے وارث تمہارے بدکردار لوگ ہو جائیں گے اور تین شخصوں کے آپ نے نام بھی لئے کہ یہ زمانہ خیر میں متولّیِ خلافت ہوں گے۔ صدیق اکبرؓ اور عمر فاروقؓ اور ذی النورینؓ اور فتنہ کے زمانہ میں لوگ حضرت مرتضےٰؓ سے بیعت کریں گے لیکن ان کی خلافت منتظم نہ ہوگی اور قوم (کے سب لوگ) اُس پر مجتمع نہ ہوں گے۔ وغیرہ ذلک یہاں تک کہ آنکھ سے دیکھ کر ہم نے جان لیا کہ آپ کی مراد یہی حالت ہے

Marfat.com

کہ بعد قتل حضرت عثمان بظہور آمد از اختلاف ناس در حرب جمل و صفین بعد این ہمہ بضرورت عقل دریافتہ شد کہ ہر چند برائے مرتضٰی بیعت کردہ اند و خلافت منعقد ساختند و در حکم شرع کہ بنائے آن مظنات است لازم شد اطاعت او لیکن مرادِ حق اصلاحِ عالم است کہ خلافت وسیلۂ آنست کہ برای تقرر آن مقصود مشروع ساختہ اند و اگر مرادِ حق می بود از وجود متخلف نمی شد و مرتضٰی درین خلافت مانندِ نے در دہانِ نائی نبود و نہ مانندِ جارحہ برائے اتمامِ مرادِ حق و قوم مامور نشدند کہ تحتِ رایت او قتال کنند چنانکہ مامور شدند بقتال تحتِ رایت مشائخ ثلٰثہ و مطابق آنچہ ازین احادیث مفہوم شد بمعاینہ در خارج دیدیم کہ در زمانِ حضرت مرتضٰی عنایتِ الٰہی کہ سابق فوج فوج نازل می شد مستتر گشت کوشش بسیار فائدہ اندکے ہم نداد و خیریت کہ عبارت از الفتِ مسلمین فیما بینہم و ترکِ منازعہ است و اتفاق بر جہادِ کفار و روز بروز شکست بر کفار افتادن رو باستتار نہاد و معنی وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ یعنی لیمکنن بسببہم دینہم صورت نہ بست و تمکین فی الارض برائے دفعِ کفار و اعلاءِ کلمۃ الاسلام مقرر بود واقع نشد وَاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا درین زمان متحقق نگشت و در تمام مسلمین حکم او نافذ نشد و مسلمین کلہم تحت حکم او در نیامدند و ہیچ عاقلے برین معنٰی انکار نمی تواند کرد چنانکہ نمی تواند انکار نمود کہ آفتاب امروز از مشرق طالع شدہ است۔

جو کہ حضرت عثمان رض کے قتل کے بعد ظہور میں آئی کہ لوگوں میں اختلاف ہوا جنگِ جمل اور جنگِ صفین میں۔ اس سب کے بعد بضرورتِ عقل ثابت ہو گیا کہ اگرچہ حضرت مرتضٰی رض کے لئے لوگوں نے بیعت کر لی اور خلافت منعقد کی اور حکم شرع میں کہ جس کی بنا مظنات (ظاہری) پر ہے اُن کی اطاعت بھی لازم ہو گئی لیکن مرادِ حق اصلاحِ عالم ہے کہ خلافت اُس کا ایک وسیلہ ہے جس کو (اُسی) مقصود کے لئے مشروع فرمایا ہے، اگر مرادِ حق ہوتی تو وہ وجود میں آنے سے متخلف نہ ہوتی اور مرتضٰی رض اس خلافت میں مانندِ نے کے نے نواز کے دہن میں نہیں تھے اور نہ مرادِ حق کے اتمام کے لئے آلے کے مانند تھے۔ اور قوم اُن کے جھنڈے کے نیچے قتال کرنے کے لئے اس طرح مامور نہ ہوئی جس طرح مشائخ ثلاثہ رض کے جھنڈے کے نیچے قتال کے لئے مامور تھی۔ اور جو کچھ ان احادیث سے مفہوم ہوا اُس کے مطابق خارج میں ہم نے آنکھوں سے دیکھ لیا کہ حضرت مرتضٰی رض کے زمانہ میں وہ عنایتِ الٰہی جو پہلے دور میں فوج فوج (یعنی فراوانی کے ساتھ) نازل ہوتی تھی مستتر ہو گئی۔ بہت سی کوشش نے تھوڑا فائدہ بھی نہ دیا اور خیریت نے کہ عبارت ہے مسلمانوں کے باہم محبت و میل جول اور نزاعات کے ترک سے اور کفار سے جہاد پر متفق ہو جانے سے اور کفار پر روز بروز شکست واقع ہونے سے اپنا منہ چھپا لیا۔ اور وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ یعنی لَيُمَكِّنَنَّ بِسَبَبِهِمْ کے معنے کی کوئی صورت پیدا نہ ہو سکی (ترجمہ: اور تاکہ اللہ اُن کے لئے یعنی اُن کے سبب اُن کے دین کو قوت بخشے جس کو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا) اور جو تمکین فی الارض (یعنی طاقتور حکومت) کفار کے دفع کرنے اور کلمۂ اسلام کو بلند کرنے کے لئے مقرر تھی واقع نہ ہوئی اور وَاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا (اور مجھ کو اپنے پاس سے ایسا غلبہ دیجئے جس کے ساتھ نصرت ہو) اس زمانہ میں متحقق نہ ہوا اور تمام مسلمانوں میں اُس کا حکم نافذ نہ ہوا اور مسلمان سب کے سب اُس کے حکم کے تحت نہ آئے اور کوئی صاحبِ عقل جس طرح اس کا انکار نہیں کر سکتا کہ آج آفتاب مشرق سے طلوع ہوا ہے اسی طرح اس معنے کا انکار نہیں کر سکتا۔

Marfat.com

لیکن نکتہ دیگر است کہ غیر اہل بصیرت نمی
شناسد ؎
بہر نظر مہِ من جلوہ می کند لیکن
کس آن کرشمہ نہ بیند کہ من ہمے نگرم
و آن نکتہ آن است کہ انبیاء بر اُمتِ خود و خلفاء بر
رعیتِ خود فضیلتے کہ یافتہ اند سرّ آن و مخ در آن
جارحۂ تدبیر الٰہی بودن است و واسطۂ اصلاح عالم
شدن و این سرّ و مخ در خلفائے ثلٰثہؓ علیٰ وجہہ متحقق
بود بشہادۃ النقل والعقل و در حضرت مرتضیٰ نہ
ہر چند این معنے در حق وی رضی اللہ عنہ نقصے پیدا نہ
کرد زیراکہ وی ساعی بود در اقامت دین اگرچہ میسّر نہ
شد لیکن فضیلتِ جارحۂ الٰہی بودن دیگر است و آن
اگر می بود احکام خلافت خاصہ از وی متخلف نمی شد
و این اقوی وجوہ افضلیتِ مشائخ ثلٰثہ است بر
حضرت مرتضیٰ تفاضل اصحاب یمین باہم باعتبار
صحتِ نیت و کثرتِ عمل است و تفاضل این بزرگوارا
باہم باعتبار مانند نَے در دستِ نائی بودن است مانند
تیر در دستِ رامی وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
رَمٰى بوئی است ازین بوستان وَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ
رمزی است ازین داستان آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم باعتبار صحتِ نیت افضل نشدند ازان
انبیاء کہ اُمتِ ایشان کم بود از اُمتِ آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ ہرچند
اُمت بیشتر جارحیت فیوض الٰہی قوی تر ؎

لیکن ایک نکتہ اور ہے جس کو اہلِ بصیرت کے سوا دوسرا نہیں پہچان
سکتا ؎ بہر نظر الخ
یعنی میرا چاند (یوں تو) ہر نظر پر جلوہ کر رہا ہے۔
لیکن کوئی وہ کرشمہ نہیں دیکھتا جو میں دیکھ رہا ہوں؛
اور وہ نکتہ یہ ہے کہ انبیاءؑ نے اپنی اُمت پر اور خلفاءؓ نے اپنی رعیت
پر جو فضیلت پائی ہے اس کا راز اور اس کا مغز اس بارے میں ان کا
جارحہ (یعنی آلہ) تدبیرِ الٰہی ہونا ہے اور واسطۂ اصلاحِ عالم ہونا اور
یہ سرّ اور مغز خلفائے ثلٰثہ میں اپنی صحیح صورت میں متحقق تھا عقل
اور نقل دونوں اس پر شاہد ہیں اور حضرت مرتضیٰؓ کے حق میں اگرچہ
اس معنے نے کوئی نقص پیدا نہیں کیا کیونکہ وہ اقامتِ دین میں ساعی
تھے اگرچہ میسّر نہ ہوئی، لیکن جارحۂ الٰہی بننے کی فضیلت ہونا اور بات
ہے۔ اور وہ اگر ہوتی تو خلافتِ خاصہ کے احکام اُن سے متخلف نہ ہوتے
اور مشائخ ثلٰثہؓ کی افضلیت کی وجوہ میں سے جو حضرت علی مرتضیٰؓ
پر اُن کو ہے یہ سب سے قوی وجہ ہے۔ اصحاب یمین کا تفاضل باہم صحتِ
نیت اور کثرتِ عمل کے اعتبار سے ہے اور ان بزرگواروں کا تفاضل باہم
باعتبار مثل نَے کے بن جانے کے ہے نَے نواز کے ہاتھ میں اور مثل
تیر کے، پھینکنے والے کے ہاتھ میں وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ
اللّٰهَ رَمٰى ایک خوشبو اسی باغ کی ہے (یعنی وہ خاک کی مٹھی
جب (بظاہر) تم نے پھینکی تھی (درحقیقت) تم نے نہیں پھینکی تھی
بلکہ وہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھی) اور وَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ (یعنی
میں دوسری اُمتوں کے سامنے (بروزِ قیامت) تم پر فخر کرنے
والا ہوں گا) اسی داستان کی ایک رمز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم اُن انبیاءؑ سے جن کی اُمت آپؐ کی اُمت سے کم تھی باعتبار
صحتِ نیت کے افضل نہیں ہوئے، بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) جس قدر
اُمت زیادہ ہوگی فیوض الٰہی کی جارحیت قوی تر ہوگی ؎ تشریف دست

؎ حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں ؎ گوئی توفیق وکرامت درمیاں افگندہ اند ۔ کس بمیدان درنمی آرد سواراں راچہ شد ۔ (توفیق وکرامت کی گیند درمیان
میں ڈالدی گئی ہے شہسواروں کو کیا ہوگیا کہ کوئی بھی میدان کا رخ نہیں کرتا) شاہ صاحبؒ کے اس شعر کا منشا یہ ہے کہ خلفاء ثلاثہؓ کے بعد اب وہ گوئے
توفیق وکرامت میدان سے اٹھائی جاچکی تھی۔ دستِ سلطان (شاہِ مرداںؓ) کی قوت میں کلام نہیں اور اس نے چوگان بھی پورے زور سے مارا مگر خالی
رہا جب کہ وہ گوئے توفیق وکرامت موجود ہی نہ تھی تو وار خالی گیا اس لئے اب مسابقت اور تفضیل کا سوال ہی باقی نہ رہا واللہ اعلم ۔ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

ہ تشریف دستِ سُلطان چوگان بَرد لیکن
بے گوئی روزِ میدان چوگان چہ کار دارد؟
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسبب فتحِ مکہ متزاید
نشدند در نبوّتِ خود و اوصافِ باطنیۂ خود کہ خدائے
تعالیٰ آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم بآن مخصوص
گردانیدہ بود بلکہ ہر چند بدنِ فتوح بالیدہ تر
رُوحِ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحاً مُّبِیْناً لِیَغْفِرَ لَکَ
اللّٰہُ الآیۃ روشن تر۔

سوال اگر گوئی این سخن در حربِ جمل و
صفین مسلّم است زیراکہ این حرکاتِ عنیفہ مقتضے
تخیر نشدند بلکہ ساعت بساعت اختلافِ مسلمین و
نقدِ جمعیتِ ایشان برروئے کار آمد لیکن در حرب
نہروان جارحۂ فیضِ الٰہی بودہ است زیراکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حقِ آنجماعہ فرمودہ اند
لَئِنْ اَدْرَکْتُھُمْ لَاَقْتُلَنَّھُمْ قَتْلَ عَادٍ۔

گوئیم اینجا تحقیقے است شریف فرق است
درآنکہ شیوعِ اسلام وایتلافِ مسلمین فیما بینھم و
کبتِ کفّار و شکستِ ایشان روز بروز متزاید شود و
درآنکہ از میانِ مسلمین فرقۂ مارقہ بسببِ شبہہ کہ از
بعض احکامِ خلیفہ ناشی شدہ است سر برآرند و با
مسلمانان بہ پیچند و خلیفہ سعی در کبتِ آنجماعہ فرماید
مثلِ اوّل آنست کہ طفل را پرورش دہند تا از مرتبۂ
طفلی بسنِ ترعرع برسد و از آن مرتبہ بحدِ جوانی
ترقی نماید و مثلِ ثانی مثل آنکہ استادِ نجّار برائے
مصلحتے تیشہ بر چوب می زد اتفاقاً خطا
کرد تیشہ برپائے خودش رسید درین حالت
واجب شد بروی کہ ترک شغلِ نجّاری کند و
باصلاحِ پائے خود مشغول گردد و درین
مبحث غلط نہ کنی

سُلطان الخ (ترجمہ: بادشاہ کے دستِ ذی شرف نے بلّا مار دیا
لیکن بغیر گیند کے میدان کے دن بلّا کیا کام کرے گا؟)
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف بسبب فتح مکہ کے زیادہ بلند تر
نہیں ہوئے اپنی نبوّت اور اپنے اوصافِ باطنی میں جن کے ساتھ خدا
تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخصوص کیا تھا بلکہ جسقدر
بھی فتوحات کا بدن (یعنی دائرہ) بڑھتا گیا اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحاً
مُّبِیْناً لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ الخ کی رُوح زیادہ سے زیادہ روشن ہوتی
چلی گئی۔

سوال اگر تم یہ کہو کہ یہ بات جنگ جمل وصفین میں تو مسلّم
ہے کیونکہ (اس سے اصلاح نہ ہو سکی اور) یہ ناشائستہ حرکات بند
نہ ہوئیں بلکہ ساعت بساعت اختلافِ مسلمین اور جمعیت کا فقدان
ہی ظہور میں آتا رہا۔ لیکن نہروان کی جنگ میں (جو ۳۸ھ میں خوارج
سے ہوئی تھی) حضرت علیؓ جارحہ فیضِ الٰہی بنے تھے کیونکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس جماعت کے حق میں فرمایا ہے کہ اگر میں نے ان
لوگوں کا زمانہ پایا تو میں ان کو ضرور قتل کروں گا مثل قتلِ قوم عاد
کے (کہ کسی کو باقی نہ چھوڑا جائے)۔

ہم کہتے ہیں اس موقع پر ایک قابل قدر تحقیق ہے۔ فرق
ہے اس میں کہ اسلام کا شیوع اور مسلمانوں میں الفت و یگانگت
باہمی اور سرکوبی کفّار اور ان پر شکست کا وقوع روز بروز بڑھتا
رہے اور اس میں کہ ایک فرقۂ مارقہ بسبب ایک شبہ کے جو کہ خلیفہ کے
بعض احکام سے پیدا ہوا سر اُٹھائیں اور مسلمانوں کو لپٹ جائیں
اور خلیفہ اُس جماعت کی سرکوبی میں سعی کرے۔ پہلے کی مثال یہ ہے
کہ ایک لڑکے کی پرورش کی جائے یہاں تک کہ وہ طفلی کے مرتبہ سے
نکل کر اُبھار کی عمر سے بڑھتا ہوا جوانی کی حد تک ترقی کرے۔ اور
دوسری قسم کی مثال یہ ہے کہ ایک اُستاد بڑھئی کسی اعلیٰ قسم کی چیز
کی تیاری کے لئے لکڑی پر بسولا مار رہا تھا کہ اتفاقاً اس سے خطا کر گیا
اور بسولا اُس کے اپنے ہی پاؤں پر آپڑا۔ اس حالت میں اُس کے لئے
یہ بات ضروری ہو گئی کہ شغلِ نجاری کو ترک کرے اور اپنے پاؤں کی
اصلاح میں مشغول ہو جائے۔ تم اس بحث میں مغالطے میں نہ پڑ جانا

Marfat.com

و این نکتہ دقیقہ را بر غیر محمل آن فرود نیاری غرض من آن نیست کہ حضرت مرتضیٰ ارض خلیفہ نبود یا در حکم شرع خلافت او منعقد نگشت یا سعی او در حروبے کہ پیش آمد للہ فی اللہ نبود اعوذ باللہ من جمیع ماکرہ اللہ بلکہ مقصود من این است کہ فضیلت جارحۂ فیض الٰہی بودن ظاہر نشد درین مقاتلات والا خیریت و اصلاح خلق فوج فوج ظہور می نمود و این دقیقہ کہ زبان فقہاء و متکلمین از تقریر آن کوتاہ است اثباتًا و نفیًا ازان گفتگو ندارند و فقہاء صحابہ ببرکت صحبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم این نکتہ را شناختہ اند و در احادیث صحیحہ بآن نکتہ اشارہ رفتہ ‡

اور اس دقیق نکتہ کو غیر محمل پر چسپاں نہ کر لینا۔ میری غرض یہ نہیں ہے کہ حضرت مرتضیٰ رض خلیفہ نہیں تھے یا حکم شریعت میں اُن کی خلافت منعقد نہیں ہوئی یا جو لڑائیاں اُن کو پیش آئیں اُن میں اُن کی سعی للہ فی اللہ نہیں تھی۔ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں ایسی تمام چیزوں سے جو اللہ کو ناپسند ہوں۔ بلکہ میرا مقصود یہ ہے کہ ان جنگوں میں فیض الٰہی کا جارحہ (آلہ) بننے کی فضیلت اُن میں ظاہر نہیں ہوئی۔ ورنہ آپ کا خیر ہونا (مسلّم ہے) اور اصلاحِ خلق بہت فراوانی کے ساتھ واضح ہوتی رہی ہے۔ اور اس باریک نکتہ میں فقہاء اور متکلمین کی زبانیں اُس کی تقریر سے کوتاہ ہیں۔ اثبات کے یا نفی کے طور پر کسی نے کلام نہیں کیا۔ ہاں فقہاء صحابہ رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت سے اس نکتہ کو پہچانا ہے اور احادیث صحیحہ میں اس نکتہ کی طرف اشارات کئے گئے ہیں ‡

کتاب کا مختصر حال جلد اوّل کے دیباچہ میں لکھا جا چکا ہے اور اس مطبوعہ کتاب کا بھی جس کو ترجمہ کے لئے پیش نظر رکھا گیا جو کہ ۱۲۸۶ھ میں مدار المہام صاحب ریاست بھوپال نے چھپوائی تھی۔ اسی کا ایک نسخہ اس جلد ثانی کے ترجمہ کے لئے بھی اصل قرار دیا گیا۔ حضرت مصنف رح نے فصل ہشتم کو ۲ مقصد پر منقسم کیا ہے۔ مقصد اوّل میں دلائل نقلیہ اور مقصد دوم میں دلائل عقلیہ لیکن یہ دوسرا جزء یعنی مقصد دوم غائب ہے۔ نیز مقصد اوّل میں بھی کمی محسوس ہو رہی ہے کیونکہ مصنف نے کسی موقع میں اجمال سے کام نہیں لیا جو کچھ فرمایا اس کو دلائل اور شواہد سے خوب واضح کیا ہے لیکن یہاں آخر حصہ میں اس قول کے بعد فقہاء صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت سے اس نکتہ کو پہچانا ہے اور احادیث صحیحہ میں اس نکتہ کی طرف اشارات کئے گئے ہیں" نہ فقہائے صحابہ رض کا کوئی قول درج ہے اور نہ اس نکتہ پر اشارہ کرنیوالی کوئی حدیث۔ یہ بات مصنف رحمہ اللہ کے معمول کے خلاف ہے۔ طباعت کا انصرام کرنیوالوں نے خاتمۃ الطبع میں کتاب کی زبان یعنی فارسی میں اس کمی پر اپنے احساس کا اظہار کیا ہے جس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

خاتمۃ الطبع: احقر محمد احسن عرض کرتا ہے کہ چھاپنے کے وقت جو کتابیں موجود تھیں اُن میں سے صرف ایک کتاب میں مقصد اوّل کی عبارت یہاں تک دستیاب ہوئی اور باقی کتابوں میں اس سے بھی تین ورق کم تھے۔ سیاقِ عبارت اور مصنف کی عادت ہے کہ خاتمہ رسائل کے موقع پر جا بجا لکھتے ہیں "ہذا آخر ما اردنا ایرادہ" وغیر ذٰلک معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقصد کچھ ناتمام رہ گیا ہے۔ فقیر نے بہت تلاش کے باوجود اس کے تتمہ پر قدرت نہ پائی۔ ناظرین سے اُمید ہے کہ اگر کہیں اُس کا نشان مل جائے تو اس میں اضافہ فرمادیں اور فقیر کو بھی اطلاع کردیں۔ والحمد للہ اوّلاً و آخراً و صلے اللہ علے خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین"

الحمد للہ تعالےٰ احسانہ کہ ترجمہ جلد ثانی ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا سے مورخہ ۲ ذیقعد ۱۳۸۲ھ بیوم پنجشنبہ فراغت ہوئی و صلے اللہ تعالےٰ علےٰ خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین ‡

اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ۔ دیوبند

Marfat.com

لغاتُ الحدیث

مؤلفہ علامہ وحید الزماںؒ

اس کتاب کا اصل نام "اسرار اللغۃ معہ انوار اللغۃ الملقب بہ وحید اللغات" تھا جو اَب "لغات الحدیث" کے مختصر نام کے ساتھ اصح المطابع کے زیر اہتمام طبع ہوئی ہے۔

اُردو زبان میں عربی لغات کے ترجمہ و تشریح سے متعلق آجتک اس درجہ کی کوئی جامع لغات شائع نہیں ہوئی۔ "لغات الحدیث" کی تالیف میں النھایۃ لابن الاثیر، مجمع بحار الانوار، القاموس المحیط، الصّحاح للجوھری، محیط المحیط، منتھی الارب، مجمع البحرین، الفائق للزمخشری، المغرب، شرح النھج العجیب اور لسان العرب جیسی معروف کتب سے مدد لی گئی ہے۔

اس عظیم الشان کتاب کی مدد سے عربی زبان کے الفاظ کی دریافت کے ساتھ ساتھ جملہ احادیث اہلِ سنت و امامیہ اور آثار صحابہ پر بھی بخوبی عبور حاصل کیا جاسکتا ہے۔

الفاظ کے تحت احادیث و آثار مع ترجمہ و شرح مندرج ہیں۔ شائقین علمِ حدیث اور ہر طبق کے علماء و طلبہ کے لئے ایک قابلِ قدر تحفہ ہے —— یہ کتاب چھ جلدوں میں مکمل ہے

نور محمد کارخانہ تجارتِ کتب آرام باغ کراچی

Marfat.com